نحمدہ و نشکرہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ و آلہ

در عہد سعادت مہد خدیو کامران فرمان فرمای شش صوبۂ دکن ظل اللہ حضرت آصفجاہ نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

تاریخ رشید الدین خانی

و در حاشیہ

تاریخ خورشید جاہی

حسب الحکم واجب الاذعان نور دیدۂ نواب امیر کبیر رشید جاہ خورشید الامرا خورشید الدولہ خورشید الملک تیغ جنگ محمد محی الدین خان بہادر دام ظلہم

در مطبع ریاض ہند علی گڈھ باہتمام محمد عباس خان طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ الملک الحی القیوم ... نظم ... سزاوار اوسی کو ہے جاہ و جلال * اوسی کے نہین ہے حکومت کو جسکے زوال * وہی جسکو چاہے جہان کے بہین پست و بلند * وہی جسکو چاہے کرے بہرہ مند * چونکہ وہ عادل اور انصاف پسند اور انتظام دوست ہے جو آفرینش کائنات سے انبیا مبعوث فرماتے اور سب کام کرنے اور نہ کرنیکے او نکو بتلاتے۔ اور بڑے بڑے بادشاہ با جاہ و شکوہ اور وزرای دانش پژوہ پیدا کئے تا بسبب سیاست انکی کے کہ لازمہ ریاست کا ہے اور باعث اونکے زور شمشیر اور صیانت ای با صواب اور قدرت تدبیر کے کسی ظالم کا ہاتھ کسی مظلوم اور ملہوف کے گریبان تک نہ پہونچے اور کوئی زبردست زیردست کو نستاوے۔ اور پہر اوسنے نافرمانون اور گردن کشون کیلئے آخرت کا دن مقرر فرمایا اور دوزخ و بہشت بنایا پس جو شہنشاہ کہ ایسا با عدل و داد اور جسکی سلطنت تا ابد الآباد ہو اوس کا وزیر بھی ایسا ہی ہونا چاہئے کہ جو

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کہ اسی نے اہتمام مملکت عقبیٰ کا حکام دین مبین انبیا و مرسلین اور اوصیای راشدین کو عنایت کیا ہے اور انتظام سلطنت دنیا کا بادشاہان کبار اور وزرای ذوی الاقتدار کو عطا فرمایا ہی رباعی

دفتر نہ ہو شکر حق کا اسلا ارقام	لکھا ہی کرین مدام گر جملہ انام
سوگند اُسی کی ہی وہ کرتا ہے نیک	ای تحیر ہمارے لئے کرتا ہے جو کام

سبحان اللہ حضرت ہمارے باعث روزگار صادق الاخبار ہادی راہ خدا شافع روز جزا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ خلاصہ کونین کے اور نتیجہ دارین کے ہین صَلُّوا عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمُوا لَا تَنْقَضِی بِانْقِضَاءِ الدُّھُوْرِ وَالْاَیَّامِ وَلَا تَنْقَطِعُ بِانْقِطَاعِ الشُّھُوْرِ وَالْاَعْوَامِ نظم

کمالِ دہر ہوا ختم نوعِ انسان پر	ہی اسمین ذات محمد کی سب سے افضل تر
کیا جو فکر تو معلوم یون ہوا ای تحیر	سوای خالق اکبر وہ سب سے ہی اکبر

امّا بعد اس خوشہ چین خرمن اساتذۂ متقدمین و متاخرین خادم الطلبا نائب الشعرا غلام امام خان ترین المتخلص بہ تحیر ابن محمد متہور خان ملک غفر اللہ ذنوبہما نے سنہ ١٢ ہجری

... نبی اور اوسکا دین دائم و قائم ... ہمیشہ کو ہی اور اوسکا دین و اسکی شریعت ... وفات پاک احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والسلام ... حضرت محمد نام ... لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ... جنکا لقب حیات النبی ہے اور جنکا دین تا روز قیام ... حیات مشرق و مغرب ... فرمایا ... جنوب میں ... خاتم النبیین و المرسلین ...

... صلی اللہ علیہ وسلم ... الیوم اکملت لکم دینکم ... خلفای راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ...

دیباچہ

نبوی مین بعہد قطب دائرۂ زمان ناصر اہل ایمان بحر الندا علم الہدیٰ اعلیٰ حضرت کَمَالُ الدَّهْرِ ثُمَّ عَلٰی نَوْعِ الْاِنْسَانِ وَكَمَالُ نَوْعِ الْاِنْسَانِ ثُمَّ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ٭ فَكَمَالُ الدَّهْرِ ثُمَّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ گردون بسلطنت فلک رفعت خورشید منزلت ثریا جاہ کیوان بارگاہ برجیش طلعت ناہید عشرت بہرام صولت قمر صورت نور حدقۂ دولت نور حدیقۂ سلطنت المؤید من السماء المنصور علی الاعدا سلیمان مکانی ظلِ سبحانی آیۂ رحمت یزدانی قبۂ چتر کامرانی جمشید مرتبت فریدون مملکت ہوشنگ فرہنگ کیقباد اورنگ منوچہر دبیر کیخسرو سریر جہان آرا اسکندر فخر نوشیروان عصر معدلت پیرا حاتم زمان رستم دوران خطاپوش عطاپاش خلایق پرور کرم گستر والی دکن رافع رنج و محن بندگان عالی متعالی حضور پرنور باعث سرور و سرور نواب مستطاب سلطنت مآب جہان پناہ آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ میر فرخندہ علیخان ٭ نظم

ناصر الدولہ بہادر یاور دینِ مبین	شہریارِ ملکِ دانش خسروِ گیتی ستان
عدل سے اسکے جہان نے غم سے پائی ہی نجات	سایۂ امن و امان مین اسکے ہین پیر و جوان
ہے غبار پاے اسکے آنکھہ گیتی کی خنک	ہے منوّر اسکے رخ سے دیدۂ اہلِ جہان
ہین ملک کرتے فلک پر صدق دل سے یہ دعا	جب تلک قائم ہے تختِ ارض و چترِ آسمان
شہریاران صدر پر کرتے رہین جب تک جلوس	حاکم و محکوم سے دیتے رہین جبتک نشان
دولت اسکی ہو حساب و عقل و دانش سے فزون	اسکی ہو اولاد سے معمور اقلیمِ جہان

خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ کے حسب الحکم قدر شیم فراز ندۂ چتر اجلال طراز ندۂ بساطِ اقبال فارس مضمار دلاوری تیغِ مسلولِ عرصۂ بہادری سحاب کرم عالی ہمم نظم

نکو صورت نکو سیرت نکو حال	جوان ہمت جوان دولت جوان سال
عطارد خامہ و بہرام شمشیر	سر دیباجۂ ارباب توقیر
ستونِ بارگاہِ ارجمندی	بہارِ گلستانِ ہوشمندی
سحابِ آبِ دریای فراست	فراتِ بذل و جیحونِ سخاوت

نواب معلی القاب اقتدار الملک اقتدار الدولہ بہادر جنگ محمد رشید الدین خان بہادر دام اقبالہ خلف سعید
ظہیر سلطنت آصفیہ ممد دولت نظامیہ ارسطو فطرت افلاطون خبرت مقبولِ کافۂ انام ممدوح خاص و عام قطعہ

ہر وقت ہے تدبیر پہ تقدیر کو ترجیح	اسکے تو سبھی ہین مقرای ہیچ جہان مین
دیتا نہین اپنی کوئی تدبیر کو ترجیح	وہ ذی خرد ایسا ہے کہ تدبیر پہ اسکی

اعنی نواب فلک جناب امیر کبیر وزیر ذی تدبیر شمس الدولہ شمس الملک شمس الامرا محمد فخر الدین خان بہادر
مد ظلہ العالی کے خلاصہ احوال فرمانروایان ہند و دکن کا راجہای کبار اور سلاطین ذوی الاقتدار سے مع ضمیمہ کیفیت
ورود و نزول افسران با فرہنگ اہل فرنگ کے اور جملہ سوانحات آشتی و جنگ انکی رؤسان سے اس دیار کے
ابتدای عروج سے انتہای نزول تک ہر ایک ریاست جداگانہ کے کتب قدیم و جدید سے جمع فریق اور اخبارات
حال کے انتخاب کرکے سلیس فقرات ہندی مین یہ ایک کتاب مختصر تیار کی ہے تا ارباب امارت اور
اصحاب متانت کو وقت تقریر اور تدبیر کے بکار آمد ہو اور نام اسکا اسم گرامی پر جناب ممدوح کے
تاریخ رشید الدین خانی اور مادۂ تاریخ بھی رشید الدین خانی ہے اور اس کتاب مین ایک مقدمہ اور تین
دفتر ہین اور دوسرے دفتر کے آخر مین ایک خاتمہ ہے اور تیسرا دفتر مشتمل ہے اوپر دو مقالون کے

اور مقالۂ ثانی متضمن ہے دو عنوان پر

دیباچہ

مقدمہ

ہندوستان کے راجاؤن کا بیان

چونکہ راجاؤن کے تاریخی حالات مین اختلاف ہے اس واسطے ہینے اسکی دو فصلین کردین پہلی فصل مین بارہ ۱۲ شعبے ہین اور دوسری مین پندرہ ۱۵ - چنانچہ ہر ایک شعبہ کا بیان جدا جدا کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ

فصل اول حسب بیان صاحب سیر المتاخرین اسمین ۱۲ شعبے ہین

زمانہ سابق مین ہندوستان کی عنانِ حکومت راجہ **چھتری** کے ہاتھ مین تھی **شہر ہستناپور** اوسکا پایۂ تخت تھا اور اسکا اصلی نام راجہ **بھرت** ہے یہ راجہ نہایت دادگستر اور رعیت پرور تھا اِسکے بعد اُسکے سات بیٹے یکی بعد دیگری جانشین ہوئے - آٹھوین پشت مین ایک راجہ مسمی راجہ کر پیدا ہوا نامی شہر کرچھتر **تھانیسر** اوسی کے نام سے موسوم ہے اسکی اولاد کو **کوروان** کہتے ہین راجہ کور کی چھٹی پشت مین راجہ **چھتر بھوج** نے بہت بڑی ناموری سے سلطنت کی اسکے تین ۳ بیٹے ہوئے (۱) **دہرتراشت** (۲) **پانڈ** (۳) بدر - چھتر بھوج کے بعد اوسکا منجھلا بیٹا **پانڈ** جانشین ہوا اوسنے بڑی عظمت حاصل کی اوسکی اولاد کو اوسی کے نام سے **پانڈوان** کہتے ہین اسکے پانچ بیٹے ہوئے (۱) **جدہشٹر** روئین تن (۲) **بھیم سین** (۳) ارجن کنتی بیوی سے (۴) **انکل** (۵) **سہدیو** مادری بیوی سے - راجہ چھتر بھوج کے بڑے بیٹے **دہرتراشت** کے ۱۰۱ بیٹے بنام **کندھاری** ہوئے اوسکی بڑی بیوی کھستی نہ ہارعرف قندہار دیس کے راجہ کی بیٹی تھی کہتے ہین کہ اسکے بطن سے ۱۰۰ بیٹے ہوئے سب سے بڑے کا نام **ورجودہن** تھا اور ایک لڑکا بقال کی لڑکی سے ہوا جسکا نام **لوجہ** ہے - پانڈ کے بعد

دہتراشت کا بڑا بھائی اوسکا جانشین ہوا دہتراشت کے عہد حکومت مین پانڈ کے پسر کلان جدہشٹر اور درجودہن بڑے بیٹے دہتراشت کے مابین باہمی نفاق کے آثر پیدا ہوگئے تھے مگر درجودہن نے یاوری طالع اور اپنے باپ اور دیگر وزرا کی امداد سے ۱۳ سال تک حکمرانی کی آخرکار جب وقت معہود آپہونچا جدہشٹر سے ایک جنگ عظیم برپا ہوئی کہ اس زمانہ تک ایسے خوفناک واقعات اس ملک مین وقوع پذیر نہین ہوئے - درجودہن اس معرکہ مین مارا گیا اور جدہشٹر مستقل حاکم ہوگیا - اس جنگ کے تفصیلی حالات کتاب **مہابھارت** مین مذکور ہین جو **بیاس** نامی حکیم نے تصنیف کی ہے اور **ابوالفیض فیضی** نے زبان فارسی مین اوسکا ترجمہ کیا ہے - مہابھارت کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مہا ہندی مین بڑے کو کہتے ہین اور بھارت لڑائی کو کہتے ہین اس لڑائی مین بہت آدمی مارے گئے - بعض کا قول ہے پانچ لاکھ سینتالیس ہزار (٥٤٧٠٠٠) اور بعض کا قول ہے کہ چھیانوی لاکھ (٩٦٠٠٠٠٠) لیکن یہ تعداد قیاس مین نہین آسکتی اس لڑائی مین صرف گیارہ اشخاص کی جان بچی تھی ازانجملہ جدہشٹر کے ۴ بھائی اور ۲ ہمراہی اور درجودہن کے لشکر مین سے صرف ۴ باقی رہے تھے اور **کشن جی** بھی اسی زمانہ مین تھے ہنود جنکی پرستش کرتے ہین اور دفتر سوم مین اونکا ذکر آئیگا بلکہ وہ مہابھارت مین شریک اور جدہشٹر کے طرفدار تھے - جدہشٹر کے ۲ رفقا جو اس جنگ مین محفوظ رہے تھے اونمین سے ایک کشن جی اور ۲ دوسرے لوگ تھے ؏

شعبہ اوّل راجہ جدہشٹر اور اُسکی اَوْلاد کے بیان مین

راجہ جدہشٹر کے حالات

فتحمندی کے بعد جدہشٹر شہر ہستناپور سے جو اوس زمانہ کے فرمانرواؤن کا پایہ تخت تھا روانہ ہوا اور اپنے چچا دہتراشت کی خدمت مین حاضر ہوکر درجودہن کے مارے جانیکا واقعہ اوس سے بیان کیا اور بہت

ہندوستان کے راجون کے بیان مین
مقدمہ

جو نہایت زیرکی اور کاردانی سے ... ہوتی ہین اون کا انجام بخیر و خوبی ہوا کرتا ہے جو عاقل بلند فہمی سے اونکی پیروی کرتا ہے اور حسب فحوای اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (خدا نے اون لوگون کی راہبری کی ہے تو بھی (محمدؐ) اونکی ہدایت کی پیروی کر) ایسے اعمال کی بنیاد اونھین کے اعمال پر رکھتے ہین اور اونھین کے موافق اپنی کوششون کو مسلسل رکھتے ہین تو اوسکے نتائج عمدہ اور مقرون بہ کامیابی ہوتے ہین اور کبھی کسی شخص یا جماعت ...

مقدمہ ہندوستان کے راجون کے بیان مین

عذرخواہی کی اور اوسکو رضامند کرلیا اور چچا کی اجازت سے رخصت ہوکر مع اپنے بھائیون کے جہانبانی مین مصروف ہوا جدہشتر راست گفتار نیک کردار عادل و فیاض تھا اُسکے حکم سے کوئی سرتابی نہین کرسکتا تھا کبھی اوسنے جھوٹ نہین بولا اکثر ملکون پر قبضہ کیا اور اکثر فرمانروایون کو اپنا محکوم بنایا یہانتک کہ اُسکا حکم ہفت اقلیم پر جاری و ساری تھا روزانہ اسّی ہزار (۸۰۰۰۰) برہمنون کو کھانا کھلاتا تھا اور اپنے چچا کی رضاجوئی کو ہر امر مین پیش نظر رکھتا تھا اُسکے عہد مین وقت پر بارش ہوتی تھی قحط و وبا چور اور رہزنون سے بندگانِ خدا آسودہ تھے آخرکار جدہشٹر نے بھائیون کے مشورہ اور اتفاق سے فرمانروائی کا قشقہ پرکچھت پسر ابہمن پسر ارجن پسر پانڈ کی پیشانی پر لگایا اسکے سوا پانچون بھائیونکی اولاد مین کوئی ملک و مال کا وارث باقی نرہا تھا جدہشٹر نے سلطنت کے تعلقات سے کنارہ کشی کی اور سیاحت کے ارادہ سے شہر کے باہر نکلا اوسوقت چارون بھائی بھی اوسکی رفاقت کو پسند کرکے ہمراہ ہوئے دشت پیمائی کے بعد **کوہ بدری** مین اوسنے ریاضات شاقّہ کین اور کفارہ گناہون کے واسطے برف کے پہاڑ مین جنکو **کوہ ہمانچل** کہتے ہین برف کی طرح کشادہ پیشانی سے آپ کو گلادیا دنیا مین اپنی قوم و ملک مین نیکنام اور آخرت مین سربلند ہوا۔ بعض ہنود کا اعتقاد ہے کہ جدہشٹر جسم عنصری کے ساتھ بیکنٹھ کو روانہ ہوا کوروان اور پانڈون کی مدت سلطنت متفقانہ چہتر ۷۶ سال ہے اور دریجودہن کی تنہا تیرہ ۱۳ سال اور جنگ مہابھارت اور دریجودہن کے مارے جانیکے بعد جدہشتر کی ۳۶ سال ہے یہان تک کل مدت ایکسو پچیس سال ہوئی +

راجہ پرکچھت کا بیان

جدہشتر کے ترک دنیا کرنے کے بعد **پرکچھت** بن ابہمن بن ارجن بن پانڈ نے حکمرانی شروع کی اور مدت دراز تک جہانبانی مین مصروف رہا وہ اپنے اسلاف کی طرح عدل گستر اور رعیت پرور تھا صورت و سیرت مین

زیبا نور وقوت مین بی ہیتا تھا آخر کار ایک عابد کی بد دعا سے تچھک نامی سانپ نے اُسکو کاٹا اور وہ مرگیا اسکی مدت سلطنت ساٹھ سال ہے۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ برہما نے کتاب وید جو مذہب ہنود کے احکام مین تالیف کی ہے اُسکے ایک لاکھ اشلوک ہین حکیم بیاس نے اور اُسکی تشریح کرکے چھ لاکھ اشلوک کردیے ہین اور آخر مین ایک لاکھ اشلوک مین کورو اور پانڈو کی لڑائیان بیان کی ہین اور مہابھارت اُس حصّہ کا نام رکھا ہے ✤

راجہ جنمی جی کا بیان

وزرا اور امرا نے اتفاق کرکے راجہ جنمی جی پسر راجہ پریچھت کو جانشین کیا باوجود خُردسالی کے اس راجہ نے امور سلطنت کو ایسا منضبط کیا کہ کسی کو یارای مخالفت نہ ہوا تمام رعایا آسودہ اور خوشحال رہی چند روز کے بعد شمالی اطراف کی جانب لشکرکشی کرکے وہان کے فرمان روایون کو محکوم بنالیا اور اُنکے ملکون کو قبضہ مین کر کر دار السلطنت ہستناپور کو مراجعت کی اس مہم کے بعد اوسنے چاہا کہ سانپون سے اپنے باپکے خون کا انتقام لے اس لئے افسون گرون کو جمع کرکے حکم دیا اُنھون نے آگ روشن کرکے منتر پڑھے اُنکی تاثیر سے خود بخود سانپ ہر جگہہ سے آآکر آگ مین جلنے لگے ہر روز بے تعداد سانپ جلتے تھے یہانتک کہ سیس نامی ناگ نے جسکے جسم پر ہزارون سر ہین اور درمیانی سر پر حسب اعتقاد بعض قوم کے زمین کا کُرہ رکھا ہوا ہے اِسنے بھی چاہا کہ اپنے آپ کو جلادے لیکن مشیت خالق مین نہ تھا کہ کرۂ زمین اسکی وجہ سے متزلزل ہو اور سانپونکی نسل تباہ ہوجائے دفعتًا ایک برہمن راجہ کی مجلس مین حاضر ہوا اور اس خوبی سے تقریر کی کہ راجہ کی آتش غضب فرو ہوگئی اور باقی سانپون نے مع سیس ناگ کے اُس آتش جان ستان سے نجات پائی اس راجہ کا انتقال اجل طبعی سے ہوا مدت سلطنت اُسکی ۸۴ سال ہے

راجہ اسمند اور اُسکے پیروون کا بیان

باپ کے بعد راجہ اسمند بن راجہ جینی جی نے اپنے بزرگونکی طرح رعیت نوازی اور دادگستری کو اپنا شعار کیا ۴۸ سال ۲ ماہ سلطنت کرتا رہا اُسکے بعد راجہ ادہین بن اسمند ۸۰ سال دو ماہ تک مرجع حکومت رہا اسکے بعد اس خاندان کا سلسلۂ حکومت حسب ذیل باقی رہا۔ راجہ فہاجی بن ادہین ۱۸ سال ۱۱ ماہ راجہ جسرت بن مہاجی ۵۷ سال دو ماہ۔ راجہ دشت دان بن راجہ جسرت ۴۷ سال ۳ ماہ۔ راجہ اگرسین بن راجہ دشت دان ۴۷ سال ۸ ماہ۔ راجہ سورسین بن راجہ اگرسین ۸۰ سال۔ راجہ سدشت سین بن راجہ اگرسین ۵۴ سال ۲ ماہ۔ راجہ ہمی بن راجہ سدشت سین ۹۴ سال پانچ ماہ۔ راجہ برجیل بن راجہ ہیمی ۳۴ سال ۷ ماہ راجہ سوتھپال بن برجیل ۲۴ سال ایک ماہ۔ راجہ نرہردیوا ۱۵ سال ۱۱ ماہ راجہ سوچرتھ بن نرہردیو ۴۳ سال ۱۱ ماہ۔ راجہ بھوپ بن راجہ سوچرتھ ۸۵ سال ۳ ماہ۔ راجہ سوبن بن راجہ بھوپ ۵۵ سال ۸ ماہ راجہ سید ہادی بن راجہ سوبن ۲۵ سال۔ راجہ سرون چر بن راجہ سید ہادی ۵۰ سال ۸ ماہ۔ راجہ بھیکم بن راجہ سرون چر ۴۴ سال ۹ ماہ۔ راجہ پدہارت بن راجہ بھیکم ۵۴ سال ۱۱ ماہ۔ راجہ دسوان بن راجہ پدہارت ۳۴ سال ۹ ماہ۔ راجہ اوتی بن راجہ دسوان ۴۴ سال ۲ ماہ۔ راجہ امنی بن راجہ اوتی ۱۵ سال راجہ وندیال بن راجہ امنی ۳۸ سال۔ راجہ ورسال بن راجہ وندیال ۴۰ سال ۳ ماہ۔ راجہ شیباک بن راجہ ورسال ۳۶ سال۔ راجہ کہیم بن راجہ شیباک ۸۵ سال ۵ ماہ۔ راجہ کہیمن بن راجہ کہیم ۸۴ سال ۱۱ ماہ فقط الحاصل راجہ جدہشتر سے راجہ کہیمن تک ان تیس اشخاص نے ممالک ہند مین فرمانروائی کی۔ راجہ کہیمن لاابالی مزاج تھا امرا اس سے بددل ہوگئے اور اسکے وزیر سے جسکا نام بسروا تھا سب ملگئے اس

مقدمہ ہندوستان کے راجاؤن کے بیان مین

جنکے پیچیدگیان پیش آتی ہین اور مناصب و حکومتون کا زوال ہوتا ہے خاصۃً بلند طبع عالی ہمت لوگ جب گذشتہ لوگون کے فضایل پسندیدہ اور اخلاق گزیدہ مین تامل کرینگے تو اونکو رشک وغبطہ پیدا ہوگا اونکے جذبات مین جنبش ہوگی اور دل سے خواہان ہونگے کہ سابقہ جماعت کی اس دور مین سبقت لیجائین (۳) ارباب امارت بہت ملکی مصالح کی حفاظت مین مصروف رہتے ہین ان مہمات کے انکار سے اکثر پراگندہ دل رہا کرتے ہین تاریخی حالات

وزیر نے سلطنت کی طمع سے کیمن کو مار ڈالا اور خود سریر آرا ہوگیا اور یہان سے پانڈوون کی نسل کا اختتام ہوگیا اور راجہ بسروا کے خاندان مین حکومت آگئی۔ مدت حکومت قوم جدہشٹر کی آغاز سے ایک ہزار آٹھ سو چونسٹھ سال ہے اور آغاز سلطنت راجہ جدہشٹر سے اختتام حکومت راجہ کہیمن تک ایک ہزار سات سو ستر برس دس ماہ ہے اور ابتدای کورون اور پانڈون سے ایکہزار آٹھ سو چھپن سال ہے

شعبہ دوم راجہ بسروا اور اُسکی اولاد کے بیان مین

راجہ بسروا نے پایۂ وزارت سے درجۂ سلطنت پر ترقی کرکر ۷ سال چار ماہ فرمانروائی کی اُسکے بعد اُسکا بیٹا راجہ سورسین ۴۲ سال ۸ ماہ تخت نشین رہا اُسکے بعد راجہ بیرساد ۵۲ سال دو ماہ اور آخر تک اُنکے سلسلۂ خاندان کی ترتیب حسب ذیل ہے۔ راجہ اَتہک ساہ ۴۷ سال ۹ ماہ - راجہ برجیت ۳۵ سال ۱۱ ماہ - راجہ دربہ ۴۴ سال ۳ ماہ - راجہ سودپال ۳۳ سال ۹ ماہ - راجہ بورمت ۴۲ سال ۲ ماہ - راجہ سنجی ۲ سال ۳ ماہ - راجہ امرجودہ ۴۲ سال ۴ ماہ - راجہ نین پال ۲۲ سال ۱۱ ماہ - راجہ سروسی ۴۷ سال ۷ ماہ - راجہ پدرہارت ۲۵ سال ۵ ماہ - راجہ بڈھل ۴۱ سال ۸ ماہ - الحاصل یہ چودہ اشخاص بسروا سے جو پانڈون کے خاندان کے بعد سلطنت آرا ہوئے تھے راجہ بڈہل تک ملک ہندوستان مین سریر آرا رہے راجہ بڈہل دائم الخمر تھا پرباہ نامی وزیر نے قابو پاکر غفلت کی حالت مین اوسکا کام تمام کیا اور خود ملک کا مالک ہوگیا یہان سے انکا سلسلہ ختم ہوا اور امور سلطنت دوسرے خاندان مین منتقل ہوگئے۔
خاندان بسروا کے سلطنت کا پورا زمانہ اصل کے لحاظ سے ۵۰۱ سال ہے اور جمع کے لحاظ سے

(٭) ۵۰۰ سال دو ماہ (٭)

مقدمہ ہندوستان کے راجاؤن کے بیان مین

تاریخ کے جمع کرنے مین شرائط کا بیان جو ضروری ہیں

مقدمہ ہندوستان کے راجاؤن کے بیان مین

شعبہ سوم راجہ پرباہ اور اسکی اولاد کی بیان مین

راجہ پرباہ جب وزارت سے پایہ سلطنت کو پہنچا حسب ذیل اوسکے خاندان مین حکومت کا قرنا بجتا رہا خود وہ ۳۵ سال تک حکمران رہا۔ راجہ جنجاب سنگہ ۲۷ سال ۷ ماہ۔ راجہ شرکہن ۱۲ سال۔ راجہ مہیپ ۲۵ سال ۴ ماہ۔ راجہ بہارامل ۴۴ سال ۸ ماہ۔ راجہ سروپ دت ۲۸ سال ۳ ماہ راجہ مترسین ۴۴ سال ۳ ماہ۔ راجہ سکہدان ۲۷ سال ۲ ماہ۔ راجہ جیمل ۲۸ سال ۲ ماہ۔ راجہ کلنگ ۳۹ سال ۴ ماہ۔ راجہ کلمن ۴۶ سال۔ راجہ سرمرون ۸ سال ۱۱ ماہ۔ راجہ جیون جاٹ ۲۶ سال ۹ ماہ۔ راجہ مری چک ۱۳ سال ۲ ماہ۔ راجہ برسین ۳۶ سال دو ماہ راجہ ادہت ۳۹ سال ۱۱ ماہ فقط الحاصل راجہ پرباہ سے راجہ ادہت تک ۱۶ اشخاص سرزمین ہند مین پایہ افراز راجگی ہوئے جب راجہ ادہت کو مرتبہ ریاست حاصل ہوا اور زور برنائی اور غرور فرمانروائی سے ہر ایک امر مین بے پروائی کرنے لگا راجہ دندہر کے وزیر پُرتزویر نے عادت قدیم زمانہ کے موافق اوسکو بگرای ملک عدم کا کرکے وسادۂ سلطنت کو اپنا تکیہ گاہ بنایا اب یہان سے راجہ پرباہ کا خاندان تمام ہوا اور دولت نے راجہ دندہر کی طرف رُخ کیا پورا زمانہ خاندان پرباہ کی حکومت کا اصل کے لحاظ سے چار سو چھیالیس سال ہے اور بلحاظ جمع ۱۵۴ سال ۸ ماہ ؂

چوتھا شعبہ راجہ دندہر اور اُسکے جانشینونکی بیان مین

راجہ دندہر نے وزارت سے سلطنت حاصل کرکے ۴۱ سال ۶ ماہ جہانبانی کی اوسکے بعد حسب ذیل اُسکے جانشین ہوئے۔ راجہ سورسین دہوج ۴۵ سال ۳ ماہ راجہ میگنگ ۴۱ سال دو ماہ راجہ مہاجودہ ۳۴ سال راجہ ناتھ ۲۸ سال راجہ جیون راج ۴۵ سال ۷ ماہ راجہ اودے سین ۳۷ سال ۵ ماہ راجہ انندجل ۱۵ سال راجہ راجپال ۲۶ سال فقط اس راجہ نے اپنی دلیری سے بہت سے شہر فتح کئے اور اکثر فرمانروایون

محکوم بنایا وہ بکمال نخوت وغرور سے کسیکی پرواہ نہ کرتا تھا آخر کار سکونت نامی نے جسکا دامن کوہ کمایون مین تھوڑا سا ملک تھا بعض امرا کی تحریک سے راجہ پر لشکرکشی کی مشیت ایزدی سے سکونت غالب ہوگیا اور راجہ میدان مین مارا گیا یہان سے دولت پھر منتقل ہوگئی راجہ دندہر سے راجہ جیپال تک ۹- اشخاص ۴۴۰ سال اصل کے موافق اور ۸۴۴ سال اور ۱۱ ماہ جمع کے موافق فرمانروا رہے ✣

پانچوان شعبہ راجہ سکونت کا بیان

راجہ سکونت جب والی سلطنت ہوا تو اسنے امرا اور وزرا سے مغرورانہ بدسلوکی کی اور نہایت کم ہائگی اور تنگ حوصلگی سے وہ امور عمل مین لایا جو فرمانرواؤن کے شایان نہ تھے اسکے ماسوا ہمیشہ افیون کے نشہ مین سرشار رہتا تھا چندعرصہ مین ارکان دولت اوس سے بددل ہوگئے اور راجہ بکرماجیت کو جو اسکا معاصر تھا لشکر کشی پر آمادہ کیا اور اس راجہ بکرماجیت نے شہر اندرپٹ یعنی دہلی کی جانب رُخ کیا جو اسکا دارالسلطنت تھا راجہ سکونت نے بھی مقابلہ کیلئے صف آرائی کی جب دونون لشکر مقابل ہوئے راجہ سکونت رزمگاہ مین مارا گیا مدت سلطنت اوسکی ۱۴ سال ہے ✣

چھٹا شعبہ راجہ بکرماجیت کے بیان مین

راجہ بکرماجیت راجہ کندرپ سین بن راجہ اندر کا بیٹا ہے جسکا ذکر دفتر سوم مین آئیگا سکونت کے قتل ہونیکے بعد دہلی پر اُسکا قبضہ رہا اور اخیر عمر مین موافق تحریر نسخہ راجادبی اور راج ترنگی کے ایک جوگی نے جسکا نام سمندرپال تھا فریب دیکر اوسکو قتل کیا اور خود اوسکی جگہ فرمانروا ہوگیا ✣

ساتوان شعبہ سمندرپال اور اُسکے جانشینونکے بیان مین

بکرماجیت کے بعد سمندرپال دہلی کا راجہ ہوا اگرچہ اسنے امور جہانبانی مین نہایت جد وجہد کی لیکن آخر کار ناکامی کے

ساتھ رہ نورد عالم عدم ہوا اوسکی مدت سلطنت ۴۴ سال ۲ ماہ ہے اور پھر حسب تفصیل ہذا اوسکے جانشین
ہوتے گئے۔ راجہ چندر پال بن راجہ سمندر پال ۴ سال ۵ ماہ نین پال ۱۵ سال ۵ ماہ دیس پال ۴۷
سال ۲ ماہ نرسنگہ پال ۴۸ سال ۳ ماہ سوبہ پال ۳۷ سال ۱۱ ماہ لکھہ پال ۲۸ سال ۳ ماہ انبرب پال ۲۷
سال ۲ ماہ مہی پال ۵۵ سال ۵ ماہ بیم پال ۴۸ سال ۸ ماہ گوبند پال ۳۷ سال ۹ ماہ پتی پال ۳۹ سال
۱۱ ماہ ہرپال ۴۴ سال ۹ ماہ مدن پال ۳۱ سال دو ماہ کرم پال ۴۵ سال ۵ ماہ بکرم پال ۴۴ سال ۲ ماہ فقط
الغرض یہ سولہ اشخاص یکی بعد دیگری حاکم ہوتے چلے آئے بدایت سمند رپال سے ہوئی اور بکرم پال
پر اوسکا خاتمہ ہوا اور بکرم پال کے وقت مین کہ اوسنے اپنے باپ کے قایم مقام ہوکر مملکت ستانی کا شغل
وطریقہ گروانا تھا اور اکثر حکام سے خراج لیکر اپنے تصرف مین لایا تھا جب اسکے ایام زندگی کے پورے
ہوئے اور خدای تعالی کا یہ ارادہ ہوا کہ اسکے خاندان سے راج منتقل ہو۔ تو بموجب تحریک کارکنان قضا
وقدر کے راجہ **تلوک** سے اوسپر فوجکشی کی بکرم پال عین معرکہ جنگ وجدال مین مارا گیا۔ تمام حکام
مذکور الصدر کی مدت حکومت باعتبار اصل کے ۴۴۳ سال ہوتی ہے اور از روی شمار کے ۴۴۱ سال
۸ مہینے ہوتی ہے سیکڑون برس کی غلطی کا سبب نہین معلوم ہو سکتا یا کاتب کے سہو سے یا کسی اور
دوسرے سبب سے

آٹھوان شعبہ راجہ تلوک چند اور اوسکی اولاد کے بیان مین

شروع شروع مین راجہ **تلوک چند** صرف سٹرانچ کا ہی ملک رکھتا تھا اور اندریت کے حکام کو خراج دیا
کرتا تھا جب اوسکے اقبال نے یاوری کی تو بکرم پال سے مقابلہ ہوا اور پوری فتح وکامیابی اُسکو حاصل
ہوئی ازان بعد اندریت مین آکر تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوا۔ لیکن موت نے اوسکو فرصت نہ دی اوسکا

ایک کتاب مسمی مجمع السلاطین

جلد انتقال ہوگیا اوسکی مدت سلطنت ۲ سال ہے اِسکے بعد راجہ کرم چندین راجہ تلوک چند نے (۲۲) سال ۷ مہینے راج کیا بعد ازان کانچند نے ۴ سال ۳ مہینے رام چند نے ۱۴ سال ۱۱ مہینے اور ہرچند نے ۱۰ سال ۲ مہینے کلیان چند نے ۱۵ سال ۰ مہینے بھیم چند نے ۱۸ سال ۳ مہینے گوبند چند نے ۲۲ سال ۲ مہینے اِسکے بعد نید چند کی زوجہ مسماۃ رانی ہیم دیوی نے فقط ایک سال تک سلطنت کی باعتبار اصل کے تلوک چند سے رانی ہیم دیوی تک جو دس پشت ہوتی ہین ۱۴۵ سال مدت سلطنت ہے اور ازروی شمار کے جو ۹ شخص ہوتے ہین ۱۱۸ سال ۱۱ مہینے ہے ٭

نوان شعبہ ہرپریم درویش اور اُسکے متعلقات کے بیان مین

بعد فوت ہونے رانی ہیم دیوی کے لوگون نے امر سلطنت کیلئے ہرپریم درویش کو لایق سلطنت کے سمجھا اوسنے عماد درویشی کو تاج شاہی سے بدل دیا اِس بزرگ نے تھوڑے دنونمین اپنی اجل طبعی کی وجہ سے وفات پائی صاحبان کتب سیر نے لکھا ہے کہ اوسکی مدت سلطنت ۷ سال ۵ مہینے ہے ہرپریم کے بعد اُسکا بیٹا راجہ گوبند پریم تخت نشین ہوا اور ۲ سال ۳ مہینے تک اُسنے حکمرانی کرکے انتقال کیا اوسکے بعد راجہ گوپال پریم نے ۱۵ سال ۳ مہینے بعد گوپال پریم کے مہاپریم تخت حکومت پر بیٹھا وہ اگرچہ بظاہر تخت سلطنت پر بیٹھا لیکن باطن مین متوجہ حقیقت کا تھا بعد چند روز کے آہستہ آہستہ ترک کو جادۂ حکومت پر بیٹھا کر راہ فقیری کی لی اوسکی مدت سلطنت ۲ سال ۰ مہینے ہے ہرپریم کے کل خاندان مین سے چارہی شخصون نے سلطنت اور راج کیا باعتبار اصل کے ۳۵ سال اور باعتبار شمار کے ۴۹ سال ۷ مہینے اوسکے خاندان مین مدت سلطنت رہی ٭

دسوان شعبہ دہی سین اور اوسکی اولاد کے بیان مین

مقدمہ ہندوستان کے آبادیون کے بیان مین

راجہ دیبی سین والی بنگالہ مہاپریم کی حقیقت حال سے واقف ہوکر لشکر بیشمار اپنے ہمراہ لیکر مملکت اندرایت کی طرف متوجہ ہوا اور آتے ہی بلا مزاحمت غیر کے تخت جہانبانی پر جلوس کیا ارکان ریاست مین سے ہر ایک کا یہ قصد وارادہ تھا کہ اندریت کو مسخر کرلینا چاہیے لیکن دیبی سین کے دبدبۂ شان وشوکت کو دیکھکر کسی نے اوس سے پرخاش نہ کی اور سب نے اوسکی اطاعت وفرمانبرداری قبول کی وہ اپنی تا دام الحیات سلطنت کرتا رہا اوسکی مدت سلطنت کسی نے نہین لکھی ہے۔ اُسکے بعد راجہ بلادل سین ١٢ سال ٤ مہینے کیشوسین ١٥ سال ٨ مہینے مادہوسین ١١ سال ٤ مہینے سواسین ٢٠ سال ٢ مہینے بھیم سین ٥ سال ٢ مہینے کانک سین ٤ سال ٩ مہینے ہری سین ١٢ سال ٢ مہینے لکھمن سین ٢٠ سال ١١ مہینے نرائن سین ٢ سال ٣ مہینے لکھمن سین ثانی ٢٦ سال ١١ مہینے دہوسین ١١ سال ٣ مہینے۔ راجہ بلادل سے لیکر دہواسین تک گیارہ پشت نے حکمرانی کی مدت حکومت سب کی باعتبار شمار کے (١٤٢) سال اور بلحاظ اصل کے (١٥٠) سال ہوئے دہوسین چونکہ ظالم وستمگر تھا لہذا اسی فعل شنیع کے سبب سے ملک نکلکر دوسرون کے قبضہ مین گیا چنانچہ اوسکا حال بیان کیا جاتا ہے ✻

گیارہوان شعبہ راجہ دیپ سنگہ اور اُسکے جانشینون کے بیانمین

راجہ دیپ سنگہ دہوسین کے ظلم وستم کی خبر سُنکر بہت مسرور وفرحان ہوکر کوہستان سوالک سے بہت جلد بطمع سلطنت دہوسین کے مثل شاہباز کے دوڑا اور اوس دراج نابکار کو گرفتار کرکے قفس حبس مین محبوس کیا اور آپ بوقت سعید تخت سلطنت پر جلوس کرکے گلزار روزگار کو جو خزان رسیدہ اُسکے جور وظلم کا تھا اپنے آپ عدل وانصاف سے تازگی وشادابی بخشی اوسکی مدت سلطنت ٢٧ سال دو مہینے رن سنگہ کی ٢٢ سال ٢ مہینے راج سنگہ کی ٩ سال ٨ مہینے ہر سنگہ ٢٦ سال ایک مہینے نرسنگہ کی

۲۵ سال ۳ مہینے یہ سب نیک تھے جب چتون سنگہ ابن راجہ نرسنگہ پایۂ حکومت پر بیٹھا چونکہ اوس کے مزاج مین لاوبالی وبے پروائی کی شان تھی تھوڑے ہی زمانہ مین زمام سلطنت کی اوسکے ہاتھہ سے نکلگئی اور وہ آوارہ دشت ادبار کا ہوکر مرگیا اوسکی مدت سلطنت ۸ سال ۵ مہینے ہے راجہ دیپ سنگہ سے راجہ نرسنگہ تک چھہ شخصون نے بموجب شمار عدد کے ۱۳۸ سال ۹ مہینے متصل اور بلحاظ اصل کے (۱۳۹) سال تک سلطنت کی +

بارہوان شعبہ راجہ پرتھی راج کے بیان مین

راجہ پرتھی راج رای پتھورا مشہور ہے وہ حاکم ووالی مملکت میرٹھہ کا تھا اور راجہ چتون سنگہ کی خدمت مین اوسکو نیاز تھا راجہ چتون کو امور سلطنت مین غافل پاکر وقت فرصت جانکر لشکر جرار سے دفعتًا اوسکے سر پر آپہونچا اور ہنگامہ کارزار کا گرم کیا - راجہ چتون سنگہ کے پاس سامان جنگ وجدال کا تیار وموجود نہ تھا لہذا اوسکے مقابلہ کی تاب نہ لایا اور بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپا اور وہین ہلاک ہوگیا - رای پتھورا فتح وکامیابی کے نقارے بجاتا ہوا دہلی کے تخت سلطنت پر جلوہ نما ہوا - اوسکے عہد مین سلطان شہاب الدین غوری نے کئی مرتبہ غزنین سے آکر جنگ وجدال کیا چنانچہ انجام کار موضع نراین عرف ملادری پر اوسکو قتل کرکے خود آپ سلطنت ہند کا فرمانروا ہوا رای پتھورا کی مدت سلطنت ۱۵ سال کئی مہینے ہین - جاننا چاہیے کہ بعد مارے جانے رای پتھورا کے ہندؤنکی حکومت ملک ہندوستان سے منقطع ہوکر سلاطین اسلام کی طرف منتقل ہوگئی چنانچہ انشاء اللہ تعالی اونکا احوال آیندہ آتا ہے - معلوم کرو کہ راجہ جدہشتر پانڈ سے لیکر رای پتھورا تک موافق رامی تریکی کے کہ جو ایک معتبر کتاب اور ہندون مین مشہور ومعروف کتاب ہے چنانچہ صاحب سیر المتاخرین نے لکھا ہے ہندون کی مختلف قومون مین سے

مقدمہ — راجاؤن ہندوستان کے بیان مین

ایکسو بیس شخصون نے (۴۴۰۸) سال تک حکمرانی کر کے روانہ ملک عدم کے ہوئے اور بموجب امتحان راقم کے سوای مدت سلطنت راجہ دیبی سین اور راجہ بکرماجیت کے کہ انکی معلوم نہین - آغاز جدول ہشتم سے مع اجتماع طبقات مرقوم الصدر کے (۴۱۹۲) سال ۵ مہینے ہوتے ہین اور شروع راج کوروان اور پانڈون کے (۴۳۱۷) سال ۵ مہینے ہے الله بس باقی ہوس +

معلوم کرنا چاہیے کہ اصل کتاب جس سے مضمون اس فصل کا منتخب کیا ہے ہر گروہ کی مدت حکومت کہین کم کہین زیادہ پائی گئی ہے اور چونکہ حقیقت اسکی پوشیدہ تھی تو مجبور ہو کر راقم نے واسطے اطلاع کے دو قول کیے ایک موافق اپنے شمار کے اور ایک بلحاظ تحریر مؤلف عنہ کے اور آگے بھی بدستور بعض بعض جگہہ عاجز و مجبور ہو کر ایسا ہی عمل کیا ہے - لیکن جہان کہین احاد کا فرق تھا وہان نظر قلت کے اور جس جگہہ فرق تا ت یعنی صدیون کا تھا وہان کثرت کا اعتبار کر کے قول سابق سے انداز نظر کر کے اعداد شمار پر اکتفا کیا ہے +

دوسری فصل مطابق تحریر شیخ محمد قاسم فرشتہ کے

اسمین ۱۵ شعبے ہین - واضح ہو کہ ملک ہند ہند بن حام بن حضرت نوح علیہ السلام کا آباد کیا ہوا ہے اور انہین کے نام سے مشہور و معروف چلا آتا ہے - اول جو شخص کہ اس ملک مین مسند نشین حکومت کا ہوا اوسکا نام کشن تھا اور کشن سے مراد کنہیا نہین ہین جو مشہور ہین اور اہل ہند او نکی پرستش کرتے ہین چنانچہ دفتر سوم مین انشاء الله تعالیٰ انکا ذکر آویگا بالفعل یہان کشن مذکور کا بیان ہی +

پہلا شعبہ کشن اور اسکی فرزندون کی بیانمین

کشن ایک غیر مشہور آدمی ہے لیکن ایک عقلمند شخص اور صاحب جرأت تھا - اپنی شجاعت ذاتی اور فراست

صوبہ اکبرآباد کا بیان

خلقی سے اُسنے ملک ہندمین بنای سرداری وریاست کی ڈالی ہے چونکہ وہ نہایت جسیم تھا لہذا گھوڑا اوسکی سواری کی طاقت نرکھتا تھا استعانت اپنی عاقبت اندیشی کی پیل وحشی کو مناسب تدبیرون سے مطیع کرکے اپنی سواری مین رکھا ۔ اور ایک شخص برہمن نامی اوسی کے زمانہ مین لنسل نبک بن ہند کے تھا جسکی اولاد سے ملک بنگالہ معمور و آباد ہوا ہے نہایت دانشمند شخص تھا پس کشن نے اوسکو اپنا وزیر مقرر کیا ۔ اکثر صنعتین اور حرفے مثل آہنگری و درودگری وغیرہ کے اُسنے ایجاد کی ہین اور بعض کا یہ مقولہ ہے کہ لکھنا اور پڑھنا بھی اُسی سے نکلا ہے اُس وقت مین سب سے پیشتر جو شہر ملک ہندوستان مین آباد ہوا بلدہ اودھ ہے ۔ اور کشن مذکور طہمورسپ کا ہمزمانہ ہے اور اُسکے زمانہ مین قریب دو ہزار قریون کے آباد ہوئے ہین اور کشن کے (٣٧) لڑکے تھے اور اُسکی چارسو سال کی عمر ہوئی +

مہاراج بن کشن کے بیان مین

مہاراج ولد کشن نے اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت سلطنت پر قدم رکھکر ملک کی آبادی مین بہ نسبت باپ کے زیادہ سعی وکوشش کی پورب بن ہند کی اولاد کو امارت وحکومت دی اور بنسل برہمن کو کاروبار وزارت اور تحریر اور علم وطبابت کے سپرد کئے اور ایک گروہ کو زراعت پر نصب کیا اور ایک جماعت کو انواع انواع کے پیشون اور طرح بطرح کے حرفون پر لگایا اوسنے ہی بلدہ بہار کی بنا ڈالی اور بہت عبادتگاہ ومدارس بنائے یہ راجہ فریدون کا ہمعصر ہے اسکے (١٤) لڑکے تھے اسنے سات سو سال کی عمر مین وفات پائی ۔ یہ بھی معلوم ہو کہ بالچند نامی مہاراج کا سپہ سالار تھا ولایت مالوہ اُسی کے نام سے مشہور ہے قلعہ گوالیار وبھانہ اسی سپہ سالار موصوف کا بنوایا ہوا ہے اور ہنر علم موسیقی کو اُسنے ہی ملک تلنگ اور دکن مین لاکر بہت رواج دیا ہے +

کیشوراج بن مہاراج کے بیان مین

کیشوراج بن مہاراج خلق کی آسودگی کا باعث تہا یہ راجہ اور منوچہر دونون ہمعصر ہین اُسکی مدت سلطنت (۴۰۰) سال ہے +

فیروز رای کا بیان

فیروز رای ولد اکبر کیشورای علم شاستر ہندی مین خوب واقفیت و مہارت رکہتا تہا اور اوسکی صحبت مین ہمیشہ علماء و فضلاء رہا کرتے تھے بلدہ بنیر اوسی کے زمانہ مین تعمیر ہوئی ہے اپنے آخر وقت مین رستم کے حملون سے کہ وہ ہند کی تسخیر کی طرف متوجہ تہا تاب نہ لاکر بہاگا اور **کوہستان** جہارکہند اور **کوندوارہ** مین جاکر روپوش ہوا اور انہین ایام مین وہین ہلاک ہوگیا- اُسکی مدت حکومت (۵۲۷) سال ہے یہان ایک سلسلہ راج کا تمام ہوا اب دوسرے کا سلسلہ شروع ہوا +

دوسرا شعبہ سورج اور اُسکے فرزندون کے بیان مین

سورج منجملہ سرداران ہند کے ایک شخص تہا جو کہ رستم داستان کی خدمت مین رہتا تہا- جب رستم نے فیروز رای کے فوت ہونیکی خبر سُنی تو اوسکی اولاد کو محروم الارث کر کے راجہ موصوف کو مسند سلطنت پر متمکن و جاگزین کیا اور آپ ایران کو متوجہ ہوا- پس اوس راجہ کے زمانہ مین ایک برہمن نے کہنڈ کے کوہستان سے آکر اسکی ملازمت اختیار کی چونکہ برہمن علوم غریبہ اور فن سحر سے واقف تہا لہذا راجہ کے دل مین اوسکا رتبہ زیادہ ہوا- اُسنے راجہ کو بت پرستی کا طریقہ تعلیم کیا- معلوم کرنا چاہیے کہ بت پرستی نے اُسیکے وقت سے رواج پایا ہے ورنہ اُس سے پیشتر سب لوگ خدای تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تہے- بعض بعض اُسی کے زمانہ سے آفتاب پرست ستارہ پرست آتش پرست بہی ہوگئے تہے

راجہ سورج کیقباد کا ہمزمانہ ہے وہ ہمیشہ کیقباد کو خراج دیتا رہتا تھا۔ اور اپنی ہمشیرہ زادی کو رستم کے نکاح مین دیا تھا۔ شہر قنوج اسی کے عہد مین تعمیر کیا گیا ہے اوسنے اپنی وفات کے وقت (۳۵) لڑکے چھوڑے تھے۔ اُسکی مدت سلطنت (۲۵۰) سال ہے +

بھراج ولد سورج کے بیانمین

بھراج ولد اکبر سورج کا تھا علم موسیقی مین برسون تک مصروف رہا ہے۔ شہر بھراج اُسیکی نام سے آباد کیا گیا ہے اور بلدہ بنارس کو بھی جسکی سورج نے بنیاد ڈالی تھی اوسنے کمال کو پہنچایا اور نیز اوسی نے اپنے بھائیون کو لفظ راجپوت کا لقب دیا تھا انھین کی اولاد راجپوت کہلائی جاتی ہے اور بعض مورخین راجپوتون کی ابتدا اور طرح بیان کرتے ہین۔ آخر کار ایک برہمن نے جسکا نام کیدار تھا سوالک کے کوہستان سے بھراج پر خروج کیا اور جنگ عظیم کے بعد اوسپر غلبہ پاکر کامیاب ہوا اور زمام سلطنت کی اپنے قبضۂ اقتدار مین لایا۔ بھراج کی مدت حکومت (۲۶) سال ہے +

تیسرا شعبہ کیدار کے بیانمین

کیدار جہانداری کے علم سے خوب واقف تھا یہ بادشاہ بزرگ ہوا ہے۔ کیکاؤس و کیخسرو کا مطیع و فرمانبردار تھا۔ کالنجر کا قلعہ اسی کا بنایا ہوا ہے۔ اِسکے آخر عہد مین ایک شخص نے جسکا نام شنکل تھا اوپر نواحی کوچ سے خروج کیا اور غلبہ پایا۔ کیدار کی مدت سلطنت (۱۹) سال ہے +

چوتھا شعبہ شنکل اور اُسکے بیٹے کے بیانمین

شنکل نے پہلے غلبہ کے بعد پہاڑون مین کوچ کرکے پیران ویسہ سے جو افراسیاب کا سپہ سالار تھا خوب لڑا انجام کار اُسکو شکست دی جب افراسیاب نے پیران ویسہ کی ہزیمت اور شنکل کی بیباکی کی خبر سُنی

تو کنگ ڈر سے بطور الیغار کے آیا اور اپنے حملون سے ہنود کے لشکر کو زیر و زبر کیا۔ پس شنکل پریشان ہو کر تیغ و کفن اپنے ساتھ لئے ہوئے آیا اور افراسیاب کے پاؤن پر گر پڑا افراسیاب نے اوسکے حُسن عقیدت کو پسند کیا اور مہربان ہو کر ہندوستان کی راجگی اوسکے بیٹے کو دی اور شنکل کو اپنے ہمراہ توران کو لیگیا پس شنکل وہین رستم کے مددگارون کے ہاتھ سے ایک جنگ مین مارا گیا۔ واضح ہو کہ شہر لکھنو اسی کا بسایا ہوا ہے۔ اوسکی مدت سلطنت (۶۴) سال ہے +

راجہ رہت کے بیان مین

راجہ رہت شنکل کا بیٹا عابد اور نیک اندیش شخص تھا ملک کے محاصل کے تین حصے کرتا تھا۔ ایک حصہ خیرات کرتا تھا اور ایک حصہ اپنے باپ کے اخراجات ضروری مین اور افراسیاب کو پہنچاتا تھا اور تیسرا حصہ فوج اور گھوڑون وغیرہ مین خرچ کرتا تھا قلعہ رہتاس کو آباد کر کے اوسمین ایک عظیم الشان بتخانہ بنایا اور اکثر اوقات عبادت مین مشغول رہتا تھا شہر قنوج مین جو اُسوقت راج کا پایہ تخت تھا وفات پائی۔ اوسکی مدت حکومت (۵۱) سال ہے چونکہ اوسکی وفات کے وقت کوئی اوسکا بیٹا زندہ موجود نہ تھا لہذا بہت سا ہرج مرج ظاہر ہوا پس اس عرصہ مین ایک شخص جسکا نام مہراج تھا اطراف مارواڑ سے خروج کر کے بادشاہ ہوا +

پانچوان شعبہ مہراج اور اُسکی جانشینونکی بیان مین

مہراج کچھواہ گشتاسب کا ہمعصر تھا اور ہمیشہ اوسکو خراج دیا کرتا تھا اوسکی مدت حکومت (۴۰) سال ہے +

راجہ کیدراج کے بیان مین

راجہ کیدراج مہراج کا ہمشیرزادہ ہے اوسکی وصیت کے موافق راج کا جانشین ہوا اوسنے اپنے زمانہ مین قلعہ جنھو کو بسایا اوسکی مدت سلطنت (۴۳) سال ہے +

راجہ جی چند کے بیان مین

راجہ جی چند کیدراج کی فوج کا سپہ سالار تھا وہ قابو پاکر اوسکی وفات کے بعد سلطنت کا مالک ہوا۔ لیکن بندگان خدا سے بی پروا رہتا تھا۔ یہ راجہ بہمن اور داراب کا ہمزمانہ ہے ہر سال دونون کو پیشکش دیتا رہتا تھا جب اسنے وفات پائی تو اوسکا بیٹا صغیر سن تھا اگرچہ اسکی ماں اسکو جانشین کرکے خود متکفل امور سلطنت کی ہوئی لیکن جی چند کا بھائی جسکا نام دہلو تھا راج کے سرداروں سے اتفاق کرکے طفل مذکور کو تخت راج سے علیحدہ کرکے آپ بادشاہ بن بیٹھا۔ جیچند کی مدت سلطنت (۶۰) سال ہے +

راجہ دہلو کا بیان

راجہ دہلو ایک دانشمند شخص اور بندگان خدا پر مہربان تھا اوسکو مخلوق کی بہبودی بیشتر منظور تھی۔ شہر دہلی اوسی کا بسایا ہوا ہے اُسکے اخیر عہد مین ایک راجہ نے جسکا نام فور تھا کماؤن سے خروج کیا اور دہلو کے ساتھ جنگ عظیم کرکے دہلو کو اسیر کیا اُسکے بعد رہتاس کے قلعہ کو بھجوا دیا۔ اُسکی مدت سلطنت (۴۰) سال ہے۔

معلوم کرنا چاہیے کہ اکبرنامہ کے تیسرے دفتر مین جو آئین اکبری کے نام سے مشہور ہے یہ لکھا ہے کہ بکرماجیت کے ۴۲۹ سنہ مین راجہ اننگ پال فرمانروا ہوا ہے اوسنے اندرپت کے قریب ایک شہر آباد کرکے اُسکا نام دہلی رکھا اُسکی اولاد مین حکومت چارسو انیس سال ایک مہینہ بیس روز رہی ہے اس مدت مین (۲۰) شخصون نے اُسکے خاندان سے سلطنت کی ہے +

چھٹا شعبہ راجہ فور کے بیان مین

فور عظیم الشان راجہ تھا چنانچہ تمام مورخین کا اسپر اتفاق ہے کہ ہندوستان مین اُس جیسا کوئی راجہ نہین ہوا رایان پیشین کے خلاف اُسنے پیشکش بھیجنا ایران کو موقوف کیا تھا اس راجہ کا اور سکندر کا ایک زمانہ ہے

ہرچند کہ سکندر نے اسپر لشکرکشی کی لیکن اس سے عاجز نہ ہوا بلکہ مجادلہ عظیم کرکے مارا گیا۔ اسکی مدت حکمرانی (٢٧) سال ہے۔ فور کے مقتول ہونے اور سکندر کے ایران کی طرف واپس جانیکے بعد ایک شخص جسکا نام سنیار چند تھا ہند کا حاکم بن بیٹھا ؞

ساتوان شعبہ سینارچند کی بیانمین

سیناچند ہر سال خراج گودرز کو کہ اوس وقت مین شاہ ایران تھا قبل اُسکے طلب کرنیکے بھیجتا تھا بعد کئی سال کے جونہ نامی نے اوپر خروج کرکے استیلاء و غلبہ پایا سینارچند کی مدت سلطنت ٧٠ سال ہے۔

آٹھوان شعبہ راجہ جونا اور اُسکے بیٹے کے بیانمین

راجہ جونا فور کا بھانجا ہے وہ افعال پسندیدہ اور خصایل برگزیدہ رکھتا تھا اوسنے دریای گنگ و جمن کے کنارہ پر بہت سے قریے آباد کئے ہین اور یہ راجہ آروشیر بابکان کا ہمزمانہ ہے اُسکے بائیس بیٹے تھے اوسکی مدت سلطنت (٩٠) سال ہے ؞

کلیان چند کا بیان

کلیان چند جونا کا سب سے بڑا بیٹا تھا بڑا ظالم و سفاک تھا اسکے عہد حکومت مین ہندوستان کی نہایت خراب و ویران حالت ہوئی ہے اور اطراف کے راجہ قوی و زور آور ہوئے حتی کہ راجہ بکرماجیت کو یہ قوت حاصل ہوئی کہ اوس وقت سے رفتہ رفتہ اس رتبہ کو پہنچا کہ ابھی تک مشہور و معروف چلا جاتا ہے اُسکی مدت جہانبانی کی معلوم نہین

نوان شعبہ بکرماجیت کے بیانمین

بکرماجیت آروشیر بابکان کا ہمعصر ہے اور بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ وہ شاپور کا ہم عہد و زمانہ ہے یہ راجہ صاحب تاریخ ہوا ہے یعنی ہندو لوگ دفترونمین اوسکی وفات کے اعتبار سے سنہ سال و ماہ کا لحاظ کرتے ہین

چنانچہ سال کہ ۱۳۲۹ ہجری ہے (۱۹۱۱) سمت یعنی سنہ بکرماجیت ہے اور اپنے آخری وقت مین اسنے سالباہن سے جو ملک دکن کا ایک زمیندار تھا مقابلہ کیا اور بہت سی جنگ وجدال کے بعد دریای نربدا پر سالباہن غالب آیا اور بکرماجیت مارا گیا اوسکی مدت حکومت مین بہت اختلاف ہے +

دسوان شعبہ راجہ بھوج کی بیان مین

راجہ بھوج پوار کی قوم مین سے ہے بکرماجیت کے بعد مالوہ مین وہ تخت نشین ہوا وہ بھی ہمیشہ مثل بکرماجیت کے تعمیرات ورعیت کی فلاح وآسودگی کی طرف مصروف ومتوجہ رہتا تھا اوسنے ہی شہر گہکون اور قصبہ ما بہ کو تعمیر کرایا ہے اُسنے ۵۰ سال حکومت کی ہے +

گیارہوان شعبہ باسدیو کے بیان مین

باسدیو ایک شخص ہے جو راج بھوج کے بعد تخت قنوج پر بیٹھا یہ راجہ بہت ذی شوکت وصاحب حشمت تھا یہ بہرام گور کا ہمزمانہ ہے وہ ہر سال تحایف بہرام گور کی خدمت مین بھیجا کرتا تھا قلعہ وشہر کالپی اسی کا بنایا ہوا ہے اسنے اپنی وفات کے وقت (۲۰) فرزند چھوڑے بھائیون مین باہم دس سال تک نزاع رہا آخرالامر رام دیو جو اوسکا سپہ سالار تھا قنوج کے پایہ تخت پر قابض ومتصرف ہوا اوسنے ۷۰ برس حکومت کی ہے یہ بھی جاننا چاہیے کہ بہرام گور اوسکے زمانہ مین تاجرانہ بھیس مین اوضاع اور اطوار ہند کے معلوم کرنیکے لئے شہر قنوج مین آیا تھا

بارہوان شعبہ راجہ رام دیو کی بیان مین

رام دیو راٹھور نہایت شجاع اور دلیر وصاحب تدبیر تھا مارواڑ لکھوٹی مالوہ اپنے تحت تصرف مین لایا تھا راجہ کمایون کو کہ وہ بھی بہت بڑا راجہ تھا بعد قتال وجدال کے لڑکی لیکر امان دی۔ شیورای حاکم دکن نے بھی اُسکی شوکت ودبدبہ کی ہیبت سے اپنی لڑکی کو مع جہیز کے اوسکی خدمت مین روانہ کیا تھا اور نگرکوٹ کے

مواضعات مین بہت سی غارتگری کرکے وہانکے راجہ کی بیٹی بھی اپنے لڑکے کیلئے لی ہے اور قلعہ جمہورن کے راجہ کی لڑکی بھی بہت سے جنگ وجدال کے بعد اپنے دوسرے لڑکے کیلئے لی ہے اور کنار بہت سے بنگالہ کے حدود تک جہان سوالک کے پہاڑ منتہی ہوتے ہین پہنچکر قریب پانسو راجہ ورانیون کے گرفتار کیے اور بہت مال واسباب فراہم کیا سب ہندؤن کا اسپر اتفاق ہے کہ رام دیو کے مثل کوئی راجہ عظیم الشان ہند مین نہین ہوا ایرا فیروز شاہ ساسانی کیقباد کے بیٹے کا ہمعصر و ہمزمانہ ہے یہ راجہ فیروز شاہ کو ہر سال خراج دیتا تھا اور اسکی اطاعت وفرمانبرداری مین رہتا تھا اسنے (۵۴) سال حکمرانی کی ہے +

تیرہوان شعبہ پرتاب چند کے بیان مین

راجہ رام دیو کے سپہ سالار پرتاب چند نے راجہ کے فوت ہونیکے بعد اُسکے بیٹون مین باہم مناقشہ ونزاع دیکھکر اس وقت کو غنیمت جانا اور نہایت آسانی کے ساتھ متصرف حکومت کا ہوا یہ شخص نوشیروان کا معاصر ہے پہلے تو پیشکش کے بھیجنے سے سرکشی کی تھی بعد ازان اپنی سرکشی سے نادم وشرمندہ ہوکر تا دام الحیات ہر سال خراج دیتا رہا اوسکی مدت حکومت معلوم نہین +

چودہوان شعبہ راجہ انند دیو کے بیانمین

راجہ انند دیو راجپوت پرتاب چند کے فوت ہونیکے بعد دیار مالوہ سے خروج کرکے تمام ملک مالوہ اور نہروالہ اور مرہٹہ اور دکن اور برار سب پر قابض ومتصرف ہوگیا۔ راس گڑہ اور ماہوار اور منڈوا کے قلعے اسنے ہی بنائے ہین یہ شخص خسرو پرویز کا معاصر تھا اسنے (۲۶) سال تک سلطنت کی ہے +

پندرہوان شعبہ مالدیو کے بیانمین

مالدیو نامی ایک شخص اسی زمانہ مین میان دوآب سے خروج کرکے اول دہلی کو پرتاب کے بیٹون سے بالجبر لیلیا اُسکے بعد

قنوج پر قبضہ کرلیا کہتے ہین کہ قنوج اُسکے زمانہ مین ایسا آباد ہوا تھا کہ صرف تنبولی کی دوکانین ایک قسم کی تیس ہزار تہین اور سا۶۰ ہزار مکان قوالون کے وعلیٰ ہذالقیاس اسنے (۲۴۴) سال تک حکومت کی اُسنے جب کچھ اولاد نہ چھوڑی تو نجواہ ہر ایک راجہ نے علیحدہ علیحدہ خود مختاری کرلی یہانتک کہ ملک ہند مین کوئی راجہ عظیم الشان طلوع دین محمدی صلعم تک نہوا چنانچہ محمود غزنوی جہاد کا قصد کرکے جب ہندوستان کو آیا ہے اُسوقت قنوج مین راجہ کور تھا اور میرٹھہ مین دہرم رت اور مہاون مین گلچند اور لاہور پنجاب مین جیپال بن اسپتال اور کالنجر مین بجرا اور اسیطرح مالوہ اجمیر گجرات گوالیار مین جا بجا حاکم تھے سلطان محمود اور جیپال والی لاہور سے جنگ ہوئی انجام کار سلطان غالب آیا اور جیپال کی شکست ہوئی پس اُسی وقت سے اہل اسلام کا عمل جاری ہوا اور نیز یہ معلوم کرنا چاہیے کہ اس سے قبل مہلب بن صفرہ نے جو عرب کے امرا کبار مین سے ایک شخص تھا حضرت امیر معاویہ کے زمانہ مین ۴۴ھ مین کابل و زابل مین آکر کنا ریکا سے جنگ کرکے دس بارہ غلام لونڈیان اسیر کئے اُسوقت بعض باشندگان ہند نے خدای تعالیٰ وحدہ لاشریک لہٗ اور جناب رسالتمآب صلعم کی رسالت کا اقرار کیا تھا اور مسلمان ہوئے تھے مہلب کے بعد ۹۹ھ مین حجاج بن یوسف کی طرف سے بھی اسلام کی دعوت یہان پہونچی تھی اور آغاز ظہور اسلام ابتدائے شہر ملتان مین محمد قاسم بن عم حجاج مذکور کی کوشش سے ہوا تھا۔ اور سبکتگیون کے وقت مین مساجد وغیرہ کی بنیاد پڑی تھی اور اُسی زمانہ مین ملتان کے ملحد مغلوب ہوئے تھے۔ اور غوریونکے وقت مین تو حاکمان ہند کا بالکل استیصال ہوکر فرمانروائی و حکمرانی اہل اسلام کی دائر و سائر ہوئی چنانچہ ہر ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے التوفیق من اللہ وبہ نستعین +

پہلا دفتر سلاطین ہند کے بیان مین

اسمین (۱۰) تذکرے ہین۔ پہلا تذکرہ غزنویون کے بیان مین

سلطان ناصر الدین کی بیان مین

صوبہ بہار کا بیان

سلطان ناصر الدین سبکتگین نصیر وقیقی حاکم خراسان کے غلامونمین سے ایکشخص ہے نصیر کے بعد منصور بن نوح سامانی کی خدمت مین آثار رشد کی وجہ سے امیر الامراء کے رتبہ کے ساتھ مشرف وکامیاب ہوا اُسکے فوت ہونیکے بعد عظیم الشان سلطنت پر ۳۶۷ھ مین پہنچکر بہت سے بلاد ایران وتوران کی مملکت کے فتح کیے اور اپنے جلوس کے چوتھے سال اول اُسنے ۳۷۱ھ ہجری مین مملکت ہندوستانمین کہ سالہای سال سے ہنود کے حکم و تصرف مین چلی آتی تھی اور اِس ولایت کے باشندون کا دماغ شمیم اسلام سے محروم تھا۔ راجہ جیپال پر کہ اُسنے ایک لاکھ سوار اور پیادے بیشمار اور فیلان بسیار سے مقابلہ کیا تھا جنگ کر کے خدا کے فضل وکرم سے غالب آیا اور دین نبوی صلعم کا سکہ چلایا اور مساجد وخانقاہین بنائین چونکہ سلطان ترک زادہ ہے اسی لئے ہنود مسلمانونکو ترک کہتے ہین سلطان نے ۳۸۷ھ مین وفات پائی ایام اوسکی سلطنت کے ۲۰ سال اور عمر کے ۵۶ سال ہین *

سلطان محمود کا بیان

سلطان محمود سبکتگین ناصر الدین سبکتگین کے بعد اپنے برادر کلان امیر اسمعیل پر کہ اُسنے افسر جہانبانی کو زیب فرق کر کے سلطان کو محروم الارث کیا تھا۔ طالع بیدار کی یاوری سے غالب آکر سنہ الیہ مین غزنین کے خطہ عشرت آگین مین جلوس اجلال فرمایا اور بلخ اور بخارا اور داور گنج اور خوارزم اور ترکستان اور عراق کے فتح کے بعد خلیفہ بغداد سے امین الملت یمین الدولہ خطاب لیکر آمادہ جہاد کا ہوا اور ۳۹۰ھ مین پیاپے بارہ مرتبہ ملک ہند مین آیا اور راجہ جیپال اور اُسکے فرزند انندپال وغیرہ کو قتل کر کے بکثرت مال واسباب اپنے تحت تصرف مین لایا اور دین نبوی کے رواج دینے مین سعی وکوشش کی اکثر تجانے مثل تھانیسر ونگرکوٹ وغیرہ کے تباہ کر کے متعدد بُت طلائی ونقرئی مرصع کار اپنے ملک کو لیگیا خصوصًا سومنات کے بڑے بُت کی دولت جسکو ابو الاصنام کہتے ہین اُسیکے ہاتھ لگی۔ واضح ہو کہ جب اہل اسلام نے اجمیر وملتان اور لاہور وقنوج وغیرہ کو فتح کر لیا تب سلطان نے اپنے ملک کی طرف مراجعت فرمائی۔ سلطان کے

ہمشیرزادہ سالار مسعود بن سالار ساہو صاحب کشف و کرامات نے ولایت سے آکر دہلی کو فتح کیا اونکا مشہد بہرایچ میں ہے اور سلطان محمود ایاز کے حسن و جمال ظاہری پر نہایت فریفتہ تھا فردوسی طوسی نے شاہنامہ سلطان کے حکم سے قریب آٹھ ہزار بیت کے لکھکر پیش کیا اس سلطان محمود عاقبت محمود کا انتقال پنجشنبہ کے روز تیئیسوین ۲۳ ربیع الثانی ۴۲۱ ہجری مین ہوا ہے اوسنے تقریباً چونتیس سال سلطنت کی تریسٹھ سال کی عمر مین وفات پائی۔ اور واضح رہے کہ سلطان محمود کے بعد امیر مسعود اُسکے فرزند ارجمند نے اپنی مدت سلطنت مین اس طرف کا قصد نہ کیا لیکن امیر مسعود کے بعد اوسکا فرزند اکبر امیر ابو سعید جب اپنے باپ کا جانشین ہوا تو اِسنے دو مرتبہ ہندوستان مین وارد ہوکر دادِ جوانمردی و دلاوری کی دی ہے اور دین نبوی صلعم کو ترقی دی ہے مگر یہان اگر چندان زیادہ مقدرت نہ پائی صرف بعض مقامات کے چند بتخانے منہدم کرکے اپنے ملک کو معاودت فرمائی اور ایران و توران مسخر کرنے اور یہان کے سلاطین سے محاربات و مجادلات کرنیمین اپنے ایام زندگانی بسر کئے ہین۔ اِسکے بعد سلسلہ حکومت کا امیر ابو سعید کے بھائی بہرام شاہ کے اختیار مین آیا اوس سلطان نے بھی اپنی قدوم میمنت لزوم سے اِس سرزمین کو رونق بخشی ہے۔ اور بعض بلاد و امصار کہ اُسکے پدر بزرگوار اور برادر اکبر سے مسخر نہ ہوئے تھے انکو بزور شمشیر اپنے قبضۂ قدرت مین لایا لیکن اوسکی سلطنت نے ہندوستان مین بقا نہ پایا ۵۰۰ ہجری مین روانہ عالم جاوید کا ہوا اور اسی کے زمانہ مین مخزن اسرار تصنیف مولانا نظام الدین گنجوی کی اور کلیلہ دمنہ بھی اُسیکے عہد مین ملا نصیر نے تالیف کی ہے اِن سلاطین ثلٰثہ کی مدت حکومت (۸۶) سال ہے بعدہ جب خسرو شاہ بن بہرام شاہ فرمانروائی کا اورنگ آرا ہوا تو سلطان علاؤالدین غوری اوسپر غالب آکر مملکت غزنین کو اپنی قبضہ تصرف مین لایا شاہ موصوف نے اس شکست کے بعد اپنے ایام زندگی ملک پنجاب مین بسر کئے اوسکا چراغ زندگی اجل کے باد تند سے ۵۶۵ ہجری مین گل ہوا اس سلطان نے ۸ ۵ سال

فتح آباد سلیمان آباد بجرہ جنت آباد و عرف لکھنوتی بنگالہ تاج پور بارک آباد ستار گانون شریف آباد سلہٹ بارودہا گھوڑا گھاٹ چانگانون سلیم آباد مدارن اور بموجب نسخہ جدید صوبہ ڈھاکہ جہانگیر نگر سلہٹ سرکار

سلطنت کی ہے اسکے بعد جب خسرو ملک بن خسرو شاہ پنجاب کے مسند حکومت پر متمکن ہوا تو سلطان شہاب الدین برادر غیاث الدین بن سلطان علاء الدین حسن غوری نے جو اپنے برادر کلان کی طرف سے ملک غزنین کا نائب تھا ہندوستان کے مسخر کرنیکی غرض سے کمر ہمت کی باندہکر علی التواتر لاہو پر یورش کی ملک خسرو اُسکے مقابلہ کی تاب نہ لاکر سنہ ۵۸۲ ہجری مین غزنین کی طرف روانہ ہوا اور انہین اطراف مین اپنی حیات کو خالق کائنات کے سپرد کیا اُسنے لاہو مین ۷ اسال سلطنت کی ہے اب یہان سے سبکتگیون کی سلطنت کا سلسلہ غوریونکی طرف روگردان ہوا انکی مدت حکومت ناصر الدین سے خسرو ملک تک ۲۱۵ سال ہے +

دوسرا تذکرہ غوریونکی بیانمین

سلطان شہاب الدین غوری کا بیان

سلطان شہاب الدین غوری عرف معز الدین محمد شاہ شمس الدین کا بھائی جو غیاث الدین ابن سلطان علاء الدین حسن مشہور ہے اور وہ ملک غور کا بادشاہ تھا حسب الحکم اپنے بھائی کے ملک غزنین پر فوجکشی کرکے سنہ ۵۶۶ھ مین فتحمند و ظفریاب ہوا پس غیاث الدین نے اُسکی خدمتگذاری سے خوش ہوکر اسی کو حاکم غزنین مقرر کردیا سلطان شہاب الدین چونکہ نہایت دلیر اور صاحب اقبال تھا لہذا کمر ہمت کی باندہکر جہانگیری اور ممالک ستانی کا عازم ہوا چنانچہ اکثر بہ ہند کے ساحل پر یورش کی ہے جب مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ہندوستانی سلطنت کا سلسلہ فرقہ ہنود سے منقطع ہوا اور زمام سلطنت کی سلاطین اسلامیہ کے قبضۂ اقتدار مین آوے تو پہلے پہل دو مرتبہ شکست ہوئی پہر ہر مرتبہ فتح و نصرت کے ساتھہ کامیاب ہوتا رہا اور دہلی کی سلطنت کو جو کفار کی طرف منسوب تہی تو اُسکا سلسلہ فرمانروایان اہل اسلام سے مرلوط کیا۔ اور مندر و چہترایی جو سلطان محمود کے منہدم کرنیکے بعد دوبارہ بن گئی تہین اُنکو نیست و نابود کیا اور جب اِسکے ایام زندگی پورے ہوگئے تو اثنای راہ مین شہیان کی تیسری تاریخ

سنہ ۶۰۲ ہجری مین نیلاب کے کنارے شب مین عین خواب کے وقت بعض محسن کشون کے ہاتہہ سے سیراب جام شہادت ہوکر استراحت فرمای زاویہ عدم کا ہوا - کہوکر پٹہانون نے فریب سے اُسکو شہید کیا اور اُنکو سلطان نے مسلمان کیا تہا اُن لوگونکو سلطان کے خویشون اور برادرون سے سخت ایذا پہنچی تہی اس سلطان نے ۴۴ سال سلطنت کی ہے منجملہ اُنکے ۱۵ سال ہند مین حکومت کی ؛

سلطان قطب الدین کا بیان

سلطان قطب الدین ایبک سلطان شہاب الدین کا زرخرید غلام تہا اور ہندوستان کی نیابت سے وہ منسوب تہا سلطان شہاب الدین کے مقتول ہونیکے بعد دہلی سے آکر ملک لاہور مین تخت نشین ہوا اور ربیع الاول کی گیارہوین تاریخ سنہ ۶۰۲ ہجری مین سکہ او خطبہ اپنے نام کا جاری کیا - اس بادشاہ کی انگشت خنصر شکستہ تہی اسی واسطے اُسکو ایبک کہتے ہین یہ سلطان نہایت سخی شخص تہا لاکہون روپے محتاجون پر تقسیم کیا کرتا تہا اسلئے اُسکو لاک بخش بہی کہتے ہین سلطان شہاب الدین نے اپنے بہتیجے محمود بن غیاث الدین فرمانروای فیروزگڈہ کو تجملات شاہی سے معزز کرکے قطب الدین کیلئے بہیجا اور اُسکو سلطانیت کا خطاب دیا قطب الدین بسر و چشم قبول کرکے آداب شکریہ بجا لایا سنہ ۶۰۷ ہجری مین چوگان کہیلتے کہیلتے گہوڑے پر سے گرکر گیند زندگی کو جولان گاہ عدم مین پہنچایا اُسکی مدت حکومت بیس سال ہے جنمین سے ۴ سال ایام سلطنت کے ہین اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ قطب الدین ایبک کے علاوہ اور بہی چار شخص سلطان معز الدین سام کے غلامونمین سے سلطان ہوئے ہین اول سلطان تاج الدین قطب الدین کی وفات کے بعد حسب فرمان محمود کے جو معز الدین کا بہتیجا تہا اپنے باپ کی جگہہ پر فیروزگڈہ مین تخت نشین تہا حکومت غزنین کے ساتہہ مشغول ہوا دوم ناصر الدین قباچہ کہ اوسکا ذکر حکام سندہ کے سلسلہ مین ہے تیسرا اختیار الدین محمد خلجی کہ جو سلاطین بنگالہ سے شمار کیا جاتا ہے چوتہا شخص بہاء الدین طغرل ہے ولایت بیانہ مین ایک حصار بنا

سرکارات مذکورہ کے اس صوبہ کے قریب **کامروپ** ایک جگہہ ہے کہ اوسکو **کانور و دیس** بہی کہتے ہین وہان کی عورتون کا حسن مشہور ہے اور سحر سازی اور طلسم پردازی اور جادو کی بہی کثرت ہے خصوصا کالا پلٹ کرنے مین اون کو کمال ہے آدمیون کو حیوان کی شکل پر بنا دیتے ہین رات بہر انسان بنا کر اوس سے کام لیتے ہین اور صبح کے وقت جانور کر دیتے ہین اور اسکے قریب ایک ولایت **آسام** بہت وسیع ہے اور آسام کے قریب ولایت **مہاچین** ہے

کرکے وہین قیام گزین تہا سلطان کوٹ کا حصار بہی ملک بہاء الدین طغرل کے آثار مین سے ہے ؛

سلطان آرام شاہ کے بیانمین

سلطان آرام شاہ سلطان قطب الدین کا فرزند متبنیٰ تہا اُسکے بعد وہی تخت نشین ہوا اسلئے کہ سلطان قطب الدین کوئی اولاد صلبی نرکہتا تہا ارکین دولت کے اتفاق سے سنہ ٦٠٧ ہجری مین تخت سلطنت کو زیب دیا پہر ایکسال کے عرصہ مین اُسکی عدم قابلیت کی وجہ سے آگ فتنہ وفساد کی ملک مین مشتعل ہوئی تو اُسکی اطفاء کی غرض سے امیر علی اسمعیل اور امیر داؤد دیلمی اور چند امرا نے اپنے اپنے فعل ناشایستہ سے نادم ہوکر ملک شمس الدین التمش کی طرف رجوع کرکے (شمس الدین سلطان قطب الدین ایبک کا فرزند متبنیٰ اور اوسکا داماد تہا اور بدایونکی حکومت اُسکے قبضۂ تصرف مین تہی) اوس سے امور سلطنت مین استعانت چاہی - ملک موصوف فوراً وہا نسے آکر دہلی پر قابض ومتصرف ہوگیا آرام شاہ اس امر سے مطلع ہوکر لاہور سے آیا اور اطراف دہلی مین لڑائی شروع کی لیکن فتح نصیب نہوئی پس ملک موصوف ہند کا مستقل بادشاہ ہوکر تا دم واپسین ہر خاص وعام کا عزیز رہا انجام کار اس جہان فانی سے نیکنامی کے ساتہہ رحلت کی چنانچہ آیندہ مرقوم ہوتا ہے ؛

سلطان شمس الدین کے بیان مین

سلطان شمس الدین عرف ملک التمش سلطان قطب الدین ایبک کا غلام زرخرید اور اوسکا داماد تہا سلطان مرحوم کی وفات کے بعد جب آرام شاہ سے امور خلافت نے آراستگی نہ پائی تو امیر اسمعیل سپہ سالار اور دیگر ارکین وغیرہ کے اتفاق سے بدایون سے آکر سنہ ٦٠٧ ہجری مین تخت جہانبانی پر جلوس کیا اور اسکو التمش اسلئے کہتے ہین کہ شب خسوف مین پیدا ہوا تہا اور سنہ ٦٢٦ ہجری مین بغداد سے ایک قاصد خلفای عباسیہ کا سلطان شمس الدین کے لئے خلعت لایا تہا سلطان نے اس ایلچی کی بہت عزت وتوقیر کی اور انعام مناسب کے ساتہہ سلوک کیا اور خلیفہ کی خدمت مین

سلطان بنگالہ کے بیان مین

مراسم اطاعت کے بجالاکر بہت شادمانی کی اور تمام شہر کو آراستہ کر کے کئی روز تک نقارہ خوشی و سرور کا بجوایا اور سنہ ۶۳۰ ہجری مین اپنے مالوے کی ولایت پر یورش کی آخر کار فتحیاب و کامیاب ہوا اور مہاکاک کا بتخانہ جو چہ سو سال سے تعمیر ہو رہا تھا منہدم کیا اور راجہ بکرماجیت اور دیگر بتونکی تصویرین دہلی کی جامع مسجد کے دروازہ مین دفن کین تاکہ خلقت کے قدمون سے پایمال رہین اور اکثر اوقات عبادات اور طاعات الٰہی مین بمناسب امور سے مقدم جانتا تھا اور تمام عمر عدالت سے زندگی کی اور رعایا کو نہایت خوش و خرم رکھا انجام کار شعبان کی بیسوین تاریخ اپنی اجل طبعی سے وفات پاکر بقا کے خلوتخانے کیطرف تشریف فرما ہوا اُسکی مدت سلطنت (۲۸) سال ہے +

سلطان رکن الدین کے بیان مین

سلطان رکن الدین سلطان شمس الدین کا بیٹا ہے اُسنے اپنے پدر والاقدر کی وفات کے بعد سنہ ۶۳۶ ہجری مین تخت سلطنت پر جلوس کیا وہ نہایت نالایق و دائم الخمر تھا خزانہ مسخرون اور رذیل اشخاص کے انعام مین صرف کیا شاہ ترکان نام اوسکی مان کنیز ترکیہ نے اپنے بیٹے کی بے پرواہی دیکھکر آپ سرانجام ملکی و مالی کا کیا لیکن بسبب کوتاہ اندیشی کے کہ عورتونکی سرشت مین داخل ہے جو امور ناشایستہ کہ لایق بادشاہی کے نہ تھے اوس سے ظہور مین آئے اِسلئے ارکان دولت نے بی بی رضیہ بنت شمس الدین ہمشیرہ رکن الدین سے اتفاق کر کے شاہ ترکان کو رکن الدین سمیت دستگیر کر کے زندان مین داخل کیا چندروز کے بعد دونون اُسی زندان مین فوت ہو گئے اوس ملکہ نے ایکسال چہ مہینے آٹھ روز سلطنت کی +

بی بی رضیہ کا بیان

سلطانہ بی بی رضیہ سلطان شمس الدین کی لڑکی تہی باپ نے اُسکی لیاقت دیکھکر اپنی عین حیات مین اُسکو ولیعہد کر لیا تہا چنانچہ سنہ ۶۳۷ ہجری مین اتفاق سے وزرا اور امرا کے اپنے جلوس سے اُسنے تخت خلافت کو

آراستہ کیا اور بہر روز لباس مردانہ پہنکر برآمد ہوتی اور بار عام کرتی اور بکمال ہوشمندی سے امور سلطنت کو انصرام دینا اپنا شعار کیا تھا بعض نمکحراموں نے بہرام شاہ بن شمس الدین کو کہ مقید تھا سلطان کیا انجام کار ملکہ اور سلطان اختیار الدین کہ سلطنت کے بعد ملکہ کا عقد اوس سے ہوا تھا معز الدین کے حکم سے مقتول ہوئے اُسکی مدت سلطنت ۳ سال ۶ مہینہ ۱۰ روز ہے

سلطان معز الدین کے بیان مین

سلطان معز الدین بہرام شاہ سلطان شمس الدین کا دوسرا بیٹا ہے تخت حکومت پر بیٹھکر ۶۳۱ سنہ ہجری مین خطبہ اور سکہ اپنے نام کا مقرر کیا اور نظام الملک مہذب الدین کہ سلطان کی ہمشیرہ اُسکے نکاح مین تہی مدار المہام ہوا چونکہ مشار الیہ بدگوہر و بد اصل تہا بغاوت اختیار کی اور مکر و فریب سے سلطان معز الدین کو گرفتار کرکے قتل کیا اُسکی مدت سلطنت ۲ سال ایک ماہ ہے

علاء الدین کے بیان مین

علاؤ الدین مسعود ولد رکن الدین فیروز کہ قید مین تہا آثار رشد کے اُسکی پیشانی سے ظاہر ہوتے تھے سلطان معز الدین کے قتل ہونیکے بعد ارکان دولت نے اسکو ۶۳۹ھ مین بادشاہ کیا کیونکہ وہ نظام الملک سے راضی نہ تہے اور جلال الدین و ناصر الدین کو کہ یہ دونوں بہی سلطان شمس الدین کے بیٹے تہے جیلخانہ سے خلاص کرکے ناصر الدین کو ولایت بہرائچ کے ساتہہ اور جلال الدین کو ولایت قنوج کے ساتہہ نامزد کرکے رخصت کیا اور مہذب الدین کو کفران نعمت کے بدلے قتل کیا چند روز کے بعد جب سلطان نے طریقہ عدالت کا ترک کیا ارکان دولت نے اتفاق کرکی ناصر الدین کو کہ حق شناس تہا بہرائچ سے بلاکر امور سلطنت کا مختار کیا اور سلطان علاء الدین کو پابہ زنجیر کرکے زندان مین قید رکھا اُسنے چار سال ایک مہینہ ایک روز سلطنت کی ہے +

سلطان ناصر الدین کا بیان

سلطان ناصر الدین سلطان شمس الدین التمش کا تیسرا بیٹا ہے جسنے ۶۴۴ سنہ ہجری مین بہرائچ سے آکر تاج جہانبانی کا سر پر رکھا

اور ملک ضیاء الدین بلبن کو جو سلطان التمش کا غلام اور داماد تھا اوسکو اپنے منصب وزارت سے سرفراز کیا بلبن موصوف نے سلطنت کی ایسی خدمت کی کہ کل رعایا خوش اور ملک آباد اور خزانہ معمور رہا اور سلطان بھی عدل گستر اور رعیت پرور تھا لہذا بادشاہ اور وزیر دونون کی نیکنامی تمام اطراف عالم مین منتشر ہوگئی اور سب لوگ اُنکو مدح وثنا سے یاد کرینگے اور سلطان موصوف اسقدر محتاط تھا کہ محاصل ملک کا جو کچھ خزانہ مین داخل ہوا تھا اُسکو بجز صرف لشکر اور نذر درویشون کے تمام مدت العمر مین کبھی ایک حبہ زاید خرچ نہ کیا اور خود وہ ہمیشہ کلام اللہ لکھکر اُسکے ہدیہ سے اپنا قوت لایموت حاصل کرتا رہا اور اُسی سے اپنی اوقات زندگی بسر کی انجام کار اپنی اجل طبعی سے وفات پاکر داخل بہشت برین کا ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون اُسکی مدت سلطنت ۱۹ سال ۳ مہینے ۷ روز ہے ❖

سلطان غیاث الدین کا بیان

سلطان غیاث الدین بلبن سلطان شمس الدین کا غلام تھا جو سلطان ناصر الدین کا باپ تھا جب ناصر الدین کی وفات ہوئی تو اب اوسکی اولاد سے کوئی نہین رہا جو تاج و تخت کا وارث ہوتا لہذا بمشورہ امرای سلطنت کے سنہ ۶۶۶ ہجری مین تخت نشین سلطنت کا ہوا اوسنے بلا مشورہ عقل کے کوئی کام نہ کیا نہایت نیکنامی سے سلطنت کی اپنے بڑے بیٹے کے غم مین جسکا نام محمد سلطان تھا وفات پائی عمر (۸۰) سال سے زیادہ ہوئی سلطنت ۲۰ سال ۹ مہینے کی ہے - واضح رہے کہ شاہزادہ موصوف اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کا جامع تھا اور سلطنت کا ولی عہد تھا اپنے باپ کے سامنے مغلون کے ہاتھ سے مارا گیا - امیر خسرو دہلوی قدس سرہ اور امیر حسن شاہزادہ کے ہم صحبت و ہمنشین تھے سعدی مصلح الدین علیہ الرحمۃ نے ملک شیراز سے گلستان اور بوستان دونون اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی شاہزادہ معز الدین کے پاس بھیجین چنانچہ اُسوقت سے اِن دونون کتابون نے ہندوستان مین رواج پایا

سلطان معز الدین کیقباد کا بیان

سلطان معز الدین کیقباد

سلطان معزالدین کیقباد سلطان غیاث الدین بلبن کا پوتا ہے غیاث الدین نے اپنے وقت مین بڑے شاہزادے سلطان محمد کے مقتول ہونیکے بعد جسکا بیان مذکو ہوا یہ قصد کیا تہا کہ معزالدین کو اپنا ولیعہد مقرر کرے لیکن اُسکا باپ شاہزادہ ناصرالدین کہ اوسنے گوشہ نشینی اختیار کرلی تہی اس امر کا بہی مانع ہوا پس غیاث الدین نے اپنی رحلت کے وقت کیخسرو کو جو سلطان محمد مقتول کا فرزند تہا اس امر کی وصیت کی چنانچہ غیاث الدین مرحوم کے بعد وصیت کے موافق ہی عمل کیا گیا مگر فخرالدین خان امیرالامرا بہ نسبت دیگر اراکین کے امور سلطنت مین زیادہ دخیل تہا اور کیخسرو سے کاوش رکہتا تہا پس چند روز کے بعد اور امرا سے صلاح کرکے کیقباد ناصرالدین کو ۶۸۶ ہجری مین تخت سلطنت پر بٹہا کر کیخسرو کے ساتہہ حیلہ بازی کرکے ملتان کو روانہ کردیا حالانکہ دادا کے وقت سے اوسکا مسکن وماوا وہی تہا اور آپ سلطنت کے کل امور کا مختار ہوگیا پہر چند روز مین کیقباد کو اغوا کرکے کیخسرو کو ملتان سے بلوا بہیجا کیخسرو نے مناسب وقت جانکر قبول کیا جب وہان سے کیقباد کے حسب الطلب روانہ ہوا تو اثنا راہ مین اس بیگناہ کو مقتول کرادیا اور سلطان معزالدین حسب اقتضای جوانی کے (اسلئے کہ ۱۸ سال کی عمر مین تخت سلطنت پر جلوس کیا تہا) لہو ولعب مین مصروف ومشغول ہوا اور اپنے ایام جوانی وزندگانی کو لذات نفسانی اور شہوت جسمانی مین صرف کرنا شروع کئے اور لغو وہزل لوگون کو خزانہ انعام مین دیکر خالی کیا اور منجملہ رقاصون کے ایک عورت حسین وجمیل تہی اوسکی حسن صورت پر فریفتہ ہوگیا اور سماع ومی نوشی اپنا طریقہ گردانا آخرالامر جب اُسکی عمر دولت کا ستارہ پستی کی طرف مائل ہوا تو رفتہ رفتہ سلطنت مین کثرت سے خلل شروع ہوا حتی کہ امرا کا تہلکہ ہونے لگا اور جابجا خونریزی واقع ہونے لگی یہانتک کہ ہندوستانکی سلطنت اس نالایق بادشاہ کے وقت مین غوریونکے خاندان سے خلجیونکے خاندان کی طرف منتقل ہوئی - القصہ جب کیخسرو کے خون نے جوش کیا تو درمیان فخرالدین اور سلطان کے ناچاقی پیدا ہوئی پس سلطان مذکور نے امیرالامرا کو زہر دیکر ملک جلال الدین فیروز کہ ممالک کا بخشی تہا

بجز سر کے اور بدن کو کہلا رکہتی ہین اور مرد
عورتون کے کپڑے پہنتے ہین اور تمام جسم پر
صندل لگاتے ہین اور زیور وغیرہ سے زیب وزینت
کرتے ہین - اور وہ عورتین ایک ہفتہ مین کئی
کئی شوہر کرتی ہین اور طرفہ یہ لکہا ہے کہ وقت
مجامعت کے بہی عورتین اوپر ہوتی ہین اور
مردون کو نیچے کرتی ہین - لیکن صاحب نسخہ
جدید لکہتا ہے کہ سب کچہ کرتی ہین مگر عین
وقت پر مردانہ کام یعنی مرد وہی کام کرتے ہین

مالوے کا بیان

صوبہ مالوہ ایک صوبہ

اسکو شہر سامانہ سے بلوا کر مدار المہام کیا اس عرصہ مین سلطان کو شراب نوشی کی کثرت سے لقوہ اور فالج کا مرض ایسا لاحق ہوا کہ سلطان بیکار ہو گیا امراء نے بالاتفاق سلطان کے بیٹے کیومرث کو کہ صغیر سن تھا حرم سرا سے نکالکر تخت سلطنت پر بٹھایا ملک جلال الدین کہ نیک و بزرگ شخص تھا چنانچہ عنقریب اُسکا ذکر آتا ہے چند روز اس لڑکے کی اطاعت کی آخر کار عقل دوربین کی مصلحت سے ارکین دولت سے اتفاق کر کے شہزادے کو مقید کر کے خود تخت سلطنت کو اپنے قبضہ مین کیا اسکے بعد اوراک شخص کو کہ اوسکا باپ کسی وجہ سے سلطان کے حکم سے مقتول ہوا تھا انتقام پر آمادہ کر کے سلطان کے پاس بھیجا اس شخص نے جا کر سلطان کو کہ حیات کے کچھ رمق باقی تھی چند لاتین مار کر دریای جمن مین ڈالدیا اوسکا زمانہ سلطنت ٣ سال ٣ ماہ ہے۔ الحاصل سلطان شہاب الدین غوری سے سلطان معز الدین کیقباد تک ایک ہی سلسلہ سے یہ گیارہ شخص (١٢١) سال کے عرصہ تک سریر آرا سلطنت کے ہوئے

تیسرا تذکرہ خلجیون کی بیانمین

سلطان جلال الدین کا بیان

تمام امراء کے مشورہ سے سلطان معز الدین کیقباد معزول کیا گیا اور سنہ ٦٩ ہجری مین سلطان جلال الدین سلطنت کے بلند رتبہ پر سربلند کیا گیا جب اُسنے اعیان شہر اور عام رعایا کا میلان کافی اپنی جانب نہ پایا تو اُسنے اوس تخت سے کنارہ کشی کی جسپر سلاطین سابق جلوس فرما ہوتے تھے اس دار السلطنت کو ترک کر کے کہلوگڈہ مین سکونت اختیار کی اور وہان ایک شہر اور قلعہ احداث کیا چند روز کے بعد جب اُسکی نیک ذاتی اور خداشناسی کی شہرت اکناف عالم مین پہونچی شہر کے خرد و بزرگ سب لوگ جمع ہو کر مستدعی ہوئے کہ شہر دہلی کی طرف مراجعت فرمائیے تب اوسنے دہلی کا عزم کیا کارپردازون نے اوس روز شہر کو مزین کر کے رشک نگارخانہ چین بنا دیا تھا سلطان کمال تجمل اور احتشام سے ہاتھی کی سواری پر کیلوگڈہ سے دہلی کی جانب روانہ ہوا اور بازارین سے ابر بہار کی طرح زر فشان

اور دریا جمع ہوکر ابیت قدم ریختہ از کران تا کران ٭ ہوا گشت ابر جواہر فشان ٭ اس آئین و زینت سے دولتکدہ مین داخل ہوا اور دوگانہ نماز پڑہکر اورنگ سلطنت پر جلوس فرمایا - امیر خسرو دہلوی کو مصحف داری کی خدمت مفوض تہی ملک چہجو جو پروردہ سلطان غیاث الدین بلبن کا تہا جلوس کے دوسرے سال باغی ہوگیا اور اپنے نام پر سکہ اور خطبہ جاری کیا اور جمعیت کثیر سے دہلی پر حملہ آور ہوا سلطان نے اپنے بیٹے خان خانان کو مدافعت کیلئے روانہ کیا چہجو کو شکست ہوئی اور وہ مع رفقا کے گرفتار ہوا جسوقت قیدی حضور مین حاضر ہوئے سلطان نے اونکو حمام مین بہجوایا اور غسل کے بعد خلعت عنایت کیا اور مجلس مین بیٹہنے کا حکم کیا اُسکے بعد ملک چہجو کو محافہ یعنی پالکی مین بٹہاکر روانہ ملتان کیا اور فرمایا عمدہ مکان مین اعزاز کے ساتہہ محفوظ رکہو سنہ ۶۹۳ ہجری مین چنگیز خان مغل لشکر جرار کے ساتہہ پنجاب پر حملہ آور ہوا سلطان نے اوسکی مدافعت کا قصد کیا جب طرفین سے مقابلہ ہوا تو چنگیز خان نے سلطان کی صولت دیکہکر صلح کر لی اور اوسکی ملاقات کو آیا سلطان نے اُسکو اپنا بیٹا کہا اور دامادی سے رابطۂ اتحاد زیادہ کر لیا چہہ روز کے بعد ملک علاء الدین کہ برادر زادہ اور سلطان کا پروردہ نعمت تہا ولایت کڑہ کی جانب متوجہ ہوا اور وہان پہنچکر اطراف مین تاخت و تاراج کرنا شروع کیا یہانتک کہ دیوگڑہ کو فتح کر لیا اور بہت سامال اُسکے ہاتہہ لگا اور روز بروز اوسکی قوت و شوکت بڑہتی گئی اور بغاوت و انحراف کے آثار زیادہ نمایان ہوتے گئے ہرچند وزرا نے عرض کیا کہ دانشمندون کا مقولہ ہے **مصرعہ** علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد ٭ لیکن سلطان کو اُسکی جانب زیادہ میلان تہا وزرا کا التماس مقبول نہوا جب سلطان کی اجل موعود قریب پہنچی تو مع چند خواص اور ایکہزار سوار کے براہ دریا کشتی پر سوار ہوکر ولایت کڑہ کی جانب روان ہوا ملک علاء الدین یہ سنکر ولایت کڑہ اور مانک پور کے درمیان فروکش ہوا جب سلطان اُسکے قریب پہنچا علاء الدین کا چہوٹا بہائی استقبال کو حاضر ہوا اور عرض کیا کہ علاء الدین رعب و خوف سے مخفی ہے اور چاہتا ہے کہ آوارہ دشت تنہائی

ہوجائے بیٹے اسکو ایک باز رکھا ہے حضرت کہ اب تشریف لاتے ہین اگر لشکر مسلح دیکھیگا فرار ہوجائے گا سلطان اُسکے عرض کرنیسے مع چند آدمیونکے جو غیر مسلح تھے کشتی مین بیٹھکر قرآن پڑہتے ہوئے سیر کنان اُس طرف دریا کے کنارے پر پہنچے ملک علاء الدین حاضر ہوکر سلطان کے قدمونپر گرا سلطان نے بنظر شفقت ایک طمانچہ اُسکے مُنہہ پر مارکر فرمایا کہ مینے بڑی شفقت سے پرورش کرکے گرامی کیا ہے تو ہمیشہ میرے بیٹون سے بہی زیادہ عزیز تہا تجھکو کیا ہوا کہ بد اندیشونکے اغوا مین آگیا اور اُسکا ہاتہہ پکڑکر کشتی کی طرف کہینچ لیا اِس اثنا مین محمود سالم نے جو سامانہ کے زیلونمین سے تہا ملک کے اشارہ سے سلطان کو مجروح کیا سلطان جب زخم کہاکر کشتی کی طرف بہاگا اختیار الدین نمکحرام نے جو پروردہ نعمت سلطانی تہا علاء الدین کی سازش سے پیچھے سے اگر سلطان کو زمین پر گراکر سر اُسکے بدن سے جدا کردیا علاء والدین نے اُسکو نیزہ پر چڑہاکر نانک پور کے تمام کوچونمین پہروایا اور اُن تمام لوگون کو قتل کیا جو سلطان کے ہمراہ کشتی مین تہے اور اپنے سر پر چتر سلطنت کو بلند کیا اسکی مدت سلطنت ۷ سال ایک ماہ ۲۰ روز ہین اور یہ جاننا چاہیے کہ خدا تعالی بڑا منتقم حقیقی ہے سلطان کے قاتل بہت جلد گرفتار بلای عظیم ہوئے محمود سالم جذام کی بیماری سے مرا اُسکا گوشت پارہ پارہ ہوگیا اور اختیار الدین دیوانہ ہوکر مرا علاء الدین اگرچہ بادشاہ ہوا لیکن اُسکی کوئی اولاد باقی نرہی اُسکا نام و نشان محو ہوگیا

علاء الدین کا بیان

علاء الدین سلطان جلال الدین خلجی کا برادرزادہ اور داماد ہے چچا کے مقتول ہونیکے بعد ۶ ہزار سوارونکی جمعیت سے شہر دہلی مین داخل ہوا اُمرای خرد و بزرگ نے اسکی سطوت کو دیکہکر اظہار اطاعت کیا اور ۶۹۵ھ مین سریر آرای سلطنت ہوا اور لعل محل کو اپنا دار الحکومت قرار دیا اور الف خان اور ظفر خان کو چالیس ہزار فوج کا افسر کرکے رکن الدین اور محمد ابراہیم کی مدافعت کیلئے روانہ کیا یہ دونون سلطان جلال الدین کے بیٹے تہے اور باپ کے قتل ہونیکے بعد دہلی سے بہاگ کر ملتان گئے تہے

پناہ گزین ہوئے تھے امرای ناکوہنے ملتان کا محاصرہ کیا پسران سلطان مقاومت کی تاب نہ لائے اور درویش حقیقت
کیش شیخ رکن الدین قدس سرہ کی وساطت سے آکر ملاقات کی الف خان نے بمقتضای الایثار الیٰ التعظیم ادا کیے اور اعزاز
کے ساتھہ اپنے ہمراہ انکو دہلی مین لائے لیکن سلطان نے بیرحمی سے ان دونونکی آنکہونمین مع ہمراہیون کے
سلائیان پہرواکر قید کردیا اسکے بعد گجرات پر جرار لشکر متعین کیا اور سخت معرکون کے بعد اُس ولایت کو فتح کرلیا
اور سومنات کے بت کو دہلی مین لاکر دفن کردیا تاکہ خلایق کا لگدکوب رہے دوسرے سال تاتاری لشکر دنبی ماوراء النہر سے
آکر دہلی کا محاصرہ کیا سلطان نے مستعدی کے ساتھہ اُسکا مقابلہ کیا تاتاری منہزم ہوئے اور فتنہ کی آگ فرو
ہوگئی جب سلطان کی طبیعت اطراف ملک سے مطمئن ہوگئی اور کسی کو اُسنے سلطنت اور خزائن مین اپنا شریک
نہ پایا اور اکثر بلاد کو اپنا مسخر دیکہا اُسکا دل نہایت قوی ہوگیا اب اُسنے قصد کیا کہ جدید مذہب کا اختراع کرے
اسلئے معتمدین مین سے ایک شخص کو دہلی حوالہ کی اور خود سکندر رومی کی طرح اقالیم سبعہ کی تسخیر مین مشغول ہوا چنانچہ
خطبہ مین سکندر ثانی اُسکا نام پڑہا گیا اور سکہ مین بہی نام اُسکا کندہ ہوا لیکن ملک علاء الملک نے جو اُسکے امرای
بزرگ سے تہا اور سلطان کا اوسپر اعتماد کلی تہا اپنی تقریر عقلی او نقلی سے اُسکو اس ارادہ سے باز رکہا اس زمانہ مین
ہمیر دیورای تہور اسکے خاندان سے رنتہور مین راجہ تہا سلطان اُسکی طرف متوجہ ہوا اثناء راہ مین سلطان قمرغہ کے
شکار مین مشغول تہا کہ اکتائی خان برادرزادہ سلطان نے اپنے چچا کو مجروح کیا اور سلطان اُسکے صدمہ سے زمین
پر غش کہا کر گرا وہ سلطان کو مُردہ جانکر لشکر مین آیا اور تخت نشین ہوگیا سلطان کو جب درد سے افاقہ ہوا لشکر
مین داخل ہوکر امرا کو حکم دیا کہ اُسکا سر بدن سے جدا کردین فی الفور دوڑ گئی اور وہ اجل رسیدہ ہلاک ہوگیا اور سلطان
کے دو بہتیجے متوطن بداون اور ایک امیرزادہ حاجی مولی نامی ساکن دہلی باغی ہوگئے تہے یہ تینون اشخاص بے جنگ و جدل
اسیر ہوے اور دونونکی آنکہونمین سلطان نے میل کہچوادی اور حاجی مولی کے قتل کا حکم دیا القصہ سلطان رنتہور کو پہنچا اور اُسکی قلعہ کا محاصرہ کیا

اور چاپانیر تہا ۸۱۳ھ مین جب سلطان
احمد شاہ بن مظفر شاہ گجراتی تخت پر بیٹہا
تو دریای سابرمتی کے کنارہ پر ایک
مستحکم قلعہ اور خوش آئین شہر بناکر اُسکا
نام احمد آباد رکہا احمد آباد کا بازار چوک
مشہور ہے اور احمد آباد سے تین کوس پر
ایک قصبہ بیوا ہے یہاں کی آب و ہوا اچہی ہے
اور اکثر اولیاء خصوصاً قطب عالم والا ماجد
شاہ عالم محبوب عالم کا وہان مزار ہے
اون حضرت کا ذکر ہم آگے بیان کرینگے

مدت کے بعد وہ قلعہ فتح ہوا اور تہمبر دیو کو مع اُسکے خاندان کے قتل کر کے دہلی کو مراجعت کی ایک زن جمیلہ پدماوتی نامی مشہور ہاہتی جسکی اتبک ہندؤ گو گیت گاتے ہین مرزبان چتور کے پاس تہی سلطان نے اُسکی حسن صورت اور سیرت کی تعریف سنکر بعد فتح رنتہنبور کے چتور سے طلب کیا وہ کیاہ رزبان مذکور اس نازنین ماہ سیما پر فریفتہ تہا اسلئے آمادہ جنگ ہوا اور وہ خوب جانبازی سے لڑا لیکن سلطان نے اُسکو گرفتار کر لیا یہ عورت نہایت دانشمند تہی اُسنے فریب دیکر اپنے شوہر کو چہوڑا لیا۔ دوبارہ لڑائی ہوئی سلطان نے صلح کر کے فریب سے اُسکو مروا دیا اور قلعہ مفتوح ہو گیا لیکن پدماوتی ہاتہہ نہ آئی اپنے شوہر کے کشتہ ہونیکے بعد وہ مع دیگر عورات کے فرط غیرت سے ہنود کی رسم کے موافق جلکر خاکستر ہو گئی۔ داغ اسپ اور ڈاک چوکی اور واقعہ نگاری اور پٹواریون کے کاغذات اور دیہات پر عمال کا مقرر کرنا یہ سب سلطان کے اختراعات سے ہین شیخ نظام الدین اولیا اوسیکے زمانہ مین تہے اس زمانہ کے ملک الشعرا امیر خسرو نے اسیکے نام پر خمسہ منظوم کیا ہے۔ لکہا ہے کہ سرکار بادشاہی سے ہزار تنکہ اونکی تنخواہ تہی ملک نائب اُسکا وزیر اور معتمد علیہ اور وکیل السلطنت اور منظور نظر سلطان کا تہا بعض کا قول ہے کہ سلطان کو اوسی نے مسموم کیا بعض کہتے ہین وہ استسقا کی بیماری سے مرا ۲۱ سال ۶ ماہ اُسنے سلطنت کی جاننا چاہیے کہ ہاتہی کی سواری اوسنے ہی اختراع کی ہے +

سلطان شہاب الدین

سلطان شہاب الدین بن سلطان علاء الدین ابہی تک نہایت صغیر سن تہا ملک نائب کافوری نے تمام بہائیون مین سے اُسکو منتخب کر کے ۷۱۶ھ مین تخت سلطنت پر بٹہایا اور یہ دستور مقرر کیا کہ حرم سرا سے اُسکو برآمد کر کے ہزار ستون کی مہاڑی کے تخت پر بٹہاتا اور خود امور سلطنت کا انتظام کرتا اور فارغ ہونیکے بعد اس طفل کو والدہ کے پاس بہیجدیتا اوسنے خضر خان اور شادی خان کی آنکہون مین سلائیان پہروا دین جو دوسری ماں کے بطن سے تہے اور خضر خانکی ماں کو قید کر کے اُسکے تمام جنس و نقد کو ضبط کر لیا اور سلطان کے حقیقی بہائی مبارک خان کو قید کر لیا واضح ہو کہ ملک نائب نہایت قبیح الافعال

دائم الخمر قمار باز تہا امرا نے تنگ آکر اتفاق کر لیا اور قابو پا کر اوسکو قتل کر ڈالا اور سلطان کو گوالیار کے قلعہ میں مقید کر دیا اسکی سلطنت جو محض برائے نام تہی صرف ۴ ماہ اور چند روز رہی

سلطان قطب الدین

سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن سلطان علاء الدین کہ ملک نائب کی بدسلوکی سے زندان میں تہا اشارات پہلے گذر چکے بعد قتل شہاب الدین کے قید کے بعد امرا نے متفق ہو کر اسکو زندان سے نکالا تب اوسنے ۷۱۶ھ میں تخت سلطنت پر جلوس کیا اور جلوس کرتے ہی تمام ممالک محروسہ کے زندانیوں کو رہا کر دیا اسلئے کہ چند روز خود مصائب میں گرفتار رہ چکا تہا واضح ہو کہ یہ سلطان نوجوان تہا ہوا پرستی کی شامت سے حسن نامی ایک خدمتگار پر جو حسن و جمال ظاہری میں بے نظیر تہا فریفتہ ہو گیا اور اسکو خسرو خان کا خطاب دیکر منصب جلیل القدر وزارت سے سرفراز کیا اس نمک حرام نے جب اپنا اقتدار حد سے زیادہ دیکہا سلطنت کی تمنا کیچہ سے سرچند ہو گئی چند روز کے بعد اپنا پورا انتظام اوسنے کر لیا پانچوین ربیع الاول کو ایک پہر رات گئے بام ہزار ستون سے اترا اور قاضی خان کے پاس آیا بارگاہ سلطانی کی حفاظت اسی کے متعلق تہی وہ دروازون کے حالات کا تفحص کر رہا تہا کہ خسرو خان نے اسکو اپنی باتوں میں مشغول کر لیا اور اسکے بہائی جاہر نے عقب سے آکر اسکے پہلو مین خنجر مار کر ہلاک کیا اس سے غل شور زیادہ ہوا خسرو خان نے فوراً سلطان سے جاکر عرض کیا کہ اصطبل کے گھوڑے چھوٹ کر باہم لڑ رہے ہین اوسی کا یہ غوغا ہے سلطان اجل سے غافل خاطر جمع بیٹہا ہوا تہا کہ اسکے متعاقب ہی جاہر مع کو اپنے ہمراہ سواران کے ساتہہ ہزار ستون کی طرف متوجہ ہوا اور پاسبانون کو قتل کر ڈالا جب سلطان نے واقف ہو کر حرم سرای کی طرف گریز کا ارادہ کیا خسرو خان نے دوڑ کر اسکے سر کے بال پکڑ لئے اور جاہر نے خنجر سے اسکا شکم چاک کر دیا اور سر کاٹ کر بام ہزار ستون کے نیچے پہینکدیا اور حرم سرا کے اندر جاکر فرید خان اور منگر خان پسران علاء الدین کو جو صغیر سن تہے بالجبر انکی ماؤن سے چھین کر گردنین ماردین اور بعض امرا اور ملازمین کو اوسی وقت گرفتار کر کے قتل کروا دیا جو اوس سے منحرف تہے

قطب الدین کی مدت سلطنت ۴ سال ۴ ماہ ہے سلطان جلال الدین خلجی سے سلطان قطب الدین تک چار اشخاص ۳۴ سال ۱۱ ماہ جہانبانی کرتے رہے +

چوتھا تذکرہ خسرو خان نمکحرام کے بیان میں

سلطان ناصر الدین المخاطب بخسرو خان مشہور حسن خان نے قطب الدین مبارک شاہ کو قتل کرکے اپنے نام کا سکہ اور خطبہ جاری کیا اور سلطان ناصر الدین اپنا خطاب رکہا اور سلطان کی حرمونکو اپنے بھائیوں میں تقسیم کردیا اور سلطان کی منکوحہ کو اپنے نکاح میں لایا۔ سلطان علاء الدین کے امرای کبار میں سے غازی الملک ایک نامور شخص دیپالپور کا حاکم تہا اور اُسکا بیٹا فخر الدین خان حضور میں حاضر رہتا تہا مبارک شاہ کے قتل کے بعد وہ مختلف حیلوں سے خسرو خان کے پنجہ سے رہا ہوکر اپنے باپ کے پاس پہنچا اور یہانکی تمام سرگذشت سے اُسکو اطلاع دی غازی الملک نے ملک بہرام حاکم ملتان کے اتفاق سے انتقام کا قصد مصمم کرکے لشکر بیکران کے ساتھ دہلی کی جانب رخ کیا جب دہلی کے قریب پہنچا خسرو خان نے بہی اپنی فوج کو آراستہ کرکے صف آرائی کی اور آتش جنگ شعلہ زن ہوئی خدا تعالی نے غازی الملک کو فتحیاب کیا غازیون نے اون نمکحرامون کا خوب استیصال کیا اور خسرو خان مع اون لوگون کے جو سلطان قطب الدین کے قتل میں شریک تہے مقتول ہوا اور غازی الملک اور ملک بہرام دونون امرای نامور فتح کے بعد ہزار ستونی محل میں سلطان قطب الدین اور اُسکے برادرونکی رسم تعزیت میں مشغول ہوئے اور فاتحہ پڑہکر ماتم کی مجلس کو ختم کیا سلطان ناصر الدین خسرو خان کی مدت سلطنت چار ماہ چند روز رہی +

پانچوان تذکرہ خاندان تغلق کی بیان میں

سلطان غازی الملک

سلطان غازی الملک غیاث الدین ثانی بن ملک تغلق ترک نژاد اور سلطان غیاث الدین بلبن کا غلام تہا جب

اوسنے اپنی دلیری اور سپاس گذاری کے اقتضا سے خرد خان نمکحرام کو قتل کیا اور قطب الدین کی عزاداری کے مراسم سے فارغ ہوا آواز بلند اپنی مجلس مین لوگونکو مخاطب کرکے کہا کہ مین سلطان علاء الدین اور سلطان قطب الدین کی نعمتون کا پروردہ ہون صرف حقوق نمکخواری کے ادا کرنیکو بیٹے کافرونکو مارا ہے اون دونون سلاطین کے فرزندونمین سے جو کوئی باقی رہا ہو حاضر کی[redacted]ے کہ اُسکو تخت نشین کرکے خدمتگذاری کیجائے اور اگر کوئی فرزند اونکی نسل مین باقی نہ ہو تو جو شخص منصب سلطنت کے قابل سمجہا جائے سب لوگ متفق ہوکر اُسکو جانشین کرین" حاضرین نے یکدل و ہمزبان ہوکر عرض کیا کہ اونکی نسل مین کوئی باقی نہین رہا اور آپنے حق نعمت ادا کرکے اپنے ولی نعمت کا انتقام لیا ہے سوای آپکے کسی کو استحقاق سلطنت نہین ہے تب تمام امرا نے بالاتفاق غازی الملک سے بیعت کی تہنیت اور مبارکباد کی رسمین ادا کین اور تخت سلطانی پر اوس مخلص باوفا کو متمکن کرکے زمین بوسی کی القصہ ۷۲۵ھ مین سریر سلطانی پر جلوس کرکے سلطان نے جہانبانی کا جیغہ زیب سر کیا زر و سیم پر اپنا سکہ جاری کیا اور خطبہ مین اپنا نام پڑہوایا اور لعل محل مین سکونت اختیار کی اور تغلق شاہ اپنا لقب رکہا اسکے عدل و انصاف نے بیدار فتنونکو خوابیدہ کر دیا تمام امور جہانبانی مین بڑی مشغول ہوئی اوسکو عمارات کی جانب بہت توجہ تہی دہلی کے قریب تغلق آباد قلعہ اوسی کا بنایا ہوا ہے بڑا نیکو صفات تہا اوسکی اوقات کا بڑا حصہ عبادات مین صرف ہوتا تہا رعایا کے رفاہ مین ہمیشہ مساعی جمیلہ عمل مین لاتا تہا اوسکی وفات کا سبب یہ ہوا کہ سلطان ایک مہم کو فتح کرکے واپس آرہا تہا جب لشکر منصور سنام کام پر پہنچا وہانکے حاکم بہادر شاہ نے شاہزادہ الغ خان عرف فخر الدین کے ارشاد سے تغلق آباد سے تین کوس کے فاصلہ پر سلطان کی مہمانی کے واسطے ایک عالیشان قصر تیار کروایا تہا سلطان نے درخواست کو قبول فرماکر اوس قصر مین نزول فرمایا طعام رنگارنگ اور انواع انواع کی نعمتین مہیا کیگئین تہین جب تمام لوگ تناول طعام سے فارغ ہوکر دست شوئی کیلئے باہر نکل آئے صرف بادشاہ تنہا بیٹہا تہا کہ دفعتاً اوس مکان کی چہت ٹوٹ کر گر پڑی اور سلطان اور پانچ شخص اوسکے صدمہ سے فوت ہوگئے سلطانی کی مدت سلطنت ۴ سال ۱۲ ماہ ہوئی

سلطان محمد شاه

سلطان محمد شاه الغ خان عرف فخر الدین بن غیاث الدین تغلق شاه نے پدر والاگہر کے بعد ۷۲۵ھ میں تخت سلطنت پر جلوس کیا یہ سلطان اعجوبہ روزگار اور جامع اضداد ہوا ہے کبہی قصد کرتا کہ سکندر رومی کے اقالیم سبعہ کو مسخر کرے کبہی چاہتا کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ التحیۃ والسلام کے طریقہ پر جن وانس کو اپنے دائرہ اطاعت میں شامل کرے کبہی کہتا کہ ملک اور نبوت کو باہم جمع کر کے احکام شرعیہ کو اختراع کرون کبہی نماز روزه اور دیگر احکام شرعیہ کو پابندی سے ادا کرتا اکثر علوم خاصہ تاریخ و فلسفہ نظم و انشا میں کمال رکہتا تہا افیاضی اس درجہ کا کہ حاتم کی تمام عمر کی داد و دہش اسکے ایک روزه عطیہ سے بہی کمتر تہی اکثر لوگونکو بہت کچہہ عطا کیا ایک امیر کو ایک مرتبہ کسی جانب رخصت کیا اور فرمایا اسوقت جو کچہہ خزانہ عامرہ میں ہے سب اسکو دیدو ایک روز مولانا جلال الدین حسام ایک قصیده سلطان کی مدح میں تصنیف کر کے لائے صرف مطلع سنتے ہی ہزار ہزار تنکے انعام میں دیدیئے اور کہا اس سے زیاده نہ پڑہیے مین اسکا اور اصلہ ادا نہین کر سکتا ملکون کے تسخیر کرنے مین سعی بلیغ کرتا تہا ولایت گجرات مالوه دیوگیر کنپیلہ دہورسمندر تہرہٹ لکہنوتی سنار کام چند عرصہ مین فتح کر لئے کسیکی مجال نہ تہی کہ اسکے حکم سے تخلف کرسکے بڑا ستمگر تہا ہر قسم کی ایذا لیف لوگونکو دیتا جب دربار عام مین جلوس کرتا ادنی ادنی التقصیرات پر جبتک لوگونکو قتل و سیاست سے تہدید نکرتا کبہی دربار برخواست نکرتا اوسنے حکم دیا تہا کہ دار الضرب مین چاندی سونے کیطرح فلوس مسی بہی ڈہالکر رواج دیئے جاوین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیسون کا رواج اُسی وقت سے ہے اسنے ملک دکن کو مالگذاری کے مناسب خیال کر کے دیوگیر کو جسکا نام راج دہوج مین دہارانگری تہا اپنا تختگاه بنایا اور دولت آباد نام رکہا دہلی سے دولت آباد تک اوسنے سرائین بنوائین سید ہا یعنی خام کہانا ہنود کیلئے اور پختہ مسلمانونکے واسطے مقرر تہا اور حکم دیا کہ لوگ دہلی کو ترک کر کے مع اہل وعیال دولت آباد مین آبسین زاد راه سرکار سے دیا جائیگا بڑا سرمایہ اسمین صرف ہوگیا اور اس نقل و تحویل سے لوگونکو نہایت پریشانی ہوئی ایکدفعہ

اوسنے ربع مسکون کی تسخیر کا خیال محال کیا اور ۳۷۰ لاکھہ ۷ ہزار سوارون کی بھرتی کی ایک سال تو سپاہ کی تنخواہ وصول ہوئی دوسرے سال مین جب خزانہ کا روپیہ اُسکیلئے کافی نہوسکا تو اس ارادہ باطل کو فسخ کردیا ایک مرتبہ ارادہ کیا کہ کوہ ہمالیہ کو ملک چین تک اپنے تصرف مین لائے امرای نامدار او خواقین بلند اقتدار اسکے سرانجام دینے کیلئے مامور کئے گئے کچھ نتیجہ مرتب نہوا جو فوج وہانکی زد و کوب سے بچ آئی تہی سبکو پہانسی دیدی جب ایسے ایسے بیہودہ امور پیش آئے انجام کار ملک مین نہایت ابتری پڑگئی جا بجا خفتہ شورشین بیدار ہوگئیں ملک بہرام سے نواح ملتان مین جنگ ہوئی یہ تغلق شاہ کا منہہ بولا بھائی اور بڑا کاردان آدمی تہا آخر کار وہ لشکر سلطانی کا اسیر ہوا دوآبہ کا حصہ خراج کی زیرباری سے تباہ ہوگیا اکثر رعایا نے خرمنون کو آگ لگا کر مع مویشی کے فرار ہوگئی سلطان تیر کلیہ کے بہانہ سے خود نکلا اور ان بیچارونکو جہان پایا علف تیغ بیدریغ کیا اُنکے سر قلم کرکے قلعہ کے کنگرون پر لٹکا دیئے قنوج کا بھی ایسا ہی حال ہوا قحط سالی نے آبادی کے آثار بالکل دور کردیے ایسی حالت مین نادم ہوکر رعایا کو پہر طلب کیا اور خزانہ سرکاری سے تقاوی دیکر آبادی کی تاکید کی اوس سال بدبختی کی وجہہ سے بارش بالکل نہ ہوئی تخم ریزی کی محنت بالکل رایگان ہوگئی دہلی مین سخت قحط پڑا گیہون اور چاول نایاب تہے غربا بہوک سے ہلاک ہونیلگے ایسی مصیبت مین اُس بیرحم نے شہر کے دروازے بند کروادیے کہ کوئی باہر نہ جاسکے اسلئے ذی روح کو کوئی چیز موت کے سوا آرام دہ نہ تہی جب حالت بہت نازک ہوگئی دروازے کہولدیے گئے جو لوگ نیمجان باقی رہگئے تہے بنگالہ مین ارزانی سنکر اُسطرف گریزان ہوئے اس زمانہ مین اُسکے مظالم اور بے جا حرکتونکے حالات ولایات دور و نزدیک مین مشتہر ہوگئے اس بدنامی کے دور کرنیکے لئے خلیفہ عباسی مصری کے پاس متواتر عرضیان روانہ کین یہ خلیفہ ہلاکو خان کے ہاتہہ سے محفوظ تہا عرایض مین بیعت اور اطاعت کا اظہار کیا تہا خلیفہ سے سند سلطنت کی حاصل ہوگئی اسکو ملکی خرابیون کا اُسنے تیمار سمجہا خطبہ مین خلیفہ کا نام پڑہا گیا اور اب اُسنے مجدداً انتظامات مین اصلاح او سعی شروع کی دو سال کسی قدر امن کی صورت ہونیلگی وہ خود ہر حصہ مین جاکر مقامات کو رفع کرتا تہا یہانتک کہ ٹھٹھہ سے چار کوس پر امراض کے ہجوم سے

صوبہ ملتان

کیفیت

اکیسوین محرم کو رخصت ہوا اور مخلوق خدا کو اسکے ظلمون سے رہائی ہوئی ۲۶ سال تک حکومت کی +

سلطان فیروز شاہ

سلطان فیروز شاہ عرف ملک فیروز بابک سلطان محمد شاہ تغلق کے بنی اعمام سے ہے کوئی بیٹا اور حقیقی بہائی اسکے نہ تھا اسلئے امراء کے اتفاق سے پچاس سال کی عمر مین ۷۵۲ھ مین دریای سندہ کے ساحل پر فرمانروائی کو جلوہ گر کیا اس سلطان کے پیر بزرگوار کا نام رجب سالار قدس سرہ ہے انہون نے تعلقات دنیوی کو ترک کر کر درویشی کا بلند پایہ حاصل کیا تھا چنانچہ ممالک ہندوستان مین ابتک انکا نام مشہور ہے ہر سال مین ایک مرتبہ ماہ رجب مین ادنی و اعلی اپنے مقدور کے موافق کندوری کر کے اسکا ثواب انکی روح پرفتوح کو پہونچاتے ہین یہ سلطان نہایت نیکو نہاد تہا دریای سندہ سے آکر دہلی مین داخل ہوا اور نوید عدل و داد جہانیون کی دی اس عرصہ مین ابو الفتح خلیفہ مصر کا نامہ آیا سلطان اسکو سرمایۂ افتخار سمجہا۔ سرہند کو سامانہ سے جدا کر کے اور دس کوس امین اور اضافہ کر کے ایک جداگانہ پرگنہ مقرر کیا اور دریای ستلج اور بیاہ کے کنارہ پر جہان ان دونون کا اتصال ہوتا ہے ایک معمورہ بنام فیروز آباد کی بنیاد ڈالی اور نواح ہانسی مین ایک قلعہ احداث کر کے حصار فیروزہ کے نام سے موسوم کیا اور سیرپور سے نہر دریای جمنا نکالکر اس قلعہ مین پہنچائی اکثر ممالک بزور شمشیر فتح کئے اور راجہ کونگر کوٹ کو مطیع کر کے اس قلعہ کا نام محمد آباد رکہا یہ بہی مخفی نرہے کہ اس قلعہ کے بیابانمین ایک مکان بہوانی سے منسوب ہے اور وہ اہل ہند کی پرستش گاہ ہے اور حاکم ٹہٹہ مقابلہ سلطانی کی تاب نہ لایا اور سالانہ پیشکش اوسنے قبول کی اس سلطان نے نیکذاتی سے امن و امان کے قوانین تمام ملک مین شائع کیے مالگذاری رعایا سے برداشت کے موافق تحصیل کرتا تہا ادنی حرفون مثل گل فروشی ماہی فروشی قصابی وغیرہ کا ٹکس نہین لیتا تہا اسکے عدل کی برکتون سے ظلم کی راہ مسدود ہوگئی کوئی شخص اسکے عہد مین متاذی نہ تہا اور موافق الناس علی دین ملوکہم تمام حکام بہی سلطان فرخندہ فرجام کی پیروی کرتے تہے کسیکی طاقت نہ تہی کہ ارتکاب ظلم کر سکے فسق و فجور کی بنیادین مثل میکدے بہنگ خانے اور تمام ملاہی محو کر دیے گئے اور سلطان محمد نے جن لوگون کو قتل کیا تہا انکے

اعضا قطع کرا دیے تھے اُنکے فرزندون اور وارثون کو انعامات اور روزینہ مقرر کر کر راضی کر دیا اور اُنسے سلطان کے ذمہ برات نامے لکھوا کر اکابر و تکی مہرین کرا کر سلطان کے مقبرہ مین پہنچا دیے کہ آخرت مین سلطان کی رستگاری کا ذریعہ ہو جائین۔ لکھا ہے کہ نیکنامی کیلئے فیروز آباد وغیرہ (۳۲) شہر ۴ جامع مسجدین پختہ ۳۰ مدرسے ۳۰ خانقاہین ۱۰۰ مسافر خانے ۱۰۰ انہر ۵۰ شفاخانے ۱۰۰ حمام ۱۰۰ مقبرے ۱۰ بڑے بڑے مینار بیشمار باغات بنوائے اور شہر جونپور جو اُسکے عموی زاد بہائی سلطان محمد شاہ الغ خان مشہور بہ فخر الدین جونا کے نام سے مشہور تہا آباد کیا اس سلطان کے آثار ابتک قایم ہین چنانچہ دہلی کے متصل ایک کوچہ پر ایک عمود موسوم بہ جہان نما موجود ہے عوام اُسکو فیروز شاہ کی لاٹ کہتے ہین اُسکا ارتفاع تقریباً ۸۰ گز اور قطر ۴ گز ہے یہ سلطان جب نہایت کبرسنی کو پہنچا اور قوای بدنی اور حواس ظاہری ماؤف ہو گئے اسلیے ۷۸۹ھ مین شہزادہ محمد خان کو سلطان ناصر الدین محمد شاہ کا خطاب دیکر کاپردار سلطنت کیا چندروز کے بعد جب اُسمین اہلیت مہمات سلطنت کی نہ دیکھی اپنی ولایت سے اوسکا اخراج کرا دیا اور اپنے پوتے شہزادہ تغلق شاہ بن شہزادہ فتح خان کو جسکا باپ فوت ہو گیا تہا ولیعہد کیا اور چندروز کے بعد مرگ طبعی سے جوار رحمت الٰہی مین شامل ہو گیا اور دنیا مین اپنی نیکی کی یادگار چھوڑ گیا ٭ بمرد آخر و نیکنامی ببرد ٭ زہی زندگانی کہ نامش نہ مرد ٭ اسکی تاریخ وفات وفات شاہ کے لفظ سے نکلتی ہے اور تاریخ مین وفات فیروز مندرج ہے اُسکے اعداد ۷۹۰ ہوتے ہین اکثر کتب کی تحریر کے موافق اُسکی مدت عمر ۹۰ سال ہین اور شمسی کے لحاظ سے ۸۸ وہ تیمور کا ہمعصر تہا ایام سلطنت ۳۸ سال ہین ٭

سلطان غیاث الدین

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن شہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ اپنے جد بزرگوار کی رحلت کے بعد ۷۹۰ھ مین قصر فیروز آباد مین سریر فرماندہی پر متمکن ہوا سلطان نوجوان تہا ناتجربہ کاری سے شہزادہ ابوبکر اپنے برادر حقیقی کو مقید کر دیا اور خود عیش وعشرت مین منہمک ہو گیا ملک رکن الدین اور دیگر امرا نے چندروز کے بعد اوس محبوس کو زندان سے نکلوا لیا ایکر وز ملک مبارک

جوندیر اور مدار السلطنت تہا دولت خانہ کے دروازہ پر مارا گیا سلطان نے یہ واقعہ سنتے ہی دوسرے دروازہ سے نکلکر گریز کیا اثنای راہ مین امرا نے تعاقب کر کے مع خانجہان کے جو منجملہ ندمای شاہی تہا اُسکو قتل کردیا اور اُنکے سر اوس دروازہ پر معلق کردیے تہے جہان سے اُنہون نے گریز کیا تہا اسکی مدت سلطنت ۵ ماہ ۳ روز ہین +

سلطان ابوبکر

سلطان ابوبکر بن شہزادہ فتح خان بن سلطان فیروز شاہ نے ۷۹۳ھ مین جلوس کیا چند روز کے بعد ملک رکن الدین کے سر مین خیالات فاسدہ جمع ہونے شروع ہوئے سلطان نے واقف ہوتے ہی اُسکو مع رفقا کے دار پر کہچوادیا اسی عرصہ مین میر سید سامانی باغی ہوگیا اور وہانکے حاکم خوشدل خان کو حوض سنام کے کنارے مار کر شہزادہ محمد بن فیروز شاہ کے پاس کہ نگرکوٹ مین موجود تہا روانہ کر کے خروج پر آمادہ کیا شہزادہ نے اُسکے اشارہ سے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کردیا اور ۲۰ ہزار سوار ونکی جمعیت سے دہلی کی جانب متوجہ ہوا فیمابین دونونکے چند بار معرکہ آرائی ہوئی بالآخر سلطان کو ہزیمت ہوئی لوگ نہایت ہی کشمکش مین رہے اکثر مکانات ویران ہوگئے سلطان کو تاب جنگ نہ ہوئی اور کوٹلہ میوات کی طرف گریزان ہوا اور زمانہ حکومت کا خاتمہ ہوگیا اوسکی مدت سلطنت ایک سال چہ ماہ ہے +

سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ

سلطان محمد شاہ بن فیروز شاہ جو سابق مین ولیعہد ہوچکا تہا ابوبکر کے فرار ہونیکے بعد بکرّوفرّ دہلی مین داخل ہوا اور ۷۹۴ھ مین دوبارہ اُسنے جلوس کیا چند روز کے بعد فیروز شاہی غلام جنکی تحریک سے وہ ابوبکر پر مظفر ہوا تہا سلطان سے بددل ہوگئے اور بے اعتدالیان ظاہر کرنے لگے سلطان محمد شاہ نے اونکی بیوفائی اور کوتہ اندیشی ملاحظہ کر کے حکم دیا کہ جو اشخاص غلامان فیروز شاہی مین سے دہلی مین موجود ہین اونکو تین روز کی مہلت دیجاتی ہے جہان چاہین نکلجائین چوتہے روز اونکا خون مباح ہے جو اس عرصہ مین نکل گئے جان بسلامت رہے باقیماندہ حسب الحکم قتل ہوئے اسکے بعد

شہزادہ ہمایون خان کو سامانہ سے بالشکر گران کے ساتھ ابوبکر کے مقابلہ کو روانہ کیا تھوڑی سی جنگ کے بعد ابوبکر گرفتار ہوکر میرٹھ مین قید کیا گیا اور مرگ طبعی سے وہین فوت ہوا اسکے بعد سلطان نے قنوج اور دلور کی گوشمالی کا قصد کیا اور اوس سے فارغ ہوکر جہانسی کی جانب ایک مضبوط قلعہ بنایا اور اوسکا نام محمدآباد رکھا پہر ۷۹۵ سنہ مین شہزادہ ہمایون خان کو شیخ خان کھوکر کے مقابلہ پر جسکے قبضہ مین لاہور تہا روانہ کیا اور بہت سے امرا اُسکی معیت مین کر دیے ہنوز شہزادہ راستہ ہی مین تہا کہ سلطان فوت ہوگیا اسکی مدت سلطنت ۶ سال ۷ ماہ ہین +

سلطان علاءالدین

سلطان علاءالدین سکندر شاہ عرف ہمایون خان بن محمد شاہ اپنے باپ کی خبر رحلت سُنکر عزیمت لاہور کو فسخ کیا اور راستہ مین سے واپس آکر دہلی مین داخل ہوکر سریر آرا ہوا اور چند روز مین ماہ جمادی الاولی مین اپنی موت سے فوت ہوگیا مدت سلطنت اُسکی ایک ماہ سولہ ۱۶ روز ہین +

سلطان ناصرالدین

سلطان ناصرالدین محمود شاہ بن سلطان محمد شاہ کے اُسکا برادر خورد سلطان علاءالدین سکندر شاہ اپنے برادر بزرگ کی رحلت کے بعد جانشین ہوا سنہ مین سکہ او خطبہ اسکے نام کا جاری ہوا یہ سلطان نہایت شستہ حلیم انصاف پرور تہا لیکن زمانہ نے موافقت نہ کی امرای حضور نے چیرہ دستی کی مقرب خان اور ملوخان نے جو امرای کبار سے تہے لوای مخالفت بلند کیا ایک طرف سے باغی جماعت نے نصرت شاہ بن فتح خان بن فیروز شاہ کو تخت نشین کر دیا ان باغیون اور سلطان کے مابین چند لڑائیان بہی ہوئین علاوہ برین وہ زمانہ تیمور کی زور آزمائیونکا تہا مغربی گوشون سے اوسکی آمد آمد ہوئی پہر کیا پوچھنا ہے عجیب طرح کا زلزلہ پیدا ہوا دہلی مین قتل عام کا حکم دیا گیا بے حساب لوگ راہی ملک عدم ہوئے اور قیدیونکی شمار خدا کو ہی معلوم ہے دہلی کی صورت ایسی بہیانک ہوگئی گویا وہ سرزمین کبہی آباد ہی نہوئی تہی اس کشت و خون کے بعد امیر تیمور کے

نام کا سکہ اور خطبہ جاری ہوا اس زد و کوب میں جمبو کا راجہ جو نہایت سرکش تھا دستگیر ہوا اور اسیر ہونیکے بعد اوسنے اسلام قبول کر لیا ہر دو اسے جسوتک امیر نے ہر جگہ معرکہ آرائی کی اور بفضل ایزدی ہر ایک لڑائی میں اوسی کا غلبہ رہا اور اس موقع پر جب خضر خان اور دیگر امرا نے شرف ملازمت حاصل کیا امیر نے سب کو قید کر لیا لیکن خضر خان سید زادہ اور مرد صالح تھا اسکو امیر نے لاہور ملتان و دیالپور عنایت کر کے مالک کر دیا جب موسم تابستان آیا شدت گرمی کو اپنے اور لشکر کے خلاف مزاج سمجھکر امیر نے سمرقند کیجانب نہضت کی اسکے رخصت ہو جانیکے بعد دہلی دو ماہ تک ویران رہی لیکن رفتہ رفتہ لوگ وہان بود و باش اختیار کرنے لگے اور وہ آباد ہوتی گئی اور نصرت شاہ نے میوات سے واپس آکر دہلی میں حکمرانی شروع کی اقبال خان ایک بڑا نامی امیر تھا برن سے آکر اوسنے دہلی پر شبخون مارا نصرت شاہ میں مقابلہ کی تاب نہ تھی میوات کو گریزان ہو گیا اقبال خان کی فتح ہوئی اور دہلی سے فیروز آباد تک تمام ملک اسکے قبضہ میں آگیا اور باقی ہندوستان کے شہرون جدا جدا حکام پر منقسم ہو گئے ہر ایک اپنے اپنے حصہ پر قابض ہو گیا اقبال خان سلطان ناصر الدین سے کبھی موافق ہو جاتا تھا کبھی بگڑ بیٹھتا تھا ایکدفعہ سلطان الشرق کے منھ بولے بیٹے سلطان ابراہیم نے اودھ سے اقبال خان پر لشکر کشی کی لیکن اقبال خان کو ہی غلبہ رہا اسکے بعد اوسنے خضر خان پر فوجکشی کی جو ملتان اور دیالپور میں سکونت پذیر تھا خضر خان مقابل ہوا طرفین سے ہنگامہ کارزار خوب گرم ہوا لیکن اقبال خان کے اقبال نے منھ پھیرا اور بہت جلد اوسی زد و کوب میں دستگیر ہو کر قتل ہوا اور نمکحرامی کا مزہ چکھ لیا جب اقبال خان کے مارے جانیکی خبر دہلی میں پہنچی دولت خان اور اختیار خان اور بعض دیگر امرای شاہی نے متفق ہو کر سلطان ناصر الدین محمود شاہ کو قنوج سے طلب کیا اور از سر نو تیسری مرتبہ سنہ ۸۰۹ ہجری میں تخت پر بٹھایا خضر خان اقبال خان پر فتحیاب ہو کر بڑی جمعیت سے دہلی پر حملہ آور ہوا ناصر الدین اور اسکے حامیوں نے مدافعت میں کوتاہی نہ کی سخت مقابلہ ہوا لیکن دونون کا پلہ برابر رہا ایسی بڑی مہم کے بعد خضر خان نے ملتان کی طرف مراجعت کی اور اسکی واپسی کے بعد شکار کیلئے سنبھل کو گیا تھا کہ ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا اور چند روز

مین ہلاک ہوگیا اسکی مدت سلطنت جو برائے نام تھی ۲ سال دوماہ ہے سلطان غیاث الدین تغلق شاہ عرف غازی الملک سے سلطان ناصر الدین محمود شاہ تک آٹھہ اشخاص ۹۶ سال ۱۱ ماہ ۱۹ روز تک جہانبانی کرتے رہے اسکے بعد سلسلہ ترکون کا شہاب الدین غوری کے فرزندون اور عزیزدن اور ملازمین وغلامون سے منقطع ہوا اور امور سلطنت کی زمام اورونکی طرف متوجہ ہوئی کل ۳۴ شخصون نے وہان سے یہانتک (۲۵۰) سال ۱ ماہ تک جہانبانی کی ہے ✤

چھٹا تذکرہ سادات کی سلطنت کے بیان مین (خضر خان)

رایات اعلیٰ خضر خان بن ملک سلیمان ملک مردان کا منہ بولا فرزند تھا جو سلطان فیروز شاہ کے امرای کبار سے ہی جب اسنے سلطان ناصر الدین محمود شاہ کی رحلت ہوگئی اور تمام امرا کے اتفاق سے دولت خان جو تمام اراکین مین سب سے بلند پایہ تھا اسکا جانشین ہوا جب خضر خان اس واقعہ سے آگاہ ہوا فوراً فتح پور ملتان اپنی دارالایالت سے بڑی جمعیت کے ساتھ دہلی پر آیا اور چار ماہ تک اسکا محاصرہ کیا اُسکے بعد دولت خان کو گرفتار کرکے فیروز آباد کے قلعہ مین قید کردیا اور وہین وہ فوت ہوگیا اور خضر خان مظفر اور منصور ہوکر دہلی کے قلعہ مین داخل ہوکر ۸۱۷ھ مین مہمات جہانبانی کو اپنے قبضہ مین کرلیا امیر تیمور کے نام سے سکہ اور خطبہ جاری کیا امیر تیمور کے بعد اُسکے فرزند شاہرخ مرزا کے نام سے جاری رہا اور چند روز کے بعد اپنے نام پر سکہ اور خطبہ جاری کیا اکثر ملک اُسکے قبضہ مین آگئے عمدگی سے اُسنے حکمرانی کی سب لوگ فرمانبردار رہے اور سلطنت کا نام اپنے لئے تجویز نہ کیا رایات اعلیٰ اپنا خطاب رکھا اجل طبعی سے فوت ہوا۔ ۶ سال ۳ ماہ سلطنت کی ✤

سلطان مبارک شاہ

سلطان مبارک شاہ رایات اعلیٰ خضر خان کا فرزند ہے اپنے باپ کی رحلت کے بعد ۸۲۴ھ مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا لیکن اپنے باپ کے شیوہ کے خلاف شاہرخ مرزا کی اطاعت سے انحراف کیا اسلئے برہم ہوکر شاہرخ نے شیخ علی حاکم کابل کو تحریر کیا وہ دہلی مین آکر مقابل ہوا لیکن مبارک شاہ نے اُسکو منہزم کردیا اور سرکش زمینداروں کو بھی شکستین دین وزیر سلطان

ملک سہو شیخ علی کے مقابلہ مین اخلاص اور جانفشانی کے آثار ظہور مین نہ آئے تھے اسلئے ملک کمال الدین امور وزارت مین شریک کردیا گیا اور روز بروز کمال الدین کا رتبہ بڑہنے لگا ملک سرور اس سے آزردہ خاطر رہا کرتا تھا بادشاہ ایکروز ادای نماز کیلئے مبارک آباد کی جامع مسجد کو جارہا تھا بعض امرا کے اتفاق سے اُسے روز جمعہ نوین رجب کو قتل کردیا ۱۳ سال ۳ ماہ ۱۶ روز سلطنت کی

سلطان محمد شاہ

سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک شاہ بن رایات اعلیٰ خضر خان دراصل یہ شاہزادہ فرید الدین بن خضر خان کا بیٹا ہے مبارک شاہ لاولد تھا اسلئے اس برادر زادہ کو اوسنے متبنی کرلیا تھا اسنے ۸۳۸ھ مین بمقام مبارک آباد اورنگ فرمانروائی پر جلوس کرکے سکہ اور خطبہ اپنے نام پر جاری کیا ملک سرور اگرچہ بظاہر مطیع تھا لیکن سلطنت کا نظم و نسق تمام اسکے ہاتہ مین تہا ہر ایک امر مین اوسکی مداخلت زیادہ تہی چند امرا کو قتل کرچکا تھا اور اکثر بیرحاصل پرگنات اپنے تصرف مین کرلئے تہے سب امرا تنگ آکر ملک کمال الدین مخاطب بہ کمال الملک کے پاس آئے اور اُسکو اپنا شریک کرکے سبنے ملک سرور پر یورش کی ملک سرور دہلی کے قلعہ مین پناہ گزین ہوا تین ماہ تک محاربہ رہا ایک روز ملک سرور مع رفقا کے تلوارین علم کئے ہوئے سلطانی سراپردہ پر آپہونچا وہ اور اُسکے تمام رفقا قتل کردیے گئے اسکے بعد سلطان دہلی مین داخل ہوا اور ملک بہلول لودہی کو اپنا فرزند کہکر خان خانان کا اُسکو خطاب دیا اور جسرتھ خان کہوکر کی سورش رفع کرنیکے لئے اُسکو متعین کیا جسرتھ خان نے اُس سے صلح کرلی اور اُسکو سلطنت کا مژدہ سُنایا بہلول نے اُس وقت جب دیکہا کہ بادشاہ سست ہے اور روز افزون بے انتظامیان پہیلتی جاتی ہین جسرتھ خان سے متفق ہوکر حکومت کی آرزو مین رہنے لگا اور افاغنہ کو جمع کرنا شروع کیا تہوڑے سے عرصہ مین افاغنہ کی بہت سی جماعتین جمع ہوگئین اور اپنی جاگیر کے سوا سرکاری پرگنات پر قبضہ کرلیا بادشاہ نے ایک ادنیٰ تہدید کی تہی کہ کمال شوکت و استیلا سے دہلی پر چڑہ آیا مدت تک محاصرہ کیا لیکن بے نیل و مرام واپس ہوگیا اس غدر سے بدنظمیان اور زیادہ بڑہ گئین امرا منحرف ہوکر جابجا خودسر ہوگئے

شیوع ... صوبجات دکن کے بیان مین

اس حالت مین سلطان بہی مرگ طبعی سے روانہ عدم ہوا گیارہ سال ایک ماہ چند روز سلطنت کی ❊

علاء الدین کا بیان

سلطان علاء الدین بن سلطان محمد شاہ بن سلطان مبارک شاہ سنہ ۸۴۹ ہجری مین تخت سلطنت پر جلوس کیا یہ بادشاہ سے بہی زیادہ سست تہا صوبہ کے امراء اور فوجدار منحرف ہوکر ملوک طوائف ہوگئے بجز دہلی اور بدایون کے اسکے قبضہ مین کچہہ نہ تہا اور حماقت سے ارادہ کیا کہ بدایون کو دار السلطنت بنائے حسام خان نے جو مخلصانہ مشورہ دیا یہ حضرت کو منظور نہ ہوا ناخوش ہوکر اُسکو اپنے حضور سے جدا کر دیا اور دو بہائیونمین سے ایک کو شحنہ دوسرے کو امیر لشکر کرکے دہلی مین چہوڑا اور خود بدایون جا کر عیش و آرام مین مصروف ہوگیا چند روز کے بعد دونون بہائیونمین جنگ ہوئی انمین سے ایک مارا گیا۔ حسام خان کے اغواسے اس شحنہ نے دوسرے کو بہی قتل کر دیا اور یہان بداندیش فساد پیشہ لوگونکے اغوا سے اپنے وزیر حمید خان کے مارڈالنے کا ارادہ کیا وہان سے وہ بہاگ کر دہلی مین آیا اور حسام خان کی اعانت سے دہلی پر قبضہ کر لیا اور حرم سرای مین جاکر تمام عورتونکو نہایت فضیحت و خواری سے برہنہ شہر بدر کر دیا اور تمام خزائن و دفائن پر قبضہ کر لیا سلطان کو اسکی اطلاع ہوئی لیکن بزدلی سے بہانہ کا حیا کرکے انتقام سے اغماض کیا حمید خان نے اسکو غنیمت سمجہا سلطان نے ملک بہلول کو انصرام سلطنت کے لئے طلب کیا ملک بہلول نے عرض کیا کہ حمید خان نے بڑی بے اعتدالی کی ہے مین اوس سے انتقام لیتا ہون اور سرکار کی دلخواہی بجالاتا ہون سلطان نے جواب دیا میرے باپ نے تمکو اپنا فرزند کہا تم بجای بہائی کے ہو مجکو بدایون کافی ہے بقیہ سلطنت تمکو عطا کی تب ملک بہلول دیبال پور سے آکر دہلی مین تخت نشین ہوا اور مدت کے بعد سلطان بدایون ہی مین مرگ طبعی سے فوت ہوگیا ۸ سال ۳ ماہ تک برائے نام سلطان رہا خضر خان سے علاء الدین تک چار اشخاص ۳۹ سال ۷ ماہ سولہ روز تک اس خاندانمین سلطنت رہی

ساتوان تذکرہ لودہی پٹہانونکی سلطنت کے بیانمین

سلطان بہلول لودی

سلطان بہلول لودہی پٹہان المخاطب بہ خان خانان ملک بہرام حمید خان کی طلب مین خاطر جمعی سے دہلی کو آیا حمید خان کا دہلی پر قبضہ تہا عہد و پیمان کے بعد اُسنے قلعہ کی کنجیان حوالہ کر دین حمید خان کو کافی قوت تہی سلطان مصلحتاً چند بار اُسکے سلام کو جاتا رہا آخر کار رفتہ رفتہ دانشمندی کے ساتہہ سلسل کر کر اُسکو اپنے قید مین کر لیا اور بلا مزاحمت خزائن اور دفائن پر قابض ہوگیا اور ۸۵۶ھ مین اپنا سکہ اور خطبہ روان کر دیا اور سلطان علاء الدین کا نام بہی شامل رکھا جو امرای سلطنت اس سے ہمدل نہ تہے اُنہون نے سلطان محمود والی جونپور کو دہلی کی تسخیر پر تحریک کی سلطان اور محمود کے مابین دو بار جنگ ہوئی اور کچہہ علاقہ لے بہی لیا انجام کار باہم تصفیہ ہوگیا کہ اپنے اپنے حصون پر قابض رہین ایک دوسرے پر فوجکشی نہو سلطان محمود کے بعد اُسکے جانشین فرزند سلطان حسین نے ایکبار محاربہ کیا طرفین مین مساوات رہی دوبارہ سلطان حسین ملکہ جہان بنت سلطان علاء الدین کے اغوا سے جو اسکے حبالۂ نکاح مین تہی ایک لاکہہ سوار اور چالیس ہزار پیدل چارسو ہاتہی اور ایک بڑا توپخانہ لیکر دہلی پر حملہ آور ہوا بہلول نے حق نمک کا لحاظ کر کے ملکہ کے حضور مین نہایت عاجزی کی آخر الامر مجبور ہو کر ہزار سوار سے مقابلہ کرنے پر تیار ہوا طالع کی یاوری سے اس قلت فوج پر بہی فتحمند ہوا سلطان حسین نے گریز کی اور ملکہ جہان دستگیر ہوئی سلطان بہلول نے مردانگی اور مروت کی وجہ سے خاتون کو اعزاز و حرمت کے ساتہہ سلطان حسین کے پاس روانہ کر دیا اِسکے بعد سلطان حسین نے سات مرتبہ پہر جنگ پر آمادگی کی لیکن اُسکو شکست پر شکست ہوئی اخیر مرتبہ شکست فاش کے بعد دور دراز جگہہ کو فرار ہوگیا تب سلطان بہلول نے جونپور جاکر وہان بہی سکہ اور خطبہ اپنے نام کا کر لیا اور وہ ملک ایک امیر بزرگ ملک مبارک خان لوہانی کو تفویض کر کے دہلی کو واپس آگیا اسی اثنا مین علاء الدین بداون مین مرگ طبعی سے فوت ہوگیا سلطان نے وہان جاکر مراسم تعزیت ادا کئے اور علاء الدین کے فرزندون سے بداون کو آزاد کر کے اپنے ملازمین کے قبضہ مین دیدیا اب تمام قلمرو

اوسکا خاطرخواہ سکہ جم گیا سلطان شریعت کا بڑا پیرو تھا نہایت متقی علما اور فقرا اُسکی صحبت مین رہتے تھے آخر کار اپنی موت طبعی سے وفات پائی ۳۸ سال آٹھہ ماہ سات روز سلطنت کی ؛

سلطان سکندر کا بیان

سلطان سکندر عرف شہزادہ نظام خان بن سلطان بہلول۔ بہلول کے دربار مین زنان خانان قربلی نام ایک نامور امیر تہا اور نہایت قدردانی اور منزلت سے بہلول نے اسکو اپنا قدیم خطاب دیا تہا اسنے تمام امرا کو متفق کر کے سکندر کو ۸۹۸ھ مین تخت پر بٹہایا اور سکہ و خطبہ اسکے نام کا کیا جلوس کے بعد بڑے بھائی باربک شاہ پر جو جونپور کا حاکم تہا اُسنے فوجکشی کی اور فتحمند ہوا پہر اُسی کو وہان کا حاکم بنا دیا اسکے بعد سلطان حسین سے متواتر جنگ ہوئی اور برابر اُسکی فتح ہوتی گئی آب ان حدود پر اوسکا پورا استیلا ہو گیا اور یہ شرقی ممالک جو ایکسو دو برس سے سلاطین دہلی کے قبضہ سے آزاد ہو گئے تھے سلطان نے دہلی کے تخت کا اُنکو ماتحت کر لیا اس سے پیشتر سلطان بہلول کا غلبہ بہی شرقیون پر ہو گیا تہا لیکن بخوبی اُنپر استقلال نہوا تہا آیندہ تیسرے دفتر مین انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائیگا کہ یہ ممالک فرمانروایان ہند کے قبضے سے کیونکر آزاد ہوئے اور وہان حکام مستقل کون تھے اونکی مدت سلطنت کتنی تہی یہ سلطان نہایت مستقل مزاج بالانصاف رعیت پرور تہا بتخانہ کو منہدم اور مساجد و مدارس کی تعمیر کرتا تہا شریعت غرا کا تابع دین متین کا بڑا معاون اسکے عہد مین غلہ ہمیشہ ارزان رہا ہنود کی توہین کرتا تہا کسی ہندو کو مجال نہ تہی کہ سر اور ڈاڑہی منڈا تا دعوت اسلام قبول نکرنے پر اول اُسی نے برہمنون کو قتل کیا اُسی نے حکم دیا تہا کہ ایک سیاہ پارچہ ہندوؤن کے بازو پر باندہا جاوے کہ کفر کا نشان سب پر ظاہر رہے جو ہندو دستار باندہے سرکار مین جزیہ داخل کرے ہندوؤنکی جو کتاب ملے جلا دیجاے رعایا کی سپاسداری اس درجہ کرتا کہ خود شب کو کوچہ و بازار مین پہرتا تہا اور ہر ایک امر سے واقف رہتا لشکرون کی ترتیب اور صف آرائی کے اصول مین بڑا ماہر تہا کسی دولتمند کی طاقت نہ تہی کہ احکام مین کسی قسم کی کمی زیادتی

کرسکے ڈاک چوکی کے سامان ہمیشہ مہیا رہتے تہے سرحد کے جس حاکم کے پاس اوسکا عالیشان فرمان جاتا تین کوس تک دوڑا ہوا استقبال کو آتا اور حامل فرمان کسی بلند جگہہ تخت یا چبوترہ پر کہڑا ہوکر فرمان دیتا امیر اوس فرمان کو سر پر رکہتا اور منبر پر کہڑے ہوکر اسکو پڑہتا ان آداب کی تعمیل ضروری تہی خناق کی بیماری سے ملک عقبیٰ کی طرف راہی ہوا ۲۸ سال پانچ ماہ سلطنت کی ؂

سلطان ابراہیم

سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر ۹۳۵ ھ مین اور ایک قول کے موافق ۹۲۳ ھ مین نو تیار شدہ تخت مرصع پر جلوس کیا اسکا استیلا اور اقبال اپنے باپ سے بہی زیادہ تہا کسیکی مجال نہ تہی کہ سر مو اوسکے حکم سے تجاوز کرسکتا واقعہ نویسان سیہ باطن کی تحریرات سے اوسمین اور اوسکے بہائی جلال الدین مین رنجش پیدا ہوگئی اور سکندر کے ایک امیر کبیر اعظم ہمایون سروانی کی راہی سے اوسنے فوجکشی کی خوب جنگ ہوئی تاب نہ لاکر اعظم ہمایون ابراہیم کی ملازمت مین داخل ہوگیا اور شہزادہ گونہ دانہ کی جانب گریزان ہوا سلطان کے اشارہ سے وہانکے بیرحم سفاکون نے اوسکو قتل کردیا سلطان نوجوان تہا ادنیٰ ادنیٰ تقصیرات پر اکثر اعیان دولت کی سیاست کرتا اسلئے تمام لوگ اوسکی زوال دولت کے خواہان ہوگئے اسکے علاوہ اوسنے میان بہوارا کو بیگناہ قتل کردیا جو سادات عظام اور وزرای کرام سے تہے اور اعظم ہمایون شروانی کو قید کردیا اسکے بعد اوسکا بیٹا اسلام خان جو نانک پور مین حاکم تہا مخالف ہوگیا اور ۴۰ ہزار سوار اور پانچ سو ہاتہیونکی جمعیت سے آکر مقابل ہوا اس جانب سے بہی اوسکی مدافعت کیلئے لشکر متعین کیا گیا اگرچہ اسلام خان میدان جنگ مین مارا گیا لیکن حقیقت مین جناح دولت سے شکستہ ہوگئے اور اعظم ہمایون بہی اسی عرصہ مین زندان مین قید ہستی سے رہا ہوگیا دریا خان کے بیٹے بہادر خان نے بہار مین باغی ہوکر ایک لاکہہ سوار فراہم کرکے ولایت سنبہل تک اپنا قبضہ کرلیا اور سلطان محمد خطاب کہا سکہ اور خطبہ اپنے نام کا روان کردیا اسی طرح ہر جگہہ تمام افاغنہ بگڑ بیٹھے دولتخواہان

لودہی حاکم لاہور نے بھاگ کر بابر بادشاہ کے پاس کابل مین پناہ لی اور اُسکو ہند پر حملہ کرنیکی ترغیب دی بابر ہندوستان پر حملہ آور ہوا اور پانی پت پر جنگ ہوئی بابر فتحیاب ہوا اور سلطان میدان کارزار مین مارا گیا ۷ سال تک اُسکی حکومت رہی سلطان بہلول سے ابراہیم تک تین اشخاص ۷۵ سال ۵ ماہ سات روز تک جہانبانی کرتے رہے اور لودیون کا سلسلہ ختم ہوا اب چغتائی خاندان کی بنا پڑی +

آٹھوان تذکرہ چغتائی مغلونکی سلطنت مین

ظہیر الدین عرف جلال الدین محمد بابر بادشاہ

ظہیر الدین عرف جلال الدین محمد بابر بادشاہ تمام اُن سلاطین کا مبدا ہے جو اسکے بعد اُسکی اولاد مین سے اقلیم ہند کے تخت پر بیٹھے اور اُن فرمانرواؤنکا منتہا ہے جو اس سے پہلے ملک توران مین تخت گزین ہوئے اسکے باپ کا نام عمر شیخ مرزا ہے اندجان پایہ تخت فرغانہ کا وہ بادشاہ تہا دوشنبہ کے روز چودہوین شعبان ۸۹۹ھ مین اُس سلطانی عمارت مین جو دریا کے پل پر بنی ہوئی تہی سیر کر رہا تہا کہ دفعتاً پل ٹوٹا اور بادشاہ غریق رحمت الٰہی ہوا وہ عمارت سب منہدم ہوگئی اُسوقت بادشاہ کی عمر ۳۹ سال کی تہی اس سانحہ کے بعد ظہیر الدین کی عمر ۱۲ سال کی تہی اسی سنہ مین بعنایات خداوندی وہ سلطنت کے رفیع القدر مرتبہ پر فائز ہوا سلطان عمر شیخ مرزا کا بڑا بھائی سلطان احمد مرزا سمرقند مین فرمانروا تہا جب اُسکو اطلاع ہوئی سمرقند سے اندجان پر اُسنے یورش کی اور مدت تک اُسکا محاصرہ قایم رکہا لیکن سردی نے احمد مرزا کے لشکر کا بڑا حصہ مع چارپایونکے تلف کر دیا اور بے نیل مرام وہ واپس آگیا بابر بادشاہ ۱۱ برس تک ماوراء النہر کے سلاطین چغتائیہ کے محاربات مین مصروف رہا تین مرتبہ اپنے چچا احمد مرزا پر غالب آیا سمرقند کو فتح کر لیا تہا مگر مشیت ازلی مین تہا کہ ملک ہندوستان اُسکے شمع اقبال کے پرتو سے روشن ہوجائے توران مین جب اُسکو پورا تسلط نہ ہوا تو سمرقند سے واپس ہوکر اُسنے بدخشان پر یورش کی اور وہانکے حاکم خسرو شاہ پر فتح پائی بعد ذوالنون کے بیٹے محمد مقیم سے لڑکر کابل

پر قبضہ کرلیا ابھی بابر کابل مین ہی مقیم تھا کہ اسمعیل صفوی شاہ ایران نے شیبک خان پر حملہ کرکے خراسان کو اپنے قلمرو مین ملالیا بابر کابل سے فوج لیکر کمک کیلئے پہنچا اور بلخ و بخارا کو تسخیر کرلیا لیکن چند وجوہ سے وہ ملک پھر اسکے قبضہ سے نکل گیا چند روز کے بعد ایک آراستہ لشکر کے ساتھہ ہندوستان کی جانب متوجہ ہوا سلطان ابراہیم لودہی جسکے ہاتھہ مین یہان کی حکومت تھی ایک لاکہ سوار اور ایک ہزار ہاتھی اور بڑے توپخانہ کے ساتھہ دہلی سے برآمد ہوا اور کرنال کے میدان مین دونون لشکرون سے مٹ بھیڑ ہوئی سلطان ابراہیم ۹۳۲ھ مین اُسی میدان مین مارا گیا اور فتح وظفر کی باد نسیم بابر کے لشکر سے چلنے لگی اور اُسنے ہندوستان کے تخت گاہ دہلی پر پہنچکر سکہ او رخطبہ اپنا جاری کیا ہنوز جنگ مذکور سے فوج کا مزاج برجا نہوا تھا کہ رانا سانکا ہندوستان کا عظیم الشان راجہ جمعیت کثیر کے ساتھہ آگرہ کے قریب مقام بہانہ پر مقابلہ کے قصد سے آیا ہرچند رفقا نے عرض کیا کہ اسوقت پنجاب مین قیام کرنا مناسب ہے لیکن بادشاہ کی رگ ہمت نے قبول نہین کیا اور اُسکا مقابل ہوا نہایت سخت نبرد آزمائی ہوئی لیکن بتائید ایزدی فیروزمندی کے مطلع سے صبح اقبال نے طلوع کیا رانا سانکا منہزم ہوکر افتان وخیزان اپنے ملک مین پہنچا اور سپاہ کا بڑا حصہ علف تیغ بے دریغ ہوا بادشاہ نے بارگاہ خداوندی مین اظہار شکر کیا اور خوش وخرم آگرہ مین داخل ہوا چند روز مین تمام بے انتظامیان دفع ہوگئین اور تمام امور سیاست درست ہوگئے اسکے بعد خاطر جمع ہوکر شہزادہ ہمایون مرزا کو سنبھل کیجانب روانہ کیا کہ اس نواح کی پراگندگیون کو رفع کرے اور شہزادہ کامران مرزا کو ملتان اور لاہور کی طرف وہان کا جاگیردار کرکے روانہ کیا شہزادہ موصوف نے ملتان کو جو مدت سے سلطنت دہلی کے تصرف سے نکل گیا تھا اپنے حسن انتظام اور زور شمشیر سے تسخیر کرلیا ملتان کے حاکمون کا ذکر انشاءاللہ دفتر سوم مین آئیگا واضح ہو کہ بابر پہلا مورث بادشاہ ہوا ہے اس سے پیشتر صاحبقران امیر تیمور گورگان کی اولاد کو مرزا کہتے تھے لیکن اسکے عہد سے اونکا لقب بادشاہ قرار پایا اللہ جل شانہ نے اسکو روز افزون دولت عطا کی تھی یوماً فیوماً اقبال زیادہ ہوتا تھا جب اُسکی مدت عمر ۴۹ سال کی ہوئی تجملات شاہی سے نہایت ترقی کی اُسکی

وفات کا سبب عجیب وغریب ہوا ہے ایکمرتبہ شہزادہ ہمایون ایسا سخت بیمار ہوا کہ یاس کے آثار نمودار ہوگئے اُسوقت بابر کی الفت پدری جوش مین آئی اُسنے حالت اضطراب مین مصلی بچہاکر دو رکعت ادا کین اور بارگاہ خداوندی مین عرض کیا کہ خداوندا بابر کی روح ہمایون پر فدا کر خدا کی قدرت پانچ چہہ روز کے عرصہ مین ہمایون بالکل اچہا ہو گیا اور بابر نے پانچوین جمادی الاولی ۹۳۷ھ کو اُنچاسوین برس کی عمر مین انتقال کیا ۳۸ سال تک سلطنت کی منجملہ انکے ۵ سال ۵ روز ہندوستان مین حکمرانی کی اُسکا مادہ تاریخ (بہشت روزی باد) ہے اور وفات کے بعد فردوس مکانی خطاب ہے۔

کرسی نامہ بابر شاہ

جلال الدین بابر شاہ عمر شیخ مرزا والی فرغانہ کا بیٹا ہے عمر نے تین بیٹے چہوڑے (۱) بابر مرزا مذکور (۲) جہانگیر مرزا (۳) ناصر مرزا اور اُسکے چار دختر بہی تہین (۱) خانزادہ بیگم (۲) مہربانو بیگم (۳) یادگار سلطان بیگم (۴) رضیہ سلطان بیگم عمر شیخ مرزا ابو سعید مرزا کا بیٹا تہا جو ۵ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا تہا اُسکی سلطنت کے حدود ترکستان - ماوراء النہر بدخشان - کابل - غزنین - قندہار اور بعض حدود ہند ہین آخر عمر مین عراق بہی اُسکے قبضہ مین آگیا تہا بائیسوین رجب ۸۷۳ھ مین یادگار مرزا کے ہاتہ مین مقید ہو کر قتل ہوا یہ قاتل ازون حسن ولد قرا یوسف خان حاکم آذربایجان کا ملازم تہا اُسنے ۹ بیٹے چہوڑے (۱) سلطان نصر مرزا (۲) سلطان محمود مرزا (۳) عمر شیخ مرزا بابر کا باپ (۴) سلطان عمر مرزا (۵) الغ بیگ (۶) ابوبکر مرزا (۷) سلطان خلیل مرزا + ابو سعید مرزا محمد مرزا کا بیٹا ہے تمام عمر اپنے بڑے بہائی سلطان خلیل مرزا فرمانروای توران کی خدمت مین رہا اُسکی فوج کا سپہ سالار رہا مرگ طبعی سے انتقال کیا اسنے دو فرزند چہوڑے ابو سعید مرزا بابر کا جد (۲) منوچہر مرزا اور سلطان محمد مرزا جلال الدین میران شاہ کا بیٹا ہے یہ عراقین - آذربایجان - و بابک کا حاکم تہا ۳ ذیقعدہ ۸۱۰ھ مین قرا یوسف ترکمان سے حوالی تبریز مین جنگ کرکے میدان مین مارا گیا اوسنے ۵ فرزند چہوڑے (۱) ابوبکر مرزا (۲) عمر مرزا (۳) خلیل سلطان مرزا (۴) سلطان محمد مرزا

جداکبر بابر شاہ (۵) سیورغتمش مرزا اور بعض نسخ مین انجل مرزا او بیٹیون کا نام نہین معلوم جلال الدین میران شاہ امیر تیمور کا بیٹا ہے جسکا ذکر دفتر سوم مین آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ - امیر تیمور کے ہم فرزند تہے (۱) جہانگیر مرزا (۲) عمر شیخ مرزا (۳) میران شاہ بابر کا جداعلیٰ (۴) شاہرخ مرزا اور ایک دختر سلطان بخت بیگم تہی امیر تیمور اور چنگیز خان یک جدی ہین - تمن خان صاحبقران کا آٹھوان دادا ہے اور چنگیز خان کا تیسرا دادا ہے اور تمن خان مغل خان کی نسل سے ہے اور مغل خان کا سلسلہ نسب سانہندک بن یافث بن نوح علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے اور یہ بہی جاننا چاہئیے کہ شاہرخ مرزا جو امیر موصوف کا چوتہا فرزند ہے اور ماوراء النہر کی حکومت اُسکے قبضہ مین تہی اسی فرمانروا کا بیٹا الغ بیگ مرزا ہے زیج رصد الغ بیگی اُسکی طرف منسوب ہے چونکہ مرزای موصوف سے علمی فوائد اکثر بندگان الٰہی کو پہنچے ہین اور ابتک اُسکے علمی فیضان کے اثر موجود ہین اسلئے ایک جداگانہ فصل مین جملہ معترضہ کے طور پر اُسکے حالات درج کئے جاتے ہین

حالات مرزا الغ بیگ صاحب زیج جدید خانی

الغ بیگ کی ولادت ۷۹۶ھ مین ہوئی اپنے باپ کی حیات مین ہی ماوراء النہر کی عنان حکومت اُسنے اپنے ہاتہہ مین لی وہ تمام علوم ریاضی مین بڑا ماہر تہا ملا علی قوشجی اور علماء کے ایک گروہ کو اُسنے فراہم کیا اور سمرقند کے شمال و مشرق جانب ایک رصدخانہ مرتب کیا اور زیج جدید خانی تصنیف کی کہ فی زماننا استخراج تقویم کا مدار اُسپر ہے ملای قوشجی کی تحریر کے موافق ستارون کے کواکب اور جوزہرات ۸۴۱ھ مین قرار دیے گئے ہین الغ بیگ کے بیٹے عبداللطیف بیگ نے باپ سے بغاوت کی حدود سمرقند چند محاربات سخت کے بعد وہ غالب آیا اور الغ گرفتار ہوگیا اِسکے بعد عبداللطیف نے الغ بیگ کو ایک شخص عباس نام کے حوالہ کیا اسکا باپ الغ بیگ کے مقابلہ مین مارا گیا تہا اسکے قصاص مین ۸۵۳ھ مین اسکو قتل کردیا چنانچہ اُسکی وفات کا مادہ تاریخ عباس کُشت ہے - شہر سمرقند مین الغ بیگ نے اسہم سال سلطنت کی از مہدیخانی منتخب لب التواریخ و مجالس الملوک ++

نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ

وجمادی الاولی ۹۳۷ھ مین چوبیس سال کی عمر مین تاج سلطنت سپر رکہا یہ بادشاہ نہایت دلیر تہا جب قلعہ جانپیر کا افواج شاہی نے محاصرہ کیا اور اہل قلعہ نہایت پامردی اور استقلال سے متمکن رہے تو ہمایون شکار کے حیلہ سے چند رفیقون کے ساتہہ باہر نکل گیا اور قلعہ کو بغور ملاحظہ کر کے ایک جانب قریب پہنچکر آہنی میخین نطعب کردین اور بنفس نفیس دس پانچ آدمیون کے ساتہہ قلعہ کے اندر کود گیا اور قلعہ کا دروازہ کہولدیا تمام لشکر اندر آگیا اور اہل قلعہ کو مار کر تمام مال و اسباب تاراج کردیا نہایت تحسین کی بات ہے کہ ایسے حصن حصین کو اس خوبی سے فتح کرلیا۔ ایکدفعہ شیر خان افغان نے اطاعت کا پیغام بہیجا یہ سنکر بادشاہ اسکی مدافعت سے مطمئن ہوگیا پہر اُسنے فریب سے جب لشکر شاہی بالکل غافل تہا علی الصباح حملہ کردیا عجیب برہمی ہوئی حتی کہ سراسیمہ ہوکر خود بادشاہ نے اپنا گہوڑا دریای گنگ مین ڈالدیا برسات کا موسم تہا دریا مین طغیانی تہی گہوڑے کی پشت سے وہ جدا ہوگیا پانی عمیق تہا اور کنارہ بلند وہ غوطے کہانے لگا قریب تہا کہ غرق ہوجائے دفعتًا ایک سقہ ملازم سرکار دوڑا اور ہاتہہ پکڑکر باہر نکال لیا بادشاہ نے اُسکا نام دریافت کیا اُسنے کہا میرا نام نظام ہے اس سے بطریق تفاعل بادشاہ نے کہا انشاء اللہ میرا کام منتظم ہوجائیگا پہر بادشاہ نے دریافت کیا تو کیا چاہتا ہے اُسنے کہا اطمینان کے بعد بندہ کو تخت شاہی پر دو پہر جلوس کرنیکی پروانگی ملجائے اور اس عرصہ مین اختیارات حکومت مجکو حاصل ہون جو چاہون عمل مین لاؤن بادشاہ نے قبول کیا اور بحکم الکریم اذا وعد وفا بادشاہ نے ایکروز اُسکو وقت معہود کا سلطان بنا دیا حسب الحکم تمام امرا نے حاضر ہوکر فرمانبرداری کے مراسم ادا کئے اس عرصہ مین جو جو اُسکی خواہشین تہین اُسنے خوب پوری کین مورخین کہتے ہین کہ اُسنے مشک کے چمڑے کے درہم اور دینار بنواکر آب طلا و نقرہ سے اُنپر اپنا نام لکہوا کر رائج کیا یہ امر اتبک زبان زد خلایق ہے ہمایون نے شیر خان افغان کے مقابلہ مین کوئی کوتاہی نہ کی بلکہ بذات خود گہوڑے پر سوار ہوکر نیزہ ہاتہہ مین لیکر تین بار حملہ آور ہوا لیکن بادشاہ لم یزل کی مرضی

نہ تھی ہمیشہ شکست ہی ہوتی رہی بادشاہ تنہا ہر ایک طرف رخ کیا اور جب کہین گوشۂ عافیت نہ ملا آخر الامر مجبور ہو کر چاہا کہ تجرد اختیار کرے اور مکہ معظمہ کی طرف ہجرت کر جائے لیکن رفقا کے مشورہ سے یہ ارادہ فسخ کر کے عراق کی جانب متوجہ ہوا اور ہندوستان مین شیر خان کا پورا تسلط ہو گیا جب ہمایون خراسان کے قریب پہنچا تو ہرات کے امیر الامرا کے مواجہ دید سے قلم خامہ سے ایک عرضی شاہ طہماسپ صفوی کی خدمت مین روانہ کی اسکو مطالعہ کر کے شاہ موصوف نے ہمایون کو مدعو کیا ہمایون حسب الطلب منازل طی کر کے جب قریب پہنچا تو سلطان اُسکے استقبال کیلئے شہر سے برآمد ہوا الو ابریہ اور سلطانیہ کے درمیان ایک مقام پر دونون شاہون سے ملاقات کی ہمایون نے اڑہائی سو لعل بدخشانی بیش بہا سلطان کو پیشکش کیا سلطان نے بھی ہمایون کو قیمتی تحائف گھوڑے۔ اونٹ۔ شمشیر خنجر جواہرات۔ پوستین۔ قاقم۔ سمور۔ سنجاب۔ اطلس۔ کمخواب طلا اور نقرہ کے طبق اور دیگر اسباب شاہی نذر کئے اور لوازم مہمانداری کما حقہ پورے کئے ہمایون تین سال وہین مقیم رہا اسکے بعد سلطان نے شہزادہ مراد مرزا کو بارہ ہزار سوار دیکر ہمایون کی کمک کیلئے مقرر کیا اور خود اُسکے مکان پر آکر شہزادہ کو ہمراہ کر دیا تائید رب العالمین شریک حال تھی اور شام ادبار صبح اقبال سے مبدل ہو گئی کابل قندہار کو وہ فتح کرتا ہوا ہندوستان مین پہنچا اور افاغنہ کی فوج کو شکست دی اور دار السلطنت دہلی از سر نو خیمہ سراپردۂ اجلال ہوا ہمایون نجوم اور اختر شناسی کا بڑا شایق تھا ابھی فتح کو ایک سال نہ گذرا تھا کہ ایکدن وہ ستارے دیکھنے کو چڑھا تھا کہ دفعتاً زینہ سے اُسکے پاؤن کو لغزش ہوئی اور فوراً داعی حق کو لبیک کہکر راہی ملک بقا ہوا مادہ تاریخ اُسکی رحلت کا (ہمایون بادشہ از بام افتاد) ہے۔ ایام سلطنت اول مرتبہ ۱۰ سال اور دوسری مرتبہ ۱۰ ماہ ہے وفات کے بعد جنت آشیانی لقب ہوا۔ ہمایون سے پیشتر سکون کے نام تنکہ اور دینار تھے ہمایون ہی نے اُنکا نام روپیہ اور اشرفی رکھا ہے کسی قدر وزن مین بھی کمی زیادتی ہو گئی ہے +

نوان تذکرہ پٹھانون کے بیان مین

شیرشاہ

یہ بادشاہ افاغنہ کے خاندان الوس سے تہا اسکا نام فرید خان ہے اول اسکا دادا ابراہیم خان گہوڑونکی سوداگری کیا کرتا تہا پسروہ ولایت آوہ سے آکر موضع شملہ مضافات نارنول مین متوطن ہوا یہ سلطان سکندر بن بہلول لودہی کے عہد مین حاکم جونپور جمال خان نام کے ہان ملازم ہوگیا اُسکے فوت ہوتے حسن خان اُسکا بیٹا اور شیرشاہ کا باپ ملازمت مین منسلک ہوا اور ایسی اپنی قابلیت او کاردانی ظاہر کرکے ترقی کی کہ پرگنہ سہسرام اور ٹانڈہ جو رہتاس کے توابع سے ہین اُسکو جاگیر مین ملے اور پانچسو سوارونکی افسری حاصل ہوئی اُسکے بعد فرید خان نائب کی جگہ مقرر ہوا اور ایسی ایسی جسارتین ظاہر کین کہ یگانہ و بیگانہ نے اُسپر آفرین کی اسی عرصہ مین بابر شاہ ہند مین اورنگ آرای سلطنت ہوا اور سلطان ابراہیم لودہی میدان کارزار مین مارا گیا اسوقت ایک امیر لودہی نے جو بہار مین حکمران تہا سلطان بنکر سلطان محمد اپنا لقب قرار دیا فرید خان اسکے یہان ملازم ہوگیا ایک بار سلطان کے روبرو شکارگاہ مین اُسنے شیر کو اپنی شمشیر سے مارا سلطان محمد نے اُسکی دلیری اور جرات کو دیکھکر شیرخان اُسکا خطاب دیا اور جب یہ حاکم بہار فوت ہوا اوسکا لڑکا خوردسال اور سلطنت کے قابل بہی نہ تہا اور شیرخان کارپرداز دولت تہا خود مستقل ہوکر اطراف واکناف کی تسخیر مین کمرہمت کو چست کیا اور فوراً قلعہ چنار گڈہ کو اپنے قبضہ مین لیا اسی اثنا مین بابر کا انتقال ہوگیا اور ہمایون اُسکا جانشین ہوا شیرخان نے بڑی طاقت فراہم کرکے اُسپر حملہ آوری شروع کی اور بہت سے ملک اور قلعون پر قبضہ کرلیا اور رفتہ رفتہ اُسکو ایسا تنگ کیا کہ ہمایون کو اُسکے مقابلہ سے ہٹنا پڑا اور شیرخان نے ایک گران لشکر خومن خان اپنے غلام کی افسری مین دیکر اُسکا تعاقب کیا اور خود کہوکرون کے قلعہ تک تعاقب کرکے واپس آیا اور واپسی مین کوہپال کے متصل ایک قلعہ کو بناکر قلعہ رہتاس اُسکا نام رکہا بعدہ آگرہ مین پہنچکر سنہ ٩٤٧ھ مین سکہ و خطبہ اپنے نام کا جاری کیا ہمایون مدت تک دشت ادبار مین سرگردان رہا بہ رفقا کے مشورہ سے عراق پہنچا اور یاوری طالع سے ازسرنو سلطنت ہند کا تاج سرپر رکہا

ذکاوت طبع کے تھوڑی فرصت مین تمام علوم و فنون حاصل کئے اور مستعد معلوم ہونے لگا پھر جب سولہ برس کا ہوا تقریب جلوس کی عمل مین آئی یہ راجہ عظیم الشان ہوا اور چند دیہات اور قصبات پرتاب پور نام اپنے نام سے آباد کئے راجہ ملک بخش بھی باذل تھا اطراف مملکت پر ہجوم کرکے پہلے کٹک کے ملک کو گیا وہان تائید غیبی سے غالب آیا اور تین کرور اشرفی خراج لیکر واپس آیا اور تمام ملک سیسر اپنے اختیار مین لایا اور بنارس عرف کاشی کو تسخیر

اُسکی واپسی تک ہندمین افغانونکی حکومت قایم رہی۔ واضح ہو کہ شیرشاہ نہایت ہی صفات حمیدہ سے موصوف تہا وہ عدالت پروری سے یگانہ و بیگانہ کو ایک نگاہ سے دیکہتا تہا۔ ایکروز شہزادہ عادل خان ہاتہی پر سوار ہوکر نکلا ایک کوچہ مین سے اُسکا گذر ہوا ایک بقال کی عورت اپنے مکان مین برہنہ نہا رہی تہی مکانکی دیوارین چہوٹی تہین شہزادہ کی نظر اُسپر پڑ گئی اور ایک گلوری پان کی اُسکی طرف پہینکدی اور روانہ ہوگیا وہ عورت نہایت باعصمت تہی اُسنے چاہا کہ اپنے آپکو ہلاک کردے جب اُسکے شوہر نے سُنا تو اس حرکت سے منع کیا اور بیڑا پان کا لیکر فریادیونکے زمرہ مین داخل ہوا بادشاہ معدلت پناہ نے جب یہ کیفیت معلوم کی حکم دیا کہ بقال کو ہاتہی پر سوار کرو اور عادل خانکی عورت کو اُسکے سامنے لاؤ تاکہ یہ بہی پان کا بیڑا اُسکی طرف پہینکے اور میزان عدل کی برابر ہو جائے وزرا امرا نے ہرچند التماس کیا کچہ مقبول نہوا اور فرمایا کہ فرزند اور رعیت میری نظر مین یکسان ہے بقال نے جب یہ امر سنا راضی ہوگیا اور عرض کیا کہ مین اپنی داد کو پہنچ گیا اب مجہکو انتقام کی حاجت نہین ہی۔ شیرشاہ نے اپنے عہد مین جہانبانی کے بہت شایستہ اصول اختراع کئے ہین گہوڑے کا داغ اگرچہ اولاً سلطان علاء الدین نے تجویز کیا تہا لیکن اُسکو مروج اسی بادشاہ نے کیا جسوقت اُسکے لئے دسترخوان بچہایا جاتا تہا فوراً اوس سرای مین جو دارالسلطنت کے قریب تہی نقارون کا شور مچ جاتا تہا اسی طرح سے مقام شاہی سے منتہای قلمرو تک ہر سرای مین بساعت واحد نقارون کی آواز تمام عمال شاہی کو پہنچ جاتی تہی اور اوسیوقت سرکار سے مسافر مسلمانونکو طعام اور ہنود کو مایحتاج سیدہا پہنچتا تہا اسکے عہد مین امن ایسا تہا کہ مالدار مسافر جنگلونمین منزلین طی کرتے تہے اور اونکو پاسبانی کی کچہ ضرورت نہوتی تہی۔ جب اجل موعود آپہنچی اُسنے کالنجر کی تسخیر کا ارادہ کیا اُسکے محاصرہ مین مصروف تہا باروت کے مشتعل حقّے مٹی کے دمدمون سے قلعہ کے اندر اوتارے جاتے تہے اتفاقاً ایک حقہ دیوار سے ٹکرا کر باقی حقون مین جا لگا جنکا انبار لگا ہوا تہا اور سب مین آگ لگ گئی بہت سے لوگ نیست و نابود ہوگئے بادشاہ کو بہی ایسا صدمہ پہنچا کہ ایک رمق زندگی

کی باقی تہی لیکن قلعہ کی تسخیر مین اوسنے اِس قدر جلدی اور تاکید کی کہ اُسی روز قلعہ فتح ہوگیا مگر اوسکی روح بہی اوسی روز حصار بدن سے باہر ہوگئی اوسکی سال تاریخ اِس قطعہ کے اخیر نقطہ سے ظاہر ہے **قطعہ** شیر شاہی کہ از مہابت اوز شیر و بز آب را بہم نخورد ٭ چون برفت ازجہان بدار بقا ٭ یافت تاریخ اوز آتش مرد ٭ ۱۰ برس تک حکمران رہا پندرہ برس ایمین سے امارت بماتحتی بادشاہ ہوتے اور ۵ سال مستقل ہند کی سلطنت کی شیر شاہ کی یہ بہی ایک عادت تہی کہ جب آئینہ اُسکے سامنے آتا اور ریش سفید کے آثار دیکہتا افسوس کرکے کہتا کہ غروب آفتاب کے وقت مراد حاصل ہوئی

اسلام شاہ

اسلام شاہ عرف سلیم شیر شاہ کا بیٹا ہے سلطنت سے پیشتر جلال خان اُسکا نام تہا شیر شاہ کے واقعہ کے بعد افسران دولت کی رای سے جلال خان پسر خورد ۹۵۲ھ مین تخت نشین ہوا اور اسوقت اُسنے اپنا لقب اسلام شاہ رکہا اِسنے بہی عدالت فیاضی دلیری مبری مین اپنے باپ کی نقل کی اور اون سراوین کے فیمابین جو شیر شاہ نے بنوائین تہین اور ایک ایک سرا بنواکر مسافر نوازی جاری رکہی جو قواعد انصاف پروری اور مراسم جہانبانی کے اِن دونون باپ بیٹون سے ظاہر ہوئے سلاطین سلف مین اونکا بہت کم نشان ملتا ہے تاریخ شیر شاہی کا مصنف تحریر کرتا ہے کہ ایک وقت مین اسلام شاہ گوالیار مین خیمہ زن تہا ایک فقیر لاُابالی مزاج اس شہر مین وارد ہوا اُسکو مسکرات سے بالکل اجتناب نہ تہا اور اسلام شاہ نہایت محتاط شرع کا پابند تہا جاسوسونکے ذریعہ سے اولاً فقیر کو زبانی فہمایش کی فقیر نے کچہہ پرواہ نہ کی اور بدستور بہنگ بوزہ مین سرشار رہا بادشاہ نے ایکروز اُسکو حضور مین بلواکر تہدیداً کہا کہ اگر آج سے کوئی حرکت نامشروع تو نے کی تو زندہ جلادیا جائیگا فقیر نے کمال بے پروائی سے کہا کہ اول تو اپنے تئین جلنے سے بچالے بعدہ مجہے جلانا یہ کہکر وہ چلدیا قضای کار اُسی روز ایک دمبل کا دانہ اسلام شاہ کی مقعد کے قریب نمودار ہوا اوسمین غایت درجہ حرارت تہی وہ برابر لوٹتا تہا اور کہتا تہا جلا جلا اسی بےچینی کی حالت

ترپٹ ترپ کر دو تین روز مین مرگیا آٹھ سال ۱۰ ماہ سلطنت کی +

فیروز شاہ

فیروز شاہ بن اسلام شاہ بن شیر شاہ ۔ اسلام شاہ کے انتقال کے وقت اُسکی عمر دس سال کی تھی ارکین مملکت نے اسکو تخت پر بٹھایا تین روز کے بعد فیروز شاہ کی حقیقی والدہ بی بی بائی کے بھائی مبارز خان نے سلطنت کی طمع مین یہ بے عنوانی کی کہ معمول کے موافق محل مین آیا بی بی بائی نے اُسکے چتون سے شرارت کے آثار پائے ہر چند عاجزی او گریہ وزاری کی لیکن اس مردود نے کچھہ رحم نہ کیا اور بے قصور اوس طفل مظلوم کو مار کر خسر الدنیا والآخرہ ہوا

سلطان محمد

محمد عادل شاہ عرف مبارز خان عدلی شیر شاہ کا بھتیجا ہے اور اُسکے باپ کا نام نظام خان ہے سنہ ۹٦۰ مین فیروز شاہ کو مار کر تخت پر جلوس کیا اور سلطان تغلق کی پیروی کر کے بہت سی خیرات کی اور تمام مہمات شاہی اوس نے ہیمون بقال کے ہاتھہ مین دیدی یہ ریواڑی کا باشندہ تھا اول اول کوچو نمین نمک فروشی کیا کرتا تھا القصہ کے بعد شیر شاہی دربار مین کسی قدر اُسکو رسوخ ہو گیا اور رفتہ رفتہ امور مالی اور ملکی مین دخیل ہو گیا اس بادشاہ نے اوسکو اول بسنت رای کا خطاب دیا پھر راجہ بکرماجیت سے مخاطب کیا عدلی برائے نام بادشاہ تھا اور تمام اختیارات ہیمون کے ہاتھہ مین تھے چند روز کے بعد بد نظمیان پھیلنے لگین عدلی سے اکثر افاغنہ منحرف ہو گئے اور نہایت بد اسلوبی ہونے لگی یہانتک کہ ایکروز سر دربار تلوار چلی بادشاہ وہان سے بھاگا اور دروازہ محل کا بند کر لیا اسی اثنا مین ابراہیم خان عدلی کا سالا اور شیر شاہ کا عمزاد بھائی مخالف ہو گیا اور دہلی کے اطراف مین حاکم بن بیٹھا یہ حالت دیکھکر احمد خان سور شیر شاہ کا بھتیجا اور داماد عدلی کا یہ بھی سالا تھا سلطنت کے خیالات پکانے لگا اوس نے سلطان سکندر اپنا نام رکھا سکندر دس ہزار سوارون کے ساتھہ ابراہیم خان کے ستر ہزار سوار سے مقابل ہوا

صوبہ خجستہ بنیاد کا بیان

لیکن بحکم کَمۡ مِّنۡ فِئَةٍ قَلِيۡلَةٍ غَلَبَتۡ فِئَةً كَثِيۡرَةً وہ ابراہیم پر غالب آیا چند عرصہ تک یہی حکمران رہا ہمایون یہ کیفیت سنکر کابل سے بارادہ دہلی روانہ ہوا اور اُسکے آنیکے بعد افاغنہ پر ایسی مار مار ہوئی کہ اُنکے خاندان تمام آوارہ اور تباہ ہو گئے اتنے مین ہمایون نے بام پر سے گر کر وفات پائی اور اکبر بادشاہ اوسکا جانشین ہوا ہیمون بقال جو عدلی کا میر مرد تھا فوج شاہی سے مردانہ جنگ کرکے گرفتار ہو گیا اور بیرم خان نے سردربار اکبر کی حضوری مین اُسکو قتل کیا اسوقت عدلی چنار گڈھ کے اطراف مین مقیم تھا خضر خان ولد سلطان سور نے موقع پاکر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور سلطان بہادر اپنا لقب رکہا اور عدلی سے اپنے باپ کا قصاص طلب کیا جو ہیمون کی لڑائی مین مارا گیا تھا اسپر عدلی اور سلطان بہادر مین جنگ ہوئی اور عدلی میدان وغا مین مارا گیا عدلی کی مدت حکومت قریب دو سال کے ہے شیر شاہ کے ابتدائی زمانہ سے عدلی تک ١٥ سال افاغنہ کی حکومت رہی اسکے بعد تیموریونکی طرف منتقل ہوئی ❊

دسوان تذکرہ سلاطین بابری کے بیان مین

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ

ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر شاہ ہمایونکی رحلت کے وقت نواح پنجاب کے قصبہ کلانور مین تھا جب اُسنے واقعہ ناگزیر اپنے باپ ہمایون کی خبر سنی تو مراسم تعزیت کے ادا کرکے بروز جمعہ دوپہر کے وقت ربیع الثانی کی تیسری تاریخ ٩٦٣ھ مین اورنگ سلطنت کو قدوم میمنت لزوم سے بلند پایگی بخشی اوس وقت اُسکی عمر ١٣ سال ٨ ماہ ٢٨ دن کی تہی۔ لفظ کامبخش سے یہ اعداد نکلتے ہین اُسنے بیرم خان خانخانان کو مدار المہام مقرر کیا جشن جلوس کے بعد اول مقابلہ اُسکا ہیمون بقال سے ہوا مشار الیہ کو اگرچہ میدان جنگ مین غلبہ رہا لیکن مشیت ایزدی مین اکبر کا استیلا مقدر تھا وہ گرفتار ہو گیا فتح کے بعد سر دربار بیرم خان نے اپنی تلوار سے اُسکو قتل کر دیا۔ قلعہ مانکوٹ مین سلطان سکندر شیر شاہ

کے داماد متحصن تہا اس فتح کے متعاقب ہی شاہی افواج جالکوٹ کی طرف متوجہ ہوئی سکندر کو معلوم ہو چکا تہا کہ ہیمون
بیرم خان کے ہاتہہ سے مارا گیا ہے اور خضر خان ولد سلطان محمد خان سور نے عدلی کا بہی کام تمام کر دیا ہے اسلئے
وہ شکستہ خاطر ہوا اور سمجہہ گیا کہ پٹہانون کے اقبال کا ورق الٹ گیا ہے اسلئے اُسنے افواج شاہی کے سامنے
سر تسلیم خم کیا اور اکبر کا اقبال یاوری کر رہا تہا جمعیت شاہی کا پہنچنا تہا کہ قلعہ مفتوح ہو گیا سلطان سکندر کے
برتاو سے بادشاہ خورسند ہوا اور بلا رمت خدمت سے اوسکو سربلند کیا لیکن اُسنے اپنے بیٹے کو بادشاہ کی خدمت مین
چہوڑا اور حسب الارشاد خود پٹنہ کو روانہ ہوا چونکہ مشیت ایزدی مین اقلیم ہند اس شاہ جمجاہ کیلئے مقدر ہو چکی تہی وہ
جسطرف متوجہ ہوا ظفر و اقبال ہمرکاب رہی بڑے بڑے راجے زمیندار پٹہان تمام متمرد او سرکش اوسکے حلقہ بگوش
ہوگئے اکبر نامہ مصنفہ ابو الفضل برادر شیخ فیضی نے ولایات ذیل کی فتوحات کو مفصل بیان کیا ہے۔ مالوہ گہکڑان
گونڈوالہ۔ قلعہ چتور جیت پور۔ ولایت پٹنہ۔ ولایت اوڈیسہ۔ قندہار۔ ٹہٹہ۔ بہکر۔ اسیر۔ احمد نگر وغیرہ۔
سن جلوس کے دسوین سال حکم دیا کہ ایک قلعہ محکم اور بڑے شہر کی بنیاد ڈالی جائے چنانچہ حسب الارشاد والاچار ہزار
اوستاد چابکدست اُسکی تعمیر پر مامور ہوئے آٹھہ سال تک برابر کام ہوتا رہا تیاری کے بعد اُسکا نام اکبر آباد
رکہا گیا اُسکی فصیل کی بلندی ۶۰ گز ہے جلوس والا سے چند روز کے بعد اپنی عظمت و اقتدار ظاہر کرنیکو بہارامل
کچہواہ کی بیٹی کو اپنے نکاح مین لایا اس راجہ کو ہند کے تمام راجون پر برتری تہی۔ بادشاہ کو آرزو تہی کہ حریم سلطنت
مین کوئی لڑکا ہوتا کسی طرح یہ تمنا پوری نہ ہوتی تہی۔ دولتخواہون کے عرض کرنیسے حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی
خدمت مین حاضر ہو کر اظہار عرض کیا یہ بزرگ شیوخ کبار سے تہے اور مستجاب الدعوات تہے اور قصبہ سیکری مین مقیم
تہے شیخ کے ایما سے بادشاہ نے اس قصبہ کے قریب شاہانہ عمارت ترتیب دیکر اپنا دار السلطنت اوسیکو قرار دیا
اور اُسکا نام فتحپور رکہا اس بزرگ ملکوتی صفات کی دعا سے رحمت الٰہی کے آثار نمایان ہوئے اور جلوس سے

چودہوین سال ۷ - ربیع الاول ۹۷۷ھ مین اُسی عفت مآب صبیہ راجہ بھارا مل کے بطن سے فرزند فرخندہ اختر پیدا ہوا جسکا مادہ تاریخ مصرع (دُر شہوار لجۂ اکبر) سے اُن بزرگوار دعا کے نام پر تبرکاً اُسکا نام بھی سلیم رکھا گیا لیکن باپ کے بعد جب وہ بادشاہ ہوا تو اُسنے اپنا لقب جہانگیر رکھا ٭

اکبر مین ایالت کے ساتھ جسمانی قوت بھی کامل تھی شہزادہ کی پیدائش کے بعد نذر پوری کرنیکو فتحپور سیکری سے اجمیر تک حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے لئے سات منزل پا پیادہ گیا روزانہ بارہ کوس چلتا تھا - اُسمین جرأت اور جسارت حد شجاعت سے متجاوز تھی ایک مرتبہ متھرا سے آگرہ تک اٹھارہ کوس پا پیادہ آیا جنگل مین شیر صحرائی کو خود ضرب شمشیر سے مار ڈالا - ہاتھی کی سواری مین بڑا ماہر تھا اگر کسی وقت مست ہاتھی فیلبان کو مار کر چھوٹ جاتا اور شہر مین اوس سے ایک آشوب برپا ہوتا تو بادشاہ خود ایک پاؤن اُسکے دانت پر رکھکر سوار ہو جاتا تھا اور کسی دوسرے ہمسر ہاتھی سے اُسکو لڑاتا - اکثر ہاتھیونکی جنگ مین ایک پر سے دوسرے پر اس تیزی سے جست کر جاتا تھا کہ دیکھنے والے متحیر ہو جاتے تھے - بادشاہ ایکروز شاہ نظام الدین کے روضہ کی زیارت کرکے دولتکدہ کو آرہا تھا چوک مین ایک تیر اُسکے دست راست مین لگا اور قریب دو بالشت کے اُسکا کاری زخم ہو گیا وہ شخص فوراً گرفتار کیا گیا اور سبب دریافت کیا گیا حکم ہوا کہ دریافت کیا سبب اسکا یہ ہے جو مرشد نے تھا ہوا یہ بیجا کسی کو گرفتار ہلاک کریگا اسکو جلد قتل کردو کہ اُسکو سزا مل جائے اور دوسرون کو عبرت ہو جائے اور خود اُسیطرح گھوڑے پر سوار دار السلطنت مین آکر داخل ہو گیا زخم کا علاج کیا گیا سات روز مین وہ مندمل ہو گیا عبد اللہ خان والی توران نے درخواست کی تھی کہ اُسکے بیٹے عبد المؤمن خان کا عقد بادشاہ کی بیٹی سے ہو جائے لیکن مقبول نہوئی - علمای اہل سنت اور فرقۂ امامیہ مین نفسانیت کی وجہ سے اکثر جھگڑا فساد رہا کرتا تھا بادشاہ یہ مباحث سُنکر شبہہ مین پڑ گیا بلکہ اُسکا عقیدہ یہانتک متزلزل ہو گیا کہ کسی خاص مذہب کی

پابندی کو اوسنے ضروری نہ سمجھا اور ہندو مسلمان یہود و نصاری گبر و ترسا وغیرہ مین صلح کل کو مناسب سمجھا حکم دیدیا کہ ایکدوسرے سے کچھ تعرض نکیا جائے ہر شخص عادت قدیم کے موافق اپنے آفریدگار کی پرستش کیا کرین اور اسکا نام مذہب الٰہی رکہا اور اسی بنا پر جزیہ بہی معاف کردیا تہا - اور قرار دیا تہا کہ ہر جمعہ کی شب کو فضلاے ہر مذہب سنی و شیعہ یہود و نصاری گبر و ہندو ارمنی ملاحدہ دہری براہمہ سیورہ اور تمام مذاہب و مشارب کے محقق محل چار ایوان مین کہ خاص اسی غرض سے تعمیر کیا گیا تہا آکر جمع ہوا کرین اور باہم مباحثے مناظرے کیا کرین بادشاہ بہی اُس مجمع مین شریک ہوتا تہا اور بلا تعصب منصفانہ سب مباحث کو بغور سنا کرتا تہا اور ہر ایک قول معیار عقل سے جانچتا تہا جو نکتہ مناسب ہوتا عمدگی سے اُسکو لوگون کے ذہن نشین کرتا ❊

جبکہ اُسکی مان نے سنہ جلوس کے اُنچاسوین سال مین جسکا خطاب مریم مکانی تہا وفات پائی بادشاہ نے موافق رسم اپنے اباو اجداد کے سر اور ڈاڑہی منڈا کر ماتمی لباس پہنے ہوئے جنازہ کندہے پر رکہکر چند قدم تک مشایعت کی ۹۷۲ سنہ مین آگرہ کے قلعہ کو کہ پہلے اینٹ کا بنا ہوا تہا توڑوا کر سنگ سرخ سے اُسکی بنیاد قایم کی - قلعہ بہکر کے مفتوح ہونیکے بعد برہان الملک اپنے چچا اسمعیل نظام الملک سے جو احمدنگر کا حاکم تہا آزردہ خاطر ہو کر قطب الدینخان غزنوی کے توسط سے شرف اندوز ملازمت کا ہوا چندروز کے بعد احمدنگر کے مسخر کرنیکے لئے راجی علیخان حاکم خاندیس کو کمک کا حکم ہوا برہان الملک راجی علیخان کی مدد سے اپنے چچا اسمعیل خان نظام الملک پر غالب آکر اپنے ملک موروثی پر قبضہ کیا چونکہ وہ نہایت سفلہ مزاج تہا اُسنے سر اطاعت سے پہیر کر مخالفت کی بادشاہ نے اِس بات کے سُننے سے شیخ ابو الفضل فیضی کو راجی علیخان کے پاس اُسکی فہمایش کیلئے روانہ کیا اُس کمبخت نے اُسکا کہنا نہ مانا انجام کار گرفتار ہوا اور اسی عرصہ مین پارہ کا کشتہ کہا لیا اور اُس سے سخت اذیت پاکر مر گیا پس اُسکی ہمشیرہ چاند بی بی نے اپنے بہتیجے ابراہیم پسر برہان الملک کو باتفاق امراء کے حاکم بنا کر انتظام بادشاہت کا

اپنے ذمہ لیا اکبر کو جب اس امر کی خبر ہوئی تو شہزادہ سلطان مراد کو لشکر کثیر کے ساتھہ تعین کر کے روانہ کیا شہزادہ نے اطراف دکن مین آکر نوج عادل شاہی حاکم بیجاپور اور قطب شاہ حاکم گولکنڈہ سے خوب جنگ وقتال کیا راجی علیخان جو شہزادہ کے ہمراہ تہا مارا گیا لیکن اس لڑائی کا یہ انجام ہوا کہ شہزادہ کامیاب ہوا شہزادہ شرابخوار تہا جب اس سے قرار واقعی بندوبست نہو سکا لہذا بادشاہ نے اس امر کیلئے ابو الفضل کو روانہ کیا وہ تو موافق حکم کے شہزادہ کی خدمت مین پہنچا اور شاہزادہ حسب مشیت ایزدی روانہ عالم آخرت کا ہوا - اکبر کو شہزادہ کی وفات سے نہایت صدمہ ہوا اور بجای اُسکے شہزادہ دانیال کو رخصت کیا اُسکے بعد خود بہی دکن کو روانہ ہوا - مورخین نے بیان کیا ہے کہ جسوقت اکبر نے دریای نربدا سے عبور کیا ہے تو اوسوقت خاص اوس ہاتہی کے پانوئین لوہے کی زنجیر تہی جو بادشاہ کی سواری مین تہا جب وہ دریا سے باہر آیا فیلبانون کو سونے کی زنجیر دکہائی دی وہ اس امر سے متحیر ہوئے اور داروغہ سے اسکی اطلاع دی داروغہ نے یہ کیفیت بادشاہ کے حضور مین عرض کی اور وہی زنجیر پیش کی اکبر نے ملاحظہ کر کے عجائبات قدرت ایزدی پر اقرار کیا اور کہا شاید اس دریا مین وہ پتہر ہوگا جسکو اہل ہند پارس کہتے ہین لہذا اس امر کی جستجو کرنی چاہیے چنانچہ بہت سے ہاتہیون کے پانوئمین زنجیرین باندہکر ادہر سے اُدہر اور اُدہر سے ادہر لائے اور لیگئے کچہہ بہی نہ ہوا القصہ اکبر قطع منازل کے بعد برہانپور پہنچا سُنا کہ ابو الفضل نے بہت سے بلاد دکن کے مسخر کر لئے اور جشن نوروز کا ادا کیا اور جنگل ناپنے والون نے کہا کہ جہان پناہ برہان پور سے اکبر آباد تک از روی جریب کے ۲۲۰ کوس کی مسافت ہے کہ جو حضور پرنور نے طی کی ہے اسکے بعد ابو الفضل بہی ظل سبحانی کی خبر سنکر احمد نگر سے وہان آیا اور ملازمت سے مشرف ہوا اور ایک ہفتہ عشرہ مین قلعہ آسیر کے مسخر کرنیکے لئے رخصت حاصل کی اسلئے کہ وہان کا حاکم متمرد ہوگیا تہا - الحاصل آسیر اور احمد نگر اور نظام الملک کے تمام ولایت ابو الفضل کے شمشیر ہمت سے مفتوح ہوگئے اور ولایت تلنگانہ کو

صوبہ بیجاپور کا بیان

شیخ عبد الرحمن ولد شیخ ابو الفضل نے قبضہ کر لیا اور بہادر نظام الملک ہان نظام الملک کا نواسہ فروتنی اختیار کر کے حضور مین حاضر ہوا اور عادل شاہ حاکم بیجاپور اور قطب شاہ گولکنڈہ کے حاکم نے بہی عرضیان نیاز کی اور تحفہ لائقہ مرسل کین جب اکبر کو سب طرح دلجمعی ہوگئی اسوقت شہزادہ دانیال کو یہان چھوڑ کر خود دار الخلافت کو مراجعت فرمائی چند روز کے بعد دانیال بہی مثل اپنے بڑے بہائی سلطان مراد کے شرابخواری مین گرفتار ہوا اور کثرت شراب سے اوسکا بدن نہایت ضعیف و لاغر ہو گیا انجام کار دفعتًا بیہوش نہایت ناتوان ہو گیا اسباب مندرہ نظر آنے لگے پس سنہ ۱۰۱۳ھ مین ۳۶ سال ۳ مہینے کی عمر مین وفات پائی اکبر کے دل سے ہنوز سلطان مراد کا غم زائل نہ ہوا تہا کہ دفعتًا اس حادثہ جانکاہ نے سامنا کیا داغ بالای داغ ہوا ضعیفی کا وقت تہا لہذا مزاج قابو مین نرہا پہر خواہ مخواہ اعتدال سے منحرف ہوا او امراض متضادہ مین مبتلا ہو گیا انجام کار دستونکی بیماری سے چہارشنبہ کی شب مین بارہوین جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ھ مین مطابق سنہ ۵۰ جلوس کے بائیس روز کم ۶۵ سال کی عمر مین وفات پائی اوسکی وفات کا مادۂ تاریخ اس بیت کے آخر مین ہے ؎ فوت اکبر شد از قضای اله + گفت تاریخ فوت اکبر شد + اور بعد وفات کے عرش آشیانی لقب پایا - ۵۱ سال ۲ مہینے سلطنت کی +

جہانگیر بادشاہ کا بیان

ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ فرزند جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا (۳۷) سال کی عمر مین چودہوین تاریخ جمادی الثانی کی پنجشنبہ کے دن سنہ ۱۰۱۴ ہجری مین دار الخلافت اکبر آباد کے قلعہ مین اورنگ سلطنت پر جلوس فرمایا - کسی نے کیا خوب اسکی ؎ زنور محمد جہان شد منور + واضح ہو کہ سلطان خسرو جہانگیر کا فرزند کلان خیال سلطنت کا سر مین رکہتا تہا اسلئے کہ اکبر نے وقت رحلت کے فرمایا تہا کہ شہزادہ سلیم عیش پسند ہے یہ سلطنت کی قابلیت نہین رکہتا ہے البتہ اوسکا بیٹا سلطان خسرو تمام خوبیون سے آراستہ ہے خوشامد لوگون

کئے سننے سے تخت نشینی کے چھٹے مہینے اتوار کی شب مین آٹھوین ذیحجہ کو معتمدان خانہ برانداز کو ساتھہ لیکر اکبرآباد سے نکلکر گریز کیا فوج شاہی نے پیچھا کیا اگرچہ شاہزادہ نے لڑائی بہی کی مگر سلطنت تقدیر مین نہ تہی گرفتار ہوکر بندرہ برس تک مقید رہا آخیر کو شہزادہ سلطان خرم نے جبکہ مہم دکن پر رخصت حاصل کی شاہزادہ خسرو کو بہی مسلسل کر کے اُسکے حوالہ کیا کہتے ہین کہ اُسنے اِسی طرف زندان خانہ مین جان دی۔ واضح ہو کہ جہانگیر بادشاہ شہزادگی کے وقت سے نورجہان بیگم کے حسن و جمال پر فریفتہ تھا اور نورجہان بیگم علی قلی شیرافگن خان کی بی بی تہی اور شیرافگن خان شاہ اکبر کے وقت سلطنت سے صوبہ بنگالہ کے اندر اپنے جاگیر کے سبب سے رہتا تھا نورجہان بیگم بہی وہین اُسکے پاس تہی جہانگیر نے اپنی تخت نشینی کے بعد قطب الدین کوکلتاش خان کو اس امر مخفی سے آگاہ کیا اور اُسکو بنگالہ کا صوبہ دار کر کے روانہ کیا اور اُسکے چلتے وقت یہ کہا کہ شیرافگن خان اُسی طرح اپنی جاگیر مین رہے۔ میرا مقصود یہی ہے کہ وہ کسی طرح نورجہان بیگم کو طلاق دیکر اپنے سے جدا کرے اور اگر شیرافگن اس امر پر راضی نہ ہو تو جسطرح تجھسے ممکن ہو بیگم کو یہان بھجوا دو چنانچہ کوکلتاش خان بنگالہ مین پہنچا اور شیرافگن خان سے ملاقات کی مگر باہم ایسی گفتگو تلخ آگئی کہ شیرافگن خان نے تلوار سے مار دیا اور وہان سے نورجہان بیگم کے پاس جانیکا ارادہ کیا لیکن کوکلتاش خان کی طرف والون نے بلوہ کر کے اُسکو بہی مار لیا پس سن جلوس کے چھہ سال بعد زن مذکور دولتسرای مین داخل ہوئی اور خطاب نورمحل پایا پہر نورجہان بیگم مخاطب ہوئین اور آخر کو یہ رتبہ پایا کہ بادشاہ کیلئے بجز نام کے اور کچھہ نہ تھا جو کچھہ کہ تھا اُسیکے لئے تھا ہر روز جھروکے مین برآمد ہوتی تہی اور تمام امرا و ارکین سلطنت حاضر ہو کر مراتب بندگی کے بجالاتے تہے اور جو لوگ ممالک محروسہ پر متعین تہے اُنکے نام جو فرمان لکھے جاتے توقیع طغرا اُسکا یہ لکھا جاتا تھا۔ حکم علیہ عالیہ مہد علیا نورجہان بادشاہ اور سجع اُسکی مہر کا یہ تھا ؎ نورجہان گشت بحکم اِلٰہ ؛ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ ؛ اگرچہ بیگم کے نام کا خطبہ نہ تھا لیکن سکہ اُسی کے نام کا تھا اور اُس سکہ کا نقش یہ تھا ؎ بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور ؛ بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر ؛

سلاطین بیجاپور

مین عادل شاہ نے ایک قلعہ محکم بنا کر کے شاہ درگ نام کیا اور محمد عادل شاہ نے ۱۰۲۳ھ مین چوبارہ لوہی کے ایک جانب بائیس گز بلند سد باندہکر دوسری سمت پر توپ مین نشیمن تیار کیا اور تمام اوسکا پانی محل رکھا برسات مین جب پانی کو طغیانی ہوتی ہے چادر آبشار کی اونچی ہو کر آگے نشیمن کے گرتی ہے موجب حیرت تماشائیون کا ہوتا ہے

واضح ہو کہ نورجہان بیگم تمام عورتون مین ممتاز تہی اور اکثر اوصاف مین بے شریک و انباز بہ نسبت مردون کے بہی زیادہ شعور رکہتی تہی طبیعت بہت موزون تہی اُسکے بعض بعض اشعار آجتک زبان زد روزگار ہین۔ باہم جہانگیر اور شاہ عباس سلطان ایران کے خوب موافقت تہی خط ایلچی تحفہ ہدیہ یہان کا وہان اور وہان کا یہان اکثر آتا جاتا رہتا تہا سن جلوس سے کے دسوین سال شہزادہ شاہجہان کے حرم سرای مین ممتاز محل بنت آصف خان کے سلطان داراشکوہ پیدا ہوا اور گیارہوین سال سلطان شجاع اور تیرہوین سال مطابق ۱۰۲۷ھ ہجری مین اتوار کی شب ۱۵ ذیقعدہ کو محمد اورنگ زیب پیدا ہوا اُسکے تولد کا مادہ تاریخ آفتاب عالمتاب ہے لیکن ازروی حساب کے اسمین ایک عدد زیادہ ہے *

معلوم کرو کہ سلطان جہانگیر نے اکبرآباد سے لاہور تک ہر کوس پر ایک منارہ اور ہر دو کوس پر ایک باؤلی بنوائی ہے اور جہانگیر اپنی شہزادگی کے وقت پنجاب مین ساہیوال کے قریب اپنے نام سے ایک قریہ آباد کرکے اوسکا نام شیخوپور رکہا تہا جلوس کے بعد اُسکو مستقل پرگنہ کرکے جہانگیرآباد اُسکا نام رکہا اور شیخوپور کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ لڑکپن مین اُسکو شیخ سلیم چشتی کی طرف منسوب کیا تہا کہ اونکی دعا کی برکت سے پیدا ہوا تہا سلطان شیخو کہتے تہے اور قلعہ کانگیر کا کہ جسکی بنیاد کی تاریخ کسی کو نہین معلوم اور قدیم سے وہ لاہور سے شمال کی طرف واقع ہے کسی شخص نے سلاطین دہلی سے اکبر کے زمانہ تک باوجود متواتر یورشون کے اُسکو مفتوح نہ کیا تہا مگر جہانگیر کے سن جلوس کے پندرہوین سال غرہ محرم ۱۰۳۱ھ ہجری دوشنبہ کے دن مفتوح ہوا ملاحظہ کے بعد اذان و نماز جو اسلام کے ارکان مین سے ہین ادا کرنے کے حکم دیا کہ یہان ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کیجاوے۔ معلوم کرنا چاہیے کہ شہزادہ خرم یعنی شاہجہان ہمیشہ سے بادشاہ کا مورد عنایات تہا اور نورجہان بیگم بہی بلحاظ خاطر بادشاہ کے اور نیز اپنے بہائی آصف خان کی رضامندی کے اسلئے کہ شاہجہان آصف خان کا داماد تہا کمال موافقت رکہتی تہی لیکن جبکہ نورجہان بیگم کی بیٹی کا نکاح جو شیر افگن خان کے نطفہ سے تہی سلطان شہریار خلف دانیال کے بہتیجے سے ہوا تو اوس روز سے ہر بات مین اپنے داماد کی طرفداری

کرنے لگے تہی اسلئے کہ تمام امور سلطنت کی باگ نورجہان بیگم کے قبضہ مین تہی رفتہ رفتہ شہزادہ اور بادشاہ کے باہم نفاق پیدا ہوا یہانتک اُسکی ترقی ہوئی کہ نوبت جنگ وجدال کی پہونچی ہنوز فساد رفع نہ ہوا تہا کہ جلوس کے تیئیسوین سال شہر کشمیر سے مراجعت کرتے وقت راجوری مین دمہ کی شدت کے سبب سے چاشت کے وقت یکشنبہ کے دن آبان کی پندرہوین تاریخ مطابق اٹھائیسوین صفر ۱۰۳۷ ہجری مین کہ اُسوقت جہان پناہ کی عمر نور وزکم ساٹھہ سال کی تہی وفات پائی - اس صدمۂ جانگداز سے نورجہان ہائی ہائی کرتی تہی اور مثل طائر نیم بسمل کے خاک پر لوٹتے تہی اور بے اختیار یہ اشعار کہتی تہی **نظم** دریغا زین دل آزاری دریغا + دریغا زین جگرخواری دریغا + نخواہم بے لے جمالش زندگی را + بملک جاودان پایندگی را + نہال عمر بے برگ است بے او + حیات جاودان مرگ است بے او + بقانون وفا نیکو نباشد + کہ من باشم گیتی او نباشد + نمیخواہم کنزو یکسو نشینم + جہان را بے جمال او نہ بینم + چہ آسایش دران گلزار ماند + کز و گل رفت بندہ و خار ماند + اسکا مادہ تاریخ کاشفی نے یہ لکھا ہے **فرد** چو تاریخ وفاتش گفت کشفی + خرد گفتہ جہانگیر از جہان رفت + **ایضاً** جہانگیر از جہان عزم سفر کرد + لقب وفات کے بعد جنت مکانی پایا + اوسکی مدت سلطنت (۲۲) سال (۸) مہینے ۸ دن ہے +

محمد شاہ جہان بادشاہ کا بیان

ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ صاحبقران ثانی - اس جناب کی ولادت جلال الدین اکبر کے عہد مین غرہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۰ مین ہوئی ہے ولادت کا مادہ تاریخ یہ ہے ع شاہ روی زمین وشاہ جہان + جہانگیر کی رحلت کے وقت وہ نظام الملک کی سرحد مقام جیر مین تشریف فرما تہا اس خبر کو سنکر براہ گجرات مستقر الخلافت اکبر آباد کا عزم کیا اور یہان پہونچنے کے بعد جلوس کی ساعت مختار کے انتظار تک اُسی مکان مین مقیم رہا جو زمانہ شہزادگی مین اوس سے متعلق تہا پہر جمادی الثانیہ کی آٹھوین تاریخ دوشنبہ کے روز ۱۰۳۷ مین اکلیل فرماندہی کو فرین کیا

اوسوقت اوسکا سن ۳۷ سال کا تہا مصرع تاریخ جلوس کا یہ ہے ع درجہان باد تا جہان باشد ٭ تخت پر بیٹھتے ہی اوسنے حکم دیا کہ کوئی ہمکو سجدہ نکرے اس تعظیم کے قابل بجز معبود حقیقی کے کوئی نہین ہے اور پہلے بادشاہی کے آداب مین سے سجدہ کرنا تہا مہابت خان نے عرض کیا کہ اگر بجای سجدہ کے زمین بوسی قرار دیجائے تو خادم و مخدوم مین امتیاز بہی باقی رہیگا اور سجدہ کی رسم بہی رفع ہوجائیگی فرمایا اچہا اسکا مضایقہ نہین ہے اور ارشاد کیا کہ دونون ہاتہہ زمین پر رکہکر پشت دست کا بوسہ لیا کرین لیکن چند روز کے بعد اسکو بہی ناملایم طبع دیکہکر موقوف کردیا اور بجائے تسلیم کو مقرر کیا اور مشایخ و سادات اور علما سے ملاقات کے وقت سلام اور رخصت کے وقت فاتحہ معمول ہوا صبح سے ایک گہنٹہ پیشتر بالین خواب سے وہ بیدار ہوتا اور بعد تخلی اور طہارت کے صلوٰۃ مفروضہ اور نوافل سے فارغ ہوتا اکثر باد صورتہا مین موسیقی مین بدرجہ غایت کمال رکہتا تہا پہلے سال مین جہانگیر کی رحلت سنکر امام قلی خان والی توران کے چہوٹے بہائی نذر محمد خان نے کابل پر لشکر کشی کی مہابت خان اوسکی مدافعت کیلئے مامور ہوا طالب کلیم نے رخصت فوج کی تاریخ کلمہ لشکر فتح سے استخراج کر کر گذرانی دوسرے سال شاہ عباس والی ایران کا سفیر بجری بیگ رسم تہنیت ادا کرنے کو باریاب ہوا اسکے متعاقب ہی شاہ عباس کی وفات کی خبر آئی اوسکا پوتا شاہ صفی اوسکا جانشین ہوا شاہ جہان نے ۴۰ ہزار روپیہ بطور انعام بجری بیگ کو دیے اور ایک نامہ متضمن تعزیت شاہ عباس اور تہنیت جلوس شاہ صفی میر برکت کی سفارت سے بجری بیگ مذکور کے ہمراہ روانہ کیا تیسرے سال چبیسوین رجب کو نظام الملک کی تنبیہ اور خان جہان لودی کی گوشمالی کیلئے شہر برہان پور پر رایات ظفر آیات کا پرتو پڑا چوتہے سال قلعہ دہارور فتح ہوا اور اسی سال اٹہارہوین شعبان کو محمد علی بیگ تہنیت جلوس کی سفارت کے ساتہہ شاہ صفی شاہ ایران کی طرف سے پہونچا اور تین لاکہہ روپیہ کا ارمغان پیش نظر کیا جو اسباب اپنی جانب سے پیش کیا وہ بہی قیمتی پچاس ہزار روپیہ کا تہا شاہ جہان نے سفیر مذکور کو رخصت کے وقت تک تین لاکہہ تیرہ ہزار روپیہ نقد اور قریب ایک لاکہہ روپیہ کے

سامان عنایت فرمایا اور بعد سخت لڑائی کے اسی سال خان جہان لودہی اور دریا خان روہیلہ مارے گئے اور نصیر خان کی کوشش سے قلعہ قندہار دکن بھی مفتوح ہوگیا پانچوین سال دوسری رمضان کو برہانپور سے اکبرآباد کی جانب مراجعت فرمائی اور دکن کا قلعہ کالنہ بھی مفتوح ہوا چھٹے سال صوبہ مالوہ کے توابع سے قلعہ کہاتا کہری فتح ہوا اور سلطان پرویز بن سلطان جہانگیر کی بیٹی سے داراشکوہ کی شادی اور مرزا رستم کی صبیہ سے شاہ شجاع کی شادی ہوئی کہتے ہین پہلی شادی مین ۳۲ لاکھ روپیہ اور دوسری مین ۱۶ لاکھ ۲۰ ہزار روپیہ سرکار سے خرچ ہوئے اور بنارس مین ۷۶ بتخانے منہدم ہوئے اور اسی سال قلعہ دولت آباد کی کنجیان اولیای دولت کے قبضہ مین آئین چوتھی رجب آٹھوین سال کو تربیت خان جو محمد خان والی بلخ کے پاس سفیر ہوکر گیا تہا واپس آگیا اور ایک کلام مجید شاہی کتبخانہ کیلئے لایا یہ کلام مجید چہار سیپارہ مین شادی خانم بنت محمد سلطان مرزا ابن جہانگیر مرزا ابن صاحبقران کے ہاتہ کا لکہا ہوا تہا یہ امر بادشاہ کا نہایت موجب انبساط خاطر ہوا اور اسی سال مین نجابتخان نے شیرگدہ کا قلعہ فتح کیا اور اسی سال عین نوروز کے دن کہ وہی روز بادشاہ ہونکے جشن کا ہے تخت مرصع پر جو بنیا تیار ہوا تہا جلوس فرمایا۔ یہ تخت سات سال کی مدت مین تیار ہوا تہا طول مین سوا تین گز اور عرض مین ڈہائی گز کا تہا اور بلندی اسکی پانچ گز کی تہی یہ مشہور ہے کہ ایک کرور روپیہ کی لاگت مین تیار ہوا تہا اور اسکے درمیانی تختہ مین ایک لعل قیمتی لاکہ روپیہ کا نصب کیا گیا تہا اسکی تیاری کی تاریخ یہ ہے ع چو تاریخش خرد پرسید از دل ۞ بگفتت اورنگ شاہنشاہ عادل ۞ نوین سال الہ وردیخان نے چند قلعہ حوالی بیجاپور مین مسخر کیے بعضے لڑائی سے اور بعض حسن انتظام سے اور ۲۳ پرگنہ مع سنکر اور خیبر کے ممالک محروسہ مین شامل ہوے اور سید خانجہان نے قلعہ شولاپور فتح کیا اور اسی سال ملک گولکنڈہ مین شاہجہانی سکہ اور خطبہ جاری ہوا اور قلعہ اودگیر اور اوسہ خاندوران کی سعی سے فتح ہوئے دسوین سال ۴۰۰۰۰ کی لاگت سے اجمیر مین روضہ کی پشت پر ایک عالیشان مسجد تعمیر ہوئی اسکی تاریخ یہ ہے ع قبلہ اہل رشد مسجد شاہجہان ۞ اسی سال شہزادہ اورنگزیب کی شادی شاہنواز خان صفوی کی صبیہ سے ہوئی یہ دختر شاہ اسمعیل صفوی والی ایران

ذکر سلاطین بہمنیہ کے بیان مین

کارشتہ دلر تہاچہبیسوین تاریخ ذی الحجہ کی ۱۰۴۶ سنہ مین اسکا انعقاد ہوا جسکا مادہ تاریخ یہ ہے مصرعہ دو گوہر بیک عقد دوران کشید ۔ اور ظفر خان کی سعی سے تبت کے چند قلعے مفتوح ہوئے اور حشیتی بیگ ایران کا سفیر ہو کر روانہ ہوا ایک مرصع شمشیر اور ایک پٹکا مرصع قیمتی بچاس ہزار روپیہ کا ہمراہ لیگیا اسی سال شہزادہ مراد بخش یمین الدولہ آصف خان اور تمام امرای عظام کو ہمراہ لیکر شاہ نواز کے مکان پر دعوت کی تقریب مین شامل ہوئے اور مہمانی قبول کی اخیر شب مین خود بادشاہ بہی آکر شریک ہوئے اور اونکی عزت افزائی کیگئی ۔ گیارہوین سال قندہار کو اکبر بادشاہ نے پہلے فتح کرلیا تہا پہر قبضہ سے نکل گیا تہا دوبارہ یہ قلعہ مع حصار زمنداور قلعہ تبت اور بندرہ قلعہ دوسرے اوس نواح کے قلیچ خان بہادر اور سعید خان والی کابل کی پامردی سے مسخر ہوگئے اور علی مردانخان پسر گنج علیخان جو والی ایران شاہ عباس کی جانب سے قندہار کا حاکم تہا دولتخواہونکے زمرہ مین داخل ہوا اور منصب پنجہزاری اور علم و نقارہ سے سربلند ہوا ان فتوحات مین پانسو جنگی کشتیان قبضہ مین آئین اور چہاچوڑ کے تمام محال پر قبضہ ہوگیا اور ظفر خان حسن کی سعی سے تبت بہی ممالک محروسہ مین داخل ہوگیا اور یادگار بیگ سفیر ایران جو قندہار کے واقعہ سے پیشتر روانہ ہوچکا تہا پہنچا اور روز رخصت تک ایک لاکہہ تیس ہزار روپیہ انعام مین اُسکو ملے اور شہزادہ اورنگ زیب کی کوشش سے ولایت بکلانہ اور اس نواح کے چند حصے مفتوح ہوئے اور رایات عالیہ نے اکبر آباد سے لاہور کا رخ کیا بارہوین سال دار السلطنت لاہور مین بادشاہ رونق افزا ہوئے صفدر خان جو ایران کی سفارت پر مامور تہا یہان والپس ہوکر حاضر خدمت ہوا اور سفیر یادگار بیگ جو مرخص ہوچکا تہا اور سرانجام سفر کی وجہ سے لاہور مین متوقف تہا دوبارہ ملازمت مین حاضر ہوا دو لاکہہ بچاس ہزار روپیہ اوسکو یہان اور مرحمت ہوئے اور شاہ صفی کے واسطے اسکے ہمراہ ایک صراحی ایک پیالہ ایک مرصع کار رکابی قیمتی بچاس ہزار روپیہ روانہ کیگئی اور خود لاہور سے کابل کی جانب عزیمت کی ۔ تیرہوین سال شہزادہ اورنگ زیب کو دولت آباد کی جانب مرخص فرمایا

اورماہ ذی الحجہ کی نوین تاریخ دولت خانہ کشمیر قدوم میمنت لزوم سے سرفراز ہوا اور ایلچی جو سلطان مراد قیصر روم کے پاس روانہ کیا گیا تہا ارسلان آقا کے ہمراہ ہمین واپس آیا مشار الیہ نے قیصر کا نامہ اور ایک اسپ سیب نام مع زین مرصع اور ایک عبائی مروارید دوز قیصر کی جانب سے تحفۃً وصول ہوا ملاحظہ مین پیش کیا گیا۔ چودہوین سال ارسلان آقا کو ۳۰ ہزار روپیہ اور ایک مہر ۱۰۰ تولہ کی اور ایک روپیہ ۱۰۰ تولہ کا عنایت ہوا۔ پندرہوین سال یمین الدولہ آصف خان خانان سپہ سالار استسقا کے مرض سے راہی آخرت ہوا اور قلعہ جو جگت سنگہ کے قبضہ مین تہا فتح ہوکر حسب الارشاد زمین کے ہموار کیا گیا اور اسی سال شہزادہ مراد بخش کی شادی شاہ نواز خان صفوی کی دختر سے قرار پائی اسکے سرانجام کیلئے ۵ لاکہہ روپئے عنایت ہوئے۔ اسی سال شاہ ایران شاہ صفی کی وفات کی خبر موصول ہوئی۔ سترہوین سال قلیج خان بہادر پنجاب کا صوبہ دار کیا گیا اور اورنگ زیب کے فرزند پیدا ہوا بادشاہ نے محمد معظم اوسکا نام رکہا اٹہارہوین سال جسوقت بادشاہ کشمیر مین تشریف فرما ہوئے تو طالب کلیم نے قصیدہ تہنیت مین عرض کیا خلعت اور انعام دو سو اشرفی سے ممتاز ہوا۔ انیسوین سال امیر الامرا علی مردان کی سعی سے قلعہ کہمرد مفتوح ہوا اور جان نثار خان کو شاہ صفی کی تعزیت اور شاہ عباس ثانی کی تہنیت جلوس کیلئے ایران روانہ کیا سامان قیمتی ساڑہے تین لاکہہ روپیہ اوسکے ہمراہ بہیجا گیا اور رایات افواج قاہرہ ولایت بلخ۔ بدخشان سمرقند کی تسخیر کیلئے جو امیر تیمور گورکان کا دار الملک تہا کابل کو روانہ کیگئی۔ بیسوین سال بلخ اور بدخشان کا فتحنامہ ارسلان بیگ کی سفارت سے ایران بہیجا گیا اسی اثنا مین شہزادہ اورنگ زیب اور ازبکون مین تیمور آباد پر جنگ ہوئی اسمین سعید خان ظفر جنگ امیر الامرا علی مردان خان کے بہائی نے بیمثال مردانگی ظاہر کی تمام خاص و عام نے اوسپر آفرین کی اس جنگ مین ازبکون کا بہت سامان شہزادہ کی لشکر کے قبضہ مین آیا اپنے باپ کے ایما اور والی بلخ نظر محمد خان کے خلوص و اطاعت ظاہر کرنیسے وہ ملک مفتوحہ اوسکے سپرد کرکے معاودت کی

اکیسوین سال قلعہ شاہجہان آباد کی عمارت پوری ہوگئی ۱۰۴۸؁ مین اوسکی ابتدا ہوئی اور ۱۰۵۸؁ مین اوسکی تکمیل ہوئی آٹھہ لاکھہ روپیہ اوسکی تیاری مین صرف ہوئے ۲۴ چوبیسوین ربیع الاول سال مذکور کے بادشاہ کنارہ دریا کے دروازہ مین سے جو شاہ محل کی جانب سے ہے قلعہ کے اندر داخل ہوا اور ایوان دولت خانہ مین دربار عام کیا تخت مرصع پر جلوس فرمایا کہتے ہین کہ اوس روز ۲۰ لاکھہ روپیہ نذر مین جمع ہوئے عمارت کے پورے ہونیکی تاریخ میر یحیی کاشی نے یون تحریر کی ہے **مصرعہ** شد شاہ جہان آباد از شاہ جہان آباد ٭ بیسوین سال شیخ عبد الحمید لاہوری شاگرد مؤتمن الدولہ شیخ ابو الفضل نے دہ سالہ حالات پورا کرکے دس ہزار روپیہ انعام مین پائے اور نظر محمد خان حاکم کابل نے نامہ روانہ کیا اور اپنی تنگ حالی اوسمین عرض کی اور اہل و فرزند کو اپنے طلب کیا تو علی مردان خان امیر الامرا کو حکم ہوا کہ ایک لاکھہ روپیہ کی ہنڈوی کروا دے عورات کو بھی ۳۲ ہزار روپیہ دیکر روانہ کردیا اور اسی سال قلعہ قندہار اولیای دولت کے قبضہ سے نکل گیا ٭ بیسوین سال شہزادہ اورنگ زیب نے قلعہ قندہار پر چڑہائی کی اور بہت صعوبتین برداشت کین اور ساڑہے تین ماہ تک اوسکا محاصرہ کئے رہا بادشاہ نے اسکے جلدو مین شہزادہ کو پندرہ ہزاری منصب اور بارہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سربلند کیا اور شہزادہ کے تمام متوسلین کو حسب مراتب نوازش کی رستم خان کو اصل اضافہ سے منصب پنجہزاری پانچہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ اور خطاب فرزندی فیروز جنگ عطا کیا اور قلیج خان کو مع اصل و اضافہ کے منصب پنجہزاری کامل اور پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز کیا اور صوبہ کابل کی نظامت عنایت ہوئی ٭ چوبیسوین سال جب بادشاہ کی عمر ۶۰ سے تجاوز ہو گئی تو مفتیون کے افتا سے ماہ رمضان کے روزے افطار کر ساٹھہ ہزار روپیہ فدیہ کے خیرات کئے اور اسی سال اکبر آبادی محل کی مسجد جب تمام ہوئی تو بادشاہ نے گھوڑی پر سوار ہوکر دوگانہ شکر کا ادا کیا اس مسجد کی تعمیر مین دو لاکھہ پچاس ہزار روپیہ صرف ہوئے دو سال کے عرصہ مین تیار ہوئی ٭ پچیسوین سال غلام محی الدین نام سفیر سلطان روم

کا آیا اور حاجی احمد سعید سفارت روم کیلئے متعین ہوا اور ایک جیغہ مرصع ایک شمشیر مع پرتلہ مرصع کہ جموعی قیمت دونون کی
ایک لاکھہ روپیہ تھی ارمغان کے طورپر اور ایک اتحاد نامہ قیصر کی جانب روانہ ہوا اور ایک لاکھہ روپیہ کا سامان اپنے سفیر کو
دیا کہ اسکو فروخت کرکے مع نفع کے حرمین شریفین کے مستحقین کو تقسیم کردینا واضح ہو کہ روز جلوس سے ابتک سوائے
زرنقد کے دس لاکھہ روپیہ کا اسباب جسکی قیمت وہان مضاعف ہوتی ہے ان دونون بقعہ شریفہ کو نذر اور ہدیہ مین
اس بادشاہ مبارک فال نے روانہ کیا تھا۔ ستائیسوین سال مورخین لکھتے ہین کہ شاہزادہ دارا شکوہ سے قلعہ بست
اور قندہار پر شاہ ایران کی فوج سے کمال درجہ کا جدال وقتال ہوا اور شہزادہ اورنگ زیب کے شاہ نواز خانکی بیٹی
سے لڑکا پیدا ہوا اوس مولود کا نام محمد اعظم رکھا گیا اور اسی سال ایک مسجد سنگ رخام کی تین لاکھہ روپیہ کی لاگت
سے سات برس مین تیار ہوئی اور اسی سال جشن نوروز مین ذوالفقار آقا سفیر روم کا آیا۔ اٹھائیسوین سال جلوس
کے روم کے ایلچی کو دارا شکوہ کی سرکار سے بیس ہزار روپئے اور اُسکے بیٹے سلیمان شکوہ کے ہان سے پانچہزار
روپئے اور خاص بادشاہ کی سرکار سے بتیس ہزار روپئے اور عمدة الملک سعد اللہ خان وزیر کے ہان سے دس ہزار
روپئے ملے سوائے اُسکے رخصت ہوتے وقت کل نقد اور جنس سے دو لاکھہ پچہتر ہزار روپیہ کا سلوک کیا اِسکے
علاوہ ایلچی مذکور نے ایک اشرفی چارسو تولہ کی اور ایک روپیہ اسی قدر وزن کا پاکر تیسری شعبان کو رخصت ہوگیا۔
اُسکے چلتے وقت بادشاہ نے ایک قبضہ خنجر مرصع لاکھہ روپیہ کا مع کمربند مرصع کے کہ اوسکی قیمت بھی چالیس ہزار
روپے تھی اور ایک شیشہ اگر کے عطر کا اور ہزار تحفے گجرات وکشمیر کے اور ایک لاکھہ روپیہ نقد ہمراہ قاسم سفیر قیصر
روم کے بھیجے۔ وزن قمری کے جشن مین اسی سال کہ ہر برس مین باعتبار سنین عمر کے دو مرتبہ تولنا بادشاہ کا زر
اور اجناس سے مطابق حساب شمسی وقمری کے معمول تھا شاہزادہ دارا شکوہ کو خلعت خاص عنایت ہوا اور اُسکے
ساتہ اطلسی زرنگار کے کنگن بھی تھے کہ اُسکے کلون پر الماس کے قرص مرصع بنے ہوئے تھے اور دورہ

اورگریبان اور آستین اور دامن پر موتی بیش قیمت ٹکے ہوئے تھے اوسکی قیمت دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ کی تھی اور کمربند ایک قطعہ لعل اور دو دانہ مروارید کا کہ قیمتی ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کا تھا اور تین لاکھ روپئے نقد اور شاہ بلند اقبال کا خطاب دیکر سرفراز کیا اور طلائی کرسی پر جو تخت سلطنت کے متصل رکہی ہوئی تہی بیٹھنے کا حکم دیا اور امرا کو حکم ہوا کہ بادشاہ زادہ کے پاس جاکر مبارکباد دین۔ تیسوین سال شاہزادہ اورنگ زیب قلعہ گولکنڈہ کے مسخر کرنیکو روانہ ہوا سعید آباد کہ حیدرآباد سے آٹھہ کوس پرہے کوچ کیا اور جب قلعہ کوس بہر رہگیا تو اپنے بیٹے سلطان محمد کو حکم دیا کہ تم پائین طرف ٹہیرو اسوقت مین پانچ چہہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادے جانب مخالف سے سامنے آئے اور آتش جنگ مشتعل کی بہت سے دکنی مارے گئے۔ قطب شاہ نے اپنی رہائی کا سبب سمجھکر اپنی بیٹی کا سلطان محمد سے نکاح کرنیکا تذکرہ کیا قبول ہوا اور اسی سال دونون کا عقد ہو گیا اور جملۃ الملک معظم خان نے جواہر ثمینہ کہ منجملہ اُنکے ایک الماس تہا اوسکا وزن نو ٹانک تہا کہ جسکی قیمت دو لاکھ سولہ ہزار روپئے تہی چہہ زنجیرین فیل نر اور فیل مادہ کی مع ساز طلا کے اور سولہ ساز نقرہ کے بطریق پیشکش گذرانین اور وزن شمسی کے جشن مین اس سال داراشکوہ نے ایک لاکھہ پچاس ہزار روپیہ کا اسباب گذرانا منجملہ اسباب کے ایک پلنگ تہا اٹھہ ہزار روپے کا اُسکے پاے اور اس کا تکیہ سنگ یشم کا یاقوت اور الماس زمرد سے جڑا ہوا تہا۔ اور دلی کی جامع مسجد سنہ ۲۴ جلوس مین تعمیر ہوئی ہے تاریخ کا مصرعہ یہ ہے (مسجد شاہجہان قبلۂ حاجات آمد) مورخین نے بیان کیا ہے کہ اُسکی تعمیر مین دس لاکھہ روپئے خرچ مین آئے ہین۔ اُسکے اوپر کے تینون گنبد سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کے ہین اور صحن مسجد بہی سنگ مرمر کا ہے۔ اور صورت ہر مصلے کی بطور محراب کے سنگ موسیٰ سے بنی ہوئی ہے مسجد کے باہر کا فرش صحن سنگ سرخ کا ہے اور خاص ذات مسجد کی عمارت کا طول (۹۰) گز کا اور عرض (۳۰) گز کا ہے۔ وسط صحن مین ایک حوض ہے اوسکا متن بارہ گز اور حاشیہ تین گز کا ہے اور لب اُسکے سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ سے

تیار ہوئے ہین۔ جلوس کے اکتیسوین سال اورنگ زیب نے قلعہ بدر اور قلعہ کلیانی فتح کیا اور اسی سال بادشاہ ظل سبحانی شہر فیض آباد کی آبادی کیلئے اور اُسکی عمارتون کے ملاحظہ کے واسطے تشریف لیگئے جو پانچ لاکھہ روپیہ کی لاگت سے تیار ہوئی تہین اور وہین ساتوین ذی الحجہ کی اس جناب کو حبس بول کی بیماری عارض ہوئی۔ ہر چند دوا کیگئی لیکن کچہہ بہی نفع نہ ہوا اور ہر ساعت مرض بڑہتا ہی گیا خود بدولت حسب تحریک داراشکوہ کے کہ اسکو اپنا ولیعہد کیا تہا مراجعت فرما کر اکبر آباد کے قلعہ مین تشریف لائے اور شہزادہ کل امور سلطنت کا مدار المہام ہوا جب اس امر کا شہرہ ہوا تو شہزادہ شجاع ملک بنگالہ سے لشکر کثیر لیکر اکبر آباد کی جانب عزیمت کی داراشکوہ نے اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو اوسکی مدافعت کیلئے مامور کیا اور شہزادہ مراد بخش نے گجرات مین اپنے نام کا سکہ و خطبہ جاری کیا اور عالمگیر نے دکن سے دار السلطنت کی طرف رخ کیا اسطرح باہم بہائیون مین جنگ و جدل کی آگ مشتعل ہوئی عالمگیر کی تقدیر یاور تہی وہ سب پر غالب ہوا تذکرہ آیندہ مین یہ سب امور مندرج کئے جائینگے شاہ جہان آٹہہ سال تک مقید ہوکر عالمگیر کے قبضہ مین رہے ساتوین برس عالمگیر کے جلوس سے قلعہ اکبر آباد مین جہان وہ مقید تہے چہبیسوین رجب ۱۰۷۶ھ مین زندان بدن سے رہائی پائی مادہ تاریخ **مصرعہ** (شاہ جہان وفات کرد) ہے اور رضی اللہ بہی مادہ تاریخ ہے وفات کے بعد فردوس مکانی لقب ہوا تیس سال چار ماہ ۲۲ روز جہانبانی کی۔ مخفی نرہے کہ شاہ جہان ملک ہند مین نہین بلکہ دیگر اقالیم مین بہی بیمثال بادشاہ ہوا اوس سے پیشتر اور نہ مابعد اوصاف سلطنت مین کوئی اوسکا انباز و شریک نہ تہا سلطنت کی خوبیان کسی مین اس طرح جمع نہین ہوئین لیکن اوسکی عمر کا اخیر حصہ ضعف اور بیماری کی وجہ سے بہت سی ناگواریون سے بہرا ہوا ہے یہ بہی نمونہ قدرت الٰہی اور مقام عبرت ہے یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید +

محمد عالمگیر بادشاہ

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی سنے متواتر جب یہ خبر سُنی کہ شاہ جہان نہایت مریض اور بے اختیار ہے اور داراشکوہ نے امور سلطنت اور جہانبانی مین اقتدار حاصل کرلیا ہے اور دیگر برادران کی خبر پائی تو اُسی وقت مین اپنا قیام اطراف دکن مین مصلحت نہ سمجھکر فوراً اس امر کے انصرام کیلئے اولاً اپنے فرزند اکبر کو اول رسم منقلا کے ساتہہ برہانپور روانہ کیا اور اُسکے عقب مین خود لشکر جرار لیکر غیرت شعار جسقدر کہ جاہئے فراہم کرکے سلطان معظم کو دکن کا صوبہ دار کیا اور محمد اعظم شاہ کو اپنے ہمراہ لیکر سرزمین اورنگ آباد سے جواسی کا آباد کیا ہوا اور اوسکا مرکز دولت تہا یہ شہرت دیکر روانہ ہوا کہ باپ کی ملاقات کو جاتا ہے اور اپنے برادر خرد مراد بخش کو نامہ و پیام سے مطمئن کرکے اپنا رفیق و شریک کیا جسوقت جہنڈے کشورستانی کے موضع دہرمان پور مین پہونچے وہان پر مراد بخش نے کہ گجرات سے صلح جو ہوکر چلا تہا دولت ملاقات کی حاصل کی اور راجہ جسونت اور رستم خان اور بادشاہ کا تمام لشکر جو اوجین مین تہا داراشکوہ کے حکم کے موافق مقیم تہے انہون نے جب یہ سنا کہ عالمگیر اورنگ زیب کا لشکر نربدا سے عبور کرگیا اور مراد بخش اوسنے جا ملا تو انہون نے اپنی جگہہ سے عالمگیر کی طرف کوچ کیا اور دہرمانپور کے متصل آکر ایک کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے عالمگیر چونکہ نہایت عاقل و دانا تہا اتمام حجت کیلئے اول پیغام کہا کہ میرا ارادہ جنگ وجدل کا نہین ہے مین تو صرف اپنے باپ کی عیادت کیلئے جاتا ہون اگر توفیق رفیق ہے تو تمکو مناسب ہے کہ میرے پاس آکر ملاقات کرو یا رستہ دو ورنہ تمکو بجز انفعال کے کچہ حاصل نہوگا لیکن راجہ مذکور کو چونکہ داراشکوہ کی موافقت پر گھمنڈ تہا اور شعور و سمجہہ سے بے بہرہ تہا لہذا عالمگیر کے کہنے کی پروانہ کرکے آمادہ پیکار کا ہوا عالمگیر نے اُسکے ارادہ سے اطلاع پاکر اپنی فوج کو صف آرائی کا حکم دیا۔ غرض بائیسوین رجب ۱۰۶۸ھ مین صبح سے لڑائی شروع ہوئی طرفین کے بہادرون نے جوانمردی

وبہادری کی خوب داددی اِس طرف سے جب حملہ کرتے تہے تو یہ لوگ مدافعت کی کوشش کرتے تہے اور جب دوسری طرف کے حملہ آوری کرتے تہے تو وہ بہی خوب روکتے تہے انجام کار ایسا مجادلہ ومقاتلہ ہوا کہ طرفین سے چہہ ہزار سپاہی مقتول ہوئے چونکہ سلطنت عالمگیر کی تقدیر مین تہی لہذا راجہ جسونت کو ایسی فاش شکست ہوئی کہ فرار کو غنیمت جانا لیکن عالمگیر نے اپنی فوج کو تعاقب سے باز رکہا او غنیم کے لشکر گاہ پر مختصر خیمہ جو اُسکے ہمراہ تہا نصب کرکے نماز ظہر کی جماعت سے ادا کی اور اس فتح کا شکریہ بجالاکر حکم شادیانہ کا دیا پہر وہان تین روز قیام کیا اور مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی اور چار ہاتہی اور بہت سی چیزین ملین سلطان محمد کو پانچہزار سوار پنجہزاری اضافہ کئے اور دیگر امرا جمعدار کو موافق اونکے حوصلہ ورتبہ کے سرفراز کیا تین روز کے بعد اُجین سے کوچ کرکے اکتیس روز مین اٹہائیسوین شعبان کو اطراف گوالیار مین پہونچے وہان داراشکوہ نے یہ انتظام کر رکہا تہا کہ سنبل کے جسقدر دریا سے گذرنیکے مشہور گہاٹ تہے سبکو ضبط کرکے مورچا باندہ رکہا تہا اور قرار واقعی بندوبست کیا تہا تاکہ اورنگ زیب عالمگیر مع اپنے لشکر کے کسی طرح سے عبور نکر سکے۔ اورنگ زیب کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اوسنے گذرگاہ کی تحقیق کی بعد جستجو وتلاش کے وہانکے زمینداروں سے دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ بہدرانا گہاٹ یہانسے (۲۰) کوس پر ہے البتہ وہ جگہہ قابل عبور کرنیکے ہے اتفاق سے داراشکوہ نے اپنی حماقت سے اُسکو چہوڑ دیا تہا۔ اورنگ زیب نے اس خبر کے سنتے ہی نہایت عجلت کے ساتہہ وہان پہنچکر رمضان شریف کے غرہ کو مع تمام لشکر کے مانند موج دریا کے بآسانی اوس سے گزر کر سنبل کے اِس طرف مقام کیا۔ اور داراشکوہ بہی ۵ شعبان کو اکبرآباد سے نکلکر مع اپنے چہوٹے بیٹے کے دہولپور آکر معاً گہاٹ وگذرگاہیں جیسا کہ چاہیے مضبوط کرکے اقامت گزین ہوکر اپنے فرزند کلان سلیمان شکوہ کا منتظر رہا جسوقت اورنگ زیب کے لشکر کے عبور کرنیکی خبر سُنی موضع مذکور سے متوجہ مقابلہ ومقاتلہ کا ہوا اور موضع راجپور مین دریای جمنا کے کنارہ پر جنگ کیلئے زمین ہموار کرکے فوج کی ترتیب دینے مین مشغول ہوا سلطان

شاہ جہان نے داراشکوہ کے پاس بنظر ترحم چند فرمان اس مضمون کے روانہ کئے کہ جنگ کا قصد ہرگز نکرنا اور صلح کرنا مناسب بلکہ ضروری ہے لیکن اونکا کچہہ ثمرہ نہ ہوا بعد ازان جہان پناہ باوجود ضعف وناتوانی کے باطفاء اس نائرہ فساد کے فرمایا کہ ہمارا خیمہ پیش خانہ باہر نکالین اور دونون لشکرون کے مابین سرادقات شاہی بلند کرین تاہم وہان آکر قتال وجدال کو بند کرین داراشکوہ نے اس امر کو بلطائف الحیل حیز تاخیر مین ڈالکر مرتکب جنگ کا ہوا اور اورنگ زیب نے جب یہ سنا کہ داراشکوہ دہولپور سے بارادہ جنگ آیا ہے تو اوسنے تین کوچ پیاپے کرکے داراشکوہ کے لشکر سے ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اوس روز داراشکوہ نے دونون لشکروں کی قربت پر مطلع ہوکر اپنی فوج کی ترتیب دے اور جنگ کا قصد کرکے گہوڑے پر سوار ہوکر تہوڑا سا آگے بڑہا اتنے مین اُسکے دل مین کچہہ شبہ معلوم ہوا جہان کہڑا تہا وہین کہڑا رہا اور آگے بڑہنے کی جرأت نہ ہوئی اور بوجہ اپنی ناتجربہ کاری کے مخالف کے خوف کے سبب سے تمام دن دہوپ مین رہا معلوم کرو کہ وہ زمانہ گرمی کا تہا داراشکوہ کی فوج کو سخت ایذا پہونچی بلکہ بہت سے لوگ بہ سبب قلت آب اور شدت عطش کے آب عدم مین مستغرق ہوئے جب شام ہوئی وہان سے واپس ہوکر اپنے قیام گاہ پر آیا ہشیار طبع اور دانا دلون نے اس حرکت کو بدبختی کی نشانی جانکر شگون فرار اور ادبار کا لیا۔ اور اورنگ زیب نے حسب اقتضای دانش اور ہوشیاری کے کہ اس روز پانچ کوس کم آبی مین طی ہوئے تہے حرکت کرنا مناسب نہ سمجہکر وہین توقف کئے رہا جب داراشکوہ کی طرف سے جنبش نہ ہوئی اُسدن جنگ موقوف رہی دوسرے روز ساتوین رمضان کو دونوان طرف سے لشکر آراستہ ہوئے ہر ایک موافق حکم بر تغار جرنغار التمش وغیرہ پر آکے کہڑے ہوئے القصہ قریب دوپہر کے جنگ شروع ہوگئی مورخین نے ایسا لکہا ہے کہ پیشتر داراشکوہ کی طرف سے بدایت ہوئی بعد ازان عالمگیر کے لشکر کی طرف سے آتش افروزی ہوئی یہانتک لڑائی نے اشتعال پکڑا کہ نوبت خنجر وشمشیر کی پہونچی اور خوب دہوم سے جنگ ہوئی

طرفین کے بہادرون نے اپنی جوانمردی کی داد دی بہت سے کام آئے اور بہت سے زخمی ہوئے حتیٰ کہ خود مراد بخش نے زخم کاری اٹھائے دارا شکوہ کے راجپوت لشکر مین سے چند جوان اورنگ زیب کے قریب آکر مارے گئے اور راجہ روپ سنگہ راٹھور نے عجیب جرأت کی کہ اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس آیا اور پیادہ ہوکر ہودج کی رسیان قطع کین اورنگ زیب نے اوسکی دلاوری کو دیکھکر بہت پسند کیا اور یہ چاہا کہ یہ جوانمرد زندہ ہاتھہ آوے تاکہ گروہ مخلصین سے ہو لیکن ایسے بہادر کہین گرفتار ہوتے ہین القصہ اپنی بہادری سے مارا گیا سپہر شکوہ نے بھی نہایت جانفشانی و جوانمردی کی مگر فتح اورنگ زیب کا حصہ تھی انجام کار قرار فرار پر ٹھیرا دارا شکوہ مع فرزند اور بعض ملازمون کے افتان خیزان سراسیمہ و حیران و پریشان شام کے وقت اکبرآباد مین پہنچکر اپنے مکان مین جا اترا اور بوجہ افراط شرمساری کے اپنے باپ سے بھی نہ ملا پہر اخیر شب مین کچہہ اشرفیان او آلات مرصع اور بارہ ہزار سوار لیکر سمت دہلی کی لی دو تین روز مین پانچ ہزار سوار اور اوسکے پاس جمع ہوگئے۔ اور بعض ملازم شاہی دارا شکوہ کے فرار ہونیکے بعد اوسکی رفاقت چھوڑکر اورنگ زیب سے آملے۔ اور اورنگ زیب فتح و نصرت نصیب نے سجدہ شکر الٰہی کا ادا کیا اور امرای رکاب سے مجرئی مبارکباد کا لیکر اون لوگونکی طرف متوجہ ہوا جنہون نے اس معرکہ مین سعی بلیغ کی تہی وہان پہونچکر ہر ایک کے مرتبہ کے لائق کامیاب فرمایا اور وہان سے کوچ کرکے دوسرے دن جب شکارگاہ سمرگڈہ پر پہنچا تو اس ماجرے کی صورت اور جنگ کا ہونا کہ بانی اوسکا دارا شکوہ تہا اور اس کام مین اپنی مجبوری ترتیب وار کا غذ پر لکھکر عذرخواہی کے طور پر باپ کی خدمت مین ایک عرضداشت روانہ کی اور دسوین رمضان کو **نور منزل** کے باغ مین جو اکبرآباد کے سامنے ہے نزول فرمایا فاضل خان میر سامان اور سید ہدایت اللہ بادشاہ کی طرف سے وہان آئے اور عرضی کے جواب مین جو عنایت نامہ سلطان کا لائے تھے باریابی مین گذرانا اور بادشاہ نے زبانی پیغام بہی جو چلتے وقت ارشاد فرمایا تہا عرض کیا عالمگیر نے اونکو خلعت خاصہ عنایت کیا اور خوب

اچھی طرح سے بات چیت کی۔ اور ایک قبضہ شمشیر کا بادشاہ نے کہ اوسکا نام عالمگیر تھا بطریق تحفہ کے کہ صحیفہ مذکور کے ہمراہ بھیجا تھا جسوقت فاضل خان اور سید ہدایت اللہ موصوف نے اُسے گزرانا اور اوسکا نام ظاہر کیا اولیاے دولت جو حاضر تھے اُسکو تفاول جانکر جی مین خوش ہوئے اور ایکدوسرے نے باہم سلطنت کا شگون دیا اور خود اورنگ زیب نے اسی کے نام سے اسی روز سے اپنے آپ کو ملقب کیا پھر رمضان شریف کی بیسوین کو مستقر ارادہ باغ نور سے خلافت اکبرآباد کا کیا اور مراد بخش کو واسطے اندمال جراحت کے اسی جگہہ رہنے پر مامور کیا اور خود آپ کمال آرایش و شان سے ہاتھی پر سوار ہوکر داراشکوہ کی حویلی مین نزول فرمایا اور وہان جلوس فرماکر اضافے اور مناصب و مراتب سے ملازمان شاہی کی تالیف قلوب کرکے سب کو اپنا متفق کرلیا۔ واضح ہو کہ عالمگیر کو یہ منظور تھا کہ باپ کی خدمت کرکے مخلوق کی زبان طعن باندھے اور شاہجہان کے دل کی کدورت رفع کرکے کام سلطنت کا اپنے قبضہ مین لے لیکن شاہجہان کو بوجہ کثرت الفت کے داراشکوہ کی طرف رغبت و میلان تھا اور اُسنے بھی اپنی عاجزی و نیازمندی زیادہ لکھی تھی لہذا بادشاہ توجہ خاطر خلاف مقصود عالمگیر کے مصروف ہوئے اگرچہ اوسکا غلبہ اور استیلاء دیکھکر ظاہر مین مدارات فرماتے تھے مگر اپنی بے اختیاری دیکھکر بیزاری ظاہر کی اور ملاقات ترک کی پس خود بخود محبوس ہوئے اور بادشاہت بہت معطل رہی اوسوقت عالمگیر نے اپنے باپ کی ملاقات اپنے مقصد کے مخل جانی اور داراشکوہ کو دہلی سے نکالنا قرین مصلحت سمجھکر ارادہ شاہجہان آباد کا فرمایا پس فی الجملہ ضروری بندوبست کرکے جو جو مناسب تھا شاہزادہ محمد سلطان کو انبوہ کثیر کے ساتھہ اکبرآباد مین چھوڑا اور آپ اپنے ارادہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اسلام خان کو شاہزادہ کی اتالیقی کیلئے مقرر کیا اور فاضلخان میرسامان کو واسطے سرانجام فرمایشات اور بندوبست سلطان محبوس کے مامور فرمایا اور ذوالفقار خان کو واسطے نگہبانی قلعہ اکبرآباد و شاہجہان بادشاہ

مع اتباع اور مستورات ون کے مقرر فرمایا اور نصیر خان کو پدر بزرگوار کے علاج کیلئے حکم فرمایا اور تین ہزار اشرفی اور خلعت خاصہ و مرصع جمدہر مع علاقہ مروارید کے اسکو انعام مین دیئے۔ پس سب انتظام قرار واقعی کرکے دوسری رمضان شریف کو روانہ ہوا رمضان کی چوبیسوین کو جب گہاٹ ساحل پر نزول فرمایا تو دارا شکوہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو شاہجہان آباد سے لاہور کی طرف چلا گیا اس اثنا مین مراد بخش چونکہ بیعقل اور کم سمجھ شعور سے مطلق حصہ نرکہتا تہا شاہ جہان کی امید فرزندی اور عالمگیر کی ابلہ فریبی سے بوجہ خام خیالی یہ گہمنڈ رکہتا تہا کہ ہندوستان کی سریر آرائی مجہے کو ہوگی حماقت سے تخت اور چتر اور تمام لوازم سلطنت کے اپنے پاس رکہتا تہا اور عالمگیر بمصلحت وقت جانکر مدارات کرتا تہا حتی کہ جب دیکہا کہ دارا شکوہ کی جنگ کے بعد امور سلطنت و حکومت کی عالمگیر کی طرف متوجہ ہوئی لہذا رگ حسد و حماقت نے کودنا شروع کیا خوشامدیون کے اغوا سے حرکات و پیغام بے وقوفی اور حماقت کے درمیان لایا عالمگیر نے اوسکی یہ حرکات دیکہکر اوسکے قید کرنیکی تدبیر کی چنانچہ چوتہی شوال کو شہر متہرا مین اول روز جو اپنے برادر کلان کی ملاقات اور رسم تہنیت کے ادا کرنیکے لئے آیا عالمگیر نے غنیمت سمجہکر اور حسن تقریر سے اوسکی دلجوئی کی اور غافل ہونیکے بعد نہایت آسانی سے پکڑ کر شب کے بارہ بجے شیخ میر کے سپرد کیا جو نہایت خیرخواہ دولت تہا اور اوسکو حکم دیا کہ شاہ جہان کے قلعہ مین لیجاؤ اور اورنگ زیب خود وہان سے آگے کو روانہ ہوا اور تقریب جلوس کا ارادہ فرمایا ارباب تنجیم نے غرہ ذیقعدہ کا اس امر کیلئے مقرر کیا پس اوس تاریخ تک باغ اعزاباد مین مقام کیا۔ پس روز جمعہ غرہ ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ ہجری مین بعد گزر جانے پندرہ گہڑی بائیس پل کے مطابق چہ ساعت نودقیقے دس ثانیہ بقاعدہ نجوم کے محمد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے خدای قدیر کی تائید سے سریر فرماندہی اور شاہنشاہی پر جلوس فرما کر رفعت افزا اورنگ کا ہوا۔ سید عبد الرشید تتوی نے مادہ تاریخ اس آیت کریمہ مین بہم پہنچایا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم لیکن جشن کے لوازم

واسطے تعاقب مخالف اور انتظام سلطنت کے جلوس ثانی پر موقوف رکہے اور سکہ وخطبہ اور تعین لقب آپکے حوالہ کیا دوسرے روز وہان سے حسب الحکم پیش خیمہ پنجاب کی طرف نکلا پچیسوین ذیقعدہ کو رایات عالمگیر نے ظل ورود اپنا کنار ستلج مین ڈالا اور راجہ جسونت کہ اس سے پہلے بدولت شکست فاش پاکر بہاگا تہا اور دریا نہین حسب درخواست اہالیان مملکت کے اوسکی تقصیر معاف کردیگئی تہی اس منزل پر حاضر ہو کر آداب نیازمندی سے مشرف ہوا اور ساتہہ عنایت خلعت خاص اور ایک زنجیر ہاتہی سے جو فرین تہا جہول زربفت اور ساز نقرئی او شمشیر مرصع کے ساتہہ شادکام ہوا اور داراشکوہ نے اپنے عامی جنگ کو عزم فرار سے بدلکر انیسوین تاریخ لاہور سے رخت ادبار کا باندہ کر ملتان کی طرف روانہ ہوا طاہر خان اس خبر کے سنتے ہی حضور کی طرف سے جلد پہنچکر چیتی ذیحجہ کو لاہور کے تسخیر کرنیکے ساتہہ ممتاز ہوا اور آپ داراشکوہ کے تعاقب مین مصلحت سمجہکر پچیسوین کو بطریق ایلغار کے ملتان کو روانہ ہوئے اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ داراشکوہ نے ملتان کو بہی چہوڑ کر بہکر کی راہ لی ہے وہان قطع منازل آہستہ آہستہ کرتے ہوئے ملتان کو پہنچے اسکے بعد ایک اور خبر آئی کہ شجاع بطمع کل ہندوستان کے داراشکوہ کی تحریک سے آپکو جو مرکز سلطنت سے دور ہے اور بادشاہ کو مقید پایا ہے اسلئے اوسکا قصد اکبرآباد کے مسخر کرنے کا ہے پس اس فتنہ کے دفع کرنیکے لئے بارہوین محرم کو جہنڈے نے ظفر ونصرت کے ملتان سے روانہ ہوکر لاہور پر سے گذرتے ہوئے چوتہی ربیع الاول کو شاہجہان آباد کے قلعہ مین داخل ہوئے۔ ساتوین تاریخ ربیع الثانی کی سلطان شجاع کے خیمے بہی آکر الہ آباد مین نصب ہوئے بعدہ سترہوین کو کہجواہ سے بڑہو پنج پر آکر محمد سلطان کے لشکر سے چار کوس کے فاصلہ پر وہ بطریق منقلا کے روانہ ہوا تہا اپنا پڑاؤ ڈالا اور عالمگیر بہی متواتر کوچ کرکے اپنے بیٹے سے آملا پہر انیسوین تاریخ اتوار کے روز مستعد کرکے طرفین کی فوجین آراستہ ہوئین عالمگیر ہاتہی پر سوار ہو کر اور شاہزادہ محمد اعظم نے خواص کے اندر لشکر کے درمیان قرار پایا نوے ہزار

سوار ادہر سے آمادہ پیکار کے ہوئے اور ادہر سے خود سلطان شجاع درمیان مین اور اوسکا فرزند اکبر زین الدین میتغا رمین اور فرزند اصغر بلند اختر ہراول مین جنگ کے ساز و سامان کے ساتھہ تیار ہوکر کہڑا ہوا اور عالمگیر موافق آراستگی مذکور کے اپنے خیمہ گاہ سے اوٹہکر پہر بہر دن رہے ڈہائی کوس کے فاصلہ پر آکر صف آرا ہوا پس شام تک توپ و تفنگ سے آگ لڑائی کی روشن رہی شب کو ہر ایک نے اپنی اپنی جگہہ پر خبرداری سے اقامت کی لیکن پچہلی رات مین لشکر کے اندر عالمگیر کی طرف سے راجہ جسونت کی بدذاتی سے باوجود اوسکے قصور کے معاف ہونے اور برتغار سے سرداری پر مشرف ہونیکے فتنہ برپا ہوا یعنی اُسکے ساتھی مال اور اسباب بادشاہ کے کارخانون مین سے اور ہتہیار اور پہرے فوج وغیرہ کے غرض جو ہاتہہ لگا سب لیگئے اور اس حال مین جو سامنے آیا مارنا شروع کیا بہت سے لوگ تو ہراسان ہوکر بہاگ گئے بہت سے شجاع کے لشکر مین جا ملے عجیب طرح کا ہنگامہ ہوا کہ باذا الصبح کو عالمگیر حالانکہ لشکر قریب نصف کے کم ہوگیا تہا فرط شجاعت سے اپنا دل قوی کرکے متوجہ میدان جنگ کا ہوا کہتے ہین کہ شروع لڑائی مین توپ کا گولہ زین الدین کے ہاتہی پر پہنچا اُسکے صدمہ سے ایک پیر فیلبان کا ایک پیر خواصی والے کا اڑ گیا اور جب نوبت میسرہ و ہراولی کی پہنچی تو سید عالم متوطن بارہ کے بہت لوگ اور تین ہاتہی مست لیکر شجاع کی دہنی طرف سے عالمگیر کے برتغار پر حملہ کیا اس سے ایک تزلزل ہوگیا قریب تہا کہ اسکے سبب سے پاؤن ثبات و استقلال کا لغزش کرے اور ان تین ہاتہیون مین سے ایک ہاتہی عالمگیر کے فیل سواری کے آگے مثل ابر سیاہ کے خورشید سے قریب ہوا شاہنشاہ نے اُسکے حملہ سے اپنی جگہہ سے جنبش نہ کی اور مصاحبون کو جو ہاتہیون پر اونکے ہمراہ سوار تہے حکم کیا کہ فیلبان کو تفنگ سے مار لو ایک شخص نے اونمین سے چالاکی کرکے ایسی بندوق چلائی اقبال کی مساعدت سے گولی نشانے پر آئی اور فیلبان گرا اور فیلبان سلطان کا فوراً اُسپر سوار ہوگیا اور ہہاتی اپنا مطیع کرلیا یہ ایسی سخت لڑائی تہی کہ ایک طرف کی خبر

کوس اور دار الخیر اجمیر سے طرف بالا شاہجہان آباد دو سو کوس اور طرف پائین صوبہ ہزارے اوجین ... کوس اور الہ آباد ایکسو ... کوس اور بنگالہ ایکسو ... اور گجرات ایکسو گیارہ ... [illegible]

دوسری طرف ہرگز نہین پہونچ سکتی تہی اور اس جنگ مین شجاع کی فوجکو غلبہ تہا اور عالمگیر صرف اپنی ہمت و استقلال سے دشمن کی مدافعت مین کوشش بلیغ کر رہا تہا اول مکرم خان صفوی اور عبد الرحمن اور سنجر انصار مخالف موافق نمک زنہاریون کے دور سے نمایان ہوئے عالمگیر نے اون کو امان سے ممتاز کر کے متصل موکب منصورہ کا کیا کہ دفعتًا قراولیون نے شجاع کے بہاگنے کی خبر پہونچائی پس نقارے خوشی کے بجے عجیب فتح عالمگیر کو نمایان ہوئی اور عالمگیر حمد و ثنا کے بعد بآل اندیشی سے تاکہ شجاع منازعت کے اسباب جمع و فراہم کرنیسے فرصت نہ پائے لہذا شاہزادہ محمد سلطان کو ایک ہار بیش قیمت موتیون کا جو گردن مین تہا اور ایک دوپٹہ جو کندہے پر تہا عطا کر کے اُسی روز رخصت کیا امرا طرح طرح کی خلعتون سے سرفراز ہوئے اسکے بعد ایک اور لڑائی داراشکوہ سے اجمیر کے پہاڑون کے درہ مین ہوئی متواتر تین روز تک گولہ اندازی ہوتی رہی چوتہے دن راج روپ زمیندار کوہستان جمہو کی رہنمائی سے نہایت کشش و کوشش کے بعد فتح ہوئی اور شاہ نواز خان عالمگیر کی طرف سے اس جنگ مین داراشکوہ ہدف تیر تقدیر ہوا - اور داراشکوہ نے مع اپنی فوج کے گجرات کی طرف راہ فرار کی لی پس عالمگیر نے کمال تجمل اور شان و شوکت سے سلخ شعبان کو شاہجہان آباد کے قلعہ مین نزول فرمایا اور وقت واپس ہونیکے اس مہم سے عادل شاہ بادشاہ بیجاپور کی طرف سے جواہر نفیس اور آلات مرصع آکر حضور مین قبول ہوئے اور محمد سلطان اور خانخانان کی عرضی سے معلوم ہوا کہ شجاع نے اکبر نگر سے کوچ کر کے گنگا کا عبور کیا - چونکہ جشن جلوس اور سکہ و خطبہ و لقب اطمینان پر موقوف تہا پس ان ایام مین کہ فتح اور فیروزی و غلبہ و بہبودی سب طرح میسر ہوئی لہذا حکم ہوا کہ اس کام کیلئے ہوشیار منجم لوگ ساعت مقرر کرین چنانچہ چوبیسوین ماہ مبارک کی مقرر ہوئی موافق عرض منجمین کے روز یکشنبہ تاریخ مذکور سنہ ۱۰۶۹ ہجری کو کہ اوس وقت عالمگیر کی عمر شمسی حساب سے ۴۰ سال سات مہینے تیرہ روز اور قمری کے اعتبار سے ۴۱ سال ۱۰ ماہ دس روز کی تہی آٹہہ گہڑی ۲ پل کے بعد

سلطنت وجہانبانی کے تخت پر دوبارہ جلوس فرمایا اور خطیب نے حسب الحکم منبر پر چڑہکر خطبہ پڑہا اور دامن امید کو اپنے نقد مقصود سے بھرا دو مہینے ۸ روز تک اس جلوس مبارک کا جشن بدستور قایم رہا ہر شخص سلطنت کے انعامات سے سرفراز ممتاز ہوتا رہا اور اسی عرصہ مین عادل شاہ کا سفیر محمد علی اور محمد ناصر صاحب قطب شاہ دکن کے سلاطین مین سے واسطے اداکرنے مراسم تہنیت کے جو پیشکش لائے تھے حضور مین پہنچا سکے ملا عزیز الله خلف ملا محمد تقی مجلسی اصفہانی سنے اس جلوس کی یہ تاریخ ان الملك لله يؤتيه من يشاء نکالی ہے لیکن اسمین ایک عدد زیادہ ہے شاید ملا ممدوح نے حروف ملفوظا کا اعتبار کیا ہو لیکن یہ خلاف ہے اور عالمگیر اُنکا لقب مقرر ہوا اور یہ بیت بتفاوت لفظ مہر بدر سکے سکہ اشرفی اور روپے کا ایکجانب بیت سکہ زد در جہان چو مہر منیر ✤ شاہ اورنگ زیب عالمگیر ✤ اور دوسری طرف سال جلوس اور دار الضرب کے شہر کا نام مقرر ہوا اور فرمان ومنشور کی پیشانی ان کلمات مبارک سے خط طغرا مین قرین ہوئی ✤

ابو المظفر محمد محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی

اور بجای عید نوروز کے کہ غرہ فروردین کو مقرر تہا مین سے دن جلوس کا مقرر فرمایا اور اس جشن کا شروع غرہ رمضان اور اخیر اُسکا عید الفطر کا دن ٹھیرایا اور محتسب وغیرہ جاری کرنا عالمگیر ہی کے اختراعات سے ہے اگرچہ منہیات اور مسکرات کی روک ٹوک سلاطین سلف نے بھی کی ہے لیکن محتسب اور احتساب نہ تہا جلوس کے پہلے سال مین دارا شکوہ کو مع سپہر شکوہ کے شکست ثانی کے بعد ملک جیون زمیندار دہاندہر نے گرفتار کرکے حضور مین روانہ کیا پس حسب الارشاد بہادر خان کے دن ستر ہوین ذیحجہ کو دارا شکوہ مع لڑکے کے ہاتہی ہودج سرکشادہ مین بٹہا کر دلی کے شہر و بازار سے علانیہ طور پر خضر آباد مین پہنچا اور مکان محفوظ مین خواص پورہ کی عمارتون کے اندر کیا گیا پہر بادشاہ نے چند روز کو اُسکے قتل کرنے مین سلطنت کی بنیاد مستحکم جانکر موافق فتوی علمای مذہب کے کہ

سلاطین ہندستان کا بیان

اور اطراف مختلف راہون سے لاہور چہہ سو
چہیانوے بٹنہ چہہ سو بانوے کشمیر سات سو
چہتر ملتان سات سو چہیاسٹہ کابل آٹہہ سو
پندرہ اورنگ آباد سات سو سترہ برہانپور سات
سو بچاسی برار سات سو بچپن بیدر آٹہہ سو ستاون
حیدر آباد آٹہہ سو انتر بیجاپور آٹہہ سو تریسٹہ
صوبۂ احمد آباد گجرات اس صوبہ سے طرف
بالائی مذکور شاہجہان آباد ایک سو انچاس
اکبر آباد دو سو پانچ اجمیر ایک سو اکیس
اودہ مین ایک سو بیاسی

اونھون نے بسبب میلان اُسکے تصوف کی طرف نسبت الحادکی کی چنانچہ اوسکے رسائل مُولفہ سے ظاہر ہے حکم کیا چنانچہ داراشکوہ ۱۰۶۹ ہجری مین عالمگیر کے جلوس ثانی کے آخر روز چہارشنبہ کی اکیسوین ذی الحجہ کو مقتول ہوا اور اوسکی نعش دوسرے دن تشہیر ہونیکے بعد ہمایون کے مقبرے مین مدفون کیگئی اور سپہرشکوہ گوالیار کے قلعہ مین مقید ہوا اس مدت مین محمد سلطان جو شجاع کے تعاقب مین گیا تہا وہان ایسا اتفاق ہوا کہ شجاع نے نامہ وپیام کے ذریعہ سے اپنی لڑکی اُسکے نکاح مین دینا قبول کرکے آشتی درپیش کی اور بگوشتو ہکے بعد اپنی طرف مائل کیا دوسرے سال شاہزادہ موصوف بعض احمقون کے کہنے سے معظم خان سپہ سالار کی طرف سے کہ جسکو عالمگیر نے اپنی فوج کا سردار بناکر ہمراہ کیا تہا اندیشہ فاسد اور خیالات باطلہ کو اپنے دلمین جگہہ دیکر نامہ وپیام سے موافق وعدۂ عقد نکاح کے ستائیسوین رمضان کو مع امیر قلی داروغہ توپخانہ اور میر توزک قاسم علی کے لشکر بادشاہی کے کل امرا سے جدائی اختیار کی اور شجاع کا رفیق وشریک ہوا۔ شجاع اس امر کو نعمت غیر مترقبہ جانکر بہت خوش ہوا اور موافق اپنے وعدہ کے اپنی لڑکی اُسکے نکاح مین دی اور فوج شاہی کے مقابل جنگ وجدال کا ارادہ کیا عالمگیر کے لشکر مین اس سانحہ سے کمال فتور اور خلل واقع ہوا لیکن معظم خان چونکہ ازبس دلیر وشجاع تہا لہذا اوسنے مطلق خوف وہراس نہ کیا اور بدستور سابق سرگرم خدمات پسندیدہ رہا اور کئی لڑائیان اطراف مین اکبرنگر راج محل اور جہانگیرنگر کے شجاع سے کین اور باوجود رفاقت شاہزادہ کے غلبہ فوج شاہی کو رہا تب شاہزادہ اپنے کئے سے پشیمان اور شرمندہ ہوکر بحیلہ ہماری مع اپنی اہلیہ کے شجاع کی صحبت سے کنارہ کش ہوکر جدا ہوا پہر معظم خان خانخاناں کی خدمت مین آیا غنیمت سمجہا پہر مشارالیہ نے بادشاہ کے حکم کے موافق شاہزادہ کو فدائی خان کے ہمراہ حضور مین روانہ کیا جسوقت وہ شاہجہان آباد کے قریب پہنچا بموجب حکم الہ یار خان داروغہ کے دریا کی راہ سے سلیم گڈہ کے قلعہ مین پہنچا

اور اُسکی ہراست معتمد خانکی سپرد کیگئی چونکہ مراد شجاع کا نقش تقدیر درست نہتھا پس وہ خراب وخستہ حال ہو کر کمال بے اقتداری کے ساتھہ چالیس آدمیون کے روانہ رنگ ہوا اور اسی سانحہ کے قریب سلیمان شکوہ دارا شکوہ کا دوسرا بیٹا بہی باوجود ہزار ہا رنج وغم کے تہوڑے سے لوگون نے جسقدر کہ اونکے نزدیک تہے جسطرح کہ ہوسکا اون لوگون سے جو اسکے پکڑنیکو گئے تہے لڑا لیکن بعد مارے جانے محمد شاکر کے جو اسکا مددگار تہا پنجۂ تقدیر کا اسیر ہو گیا رہوین شعبان کو شاہجہان آباد پہنچا بادشاہ نے جب یہ خبر سُنی تو شادیون کے بجانیکا حکم دیا اور فرمایا کہ سلیمان شکوہ اور سلطان محمد ان دونون کو قلعہ گوالیار مین جہان سپہر شکوہ اور مراد بخش اور اوسکا بیٹا مقید ہے لیجاکر ان سب کو ایک ہی جگہہ رکہو اور معتمد خان خواجہ سرا کو واسطے ہراست قلعہ اور رہا نکے قیدیون کے رخصت فرمایا۔ مؤرخین بیان کرتے ہین کہ سلطان محمد نے اوسی قیدخانہ کے اندر کئی برس قید کے بعد انتقال کیا جلوس کے تیسرے سال بوادق بیگ شاہ عباس ثانی سلطان ایران کا ایلچی آیا اور سوغا تین قیمتی ۴ لاکہہ ۲۲ ہزار روپیہ کی شاہ ایران کی طرف سے حضور مین پیش کین اور منجملہ تحائف کے ایک دانہ مروارید غلطان کا تہا اوسکا وزن ۳۷ قیراط تہا ہندوستان کے جوہریون نے اوسکی قیمت کا ہزار روپئے تخمینہ کیا جلوس شاہی کے چوتہے سال خانخانان معظم کی کوشش سے ملک کوچ بہار مفتوح ہوا اور ملک آسام بہی قبضۂ تسخیر مین آیا اس مہم مین خانخانان سے نہایت جوانمردی ظہور مین آئی ساتوین سال تبت کے زیندار نے سلطان کی اطاعت قبول کی اور مسلمان ہوا اور قلعہ چاٹ گاؤن بہی مفتوح ہوا اور اوسکا نام اسلام آباد رکہا گیا اور شاہ جہان بادشاہ نے بہی اسی سال رحلت فرمائی اور بعد فتح وکامیابی کے مراد بخش بہی حجتِ شرعی حیلہ سے ایک شخص کے قصاص مین کہ اوسکو گجرات سے روانہ ہوتے وقت مار ڈالا تہا جب اُسکے بیٹے نے اپنے باپ کے خون کا دعوی کیا لہذا مقتول ہو کر قید سے نجات پائی اور اسی سال راجہ جسونت سنگہ

بہی کہجی سنگہ کے واسطہ سے داراشکوہ کی رفاقت ترک ہونے پر تصور معاف کیا گیا تہا کابل مین مرگیا اوسکی اولاد کے احوال کا ذکر کرنا موجب طوالت کلام کا ہے لیکن اس قدر کہنا مناسب ہے کہ اُسکے فرزند حقیقی نے جبر اشرف اسلام سے مشرف ہوئے لیکن اطراف جودہ پور کے مشاہیر نے جو اُسکے جعلی بیٹے کہلاتے تہے واسطے باقی رہنے اُسکے نام کے اپنے آپ کو اُسکی اولاد قرار دی اور رانا جوادہ پور کا راجہ اونکی امداد کرنے پر متمرد ہوا بادشاہ نے اس قصہ کی خبر پاکر اُسکی تنبیہ کیلئے شہزادہ اکبر کو روانہ کیا شہزادہ وہان پہنچا وہان کے رانا اور راجے بابو نے شہزادہ سے موافقت کر کے اُسکو باپ سے باغی کیا اور شہزادہ نے اس امر کو سہل جانکر اپنے باپ پر خروج کرنا باپ سے ہی سیکہا تہا اپنے نام کا سکہ کیا پس تیس۳۰ ہزار سوار اُسکے لشکر کے شریک ہو گئے بادشاہ کو جو اس امر کی خبر معلوم ہوئی تو جو امرا ہمراہ شہزادہ کے تہے اُنکو بلا لیا اُن لوگون کے جدا ہوتے ہی شہزادہ کے دل مین تزلزل واقع ہوا پس چار ناچار شہزادہ نے فرار پر قرار کیا جہان پناہ اُسکے لینے کو گئے وہ اُسکی گرفتاری کو مستعد ہوا انجام کار دو سو آدمیون کے ساتہہ جہاز مین سوار ہوکر ایران کا قصد کیا بوجہ زبونی طالع کے اُسکا جہاز طوفان ہوا مین آیا لیکن پہرتے پہرتے مسقط پہنچا امام مسقط نے اُسکو پکڑ کر یہان رکہا اور یہ کہا کہ اگر پانچ لاکہہ روپیہ نقد اُسکے جلدو مین ملین اور علاوہ اسکے اور دیگر مطالب قبول ہون تو البتہ شاہزادہ کو روانہ خدمت کیا جاسکتا ہے عالمگیر نے اُسکو قبول کیا یہ مقدمہ ہنوز فیصل نہوا تہا کہ شاہ ایران کو خارج سے یہ حال معلوم ہوا کہ شاہ مہمان نواز نے ایک نامہ امام مسقط کو پُر غضب لکہا اور اپنی قہر و دبدبہ سے اُسکو ڈرایا اس نامہ کے آتے ہی امام مسقط کے ہوش پران ہو گئے اور شہزادہ محمد اکبر کو کمال عزت و شان سے اس سلیمان ثانی کی بارگاہ مین روانہ کیا واضح ہو کہ جب شہزادہ اصفہان سے تین کوس کے قریب پہنچا تو بادشاہ ایران استقبال کیلئے آیا اور اپنے ہمراہ لیجا کر عمدہ مکان مین اوتروایا اور اُسکے مصارف کیلئے عمدہ روزینہ مقرر کیا

سلاطین ہند کی پایہ تختون

اور وہ وہین کا ہو رہا۔ اور چھبیسوین سال نیکنام کی کوشش سے بلاجنگ وجدال سالیر کا قلعہ مفتوح ہوا
تیسوین سال مطابق ۱۰۹۷ھ ہجری کے شروع مین شرزہ خان نے جو سکندر عادل شاہ کے عمدہ سردارون
سے تہا قلعہ بیجاپور کی کنجیان اپنے بادشاہ کی زبان سے امن چاہ کر حاضر ہین) بینی اسکے فتح کی یہ ہے
(اسد سکندر گرفت) اور ہاشم علیخان اس قلعہ کے مسخر کرنیکی کوشش مین لکھتا ہے کہ اعظم شاہ
شہزادہ کا لشکر رسد اور غلہ کے نہ پہونچنے سے ایسا تنگ ہوگیا تہا کہ چہار پایون نے بیشمار فاقہ کشی
کی اور بکثرت تلف ہوئے اور لشکر کے لوگ بسبب کہانے پوست بہاڑ دن اور تخم املی کے بوہ ون مین
چار پایونکی ہڈیون کے مرگئے۔ شہاب الدین خان بہادر پسر نواب عابد خان بہادر اور اونکے بہائی مجاہد خان
بہادر اوسوقت اپنی جان سے ہاتہہ دہوکر نہایت جرأت کو کام فرماکر اعظم شاہ کو رسد و غلہ پہنچایا بوجہ اس کار
نمایان کے شہزادہ نے شہاب الدین خان بہادر کی بہت تعریف کی اور بغلگیر ہوا اور لباس خاص جو پہنے
ہوئے تہا دیا اور علاوہ اسکے بہت سی عنایتون سے سرفراز و ممتاز کیا پس جب عالمگیر نے یہ خبر سُنی
بے اختیار یہ زبان پر لایا کہ جیسے شہاب الدین خان بہادر کی جانبازی و سعی سے آبرو بچی ہے حق سبحانہ تعالے
اسپنے اور اونکے فرزندون کو آخر زمان تک آفات زمانہ سے اپنی حفاظت و امان مین رکہے اور اونکا مرتبہ
منصب ہزاری اور ہزار سوار سے او زیادہ کیا اور غازی الدینخان فیروز جنگ کے خطاب سے اونکو مخاطب فرمایا
اور ایک فرمان عنایت اور الطاف سے بہرا ہوا اونکے اور اونکے بہائی اور ساتہیون کیلئے روانہ کیا اور قلعہ مذکو
کی فتح کے بعد سید شیخ ہدایت واقعہ نگار کل کو واسطے داخل کرنے اس واقعہ کے فقرہ زبان فارسی مین لکھکر
عنایت کیا اور وہ یہ ہے (قلعہ بیجاپور بدستیاری فرزند ارجمند بے ریو ورنگ غازی الدینخان بہادر
فیروز جنگ مفتوح گردید) اور یہی مضمون فرمان مین امیر خان صوبہ دار کابل کے بہی مندرج کیا۔ معلوم کرنا

چاہیے کہ بعد فتح بیجاپور کے عالمگیر نے خود بنفس نفیس حیدرآباد دکن کے سخر کرنیکا قصد کیا اگرچہ اول خانجہان بہادر کو مع اور سردارونکے اس مہم پر مامور و مقرر کیا تھا چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ بہادر موصوف طی منازل کے بعد جب قریب حیدرآباد کے پہنچا ابراہیم خان سپہ سالار فوج ابوالحسن تاناشاہ حاکم دکن کا شہر سے نکلا اور ایک لڑائی ہوئی اسکے بعد محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ کو واسطے مدد خانجہان کے رخصت فرمایا شاہزادہ سے ایسی لڑائی ہوئی کہ اس جنگ مین تین شبانہ روز تک آتش جنگ مشتعل رہی انجام کار بہادرون نے لشکر عالمگیر کے حملہ کیا اور دکنیونکی فوج پس پا ہوئی شجاعون نے مثل عبداللہ خان وغیرہ کے قصد کیا تھا کہ تا بنگاہ تعاقب کرین لیکن خانجہان نے مناسب نہ جانکر اپنے قیام گاہ کی طرف مراجعت کی اس حرکت ناشایستہ سے فرمان والاشان غضب و غصہ آمیز شاہزادہ اور خانجہان کے پاس آیا ان دونون نے ملول خاطر ہوکر مقدمہ جنگ مین توقف اختیار کیا اور ابوالحسن کی فوج کے سپاہی شوخیان کرکے کبھی بندوق چہنکاتے اور بان پہینک دیتے تھے تب بھی شہزادہ نے لڑائی کا عزم نہ کیا پس اس صورت مین سید عبداللہ نے شہزادہ سے خلوت مین التماس کیا کہ اس سے زیادہ خلاف مرضی بادشاہ کے مناسب نہین اب آپ کو لڑائی کیلئے سوار ہونا چاہیے اور خانجہان اگر ہراولی قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ ہراولی مین بندہ جانفشانی کی خدمت ادا کریگا علاوہ ازین اسپر بھی ایکروز ایک بان وقت خاصہ حرم سرای کے اندر ادہر سے ایسا آیا کہ خاصہ کا خوان خواص کے سر پر سے گر پڑا پس تب تو شاہزادہ کی رگ ہمت متحرک ہوئی اور صفوف آرائی کا حکم دیا تمام دن لڑائی قایم رہی پس شام کے وقت دکن کے سردارون نے شہزادہ کو یہ پیغام دیا کہ ایسی لڑائی مین خلق خدا کشتہ ہوتی ہے طرفین کے سردار اپنی اپنی فوج سے نکلکر مقابلہ کرین جو ہر شجاعت اور فن سپاہ گری دکہلاوین جسکی قسمت یاور ہوگی اوسکو فتح نصیب ہوگی شہزادے نے اسکو قبول نہ کیا

جب خوب رات ہوگئی تو دکن کے سرداروں نے ظلمت شب مین حیدرآباد کی راہ لی صبح ہوتے ہی
شہزادہ نے شادیانے بجاکر حیدرآباد تک اونکا پیچھا کیا اس فتح کے بعد مادنا مدارالمہام نے ابوالحسن کو
بدظن کیا تو عمدہ ابراہیم خان نے اودہر سے بہادر شاہ کی خدمت مین آکر مورد عنایت کا ہوا ابوالحسن نے اس
ماجرے کے سنتے ہی شب کے وقت مع بعض قدیمی محل کے صندوق جواہرات کے لیکر گولکنڈہ جا چھپا
شہر کی رعیت اور لشکر بہی ناچار وحیران تہا کہ یا آلہی اب کیا کرنا چاہیے مزید برآن اُسی وقت بہادر شاہ
مع فوج کے اندر آپہنچا پس ان قصون سے حیدرآباد مین ایک قیامت برپا ہوئی شہر کے اوباشون نے
اپنی کارروائی شروع کی یعنی شہر کے ہر ہر محلہ مین لوٹ مار کرنے لگے شہر سے لیکر قلعہ تک ایک ہجوم
بہاگا بہاگ کی تہی تمام خلقت پریشان اور شرفاء کے ناموس بے چادر نہایت مضطر تہے ادہر اودہر لاوارث
پہرتے تہے اور شاہی کارخانجات سب کے سب ایسے غارت ہوگئے تہے کہ بیان اوسکا تحریر و تقریر سے
باہر ہے القصہ صبح تک یہی ہنگامہ برپا رہا غارتگرون کو پانچ چھ کرور سے بہی زیادہ اسباب ملا انجام کار جب
ابوالحسن نے بہادر شاہ کے پاس لوگون کو بہجواکر بہت سی منت وسماجت ظاہر کی تب بہادر شاہ نے
غارتگرون کو تاکید شدید کرکے اس فتنہ کی آگ کو ٹہنڈا کیا۔ بہادر شاہ نے ابوالحسن اور خلق اللہ کے حال پر رحم کرکے
یہ کہا کہ اگر علاوہ معمول سالانہ کے ایک کرور بیس لاکھ روپیہ دینا منظور کرو اور مادنا کو معزول کردو اور اوسکے
بہائی انکنا کو جو اہل حیدرآباد کی خرابی کا سرمایہ ہے نکال دو اور قلعہ سیڑم اور کہڑ کو ہمارے سپرد کردو تو البتہ
مین اپنے باپ کے پاس تمہاری سفارش کرونگا اور مجھکو اس امر کا گمان غالب ہے کہ وہ تمکو پناہ دیدینگے
ابوالحسن نے ان دونون برہمنون کے مقید کرنے مین تامل کیا۔ لیکن بعض سرداروں نے سب خرابیان انہین
دونون کے سبب سے جاکر ماہ جہانی بیگم صاحبہ یعنی سلطان ابوالحسن کی اہلیہ سے کہ اُسکو سب سے زیادہ تسلط

تھا رجوع کیا اور ابوالحسن کی بلا اجازت دونون کے سر کٹوا کر ابوالحسن کے حضور مین بہیجدیے۔ بہادر شاہ نے خاطر جمع ہو کر اون دونون سرون اور صلحنامہ کو ابوالحسن کی تمام امور مین اطاعت قبول کر کے عالمگیر کے پاس روانہ کئے بادشاہ نے اگرچہ ظاہر مین کچہ نہ کہا لیکن مخفی طور پر بہادر شاہ اور خان جہان بہادر پر طعن و غضب کیا اور درپردہ حد سے زیادہ خفا ہوا بلکہ خان جہان کو بلا لیا اور قبل اس امر کے مشتہر ہو تیکے کہ بادشاہ خود واسطے تسخیر کرنے حیدرآباد نہضت فرماوین سعادت خان سراول زر پیشکش کو لکہا کہ تمکو مناسب یہ ہے کہ جو کچہ میسر آوے بہت جلد وہان سے جمع کر کے سرمایہ نیکی کا فراہم کرین جب مشار الیہ نے اسباب مین ابوالحسن سے سخت تقاضا کیا تو سلطان نے بالفعل زر نقد موجود نہ ہونیکے سبب سے خوانچہ اعلی جواہرات کا اونکو شمار کر کے بلا تعین قیمت اور تحریر جیرہ کے امانتاً ایک باریک کپڑے مین لپیٹ کر اسپر اپنی مہر کر کے دیدیا اور یہ کہا کہ تم تین روز تک اسکی حفاظت رکہو انشاء اللہ تعالی اس عرصہ مین زر نقد بہیجا کر اسکو واپس کر لیا جاویگا اور اسکے دوسرے دن چند بہنگیان میوہ کی عالمگیر کیلئے بہیجین سعادت خان نے کچہ جواہرات بہی اپنی طرف سے ان بہنگیوں کے ہمراہ حضور مین روانہ کئے جب سلطان ابوالحسن نے سعادت خان سے اپنے جواہرات طلب کئے تو اوسنے صاف امر بیان کر دیا کہ مینے اپنی خانہ زادی پر نظر کر کے امانت مذکورہ حضور مین روانہ کر دی ابوالحسن نے جب شدید تقاضا کیا تو سعادت خان نے کہا کہ جواہرات کا آنا تو اب غیر ممکن ہے البتہ اوسکے عوض مین میری جان و سر موجود ہے پس اس باب مین طول تقریر کا ہوا اس بات کی بابت ایک روز تک بڑی شورش رہی انجام کار سعادت خان نے کہا کہ بلاشبہ حق بجانب تمہارے ہے لیکن یہ کام مینے حسب الحکم اپنے آقا کے کیا ہے اگر مین اس قضیہ مین مارا گیا تو عالمگیر کو تمہارے استیصال کی نہین دلیل قوی ہوجاویگی اور نہین تو مین تلبہ زیست تمہاری رستگاری مین قصور نہ کرونگا ابوالحسن نے مصلحت وقت جانکر اوسکے عذر کو

پسند کیا اور مزاحمت سے درگزر البلکہ اُسکو بلا کر تعریف کی اور خلعت و جمد ہر عنایت کیا۔ الغرض عالمگیر نے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہو کر حکم دیا کہ پیش خیمہ گلبرگہ سے اُٹھا کر حیدر آباد میں نصب کیا جاوے ابوالحسن نے یہ خبر متوحش سنکر اپنے عفو جرایم کی عرضی لکھکر پیش حضور کی لیکن جواب اُسکے خلاف صادر ہوا۔ پس ابوالحسن نے مایوس محض ہو کر مستعد لڑائی کی اور بند ہو گیا گولکنڈہ قلعہ کے دو منزل پر پہنچے وہان نواب قلیچ خان بہادر جو بعد فتح بیجاپور کے ابراہیم گڈہ کے قلعہ سخر کرنے پر مامور ہوئے تھے اُنکی عرضداشت آئی جسمین قلعہ مذکور کے فتح کرنیکا مژدہ مع کنجی طلا کے تہا اور وہ بہی اُسکے پیچہے بطور یلغار کے حاضر ہو کر عرض دہ ہوئے پس عالمگیر نے قلعہ گولکنڈہ کے ایک کوس کے فاصلہ پر آکر چہاونی ڈالی اور جب نواب موصوف نے حاضر ہو کر شرف ملازمت کا حاصل کیا تو حکم نقب کہودنے اور دمدمہ باندہنے کا ہوا حیدر آباد کے سرداروں نے بہی حاضر ہو کر ہاتہہ پاؤن ہلائے اور اسی دن ایک گولہ توپ کا نواب ممدوح کے ہاتہہ مین لگا اونہون نے دو دون کے بعد اسی جراحت کی وجہ سے ملک عدم کی راہ لی — یہ بہی واضح ہو کہ اس مہم کے اندر یہ نماز ہی اعظم شاہ کے بہادر اور نور النساء بیگم اونکی اہلیہ مع اپنے فرزندون کے ابوالحسن کی تہمت کی سازش سے گرفتار قید شدید کے ہوئے حتی کہ اصلاح بنوانا اور گرم روٹی کہانا او سرد پانی پینا اور عمدہ لباس پہننے کی ممانعت ہو گئی لیکن مدت کے بعد عفو جرایم سے خلاصی پاکر باپ کے بعد وہی تخت حکومت پر بیٹھے ہاین چنانچہ آیندہ تذکرہ مین مذکور ہوگا بعد ازان آٹہہ مہینے تک محاصرہ رہا اس عرصہ مین بہت سی تدبیرین کیگئین اور لوگون نے کئی مرتبہ قلعہ کے باہر آکر جنگ کی اور خوب زد و کوب تفنگ اور گولی کی طرفین سے رہی بارش نے بہی دو ایک مرتبہ خوب تہ و بالا کیا اور بہت سی فکرین نقب کہودنے اور مورچال باندہنے مین کین اور فیروز جنگ بہادر نے بہی دو تیرون کے زخم کہائے۔ تمام لشکر زچ ہو گیا اور بادشاہ کو بہی نہایت تکلیف ہوئی لیکن

مزاج عالی اپنے ارادے سے باز نہ آیا انجام کار آخر ذیقعدہ ۱۰۹۸ھ ہجری مین بسبب نمکحرامی ابوالحسن کے سرداروں کے قلعہ مفتوح ہوا الملتفت خان نے اس قلعہ کے سخر کرنیکی تاریخ قلعہ گولکنڈہ کی فتح کی مبارکباد دیگر گذرانی ۔ مورخین باتمکین یون بیان کرتے ہین کہ بعد لوٹ اور دست برد خلایق کے ابوالحسن کے مال مین سے چھ کرور اسی لاکھ دس ہزار روپیہ عالمگیر کے خزانہ مین داخل ہوئے اور قسم اسباب سے مثل جواہرات اور آلات مرصع اور ظروف طلا و نقرہ وغیرہ اور جو کچھ کہ سوا اسکے تہا وہ بھی ضبط ہوکر سرکار شاہی مین داخل ہوا اور جبکہ گولکنڈہ کا قلعہ فتح ہوچکا تو عالمگیر بیجاپور کو روانہ ہوئے اور تاناشاہ کو دولت آباد کے قلعہ مین جانیکی اجازت دی ۔ کسی نے قلعہ بیجاپور اور حیدرآباد کے فتح ہونیکی تاریخ یون لکھی ہے ؎

ز ذیقعدہ تا ماہ ذیقعدہ شاہ ✤ دو ملک و دو قلعہ بیک ماہ گرفت ۔ اور ۱۱۰۱ھ مین جب قلعہ شہر ستارہ کا مفتوح ہوا تو امیر عبدالجلیل بلگرامی نے نماز عصر کے وقت کہ اوس وقت عالمگیر کی خدمت مین حاضر تہے ستارہ کے فتح ہونیکی خبر آئی پس امیر مذکور نے مابعد یہ چند ابیات مفصلۂ ذیل تاریخ کے موزون کرکے خدمت سلطانی مین گذرانین ۔ اتفاق سے سلطان اوسوقت عقد انامل (انگلیونکی پورون) پر وظیفہ پڑہ رہے تہے اور انگشت ابہام منعقد تہے اور باقی انگلیان کشادہ ؎ چو شہ ابہام زیر خنصر آورد ✤ بورد اسم اعظم در شمارہ قلاع کفر شد مفتوح فی الحال ✤ ز تیغ او عدو شد پارہ پارہ ✤ ز انگشتان شہ زیر آمد ابہام ✤ برابر چار الف شد آشکارا بعینہ دو شکل سال ہجری ✤ پی تاریخ تسخیر ستارہ ✤ اور اسی سال جنیدن اور مہندن اور تورنہ او کہیلہ اور اکثر قلعے جو سیوا کے متعلق تہے مفتوح ہوئے ۔ بعد اسکے ہنوز ملک دکن کی تسخیر کرکے فارغ ہوکر عنان آزادہ کی شاہجہان آباد کی طرف میسر نہ آئی تہی کہ بلدۂ احمدنگر مین پیغام موت کا آیا اور ۱۱۱۸ھ مین جمعہ کے روز اٹہائیسوین کو پہر دن چڑہے جہان پناہ عالمگیر بادشاہ غازی زندگی سے دامن جہاڑ کر عالم بقا کو روانہ ہوئے

کسی نے کیا خوب کہا ہے دَخَلَ الْجَنَّۃَ اور نیز آیۂ کریمہ آشیان جنت کی تاریخ ہی فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ اور بعد آپ کی وفات کے خلد مکانی لقب مقرر ہوا (۹۱) سال (۲۸) دن کی عمر ہوئی جسمین سے ایام سلطنت (۵۰) سال (۱۳) دن ہین۔ پس ابتدای جلوس اکبری سے ابتک (۱۵۴) سال (۷) مہینے (۲۵) روز کا زمانہ ہوتا ہے ✣

سلطان محمد بہادر شاہ کا بیان

جب ابوالمنصور قطب الدین شاہ عالم سلطان معظم محمد بہادر شاہ عالمگیر کے فرزند اکبر اپنے باپ کی شدت بیماری کی کابل سے خبر سنکر جو انکا مقام لودوباش تہا اکبر آباد کو روانہ ہوئے اثنای راہ مین رحلت کی خبر پہنچی وہان پر مراسم تعزیت کے ادا کر کے یکشنبہ کے دن سلخ محرم ۱۱۱۹ھ کو دوپہر کے طالع اسد مین جلوس فرمایا اور اپنے منجلے بہائی اعظم شاہ کو لکہا جو ملک دکن مین اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ تہا) کہ اگر تم حسب ارادہ والد مرحوم کے سلطنت دکن پر کہ وسیع ہے اکتفا کر کے سلطنت ہندیہ و توت رکہو تو بلاشبہ بمقتضای اَلصُّلْحُ خَیْرٌ کے بہت مناسب ہے محمد اعظم شاہ کہ باپ کے ہمراہ رکاب سعادت فوج دکن مین تہا اونکی رحلت کے بعد شنبہ کے دن دسوین ذیحجہ کو عین عید الضحی کے روز شہر احمد نگر مین سلطنت موروثی کے تخت پر جلوس کر کے امراء وارکین کے ساتہہ استمالت کی او خزائن اور اسباب موجودہ پر متصرف ہو بیٹہا تہا۔

لہذا اپنے بڑے بہائی کو کسی بات مین برابر نہ جانکر اُسکے نامہ کے جواب مین یہ کلمہ مشہورہ۔ کہ دو بادشاہ در اقلیمی نہ گنجند لکہکر روانہ کیا اور بہادر شاہ جبتک طی منازل کرتا ہوا اکبر آباد تک پہنچا محمد اعظم شاہ نے بہی چند ہی دنونمین لشکر قدیم وجدید آراستہ و مرتب کر کے دکن سے کوچ کیا اور بطریق ایلغار کے گیارہوین ربیع الاول ۱۱۱۹ھ کو قلعہ گوالیار مین پہنچا اور وہان بنگاہ چہوڑ کر آگے روانہ ہوا غرض اٹہارہوین ربیع الاول کو میدان جاجوین

دونون لشکر ملے اور ایسی لڑائی واقع ہوئی کہ اتبک عظمت کے ساتھہ تمام ہندوستان مین زبان زد ہے جب ارادۂ ربانی اس امر کا مقتضی تہا کہ بہادر شاہ کی سلطنت اور اعظم شاہ کی عمر و دولت کا زوال ہو تو اوسکا سبب ظاہری یہ ہوا کہ ہوای تند اعظم شاہ کی فوج کے مقابل سے اس شدت کی چلی کہ اوسکی تیزی اور گرد و غبار کی کثرت سے اعظم شاہ کی فوج کے بہادرون پر عرصۂ کارزار تیرہ و تار ہوا اُن بہادرون اور دلیرون نے اسپر بہی بہادر شاہ کی فوج کے لوگون کا حال تباہ کیا تہا کہ اتنے مین شہزادہ بیدار بخت اعظم شاہ کا جو ہراول مین تہا مارا گیا اور اُسکے بعد ہی اُسکا بہائی شہزادہ والاجاہ بہی داعی لبیک اجل کا ہوا اعظم شاہ نے جب یہ خبر سُنی آہ سرد کہینچی اور کہا کہ اب فتح اور زندگی دونون بیکار ہین یہ ارشاد کرتے ہی سواری خاص کی عماری کو کہ بینک و تر اُسکو کہتے تہے قویدل اور مطمئن خاطر ہو کر اپنے ہاتہون سے تیر مارتا ہوا آگے بڑہا اور شہزادہ عالی تبار پر چہوٹے فرزند کو کہ وہ اپنے باپ کے ساتھہ اوسی عماری مین سوار تہا باپ نے فرط شفقت سے سپر کے نیچے لٹا دیا بہادر شاہ کے لشکر کے آدمیون نے جب دیکہا کہ اُسکے دونون بیٹے مارے گئے اور اس رنج عظیم کے سبب سے محمد اعظم شاہ مبہوت ہو گیا۔ نہایت دلاوری کر کے حملہ آوری کی آخر روز کہ ایکساعت باقی تہی اوسکے تمام رفیق مارے گئے اور خود اعظم شاہ بہی گولی کا زخم کاری کہا کر بیہوش ہو گیا اوسی اثنا مین ایک شخص نے جسکا نام رستم خان تہا ہاتہی پر چڑہ کر اعظم شاہ کا سر کاٹ لیا اور عالی تبار کو زندہ گرفتار کر کے مع سر کے بہادر شاہ کے سامنے پیش کیا۔ مورخین بیان کرتے ہین کہ بہادر شاہ بہائی کا سر دیکہکر رویا اور نہایت تاسف کیا اور اپنے بہتیجے عالی تبار پر رحم کر کے کمال شفقت و مہربانی کی حتی کہ تادم زیست اوسکو اپنے فرزندون کے مانند عزت و احترام سے مطلق العنان رکہا۔

فتح کے دوسرے دن سوای اُن نوکرون کے جو اعظم شاہ کی ذات سے متعلق تہے باتفاق جملۃ الملک

سلاطین تیموریہ : بہادر شاہ :

اسدخان کے بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور نذرین تہنیت کی گذرانین اسدخان اور اُسکا فرزند اکبر ذوالفقار خان دونون اپنے ہاتھون کو دستمال سے باندہکر آداب نیازمندی بجالائے بہادر شاہ نے نظر مہربانی کرکے اُنکو اپنے پاس بُلایا اور خود اپنی جگہہ سے ہٹکر اپنے ہاتھون سے اسدخان کے ہاتہہ کہولے اور دولت معانقہ سے سرفراز فرمایا اور اپنے فرزند کلان شہزادہ معین الدین سے کہا کہ وہ ذوالفقار خان بہادر کے ہاتہہ کہولے +

پہر چند ہی دن نگذرے تہے کہ شاہ عالمگیر کا چہوٹا بیٹا محمد کام بخش متحرک مواد فساد کا ہوا بہادر شاہ چونکہ سلیم الطبع کم آزار شخص تہا یہ خبر سنکر ہرچند مواعظ اور نصایح سے کام لیا لیکن کچہہ فائدہ نہوا انجام کار بہادر شاہ نے لڑکون اور دولتخواہون کے کہنے سے اس فساد کے دور کرنیکی غرض سے دکن کا قصد کیا اور ہنگل کے دن تیسری ذیقعدہ سنہ ۱۱۲۰ ہجری مین شہر حیدرآباد کے باہر ہی کے چشمہ پر لڑائی شروع ہوئی محمد کام بخش کہ جرأت ملوکانہ رکہتا تہا اپنی ذات سے خوب لڑا آخر کو کاری زخمون کے سبب سے جب بیہوش ہوگیا اور اُسکے رفیق جو مخلص تہے سب کام آئے اور جو تلوار کے لقمہ ہونیسے بچگئے تہے انہون نے راہ فرار کی اختیار کی پس بہادر شاہ کے آدمی ہجوم کرکے کام بخش کے ہاتہی کو گہیر لائے اُس وقت ایک رمق جان اُسمین باقی تہی بہادر شاہ نے اُسکو دیکہکر فرمایا کہ مین نہین چاہتا تہا کہ تجہکو اس حالت پر دیکہون کام بخش نے بہی جواب مین یہی کلمہ کہا اور اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی بہادر شاہ نے اس کے فرزندون کو بہی مثل اعظم شاہ کے فرزند عالی تبار کے بے قید و حراست معزز و ارجمند رکہا پس بہادر شاہ مستقل بادشاہ ممالک ہند و دکن کا ہوا اور گیارہ روز کم پانچ سال بلاشرکت غیرے سلطنت کی بعد اسکے ایک سال مرض سے اُنیسوین محرم کو دفعتاً ملک بقا کو روانہ ہوا اُسکی عمر بہتر سال کی ہوئی اور بعد وفات

کے اوسکا لقب خلد منزل ہوا۔

محمد معز الدین کا بیان

معز الدین محمد جہاندار شاہ سلطان بہادر شاہ کے انتقال کے بعد اپنی جگہہ پر متفکر و متردد اس امر کا تہا کہ دیکہیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہو کہ فوراً اوسکے منجھلے بہائی عظیم الشان نے کہ وہ باپ کی حیات سے ہی کارخانجات شاہی پر تسلط و اقتدار رکہتا تہا تمام اسباب پر قابض ہو کر تخت سلطنت پر جلوس کر بیٹہا اور شادیانے بجانے کا حکم دیا پس جو مخلصین حاضر تہے انہون نے حسب ضابطہ نذرین گذرانین لیکن ذوالفقار خان چونکہ عظیم الشان سے ناراض تہا اوسکی طرف رجوع نہ کرکے بہادر شاہ کی تجہیز و تکفین کے بعد معز الدین کے پاس آکر مع اپنی فوج اور اسباب اور خزانہ وغیرہ کے جسقدر تہا شریک ہوا اور یہ صلاح دی کہ رفیع القدر اور خجستہ اختر جہان شاہ کو کہ یہ بہی بہادر شاہ کے فرزند ہین بالفعل جہانتک ممکن ہو استمالت و ترقی کرکے موافق اپنا کرنا نہایت مناسب ہے استقلال کے بعد جیسا مناسب ہوگا عمل مین آویگا معز الدین نے اس امر کو نعمت غیر مترقب جانکر کمر ہمت کی باندہی اور اون دونون بہائیون کو بوساطت سپہ سالار موصوف کے دولت و سلطنت کو برابر تقسیم پیمانی کرکے اپنا متفق کیا پس بہت تہوڑے زمانہ مین نہایت شایستہ لشکر بہم پہنچا کر سپہ سالار مذکور اور دونون بہائیونکے ساتہہ ہیئت مجموعی کرکے ماہ صفر سنہ ١١٢٤ ہجری مین عظیم الشان کے سر پر آپڑا اور جنگ سلطانی ظاہر ہوئی چونکہ عظیم الشان کی تقدیر معاون و مددگار نہ تہی۔ علاوہ ازین مزاج مین دیر طلبی تہی ہر وقت رفیقان صلح اندیش کے جواب مین اندک باشید کہتا تہا جسکا یہ انجام ہوا کہ لڑائی بگڑ گئی اور اچہے اچہے لوگ مقتول ہوئے اور بہت سے بہاگ گئے تہوڑے سے آدمیون نے اپنی جرأت ذاتی اور شجاعت فطری کی وجہ سے آگے بڑہتا ہوا چلا جاتا تہا اور یہ قصد تہا کہ کسی طرح سے معز الدین تک پہنچون اتفاق وقت سے

سے ایک گولہ ہی توپکا اسکے ہاتھی کی سونڈہ مین لگا جسپر یہ سوار تہارہ ہاتھی میدان جنگ سے بہاگ کر مثل بجلی و باد کے آب راوی کی طرف دوڑا حتی کہ بلند ساحل سے وہ پانی کے اندر ایسے گرداب مین جا پڑا کہ پہر اُسکو باہر نکلنا نصیب نہوا جو لوگ پیچہے تہے انہون نے دیکہا تو بلبلے اور کیچڑ اوپر کو اوبلتے ہین پس انہون نے اِس بات کو جان لیا کہ عظیم الشان مع ہاتھی کے غرق سیلاب فنا کا ہوا اِسکے بعد جہان شاہ مذکور کہ اوسکو کچہہ استعداد بہی تہی اور دلاور بہی تہا طلبگار اس امر کا ہوا کہ حسب وعدہ ملک و دولت کی تقسیم کرکے ایفا کرو اسپر تکرار درپیش ہوئی انجام کار باہم اونکے رنجش زیادہ ہوکر جدائی ہوگئی اور محاربہ پر آمادہ ہوگئے۔ بعض امرا نے جہان شاہ کی رفاقت کرکے صفین جنگ و جدال کی آراستہ کین تین دن متواتر دن کو لڑائی اور شب کو حراست رہی چوتہے روز لڑائی کے بعد معز الدین کے سپاہی فوجی گہوڑ کے پشتون سے زین اوتار کر گہوڑونکی گہانس و دانہ کی فکر مین مشغول تہے کہ جہان شاہ نے اپنی فوج لیکر مردانہ حملہ کیا اس صدمہ کے سبب سے معز الدین کے ساتہیونکے قدم ثبات لغزش مین آئے اکثر پراگندہ و پریشان ہوئے اور معز الدین بہی زنانی عماری مین بیٹہکر ذوالفقار خان کے گہر پہنچا اور جہان شاہ کے لشکر مین نقارے فتح و کامیابی کے بجنے لگے ذوالفقار خان نے یہ حال دیکہکر برق اندازون کو بلا کر ایک ایک مٹہی اشرفیان دین اور یہ کہا کہ آج تمسے مجہکو یہ توقع ہے کہ تم بحیلۂ نذر تہنیت کے جہاندار شاہ کے ہاتہی تک پہنچکر ایک شلک بلا تامل کرو اسکے بعد جو مقدر مین ہے ہوکر رہیگا۔ انہون نے حسب الحکم ذوالفقار خان کے کہ اوسوقت جہاندار شاہ کی فوج غارتگری کی طرف متوجہ ہو رہی تہی۔ تین چار سو آدمی جہاندار شاہ تک پہنچ گئے اور اپنی منشاء دلی سے خوب کامیاب ہوئے خدا کی قدرت کہ فتح معز الدین کو نصیب ہوئی اوسوقت معز الدین فتح کی خبر سنکر اپنے دو تنخانہ

سلاطین سبکتگین

سلطان محمود غزنوی کے تشریف فرما ہو کر تردوات شایان اور فتوحات نمایان ظہور مین لاکر

مین آیا اور اجلاس شاہی کیا اور لعل کنور سے کہ اسکی معشوقہ تہی صحبت عیش و عشرت کی گرم رکہی اور تمام لشکر نے بہی جا بجا آرام پایا تہے مین رفیع القدر نے اپنے خواجہ سرا کو مبارکباد کیلئے بہجوایا مگر بادشاہ استراحت مین تہا خواجہ سرای مذکور سے شاہی خواجہ سراؤن نے استہزا آمیز کلمہ و کلام کیا اُسنے جو یہ رنگ دربار کا دیکہا متنبہ ہوکر واپس آیا اور جو کہ شاہی خواجہ سراؤن سے سُنا تہا رفیع القدر سے سب عرض کیا رفیع القدر نے کہا کہ ہان نقارہ جنگ کا بجاوین اور خود مسلح ہوکر سوار ہوا ذوالفقار خان نے اس بات سے واقف ہوتے ہی بادشاہ کو عین حالت خمار مین آشفتہ سر اور دستار سے ہاتہی پر سوار کرواکر میدان مین لایا اور آپ مقابل رفیع القدر کے کہڑا ہوا رفیع القدر اس اپنی تہوڑی فوج سے نہایت دلاوری کے ساتہہ اس جم غفیر پر آگرا اور کمال جوانمردی کی داد دی حتی کہ جب اُسکے رفیق مقتول و مجروح ہوگئے اُسوقت خود تنہا سپر و شمشیر لیکر دلیرانہ ہاتہی پر سے کود کر خوب لڑا اور انجام کار شربت ناگوار مرگ کا کمال گوارائی کے ساتہہ نوش جان کیا اور معز الدین اپنی یاوری تقدیر سے فتح و فیروزی کے ساتہہ لاہور سے روانہ ہوکر پنجشنبہ کے روز اٹہارہوین دوپہر سے پہلے دار الخلافت شاہجہان آباد کے قلعہ مین رونق افروز ہوا۔ اور عظیم الشان کا فرزند اکبر گرفتار ہوکر حضور مین پہنچا اور وہین قتل کیا گیا اور دیگر شہزادے اعظم شاہ اور محمد کام بخش کی اولاد مثل عالی تبار اور محی السنتہ اور محمد فیروزمند کہ فارغ البال او ربدجمعی تمام بیٹہے تہے سب کے سب مقید ہوکر جیلخانہ مین پڑے ۔ پس محمد معز الدین جہاندار شاہ ہند اور دکن کا مستقل بادشاہ ہوا اور آصف الدولہ اسد خان بدستور وکیل مطلق رہے اور ذوالفقار خان وزیر اعظم ہوا اسکے علاوہ اور دیگر امرا مراتب عالیہ سے ممتاز و سرفراز ہوگئے ۔ واضح ہو کہ معز الدین چند روز کی حکمرانی کے بعد حسب الحکم فرخ سیر عظیم الشان کے فرزند کے کہ جسکا ذکر ابہی شروع ہوتا ہے مع ذوالفقار خان اپنے وزیر کے ستر ہوین ذی الحجہ کو گرفتار ہوکر وفات پائی

سکونت فرمانے کے خبر وفات سلطان
قطب الدین ایبک کی کہ ایک پہونچی
تب شمس الدین اس نواح کے آپ سے
عداوت دینی رکھتے تھے اور رفعت سے
نکلے تھے اوس ہنگام مین

محمد فرخ سیر کا بیان

محمد فرخ سیر عظیم الشان بادشاہ کا بیٹا ہے جب اسنے سنا کہ میرے باپ کی کشتی عمر کی ڈوبگئی کہ جو عالمگیر بادشاہ کے زمانہ سے اکبر نگر معروف راج محل کا رہنے والا تھا حسین علیخان سوبہ عظیم آباد کے ناظم پاس گیا اور حسین علیخان کمال درجہ کے بہادر اور جوانمرد اور نہایت رتبہ کے شریف ہین اور برحق سید صحیح النسب تھے اور اوسے اپنے مطلب کی مدد چاہی سید موصوف نے پہلے پہل تو معز الدین کے دبدبہ کا اندیشہ کرکے انکار کیا لیکن جبکہ فرخ سیر کی خوشامد بہت زیادہ دیکہی تو آخیر کو اپنے بڑے بہائی عبد اللہ خان کو کہ وہ الہ آباد کے صوبہ کا ناظم تھا اپنے ارادہ سے خبردار کیا اوسنے اس بات کو بہتر نہ جانکر بطور نصیحت کے منع کیا لیکن جبکہ حسین علیخان کا دل اس بات پر آچکا تھا اور بادشاہت فرخ سیر کے حصہ مین تہی تو بہت سے خط اور پیغامون سے جنمین مشورہ مقصود تھا اپنا ساتھی و متفق بنایا پس اپنے بہائی کو پوشیدہ اپنا شریک حال کرکے تاریخ مناسب مین فرخ سیر کو بادشاہت کے تخت پر بٹھایا اور مہاجنون سے تسلط کا وعدہ کرکے جسقدر کہ زر ہاتھ آیا بہم پہنچاکر سامان جنگ کا جیسا کہ ہوسکا فراہم کیا اور نیک ساعت مین مع بادشاہ دست نشان کے الہ آباد کی طرف روانہ ہوا اور وہان عبد اللہ خان نے صوبۂ بنگال کا خزانہ جو دار الخلافت شاہجہان آباد جارہا تھا قبل اسکے کہ حسین علیخان الہ آباد پہنچے سب ضبط کیا اوسمین سے کچہ تو اپنے خرچ مین لایا اور باقی بادشاہ اور اپنے چہوٹے بہائی کیلئے رہنے دیا اور الہ آباد کے قلعہ کی توپین جسقدر اپنے لئے ضروری سمجہین کارخانہ مین شریک کین معز الدین کو جب اس معاملہ کی خبر ہوئی تو اوسنے عبد اللہ خان کی جگہہ پر راجی محمد خان کو الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کیا پس عبد الغفار خان کروڑی راجی محمد خان کی طرف سے نائب ہوکر مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے قبل اسکے کہ فرخ سیر اور حسین علیخان الہ آباد پہنچین خود پہنچگیا اور آنے سے پہلے قلعہ

بیان اولیائے سلاطین ہند کے بیان مین

حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی ہندولی عطاء رسول قدس سرہ کا بیان تولد آنجناب کا ارض سجستان اصل سیستان ہے اردم کو وہان کے سنگ سجز کہتے ہیں نسب اوسکا سجزی ہے اور نشو و نما آپکا دیار خراسان مین ہوا ہے جب والد بزرگوار آپکے مسمی خواجہ غیاث الدین چشتی رحلت فرما ہوئے آپ پندرہ برس کے تھے حسن اتفاق ایک دن آپ مشغول سیر باغ تھے اور پن چکی ملاحظہ کر رہے تھے ناگاہ ایک مجذوب ابراہیم قندزی نام وارد ہوئے خواجہ نے اونہیں ایک درخت کے نیچے لا بٹھایا اور خوشہ انگور کا روبرو لا رکھا ابراہیم قندزی نے کنجارہ کو جسکو یہاں کھلی کہتے ہیں بغل سے نکالا اور دانتون سے چبا کر اپنے ہاتھ سے منہ مین خواجہ کے ڈالدیا بمجرد اسکے کھانے کے نور دل مین خواجہ کے چمکا اسباب و املاک سب اپنا وقف فقرا کرکے مسافرت اختیار کی بلاد مین بیچ ملازمت خواجہ

کی حراست مناسب سمجھکر آپ باہر نکلگیا۔ لیکن اپنے بہائی سراج الدین علیخان اور نجم الدین علیخان اور سیف الدین علیخان کو مع ابو الحسن خان بخشی کے قریب تیس ہزار سوار اور اسی قدر پیدل ساتھہ کرکے مقابلہ کیلئے روانہ کیا لڑائی کے وقت مدد آلہی سے ایک ہوای تند ایسی چلی کہ مخالفونکی آنکھین خیرہ ہوگئین اور کوئی حریف وردیف سے نہین پہچانتا تہا اس ہنگامہ مین عبد الغفار خان کا مقتول ہونا مشہور ہوا اور عبد اللہ خان کے بہائیون مین سے سراج الدین علیخان بہی مارا گیا۔ عبد اللہ خان نے اس امر سے اطلاع پاکر فتح کے شادیانے بجوائے اور اسکے بعد جنگ مین مشغول ہوا اس عرصہ مین جبکہ فرخ سیر کے یہ خبر معلوم ہوئی کہ وہ عظیم آباد سے آتا ہے لہذا معز الدین نے اپنے بیٹے اعز الدین کو مع پچاس ہزار سوار کے واسطے ادب دینے عبد اللہ خان اور شہر الہ آباد کے مسخر کرنے کے روانہ کیا۔ اور چین قلیچ خان کو استمالت کرکے شہزادے کے پیچھے بہجوایا۔ اعز الدین اکبر آباد سے نکلکر کہجوے ہی تک پہنچا تہا کہ اسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ فرخ سیر اور حسین علیخان عبد اللہ خان سے جا ملے وہ ناتجربہ کار اپنی بزدلی کی وجہ سے وہین مقیم ہوگیا اور واسطے کہودنے خندق اور مورچال باندہنے اور لشکر آراستہ کرنیکا حکم دیا اور عبد اللہ خان نے فرخ سیر کے پہنچنے تک یہ کارروائی کی کہ خود دیوار موضع کے اور مورچال لیکر آخیر دن سے تین پہر رات تک برابر گولہ اندازی کرتا رہا اس سبب سے شہزادہ اور اسکا مدار المہام ہراسان ہوسکے جو کچہہ جواہرات واشرفیان ہاتہہ لگین اونکو لیکر شب کی تاریکی مین ہی اپنے لشکر سے نکلگئے صبح ہوتے ہی تمام لوگ یہ خبر سنکر دریای حیرت اور ملال کے اندر غرق ہوگئے اور دولت کے امرا اور معتبرین نے اپنے آپ کو مبتلا بلای آوارگی کا کیا۔ فرخ سیر کی فوج یہ بشارت تازہ سنکر دوڑی اور باقی ماندون کا تمام مال واسباب خاطر خواہ لوٹا کہسوٹا جو شخص ایک روز کی قوت پر بہی قادر نہ تہا وہ ذخیرہ اندوز ہوا۔ اور

چین قلیچ خان بہادر کہ پیچھے سے بغرض کمک کے روانہ ہوا تہا اکبرآباد مین آکر شہزادہ کو اس نصیحت سے باز رکہا پس بہادر موصوف وہین ٹہیر کر معزالدین کے فرمان کا منتظر رہا اور معزالدین یہ خبر سنکر مایوس ہوا اور آپ خوزدوا لفقار خان کو ساتہہ لیکر بارہوین ذیقعدہ ۱۱۲۴ ہجری مین بارادہ مدافعت فرخ سیر کے شاہجہان آباد سے روانہ ہوا اور ستر اسّی ہزار سوار و پیادہ بیشمار لیکر اکبرآباد کی طرف متوجہ ہوا پس جب قصبہ سموگڈہ پر پہنچا تو وہان فرخ سیر اور سادات کے نشان و خیمے نمودار ہوئے پس دوسرے روز بیانہ کے متصل دریای جمنا کے کنارے پر چودہوین ذیحجہ کو دونون لشکرون سے مقابلہ ہوا حسین علیخان عین جانبازی کی حالت مین اپنے رفقا پر میدان جنگ تنگ دیکھکر موافق قاعدہ بہادران ہند کے ہاتھی پر سے کود کر تردد استمانہ ظہور مین لایا اور تلوار اور گولے کے ایسے زخم اُٹھائے کہ معرکہ مین بیہوش و بیخبر ہوگیا اور عبد اللہ خان بوجہ اژدہام اور کثرت فوج مخالف کے سخت متردد تہا کہ کیا کرنا چاہیے اور دل سے کہتا تہا کہ نہ معلوم اسکا انجام کیا ہوگا کہ دفعتہً اوسکے رفیقان جان نثار کی ایک جماعت قلیل نے واسطے تقویت کے قریب ہوکر عبد اللہ خان کو ایک بلند مکان پر چڑہایا - اسمین معزالدین نے لشکر غنیم کو مغلوب جانکر شادیانے بجانیکا حکم دیا - پس عبد اللہ خان نے فرصت پاکر ہیئت مجموعی سے ہاتہیون پر دوڑکر تیر برسانے شروع کئے اس واقعہ سے ایک طرفہ آشوب ظاہر ہوا معزالدین نے ارادہ کیا کہ اپنے آپ کو مدافعت کے لئے اس طرف پہنچاؤن لیکن اُسکے ہاتہی نے سرکشی کی اور فیلبان کے قبضہ سے باہر ہوگیا عبد اللہ خان کے رفیقون نے قدم جرأت کا قایم کرکے شمشیر زنی مین سعی بلیغ کی کوکلتاش خان نے یہ حال دیکھکر چاہا کہ کسی طور سے بہ معزالدین کے پاس پہنچ جاؤن - خان زمان اور چہبیلہ رام کہ آسمان کی شعبدہ بازی کے منتظر تہے قابو پاکر دوڑے اور کوکلتاش خان کا کام تمام کیا اور جب وہ دونون وہان سے واپس آئے

تورمنا علیخان توپخانہ کے داروغہ کوبہی مارڈالا تواسوقت مین فوج کوبجز گریز کے کچہہ اوربن نہ پڑا۔ اور خود معزالدین آخر روز زنانی عماری مین جولعل کنور کی تہی بٹہکر اکبرآباد کی راہ لی۔ ذوالفقار خان باوجود اس امر کے کہ چہارطرف سے دشمنون کا ہجوم تہا مگر پہربہی پہر رات تک میدان مین قایم رہا۔ فرخ سیر نے نذرین فتح کی لین اور پوچہا کہ ذوالفقار خان کے مقیم ہونیکا کیا سبب ہے اسکے بعد فرخ سیر نے اوس سے پیغام کہلا بہیجا کہ جو شخص سلطنت کا مدعی تہا اُسنے توگریز کیا اگر تجہکو بہی اس بات کا دعوی ہے تو یہ بات جدی ہے اور تجہکو نسل عالمگیر کی اطاعت منظور ہے تو معزالدین نہواہم ہوئے۔ ذوالفقار خان یہ بات سُنکر معزالدین اور اعزالدین کی طرف سے مایوس ہوکر نہایت استقلال کے ساتہہ اُٹھا اور دوسرے دن دارالخلافت کو روانہ ہوا۔ اور معزالدین کا یہ حال ہوا کہ اکبرآباد مین ایک رات ٹہیر کر داڑہی منڈواکے ہیئت بدلی اور اپنی معشوقہ لعل کنور کو ہمراہ لے شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ فتح کے بعد جب حسین علیخان کو مجروحون کی لاشون مین سے اُٹہا لائے تو عبداللہ خان نے بہائی کو زندہ اور فرخ سیر کو کامیاب دیکہکر سجدے شکر کے خدا کی درگاہ مین ادا کئے۔ پس فرخ سیر نے لڑائی کے دوسرے دن اپنی کامیابی حاصل کرکے صبح ہوتے ہی دربار عام کا حکم دیا اول چین قلی خان بہادر اور عبدالصمد خان اور محمد امین خان اور علاوہ انکے دیگر سردار توران کے عبداللہ خان کی وساطت سے حاضر ہوئے اور آداب تہنیت سلطنت کی بجالائے پس اپنے گناہونکی معافی حاصل کرکے سرفراز ہوئے اور سید عبداللہ خان کو قطب الملکی کے خطاب کے ساتہہ مخاطب کرکے ہفت ہزاری کا منصب دیا اور سات ہزار سوار دیکر ممتاز کیا اور مرتبہ وزارت کا عطا فرمایا اور حسین علیخان بہادر کو بہی امام الملک کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری اور سات ہزار سوار اور مرتبہ عالی امیر الامرائی بخشی الملک کا ملا۔

محمد امین خان بخشی دوم مقرر ہوئے اور انکا منصب ہزاری اور ہزار سوار اور اعتماد الدولہ خطاب پایا۔ اور چین قلیچ خان بہادر کہ وہ پنجہزاری تہے ہفت ہزاری ہوئے اور نظام الملک اونکا خطاب ہوا اور دکن مین داؤد خان کی جگہہ کہ جو ذوالفقار خان کا نائب تہا صوبہ داری ملی۔ اور جب آصف الدولہ اسد خان اور ذوالفقار خان بہادر بارہ کے پل پر پہنچکر میر جملہ کے استمداد سے کہ اسکا نام عبداللہ اور خطاب خانخانان تہا اور وہ فرخ سیر کے مزاج مین پوری مداخلت رکہتا تہا فرخ سیر کی ملازمت اختیار کی اول ذوالفقار خان کو قتل کا حکم ہوا اور اسی دن کہ سولہوین محرم کی تہی معز الدین کو بہی کہ جو شاہجہان آباد کے قلعہ مین پوشیدہ تہا مارڈالکر اوسکا سر نیزہ پر چڑہایا اور اوسکی لاش کو فرخ سیر کے علم کے موافق ہاتہی پر ڈالا اور ذوالفقار خان کی لاش کو اوسی ہاتہی کی دم سے باندہے ہوئے اور ہاتہی کے پیچہے پالکی مین اسد خان بٹہیکر تمام شہر کی گلیون مین پہرایا جب ان دونون لاشونکی تشہیر خوب ہوگئی تو ان دونون کو شہر پناہ کے دروازہ مین لٹکادیا۔ اور اسد خان کو پالکی کے سوا مع زنانہ صرف جسم کے کپڑون سے خانجہان بہادر کی حویلی مین بند کیا اور تمام مال و اسباب اونکا سرکار مین ضبط ہوا اور راجہ سبہا چند کہ جو ذوالفقار خان کا دیوان تہا اسکی جیب کاٹی گئی مشہور ہے کہ ذوالفقار خان امیر الامرا معز الدین کی شکست کے بعد فرخ سیر کی ملاقات کا خواہشمند نہ تہا بلکہ اتفاق وقت سے معز الدین یا دوسرے شہزادے سے ارادہ جنگ کا رکہتا تہا لیکن اپنے باپ کے کہنے سے مجبور ملازمت اختیار کی۔ کہتے ہین کہ وہ میر جملہ کی بدنہادی اور فرخ سیر کی ناقدردانی سے مارا گیا جبکہ باعث اسکی ملازمت کا اسد خان تہا اور اوسکا اصلی نام ابراہیم خان ہے ذوالفقار خان کے مقتول ہونیکی تاریخ کہ نام اسکا اسمعیل خان تہا یہ موزون کی ہے ~ ہاتف تمام غریبان با دو چشم خون فشان ~ گفت ابراہیم اسمعیل را قربان نمود ~ اور اسد خان نے چورانوے برس کی عمر مین فرخ سیر کے جلوس کے چہٹے سال وفات

پائی۔ واضح ہو کہ فرخ سیر کے عہد حکومت مین ایسی ناحق و بیجا سیاست تہی کہ لوگ جسوقت اُسکے دربار مین آنیکا ارادہ کرتے تہے تو اپنے اہل و عیال سے رخصت ہو لیتے تہے اور جب اپنے مکانون کو بخیر و عافیت پہنچ لیتے تہے تو اوسکے شکریہ مین فقراء اور مساکین پر نذرین اور صدقے تصدق کیا کرتے تہے حسین علیخان اوسکے جلوس کے پہلے ہی سال راجہ اجیت سنگہ راٹھور کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوا اور وہ ایسا بدکردار تہا کہ اوسنے عالمگیر کے آخری عہد حکومت سے جودہ پور مین نہایت بدافعالیان کین بلکہ مسجدونکی تخریب اور بتخانونکی تعمیر کی تہی پس راجہ مذکور نے امیرالامرا کی ہیبت کا اندیشہ کرکے اپنی لڑکی فرخ سیر کے نکاح مین دینی قبول کی لہذا اس سبب سے پناہ پائی اور ماہ ذیحجہ ۱۱۲۷ھ ہجری مین شادی ہوئی مورخین بیان کرتے ہین کہ دکن کے ہندو ابتداء عہد رایون اور سلاطین اور سلاطین اسلام سے کسی زمانہ مین اس تکلف سے کوئی عروس وداماد نہ ہوا تہا۔ جب بادشاہ نے پنجشنبہ کے دن ۲۲ ذیحجہ کو امیرالامرا کے گہر جاکر کہ وہی عروس کا مکان مقرر ہوا تہا عقد کیا ہے اور عروس کو نقارہ و باجونکے غلغلہ مین دولتسرائی کو لے آیا۔ جلوس کے پانچوین سال بندا نامی سکہونین سے کہ جو اپنے آپ کو اوس قوم کا رئیس قرار دیکر مسلمانونکی ایذارسانی مین نہایت بیباک تہا حسب الحکم بادشاہ کے عبد الصمد خان دلیر جنگ صوبہ دار کشمیر نے قصبہ گورداس پور مین ہے اسکو مع اُسکے ساتہیون کے گرفتار کرکے حضور مین روانہ کیا بندا بعد حاضر ہونیکے مع اپنی لڑکے کے مقید ہوا اور اُسکے مددگارون کے متعلق یہ ارشاد ہوا کہ اس گروہ مین سے سو آدمی روزانہ کوتوالی کے چبوترہ پر مارے جایا کرین جبکہ یہ سب لوگ حسب الحکم شاہی اپنی سزای اعمال کو پہنچکر مارے گئے تو اُسکے بعد بندا کے بیٹے کو اُسیکے ہاتہہ سے اُسکے زانو پر ذبح کرایا اُسکے بعد لوہے کے انبورونکو گرم کرواکے اُسکے گوشت کے بہی ٹکڑے کٹواکر داخل جہنم کیا۔ واضح ہو کہ میر جملہ شروع جلوس سے بہت

مصاحب تہا دوبارہ عام دربار مین اسکی عزت افزائی کیلئے ارشاد ہوا تہا کہ میر جملہ کی زبان ودستخط میرے ہی دستخط وزبان ہین اسکی غمازی کے سبب بادشاہ کا دل سادات کی طرف سے بدظن تہا اور ہمیشہ اونکے استیصال کیلئے مختلف تمہیدین درپیش ہوتی تہین حسد وکینہ ان باتون سے بادشاہ کا زیادہ ہوتا تہا چنانچہ داؤد خان پنی کا بہی جو احمد آباد کا صوبہ تہا حسین علیخان کے ہاتہہ سے مارا جانا اسی قبیلہ سے ہے۔ یعنی جبکہ کل دکن کی صوبہ داری امیر الامراء کیلئے مقرر ہوئی تو بادشاہ کا حکم ہوا کہ نظام الملک بہادر ملک دکن لینے برہانپور سے حضور مین آوین اور داؤد خان شہر مذکور کو جاکر امیر الامراء کا انتظار کرین اونکے آنیکے بعد جیسا وہ دیکہین تعمیل کرین۔ اور خفیہ یہ حکم محکم ہوا کہ سامان جنگ کا تیار کرو تاکہ حسین علیخان آتے ہی سعی بلیغ کرکے اسکا کام اس طرح پر انجام دین۔ کہ یہ عقدہ منکشف نہ ہووے تو اسکے صلہ مین تمام دکن کے صوبونکی نظامت تمکو عنایت ہوگی۔ سادات کا اقبال ہنوز زوال پذیر نہ ہوا تہا اگرچہ خان مذکور نے جنگ کرنے مین قصور نہ کیا اور میدان کارزار مین کمال مردانگی سے پیش آیا لیکن معاملہ اسکے بالعکس ہوا اور فتح حسین علیخان کو ہوئی اور افغان داؤد خان مارا گیا جب داؤد خان کے مارے جانیکی خبر دربار مین آئی تو بادشاہ کے چہرہ سے آثار رنج وملال کے نمایان ہوئے اور عبداللہ خان کی طرف دیکہکر فرمایا کہ ایسا نامی کردار اور صاحب جرأت واقتدار مارا گیا یہ سنکر عبداللہ خان نے جواب مین عرض کیا کہ اگر بندہ کا بہائی اس پٹہان کے ہاتہہ سے مارا جاتا تو شاید حضور کی مرضی کے موافق ہوتا پس رفتہ رفتہ وزیر وبادشاہ کے باہم مناقشہ کا طول ہوگیا یہانتک کہ ایک مرتبہ فرخ سیر کی مان قطب الملک کے گہر آکر باعث صفائی کا ہوئی بلکہ خود بادشاہ نے بہی تصفیہ کیلئے قدم رنجہ فرمایا لیکن سلسلۂ موقوفی اور بحالی اور تغیر وتبدل امور سلطنت مین بدست عبداللہ خان باقی رہا جو امر بادشاہ کرتے تھے

وزیر کو نامنظور ہوتا تھا اور جو بات کہ وزیر چاہتا تھا بادشاہ کے ناپسند خاطر ہوتی تھی دونون مین سے
ہر ایک اپنا اکثر اعتبار رہا مگر دوسرے کی ضد کرتا تھا اور یہ بھی مشہور ہے کہ ایک خوف دو طرف ہوتا ہے
حفاظت کیلئے کبھی کبھی نگہداشت بھی ہوتی تھی اکثر اوقات دربار کی آمدرفت موقوف رہتی تھی اور رعایا
شہر کے بدمعاش متوحش افواہ خلقت مین مشہور کرتے تھے ایک مدت تک معاملہ کی صورت اسی حالت
پر رہی اور جب حسین علیخان دکن کے سفر سے واپس آیا تو عبد اللہ خان نے اپنا بندوبست اندرون باگر
قلعہ کے کرکے ایک روز آبیٹھا اور اپنی خدمتوں کے قبول ہونیکا اظہار کیا اور داؤد خان کو جو حکم حسین علیخان
کے دخل نہ دینے مین ہوا تھا وہ اپنے سامنے لا کہا فرخ سیر نے چاہا کہ وعدہ کرکے بالفعل اس
امر کو ٹالدے لیکن یہ نہوسکا بلکہ نہایت سخت و سست کلمات در پیش آئے اسوقت بادشاہ کے
مصاحبون مین سے اعتقاد خان حاضر تھا بد نفسی کی باتون سے آمادہ کیا کہ صلاح کرے لیکن قطب الملک نے
اوسکو نالائق گالیان دیکر اپنے سامنے سے اٹھوا دیا اور بادشاہ بھی محل مین تشریف لیگئے وہ روز
تو یون گذرا پھر جب رات ہوئی قطب الملک قلعہ کے اندر رہا اور بادشاہ کے ہوا خواہ تمام شب
بیٹھے رہے مورخین بیان کرتے ہین کہ اوس رات تمام شہر مین ایک زلزلہ عجیب اور غلغلہ غریب تھا
کہ کوئی نہین جانتا تھا کہ نہ معلوم کیا ہوگا خیر جب آفتاب برآمد ہوا اور روز روشن ہوا قطب الملک
اور مہاراج جیت سنگہ نے ارادہ کیا کہ کسی طرح فرخ سیر محل سے برآمد ہوتا انفصال جواب و سوال اُسکو
قابو مین کرکے کسی جگہ اوسکو بند کرین تاکہ یہ فتنہ فرو ہو جب اسکی تدبیر وقوع مین نہ آئی۔ اور اس عرصہ مین
باہر قطب الملک کے مقتول ہونیکی جھوٹی خبر عوام کی زبان پر جاری ہوئی پس بازاری لوگون کا شور و
شغب ظاہر ہوا شہدون نے لوٹ کیلئے دکانون پر دست درازی کی امرا مآل کار حالات سے بیخبر

فرخ سیر کی کمک کیلئے اپنے گہرون سے نکلے ہرچند کہ نظام الملک بہادر اور صمصام الدولہ کہ وہ حسب مقتضای دور اندیشی کے خانہ نشین تہے لیکن ایک شخص صمصام الدولہ کے دوستون مین سے کہ وہ کمل پوش مشہور تہے اپنے مکان کو خالی دیکہکر اثنای راہ مین مرہٹے حائل ہوئے جو ملک دکن سے حسین علیخان کے ہمراہ آئے تہے اور بنا بر ما رہا کی بڑہی مرہٹے چونکہ شہر کی لڑائی سے بالکل ناواقف تہے قریب ڈیڑہ ہزار سوار کے مع سردار سنتا کے مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے جو تلوار کے بقیہ سے باقی رہگئے وہ بہاگ کر اپنے لشکر مین جو شہر کے باہر مقیم تہا جا ملے مورخین بیان کرتے ہین کہ بہت سا زر نقد زین اور اونکی خرجیان سے لٹیرون کے ہاتہہ آیا پس جبکہ خبر قطب الدین کے مارے جانیکی غلط نکلی اور اونکی حیات متحقق ہوئی پس امیر الامرا کے حسب الحکم چاندنی چوک مین دلاور امیر معزز کے رفیقون غلام ساداتخان نے فرخ سیر کے خسر اور غازی الدینخان کو سنہ الملقب عالیجنگ سے مقابل ہوکر مقاتلہ شروع کیا اول ہی حملہ مین ضرب بان سے غازی الدینخان کا ہاتہی سرگردان ہوا اور اوسکے ہمراہی بہاگ گئے اور ساداتخان نے مع اپنے بیٹے کے زخمی ہوکر گریز اختیار کیا اوسوقت بازار گیر و دار کا گرم تہا کہ حسین علیخان نے عبداللہ خان سے کہا کہ اتر ہاہم کثرت سے ہوگیا ہے قریب ہے کہ فتنہ عظیم برپا ہو توقف بالکل مناسب نہین اس معاملہ کا جلد تصفیہ کرنا چاہیے فرخ سیر نے برآمد ہونے مین تاخیر کی پس نجم الدینخان مجبور ہوکر اپنے فدائیون کو مثل افغان وجیلون کے ہمراہ لیکر حرم سرا مین آیا اور دروازہ پر پہنچکر لونڈیون کو (جشنین اور ترکیان اور کرجیہ) غرض جو اوسوقت دروازہ پر موجود تہین اونکو ہٹاکر جستجو کرنا شروع کیا بعد ازان فرخ سیر کو کمال بیحرمتی کے ساتہہ عورتونکے گروہ مین سے باہر لاکر تر پولیہ پر کہ جو قلعہ کے اندر ایک جا ہی تنگ و تاریک تہی قید کیا اور فوراً رفیع الدرجات ابن رفیع القدر کو تخت سلطنت پر بٹہاکر آواز شادیانونکی اور صدا امن وامان کی منتظرین معرکہ رسیدہ کے کان مین پہنچائی پس بیداری فتنہ کو

قدرے سکون ہوا۔ اس سانحہ کی تاریخ ارباب دانش نے یون بیان کی ہے فَاعْتَبِرُوْا اُولِی الْاَبْصَارِ معلوم کرو کہ یہ آیۂ کریمہ بعینہ ہے اسلئے کہ اُسمین حرف ندا مذکور ہے اور یہان محذوف ہے تمام اصحاب سیر نے آیۂ کریمہ کو مادۂ تاریخ کا شمار کیا ہے چونکہ عدد برابر نہین لہٰذا خطا ہے اور فرخ سیر کے سبب موت مین اختلاف ہے بعض کا یہ قول ہے کہ اسی حبسخانہ مین چند روز کے بعد اپنا سر دیوار سے ٹکرا کر راہی عالم آخرت کا ہوا اور بعض یون روایت کرتے ہین کہ اوسکو تین مرتبہ زہر دیا گیا دو مرتبہ تو اوسکا کچھ اثر نہ ہوا جب تیسری مرتبہ اوسکا اثر ہوا تکلیف کے سبب سے نزاع کی حالت مین تقبیح کلمے اون دونون بہائیون کے حق مین بلکہ خدای تعالےٰ کی جناب مین کلمات نامناسب زبان پر لایا امیر الامرا اور قطب الملک نے یہ خبر سنکر حکم دیا کہ تسمہ کھینچکر بہت جلد اوس سے فارغ ہو بیان منقول ہے کہ تسمہ کھینچتے وقت بھی اس مظلوم کے ہاتھ پاؤن ضرب چوب سے خوب نرم ہوئے غرض کہ اوس سادہ لوح نے اس جہان فانی سے نہایت ناکامیابی اور حسرت کے ساتھ رحلت کی اسکی مدت سلطنت ۶ سال اور تین ماہ سے کچھ زیادہ ہے +

رفیع الدرجات کا بیان

ابو البرکات شمس الدین محمد رفیع الدرجات رفیع القدر کا چھوٹا بیٹا اور بہادر شاہ کا پوتا ہے کہ وہ چند مدت سے گوشۂ محبوس کلغزلت نشین تھا پندرہ ۱۵ برس کی عمر مین جبکہ اوسکی تقدیر نے یاوری کی فرخ سیر کے گرفتار ہونیکے بعد کہ شہر مین ہنوز ایک ہنگامہ شور وغل کا برپا تھا بہت جلد سادات نے اسکو قید سے نکال کر حمام اور تبدیل لباس کرایا اور علاوہ اسکے اور بہی زینت وغیرہ کی اسکے بعد ایک ہار موتیون کا گلے مین ڈالکر چہارشنبہ کے روز نوین ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ہجری مین سوا پہر دن چڑھے تخت شاہی پر بٹھایا اور ساتھ ہی شادیانون کی آواز شاہی نقارخانہ سے بلند ہوئی اور بجای فتنہ وپریشانی کے تسلی واطمینان ہوگیا اسکے بعد یہ تجویز ہوئی کہ

قطب الملک اپنے ساتھیون سمیت قلعہ مین ٹھیرے اور معتمد قطب الملک کے جابجا قلعہ کے اندر اور دروازون پر دیوان خاص اور عام مقرر ہوئین - اور امرا اور اراکین سلطنت کے سادات کی حسب مرضی تبدیلیان ہوئین اور اعتقاد خان کہ جو فرخ سیر کا ہم جلیس تھا نہایت ذلت و خواری کے ساتھہ قید کیا گیا اور اوسکا تمام مال و اسباب ضبط ہوا - جب سیدون کو خوب دلجمعی ہوگئی اور انکو سلطنت پر پورا پورا تسلط ہوگیا تو بادشاہی خزانون مین سے نقدی اور جواہرات اور اسباب اور ہاتھی گھوڑے جو کچھہ مزاج مین اون دونون بھائیون کے آیا تقسیم کر لیے بلکہ قطب الملک نے کہ اوسکے مزاج مین عورتون کی طرف میلان تھا اوسنے بادشاہی حرم سرا کی کنیزکون کو اپنے قبضہ مین لے لیا اسلئے کہ وہ لونڈیان حسن و جمال مین بینظیر تھین - چونکہ تخت نشینی کے وقت شہزادہ موصوف کو سل کا عارضہ تھا اسلئے زیادہ زندگی نہ پائی بلکہ تین مہینہ کئی دن کی مدت مین ہفتہ کے روز ۲۱ رجب کو وفات پائی اوسکی مدت سلطنت کا اندازہ نہین معلوم +

رفیع الدولہ کا بیان

رفیع الدولہ ابن رفیع القدر برادر رفیع الدرجات کو اوسکی وفات کے بعد عبد اللہ خان اور حسین علیخان نے اسکو بادشاہ بنایا اسلئے کہ یہ دونون سلطنت کے مدار المہام تھے - اسکے بعد امورات مالی اور ملکی مین مصروف ہوئے انہین ایام مین کہ رفیع الدولہ نے تخت شاہی پر جلوس کیا نیکو سیر محمد اکبر بن عالمگیر کے چھوٹے بیٹے نے جو اکبر آباد مین مقید تھا یہ خبر سنکر اپنی خام خیالی سے اپنی جگہہ تخت سلطنت پر جلوس کرکے رفیع الدولہ پر خروج کیا امیر الامرا اور قطب الملک رفیع الدولہ کو اپنے ہمراہ لیکر وہان آئے اور ساتوین رمضان سنہ رواں مین اسے گرفتار کرکے از سر نو قید کیا پس اس قلیل عرصہ مین رفیع الدولہ کو دستون کا مرض لاحق ہوا - ہر چند سادات نے اوسکی دوا دارو مین بلیغ کوشش کی لیکن اجل مقررہ پہنچ چکی تھی کچھہ فائدہ نہ ہوا انجام کار

بیماری نے وہ ترقی پکڑی کہ آثار ردیہ ظاہر ہوئے پس اوسوقت قطب الدین اور امیر الامرا اوسکی زندگی سے مایوس ہوکر شوال کے آخرین اپنے بہائی نجم الدینخان کو روشن اختر بہادر شاہ کے بیٹے کے بلانیکو روانہ کیا اوسوقت اُسکا اٹھارہ سال کاسن تہا اور وہ معز الدین کے زمانہ سے مع اپنی والدہ کے سلیم گڈہ کے قلعہ مین اوقات بسری کر رہا تہا۔ واضح ہوکہ قبل اس امر کے کہ روشن اختر دار الخلافہ اکبر آباد مین پہنچے بلکہ شاہجہان آباد سے نکلے رفیع الدولہ اجل موعود کا بغلگیر ہوگیا تہا پس شہزادہ مذکور کے آنے تک آٹھہ دس روز رفیع الدولہ کی موت کو پوشیدہ رکہا جب شہزادہ مدعو دار السلطنت مین پہنچا۔ تو اُسی وقت متوفی مذکور کے جنازہ کو ز کالکر خواجہ قطب الدین کے جوار مین بہائی کے برابر دفن کیا۔ معلوم کرنا چاہیے محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر کے انتقال سے روشن اختر محمد شاہ خجستہ اختر کے بیٹے بہادر شاہ کے پوتے تک ایام سلطنت جملہ حکام مذکور الصدر کے تیرہ روز کم تیرہ سال ہین *

روشن اختر محمد شاہ کا بیان

روشن اختر خلف خجستہ اختر ولد بہادر شاہ ابن عالمگیر پندرہوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ ہجری مین ہفتہ کے دن چار گہڑی دن چڑہے زمانہ مسعود اور طالع محمود مین بادشاہی ہند کا تخت نشین ہوا اور اپنا لقب ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ رکہا اسکے بعد یہ بات مقرر ہوئی کہ زمانہ ابتداء سال سلطنت کا عزل سے فرخ سیر کے لکہا جائے لیکن اون آٹھہ سات مہینہ کا اعتبار نہ کیا جائے جنمین رفیع الدرجات اور رفیع الدولہ نے سلطنت کی ہے اور نیکوسیر نے خروج کیا ہے اور پندرہ ہزار روپئے ماہواری نواب قدسیہ بیگم [illegible] والدہ [illegible] کیلئے مقرر کئے جبکہ اس بادشاہ کی تخت نشینی عبد اللہ خان اور حسین علیخان کے اختیار سے ہوئی تہی چنانچہ ذکرات ماسبق سے ظاہر ہے۔ پس عمدہ دار اور فیلبان

اور خاص سواری کے لوگ اور باورچی اور رکابدار و فراش وغیرہ غرض عبداللہ خان تمام نوکر چاکر بادشاہ کے ہر کام پر مستعد ہوئے اور بادشاہ کی اتالیقی اور تمام خدمتین حضوری اور دیوان عام وخاص کا اختیار سید دلاور ہمت خان کے سپرد کیا معلوم کرنا چاہیے کہ سلطان محمد شاہ اپنی ہوشیاری کے سبب سے کوئی کام بلا رضامندی اپنے اتالیق کے عمل مین نہ لایا اور ہمیشہ اُسکے ساتھ سلوک و مدارات سے پیش آتا رہا اور سادات کے معتمد لوگ ہمیشہ بادشاہ کے اردگرد بیٹھے رہتے تھے کبھی کبھی اس امر کا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ مہینہ دو مہینہ کے لئے سلطان کچھ کوس دو کوس سیر اور شکار و باغ کے تماشہ کو لیجایا کرتے تھے اوسکے بعد واپس لاکر دولتخانہ مین پہنچا دیتے تھے۔ اور بادشاہ معاملات کے حل وعقد اور امورات مالی وملکی سے کچھ علاقہ نہ رکھتے تھے اور نیز بادشاہ کو سرکشون کی تنبیہ اور عاملین وحکام کی بحالی وموقوفی سے مطلق العنانی تھی اور قطب الملک امیر الامرا مختار تھے جو چاہتے کرتے پس کچھ کم دو برس کے عرصہ مین جب سادات کے اقبال کا ستارہ اوج سے پستی کی طرف مائل ہوا نظام الملک بہادر اور امیر الامرا او قطب الملک کے باہم سر دست ناموافقت پیدا ہوئی جسکا یہ انجام ہوا کہ نظام الملک بہادر اپنی نیک نیتی سے کامیاب اور منصور ہوا اور امیر الامرا اور قطب الملک مغلوب ومجبور ہوئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نظام الملک بہادر نے رفیع الدرجات کے عہد مین جنگ کے مفتوح ہونیکے وقت ملک مالوہ کی صوبہ داری عنایت کی تھی باوجودیکہ نظام الملک بہادر کو اوسوقت باعتبار اوضاع اور اطوار زمانہ کے یہ بات منظور نہ تھی لیکن انکار بھی نامناسب تھا۔ اسلئے حسب الارشاد بادشاہ کے اس نواح کو کہ فتنہ وفساد کے خس وخاشاک سے پُر تھا پاک وصاف کرکے اقامت گزین ہوا اور اس سے پہلے فرخ سیر کے زمانہ حکومت مین جبکہ حسین علیخان نے ملک دکن سے مراجعت کی تھی تو مرحمت خان نان دور کا قلعہ دار واسطے ملاقات کے نہین آیا تھا لہذا یہ ملال اُنکے دلمین باقی تھا اس وقت چاہا کہ اوسکا بدلا لون پس قلعدار مذکور کو

کو بدلکر خواجم قلی خان تورانی کو اوسکے کام پر مقرر کر کے روانہ کیا مرحمت خان نے انقلاب سلطنت اور گردش زمانہ کی دیکھکر قلعہ کے تجویز کرنے مین کچھہ دیر کی تو خواجم قلی خان نے واسطے اطلاع کے عرضی مین چند کلمات اوسکی شکایت کے لکھکر روانہ کی امیر الامرا نے اس عرضی کے دیکھتے ہی مرحمت خان کے وکیل کو چشم نمائی کی اور نظام الملک بہادر کو یہ کہلا بہیجا کہ سرکار کی جانب سے ناندیر کا قلعہ خواجم قلی خان کو عنایت ہوا ہے لیکن مرحمت خان کو اوسکے خالی کرنے مین کچھہ تامل ہے پس اگر آپ اس امر کا ارادہ کرین اور یہ مقدمہ تصفیہ ہو جاویگا تو نہایت مناسب ہے نظام الملک بہادر نے مرحمت خانکو فہمایش کی اور اوسکے قبضہ سے قلعہ نکلواکر خواجم قلیخانکے سپرد کیا لیکن امیر الامرا کی ناخوشی کے سبب سے مرحمت خان کا ارادہ حضور مین حاضر ہونے کا نہ تہا اور نظام الملک بہادر خان موصوف کی نجابت خاندانی اور اوسکی دلاوری اور ہوشیاری سے کمال واقفیت رکہتا تہا لہذا نظام الملک بہادر نے اوسکو بلاکر نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے پاس رکہا اوسکے بعد ایک فرمان نظام الملک بہادر کے نام سے قلعہ رامگنڈ متعلقہ صوبہ مالوہ کے مقدمہ مین جو چہہ سال سے فساد پیشہ زمینداروں کے قبضہ مین تہا صادر ہوا لہذا نظام الملک بہادر نے مرحمت خان کو تمام فوج کا سردار بناکر روانہ کیا مرحمت خان نے وہان جاکر نہایت سعی بلیغ کے ساتہہ اوس قلعہ کو مسخر کیا باوجود اس حسن خدمت کے اوسکا قصور معاف نہ ہوا لہذا نظام الملک بہادر نے اپنی عنایات بزرگانہ سے صوبہ مالوہ کا بندوبست مرحمت خان کو مرحمت کیا مشار الیہ نے نہایت حسن انتظامی سے عمل درآمد کیا اور چندیری کے کئی موضعون پرگنہ جو مفسدین کا مسکن و ماوا تہا عملہ کیا پس یہ حقیقت بذریعہ اخبار کے جب عبد اللہ خان کو پہونچی تو اوسکو یہ امر ناگوار معلوم ہوا اسلئے ان ایام مین نظام الملک بہادر اور مرحمت خان کے پاس حاجت سے زیادہ فوج جمع ہو گئی تہی اور کثرت سپاہ کا یہ سبب مشہور ہے کہ اعتماد الدولہ بہادر کا کچھہ اشارہ تہا جسکی وجہ سے بادشاہ کبہی کبہی ترکی زبان مین گفتگو کیا کرتا تہا

سلاطین ہند کے بیان مین

اس عرصہ مین حسین علیخان نے نظام الملک بہادر کو بدین مضمون ایک خط تحریر کیا کہ ہمارا منشا یہ ہے کہ دکن کے
صوبجات کے بندوبست کے واسطے اگر صوبہ مالوہ مین رہین اور چار صوبجات مین سے اکبرآباد الہ آباد
ملتان برہان پور جو تمہارے پسند ہو تمکو مقرر کیا جائے۔ نظام الملک بہادر کو سید اسود کی وجہ سے مکدر
خاطر رہتا تہا اُسکے جواب مین جو دل مین اُسکے آیا تحریر کیا حتی کہ اُسنے نامہ کے جواب مین ایک شعر یہ بہی
لکہا ؎ من ہم وفا نیم بوفا میخورم قسم ۔ من چون شما نیم بشما میخورم قسم ۔ امیر الامرا قطب الملک اُس
جواب کو پڑہکر نظام الملک بہادر کے وکیل کو خلوت مین بلایا اور سخت سست کہا نظام الملک کو جب
اس امر کی اطلاع ہوئی اور بادشاہ کے پوشیدہ تحریک بہی محمد امین خان کی وساطت سے اوس تک پہنچی تو سادات
اور رتن چند اور چبیلہ سنگہ کے مشورہ سے جو ریاست کے کارکن تہے دل تنگ ہوکر موافق صلاح رفیقان
جانباز اور ہمدمان صاحب رائے توکلت علی اللہ کہکر علم جنگ بلند کیا اور صرف دو کلمے موافق اپنے
ارادہ کے لکہکر امیر الامرا کے پاس روانہ کئے اور خود مع مرحمت خان اور عبد الرحیم خان اور عاشقان
اور دیگر ہواخواہان قدیم و جدید کے بارہ ہزار سوار سے جمادی الثانی ۱۱۳۲ ہجری مین آبادی سرونج
سے کوچ کرکے وسعت آباد دکن کی جانب توجہ کی جمادی الثانی کے اخیر مین امیر الامرا تک یہ خبر پہنچی
اور تمام لشکر شاہی مین اُسکا شیوع ہوگیا امیر الامرا نے دلاور علیخان بخشی کو اور راجہ بہیم اور راجہ گجسنگہ
کوکہ جو اوس طرف کے ساعد راستے واسطے تعاقب کے لکہا۔ چونکہ نظام الملک بہادر کا اقبال یاور تہا دریا
نربدا سے اوترتے ہی قلعہ اسیر اور قلعہ برہان پور بلا دقت قبضہ ہوگیا اور انور خان صوبہ دار برہان پور
اور عوض خان صوبہ دار برار اور بہت سردار مرہٹہ اور انکے علاوہ بہت زمیندار اور پٹھان اونکے شریک
حال ہوگئے دلاور خان کا لشکر جو منزل بمنزل اونکے تعاقب مین چلا آرہا تہا جب برہان پور کے

چودہ کوس پرسے آگیا تو نظام الملک نے یہ خبر سنتے ہی اپنے سردارون کو اونکی مدافعت کے لئے روانہ کیا اور خود نظام الملک بہادر اُنکی امداد کیلئے ایک موقع پر کھڑا ہو گیا ۔ دلاور علیخان چونکہ ایک دلیر شخص تہا دوست محمد خان اور بہیم سنگہ اور کجک سنگہ کو اپنی معیت مین لیکر گیارہ ہزار سوار سے میدان جنگ مین آیا اور غیاث الدینخان سردار اور نظام الملک بہادر کی فوج سے مقابلہ ہوا چونکہ سادات کا اقبال اُٹھہ چکا تہا اسلئے دلاور علیخان اور دونون راجہ تیر قضا کا نشانہ ہوئے ۔ اور اتفاق وقت سے نظام الملک بہادر کے سردارونمین سے کسی شخص کو بہی آفت جانی نہ پہونچی پس نظام الملک بہادر کے لشکر مین شادیانونکی آواز بلند ہوئی اور اس خبر کے سُننے سے بادشاہ اور محمد امین خان اور دیگر امرا باطن مین بہت خوش اور سادات کے دل پر نہایت ملال گزرا بعد ازان رمضان کی بائیسوین تاریخ جمعہ کے روز عالم علیخان امیر الامرا کا بہتیجا پچیس ہزار سوار سے مقابلہ کیلئے کتل فرداپور پر آکر خیمہ زن ہوا اور نظام الملک بہادر نے اسباب اور اپنے ناموس کو قلعہ اسیر مین روانہ کر کے برہانپور کیطرف سے جنگ شروع کی اور دریای پورنا سے برسات کی وجہ سے طغیانی پر تہا عالم علیخان کے خبر دینے سے پایاب جگہہ دیکہکر عبور کیا عالم علیخان نے یہ خبر سُنی تو جنگ کے لئے آمادگی کی ۔ القصہ پانچوین شوال کو عالم علیخان مع اپنے رفقا یعنی منہور خان و غالب خان اور امین خان اور عمر خان اور داؤد خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان بخشی اور فدوی خان لودہی اور ملتہی خان اور محمدی بیگ اور رفاہیت طلب خان اور خواجہ رحمت اللہ مع سرداران دکہنی اور مرہٹہ کے بارادۂ جنگ سوار ہوا اور غیاث الدینخان کو خواصی مین اپنے ساتہہ بٹہایا اور نظام الملک بہادر نے بہی موافق رہنمائی بخت کے عوض خان بہادر کو اپنے بڑے بیٹے غازی الدینخان بہادر کو ساتہہ کر ہراول کیا اور عبد الرحیم خان اور رعایت خان اور سعد الدینخان اور داراب خان اور کامیاب خان اور

غیاث خان اور قادر داد خان اور اختصاص خان اور دلیر خان اور روح اللہ خان اور انور خان اور راجے خان اور دیگر بہادرون کو میمنہ او میسرہ پر مقرر کرکے خود عوض خان کے قلب لشکر مین قایم ہوا اور پٹھانون اور مرہٹون کو چند زمینداروں کے ساتھہ سامنے متعین کیا عالم علی خان چونکہ نوجوان اور ایک ناتجربہ کار شخص تھا باوجودیکہ وہ دلاور علیخان کی لڑائی کے حال سے واقف تھا تاہم اپنی ہوشیاری اور خبرداری نکرسکا اور بالآخر شکست فاش ہوئی۔ مورخین بیان کرتے ہین کہ خان موصوف کا جسم باوجودیکہ زخمون مین چورچور ہوگیا تھا لیکن قدم بقدم آگے بڑہتا چلا جاتا تھا آخر اسی حالت مین اختصاص خان کی ضرب شمشیر نے اوسکے ہاتھہ کو حرکت سے معذور کردیا او نظام الملک بہادر کے دلاوران جنگی نے یورش کی اور عالم علیخان کمال دلاوری اور شجاعت کے ساتھہ سرخروی حاصل کرکے جانب عدم کو روانہ ہوگیا اور اوسکے قتل کے بعد جو اوس کا سامان غارت گرون کے دست برد سے محفوظ رہا نظام الملک بہادر کی سرکار مین داخل ہوا۔ اس خبر وحشت اثر کے معلوم ہونے سے قطب الملک اور امیر الامرا کو جو کچھہ ملال ہوا حد بیان سے خارج ہے خصوصًا امیر الامرا کو اپنے ناموسون کی طرف سے جو دکن مین تھے نہایت اندیشہ ہوا۔ اسی عرصہ مین ایک خبر یہ پہنچی کہ مبارز خان حیدرآباد کا صوبہ دار اور اوسکا ہمزلف دلاور خان آٹھہ ہزار سوار سے نظام الملک بہادر کے ساتھہ جا ملا ہے۔ واضح ہو کہ ان ایام مین بادشاہ اور امیر الامرا حسین علیخان اور قطب الملک عبد اللہ خان اکبرآباد ہی مین مقیم تھے جب عالم علیخان کے قتل کی خبر اونکو پہنچی تو حسین علیخان اور جہان پناہ باہم مشورہ کرکے پچاس ہزار سوار قدیم و جدید اور بہت توپین جہان آشوب اور کئی سو تفنگچیان لیکر نظام الملک بہادر کی مدافعت کے لئے ذیقعدہ کے مہینے مین ۱۱۳۲ہ ہجری کے اندر منزل بمنزل ملک دکن کی طرف روانہ ہوئے اور قطب الملک نے بادشاہ کی نیابت قبول کرکے شاہجہان آباد کا ارادہ کیا چونکہ حسین علیخان

کی اجل موعود کا وقت قریب آچکا تھا اثنا راہ مین چہارشنبہ کے روز بتاریخ ششم ذی الحجہ ۱۱۳۲ ہجری موافق سنہ دو جلوس محمد شاہ نے فتح پور سے تین کوس پر جا کر پڑاو کیا امیر موصوف نے بادشاہ کو خیمہ مین پہونچایا اور خود اپنی چہاونی کی جانب روانہ ہوا جو بطریق ہراولی کے کم و بیش ایک کوس پر تھا جب تکلان بادشاہ کے دروازہ کے قریب پالکی پہونچی تو میر حیدر خان کاشغری قوم کا چغتہ میر شمشیر خان کا شجاع اور دلیر تھا بادشاہ و محمد امین خان امیر کے قتل پر آمادہ ہو رہا تھا دو بار اوسکا قتل دور سے نمایان ہوا اور ایک کاغذ جس مین محمد امین خان کی شکایت لکھی ہوئی تھی بلند کیا ہر چند چوبدارون نے اوسکو امیر الامرا کے پاس جانے سے روکا لیکن امیر الامرا کے دل مین بحکم قضا و قدر یہ امر پیدا ہوا کہ اسکی مدد کرنی چاہیے اور اوسکے سامنے آنے کا حکم دیا میر حیدر بجبر داس پیاکے دوڑا اور پالکی کے قریب آکر عرضی پیش کی اور زبانی احوال عرض کرتا ہوا پالکی کے ساتھ ساتھ ہولیا جس وقت امیر الامرا عرضی کے ملاحظہ کرنے مین مشغول ہوئے میر حیدر نے کمال استقلال کے ساتھ اپنی کمر سے پیش قبض نکالا اور وقت فرصت کو غنیمت جانکر امیر الامرا کے جگر پر ایک ایسا ہاتھ مارا کہ دوسری طرف سے نکل گیا اور ایک ہی ہاتھ مین امیر کا کام تمام ہوگیا۔ عبد الجلیل بلگرامی نے امیر کی تعزیت مین ایک مرثیہ لکھا ہے اوسکا آخر مصرعہ جس مین اوسکی تاریخ وفات نکلتی ہے یہ ہے ع قتل حسین کرد یزید پلید ہند۔ نور اللہ خان پسر اسد خان جو امیر الامرا کے چچازاد بھائی نے جو اوسوقت پیادہ پا پالکی کے ساتھ تھا اوسکے ڈیڑلو کا ایک ہاتھ مار کر جانب عدم کو روانہ کیا۔ اور ایک مغل نے جو میر حیدر کے ہمراہ تھا نور اللہ خان کو قتل کر ڈالا میر مشرف نے بر قاتل کو سالم چھوڑا پہر ہجوم کر کے امیر الامرا اور نور اللہ خان کے سر کو کاٹ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیا اوسوقت لشکر مین وہ تلاطم اور جوش ہوا کہ معاذ اللہ۔ مورخین لکھتے ہین کہ حسین علیخان کا سقہ اور خاکروب حق رفاقت

اداکرنے کے لئے ننگی تلوارین لیکر صفین چیرتے ہوئے بادشاہ کے تسبیح خانہ تک پہونچ گئے تہی وہان پہونچکر مغلیون کے ہاتہہ سے قتل ہوئے۔ محکم سنگہ جو امیرالامرا کا دیوان تہا اوسکے رفقا بہی سراچے کاٹتے ہوئے اندر پہونچ گئے تہے وہ بہی پاسبانون کے ہاتہہ سے زخمی ہوکر واپس آئے بعض برق اندازبہی اپنا کام کرکے پراگندہ ہوگئے اور غیرتخان حسنعلیخان کا ہمشیرزادہ خیمہ مین بیٹہا ہوا کہانا کہارہاتہا جب اوسنے اپنے مامون کے قتل کی خبرسُنی فورًا رومال سے ہاتہہ صاف کرکے ہاتہی پر سوار ہوا اور بہ فوج اور توپون وغیرہ کے بلا تامل بادشاہ کے مقابلہ کے لئے دوڑا تاہم اس عجلت مین اوسکے ہمراہیون مین سے دو تین ہزار سوار ہرنی وباد کی طرح لشکر شاہی پر آ پڑے بادشاہی امرا بہی اپنے امداد کے لئے آگئے اور نہایت زور شور کے ساتہہ لڑائی ہوئی حتی کہ خود بادشاہ اپنے ہاتہہ سے تیر لگا رہے تہے۔ اور آخر غیرتخان کے دو زخم تیر کے لگے اوسکے بعد ایک حبشی نے جو حیدرخان کے خواصون مین سے تہا اوسکے ایک ایسی گولی ماری کہ اوسکا کام تمام ہوگیا اس ہنگامہ مین غارتگرون نے امیرالامرا کے خیمہ مین آگ لگادی اور اوسکا خزانہ عامرہ جو ایک کرور سے زیادہ بیان کیا جاتا ہے لوٹلیا اس مین سے جو رہ گیا تہا اوس غدر کے موقوف ہوجانے کے بعد بادشاہ کے یہان ضبط کیا گیا محمدامین خان کو اصل اور اضافہ دونون ملکر آٹہہ ہزاری منصب اور آٹہہ ہزار سوار دواسپہ بادشاہ نے عطا فرمائے اور ایک کرور پانچ لاکہہ نقد انعام مین ملا اور وزارت کی خدمت اسکو سپرد کیگئی اور صمصام الدولہ نے میر بخشی گری کی خدمت اور آٹہہ ہزاری منصب اور امیرالامرائی کا خطاب حاصل کیا علی ہذالقیاس ہرایک شخص موافق اپنے حسن خدمت اور سعی کے مورد عنایات شاہی کا ہوا۔ سید عبداللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس فاصلہ پر تہا جب اوسکو یہ خبر پہونچی اس خبر نے گو کہ جہان کو اوسکی نظر مین سیاہ وتاریک کردیا

مگر بخو صب کے جب کچھ چارہ نہ دیکھا تو با دل پر غم و دیدۂ پرنم توقف نامناسب جانکر آگے کو روانہ ہوا اور اپنے شیرون سے بہت گفت و شنود کے بعد گیارہوین ذی الحجہ سنہ الہجری مین سلطان محمد ابراہیم خلف رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو ابو الفتح ظہیر الدین کا لقب دیکر تخت شاہی پر بٹھایا اور اسی روپیہ ماہوار کے رسالہ مقرر کرنیکا حکم دیا اور پرانے سوار جو پچاس روپیہ ماہواری کے مقرر کئے ہوئے تہے انکا بھی تیس ماہواری اضافہ کرکے ممتاز کیا جب فوج کی نگہبانی مین مبالغہ زیادہ تہا شریف و پاجی کی تمیز نہوتی شخص جو گھوڑا لے آتا تہا وہی نوکر ہو جاتا تہا بہت تھوڑی سی مدت مین قطب الملک کی سرکار مین نوے ہزار ۹۰۰۰۰ سوار ملازم ہوگئے اور تخمیناً قریب ایک کروڑ کے روپیہ بہی صرف ہوگیا غازی الدینخان بخشی اول نجم الدین خان بخشی دوم صلابت خان بخشی سوم میرن خان بخشی چہارم مقرر کئے گئے علی ہذا القیاس اور دیگر مناصب و مراتب ہر ایک شخص کو موافق اسکے حوصلہ کے عنایت ہوئے۔ پس ستر ہوین ذی الحجہ سنہ مذکور کو قطب الملک سلطان ابراہیم کو تجمل شاہانہ سے جو اوس جلدی مین میسر آیا ہمراہ لیکر محمد شاہ کے مقابلہ کے لئے شاہجہان آباد سے نکلکر عیدگاہ کی طرف نزول کیا اور وہان بہی کچھ لوگ آکر ملگئے پہر ہر ہر منزل جوق بر جوق بارہہ کے سیدون کی فوج اور ذی الوس پٹھان اور معزز زمیندار لشکر مین شامل ہوتے جاتے تہے اور محمد شاہ جو اکبر آباد سے دار الخلافت کی طرف روانہ ہوا تہا قطب الملک نے فرید آباد سے ارادہ کیا کہ اثنا راہ مین لشکرون کا مقابلہ ہو جسوقت قطب الملک پلول کے مقام پر پہنچا اوسوقت صیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان پسر اسد اللہ خان معروف بہ نواب اولیا اور انکے علاوہ دوسرے سردار بارہہ کے قریب بارہ ہزار سوار کے دو سو گاڑیون کے ساتھہ اس امید پر کہ مراتب امارت حاصل ہون اخموق اخوت ادا کرین پہونچکر دریا کے کنارہ پر اوترپڑے

واضح ہوکر اودہر سے قطب الملک اور اودہر سے محمد شاہ منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے ہر ایک دوسرے کی مدافعت کیلئے آرہا تہا کہ حسن پور کے مقام پر دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا جانبین کی فوجون نے جس جانبازی اور شایستگی کے ساتھہ جنگ کی ہے نام بنام کتب مفصلہ سے ظاہر ہے الحاصل چودہوین تاریخ ماہ محرم کی ۱۱۳۳ھ ہجری مین صبح کے وقت ندای الجرأت خیر من الجبن اور ھل من مبارز کی آواز جانبین کے لشکرون سے بلند ہوئی اوسوقت محمد شاہ بادشاہ نے خواصی کی الماری مین ہاتہی پر سوار ہوکر فرمایا رتن چند کا سر اوسکے تن سے جدا کرکے ہاتہی کے پانوئمین باندہا - یہ رتن چند وہ شخص ہے جو امیر الامرا کا دیوان تہا اور امیر الامرا کے مقتول ہونیکے بعد وہ قید کرلیا گیا تہا اور عبداللہ خان اسیکے پروانہ سے امیر الامرا کی سرگذشت سے آگاہ ہوا تہا - الغرض دو دن ایک رات ہنگامۂ جنگ و قتال گرم رہا آخرکار عبداللہ خان فیل سوار سے ڈہال و تلوار لیکر (اس خیال سے کہ میرے ہمراہیون نے اکثر لڑائیون مین حق رفاقت ادا کیا ہے اور گہوڑون سے اتر اتر کر جانبازیان کی ہین) سواری سے کود پڑا اس مرتبہ اوسکے نصیبہ نے یاوری نہ کی اور سواری سے اوترتے ہی ایک ہی تیر سے اوسکا کام تمام ہوگیا اوسکے قتل ہوتے ہی بڑے بڑے نامی لوگ اپنی جگہون سے بہاگ نکلے سب سے پہلے سیف الدین علیخان نے اس ننگ کو گوارا کیا مگر قطب الملک یہ حال دیکہکر پریشان ہوا اور بچار تاچار غیرت و عار کا خیال کرکے چونکہ وہ جرأت مجسم تہا تنہا میدان جنگ مین کہڑا رہا اگرچہ سر سے پلنگ تلے ہے مین غرق تہا مگر تاہم اوسکی پیشانی پر تیر کے چند زخم لگے اور ہاتہون پر تلوارون کے زخم بہت آئے آخرکار وہ بہی راہی ملک عدم ہوا اور نجم الدین علیخان بہی اگرچہ زخمونمین سراسر چور تہا اور تیر کے زخم سے اوسکی آنکہہ جاتی رہی تہی تاہم وہ اپنے برادر بزرگوار کا شریک حال ہوا - حیدر علیخان میر آتش نے دونون کو پہچان لیا اور ایک ہاتہی پر سوار کرکے دونون کو بادشاہ

مقصود میں لیا۔۔ واضح ہو کہ محمد شاہ ایک رحم دل آدمی تھا جب اُسنے انکو دیکھا تو آب دیدہ ہو گیا اور اُن دونون کو حیدر قلی خان کے حوالہ کر کے شادیانون کے بجانیکا حکم دیا اور سلطان ابراہیم بھی گریز کرنیکے بعد میدان سے گرفتار ہو کر حسب ضابطۂ سلاطین مقید رہا بعد ازان جب اطمینان حاصل ہو گیا تو محمد شاہ فارغ البال بکمال جاہ و جلال ہر ایک رفیق جان نثار کو موافق خدمات پسندیدہ کے سرفراز فرمایا اور سولہوین محرم کو گھوڑے پر سوار ہو کر دار الخلافت کی جانب روانہ ہوا اور سرعت کے ساتھ منازل قطع کرتا ہوا ماہ مذکور کی بائیسوین تاریخ نہایت شان و شوکت کے ساتھ ہاتھی پر سوار اجمیری دروازہ سے شہر پناہ سے فقرا اور مساکین کو انعام تقسیم کرتا ہوا داخل قلعہ معلی ہوا۔ اس جگہ ایک عجیب قصہ ہے جو معتبر لوگون سے سُنا گیا ہے اور کتابون میں بھی دیکھا گیا ہے کہ جب امیر الامرا اور قطب الملک کو تورانیون کی فوج سے مقابلہ درپیش آیا تو ایک بزرگ اور مقدس شخص سے جو اُنکے ہوا خواہون میں تھے اور انکو علم جفر کی معلومات تھی اُسکے نسبت دریافت کیا گیا کہ اسکا انجام کیا ہوگا انہون نے جفر کے قاعدہ سے جب حروف کا استخراج کیا تو یہ حروف برآمد ہوئے غ ل ب ع د و ک اور انکے ترتیب دینے سے غلب عدوک نکلا اور معکوس پڑھنے سے بلغ و عدک ہوتا ہے اور اسکے عدد جمع کئے جائین تو اُسی سال کے مطابق نکلتے ہین جسمین حسین علیخان قتل کیا گیا۔ معلوم ہو کہ عبد اللہ خان کے گرفتار ہونیکے بعد ۱۱۳۳ ہجری کے اندر محمد شاہ کا اقتدار سلطنت زیادہ ہوا اور دوسرے کی شرکت کا خیال دل سے نکلگیا اور زمام اختیار اُسکے قبضہ مین آئی اور وہ مستقل بادشاہ کہلایا گیا۔ بعد ازان اُسکو عزل و نصب کے متعلق بالکلیہ اختیارات حاصل ہو گئے۔ تو قلعہ دار الخلافت مین داخل ہو کر حیدر علیخان میر آتش کو جو جنگ کے وقت توپخانے کے اہتمام مین رہا تھا اور گولہ اندازون کے دل دہی اور اطمینان دلا رہا تھا اور آتش بازی مین ید بیضا دکھلا چکا تھا اس خدمت

شایستہ کے صلہ مین ہزار سوار زیادہ کر کے آٹھہ ہزار سوار زیادہ ہوگئے اور سعادت خان بہادر کو خطاب بہادر جنگ اور بلہی مراتب عنایت ہوا استقلال کے دوسرے سال شب پنجشنبہ انیس ١٩ محرم کو بادشاہ کے گھر مین لڑکی پیدا ہوئی انتیسوین صفر سنہ مذکور کو شب سہ شنبہ مین محمد شاہ ملکہ زمانی بیگم محمد فرخ سیر کی بیٹی کا عقد نکاح بتجمل ملوکانہ سے ہوا اور نظام الملک بہادر دکن سے آکے بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور اتوار کے دن جمادی الاول کی پانچوین تاریخ سنہ مذکورہ مین عہدہ وزارت سے ممتاز اور بخشش خلعت چارقبا اور قلمدان سے سرفراز ہوا شب دوشنبہ غرہ محرم سنہ ١١٣٣ ہجری مین ملکہ زمانی بیگم کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور اسی سال مین پندرہوین ماہ مذکور کو گجرات کی صوبہ داری نظام الملک بہادر کو عطا ہوئی وہان جاکر بعد فارغ ہونے امور ضروریہ کے حامد علیخان اپنے چچا کو جنکو لوگ جنگلی شہزادہ کہتے تھے وہان کا صوبہ دار کر کے خود مالوے کو روانہ ہوا اور وہان پہنچکر انتظام کر کے دلجمعی حاصل کی اور عظیم اللہ خان اپنے چچازاد بھائی کو وہان کا نائب کیا اور آپ غرہ شوال کو بادشاہ کی ملازمت کیلئے آیا۔ معلوم کرنا چاہیے کہ محمد شاہ بادشاہ مقتضای جوانی سے چہار دانگ ہندوستان مین مشہور بعیش و طرب تھا امرا ازو سے شوقین و رنگین مزاج اکثر اوقات باریاب خدمت رہتے تھے اُسکو اپنے عیش و عشرت کے سبب سے انتظام ملک و ملت کی طرف مطلق خیال نہ تھا جو سلطنت کے ارکان قدیم غمخوار تھے اُنکو بادشاہ کی بے پروائی بُری معلوم ہوتی تھی اُنکا یہ منشا تھا کہ بادشاہ کو کرامیاری اور تہذیب اخلاق اور انصاف پروری اور رعیت نوازی ہونی چاہیے اسمین پروردگار عالم کی خوشنودی ہے بسبب تکالیف ان امور کے بادشاہ اور اُسکے ہم جلیسون کو نظام الملک بہادر کی صحبت دشوار معلوم ہوئی لہذا اُس سے استہزا کرنا شروع کیا بلکہ اُنکے حق مین غائبانہ کلمات رکیک ہونے لگے نظام الملک بہادر کو یہ بات نہایت ناگوار معلوم ہوئی آمد و شد دربار کی بالکل موقوف کر کے مستدعی ترک وزارت کا ہوا حضور

کے امرای نظام الملک بہادر کی آزردگی پر مطلع ہوکر خاص شاہی پردانے نہایت پوشیدگی سے مبارزخان ناظم برہانپور کو بھجوائے کہ اگر تمسے ممکن ہو تو اونکے صوبجات اُنکے گماشتون سے چھین لو نظام الملک بہادر نے امرا کی فتنہ انگیزی سے واقف ہوکر یہ حیلہ کرکے کہ شاہجہان آباد کی آب وہوا مجھکو ناموافق ہے مراد آباد کی رخصت لی چنانچہ بیسوین ربیع الاول ١١٣٦ ہجری مین مراد آباد کو روانہ ہوا اور تھوڑی دور جاکر اُدہر ہی سے دکن کی راہ لی اور بہت جلد وہان پہنچگیا اور مبارزخان صوبہ دار حیدر آباد نے اپنے وہم مین فتح وکامیابی کا استیلا پاکر سامان جنگ کا کرکے بقصد لڑائی صف آرا ہوا نظام الملک بہادر بھی سامان حرب وضرب سے اُسکے مقابل ہوا اور بعد شدید لڑائی کے مبارزخان مع اپنی اولاد اور رفیقون کے راہی ملک عدم کا ہوا۔ نظام الملک بہادر نے عرضی فتح وکامیابی کی اور اُسکے ساتھہ ہی نظر مبارکباد کی اور تمام مال واسباب جو کچھہ کہ ضبط کیا تھا حضور مین روانہ کیا اور خود اپنے آپ فارغ البال ہوکر دکن کے تمام صوبجات کو مسخر کرلیا اور نیلاجی اور کنتھاجی جو سردار مرہٹونکے تھے اشارہ کیا انہون نے حسب الارشاد نظام الملک بہادر کے بشراکت حامدخان بہادر کے حضور کے جاگیردارون کے گماشتون کو بیدخل محض کرکے نقارہ لمن الملک الیوم کا بجانا شروع کیا جب بادشاہ کو مرہٹون کے سردارونکی نافرمانی کی خبر پہنچی اور ابتری مملکت دکن کی تو یہ ارادہ کیا کہ قطب الملک کو قید سے رہا کرکے اس قوم کی تنبیہ کے لئے اوسکو آمادہ کرے اور قطب الملک نے بھی اس بات کو قبول کیا تھا لیکن قطب الملک کے مخالفین نے جو یہ سُنا فوراً اُسکو زہر دیدیا چنانچہ اُسنے اسی مرض مین وفات پائی اسکے بعد مبارز الملک سربلندخان اور نجم الدین علیخان عبداللہ خان کے بھائی کو قید سے نکالکر اس مہم پر مامور فرمایا یہ دونون امیر وہان پہنچکر کئی سخت لڑائیان لڑے اور حامدخان بہادر وغیرہ کو چند شکستین بھی دین باوجود اسکے مرہٹے نظام الملک بہادر

کی ترغیب دینے سے کہ سندہ کے سفر کرنے پر مستعد کرے تھے اور صوبہ مالوہ اور گجرات اونکے تصرف مین تہا جب کہ اکثر سفر درست اونکا نا آگہ ہو گیا تو اونہون نے رفتہ رفتہ گوالیار پر قبضہ کر لیا آنہ امیرالامرا صمصام الدولہ نے فوج کثیر سے بلکہ اور امرا نامدار نے بہی اونکی مدافعت کا ارادہ کیا اور برہان الملک سعادتخان بہادر جنگ صوبہ دار اودہ نے کہ وہ نہایت دلیر تہا اور بہ نسبت اور امرا کے رتبہ مین زیادہ ممتاز تہا خود اس امر کا قصد کر کے فوج غنیم کو بہت زیر و زبر کیا اسپر بہی سپہ سالار مخالف تعاقب کر کے آباد تک آپہنچا اور تمام بازار دہلی کا انہون لوٹا اور بربادی و غارت کین۔ پس ہر چند کہ مزاج بادشاہ کا نظام الملک بہادر کی طرف سے بدظن تہا اور وہ بہی امیرالامرا صمصام الدولہ سے نہایت آزردہ خاطر ہو گیا تہا کہ مفسدون کی اصلاح مین ہرگز التفات نکرتا تہا بلکہ فی الجملہ اس سے پہلوتہی کرتا تہا لیکن بادشاہ نظام الملک بہادر کی ضرورت سمجہکر خطاب آصفجاہی اور مرتبہ وکالت مطلقہ اور اضافہ منصب ہشت ہزاری سے سرفراز و ممتاز فرما کے پیاپے طلب فرمایا تو اوسوقت آصفجاہ بہادر نظام الدولہ نواب ناصر جنگ اپنے بیٹے کو صوبجات دکن کا نائب مقرر کر کے خود شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا اور چند مدت کے بعد جب سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین ملازمت حاصل کی تو اکبر آباد اور مالوہ کی صوبہ داری کا خلعت اپنے بڑے بیٹے کو دلوایا اور آپ موافق حکم حضور کے باجی راؤ کی تنبیہ کی غرض سے اکبر آباد آیا اور وہان دریاے جمنا کو عبور کر کے بعد طی منزلون کے جب بہوپال پہنچا باجی راؤ نے بہی یہ سنکر فوج سنگین سے رمضان کے مہینہ مین آکر مقابلہ کیا اور جنگ و قتال کی آگ خوب روشن ہوئی اس اثنا مین نظام الملک آصفجاہ بہادر کو خبر پہنچی کہ نادرشاہ نے دہلی پر چڑہائی کی ہے لہذا اوسکو نہایت اندیشہ پیدا ہوا پس چار ناچار اوسوقت اوسکو صلح بہ نسبت جنگ کے بہتر معلوم ہوئی اور فوراً شاہجہان آباد کو مراجعت کی ہر چند کہ اوسکا یہ جی چاہتا تہا کہ کسی نہ کسی صورت سے ارکان دولت

کی کسر شان ہوتا کہ طبیعت بادشاہ کی اعتدال پر آوے لیکن کہان ہوسکتا ہے خاوند کا مگڑنا کسنے بہلا معلوم ہوتا ہے نفسانیت سے کام نہ لیکر اپنے تئین حضور مین پہنچایا۔ معلوم کرنا چاہیے کہ نادر شاہ شاہ ایران کو یہ منظور نہ تہا کہ اپنے تئین شاہجہان آباد تک پہنچاوے بسبب تغافل بادشاہ اور امیر الامرا کے کہ وہ اس حد کو نہین پہنچے تہے اور کوئی بہی نہین جانتا تہا نادر شاہ جو چاہتا تہا کرتا تہا کیونکہ نہ کوئی آتا تہا نہ جاتا تہا نہ خبر بادشاہ کو ہوتی تہی نہ امیر الامرا کو۔ چند اسباب کے سبب سے یہ امر ظہور مین آیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب بادشاہ کو قوم افاغنہ کی تنبیہ مد نظر ہوئی اُسنے قندہار پر فوجکشی کا حکم کیا اس اثنا مین بہت سے خطوط محبت آمیز محمد شاہ کو لکہے مگر بہانے سے اُنکے جوابات درست نہ پہنچے بلکہ ایسا ہوا کہ بعض اوقات جواب کے لکہنے مین اور ایلچی کے رخصت کرنے مین حد سے زیادہ دیر واقع ہوئی اور اسکے علاوہ یہ بہی ہوا کہ اون لوگون کی باتون پر جو زبانی پیام سلام لاتے تہے اُنکی خبرونکو آصفجاہ بہادر اور اعتماد الدولہ کا فریب سمجہتے تہے حتی کہ شاہ موصوف نے قندہار کو خراب کرکے کابل پر آیا اور وہان سے ایک شخص کو بطور سفارت کے دس سوار دیکر روانہ کیا جب سفیر مذکور موضع جلال آباد پر آیا وہان کے لوگون نے ہجوم کرکے اُسکو مارلیا اُسکا ایک آدمی نہایت دقت و پریشانی کے ساتہہ بہاگ کر شاہ موصوف تک پہنچا اور اصل حقیقت سے اطلاع دی نادر شاہ اس بات کے سُنتے ہی غصہ مین آیا اور وہان کے افاغنہ کی مار کوٹ سے فارغ ہوکر جلال آباد آیا اور آتے ہی عام قتل کا حکم دیا پس جنکی قضا آئی تہی وہ ہلاک ہوئے اور جنکی حیات باقی تہی وہ ہلاکت سے بچ رہے اسکے بعد ناصر خان صوبہ کابل کا جو حاکم تہا اُسنے درۂ خیبر مین ایک جگہہ محفوظ بہم پہنچا کر جنگ و جدال کا ارادہ کیا مگر نادر شاہ نے اُسکو زندہ گرفتار کر لیا اور وہانسے پشاور ہوتا ہوا دریای اٹک سے اُترکر پنجاب مین داخل ہوا وہان بہی حرب و زدوکوب کرکے منزل بمنزل آہستہ آہستہ دو مہینے کے عرصہ

مین موضع کرنال پر جو دہلی سے چار منزل کے فاصلہ پر واقع ہے آکر قیام گزین ہوا یہان آکر آنکھین کھلین اور یقین ہوا کہ اسوقت برہان الملک اور امیر الامرا صمصام الدولہ نے خود اپنی رای سے نکلکر مقابلہ کیا اگرچہ آصفجاہ بہادر کے پاس صلاح نہ تہے ـ پس امیر الامرا تو مارے گئے اور برہان الملک گرفتار ہوئے برہان الملک نے اپنی گرفتاری کی حالت مین جو صمصام الدولہ کے فوت ہونیکی خبر سُنی امیر الامرائی کے مرتبہ کا امیدوار ہوکر کہ مدت سے اوسکو اس عہدہ کی تمنا تہی وہان کے لوگون سے مصلحت آمیز باتین مصلحت وقت کے مناسب بیان کرکے دو کرور روپیہ پر نادر شاہ کو راضی کیا کہ اسقدر زر نقد لیکر ہم سے مصلحت کرکے واپس جاؤ اور اس امر کا سر انجام آصفجاہ بہادر کے آنے پر موقوف رکھا اور محمد شاہ کو اس باب مین رقعہ لکہا بادشاہ چونکہ اس معاملہ سے نہایت متفکر رہے تہے بمجرد ملاحظہ اس مضمون کے آصفجاہ بہادر کو مرخص اور مختار کیا آصفجاہ بہادر نے وہان جاکر بوساطت برہان الملک کے ملازمت حاصل کی اور زر موعود کے پہنچانیکا وعدہ کرکے خوش و خرم واپس آئے اور محمد شاہ کے روبرو آکر اپنی کارگذاری ظاہر کی بادشاہ اس امر غیر مترقب کے واقع ہوجانیسے مسرور و مطمئن ہوئے جبکہ آصف جاہ بہادر عہد و پیمان مضبوط کرا آئے تہے اس گمان پر منصب امیر الامرائی کا خواہان ہوا بادشاہ کو چونکہ اسکی رضامندی مقصود تہی اوسی وقت مرتبہ امیر الامرائی کا عطا کیا اور خلعت خاص سے سرفراز فرمایا صلح ہوجانیکے دو ایک روز کے بعد آصفجاہ بہادر کی رای سے محمد شاہ حسب الطلب نادر شاہ کی ملاقات کو گئے جب اُسکے لشکر کے قریب پہنچے تو نادر شاہ نے اپنے بیٹے مرزا نصر اللہ کو استقبال کیلئے بہیجا جب شہزادہ نصر اللہ محمد شاہ کے قریب آیا تو محمد شاہ تخت روان سے اُترکر بغلگیر ہوا شہزادہ بہی موافق دستور چہوٹون کے اُسکے ساتہہ ساتہہ اپنے باپ کے پاس تک آیا نادر شاہ نے بہی تا سر فرش محمد شاہ کا استقبال کیا اور بغلگیر ہوا اور اپنے برابر مسند پر

ابو الفتح کو رحمت فرمایا اور اپنا جانشین اور خلیفہ کرکے ... ہجری مین فوت رحمت الہی ہوئے ـ شیخ رکن الدین بن شیخ صدر الدین کا بیان ـ یہ شیخ بہت عظیم القدر تہے علوم معقول اور منقول سے بہرہ رکہتے تہے اپنے جد بزرگوار کے تربیت یافتہ تہے نقل ہے کہ ایکروز بہاء الدین چارپائی پر بیٹہے تہے اور شیخ رکن الدین چار سال طرف چارپائی کے پہر رہے تہے یکایک دستار اوکی اوٹہاکر سر پر رکہی شیخ صدر الدین

بٹھایا اور پھر کمال عزت کے ساتھ خوش وخرم کرکے رخصت کیا برہان الملک نے جب سنا کہ منصب امیرالامرائی کا آصف جاہ بہادر کو ملا تو اس کے آتش غیظ و غضب مین غلطان ہو کر نادرشاہ کو اس مضمون کی عرضی لکھی کہ آپ دو کروڑ روپیہ پر ہرگز مصالحہ نہ کرین اس لئے کہ اس سلطنت مین بکثرت روپیہ ہے آپ اگر صلح مین ذرا بھی سختی کرین تو خوب نفع ہوگا پس نادرشاہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور آصفجاہ بہادر کو بلاکر محمد شاہ کو دوبارہ ملاقات کے لئے طلب کیا آصفجاہ بہادر نے اگرچہ اس باب مین معذرت پیش کی لیکن کچھ سودمند نہوئی تو آصفجاہ بہادر نے حکم شاہی کے موافق عرضی لکھکر حضور مین ارسال کی بادشاہ دوسری مرتبہ ناچار تخت رواں پر سوار ہوکر نادرشاہ کے لشکر کو روانہ ہوا جب سواری وہان پہنچی نادرشاہ نے محمد شاہ کو جدا خیمہ مین اوتروا کر یہ کہوایا کہ اسباب تجمل مع حرم سرا و متعلقین اور خدمت کرنیوالے یہان آرام سے رہین اور لشکر کے لوگون مین سے جس کا جی چاہے یہان رہے اور جس کا دل چاہے شاہجہان آباد کو چلا جاوے اسکے بعد برہان الملک کو محمد شاہ کی طرف سے اور طہماسپ کو اپنی جانب سے محمد شاہ کا پروانہ دیکر لطف اللہ خان صادق کے نام سے جو شاہجہان آباد کا نائب تھا قلعہ اور خزانون کی کنجیون کیواسطے روانہ کیا اور اوسکے پیچھے خود نادرشاہ محمد شاہ کو ساتھ لیکر شہر جانے کو نکلا شہر مین پہونچنے کے بعد کہ آٹھوین تاریخ ماہ ذی الحجہ کی تھی کہ اتفاق سے تیسرے دن کہ تحویل آفتاب بھی برج حمل مین اس سال اسی دن تھی گویا دو عیدین ایک جا جمع ہوئی تھین عید الضحی کا خطبہ نادرشاہ کے نام سے جامع مسجد و عیدگاہ وغیرہ کے منابر پر پڑھا گیا پس گیارھوین تاریخ بقضای الٰہی عصر کے وقت محمد شاہ کے فوت ہونے کی خبر مشتہر ہوئی احمقون نے جوق جوق ڈہال تلوارین لیکر اژدحام کیا ہر گلی کوچہ و راستہ و بازار مین قزلباشون کا قتل اور لوٹ مار اختیار کیا تمام شب یہی حال رہا اور سات سو قزلباش مارے گئے باوجودیکہ کرنال کی لڑائی مین تین سو آدمیون سے زیادہ مقتول ہوئے تھے اور بہت سے زخمی

سلاطین ہند کے بیان میں

علی الصباح نادرشاہ خبر پاکر غیض وغضب مین آیا اور فوراً حکم قتل عام کا دیا پس ایسی خونریزی شروع ہوئی کہ دوپہر تک بازار موت کا گرم رہا آخر کار جب تعداد مقتولونکی حد سے زیادہ گذری تو جو لوگ لقمۂ تلوار سے بچ رہے تھے اونکو امان ملی۔ کہتے ہین کہ دہلی مین ایسا غدر عظیم الشان ہوا کہ ابتک لوگونمین زبان زد ہوکر جاری ہے یعنی اپنے محل پر کہا جاتا ہے کہ یہ تو نادرشاہی ہوئی۔ القصہ بعد اس امر شدنی کے نادرشاہ نے دہی دو کرورروپے موعود اور بہت سا ذخیرہ بادشاہی اسکے سوا ہر عمدہ سامان مین بقدر اُسکے حوصلہ کے زر حاصل کرکے اور ایک لڑکی بادشاہ کی پوتیونمین سے اپنے چہوٹے بیٹے نصر اللہ کے نکاح مین لاکر صلح کی اور سندہ کا تمام ملک اور صوبۂ کابل اور بعض مقامات پنجاب کے بہی محمدشاہ کے قبضہ سے نکالکر اپنے ممالک محروسہ مین ملحق کیے جب اس امر پر فیصلہ ہوگیا اور بنیاد دوستی کی قایم ہوئی تو محمدشاہ نے ضیافت پر تکلف سے اپنے مہمان کو خوش وخرم کیا اسکے بعد نادرشاہ نے مجلس خوشی کی آراستہ کی اور وقت رخصت کے نادرشاہ نے محمدشاہ اور امرا ریاست کو خلعت دیکر کلمات پند ونصیحت بیان کئے اور دو تین دن مین تمام مال وسامان لدواکر ١١٥٢ھ ہجری مین دہلی سے مراجعت کا نقارہ بجایا اور آصفجاہ بہادر دکن کی طرف روانہ ہوا اور کام وزارت کا اعتماد الدولہ قمرالدین خان کے سپرد ہوا بعد اس شوروشغب کے آٹہہ سال تک اگرچہ ایرانیون کی گرفت وحملہ سے مطمئن رہے لیکن جو مفاسد کہ موجب زوال سلطنت کے ہوتے ہین یہ مختصر گنجایش اونکے تحریر کی نہین رکہتا ہے بہت واقعہ ہوئے اور جب نادرشاہ نے وفات پائی تو ١١٦٠ھ ہجری مین احمدشاہ ابدالی مشہور بہ درانی نے کہ وہ اصل مین ابدالی رئیس زادہ ابدالی پٹہانون کے الوس سے اور جلہ رعایا سے ہرات کی دارالسلطنت کی تہی اور مدت تک نادرشاہ کا منظور نظر تربیت تہا اور ہندوستان کے لوگونکی بیخبری اور امرای ریاست کا اتفاق اور

خود بادشاہ کی سُستی نادرشاہ کی ہمراہی مین مشاہدہ عینی کرچکا تھا نادرشاہ کے بعد محمد تقی خان شیرازی کی اعانت سے کہ نادرشاہ نے ایکروز خفا ہوکر اُسکے خصیے کچھواڈالے تھے تاج سلطنت کا اپنے سر پر رکھکر صاحب اقتدار ہوا تھا اور بتائید آلہی سے کابل وغیرہ پر کامیاب ہوکر ۱۱۶۱ ہجری میں مع تقی خان اختہ کے کہ وہ قزلباشونکا سالار فوج تھا متوجہ دہلی کا ہوا محمد شاہ نے اس قصہ کو سنکر اپنے بیٹے احمد شاہ کو جو غنیم کا ہمنام تھا تمام شاہی فوج ملازم سرکار اور توپخانہ سنگین اور کل امرا وبخشیون وغیرہم کو مع اعتماد الدولہ وزیر ممالک کو ہمراہ قطب الدین کے مدافعت کی غرض سے روانہ کیا جب شہزادہ دریائے ستلج پر پہنچا ابدالی سنے کہ اسکے ہمراہ (۲۷) ہزار سے زیادہ نہ تھے لدہیانہ سے بالا بالا آکر سرہند مین آپہونچا اور شہر مذکور کو خوب لوٹ مار سے برباد کیا شہزادہ نے یہ خبر سُنکر موافق قاعدہ ہند کے سورچال کہ یہ سفر کا قلعہ ہے اپنے لشکر کے اردگرد آراستہ کرکے خندق کھودواکر چھاونی کی بنیاد ڈالی پس ربیع الاول کی ۱۵ سے ۲۸ تک جنگ و قتال رہا انجام کار ۲۲ ماہ مذکور کو چاشت کے وقت اعتماد الدولہ اپنے خیمہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک گولہ توپ کا ابدالی کی طرف سے آکر لگا اور کام اسکا تمام کیا، بعد اسکے شورش عظیم برپا ہوئی اور بہادر طرفین کے سرگرم کارزار ہوئے اس ضمن مین بانون کے ارابہ میں کہ سرہند سے ابدالی کے ہمراہ آئے تھے آگ لگی ہزارون بان لشکر مین منتشر ہوئے قیامت کا نمونہ گویا ظہور مین آیا اُسدم ناچار ابدالی نے میدان کارزار کو چھوڑ دیا اور غیب سے فتح نصیب ہمراہیان پسر محمد شاہ کی ہوئی دوسرے دن شاہ دُرانی نے کوچ باظفر طرف کابل اور قندہار کے کیا پس محمد شاہ خبر فتح وظفر کی سنکر بہت خوش ہوے واضح ہو کہ یہ مقدمہ شروع میں ہماری بادشاہ کے ظہور پایا تھا اور بعد اسکے جب مرض نے دمبدم ترقی پائی یہانتک کہ آثار ردیہ ظاہر ہوئے شُقّے طلب کے واسطے صفدر جنگ اور شہزادے کے روانہ ہوئے اور وہ بھی

اس امر سے مطلع ہوکر کوچ بکوچ بڑی بڑی منزلین کرتے ہوئے جلد جلد عازم تھے کہ ناگاہ متصل اطراف پانی پت کے خبر رحلت بادشاہ کی پائی انتقال محمد شاہ کا شروع تیئیسوین سال جلوس کے کہ چار ماہ تیرہ دن گذرے تھے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین ہوا ہی جاننا چاہیے کہ محمد شاہ کے وقتمین راجہ جی سنگھ کچھواہ کی سعی سے زیچ جدید باہتمام مرزا خیر اللہ اور شیخ محمد عابد مہندس مسمی بہ زیچ محمد شاہی بپایہ آغاز و انجام کا پہونچی

احمد شاہ کا بیان

احمد شاہ غرہ جمادی الاول سہ شنبہ کے دن سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین شہر دہلی کے اندر باغ مشعلہ جو شالہ مار کے نام سے مشہور ہے جمیع ارکان دولت کے سامنے سریر آرا سلطنت کا ہوا اور چودھوین ماہ مذکور کو جمعہ کے دن جامع مسجد مین جاکر اپنے نام کا خطبہ سنا احمد شاہ نے وزارت کا معین کرنا رضامندی آصفجاہ بہادر کے مناسب جانکر ملک دکن سے طلب فرمایا وہ حضرت چونکہ آمادہ سفر آخرت کے تھے معذرت کرکے اطراف برہانپور مین ۴ جمادی الثانی کو اس جہان فانی سے کوچ فرمایا جب بادشاہ اور وزیر کا جنگ درانی سے چند روز قبل اور آصفجاہ بہادر کا بھی انکی وفات سے (۳۷) دن بعد انتقال ہوا میر غلام علی بلگرامی المتخلص آزاد نے محمد شاہ بادشاہ اور عماد الملک آصفجاہ بہادر کی تاریخ رحلت ایک ہی جگہہ تعمیہ سے چھہ عدد خارج کرکے یون بیان کی ہے گشت تاریخ چون کشیدم آہ ؛ موت شاہ و وزیر آصفجاہ اور اسمین سے تین عدد نکالے جاتے ہین قطعہ سہ کین مملکت ہند از جہان رفتند ؛ فتاد حیف سہ در یگانہ از کف دہر ؛ برای رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ ؛ نماند شاہ زمان و وزیر و آصف دہر جبکہ آصف جاہ بہادر کی وفات کی خبر بادشاہ کو پہونچی اوسنے خلعت وزارت صفدر جنگ کو کہ وہ نادر شاہ کی لڑائی مین احمد شاہ کا شریک اور محمد شاہ کا مورد عنایت تھا اور محمد شاہ کی رحلت کے بعد یکہ چتر نیا آراستہ

قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہ کا بیان

[illegible] آپ کی [illegible] نام اونکا محمد بن عطاء اللہ محمود النجاری ہے جامع علوم ظاہری و باطنی کے [illegible] ذوق [illegible] غالب حال ہے لکھا ہے کہ والد آپکے [illegible] سلطان معز الدین سام کے وقت میں جب بخارا سے وارد دہلی ہوئے تب [illegible] تھے یہ ہمراہ قبلہ گاہ کے آئے ہوئے قاضی ناگور کے ہوئے [illegible] نے قضا کی آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سال بعد [illegible] خواب میں دیکھا کہ آپ اپنی طرف بلاتے ہیں [illegible] تجرید و انقطاع اختیار کیا مسافر ہوئے [illegible] شریف لے گئے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی ملازمت میں پہونچے مرید ہوئے ایک سال خدمت میں [illegible] سے تربیت پائی جب کمالات [illegible] کی دولت [illegible]

بقیہ سلطان الہند کے بیان میں

خلافت سے بہرہ مند ہوئے فیض پایا اوس زمانہ میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بھی بغداد میں تھے خدمت سے اونکی بھی کمال محبت و اعتقاد کے ساتھ مشرف ہوئے پھر مدینہ منورہ کی طرف توجہ کی ایک سال دو مہینے حرم روضہ مطہرہ کے مجاورت کی پھر مکہ معظمہ کو آئے ایک سال وہان مجاوری کی بہت سے اولیاء کبار سے ملکر نعمت حاصل کی سیر کرتے ہوئے سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں پھر دار الخلافت دہلی میں تشریف فرما ہوئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی صحبت میں رہا کرتے تھے [illegible] سماعت [illegible] حال [illegible] بزرگوار [illegible] سلسلہ [illegible] مریدی کا [illegible] بدیع الدین [illegible] حضرت شاہ [illegible] بدیع الدین زندہ شاہ مدار

کر کے ساعت محمود مین احمد شاہ کے سر پر اُسکی سلطنت کی تہنیت مین مرتب کرکے ہمعنان نصرت و اقبال
سواری کے ہمراہ دار الخلافت شاہجہان آباد پہنچا تہا عنایت فرمایا اور سادات خان بہادر ذو الفقار جنگ
کو بخشی گری کی خدمت اور امیر الامرائی کا خطاب مقرر ہوا اور محمد شاہ کے آخر عہد مین خدمت دیوانی کی
جو نجم الدولہ صفدر جنگ کے بیٹے کو عطا ہوئی تہی وہ بحال رہی سن جلوس کے دوسرے سال یعنی
سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین احمد شاہ ابدالی نے جب لاہور پر لشکر کشی کی معین الملک قمر الدین خان کا بیٹا کہ محمد شاہ
کی حین حیات سے وہان کا صوبہ دار تہا جنگ کے واسطے نکلا اور طرفہ یہ کہ سامان جنگ اسوقت دونون
جانب نہ تہا معین الملک زمانہ دیکہا ہوا تہا جنبان صلح کا ہوا ابدالی نے بہی اس امر کو غنیمت جانکر محاصل
چار محال تنخواہ کابل کا کہ عبارت سیالکوٹ اورنگ آباد گجرات سے ہے اپنا پیشکش ذمہ معین الملک کے کرکے
مراجعت کی سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین پہر احمد شاہ ابدالی قصد ہندوستان کا کرکے لاہور پر آیا معین الملک پسر
قمر الدینخان جو صوبہ دار وہان کا تہا سد راہ ہوکر چار مہینہ تک لڑتا رہا ابدالی کو مجال غلبہ کی نرہی آخر بسبب
نفاق خانہ برانداز ادینہ بیگخان کے کہ راجہ کوڑامل دیوان اسکا مخلص واقعی تہا نقد جان کو میدان کارزار
مین ہارا معین الملک ناچار مغلوب ہوکر شہر کو بہاگا اور منشی عبد اللہ خان کو پیام صلح کا دیکر بہیجا ابدالی نے
جہان خان کو واسطے استقبال کے بہیجکر معین الملک کو کمال عزت سے طلب کیا جب معین الملک حاضر
خدمت ہوا عنایات زیادہ کرکے اپنی طرف سے لاہور کی نیابت اسکو دیکر متوجہ کابل و قندہار کا ہوا کہ وہی
اوسکی دولت کا مرکز قرار پایا تہا پس لاہور و ملتان کے صوبجات سلطنت بابریہ کے قلمرو سے نکلکر ابدالی
کے ممالک محروسہ مین محسوب ہوئے چند روز کے بعد باہم بادشاہ و وزیر کے نقیض واقع ہوئی کہ جسکا
سرانجام یہ ہوا کہ دونون آمادہ جنگ و جدل کے ہوئے چنانچہ دونون کے باہم چہہ مہینہ تک لڑائی کا

سلسلہ قایم رہا مگر بتوسط انتظام الدولہ قمر الدین خان کے بیٹے اوزار پر بحال ہوتے صوبہ اودہ اور الہ آباد کے صلح واقع ہوئی اور وہ ماہ محرم ۱۱۶۷ ہجری کو اپنے صوبجات کو روانہ ہوا اور خلف قمر الدینخان کو خدمت وزارت کی ملی منقول ہے کہ اونکے وقت مین سلطنت بابریہ کی عزت کا ایسا اخیر ہوا کہ قابل بیان نہین اور یہان تک ناموس تیموریہ کی خفت ہوئی کہ نقل ہے کہ ایک مرتبہ بادشاہ بیگناہ اور امرای ناکردہ کار واسطے بندوبست محالات کے بحیلہ سیر وشکار مع تمام بیگمون کے گئے اور اطراف اسکندریہ مین خیمے حضور کے نصب ہوئے اونکی غفلت کے سبب سے ہولکر ملہار نے جو یورش کی تو بادشاہ عماری مین بیٹھا بہاگ نکلے اور تمام مال واسباب خانگی لشکر کا اوسکے ہاتھ آیا ملکہ زمانیہ بیگم فرخ سیر کی بیٹی اور محمد شاہ کی بیوی اور دیگر پردہ نشین پادشاہی حرم سرای کی ہولکر ملہار کے قبضہ مین آئین گو کہ اسنے اون عورتون کو باعزت واحترام رکہا لیکن خاندان تیموریہ کے دہبہ لگنے مین کیا کلام رہا اسکے بعد عماد الملک اور سورج مل اور ہولکر ملہار اور صمصام الدولہ سب نے اس سانحہ کے بعد اتفاق کر کے انتظام الدولہ قمر الدینخان کے بیٹے کو خدمت وزارت سے موقوف کر دیا اور یہ مقرر کیا کہ عماد الملک وزیر اور صمصام الدولہ امیر الامرا ہوں پس شعبان کی دسوین تاریخ یکشنبہ کے دن ۱۱۶۷ ہجری مین احمد شاہ نے صبح کے وقت عماد الملک کو خلعت وزارت کا عطا کیا اور اسی دن دوپہر کے وقت لوگون نے انکو اور اونکی والدہ کو قید کر کے عزیز الدین خلف معز الدین جہاندار شاہ کو تخت شاہی پر بٹھایا اور اسکا لقب عالمگیر ثانی مقرر کیا پھر ایک ہفتہ کے بعد عاقبت محمود خان کہ وہ شہاب الدینخان المخاطب عماد الملک غازی الدینخان ابن غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نبیرہ آصفجاہ بہادر کا اتالیق تہا حسب الحکم اپنے آقا کے احمد شاہ اور اونکی ماں کی آنکھون مین سلائیان کہنچین اسلئے کہ ہر ایک فتنہ انہین سے پیدا ہوتا تہا اور اس سانحہ کے بعد وہ ناعاقبت اپنی فوج کے بلوے مین تنخواہ کے

سلاطین زمانہ کے بیان مین

طلب کرنے پر عماد الملک کے ایماء سے قتل ہوا اوسکی مدت سلطنت چھہ برس تین ماہ دس روز ہے +

محمد عزیز الدین عالمگیر ثانی کا بیان

عزیز الدین خلف معز الدین جہاندار شاہ کو احمد شاہ کے بعد شعبان کی دسوین تاریخ ۱۱۶۷ھ ہجری مین بعض اراکین دولت نے تخت سلطنت پر بٹھا کر اونکا لقب عالمگیر ثانی کیا - واضح ہو کہ یہ صرف براے نام بادشاہ رہا اسواسطے کہ تمام ملک ہندوستان مین ہر ذی اقتدار شخص اپنی حکومت کا مدعی تھا - شروع ۱۱۶۹ھ ہجری مین جب معین الملک خلف قمر الدینخان کا انتقال ہوا تو احمد شاہ ابدالی نے لاہور کی صوبہ داری میر مومن خلف معین الملک کے نام سے بحال کی چونکہ وہ صغیر سن تھا اسلئے اوسکی والدہ مہمات مالی کا سرانجام کرتی رہی چندروز کے بعد عماد الملک وزیر دہلی نے مملکت لاہور پر یورش کر کے معین الملک کی بیوی کو گرفتار کر لیا شاہ ابدالی کو جب اس امر پر اطلاع ہوئی تو فی الفور بیقرار ہو کر روانہ ہوا اور نہایت سرعت کے ساتھہ برق و باد کی طرح دہلی سے بیس کوس پر آکر خیمہ زن ہوا عماد الملک نے اسی عورت کی سفارش پہنچائی اور خود استقبال کیلئے گیا اور شاہ ولی خان وزیر ابدالی کی سازش سے اقرار پیشکش کا کر کے اُسکے ساتھہ قہر سے محفوظ رہکر وزارت پر بحال رہا اور شاہ ابدالی ۱۱۷۰ھ ہجری بروز جمعہ ملک قندہار سے ہندوستان کی طرف روانہ ہو کر دار الخلافت شاہجہان آباد مین نزول فرمایا اور عالمگیر ثانی سے ملاقات کی اور کامل ایک ماہ تک یہان رہا کیا اس عرصہ مین تمام ملک کو غارت کر دیا شاید کوئی اُسکے ہاتھہ سے بچا ہوا و تیمور شاہ اوسکے فرزند کی شادی اعز الدین کی دختر سے ہو گئی جو عالمگیر ثانی کا برادر حقیقی تھا بعد ازان شاہ ابدالی سورجمل جاٹ کی تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا - واضح ہو کہ ملکہ زمانیہ بیگم فرخ سیر کی بیٹی اور محمد شاہ کی بیوی اور صاحبہ محل زوجہ ثانی شاہ مذکور کی ہے اوسکے بطن سے ایک لڑکی ہوئی جو محمد شاہ کو تمام خلق سے زیادہ محبوب تھی

اراکین سلطنت کی نمکحرامی سے کہ غارتگری مرہٹہ کا صدمہ اوٹھائے ہوئے تہے بکمال رنج و تکلیف بسر اوقات کرتی تہین اور اپنے ہندوستان مین رہنے کو عالمگیر ثانی اور عماد الملک وزیر کے تحت مین نہایت ناگوار جانتی تہین شاہ ابدالی سے واپس ہونیکی خبر سنکر اپنی رفاقت کا پیام دیکر اس امر کی خواستگار ہوئین کہ ہم اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتہ کرنا چاہتے ہین درانی نے اس امر کو اپنا افتخار سمجھکر قبول کیا اور اقامت کرکے دختر مذکو کو اپنے نکاح مین لایا پس کارسازی ملکہ زمانی اور صاحبہ محل کے سفر کے اسباب اونکے ہمراہ کر دیئے اور اپنے ہمراہ لیکر لاہور کا ارادہ کیا وہان پہنچکر تیمور شاہ کو لاہور ملتان ٹھٹہ کا حاکم اور جہان خان کو اوسکا سپہ سالار مع باربرداری کرکے خود اوسنے کابل و قندہار کی راہ لی یہان پر عماد الملک غازی الدینخان کو ہمیشہ بادشاہ سے خوف رہتا تہا انجام کار ارادہ اونکے قتل کا مصمم کرکے مہدی علیخان کشمیری دجال صفت کو تلقین کیا اوسنے ایکروز بادشاہ سے عرض کیا کہ اس شہر مین ایک درویش صاحب حال وارد ہوئے ہین اور فیروز شاہ کے کوٹلہ مین اقامت گزین ہین قابل زیارت ہین بادشاہ سادہ مزاج نے جریدہ ہوکر واسطے ملاقات اس جعلی درویش کے جسوقت معہود جگہہ پر پہنچے حجرہ کے دروازہ پر جاتے تہے تلوار جو اونکے ہاتہ مین تہی اوس موذی نے لے لی اور جسوقت کہ بادشاہ پردہ اوٹہاکر اندر گئے ہین باہر سے کیواڑ بند کر زنجیر چڑہا دی مرزا بابر خلف اعز الدین داماد بادشاہ کا جو ہمراہ تہا اوسنے جب یہ سانحہ دیکہا تلوار کہینچکر ایک کو مجروح کیا عماد الملک کے لوگون نے دوڑکر اوسکو گرفتار کرلیا اور محفوظ پالکی مین بٹہاکر سلاطین کے قیدخانہ مین بہیجدیا اور حجرہ مین بجای درویش کے تین چار ازبک خونخوار کہ اس امر کے منتظر تہے تلوارین اور کٹارین خوب مارکر اس بیچارے کی جان لی اور اونکی لاش دریا کی طرف پہینکدی منقول ہے کہ شہدون نے انکا لباس بہی اتار لیا تہا چہہ پہر کے بعد بعض لوگون نے اس کشمیری کے حکم سے لیجاکر ہمایون کے مقبرہ مین دفن کیا اور اسی روز محی السنت

خلف کامبخش بن اورنگ زیب کو تخت شاہی پر بٹھاکر شاہ جہان کے ساتھ ملقب کیا مدت سلطنت عالمگیر ثانی کا تخمیناً چھ سال ہے +

علی گوہر شاہ عالم کا بیان

علی گوہر شاہ عالم بہادر ولیعہد عالمگیر ثانی عماد الملک وزیر کے ہاتھوں سے اپنے باپ کے حین حیات سے شہر و دیار مین آوارہ سرگردان پھرتا رہتا تھا اتفاقاً دریائے کرمناسا سے کہ جو صوبۂ عظیم آباد کی سرحد پر واقع تھا عبور کرکے چند کوس آگے بڑھا تھا کہ اپنے باپ کے قتل ہونیکی خبر سُنی موافق قاعدہ خاندان بابریہ کے سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین تخت سلطنت پر جلوس فرماکر شاہ بادشاہ عالم لقب اپنا کیا اور ایلچی کو طرف شاہ ابدالی کے اپنے استمالت کے لئے روانہ فرمایا اور شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کو بھی قلمدان اور دیگر عطیہ واسطے تالیف قلوب کے بھیجکر منتظر مدد الٰہی کا تھا کہ اسمین بعض بعض امراء اور جمعدار مع اپنی جمعیت اور سوار و پیادہ کے حاضر ہوکر تخت سلطنت کو مضبوط کرنیکے لئے مستعد ہوئے معلوم کرنا چاہیے کہ یہ بادشاہ نہایت شجاع اور دلاور تھا چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ ایکبار شہزادگی کے عالم مین حین حیات اپنے باپ کے علی مردان خان کی حویلی مین مقیم تھا کہ دفعتاً عماد الملک کے دس بارہ ہزار سوار گرفتار کرنیکے لئے آگئے اور حویلی کا چہار طرف سے محاصرہ کرلیا باوجود تھوڑے سے رفیقون کے باہر آکر تلوار کا ہاتھ کرتا ہوا ایسا نکل گیا کہ اگر سام اور رستم بھی ہوتے تو انگشت حیرت کی دانت مین پکڑتے۔ بعد جلوس کے بھی رام نرائن متمرد سے جب لڑائی کا اتفاق پڑا جنگ کیوقت باوجودیکہ ایک طرف سے صفوف انگلشیہ کی طرف کہ وہ اُسکے شریک تھے گولیان بندوقونکی مثل اولون کے برساتے تھے اور دوسری طرف سے بھوجپوریا وغیرہ کے زمینداروں کی بندوقین چھٹکتی تھین لیکن بادشاہ کے مددگارون نے آخر کار ڈھالین اور تلوارین گھوڑون سے اوتار کر

الیسی جنگ کی کہ فوج مخالفین مین ایک تزلزل عظیم واقع ہوا اور بجای قرار کے فرار ہونا غنیمت جانا اور رام نراین نے زخمی ہوکر ہودیکے سایہ مین تختے کے پناہ لی اس طرح سے اپنی جان کو بچاکر میدان سے نکلگیا بادشاہ کامیاب اور ظفریاب ہوا کہ ایلچی نے جب بادشاہ ابدالی کو یہ خبر پہنچائی کہ عماد الملک نے اسطرح سے نمکحرامی عالمگیر ثانی سے کی ہے اور اپنے خالو انتظام الدولہ خان خانان کو اوسنے تلوار سے مارا تھا اوسکا بھی قصّہ بیان کیا اور نجیب الدولہ اور کل افغان اور سب راجہ آپ کی مہربانی کے خواہان ہین اور اس سے پیشتر بھی مرہٹہ کی گستاخیونکی خبرین شہزادہ تیمور شاہ اور سپہ سالار جہان خان سے گذر چکی تہین ارادہ فرمایا عماد الملک اُسکے آنے کی خبر پاکر سورج مل جاٹ کی طرف بھاگا اور شاہ ابدالی نے آتے ہی اول میدان باولی مین جو اطراف دہلی مین ہے دتا سردار مرہٹہ سے مقابلہ کیا لوگون نے مرہٹہ کی فوج مین سے نکالا اور چونکہ دتا مع کل اپنے رفیقون اور ہمراہیون کے آخر جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین تلوار سے مارا گیا ہے لہذا مادہ تاریخ اوسکا یہ ہے

کرد سلطان عصر درّانی * قتل دتا بہ تیغ دشمن گاہ * گفت تاریخ این ظفر آزاد * نصرت بادشاہ عالیجاہ *

پھر بارہوین صدی کے چوہترین سال مین چھٹی جمادی الثانی کو پانی پت کے شمال مین سداشیو راؤ بھاؤ سے جنگ عظیم واقع ہوئی رؤسا ابدالی اور ہندکے سردارون مثل نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ وغیرہ کی لشکر مرہٹہ سے الیسی جنگ پیش آئی اور جانبازی کی کہ قلیل عرصہ مین کشتونکے پشتے ڈالدیے معرکہ کی جگہہ خون مقتولون سے گلرنگ اور میدان عدم کا موت کی کثرت سے کمال تنگ ہوگیا تھا دس ہزار روہیلے ہمراہ نجیب الدولہ کے کہ جوہر شجاعت مین مشہور اور بہادری مین ضرب المثل تہے لشکر مین گھس کر بلونت راؤ خسرو پور بادکو کہ مدار المہام اور قوت بازو اوسکا تھا مار لیا بائیس ہزار لونڈی غلام دکھنی لشکر تقسیم مسلمانون مین ہوئے اور جواہرات بیش قیمت و زر و زیور اور مختلف اقسام کے اسباب اور توپخانہ اور پچاس ہزار گھوڑی اور

سلطان حسین بن سلطان یمین

تصنیفات آپکی بہت ہین دیوان اشعار کا
آپنے بموجب ارشاد خواجہ نصیر الدین چراغ
دہلوی کے لکھا ہے

دو لاکھ نرگاؤ کئی ہزار اونٹ اور پانسو ہاتھی غازیان نصرت شعار کے قبضہ مین آئے اور جو تلوار کے خوف سے آوارہ دشت ناکامی ہوئے تھے دیہاتیون نے خبر پاکر پکڑ لئے اور مار ڈالنے مین اونکے کسی قسم کا تامل نہ کیا مورخین بیان کرتے ہین کہ اس لڑائی کے بعد ایک عرصہ دراز تک اوس گروہ مذکور مین ظاہر نہ ہوا اور نہ اوسکے پیشتر عمل غنیم کا ملتان اور ڈیرہ غازی خان اور دریای جمنا کے دوسرے جانب تک ہوگیا تہا اور باوجود اس امر کے کہ سلطنت ہند و دکن کی رکھتا تہا جب دہلی کا قلعہ سر کیا بسبب کم حوصلگی اور پست ہمتی کے چہت دیوانخانہ شاہی کی جو چاندی سے بنی ہوئی تہی اوسکو نکالکر روپیہ ڈہلوا دیے اور آلات طلائی اور نقرئی وقف قدم رسول صلعم اور حضرت سلطان نظام الدین اولیاء کے مزار اور مرقد فردوس آرامگاہ سلطان محمد شاہ کے مثل قندیل وغیرہ کے منگوا کر اپنے تصرف مین لائے تہے خیر بڑے بڑے سردار مارے گئے گوبند پنت کا سر کاٹا گیا بسواس راؤ بالاجی راؤ کا بیٹا اور سداشیو راؤ عرف باؤ بالا راؤ کا چچازاد بہائی اور علاوہ انکے اور بہی بادیہ پیمای عدم کے ہوئے ابراہیم خان گاردی کے جسکے ساتھ بارہ ہزار بندوقچی تہے اسیر کرکے بحر ممات مین غوطہ دیا شمشیر بہادر برادر علاتی بالاجی راؤ کنچنی زادہ لٹیرونکے ہاتھ سے بہاگا بہاگ مین اثنار راہ کے اندر مارا گیا غرضکہ غنیم کے سردارون مین سے کوئی بہی نہ بچا ملہار راؤ اور پٹیل مہادجی سیندہیہ بہزار خرابی مالوے سے بہاگ کر شہر پونا مین پہنچے اور لشکر اسلام عالی مقام نے اہل کفر کا خوب قتل عام کیا اور بعد قتل بیشمار کے جب رحم آیا تو اوس گروہ بدکیش مین سے بہت سے لوگون کے ناک کان کاٹ لئے۔ اور شاہ ابدالی نے اس فتح و کامیابی کے بعد دہلی مین وارد ہوکر سلطنت ہندوستان کی شاہ عالم بادشاہ کیلئے اور یہانکی وزارت شجاع الدولہ کے نام مقرر کی اور امیر الامرائی نجیب الدولا کے نام مقرر کی اور نجیب الدولہ سے کہا کہ تم مرزا جوان بخت شاہ عالم کے بیٹے کو اور سداشیو راؤ نے جنگ

گذشتہ مین محی السنہ کو معزول اور مقید کرکے اسکو تخت نشین کیا تہا شاہ عالم کا نائب کرکے دہلی مین رہو اور شاہ عالم کو ملک بنگالہ اور عظیم آباد سے دار الخلافت مین بلالاو شجاع الدولہ سے یہ ارشاد ہوا کہ تم شاہ عالم کو وہان سے یہان لے آؤ اور تم اونکی اطاعت مین رہو اور انکو خلعت فاخرہ دیکر ملک اودھ اور الہ آباد کی طرف رخصت فرمایا اور آپ چہٹی شعبان کو دہلی کے باغ شالہ مار سے اسی سالیمین قندہار کو سدہارا اور بادشاہ عظیم آباد کے اطراف مین منیر الدولہ کے انتظار مین رہے اور یہ منیر الدولہ احمد شاہ ابدالی کے آگے آگے بطور سفارت کے آیا تہا اور اُس سے یہ مقصود تہا کہ ارکین کی عرضیون سے شاہ ابدالی کا حال اور قوم مرہٹہ کے استیصال کا حال جسنے ہندوستان کی سلطنت کا قصد کیا تہا اور سلطان جہان بخت کی نیابت کا حال اور سکہ کا جاری ہونا اور خطبہ کا پڑہا جانا اور نذر و تہنیت جلوس کا فراہم ہونا اوسکو معلوم ہو کر باعث اطمینان ہوا اور یہ بات اُسکو ثابت ہو گئی کہ احمد شاہ نے دہلی کے امرا خصوصًا نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور احمد خان بنگش اور تمام پٹہانون کو شاہ عالم کی اطاعت کے باب مین بہت تاکید کی ہے بلکہ شجاع الدولہ بادشاہ کے لینے کو اپنے صوبونکی طرف روانہ ہو چکا ہے پس شاہ عالم نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور جلوس کے دوسرے سال مطابق ۱۱۷۴ھ ہجری کے عظیم آباد سے نکلکر شجاع الدولہ کے ملک کی طرف روانہ ہوا اور شجاع الدولہ اُدہر سے اپنے صوبونمین پہنچکر فورًا روانہ ہوا اور بنیس روز کے عرصہ مین سیتاپور مین آگیا اور شاہ عالم نے جو عظیم آباد سے نکلکر سید راجہ کی سرای مین اپنا قیام گاہ بنایا تہا سولہوین ذیقعدہ کو حاضر ہو کر شاہ عالم کی ملازمت حاصل کی اور شجاع الدولہ کو اوسوقت تک خلعت عطا نہین ہوا تہا مگر وزارت کا کام نہایت خوبی سے انجام دے رہا تہا اُسوقت شاہ عالم نے ایک ہار مروارید کا اور خلعت ہفت پارچہ چار قبا اور ایک قلمدان مرصع عطا فرما کر ممتاز کیا اور وہان سے وہ دونون شخص بادشاہی عمل کو بزور قایم کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ سورج مل جاٹ

باوجودیکہ شاہ ابدالی اور مرہٹہ کا حال بچشم خود معاینہ کرچکا تہا تاہم شاہ عالم کی بادشاہت پر راضی نہوا اور طمع اوسکی دامنگیر ہوئی اور اکبرآباد کے قلعہ دار سے سازش کرکے تمام سامان شاہی پر قبضہ کرلیا اور نجیب الدولہ اور مرزا جوان بخت ولیعہد کو جو شاہجہان آباد مین موجود تہے اونکو سست و کاہل سمجہکر اور شاہ ابدالی کو مسافت بعیدہ پر جانکر بغاوت اختیار کی بلکہ شاہ موصوف کے نایب کو جو ملک لاہور مین تہا اُسکو قتل کرڈالا اور ایک شخص کو جسکا نام جسا تہا بادشاہت کے ساتہہ نامزد کرکے اوسکے نام کا سکہ جاری کیا اور سکہون کا ایک گروہ عظیم اوسکے ساتہہ ہوگیا اور شاہ ابدالی کو جب اس سانحہ کی اطلاع ہوئی تو اُسنے لاہور کا قصد کردیا۔ + مورخین لکہتے ہین کہ یہ ساتوین بار تہی جو اُسنے ہندوستان کی طرف قصد کیا ہے الغرض جب سکہون نے اسکی اطلاع پائی تو مقام رہتاس مین دو لاکہہ سوار اور پیادہ کے قریب جمع اور فراہم ہوگئے جب شاہ ابدالی کو اس قصہ کی خبر ہوئی تو الطور الیلغار کے نوّے کوس مسافت دو دن مین قطع کرکے دفعتًا اونکے سر پر آگیا اور قریب بیس ہزار آدمیونکو تہ تیغ کیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور بفراغت تمام ۔ شعبان کو فتحیاب ہوکر لاہور مین داخل ہوا اور وہان مقیم ہوکر نور الدینخان ابدالی کو جو اوسکا چچازاد بہائی تہا اور شاہ ولی خان وزیر کو اپنے سکہ جیون کشمیری پر متعین کیا چونکہ اوسوقت شاہ موصوف کا اقبال یاور تہا نور الدینخان پہنچتے ہی اوسپر فتحیاب ہوا اور اُسکے تمام اہل و عیال کو قید کرلیا ۔ شاہ ابدالی کو جب فتح کی خبر ہوئی ۔ تو خان مذکور کو وہان کا نایب مقرر کرکے ۱۱۷۶ھ ہجری مین وہانسے مراجعت کا قصد کیا اور لاہور سے کابل کی طرف روانہ ہوا شاہ ابدالی کی یہ آخری مراجعت ہے کہ اسکے بعد اس طرف کو اوسکی مراجعت کا اتفاق بسبب بے انتظامی خراسان کے نہوا اور یہان انہین چار پانچ سال کے عرصہ مین بسبب طمع سراج الدولہ کے جو حالات دیگر نمایان کا پوتا ہے جسکا ذکر آیندہ بیان کیا جائیگا صاحبان انگریز نے ملک بنگالہ کے اطراف و جوانب مین استیلا

یا کر میر جعفر خان خسر میر محمد قاسم خان کو مرشد آباد کا صوبہ دار اور ناظم مقرر کیا تھا چونکہ ان ایام میں حدود مذکورہ کے
اندر جنگ و جدال کا بازار گرم ہو رہا تھا اوس اثنا میں میر جعفر خان نے بھی اپنے داماد میر محمد قاسم خان کو اپنی امداد
سے صاحبان انگریز کو شکست فاش دی تھی شجاع الدولہ قلعہ جہان لبی کا فتح کر کے عالیجاہ میر محمد قاسم خان
مذکور کی ترغیب سے عظیم آباد پٹنہ اور بنگالہ کے ملک کی تسخیر کے لئے شاہ موصوف کو اپنے ہمراہ لیکر ستر ہزار سوار
اور اسی قدر پیادہ فوج سے سرداران انگلشیہ کے مقابلہ پر روانہ ہوئے ۵ جمادی الاول ۱۱۷۸ھ میں جنگ
عظیم واقع ہوئی اور قریب بیس ہزار کے لشکر اسلام سے سیراب جام شہادت ہوئے اور لشکر اسلام کو ہزیمت
ہوئی قضای الٰہی سے اس رستخیز میں بادشاہ موصوف شجاع الدولہ سے الگ ہو کر دوسری طرف جا رہے تھے
کہ اثنای راہ میں صاحبان انگریزوں کے ہاتھ لگ گئے وہ نہایت احترام اور عزت کے ساتھ شاہ موصوف کو
اپنے ہمراہ لے گئے اور کہنے لگے کہ تم ہمارے بادشاہ ہو ہم تمہارے فرمانبردار ہیں اور آپ سے ہمکو جنگ مقصود نہین
ہے۔ شجاع الدولہ منہزم ہو کر الہ آباد میں آ گئے اور وہان جمعیت کر کے ایک لاکھ سوار اور پیادہ سے دوسری
بار صاحبان انگریز کا مقابلہ کیا مگر اس مرتبہ بھی شجاع الدولہ کو شکست ہوئی شجاع الدولہ نے ناچار ہو کر روہیلوں اور
مرہٹوں سے کمک چاہی اور غازی الدین خان بہادر کی بھی تالیف کر کے اپنے ساتھ متفق کیا آخر کار ماہ
ذیقعدہ میں جنگ عظیم برپا ہوئی بہت سے لوگ خوفناک ہو کر مر گئے اور خود شجاع الدولہ گریز کر کے جمنا کے
گھاٹ سے عبور کرتے ہوئے گوالیار کو روانہ ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے ہمراہی بہت سے دریا میں
ڈوب ڈوب کر مر گئے اور فیروز جنگ بہادر نے بھی روگردان ہو کر قلعہ جات میں پناہ لی لیکن شجاع الدولہ
نے مغلوب ہو کر صاحبان انگریز سے مصالحت کی اور وہ انکا تمام ملک اپنے تصرف میں لا کر بادشاہ کو اپنے
ساتھ لئے ہوئے بکن پور میں داخل ہوئے اور شجاع الدولہ فرخ آباد میں آ گیا اس اثنا میں کہ فقط صوبہ اودہ

شجاع الدولہ کیلئے اور الہ آباد بادشاہ کیلئے مختص کردیا اور مابقی پر جسکا حصہ تہا وہی اوسکا قابض تہا اچ
اہنین ایام مین جب سورج مل جاٹ جو عماد الملک کا ممد اور معاون تہا سید محمد خان برادر زادہ بہادر خان بلوچ کے ہاتہ سے مابین شاہجہان آباد و فرخ نگر کے میدان جنگ مین قتل ہوا اور اوسکا بیٹا باپ کے قایمقام ہوا اور شاہجہان آباد کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا نجیب الدولہ نے اگرچہ جنگ کی گرم بازاری رکہی مگر آخر کار مصالحت کرکی اور آتش فتنہ کو آب صلح سے فرو کیا شاہ عالم بادشاہ جو بد اقبالی سے ہمیشہ کسی ایک ملازم کے محکوم رہا کرتے تہے الہ آباد مین منیر الدولہ کی معیت اور سرداران انگریزی سے تنگ آکر شاہجہان آباد کا ارادہ کیا اور قصہ کیا کہ اپنا لباس شاہی اس شہر کے باشندون کو دکہلاؤن مگر اس امر کو بعید از عقل خیال کرکے اعوان اور انصار کے بہم پہنچانے مین کہ اوسمین بعض سردار مرہٹہ نے جو لشکر اسلام کی تلوار سے بچ رہے تہے اور ملک دکن اور مالوے مین جا بسے تہے بوساطت بعض امیرون کی رفاقت کا عہد و پیمان کرکے بادشاہ کو مطمئن کیا تہا اور پیاپے عرضیان قبول مسئولات کی گذرانین پس بادشاہ نے بیتاب ہوکر اپنا مطلب ظاہر کیا اگرچہ منع کرنیوالون نے منع بہی کیا اور اُسکی قباحتین بہی حضور کو سمجہائین لیکن الہ آباد کی اقامت پر راضی نہ ہوا لہذا افسران انگریزی نے مجبور ہوکر ناچار اجازت دی بادشاہ نے وہان منزل بمنزل کوچ کرکے قلعہ دار الخلافت مین کہ بادشاہی دولتخانہ تہا نزول فرمایا اور حرم سرا مین داخل ہونیکے بعد لہو و لعب مین مشغول ہوا اسکے بعد جب مرہٹون نے زیادہ طلبیان شروع کین تو بادشاہ نے متفکر ہوکر مرزا نجف خان سے مدد طلب کی یہ بہادر باوجودیکہ اسکے پاس فوج تہوڑی ہی تہی لیکن اونکی گوشمالی کیلئے باہر نکلا اور ہر طرح سے غالب آیا بادشاہ کے دل مین اُسکی جگہہ ہوئی اور مرہٹہ نے ترقی کی پہر ۱۱۹۵ ہجری مین عبد اللہ خان کشمیری اور نیز دیگر لوگ جو ارکان سلطنت تہے نجف خان کے اقتدار و مرتبہ پر حسد کرکے ضابطہ خان کو کہ روہیلون سے

سکے گروہ کا افسر تہا اور اوسکے پاس ایک جم غفیر جمع تہا سب بے سرتابی کی رہنمائی کی سب کے کہنے سننے سے اوسکا مزاج بہی متغیر ہوگیا۔ امیر الامرا ذو الفقار الدولہ نجف خان بہادر نے اوسکی ایسی گوشمالی مناسب کی کہ بجز امن و پناہ کے اور کچہہ بس نہین پڑا۔ مورخین بیان کرتے ہین کہ خان موصوف نے اس سے ایسی جنگ کی کہ شاہ ابدالی کی جنگ کے بعد کبہی ایسی جنگ نہ ہوئی تہی ہزارون آدمی میدان جنگ مین بے سر و تن پڑے تہے پہر جسوقت کہ خان موصوف کو پشیمان پایا تو امیر الامرا نے اوسکی عذر خواہی قبول کی اور تقصیر معاف کی پس بہت روزون تک وہ خدمتگذار رہا اور امیر الامرا کو اپنی ہمشیرہ اور نجف قلی خان کو جو امیر الامرا کا متبنی بیٹا تہا اُسکے بڑی اپنی دختر دینی قبول کرکے اس صلہ مین سہارنپور کی فوجداری پر سرفراز ہوا چند روز کے بعد غلام قادر خان خلف ضابطہ خان کا بلطائف الحیل ۱۲۰۲؁ ہجری مین قلعہ مین داخل ہوکر اکبر دوم شاہ عالم بہادر کو تخت پر سے اُتار کر قید کیا اور جہان شاہ نامی ایک شہزادہ کو اولاد تیموریہ سے اسی وقت برائے نام تخت پر بٹہایا بعد دو چار روز کے پہر اس جناب کو قیدخانہ سے بُلاکر جواہر طلب کیے اونہون نے محل سرای مین جاکر جسقدر جواہرات تہے سب لادیے اسکے بعد اس نمکحرام نے سر دربار اس بزرگوار کو زمین پر گراکر چھاتی پر چڑہکر اپنی کٹار سے اونکی دونون آنکہین نکال لین مادہوجی سیندہیا مہاراج بہادر والی دکن کو کہ اون ایام مین وزارت دہلی پر مامور تہا جب اسکو معلوم ہوا تو اوس بے ادب کے انتقام کیلئے فوج روانہ کی غلام قادر مردود یہ سنکر مرہٹہ کی طرف بہاگ گیا پس دہلی مرہٹون کے قبضہ مین آئی انہون نے شاہ عالم بہادر کو دوبارہ تخت سلطنت پر بٹہایا لوگون نے تہنیت کی نذرین گذرانین اور وہ نابکار اس طرف ایک زمیندار کی کوشش سے گرفتار ہوکر پکڑا ہوا آیا مرہٹون نے اس ناعاقبت اندیش کو لوہے کے پنجرے مین بند کیا اور بند بند جدا کرکے چند روز مین مار ڈالا اور بادشاہ کیلئے بارہ ہزار روپیہ ماہوار مقرر کیے اور شاہ حبیب کی

کوشش سے جو محمد میر خان نظم الدولہ معین الملک کے خسر تھے کہ ستہپا اونکا نہایت معتقد اور مرید تہا شاہ نظام الدین نام چند خان مذکور کو ناظم دہلی کیا چونکہ شاہ صاحب درویش بمضمون کُلُّ شَیۡءٍ یَرۡجِعُ اِلٰی اَصۡلِہٖ کے کہ خباثت افلاس جو گذشتہ مین اوسکے سمائی تہی فی دُکان شاہجہان آباد مین تیرہ کوڑی روزا اپنے لئے مقرر کئے اور طرفہ یہ ہے کہ وہ کوڑیان جو فراہم ہوتی تہین تنخواہ مین جہان پناہ کی ارسال ہوتی تہین اسی لئے نام انکا خلائق نے شاہ کوڑا رکہا تہا کہتے ہین زمانہ تسلط مین اس بدبخت بخل شعار کے بادشاہ اور تمام شاہزادے خرچ واخراجات سے بہت تنگ آئے تہے حتی کہ دہلی مین خاص وعام کی یہ زبان زد ہے کہ ایک روز سب شہزادے جمع ہوکر اس فقیر کے گھر پر گئے اور اسکو ننگے پاؤن پکڑکر واسطے ادائے اپنی ماہواری کے بٹہا رکہا بادشاہ اس فقیر کے سبب سے ایسا فج ہوئے تہے کہ ایک روز کا ذکر ہے بر سر دربار حافظ عبدالرحمن خان المخاطب شاہ نواز خان اپنے دیوان کیطرف دیکہکر یہ فرمایا کہ حافظ جی کل تو عید کا دن ہے اور ہمارے پاس دوشالہ تک نہین ہے جو ہم اوڑہکر نکلین ع کو صولت اسکندر کو حشمت دارا۔ اے صاحب فطرت ۔ پڑہ فَاعۡتَبِرُوۡا یَا اُولِی الۡاَبۡصَارِ کا آیہ تا ہو تجہے عبرت ۔ ایک شخص درجی صاحب انگریزی افسر دہلی کا قلعدار وہ بہی وہان کہڑا ہوا تہا اوسنے بہی سنا اور بعد برخاست اجلاس کے تین عدد دوشالے کشتی مین لگا کر اوسنے پیش کئے اور آداب عرض کرائی بندگان عاصفجاہ ثانی نے جہان پناہ کے عسرت سے اطلاع پاکر سات ہزار اشرفی پالکی سے منگوا کر خدمت مین روانہ کی اور ۱۲۰۹ ہجری مین جب مادہو جی مرا اور دولت راو سیندہیا اوس کا چچازاد بہائی ورثا پایہ وزارت پر قایم ہوا اوسنے ۱۲۱۵ ہجری مین حراست دہلی کی چہپے کنیوے پرون نام فرانسیس کو عنایت کی اوسکے عہد مین بہی بادشاہ کو آسودگی حاصل نہوئی مگر جب ۱۲۱۹ مین

افسران انگریزی نے دہلی کو مرہٹون سے لیلیا بادشاہ کو براے نام قایم رکھکر وزارت
کے کام کو اپنے ذمہ لیا اور منشی مخدوم بخش سے کہا کہ تم جاؤ اور اخراجات کارخانہای سرکاری
جیساکہ خود ارشاد کرین لکھکر لے آؤ چنانچہ منشی صاحب حاضر ہوے اور اوسوقت جو صورت کارخانون
کی تھی اوسپر کچھ اشیا زیادہ کرکے سات ہزار روپیہ کی ماہواری کے موافق لکھکر لے آئے کلان
صاحب چونکہ بدفترکیون سے وہ تنخواہان سرکار اطلاع رکہتے تہے معلوم کیا کہ بادشاہ بہت
تکلیف مین ہین لہذا اونہون نے بارہ لاکھ روپیہ سال اپنی طرف سے مقرر کردئے اوسکے بعد
جہان پناہ نے چاہا کہ اوسپر کچھ اضافہ ہونا چاہئے لارڈ صاحب نے چالیس ہزار روپیہ ماہواری کے
چند موضع اطراف دہلی مین اونکے نام چھوڑ دئے اور اپنی طرف سے ایک وکیل مقرر کردیا کہ وہ
دربار مین حاضر ہوکر کاغذون پر دستخط کرایا کرے اور دو کمپنیان پلٹن کی مع افسرون کے نمائش
سواری کی نماز جمعہ اور سیر وغیرہ کے لئے معین کین اور عیدین اور نوروز کو گورنر بہادر کا
وکیل آتا اور ایکسو ایک اشرفی صاحب بہادر کیطرف سے بطور نذرانہ کے گذرانتا پھر آپ نذر اپنی دیتا
اوسکے بعد سرکار کمپنی کی نذر پھر وکلای صوبجات کی نذر گذرانی جاتی یہ آداب شاہی قرار پائے
اور جہان پناہ نے گورنر بہادر کیواسطے خلعت عنایت فرمایا اور یہ اوسکا ضمیمہ ہوا اور سب کے
پہلے سفارت کی خدمت پر لونی اخت صاحب مامور ہوا اوسکے بعد سنہ ۱۲۲۱ھ مین شاہ
عالم نے اس جہان فانی سے انتقال کیا اون کی مدت سلطنت اڑتالیس ۴۸
سال چند ماہ ہے۔ چونکہ صاحب مرحوم موزون طبع تہے اور تخلص آفتاب تہا
کسی نے اونکی تاریخ رحلت لکھی ہے۔ دی آفتاب روز زمین بود پیش ازین ٭ شد آفتاب زیر زمین آہ واہ ہمان۔

اکبر شاہ ثانی کا بیان

معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی شاہ عالم مرحوم کے بعد سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین تخت نشین ہوئے منشی غالب الدولہ متخلص بہ سید نے دو شعر مادہ تاریخ بطور تعمیہ اس طرح لکھے ہین شعر چو از ارث جلال الدین اکبر + شد اکبر شاہ ثانی صاحب افسر + نوشتہ سید از روی بشارت + ہمین تاریخ ظل اللہ اکبر + مورخین بیان کرتے ہین کہ افسران انگریزی نے برای نام اونکو تخت شاہی پر بٹھا دیا تھا اور خود امورات ملکی کو جیسا کہ ظاہر ہے اپنے دستور کے موافق سر انجام دیتے تھے لیکن اونکا پاس اور حفظ مرتبہ شاہان قدیم کی طرح تھا اونکے بزرگون کے دربار کا جو قانون تھا اوسکے حفظ اور رعایت کیلئے اونکی رضامندی کو مقدم رکھتے تھے کسی امر مین کسی وقت رزیڈنٹ یا لاٹ گورنر صاحب بہادر نے عرض معروض اور نشست و برخاست وغیرہ مین خلاف آئین سابق کے مبادرت نہین کی جب رزیڈنٹ آتا تو بندگان شاہی کی طرح آداب گاہ سے مجرا کرتا اور اپنی جگہہ پر دست بستہ کھڑا ہو جاتا اور جب کچھہ عرض کرتا تو دست بستہ ہو کر عرض کرتا تمام قواعد سلاطین مین کسی صورت کے اندر سر مو فرق نہ کرتا چنانچہ ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲۲۴ ہجری مین شہزادہ جہانگیر مرزا نے جنکے دماغ مین کچھہ خلل آگیا تھا ایک روز شراب کے نشہ مین تھے کہ اتفاقاً اونکے بنگلہ کی طرف سے سٹین صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر گذرے جہانگیر مرزا نے کھڑکی مین سے اونکو دیکھا اور دل مین اونکے نہ معلوم کیا خیال پیدا ہوا کہ فوراً اونکے اوپر طپنچہ کا فیر کیا مگر نشانہ نے خطا کی اور پیشانی سے چار انگل بچکر گولی نکل گئی خوبی قسمت سے صاحب بہادر کی زندگی تو بچگئی مگر اونکی ٹوپی اڑگئی اور صاحب بہادر ٹوپی اٹھا کر اوس وقت چلے گئے مگر یہ شعر زبان پر لائے کہ شعر قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود + ورنہ ہیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود + اور وہان سے اپنے مکان پر پہنچکر اس مضمون کی ایک عرضی روانہ کی کہ صاحبزادہ بہادر

نے یہ کام بلا وجہ کیا ہے دو گہنٹے کے عرصہ مین آپ اُنکو روانہ کردیجئے ورنہ قصور معاف گولہ چلیگا اکبر شاہ ثانی نے اُس عرضی کو سُنکر اِس قدر تامل فرمایا کہ دو گہنٹے گذر گئے پس توپ چلنے لگی اور پاسبانون نے قلعہ معلی کا دروازہ بند کرلیا اور سپاہیون نے گولون کے فیر سے قلعہ کے کواڑ توڑ ڈالے اور لین کے جوان توپین سر کرتے ہوئے محل شاہی مین دیوان خاص تک آپہونچے اکبر شاہ یہ ہنگامہ دیکہکر خود باہر نکل آئے اور صحن مین کہڑے ہوکر فرمایا کہ ان لوگون سے کہنا چاہیے ہمکو کیون ایذا دیتے ہین فوراً رزیڈنٹ بہادر نے حاضر ہوکر نہایت عاجزی اور خوشامد کے ساتھہ عرض کیا کہ آپ ہمارے مالک ہین ہمارا کچہہ قصور نہین لیکن شاہزادہ عالم کا مزاج حالت اعتدال سے روگردان ہو رہا ہے بالفعل اونکو آپ ہمین عنایت فرمائیے آجکل الہ آباد کی آب وہوا نہایت عمدہ ہے چند روز وہان اقامت فرماکر بعد صحت واپس آجائینگے ہرگز اس سے زیادہ بے ادبی کا خیال نہ فرمائیے بادشاہ نے فرمایا اچہا اور اُسی وقت توپ کے بند ہوگئی اور نار فساد فرو ہوگئی اور شہزادہ کو خود بدولت نے اجازت عطا فرمائی شہزادہ اُسی وقت ارادہ کر کے میانہ مین سوار ہوگئے۔ واضح ہو کہ رزیڈنٹ بہادر بپاس خاطر ظل سبحانی پیدل سواری کے ساتھہ ہو کر اونکو اپنے مکان پر لے آئے اور وہان سے عماری مین سوار کراکر الہ آباد کی طرف نہایت شان اور رونق کے ساتھہ روانہ کیا اور درماہہ بیش قرار اونکے لئے مقرر کردیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ عرصۂ معہود کے بعد اونکو دہلی جانے کی رخصت ملی تہی مگر وہ اپنی خوشی سے وہان رہے حتیٰ کہ اوسی مقام پر اونہون نے وفات پائی۔ اور سنہ ۱۱ جلوس والا مین لارڈ مابرہ صاحب کہ اونکا رتبہ نہایت اعلیٰ اور شاہ انگلنڈ کے چچازاد بہائی تہے اور نیز اُنکے باپ کی انگلستان کی سلطنت تہی وہ وارد ملک ہندوستان کے ہوئے اور اُنہون نے شاہ اکبر کی ملاقات کا ارادہ کیا اور شہر دہلی مین وارد ہوئے ایک بڑے

مولویصاحب نے اس امر کی روایت کی ہی کہ جب اونکے خیمہ مراد آباد و سنبھل مین نصب ہوگئے کہ وہ دہلی سے آٹھ منزل پر واقع تہا تو بادشاہ نے منشی محمد علی اور دبیر الدولہ کو واسطے استقبال کے روانہ فرمایا ملاقات کے وقت لارڈ صاحب بہادر نے یہ کہا کہ ہم ہی بادشاہزادہ ہین اور بادشاہ کی ملاقات کے خواستگار ہین بشرطیکہ وہ ہمکو اپنے دربار مین کرسی عنایت فرماوین اور بیٹھنے کی اجازت دین تو البتہ ہم صاحبونکو مناسب افزائش سے خوشنود کرین گے اور نیز بادشاہ کی ہی بہت سے معاملات کی اصلاح ہوجاویگی وہ بولے بہت اچہا ہم عرض توکر دینگے لیکن قبول کرنا ولی نعمت کے اختیار مین ہی بس لارڈ صاحب بہادر نواب اسد اللہ خان کی حویلی مین آکر مقیم ہوئے منشی محمد علی اور دبیر الدولہ نے دربار مین حاضر ہوکر لارڈ صاحب بہادر کا معروضہ عرض کیا اور بہت سے طریقون سے بوجہ حسن کی کہ اونکو ملازمت جہان پناہ کی خواہش بڑی تہی۔ بادشاہ اوسوقت سنکر خاموش ہوئے اور شبکو محل کے اندر یہ تذکرہ جناب عالیہ والدہ ماجدہ سے بیان کیا وہ فرمانے لگین کہ برخلاف اپنے بزرگون کے یہ طریقہ نامناسب تہی اس لئے کہ اگر انکو کرسی نہ دیجاوے تو اس صورت مین اگر وہ آزردہ خاطر ہونگے تو یہ ہوگا کہ لاکہہ روپیہ ماہوار جو ملتے ہین وہ موقوف ہوجاوینگے جب سلطنت ہی زائل ہوگئی تو ماہوار کیا چیز ہی خدا تعالی سبب الاسباب ہے قطع نظر اسکے اگر تم کرسی دوگے تو اسمین دو قباحتین ہین اول تو یہ کہ تمہارے تخت کا ارتفاع جسپر کہ تم ہمیشہ جلوس کرتے ہو ایک وجب ہے اور کرسی اوس سے بلند ہوتی ہی دوسرے یہ کہ اگر اسکے بعد بادشاہ لندن تمہارے پاس آوے تو اوسوقت تم بجز اس کے اور کیا کر سکتے ہو کہ وہ تمہارے تخت پر جلوس کرے اور تم دست بستہ اوس کے سامنے کھڑے رہو۔ پس صبح ہوتے ہی بادشاہ نے حسب فرمودہ اپنی والدہ صاحبہ کے اس بات سے انکار کیا

اور یہ کہلا بھیجا کہ ہم کرسی تو نہین دینگے جی چاہے ملو جی چاہے نہ ملو۔ رزیڈنٹ ڈکالف صاحب بہادر نے سوال جواب مین یہ دلائل جاری کیے کہ قوال اور مشائخ اور علمار تو آپکے دربار مین ہمیشہ بیٹھا کرتے ہین یہ نہین کہ مطلقًا کوئی بیٹھا ہی نہین اسکا یہ جواب ہے کہ قوال جو بیٹھتے ہین وہ مزامیر لیکر بیٹھتے ہین اور مشائخ ہمارے بزرگ ہوتے ہین اور علمار ہمارے پادری بالفرض اگر لارڈ صاحب پادری بھی ہین تو اپنی قوم کے نہ ہماری قوم کے اسکے بعد مٹکالف صاحب نے کہا کہ سندھیا بھی تو بیٹھا کرتا تھا جہان پناہ بولے کہ وہ تو معذور ہے اسکے بعد شہزادہ مرزا سلیم کو کہ وہ نہایت حسین اور اپنے باپ کے لاڈلے تھے اور انگریز لوگ بھی انکو دوست رکھتے تھے اس قوم کی طرف افسران ذاتکو متوجہ کیا اور یہ کہا کہ اگر آپکے توسط سے بادشاہ لارڈ صاحب بہادر کو کرسی دیدینگے تو ہملوگ آپکو ولیعہد کرا دینگے اور یہ کردینگے کہ بادشاہ ... مین حکم و احکام آپکا ہوجاوے چونکہ شہزادہ صاحب نوجوان تھے بسبب طمع و استمالت کے جہان پناہ سے ... ہوئے حتی کہ ایکوقت تین روز تک کہانا نہ کہایا تب بادشاہ فرمانے لگے کہ اچھا مضائقہ کیا ہے ہم تمہاری خاطر سے انہین کرسی دیدینگے اور ملاقات بھی کرلینگے شہزادے نے جہان پناہ کی زبان لیکر دربار کے دن لارڈ صاحب کو طلب کیا۔ معلوم کرنا چاہیے کہ لارڈ صاحب بہادر جسوقت آئے مجرا کیا اور بادشاہ کی خدمت مین نذر گزرانی مرزا سلیم نے اپنے ہاتھہ سے کرسی لا رکہی اور لارڈ صاحب بہادر کرسی کی طرف متوجہ ہوئے اور بادشاہ سلامت نے عاملان ہوادار کو اشارہ کیا انہون نے فورًا ہوادار کو تخت کے لب سے ملحق کردیا قریب تہا کہ لارڈ صاحب بہادر کرسی کے دونون بازو پکڑکر بیٹھین بادشاہ تخت جلوسی سے تخت روان پر سوار ہوئے اور دربار برخاست کردیا لارڈ صاحب کو ہنوز کرسی پر بیٹھنے کی نوبت بھی نہ آئی کہ دربار برخاست ہوگیا فورًا چستی اور چالاکی کرکے قبل داخل ہونے دروازہ حرم سرا کے بادشاہ کی روبرو آنکر عرض کیا کہ جہان پناہ کی دعوت ہے

بیان سلاطین ہند

شیخ جلال قدس سرہ کا بیان خلفائے شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صاحب تصانیف حقائق کے ہین رحلت آپکی ۹۸۹ ہجری مین ہے عمر شریف ۹۹ سال تہا مزار مبارک تہانیسر مین ہے

شیخ وجیہ الدین قدس سرہ کا بیان آپ علوی نژاد مین متوطن گجرات محمد غوث گوالیاری کے صاحب حاشیہ بیضاوی جو تفسیر قرآن مجید کی ہے اور حواشی توضیح جو علم اصول مین ہے اور شرح مواقف اور شرح اشارات بر تصنیف قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے اور حاشیہ قواعد شرح مختصر اور شرح جام ایک رسالہ حقیقت محمدی مین اور شرح کلید مخازن تصنیفات سے جہان مشاہیر وفات جناب کی ۹۹۸ ہجری مین

شیخ نظام نارنولی فاروقی چشتی قدس سرہ کا بیان آپ مرید فاروقی چشتی گوالیاری کے ہین واقع ہوئی ہے اور مزار احمدآباد گجرات

شیخ عبداللہ نیازی سہروردی کا بیان ۹۹۸ ہجری مین وفات نارنول مدفون ہے

شاہ اکبر نے اسکو قبول کیا چونکہ ایسے دربار او نیز اور لوگ رونق مجلس حاضر تھے اوسی وقت اس ترکیب سے کہ سب سے آگے بادشاہ عماری پر سوار اور اُنکے پیچھے ابو ظفر ہاتھی پر سوار ازان بعد شہزادہ مرزا سلیم پس لارڈ صاحب بہادر اور تمام افسران طرفین یکے بعد دیگرے سواریون پر روانہ ہوئے۔ مورخین باتمکین بیان کرتے ہین کہ جب بادشاہ لارڈ صاحب بہادر کے فرودگاہ پر پہنچے وہان عماری سے اوتر کر ہوادار مین سوار ہوئے اور دیوان عام تک اُسی مین سوار رہے کیونکہ لارڈ صاحب بہادر اوسوقت جہان پناہ کے میزبان تھے کمال نیازمندی ست تمام آداب شاہی بجالائے اور پاس ادب سے اول اُنہون نے نذر پیش کی اور اونکے بعد دیگر افسروان نے بھی یکے بعد دیگرے موافق اپنی لیاقت و مرتبہ کے نذرین گذرانین اور مراتب ادا کیے ازان بعد لارڈ صاحب بہادر قریب بادشاہ کے اور باقی افسر دور دور کھڑے ہوگئے اور ناچ ہونا شروع ہوا اور بادشاہ ملاحظہ کرتے رہے پس پانچ کشتیان جواہرات کی اور سو کشتیان اقمشہ کی اور پانسو طبق میوہ جات اور فواکہات کے اور پانچ ہاتھی اور پانچ گھوڑے پیش کرکے روانہ کئے خبیر اور اہل درباریون بیان کرتے ہین کہ جب لارڈ صاحب بہادر نذر دیکر کھڑے ہوئے جہان پناہ کو مناسب نہ معلوم ہوا واسطے اُنکی خوشنودی کے اجازت کرسی کی دی تب لارڈ صاحب بہادر ہوادار کی پشت پر کرسی رکھوا کر بیٹھے اور اثناء جلسہ مین دو مرتبہ اُٹھکر آئے اور بادشاہ سے کچھہ عرض معروض کیا۔ اس عرصہ مین عطردان و پاندان حاضر کیا گیا اور خود بدولت برخاست ہوئے۔ معلوم ہوا کہ یہ حوصلہ اور یہ مرتبہ شناسی صاحبان انگریزہی کا کام ہے والله اعلم بالصواب ✤ پس ۱۲۳۵ھ ہجری مین کلان مٹکاف صاحب بہادر کلکتہ کو گئے اور اونکی جگہہ پر فریجن صاحب بہادر رزیڈنٹ دہلی کے ہوئے اکبر شاہ کا انتقال جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ ہجری مین ہوا ہے اونکی مدت سلطنت ۳۲ سال اور کئی

مہینہ ہے اور اونکا لقب بعد وفات کے عرش آرامگاہ ہے +

بہادر شاہ ثانی کا بیان

ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی ۱۱۸۹ھ ہجری مین شعبان کی اٹھائیسوین تاریخ سہ شنبہ کے دن قریب غروب آفتاب کے کارخانہ وجود سے لباس حیات زیب بدن فرماکے اپنے جمال جہان آراسے عرصۂ ہستی کو عہد سعادت مہد مین شاہ عالم بادشاہ کے روشن فرمایا چنانچہ مادۂ تاریخ سال پیدائش آپ کی کنیت سے ظاہر ہے۔ پس محمد اکبر شاہ کے وقت بیچ منصب والا ولیعہدی سے ممتاز ہوئے اور بعد وفات پدر والاقدر کے جمادی الثانی کی اٹھائیسوین تاریخ جمعہ کے دن ۱۲۵۳ھ ہجری مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ چراغ دہلی مادہ جلوس میمنت مانوس کا ہے لاکھہ روپیہ ماہوار سرکار کمپنی بہادر سے ماہ بماہ ملتا رہا سوا اسکے دیہات پرگنہ جات باغات دکاکین عمارات اور بازار وغیرہ سے قریب دو لاکھہ کے محاصل اور بھی تہا۔ بیان کرتے ہین کہ جناب والا کے عہد مین جن ایام کہ انگریزون کے افسرون نے کابل پر چڑہائی کی تہی اور نقش مراد انکا صحیح نہ بیٹھا اپنی محفل مین کسی ندیم کی زبان سے سنکر تہنیت مین الحمدللہ فرمایا یہ خبر کسی غمّاز نے وہان تک پہنچائی غرض جب گورنر جنرل لارڈ والن برو صاحب بہادر مہم مذکور سے فارغ ہوکر دہلی مین وارد ہوئے اور ارادہ ملاقات کا کرکے کرسی طلب کی آپنے اس بات کی اجازت نہ دی اور رد کیا پس صاحب بہادر موصوف کے ذہن مین یہ امر تہا تو جو رئیس ولایت ہند کے متعلق تہے اونکے نقارون کا گذرنا اور خلعت یا خطاب وغیرہ کا ملنا اس رسم کی موقوفی کا حکم دیا اور دو ہفتہ کے بعد دہلی سے اکبرآباد کو گئے اور وہان کے تخت پر کرسی رکھکر بیٹھے اور راجہ بابو جو مع اپنی جمعیت کے واسطے مہم کابل کے آئے تہے سب کی نذرین قبول کرکے ولایت کو گئے

صاحب موصوف کے روانہ ہونیکے بعد سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین شاہزادہ مرزا دیدار بخش ولیعہد نے وفات پائی۔ جہان پناہ اونکی مفارقت سے بہت روزون آزردہ خاطر رہے ازان بعد آپنے چاہا کہ شہزادہ مرزا جوان بخت مہین پور سلطنت کو اس مرتبہ والا سے ممتاز فرماوین لارڈ گورنر جنرل دلہوسی صاحب بہادر جو بالفعل عہدہ گورنری کا قبضۂ اختیار مین اپنے رکہتے تہے مانع آئے ظل اللہ نے ایک اتحادنامہ واسطے مصالحت معاملہ مذکور کے مشتمل اوپر تعریف و توصیف عالیقدر کے مع تصویر واسطے ملکہ معظمہ انگلنڈ کے روانہ فرمایا گورنر بہادر نے وہان تک جانے نہ دیا راہ مین سے واپس کردی اور ان ایام مین بتشیر صناد ید اطراف وجوانب کی اپنی مہر سے لفظ فدوی شاہ ہندوستان کا مٹا کر فدوی شاہ لندن کہدوایا اور سرکار نامدار انگریزی کی طرف سے مبادلہ مین نذر عیدین اور نوروز اور جشن سالگرہ کے دس ہزار روپیہ سالیانہ تجویز پایا حضور والا نے یہ سب امور قبول کر کے چندروز تامل فرمایا اور شہزادہ موصوف کی شادی کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ سنہ ۱۲۶۸ ہجری مین مطابق سنہ ۱۸۵۳ء کے مارچ کی دوسری تاریخ یہ امر جلوۂ ظہور مین آیا ازان بعد سنہ مذکور مین حسب خواہش عقل کے صلاح وصواب دیدہ ملکہ انگلنڈ اور جمیع اہالیان سرکار کمپنی بہادر کے سلطان محمد فتح الملک شاہ کرسی نشین بمرتبہ ولیعہدی ہوئی۔ تعریف ثابت اللہ کیلئے کہ مالک اپنے ملک کا ہے جسے چاہے دے ان دنونمین رزیڈنٹ دہلی ملاس ٹمکلف صاحب بہادر چہوٹے بہائی کلان ٹمکلف صاحب بہادر کے تہے۔ مورخین کے بیان سے یہی پایا جاتا ہے کہ ارباب کمپنی نے جناب والا کو اس قدر تنگ کیا کہ طبیعت جہان پناہ ظل اللہ کی طرف شعرگوئی کے بہت مائل ہوئی اور آپکے دیوان کہ جنمین کلام نہایت شستہ اور سنجیدہ موجود ہے تخلص آپکا ظفر ہے راقم نے اکثر غزلین جناب سلطنت مآب کی ملاحظہ کین ازانجملہ یہ اشعار طبعزاد حضور کے ہین ؎

نہین ہے گیند کہ دے اسکو تو اُچہال کے پھینک ٥ یہ دل ہے ٹوٹ نہ جاوے ذرا سنبہال کے پھینک

جو آگیا ہے اس فلک تیرہ رنگ مین ولہ قید جہان سے ہے وہ قید فرنگ مین

ہون مین دیوانہ لیکن ایسی کہدیتا ہون بات ولہ جو کہ بیٹہا پاس آکر ہوکے قایل اُٹھگیا

ڈر موت سے کسی کا نہین ہے زیادہ تر ولہ پوچہو تو غافلون سے نڈر کیونکر ہوگئے

سلطنت کو بہادر شاہ کے وقت جلوس سے ان اوراق کے تحریر تک آخر ذی الحجہ ۱۲۳۸ سنہ ہجری سے سولہ برس چہہ مہینے پچیس دن ہوتے ہین اور سن شریف آپکا اسی برس کا ہوا محمد شاہ بادشاہ کے آغاز سلطنت سے اسوقت تک (۱۳۸) سال ایک مہینہ پندرہ دن اور جلال الدین اکبر شاہ کے عہد حکومت سے تقریبًا (۳۰۶) سال ہوتے ہین حاصل کلام یہ ہے کہ ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی تاریخ اتمام تک اس کتاب کے کہ زمانہ ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ کا ہے ہرچند کہ ممالک محروسہ کے اطراف صاحبان انگریزون کی حکومت ہے اور جناب سلطنت مآب برای نام معہذا موافق اقبال فرمان روا کے امیر تیمور کی اولاد کرام سے تین سو سینتیس ۳۳۷ سال تک سترہ آدمیون نے حکمرانی کی ہے البتہ اسی زمانہ مین پندرہ سال تک شیر شاہ اور اُسکے متبعین نے حکمرانی کی ہے کہ وہ ایک جملہ معترضہ تہا کہ جسکی سلطنت چہار دانگ مین نافذ ہی اور جبکہ ہمنے ۳۳۷ مین سے ۱۵ سال منہا کیے تو ۳۲۲ باقی رہے اور شروع زمانہ ناصر الدین غزنوی سے اہل اسلام کی مداخلت کو اقلیم ہند مین تقریبًا ۸۹۰ سال قمری ہوئے اور نیز یہ جاننا چاہیے کہ برابر ۸۹۰ سال قمری کے (۸۷۱) سال شمسی تین مہینے ایک روز سترہ ساعت ۳۵ دقیقے ۱۵ ثانیہ ہوتے ہین

تمت یہانتک اُن سلاطین کا بیان تہا جو فرمانروای تخت شاہجہان آباد کے ہوئے ہین اب بیان اُن حکام و سلاطین کا بیان شروع ہوتا ہے جنہون نے ملک دکن کی حکمرانی کی ہے واللہ اعلم بالصواب **فقط**

دفتر دوم

شاہان دکن اور وہان کے طرفدار ور وساے مستقل وغیر مستقل کے بیان مین

محمد قاسم فرشتہ کی تحقیق سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا ہی کہ دکن اصل مین ہند بن سام بن نوح علیہ السلام کے تیسرے بیٹے کا نام تہا اوسنے اس مملکت وسیع کو آباد کر کے اپنے نام سے نامزد کیا ہے جو اسوقت تک معمور اور مشہور ملک ہے صانھا اللہ تعالیٰ من جمیع الآفات والبلیات اور دکن کے تین بیٹے تہے مرہٹہ کہنتر تلنگ ان تینون کی نسل سے تین قومین ابتک موجود ہین۔ ملک دکن ایک مدت دراز تک درجہ بدرجہ راجاؤن کے تصرف مین رہا اور ہر شخص نے خواہ اصالتاً خواہ نیابتاً اپنی حسب تعداد اس ملک مین حکمرانی اور کشورستانی کی حتیٰ کہ جب ہندوستان کی بادشاہت جلال الدین خلجی کو ملی تو اوسکے برادرزادہ علاؤ الدین خلجی نے دیوگدہ پر چڑہائی کی اور آخر کار اوسکو فتح کر لیا اہل اسلام کی حکومت کا آغاز اس ملک مین اسی وقت سے ہوا ہے پہر سلطان محمد تغلق شاہ کے وقت سے اہل اسلام کو پورے طور پر مداخلت ہوگئی چنانچہ الغخان نے بحالت شہزادگی ورنگل کا محاصرہ کیا تہا اسی طرح پچاس برس تک ملک دکن تحت ہند رہا جس زمانہ مین علاؤ الدین حسن بہمنی نے یہان آکر جلوس فرمایا اوس وقت سے مملکت مذکورہ علیحدہ شمار کیگئی اور رفتہ رفتہ خاندیس احمد نگر برار بیجاپور حیدرآباد کل چہ صوبون مین اہل اسلام کا دخل ہوگیا۔ اسوقت تک پانچ سو بائیس سال ہوئے ہین المنۃ للہ علی کل حال۔ اب یہان سے شاہ والا کے ابتدای جلوس سے تا نظام الملک آصفجاہ رابع سلخ ذی الحجہ ۱۲۶۹ سنہ ہجری تک ہر ایک بادشاہ اور رئیس کا حال بطریق اجمال ہم بیان کرتے ہین اور اس بیان مین سات تذکرے ہین

اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی كُلِّ حَالٍ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ +

تذکرۂ اوّل سلاطین بہمنیہ کے بیان مین

سلطان علاؤالدین بہمنی

سلطان علاؤالدین حسن کانگوی بہمنی کا اصلی نام حسن ہے ابتدا مین یہ شخص دار الخلافت دہلی مین کانگوی بہمن منجم کا ملازم تہا اور نہایت تکلیف سے اسکا زمانہ گزر رہا تہا خدای تعالی کو اپنی قدرت کا نمایان کرنا منظور ہوا تو اسکو ترقی عطا فرمائی۔ اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ اتفاق سے بندگان شاہی کے حلقہ مین داخل ہوا اور اپنی خوش قسمتی سے چند روز مین بادشاہ کے نزدیک ذی اعتبار ہوگیا پہر ایک عرصہ کے بعد محمد شاہ بن تغلق شاہ کی شداید سلطنت اور اسکی سفاکی سے تنگ آکر اسنے بغاوت اختیار کی اور ملک دکن مین آگیا پہر ایک عرصۂ قلیل مین اپنے اپنی شجاعت اور فطانت جبلی خصوصًا اپنی نیک نیتی سے اپنے ساتھ ایک جماعت کثیر اور جمّ غفیر جمع کر لی اور نظام پور مین جو دولت آباد سے چھ کوس پر واقع ہے شاہ قطب الدین کی مسجد کے اندر بوقت صبح روز جمعہ بتاریخ ۲۴ ربیع الثانی ۷۴۸ ہجری مین کہ دور سلطان محمد شاہ بن تغلق شاہ کا زمانہ تہا تاج شاہی سر پر رکہا اور سیاہ چتر جو خلفای عباسیہ کا نشان ہے بجای سبز کے بالای فرق رکہا اور خطبہ اور مملکت دکن کا سکہ اپنے نام سے کیا اور اپنا خطاب شاہ علاؤالدین حسن کانگوی رکہا اور گلبرگہ کا نام جسکا بانی راجہ گلچند ہے اپنے نام پر حسن آباد رکہا اور اس جگہہ کو مبارک جانکر اپنی تختگاہ کے لئے پسند کیا اور مبارک جاننے کی وجہ یہ ہوئی کہ اسنے ابتداءً گلبرگہ مین قیام کیا تہا اور وہان سے خروج کرتے ہی دفعتًا اسکو یہ مرتبہ نصیب ہوگیا اور جلوس کے بعد اپنے خدام کو جو اوسکے رنج وتعب کے شریک تھے خطاب اور جاگیرین عطا فرمائین اور اس سے فارغ ہوکر بلدہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ ہوگیا

علاؤالدین حسن نے خوب حق سلطنت ادا کیا اور اسکی مملکت کا دائرہ ایسا وسیع ہوگیا کہ پونا سے قلعہ اوہونی تک اور بندر چیول اور دابل سے حیدرآباد تک اُسکے تصرف مین داخل ہوگیا اور سلطان محمد شاہ تغلق کی طرف سے جو جو امرا مغل او پٹھان اور راجپوت قلعہ بیدر اور قندہار مین تھے اسکی تالیف سے سب مطیع اور منقاد ہوگئے۔ کولاس بھی اسکے قبضہ مین آگیا تھا اور حسن آباد کی جامع مسجد اور قلعہ جو منہدم ہوگیا تھا قلیل زمانہ مین از سرنو اُسکو تعمیر کرایا۔ زمانہ جاوبکی قریب جب منجم مذکور یعنی کانگوی بہمن جو شہزادہ محمد تغلق شاہ کے نزدیک قرب و منزلت رکھتا تھا اپنی ملازمت کو ترک کرکے ملک دکن مین آیا تو علاؤالدین نے اوسکو اپنے پاس بُلایا اور ممالک محروسہ کے حساب کتاب کا دفتر اُسکے سپرد کیا۔ مشہور ہے کہ اس سے پیشتر برہمن لوگ متوکلانہ طور پر زندگی بسر کیا کرتے تھے اور اہل دنیا خصوصاً مسلمانوں کی ملازمت سے پرہیز رکھتے تھے اہل دول لوگ انکے ساتھ سلوک اور احسان کرتے رہتے تھے سب سے پیشتر فرقہ براہمہ مین سے سلاطین اسلام کے عہد مین اسی کانگوی نے ملازمت اختیار کی ہے اسی کے وقت سے اب تک شاہان دکن کا دفتر برہمنون کے سپرد رہتا ہے۔ واضح ہو کہ سلطان علاؤالدین کو ملک گیری کا کمال درجہ شوق تھا چنانچہ ماہ شعبان ۷۵۸ھ مین یہ امر جلیل القدر کے ارادہ حسن آباد گلبرگہ سے دولت آباد کی جانب روانہ ہوا اور بالاگھاٹ پہنچنے تک پچاس ہزار سوار اُسنے تیار کرلئے مگر اس عرصہ مین اُسکی اجل موعود کا وقت آگیا اور اثنای راہ مین دفعتاً سخت بیمار ہوگیا بیماری کی وجہ سے وہ اپنے ارادہ سے باز رہا اور اثنای راہ سے واپس چلا آیا اور گلبرگہ مین آکر چھہ ماہ تک بیمار رہا آخرکار **محمد** نام اپنے بیٹے کو اپنا جانشین کیا اور یکم ربیع الاول ۷۵۹ھ ہجری مین اُسکا انتقال ہوگیا مدت عمر اُسکی ۶۷ سال اور ایام سلطنت اُسکی دس برس دس مہینے سات دن ہین **البقاء للملك المعبود** اور بہمنی کی وجہ تسمیہ محمد قاسم فرشتہ نے یہ بیان کی ہے کہ جس زمانہ مین یہ بہمن کا نوکر تھا ایک روز اوس بہمن نے

اوس سے کہا کہ تیرے زایچہ طالع سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو صاحب اقبال ہوگا اور یہ رتبہ تجکو عنقریب ملنے والا ہے بالفعل مین تیرا محسن ہون میرے ساتھہ تو اس بات کا عہد کر کہ اگر خدای تعالی تجکو یہ درجہ عنایت فرمائے تو میرے نام کو تو اپنے نام کا جزو کرنا تاکہ تیرے طفیل مین میرا نام بہی خلق مین مدت تک باقی رہے حسن نے اس امر کو قبول کیا اور ہنوز اعلی رتبہ کو بہی نہین پہنچا تہا کہ ادنی ترقی مین اوس نے اپنے نگین پر حسن کانگوی بہمنی کا نقش کندہ کرایا اور بعض اسکی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہین کہ یہ سلطان اصل مین بہرام گور کی اولاد مین سے تہا اور بہرام گور ساسان کی نسل سے ہے اور ساسان بہمن بن اسفندیار کی اولاد مین سے ہے مگر یہ بیان خوشامد پر محمول ہے قول صحیح وہی ہے جو پہلے بیان کیا گیا ❊

سلطان محمد شاہ بہمنی کا بیان

سلطان محمد شاہ بن سلطان علاؤالدین حسن کانگوی بہمنی نے اپنے باپ کے انتقال سے تیسرے روز بوقت صبح موافق دواب سلاطین ہندوستان کے فاتحہ اور زیارت سے فارغ ہو کر لباس سوگ کا اوتار کر دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ مین تخت شاہی پر جلوس کیا اور سونے کا سکہ چلانیکا حکم دیا اور نیز یہ کہ تمام لوگ دربار عام کے وقت نا نومار کر زمین بوسی کرین اور پانچون وقت نوبت بجا کرے کہتے ہین کہ اوسنے سلطنت اور جہانبانی کا حق خوب ادا کیا اور بسبب اوسکے فطانت جبلی اور شجاعت کے سلطنت مین کسی قسم کا نقص پیدا نہ ہوا۔ بعد انقضای دولت بہمنی کے ملک دکن مین چند فرقے حکمران ہوئے مگر کسی نے اپنے نام کا سکہ تعین چلایا اور نہ کسی نے پنج گانہ اوقات مین نوبت بجوائی جو لوازم بادشاہی مین سے ہے مگر والیان تلنگ یعنی قطب شاہیون نے اپنے نام کا سکہ چلایا تہا لیکن نوبت اونہون نے بہی نہین بجوائی اور فی زماننا بلدہ حیدرآباد مین تمام امیر و فقیر اور درگاہون کے دروازون پر نوبت بجتی ہین۔ سلطان محمد شاہ کا معمول

تہاکہ ہر روز پہر دن چڑہے باہر نکلتا تہا اور سب سے پہلے باپ کے تخت کو جو چاندی کا تہا سجدہ کرتا تہا بعد ازان کمال شوکت اور صلابت سے دربار کرتا اور قبل اذان ظہر برخاست کرتا تہا۔ ایک سال کے بعد ملکہ جہان سلطان کی والدہ نے جب مکہ معظمہ کا ارادہ کیا تو صدر شریف اور اونکے علاوہ معتبر لوگونکو زر و سیم بے کم و کاست جو اوسوقت خزانہ مین تہا حوالہ کرکے اس عفیفہ کے ہمراہ روانہ کیا تاکہ راہ خدا مین صرف کرکے زاد اخروی جمع کرے۔ جب ملکہ جہان حج و زیارات سے فارغ ہوکر مع اپنے ہمراہیون کے صحیح و سالم آگئی یہ بہی ایک اتفاقات روزگار سے ہے کہ اُسکے ساتہہ آٹہہ سو عورتین بیوہ اور محتاج علاوہ خویشون اور قرابت دارون کے تہین اور کئی بیویان ملوک اور خوانین کی جو اُسکے ہمراہ سوار کشتی ہوئی تہین وقت مراجعت کے اوسکی خوش نیتی کی برکت سے سب کی سب زندہ اور سلامت آئین اور خلعت خاص اور دکن کی بادشاہی کا فرمان اور اجازت خطبہ اور سکہ کی خلیفہ عباسی کی طرف سے لے آئی سلطان نے کمال اعزاز سے اُسکو پہنا اور جتنے لوگ اُسکے ہمراہ تہے اونکو بہت کچہہ انعام کیا اور جامہ کعبہ کا جو بطور تبرک کے ملکہ جہان لائی تہی اور وہ سیاہ مشجر کا بنا ہوا تہا اُسکا چتر بنایا۔ سلطان کو اکثر اہل کفر سے مقابلہ رہا مگر ہمیشہ مردانگی اور دلاوری سے کامیاب رہا اور بہت کام شجاعت کے اُس سے ظہور مین آئے اور اوسکے وقت مین ہمیشہ اسلام کی فتح رہی اور اِس طرف کے رجواڑے سب مغلوب رہے۔ اتفاق روزگار سے ایک مرتبہ گولے کا زخم اُسکے بازو پر لگا مگر کچہہ کارگر نہوا اور تخت مرصع جو رای تلنگ نے سلطان محمد تغلق شاہ کیلئے تیار کیا تہا وہ تخت بدستور اسکی سرکار مین رکہا ہوا تہا جب اُسنے حاضر کیا بادشاہ بہت خوش ہوکر تحویل کے روز اُسپر جلوس فرما ہوا اور نام اسکا تخت فیروزہ رکہا اسواسطے کہ اُسپر مینا کا رنگ فیروزئی تہا اور اپنے باپ کے تخت کو جسکی وہ بہت تعظیم کرتا تہا اور متبرک جانتا تہا خزانہ مین رکہوا دیا تین گز اُسکا عرض اور چار گز طول بیان

کیا گیا ہے۔ وہ تخت آبنوس کا بنا ہوا تھا اور قیمتی جواہرات اسمین جڑے ہوئے تھے اور اُسکے اجزا علیحدہ علیحدہ ہوجاتے تھے اسواسطے اُسکو علیحدہ علیحدہ کرکے صندوق مین رکھہ سکتے تھے۔ ابتدای عہد مین سلطان مذکور کو کفار کے ساتھہ برابر مقابلے اور نزاع درپیش رہی اور اُسنے جسطرف کا قصد کیا خدا تعالی نے اُسکو فتح دی اور کفار کو اُسکے مقابلہ مین خوار کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ من اوله الی آخره قریب پانچ لاکھہ کفار کے اسکے غازیونکے ہاتھہ تیغ ہوئے آخرکار بیجانگر اور تلنگ اور تمام زمیندار دکن نے اوسکی فرمانبرداری اور اطاعت قبول کی۔ اس کشت و خون مین لکھا ہے کہ اول زمین کرناٹک کی اس درجہ ویران ہوگئی تھی کہ قرنون مین بھی اُسکا حالت اصلی پر آنا محال معلوم نظر آتا تھا بعد ازان سلطان نے قصد غزا ملتوی رکھا اور جہانبانی کی طرف اپنی ہمت کو متوجہ کیا اور ہر سال اپنے ملک کے ہر چہار اطراف مین سے کسی ایک طرف کو بطور سیر کے روانہ ہو جاتا اور تین چار مہینے شکار مین مصروف رہا کرتا تھا اور جس طرف سلطان روانہ ہوتا وہان کا سپہ سالار تحفے لایق شاہی کے پیش کرتا اور سلطان کو دار الملک تک پہنچاکر خود واپس چلا جاتا آخر وقت تک اسکا دستور یہی رہا اور شیخ زین الدین کے پند و وعظ سے جو ایک بزرگ اور باشرع شخص تھے منہیات شرعیہ سے احتراز اور توبہ کرکے احکام شرع کی ترویج مین ساعی رہتا تھا اور شراب فروشی کو تمام ممالک سے موقوف کرادیا اور بزرگ موصوف نے سلطان محمد غازی کہکر اُس سے خطاب کیا تو بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ اس لفظ کو ماید دولت کے القاب پر زیادہ کرین اور خدای تعالی نے بکثرت اسکو دولت عطا کی تہی اسکے فیلخانہ مین تین ہزار ہاتہی تھے اور خزانہ بھی ایسا جمع ہوا تھا کہ کسی کے زمانہ مین نہین جمع ہوا ہوگا۔ ماہ ذیقعدہ کی نوین تاریخ ۷۷۶ھ مین اسنے اس دار فانی سے انتقال کیا اہل دکن کو اسکے انتقال کا بڑا صدمہ ہوا ایام سلطنت اسکے سترہ سال نو مہینے پانچ دن ہین ٭

———٭———

مرقد ناگور مین ہی باپ آپکے قاضی مجد الدین بن قاضی تاج الدین افضل بن قاضی شمس الدین سیستانی اولاد سے امام محمد سیستانی صاحب فقہا مصاحب امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے ... ۹۲۷ ہجری مین عزم آخرت کا فرمایا۔

شیخ حسین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

آپ بسیار بزرگ تھے مزاج مین نہایت زہد و تقوی مرید شیخ کبیر کے ولایت گجرات مین مدت تک خدمت مین پیر کی رہے ... علوم ظاہری و دینی تحصیل کرکے وطن اصلی ...

سلطان مجاہد شاہ بہمنی کا بیان

سلطان مجاہد شاہ بہمنی پی پی زادہ فرزند محمد شاہ کا ہے اسنے اُنیس برس کی عمر مین تخت سلطنت پر جلوس کیا یہ شخص خوبصورت اور خوش وضع اور تنومند تہا زبان ترکی سے اسکو خوب واقفیت تہی اور ایام طفولیت سے تیر و کمان کا شایق تہا شجاعت اور جلادت مین اپنا نظیر نہ رکہتا تہا بات بات مین خنجر و شمشیر اسکی زبان پر تہا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ عہد سلطنت مین جب کشن رای والی بیجانگر کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوا تو اثناء راہ مین شیر کی خبر سنکر اُسکے مارنیکا قصد کیا جب شیر اُسکے سامنے آگیا تو اُسنے ایک تیر ایسا مارا کہ شیر پر کارگر ہو گیا اور اُسکو جنبش کی قدرت نرہی فوراً اسنے جاکر شیر کا پیٹ چاککر ڈالا تو شیر کا دل اور جگر دونون مجروح نکلے اور کشن رای سے مقابلہ ہونیسے قبل ہندوٴن کا ایک مشہور تبخانہ جو پہاڑ کی چوٹی پر بنا ہوا تہا اور اوسمین بہت سے بُت سونے کے بنے ہوئے تہے جنپر جواہرات جڑے ہوئے تہے اوس تبخانہ کو توڑ کر سب اپنے صرف مین لایا اور اُسکے علاوہ بہت سے تبخانے پامال کرڈالے ہندوٴن کے دل کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا اور امیر علاء الدین خلجی دہلوی نے جو ایک مسجد بنائی تہی اور وہ مسجد بوسیدہ ہوگئی تہی سلطان مذکور نے اُسکی درستی اور ترمیم کرائی اور اسکی شجاعت کا یہ حال تہا کہ تن تنہا جدہر حملہ آور ہوتا تہا تو اسکی ہیبت سے بہیڑ بکری کی طرح لوگ متفرق ہو جاتے تہے منقول ہے کہ ایک شخص مبارک نام جو محمود شاہ کے عہد میں قبول داری خاصہ کے مرتبہ سے قرب امارت کے رتبہ کو پہنچگیا تہا اور خزانہ بہی اُسکی سپردگی مین دیا گیا تہا اُسنے ایک رات ایسا دیکہا کہ سلطان مجاہد شاہ نے شہزادگی کے زمانہ مین خزانہ کا در وازہ توڑ کر چند توڑے سونے کے نکالکر بچون کو جو اوسکے کہیل مین شریک رہتے تہے تقسیم کر دیے اس شخص نے سلطان محمود شاہ بہمنی سے اس امر کا تذکرہ کیا محمود شاہ کو غصہ آگیا اور مجاہد شاہ کو اپنے روبرو بلاکر چند کوڑے لگائے اُسوقت سے مجاہد شاہ مبارک سے دل مین رنجش رکہتا تہا مبارک نے اس

خوف سے کہ مجاہد شاہ مجھکو ایذا نہ پہنچائے داؤد خان سے جو علاء الدین کا دوسرا بیٹا تھا اتفاق کرکے مجاہد شاہ کو قتل کر ڈالا اور بعض کا قول ہے کہ مجاہد شاہ نے اپنے باپ کی حیات مین مبارک نام تنبول دار کی گردن کشتی مین توڑ ڈالی تھی اُسکی وجہ سے مبارک کے بیٹے مسعود خان نے اپنے باپ کے بدلے سلطان مجاہد شاہ کو قتل کر ڈالا واللہ اعلم بالصواب۔ مجاہد شاہ بہمنی کی شہادت کا واقعہ سترہوین شب ذی الحجہ ۷۷۹ھ مین بیجانگر کی مہم سے دار الخلافت گلبرگہ کیطرف مراجعت کرتے وقت اثناء راہ مین پیش آیا مدت سلطنت اسکی تین برس ایک مہینہ آٹھہ دن ہے ✤

سلطان داؤد شاہ بہمنی کا بیان

داؤد شاہ بہمنی نے مجاہد شاہ کے قتل ہوتے ہی جمیع امراء کو حاضر کرکے اپنی سلطنت کا اظہار کیا چونکہ وہ بھی ملک کا وارث تھا اور سلطان مجاہد شاہ کے کوئی اولاد نہین تھی سب نے اُسکی سلطنت کو تسلیم کیا اور اطاعت قبول کی اُسکے دو تین روز بعد شاہ موصوف سب لشکر کو جمع کرکے اپنے مقام سے دار الخلافت کی جانب روانہ ہوا اوس وقت حسن آباد گلبرگہ کے باشندون کے دو فرقے ہوگئے بعض داؤد خان کے طرفدار ہوئے اور بعض اس امر کے خواہان ہوئے کہ محمود شاہ کو جو سلطان علاء الدین خان کا چھوٹا بیٹا تھا اُسکو سلطنت ملنی چاہیے ملک نائب سیف الدین غوری نے جو مجاہد شاہ کا نانا تھا اور وکالت کے منصب پر متعین تھا اور عاقل اور جہاندیدہ شخص تھا اُسنے یہ تفرقہ دیکھکر کہا کہ ان باتون سے دولت پر زوال آجاتا ہے اب جو ہوا سو ہوا مناسب یہ ہے کہ سب لوگ داؤد شاہ کی اطاعت کرلین سیف الدین غوری کے کہنے سے سب لوگون نے بالاتفاق داؤد شاہ کی اطاعت قبول کرلی اُسکے بعد سیف الدین غوری نے داؤد شاہ کے نام کا خطبہ پڑہوایا اور تمام اعیان اور مشائخ اور صدور کو ہمراہ لیکر داؤد شاہ بہمنی کے استقبال کیلئے نکلا اور تخت فیروزہ پر بٹھلاکر جلوس کے بعد خود منصب وکالت سے استعفا

دیاواضح ہوکہ روح پرور آغا نام سلطان مجاہد شاہ کی خواہر اپنے بہائی کے غم مین بہت مضطرب الحال تہی داود شاہ کی سلطنت سے وہ رضامند نہ ہوئی اور مبارکباد نہ کہی ہرچند داود شاہ اُسکی تالیف قلب کرتا تہا مگر اُسنے کبہی جواب نہین دیا یہانتک کہ بانکہ نام ایک جوان جو سلطان مجاہد شاہ کا مقرب تہا مجاہد شاہ کی خواہر کی ترغیب سے جمعہ کے روز اکیسوین ماہ محرم کو سنہ ۷۸۰ ہجری مین جامع مسجد کے اندر اثناء نماز مین جب سب لوگ سجدہ مین تہے داود شاہ پر تلوار کا وار کیا اور وہ زخم داود شاہ پر ایسا کارگر ہوا کہ سلطان وہین شہید ہوگیا اور صرف ایک ماہ چار دن اُسکی حکومت رہی ؁

سلطان محمود شاہ بہمنی کا بیان

سلطان محمود شاہ بہمنی سلطان علاء الدین کا چہوٹا بیٹا ہے داود شاہ کے قتل کے بعد ملکہ روح پرور آغا کی استرضا سے اسنے تاج شاہی سر پر رکہا اور ملک نائب غوری کو بلوا کر دوبارہ خلعت وکالت دیا اور یہ شعار اپنا کیا کہ بے مشورہ نائب موصوف کے کوئی کام نہ کرتا تہا کہتے ہین کہ یہ بات اسکو بہت مبارک آئی کہ کبہی سلطنت مین اسکی فتور نہ آیا اور سند عالیخان محمد کو کہ ابتدا سے اوس شخص کی طبیعت مین فساد کا مادہ تہا مقید کیا اور مسعود خان ولد مبارک خان تنبول دار خاصہ کو پہانسی پر چڑہایا ۔ معلوم کرنا چاہیے کہ سلطان موصوف قرآن خوب پڑہتا تہا اور اُسکا خط نہایت پاکیزہ اور اونکی طبیعت موزون تہی علوم متداولہ سے خوب واقف تہا زبان عربی اور فارسی کو فصاحت کے ساتہہ بولتا تہا اور فتح سے اُسکو کچہہ خوشی نہ پیدا ہوتی اور جب کوئی ناگوار بات پیش آتی تو اُسکو غم نہ ہوتا تہا مشہور ہے کہ اُسنے بجز اپنی بیوی کے مدت العمر مین کسی عورت سے مقاربت نہین کی اور علماء سے ہمیشہ مجالست رکہتا تہا اور اُنکی وقعت اور خاطرداری اُسکا شعار تہا اور اُسکے زمانہ حکومت مین شعراء عرب اور عجم کے دکن مین آکر بہت مستفید ہوئے مشہور ہے کہ ایک شاعر عجمی نے ایک مرتبہ اُسکی خدمت مین ایک قصیدہ

پیش کیا تو اُسی مجلس مین اُسنے ایک ہزار تولہ سونا اُسکو انعام مین دیا حضرت حافظ شیرازی نے بہی اُسی کے زمانہ مین ملک دکن کے سفر کا ارادہ کیا اور اپنے وطن سے نکلکر دریا تک آئے اور وہان بسبب تلاطم اور طغیانی دریا کے کشتی مین سوار نہ ہوسکے اور ایک غزل لکہکر خدمت مین روانہ کی بادشاہ نے اُس غزل کو سنکر ہزار تولہ سونے کا ہندوستانی اسباب خرید کر اُنکے لئے روانہ کیا لکہا ہے کہ محمود شاہ قبل حصول سلطنت کے نہایت قیمتی لباس پہنا کرتا تہا اور سلطنت کے بعد اُسنے سادہ لباس پہننا شروع کیا۔ اُسکے عہد حکومت مین ملک دکن کے اندر ایکمرتبہ قحط سالی ہوئی تو اُسنے دس ہزار بولیشی عمدہ گجرات اور مالوے کو روانہ کرکے اُسکا غلہ منگایا اور مسلمانون کو تقسیم کردیا اور اُسمین سے جو کچہہ باقی رہا وہ بقالون نے خرید لیا اور اپنے بیوپار مین شریک کیا اور گلبرگہ بیدر قندہار ایلچپور دولت آباد مرجیول وابل اور انکے علاوہ بڑے بڑے شہرون اور قصبون مین معلم مقرر کئے تاکہ غربا کی اولاد جو نادار ہو تربیت پائے اور علم کی ترقی ہو اور جو علمای محدثین رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث منتشر کرتے تہے اُنکی نہایت وقعت کرتا تہا اور اُنکا وظیفہ مقرر کردیا تہا اور شرع شریف کا اِس درجہ پابند تہا کہ اُسکے عہد حکومت مین کوئی فرد بشر اجرای حدود مین شرع کے خلاف نہین کرسکتا تہا اور نابینا لوگون کو اُسکے سرکار سے ایک معقول وظیفہ ملتا تہا۔ علاوہ اسکے اُنکے احوال پر ایسا رحم دل تہا کہ لوگ قصداً اپنے آپ کو نابینا بناکر اُسکے پاس حاضر ہوتے تہے اور اپنا مشاہرہ مقرر کراتے تہے۔ اور اُسنے اپنے ایام سلطنت مین کبہی اپنے ملک ومال کی زیادتی کی خواہش سے کسی طرف لشکر کشی نہین کی ہمیشہ عیش وعشرت مین گذاری لیکن بہاء الدین ولد رمضان کے آخر عہد مین دولت آباد کے حاکم سے بغاوت ظاہر ہوئی تو اُسکی اصلاح کیلئے فی الجملہ توجہ کی اور عنایت آلہی سے اُسمین کامیابی ہوئی اور اُسکے چند روز بعد رجب کی بارہوین تاریخ ۷۹۹ھ مین تپ محرقہ سے وفات پائی اور دوسرے روز ملک سیف الدین غوری نے بہی رکن اعظم خاندا

بہمنیہ کا تہا بتقضاسی آلہی انتقال کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وزیر مرحوم کی عمر وقت وفات کے ۷۰ سال کی تہی سلطان مغفور کی مدت سلطنت اونیس ۱۹ سال پانچ ماہ اکیس دن ہے ؛

سلطان غیاث الدین بہمنی کا بیان

سلطان غیاث الدین محمود شاہ کے خلف اکبر نے بعد انتقال اپنے باپ کے تیرہ ۱۳ سال کی عمر مین تخت شاہی پر جلوس فرما کر اپنے باپ کی طرح خاص و عام کے ساتہہ سلوک کا طریق جاری رکہا۔ نقل چین ایک غلام ترکی شاہ محمود کا معتمد علیہ تہا اسکے ایک لڑکی نہایت حسین تہی اور علم موسیقی مین اُسکو کمال حاصل تہا سلطان کا دل اُسکی طرف راغب تہا اور غایبانہ اُسکی محبت کا اظہار کرتا تہا نقل چین نے ایک مرتبہ سامان ضیافت تیار کر کے بادشاہ کی دعوت کی سلطان اس امید پر کہ شاید اپنی دختر کو پیش کرے نہایت شوق سے ساتہہ اُسکے مکان کو گیا وہ اولاً مہمان داری کے لوازم بجالایا اُسکے بعد مجلس کو کسی بہانہ سے خالی رکہا اِس بات سے بادشاہ اور زیادہ متوقع وصال کا ہوا اس اثنا مین اُسکے غلام طرب نامی نے چند پیالے پے در پے ہوش ربا حضور کی جناب مین گذرانے تہوڑے عرصہ مین نشہ نے بادشاہ پر غلبہ کیا نقلچین اور طرب دونون نے فرصت پا کر بادشاہ کے دونون ہاتہہ گردن پر باندہے اور نوک خنجر سے دیدے نکال لیے تاکہ دوسری مرتبہ کسی پر آنکہہ نہ رکہے اسکے بعد ایک ایک دولتخواہ کو بحیلۂ طلب کے اندر بلا کر قتل کرنا شروع کیا اِسی طرح چوبیس شخص مار ڈالے اور بادشاہ کو قلعہ ساغر مین روانہ کر دیا اور اسکے چھوٹے بہائی کے پاس جا کر سلطنت کی مبارکباد دی اور سب لوگون کو حاضر کر کے فیروزہ کے تخت پر بٹہایا اور ناصرین اور مددگارون مین سے ہر ایک کو منصبون پر مقرر کیا شاہ غیاث الدین کی مدت سلطنت ایک مہینہ بائیس روز سے زیادہ نہین ہوئی

سلطان شمس الدین بہمنی کا بیان

سلطان شمس الدین اپنے بہائی کے معزول اور محبوس ہونیکے بعد ۱۵ سال کے سن مین متصرف و مالک مسند خلافت کا ہوا اور چونکہ غیاث الدین کی صحبت دیکہی تہی نام کی سلطنت پر قناعت کرکے تغلچین کو خطاب ملک نایب اور منصب امیر جملگی کا عطا فرمایا والدہ سلطان شمس الدین کی سلطان غیاث الدین کی مان کی لونڈی تہی مخدومہ جہان خطاب پایا پس فیروز خان اور احمد خان دونون بہائی ایک مادری بیٹی داؤد شاہ کی کہ ان دونون کو دو بہنین حقیقی غیاث الدین کی منسوب تہین چند روز مین قابو سے سر رشتہ بار تغلچین اور سلطان شمس الدین کے بیڑی ڈالکر خود قابض و متصرف ہوا اور چند روز کے بعد فیروز خان نے تغلچین کو کہ اسنے سلطان غیاث الدین کو قید کیا تہا اس جرم کے انتقام کیلئے سلطان مذکور کو قید خانہ سے طلب کرکے دیوان عام مین بٹہلایا اور اسکو سنا کر اس غلام نمکحرام کو اپنے ہاتہہ سے ایسی تلوار ماری کہ اسکا کام تمام ہوا پس سلطان شمس الدین اور اسکی والدہ نے مکہ معظمہ جانیکی رخصت اوس دیار متبرکہ کو روانہ ہوئے اور تا حین حیات وہین مقیم رہے آخرکار وہ شاہ عاقبت بخیر [۸۱۶] ۸۱۶ھ مین مدینہ منورہ مین لبیک کہکر داعی اجل کا ہوا اسکی مدت سلطنت ستاون روز ہین ؛؛

سلطان فیروز شاہ بہمنی کا بیان

سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بہ روز افزون شاہ خلف داؤد شاہ نے شمس الدین کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور اپنے برادر احمد خان کو خانخانان کا خطاب اور امیر الامرائی کا مرتبہ عطا کیا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو جو اسکا استاد تہا اپنی سلطنت کا وکیل کیا اور ملک نایب کا اسکو خطاب دیا واضح ہو کہ سلطان نے اپنی مدت سلطنت مین چوبیس ۲۴ مرتبہ کفار کے ساتہہ جہاد کیا ہے اور نہر تہورہ کے کنارہ پر ایک شہر آباد کرکے اسکا نام فیروز آباد رکہا اور اسکو اپنا پایۂ تخت قرار دیا منجملہ اسکے عادات حمیدہ کے ایک یہ ہے

کہ اُسکا قاعدہ تہا کہ سال مین جو دن متبرک آتا اُسمین نماز روزے کا انتظام کرتا اور قصداً اُس سے کوئی فریضہ فوت نہوتا تہا اور محرمات شرعیہ سے اُسکو کمال نفرت تہی اگرچہ غنا سُنتا تہا اور خفیہ طور پر شراب پیتا تہا مگر ہمیشہ اس حرکت شنیعہ سے نادم رہتا تہا اسی کے عہد حکومت مین بنگاپور کا قلعہ اور خلاصہ مملکت تلنگ اہل اسلام کے قبضہ مین آیا ہے اپنی صفت سخاوت مین مشہور اور معروف شخص ہے ہر روز قرآن مجید کا ربع پارہ اپنے ہاتہہ سے تحریر کرتا اور شب کو دو تین پہر متواتر علما اور مشائخ و شعرا و قصہ خوان اور افسانہ گو اور تاریخ دانون سے بے تکلفانہ صحبت رکہتا اور کسی حیلہ سے اُنکے ساتہہ سلوک کرنا اُسکا تقضاے دلی تہا کسیکی غیبت اور بدگوئی نہین سُنتا تہا اکثر زبانون کے ساتہہ اُسکو مناسبت تہی ہر ملک کے آدمی سے اُسی ملک کی زبان مین گفتگو کرتا تہا قوت حافظہ اُسکی کمال درجہ تہی قدما کے اشعار کو خوب سمجہتا تہا اور خود بہی شاعر تہا آغاز شاعری مین اُسنے اپنا تخلص عروضی رکہہ چہوڑا تہا چند روز کے بعد بجاے اُسکے اپنا تخلص فیروزی رکہلیا اکثر علوم بالخصوص علم تفسیر اور اصول حکمت طبعی اور نظری مین اوسنے اعلی درجہ کی مہارت پیدا کی تہی اور مصطلحات اہل تصوف سے بہی واقف تہا اور ہفتہ مین تین روز شنبہ دوشنبہ چہارشنبہ کو روز اپنے شاگردون کو میر زاہد اور شرح تذکرہ اور شرح مقاصد اور تحریر اقلیدس اور مطول وغیرہ کا درس دیا کرتا تہا اور توریت و انجیل سے بہی اُسکو واقفیت تہی سنہ ۸۰۱ ہجری مین سلطان نے امیر تیمور کی خبر ہندوستان مین آنیکی سنکر امیر نقی الدین محمد جو میر فضل اللہ کے داماد تہے اور مولانا لطف اللہ سبزواری کو بہت کچہہ تحایف اور ہدایا اور فرمان جنمین اخلاص و اطاعت کا مضمون تہا دیکر روانہ کیا صاحبقران نے اُسکے حسن اخلاص سے باوجود بعد مسافت کے خوشحال ہوکر فرمایا کہ ہمنے بادشاہی دکن اور گجرات اور مالوہ کی فیروزشاہ کو دی اور چتر اور تمام لوازم سلطنت اُسکے لئے وہان سے روانہ کیے اور اپنے نامہ مین اُسکو فرزند خیرخواہ لکہا اور وقت رخصت

ایلچیون کے ہاتہہ ایک کمربند اور شمشیر مرصع اور چار قبای ملوکانہ اور ایک غلام ترکی اور چار عمدہ گہوڑے روانہ کئے۔ واضح ہو کہ اس سلطان کے وقت مین سید عالی مقام سید گیسو دراز قدس سرہ جو آجکل بندہ نواز کے ساتہہ مشہور ہین دہلی سے تشریف فرما گلبرگہ ہو کر تا وقت وفات وہین تشریف فرما رہے مرقد مبارک بہی حضرت کا اسی مقام پر ہے سلطان کے انتقال مین مورخین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین اجل طبعی سے اُسنے وفات پائی اور بعض قایل ہین کہ احمد خان اُسکے برادر نے عین حالت مرض مین اُسکا گلا گہونٹ کر دم نکال دیا واللہ اعلم بالصواب مدت سلطنت اسکی پچیس سال سات ماہ پندرہ روز ہے ❊

سلطان احمد شاہ بہمنی کا بیان

احمد شاہ بہمنی نے کہ ہنوز فیروز شاہ گرفتار مرض موت تہا اسکی اجازت و رضامندی سے وقت حیات کے تخت سلطنت پر جلوس فرما کے اس برادر بزرگ کی پیروی اختیار کی بخلاف سلاطین سابقہ کے شیخ محمد سراج کے خاندان سے ترک ارادت کر کے حضرت محمد گیسو دراز کا مرید ہوا اور چند قصبے سرکار حسن آباد گلبرگہ اور دوسرے پرگنات کے اُنپر وقف کئے۔ واضح ہو کہ سلطان احمد شاہ مشائخ دوست اور صاحب حال شخص تہا اور درویشون سے بہت سلوک کرتا تہا مرقوم ہے کہ اسکے عہد حکومت مین دیو رای والی بیجانگر اور دوسرے راجہ اور حکام گجرات اور مالوہ سے بڑی بڑی لڑائیان ہوئین عنایت الٰہی سے اکثر لڑائیو نمین سلطان مظفر و منصور رہا اور بہت سے قصبے و دیہات انکے اپنے قبضۂ تصرف مین لایا بہت بتخانے منہدم کروا کے وہان مسجدین تعمیر کرائین۔ نامی بت جو ہاتہہ لگے اُنکو محمد گیسو دراز کے دروازہ مین گڑوا دیتے تاکہ خلایق کے روندنے مین آوین اور قلعہ کاویل کا بنایا اور قلعہ ترنالہ کی مرمت کرائی اور نیز مشہور ہے کہ احمد آباد بیدر بہی اسی کا بنوایا ہوا ہے وقت اسکی بنیاد کے شیخ آذری اسفرائنی کہ شاعر زبردست سلطان کا ملازم تہا اُسنے ایک قصیدہ مشتمل تعریف بادشاہ اور تعریف عمارات کے

تاکہ انعام معقول پایا او کتب ہندیہ مین یون مرقوم ہے کہ بیدر ایک قدیم شہر ہے اور قلعہ بہی راجہ بیدر دکن کے راجاؤن مین سے ایک راجہ تہا نام ہاسکندر رومی سے کے اُسکے تعمیر کرایا تہا اور انہین کتب مین یہہ بہی دیکہا گیا کہ نل اور دمن جو دکن مین نامور عاشق و معشوق ہوئے ہین بیدر کے راجاؤن مین سے ایک راجہ تہا کہ نام اُسکا بہیم سین تہا اور دمن اُسکی بیٹی تہی ۔ اور سلطان نے جلوس کے بعد حسن خان ولد فیروز شاہ کو کہ وارث ملک کا تہا پا نصدی کرکے فیروز آباد اسکے رہنے کیلئے مقرر کیا اور چار کوس تک سیر و شکار کیلئے نکلنے کا حکم دیا وہ مرد عیاش تہا اُسکی رغبت اور کامونکی طرف تہی اس بات کو شاہی سے بہتر جانکر چچا کی زندگی تک فراغت سے گذارا اور کوئی حرکت ایسی نہ کی جس سے وہ آزردہ خاطر ہوتا لیکن چچا کے بعد معزول ہوکر قلعہ مین قید کیا گیا اسی حالت مین مرگیا اسکے عہد حکومت مین دو برس تک بارش نہ ہوئی بادشاہ واسطے دعا کے نکلا وہان سے سیراب ہوکر بہیگتا ہوا آیا اوس روز سے سلطان کا لقب احمد شاہ ولی قرار پایا اور شہزادہ علاؤالدین کی شادی نصیر خان حکیم کی دختر کے ساتہہ بڑی دہوم سے کی شادی کے بعد سب فرزندون کو جمع کرکے اتفاق اور نفاق کے حسن و قبیح کو بیان کیا اور اپنے فرزند اکبر علاؤالدین کو ولیعہد اور ممالک محروسہ کو تقسیم فرمایا ۸ رجب ۸۳۷ ہجری مین وفات پائی اسنے بارہ سال ۲ مہینے سلطنت کی ہے ؛

سلطان علاءالدین بہمنی کا بیان

سلطان علاءالدین ابن سلطان احمد شاہ بہمنی نے جب جلوس فرمایا تو شہزادہ محمد خان کہ سب سے چہوٹا تہا او باپنے وقت تقسیم ممالک کے اُسکو سلطنت مین شریک کرکے سلطان کے سپرد کیا تہا اوسنے بعض مفتریان دکن کے کہنے سننے سے بغاوت اختیار کرکے لشکرکشی کی سلطان اُسکی مدافعت کے لئے متوجہ ہوا چنانچہ شہزادہ مذکور بہت سی لڑائیون کے بعد شکست کہاکر بہاگ نکلا اسکے بعد نصیر خان حاکم اسیر

خسر سلطان کے التفات کی وجہ سے رای سنکر کی دختر کی طرف کہ وہ نہایت خوبصورت
حسن صوت اور موسیقی مین بے نظیر تہی۔ سلطان کی زوجہ مسماۃ آغا زینب یعنی ملکہ
لینے سے کہ وہ اوسکی بیٹی تہی مملکت برار کے تسخیر کا حیلہ کرکے رخصت ہوا اور
...اور حکام کو زیادہ طمع دیکر اپنی اطاعت کی طرف راغب کرکے آمادہ جنگ کا
...الدین دولت نے وہان پہونچکر اوسکو شکست دی۔ اسکے بعد دیورای حاکم بیجانگر ہوس سے
...ان ہمنی کے ملکون کو مسخر کرنے کو ۸۰۴ھ مین بہت سی جمعیت فراہم کرکر فوج کش ہوا بادشاہ نے
...سکر انتقام کا ارادہ کیا القصہ بعد بسیار جنگ وقتال کے راے مذکور نے پیش کش سالانے پر
...مند ہوکر صلح کی معلوم کرنا چاہیے کہ سلطان موصوف نے اپنے آغاز شاہی مین شفاخانہ
...کر چند دیہات وقف کئے تہے تاکہ اوسکا محصول دوا دارو و غذای بیمارون مین اور اطباکی
حاجت روائی مین صرف ہووے اور سلطان اگرچہ ابتدا مین آپ مرتکب مے نوشی کا تہا لیکن
دوسرون پر ایسی تاکید تہی کہ کوئی شخص کسی قسم کے نشہ مین گرفتار نہوتا تہا اور اگر اتفاق سے کسی نے
...کرکے کچہ استعمال بہی کرلیا تو سلطان اوسکے حلق مین سیسہ پگہلا کر ڈلوا دیتا تہا اور انصاف مین سعی بلیغ کرتا تہا
اور قریب پایہ منبر کے جماعت کے ساتہ حاضر ہوکر وعظ سنا کرتا تہا اور بہت سے بتخانے منہدم کرواکے اونکی جگہہ
مسجدین تعمیر کرائین کسی کے قتل پر ہرگز راضی نہوتا نصارٰی اور زناردار و برہمن وغیرہ کو منہ تک لگاتا تہا فارسی
مین پوری دستگاہ رکہتا تہا کسیقدر علوم عربیہ بہی پڑہے تہے اور اسدرجہ عیاش بہی تہا کہ اوسکے عہد حکومت مین ہزار
عورتین حسینہ و جمیلہ اوسکے شاہی سراپردہ مین جمع ہوئی تہین بفضل ایزدتعالی کی توفیق و نصرت سے ۸۰۵ھ مین تمام اجزای
بتوبۃ النصوح کرکے خود بذاتہ امور مالی و ملکی کیطرف متوجہ ہوا مورخین بیان کرتے ہین کہ جسقدر فساد عیاشی کے سبب سے

واقع ہوے تھے چنانچہ کتب مبسوطہ مین مرقوم ہی) ایک قلیل عرصہ مین برطرف ہو گئے ۸۵۰ ہجری مین بادشاہ کی پنڈلیمین ایک زخم آیا معالجین نے ہر چند علاج معالجہ مین سعی کی لیکن کچھ نفع نہوا اور اسی اثنا مین کئی مرتبہ اوسکی موت کی ہوائی مشہور ہوئی تہی کہ محمود خلجی نے دکن کا عزم کیا سلطان نے باوجود ایسی تکلیف دردمندی کے اوسکی مدافعت کے لئے لشکر آراستہ کیا خلجی یہ خبر سنکر اپنے ارادے سے باز رہا انجام کار ۸۶۲ھ مین اسی بیماری سے وفات پائی اوسنے ۲۳ سال ۹ مہینے ۲۰ روز سلطنت کی ہی اور باعتبار شمار کے ۲۴ سال ۹ مہینے ۲۰ روز ہوتے ہین واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

سلطان ہمایون شاہ بہمنی کا بیان

ہمایون شاہ المشہور بظالم شاہ علاء الدین کا فرزند اکبر وقت انتقال باپ کے اپنے گھر مین تھا یوسف خان امیر ملو خان کہ اوسکی سرکار کے معتبر امرا تھے وفات سلطان کو پوشیدہ رکھکے حسن خان چھوٹے فرزند کو کہ وہ دختر زادہ فیروز شاہ کا تھا تخت پر بٹھلایا ہمایون شاہ اس خبر کے سنتے ہی ۲۰۰ سوارون کے جو اوسکے ساتھ تھے اپنے مکان سے نکلا اور دیوانخانہ مین آیا حسن خان کو جو اوس وقت اوسکے بدن پر رعشہ تھا گرفتار کرکے قید کرلیا اور خود اوسکی جگہ پر جلوس کیا جلوس کے بعد سکندر خان خلف جلال خان نے کہ وہ حضرت جلال الدین بخاری قدس سرہ کی اولاد مین سے تھا ترکہ طلب کیا ہمایون شاہ کو اوس سے غیظ و غضب پیدا ہوا اور دونون کے باہم جنگ شروع ہو گئی لڑائی کیوقت مست ہاتھی نے سکندر خان کو سونڈ مین لپیٹ کر خانہ زین سے اوٹھا کر زمین پر دے مارا اوسکے بعد اوسی کے گھوڑون نے اپنی ٹاپون سے روند ڈالا جلال خان کا باپ زندہ تھا وہ گرفتار ہو کر تا دم حیات مقید رہا اس فتح کے بعد سلطان قلعہ دیورکنڈہ کے سخر کرنے پر متوجہ ہوا تھا کہ اس اثنا مین ترک یوسف نامی کچل سلطان علاء الدین کا غلام شہزادہ خانی ناکو دام فریب سے خلاص کرکے شور و شغب پر آمادہ ہوا اور سلطان نے ادہر اپنا قصد ملتوی کرکے اودہر متوجہ ہوا چند اڑائیون کے بعد حسنخان گرفتار ہو کر آیا بادشاہ نے

اسکو فقیر کے سامنے ڈلوا دیا تہہ نے اوسکا کام تمام کر دیا اور اوسکے ہمراہیونکو بادشاہ موصوف نے طرح طرح کی تکلیفین دیکر ہلاک کیا پہر اس قصہ کے بعد شہزادون اور روشنان ملک کو قتل کرا دیا۔ واضح ہو کہ بادشاہ موصوف مردم آزار تہا لوگونکو طرح طرح سے تکلیف دیتا تہا اوسکے ظلم کا حال بیان کیا جاتا ہی کہ حجاج بن یوسف ظالم ہی اُسکے مقابلہ مین نوشیروان عادل کے برابر تہا۔ بعض کہتے ہین کہ اس نے بیمار ہوکر بتاریخ ۲۹ ذیقعد ۷۵۹ھ مین انتقال کیا۔ بعض بیان کرتے ہین ایک رات شراب کے نشہ مین مست ہو رہا تہا کہ ایک کنیزک حبشیہ نے اسکے سر پر ایک لکڑی ماری جسکی ضرب سے وہ ہلاک ہو گیا۔ تین برس چہ ماہ اپنی مدت شاہی مین ظلم سے بسر کی۔

سلطان نظام شاہ بہمنی کا بیان

نظام شاہ پسر ہمایون شاہ اپنے حسن و جمال مین بے نظیر تہا خدا ی تعالی سے آٹھ برس کی عمر مین اسکو بادشاہ بنایا اسکی والدہ نہایت عاقلہ عورت تہی خواجہ جہان ترک وکیل بادشاہ اور ملک التجار وزیر کی رائے سے امور کو انجام دیتی تہی۔ اطراف و جوانب کے حکام کو جب معلوم ہوا کہ بہت ہی نادان لڑکا تخت نشین ہوا ہو تو ہر ایک کے دل مین ہوس پیدا ہوئی کہ ممالک بہمنی کو کسی ترکیب سے مسخر کر لینا چاہیے چنانچہ سب سے پہلے راے مملکت اوڑیسہ اور راو رہ ملک تلنگ کے زمینداروں کے اتفاق سے جنگ کے لئے آمادہ کی آخرکار جنگ و جدال کے بعد پانچ لاکہ تنکہ نقرئی خزانہ شاہی مین حماقت کے طور پر داخل کر کے واپس گیا۔ اسکے بعد سلطان محمود خلجی سلطان مندو نے اٹھائیس ہزار سوار لیکر خاندیس کے راستہ سے قندہار کے اطراف مین مملکت بہمنیہ مین داخل ہو گیا اور جنگ و جدال کے بعد بہت سی تکالیف اوٹھا کر بے نیل مرام واپس گیا۔ واضح ہو کہ شاہان بہمنیہ کا قاعدہ تہا کہ پہلے ملکہ جہان کا خطاب اُن عورتوں کو ہوتا تہا کہ وہ اپنے ہمجنس اور کفو ہو اس لئے ایک لڑکی اہل قرابت سے مخدوم جہان نے مقرر کر کے خواستگاری کی اور اوسکے

والدین اس امر پر راضی ہوگئے تو بادشاہ نے آغاز جشن کیا عین شب زفاف مین کہ ۱۳ ذیقعدہ ۷۸۰ھ کی تھی وقتاً آدھی رات کے وقت نوحہ کی آواز بلند ہوئی کہ نظام شاہ ملک عدم کو رخصت ہوا مگر کسی کتاب سے یہ ثابت نہین ہوا کہ اسکے انتقال کی کیا صورت ہوئی۔ مدت سلطنت اسکی تقریباً دو سال ہے۔

سلطان محمد شاہ بہمنی کا بیان

شمس الدین الدنیا یعنی ابوالمظفر غازی محمد شاہ بہمنی لشکری مخدوم جہان کا منجھلا بیٹا اپنے بھائی کے بعد نو سال کی عمر مین تخت نشین ہوا اور احمد شاہ اوسکا چھوٹا بھائی اقطاع مناسب پاکر محمد شاہ کا جلیس اور انیس ہوا۔ سلطان فیروز شاہ کے بعد علوم و فنون مین خاندان بہمنیہ کے اندر کوئی شخص محمد شاہ سے بہتر نہین ہوا۔ اس سلطان کے عہد مین بہت سے کفار خوار اور ذلیل ہوئے اور بہت سے بتخانے کرادئے گئے اور مساجد بکثرت تعمیر کی گئین اور کثرت سے غنیمتین مسلمانون کو ملین جس سے مقابلہ ہوا فتح اور ظفر سلطان کے ساتھ رہی۔ مملکت بہمنیہ کو اسقدر وسعت ہوگئی کہ پہلے جہان چار حصہ تھی اب آٹھ حصہ ہوئی اور ہر ایک حصہ پر امیر لشکر یعنی طرفدار مقرر کیا گیا۔ الغرض سلطنت بہمنیہ کو اس سلطان کے عہد مین تکمیل ہوگئی مگر ہر کمال کو زوال ہے آخر کار زوال کے آثار نمایان ہوئے اور اوسکی وجہ یہ ہوئی کہ ملک التجار محمود کاوان المخاطب خواجہ جہان امیر الامرا کہ مرد خدا دوست اور نجیب اور کریم النفس وزیر عادل موافق مزاج مخدومہ جہان کا تھا حتیٰ کہ وہ عفیفہ اوسکے کانپر اگر اپنا بھائی ہوتی تھی اور سلطان کی عنایت بھی بے انتہا تھی اور اوس سے اکثر خدمات شایستہ ظہور مین آتی تھین لیکن سلطان نے خدمت نمایان کے بدلے مہربان ہوکر اپنا لباس اوتار کر اوسکو پہنایا اور آپ خود بدولت نے اوسکا پہنا بعض مخصوصون نے اوسیوقت اُسکے اس فعل کو بُرا جانا اسلئے کہ اس سے پہلے کسی بادشاہ نے ایسی خفیف حرکت نہین کی تھی اور بعض کا

یہ اعتقاد ہے کہ شاہان بہمنیہ مین سے کسی بادشاہ نے بہمن کے قتل کا حکم نہ دیا تہا اور اُسنے خود اپنے ہاتہہ سے
مارا چنانچہ بادشاہ نے اسی دن سے اپنا لقب غازی رکہا تہا مگر وہ نامبارک ہوا۔ واضح ہو کہ نعتہً ایسے شخص موصوف
کو کہ جسکے تعریف مین مُلا عبد الکریم ہمدانی نے علیحدہ ایک کتاب لکہی ہے اور اسی کی حسن کوشش سے کمال دولت
کا حاصل ہوا تہا بادشاہ نے مفسدون کے ورغلانے سے بلا تحقیق و تجسس کے قتل کروا دیا امرا اطراف و جوانب
کے اس حرکت شنیعہ سے ناخوش ہوئے اسلئے انسے بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری مین قصور سرزد ہونے
لگا اگرچہ تفحص و جستجو کے بعد جب اُسکا جرم نہ ثابت ہوا تو سلطان نادم ہوا لیکن اس وقت کی ندامت
بے سود تہی اور جب کوئی شخص بادشاہ سے سرکشی کرتا تہا اور اُس سے کچہہ بن نہ پڑتا تو ظاہر مین خاموش
ہو رہتا مگر باطن مین ہر گہڑی خواجہ مرحوم کو یاد کرتا تہا اور افسوس کیا کرتا تہا حتی کہ خواجہ کا ظلم اسپر مستولی
ہوا اور دن بدن اُسکا جسم گُہلنے لگا لکہا ہوا ہے کہ اسوقت شہزادہ محمود خان کو ولیعہد کیا اور اُن ایام
مین اکثر مرتبہ زبان پر لایا کہ اس دولت کا زوال ہونیوالا ہے اسلئے کہ جب امرا میری پوری طور سے اطاعت
نہین کرتے باوجودیکہ برسون بادشاہی کی ہے اور بزور شمشیر چند ملک فتح کئے ہین تو میرے بعد اس لڑکے
کی کیا اطاعت کرینگے بادشاہ جب نہایت بوڑہا و ضعیف ہو گیا تو غرہ ماہ صفر ۸۸۶ھ ہجری مین اس ولایت
وجود سے اقلیم عدم کی طرف روانہ ہوا نزع کے وقت جسوقت ہوش آتا تہا تو یہ کہتا تہا کہ واقع مین
خواجہ کے مارا سامعی نے مصرع اُسکی تاریخ کا یہ بیان کیا ہے ع خرابی دکن تاریخ او شد + اُس نے
۲۰ سال ۹ مہینے تیرہ دن سلطنت کی ہے +

سلطان محمود شاہ بہمنی کا بیان

سلطان محمود شاہ کی اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے وقت بارہ (۱۲) سال کی عمر تہی بموجب وصیت لبد ادا کرنے

رسوم تعزیت کے موافق صلاح ومشورہ کے اکثر اراکین دولت نے تخت بہمنیہ یعنی فیروزشاہ کو کہ جو اُس زمانہ مین باعتبار خوبی ونفاست کے ممتاز ومفتخر تھا قصر تخت گاہ مین لاکر رکھا اور دو کرسیان روپہلی اُسکے دونون بازوُون سے نصب کین اُسوقت شاہ محب اللہ اور سید حبیب اللہ کہ اُس زمانہ مین افضلین مشائخ مین سے تھے اونہون نے فاتحہ خیر پڑہکر اُسکے سر پر تاج بہمنیہ رکھا اور اُسکے دونون ہاتھہ پکڑکر تخت مذکور پر بٹھلایا تھے اور اُن دونون مشائخ نے دونون طرف کرسیون پر نشست فرمائی اور اُسوقت جو امرای دولت حاضر تھے مثل ملک حسن نظام الملک بحری اور بڑے قوام الملک اور چھوٹے قوام الملک اور قاسم برید ترک سرنوبت نے تین مرتبہ سلطان سے بیعت کی باقی تمام امراء اور ملوک اور صلح دار سلام سے مشرف ہوئے اگرچہ اسکی سلطنت کا زمانہ ممتد رہا لیکن خلل شروع ہی سے واقع ہوا علاوہ ازین چونکہ محمود شاہ خفیف العقل اور عیش طلب اور دایم الخمر نکلا چنانچہ اُسکے عہد سلطنت مین احمدآباد بیدر مسکن لونڈیان بھانڈ اور بھگتے ساز ندے اور کنچیان عراق وخراسان و ماوراء النہر لاہور ودہلی وغیرہ کا ہوا تھا قصے خوان افسانہ گو ہمیشہ مصاحب رہتے تھے اسلئے ہر ایک منصبدار کو ہوس حکومت کی پیدا ہوئی اور ہر ایک دوسرے کی مدافعت مین سعی بلیغ کرنے لگا لکھا ہے قاسم برید کو مسند میر جملگی پر ایسا التسلط وغلبہ ہوا کہ رفتہ رفتہ سلطان کے پاس بجز نام کی بادشاہت کے اور کچھہ نرہا اور جب سنہ ۹۱۰ مین وہ مرگیا اور اُسکا بیٹا امیر برید اپنے باپ کا جانشین ہوا تو کامون مین سرگرم ہوکر اُسکے بیٹے کو سلطان سے بہی زیادہ امورات سلطنت مین بیدخل محض کردیا حتی کہ اُسکا عدم اور وجود دونون برابر ہوگئے پس اسی حالت مین ذیحجہ کی چوتھی تاریخ سنہ ۹۲۴ ہجری مین منشی تقدیر نے نامہ اُسکی زندگی کا طے کیا اوسکی مدت سلطنت تزلزلات کثیرہ اور انقلابات بی پایان کے ساتھہ ۳۷ سال ۹ روز رہی - واضح ہو کہ یہ بیت اُسی کے ہی عہدہ جانکر قلم سے ادا کردے **بیت**

دور دوم
طوائف ملوک دکن کے بیان میں

دربحر غم فتادم و امواج بے عدد ٥ تاچند دست و پا بزنم یا علی مدد

سلطان احمد شاہ بہمنی کا بیان

سلطان احمد شاہ بھی اپنے باپ کی طرح قرابہ کش اور می نوش تھا امیر الامرا نے حکام اطراف کے خوف سے تخت نشین کرکے احمد آباد بیدر مین اُسکے نام کا خطبہ مقرر کردیا اور سلطان کیلئے حکم ہوا کہ ہر روز اسباب ضروری بقدر احتیاج اُسکو ملتا رہے وہ بدنصیب اُسپر کفایت نہ کرکے تاج سلاطین بہمنی کو جو چار لاکھ کی لاگت سے تیار ہوا تھا توڑکر مروارید اور یاقوت و الماس وغیرہ اُسکے پوشیدہ کلالون کو دیکر فروخت کرواتا تھا اور اُسکی قیمت سے خوب عیش و عشرت کرتا تھا امیر برید نے سنکر بہت سے کلالون کو قتل کروایا لیکن کچھ سود مند نہ ہوا چند روز کے بعد سلطان نے کسی کو پوشیدہ اسمعیل عادلخان کے پاس بھیجکر امیر کی سخت گیری کی شکایت کی اسنے اپنے ایلچی کو کچھ زبانی کہکر اور بہت سے تحائف و ہدیے دیکر روانہ کیا۔ کہتے ہین کہ ہنوز وہ احمد آباد بیدر تک نہ پہنچا تھا کہ سلطان ۹۲۷ھ ہجری مین زہر کہاکر راہی ملک عدم کا ہوا اُسکی مدت سلطنت دو سال ایک مہینہ ہے +

سلطان علاؤالدین بہمنی کا بیان

سلطان علاؤالدین بن احمد شاہ کو بعد لوازم عزا و ماتم داری کے دو ہفتہ مین امیر برید نے بسطے اپنے صلاح دولت کے نامزد شاہی سے کیا اگرچہ علاؤالدین مرد عاقل اور بہادر تھا لیکن طالع نے یاوری کی اور تقدیر و پی شکست سلطنت کے تھی جسقدر تدبیر لائق دفع امیر کیلئے پہنچائی کارگر ایک بھی نہ ہوئی بلکہ سلطنت کے استقلال کی خواہش مین جان بھی گئی +

ولی اللہ بہمنی کا بیان

شاہ ولی اللہ ابن سلطان محمد برادر احمد شاہ کو بعد علاؤ الدین کے امیر برید نے واسطے بقای دولت اپنی کے تخت نشین کیا مدت سلطنت اسکی بہت کم ہوئی عیش وحکومت مین بجز پارچہ و روٹی کے اُسکو کچھ حاصل نہوا اُسکی سلطنت مع علاء الدین کے ۳ سال سے کچھ زیادہ ہے ۰

شاہ کلیم اللہ کا بیان

شاہ کلیم اللہ ابن محمد شاہ مذکور یہ یوسف عادل شاہ کا ہمشیرہ زادہ ہے کہ جسکا ذکر آگے آتا ہے ولی اللہ کے بعد امیر برید نے شاہی سے موسوم کیا اسی پر سلطنت بہمنیہ کا خاتمہ ہوا ہے اسکے بعد کوئی شخص بہمنیوں سے بادشاہ نہیں ہوا اور وہ دولت بحکم الٰہی پانچ فرقون پر منقسم ہوئی - عادل شاہیہ[۱] نظام شاہیہ[۲] قطب شاہیہ[۳] عماد شاہیہ[۴] برید شاہیہ[۵] - اور کلیم اللہ ۹۳۴ ہجری مین برہان نظام شاہ کے قریب جا کر دولت وجود سے ملک عدم کی طرف روانہ ہوا اُسکی موت مین مورخین کا اختلاف ہے آیا زہر سے مرا یا اجل طبعی سے اُسکی سلطنت کی مدت نہین معلوم بہر تقدیر خاندان بہمنی مین ۱۸ سترہ آدمیون نے سلطنت کی ہے غرضکہ ملک دکن مین اس خاندان کی ایک سو بیاسی سال سلطنت رہی +

دوسرا تذکرہ نظام شاہیون کے بیان مین

احمد نظام شاہ بحری کا بیان

احمد نظام شاہ بحری بیٹا نایب نظام الملک بحری کا ہے اور ملک نایب ایجانگر کے برہمنون کی اولاد سے تہا اُسکا اصلی نام تیما بھٹ اور اُسکے باپ کا نام بہیرو جب تیما بھٹ احمد شاہ بہمنی کے وقت مین

مسلمانان کا اسیر ہو کر آیا اور بادشاہی غلاموں کی زمرہ میں داخل ہوا اُسوقت اُسکا نام بدل کر ملک حسن نام رکھا گیا
اُسکے بعد احمد شاہ نے اپنے فرزند محمد کو حوالہ کیا اب لوگ اُسکو ملک حسن بحری کہنے لگے شہزادہ اپنے
ایام طفلی میں لفظ بحری بسبب تتلاہٹ زبان کے حسن بحری کہتا تھا اسی سبب سے وہ بحری مشہور ہوا
اور اسکے بعد شہزادہ مذکور نے غلام مذکور کو اس سلطنت میں منصب ہزاری اور نقارہ اور ماہی مراتب دیگر
کارخانہ شکار بھی جانوروں کا لفظ بحری کی مناسبت سے حوالہ کیا اور رفتہ رفتہ خطاب و القاب اشرف
ہمایون نظام الملک بحری پایا اسی اتفاق سے خواجہ جہان گاوان کی مملکت کا طرفدار ہوا اور جب خواجہ
جہان گاوان مارا گیا تو یہ اسکا قایم مقام ہو کر خطاب ملک نایبی اور منصب سرلشکری سے سرفراز ہوا
اور جب محمد شاہ فوت ہوا تو اُسکی وصیت کے موافق اُسکے بیٹے سلطان محمود کی سلطنت کا وکیل ہوا
اور جب بحری بلدہ بیدر میں مارا گیا تو ملک احمد نے اپنے باپ کے خطاب پر اپنا خطاب مقرر کر کے احمد
نظام الملک مشہور و موسوم کیا اور سپاہ و رعیت کے احوال پر ایسا التفات کیا کہ تھوڑی سی مدت میں قصبہ
سہ اور سیوگانون وغیرہ کے اطراف و جوانب کے لوگ اُسکے ضبط و نسق سے راضی ہو گئے واضح
ہو کہ اُسنے اپنی شروع جوانی میں اپنے باپ کے قید حیات کے وقت کندیل اور راج بندری راجہ اوریا اور دیگر
کناروں سے بڑی بڑی جنگ و جدال کے ساتھ قلعہ جوند اور مہاگڑھ اور زنکی اور نزد بلی اور کنڈا پارہ اور پورندر
اور [illegible] اور کہرلک اور برنجور اور [illegible] اور دریاپال اور تمام کوکن کو اپنے تحت قبضہ و تصرف میں لایا تھا
اور اسکی مردانگی و شجاعت عالمگیر تھی کوئی شخص اُسکے مقابلہ پر نہ آسکتا تھا اگر زین الدین علی تالشی اور شیخ موری
عرب کہ یہ دونوں سلطنت بہمنیہ کے امیر عظم تھے سلطان علاءالدین عصر کی تحریک سے جمع ہو کر آمادہ لڑائی کے ہوئے
لیکن چونکہ خدا تعالیٰ کو شاہ موصوف کی ترقی منظور تھی لہٰذا وہ دونوں امرا مارے گئے اور اُنکا تمام اسباب

و سامان نظام شاہیہ کے لئے اور زیادہ جاہ و مرتبہ کا سبب ہوا اور ۸۹۵ سنہ ہجری مین جبکہ قصبہ بنکاپور مفتوح ہوا
تو اکبر شاہ نے وہان ایک باغ نصب کرکے اسکا نام نظام باغ رکھا اور بعض لوگ اسکو فتح باغ بھی کہتے
ہین اور فتح مذکور کے بعد سلطنت بہمنیہ کو نہایت ناتوان دیکھکر سفید چتر سر پر بلند کیا کہ جو اسوقت وہ نشان
دہلی اور گجرات اور ہند کے سلاطین کا تھا اور خطبہ کے اندر سلطان محمود کا نام کاٹ کر اپنا نام تحریر کرایا —
بعض امرا نے اس حرکت کو ناپسند کیا چونکہ نظام شاہ نہایت دانشمند و فہیم تھا اس بات کا خیال کرکے
کہ فساد و فساد پیدا ہو جاوے اپنے نام کا خطبہ فوراً موقوف کر دیا اور سفید چتر کے باب مین یہ فرمایا کہ یہ بطرف
حرارت آفتاب سے بچاو کیلئے ہے اسمین سلطنت کی کیا علامت و نشانی ہے اسکے بدل دینے کی
کیا ضرورت ہے امرا نے یہ عرض کیا کہ اگر اس غرض کیلئے ہے تو سب کو اذن عام ہو جانا چاہئے کہ سب
لوگ اپنے سرون پر چتر رکھین پھر بادشاہ نے مجبور ہوکر عام رخصت دی اور واسطے امتیاز کے اپنا چتر
سرخ اور سب کا سفید تجویز و مقرر کیا پس رفتہ رفتہ عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ اور برید شاہیہ نے
اس امر کو پسند کیا اور اس باب مین شاہ و گدا سب یکسان ہو گئے بخلاف ملک ہند کے کہ وہان بجز بادشاہ
کے دوسرے کا مقدور ہی نہ تھا پھر دو مہینہ کے بعد انہین لوگون نے جو خطبہ کیلئے مزاحم ہوئے تھے
خود بخود نادم ہوکر بالاتفاق عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ خطبہ اپنے ہی نام کا پڑھوانا اسمین ہماری خوشی ہے
اسم پاک سے آپ کا ... ... کیا ہے اور آپ ہمارے بادشاہ مین چونکہ خیر خواہ کو یہی منظور تھا اسلئے
دوبارہ حکم دیا اور دنداج پوری کی فتح کے بعد اپنی ہمشیرہ زینب بی بی کی بابا محمد ... کے ساتھہ جو ایک
ذی علم اور صالح شخص تھا شادی کر دی سنہ ۹۰۰ ہجری کے منجمین کی ساعت مختار مین باغ نظام کے
مقابل نہر کے کنارہ پر ایک شہر آباد کرکے اسکا نام احمدنگر رکھا لکھا ہے کہ فن تیر بازی مین ...

پوراکمال تہا بالبعض لوگون کا یہ بیان ہے کہ ملک دکن مین گنگ کا فن اسنے ہی شایع کیا ہے اور جلال الناس علاؤ الدین ملوکہم تمام غریب و امیر پیر و جوان سپاہی عالم سب اسکے سیکھنے کی طرف متوجہ ہوگئے بہت سے لوگون نے نہایت مشاقی اسمین حاصل کی ہر شخص کسی کو اپنے مقابل نہ جانتا تہا رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ روز مرہ کی تلوارون سے شاہی دربار مین نقصان ہوتا تہا اور ایک دو آدمی روزانہ مارے جاتے تہے اور مدعی و مدعا علیہ کا خون معاف تہا۔ سلطان موصوف کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کا یہ حال تہا کہ بجز سواری کرنے کے اور بلا ضرورت نگاہ نہ کرتا تہا کہ نامحرم عورتون پر نگاہ پڑ جائے غرض اسکو لوگون کے ناموس کا بہت خیال تہا چنانچہ ایک دختر نہایت حسین اور صاحب جمال چودہری قلعہ کاویل کے اسیر و غارت سے آئی اسکا حسن و جمال دیکہکر سلطان کا دل اسکی طرف میلان پیدا ہوا اور اُس سے وصل کا قصد کیا اُس چہوکری نے عرض کیا میرا شوہر ہے اور ان قیدیون مین موجود ہے سلطان مذکور نے اسکی زبان سے جب یہ بات سنی تو فوراً اپنے ارادہ سے باز رہا اور علی الصباح اسکے مادر و پدر اور شوہر کو بلاکر انعام و اکرام سے پیش آیا اور چہوکری کو شوہر کے حوالے کر دیا سلطان مذکور نے مرض الموت کی حالت مین شاہزادہ جوان بخت کامگار شیخ برہان کو سات برس کی عمر مین اپنا ولیعہد بنا کے ۹۱۴ھ ہجری مین اس دار فانی سے انتقال کیا مدت سلطنت اسکی بیس سال ہے

برہان نظام شاہ بحری کا بیان

برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری سات سال کی عمر مین بادشاہ ہوا اُسکے جلوس کا مادہ تاریخ فیض جاوید ہے نہایت ذہین اور طباع شخص تہا دس برس ہی کی عمر مین کافیہ تک تحصیل کر چکا تہا اور خط نسخ ایسا لکہتا تہا کہ ہر خاص و عام پسند کرتے تہے اپنی اوایل جوانی مین ایک عورت آمنہ پر عاشق ہوکر اپنے

نکاح مین لایا تھا حسین نظام شاہ بحری اُسیکے بطن سے پیدا ہوا تھا جو بعد اپنے باپ کے جانشین تخت کا ہوا جسکا عنقریب ذکر آویگا موضع آمنہ پور اسی کا بسایا ہوا ہے اور سنہ ۹۳۰ ہجری مین شاہ طاہر کی سعی سے کہ وہ شخص مذہب امامیہ کا بزرگ ت عالم اور صلح کار تھا سلطان بی بی مریم یوسف عادل شاہ کی دختر کو جشن کرکے اپنے نکاح مین لایا اور موضع پاتری جو سلطان کے آباؤ اجداد کا وطن تھا عماد الملک سے اوسکو بزور لیکر برہمنون کو جو اوسکے اہل قرابت تھے بطریق انعام کے عنایت فرمایا ازان بعد ماہور کا قلعہ جو علاؤ الدین عماد الملک کی طرف سے وقد خدا بندہ خان حبشی کے تصرف مین تھا مسخر کرکے ایلچپور کی تسخیر کرنیکا قصد کیا عماد الملک مقابلہ کی تاب نہ لاکر برہان پور کو چلا گیا سلطان محمد شاہ فاروقی جو حاکم وہان کا تھا اوسنے اسکی اعانت کی اور دونون لشکر جنگ کی طرف متوجہ ہوئے نظام شاہ بھی امیر برید کے اتفاق سے مقابل ہوا سخت جنگ کے بعد عماد الملک اور محمد شاہ نے ہزیمت قبول کرکے فرار کو قرار پر اختیار کیا کہتی [illegible] مین سوہاتھی اور تھے اور خرگاہ اور تمام کارخانہ جات شاہی پر قبضہ کرکے اکثر ممالک برار پر [illegible] ہوا اور سنہ ۹۳۵ ہجری مین قندہار کے قلعہ کو سر کیا اور سلطان بہادر سے کہ وہ سلاطین خلجیہ پر تسلط پاکر ولایت مندو پر قابض و متصرف ہوا تھا شاہ طاہر مذکور کی معرفت برہان پور پر اوس سے ملاقات کرکے خطاب شاہی کا حاصل کیا گھوڑے کی سواری سے خوب واقف تھا چوگان بازی مین کامل دخل رکھتا تھا چنانچہ بہادر موصوف اسکی سواری دیکھنے کا مشتاق تھا [illegible] مین اسکی چوگان بازی کی حالت دیکھی تو [illegible] خوش ہوا اور بہت تعریف و تحسین کی اور [illegible] آفتاب گیری سفید کہ مندو کے بادشاہون سے لیا تھا اُسکو عطا کیا اور نظام شاہ نے شاہ طاہر کی ترغیب سے طریقہ اہل شیعہ کا اختیار کیا بسبب اتحاد مذہب کے سلطان ایران شاہ اسمٰعیل صفوی سے

آقا سلیمان طہرانی مشہور بہ جمال کو واسطے مبارکبادی کے روانہ کیا اور ایک غلام ترکی نامی شاہ قلی بطریق تحفہ کے اور ایک عدد الماس کلان نہایت قیمتی اور ایک ٹکڑا زمرد کا کہ جسپر معتصم باللہ خلیفہ عباسیہ کا نام کندہ تہا اور دیگر تحایف اور ہدیے ایران کے اور ایک انگشتری عقیق کی کہ بہت برسون سے اسکی انگشت مین تہی اور کلمہ التوفیق من اللہ اسپہ کندہ ہوا تہا ہمراہ سفیر مذکور کے روانہ کئے پس ۹۶۱ ہجری مین مرض جسمانی سے جان اپنی جان آفرین کے حوالہ کی اسنے اپنی وفات کے وقت پانچ بیٹے چہوڑے تہے حسین نظام شاہ جانشین اپنے پدر بزرگوار کا ہوا اور ایک بیٹا عبد القادر اور ان دونون کی مان بی بی آمنہ تہی اور شاہ علی بی بی مریم سے پیدا ہوا اور شاہ حیدر مخدوم خواجہ جہان دکنی کا داماد اور میران محمد باقر کہ وہ بیجاپور مین فوت ہوا ہے اور ایک بیٹا شہزادہ سلطان محمد خدابندہ ہے جو ملک بنگالہ مین جا کر مرا ہے نظام شاہ کی مدت سلطنت ۲۷ سال ہے اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ اتفاقاً جس سال برہان نظام شاہ نے اپنی موت طبعی سے وفات پائی ہے اسی سال سلطان محمود گجراتی اور سلیم شاہ سلطان دہلی نے بہی انتقال کیا ہے کسی نے زوال خسروان ۹۶۱ تاریخ بیان کی ہے +

حسین نظام شاہ بحری کا بیان

جب حسین نظام شاہ اپنے باپ کی وفات کے بعد جلوس فرما تخت سلطنت کا ہوا تو عبد القادر اسکے برادر عینی نے کہ نہایت عزیز و معزز تہا سرکشی اختیار کر کے قلعہ سے باہر آگیا ہر چند کہ اور بہائی بہی اسکے شریک حال ہوئے لیکن چونکہ سلطنت نظام شاہ کی تقدیر مین تہی فلہذا انکا منصوبہ درست نہ پڑا انجام کار قلعہ بنکاپور کے قریب وہ لوگ اور انکی جماعت مثل بنات النعش کے منتشر ہو گئے عبد القادر ملک برار کی طرف عماد الملک کے پاس جا کر مر گیا اور شاہ علی اور شاہ میران محمد باقر اور محمد خدابندہ عادلشاہ

بیجاپور سے قریب چلے گئے اور شاہ حیدر پرندہ مین جا بسا وہان کا حاکم خواجہ جہان کہ جسکی دختر اسکے نکاح مین
تہی اس قصد سے کہ شاید امداد اپنا بادشاہ احمدنگر کا ہو مراسم تہنیت اور حسین نظام شاہ کی تعزیت مین
تعجیل کی اُسکے بعد وہ اور متوجہ ہوا اور آتش جنگ وجدال کو روشن کیا مقابلہ کے بعد خواجہ مذکور اور اُسکا
داماد دونون شکست ہوکر عادل شاہ کے پاس گئے اور نظام شاہ قلعہ مذکور کو فتح کرکے اپنے رونق
افزا احمدنگر کا ہوا اظاہر ہوا کہ نظام شاہ نہایت دلیر اور سفاک شخص تہا کسی کی طرف سے اسکے دل پر ہراس
و فکر غالب نہ ہوتا تہا کبہی جنگ مین حین بہ جبین نہوا اگرچہ عادل شاہ بہی اس امر کا خواستگار تہا کہ
تاج سلطنت کا اپنے چچازاد بہائی میران شاہ علی کے سر پر رکہے ایک لڑائی مین ایسا کامیاب ہوا
کہ پہر دوبارہ نام نہ لیا اس لڑائی کے بعد کئی منجمان دقیقہ شناس واسطے بیان وقت اجتماع ساعت نیک
کے جمع تہے اُسکے اظہار پر قضاۃ اور علماء دولت و خلافت نے سامان جشن شاہانہ ترتیب دیکر دولت
شاہ بنت عماد الملک کا ساتہہ حسین شاہ کے عقد باندہا اور آخر سنہ ۹۶۲ ہجری مین قلعہ کالنہ کہ ہنوز
قبضہ تصرف مین نظام شاہ کے نہین آیا تہا مع اور چند قلعون کے فتح کیا اور سنہ ۹۶۶ ہجری مین اپنی بڑی
بیٹی کو جسکا نام خدیجہ تہا اور وہ خونزہ ہمایون کے بطن سے پیدا ہوئی تہی شاہ جمال الدین حسین بن شاہ
حسن کے ساتہہ بیاہ دیا اور سنہ ۹ ہجری مین اپنی دوسری دختر مسماۃ جمال بی بی کو ابراہیم قطب شاہ
کے حبالہ نکاح مین دیا اسکے بعد اپنی تیسری بیٹی چاند بی بی کا نکاح علی عادل شاہ کے ساتہہ کردیا اور
ہدیہ سلطان بنت ابراہیم عادل شاہ کو اپنے بڑے بیٹے مرتضی نظام شاہ کے نکاح مین دیا اسی بین
جو ہر ایک کے ساتہہ عداوت چلی آتی تہی اُسکو صداقت کے ساتہہ بدلدیا اور شولہ پور کے قلعہ کو جو
مورد خصومت تہا اُسکو چاند بی بی کے جہیز مین مقرر کیا بعد فارغ ہونے رسوم عیش اور ... کے

تینون بادشاہ اور میر علی برید سوای برہان الملک کے ایجانگر سے واسطے استیصال رام راج کے مع سراق
اور سامان جنگ کے یکدل ہو کر کنارے ہبکری ندی پر قیام گزین ہوئے رام راج مذکور بھی ایجانگر سے
ستر ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ کی جمعیت لیکر [illegible] ہوا [illegible] بسبب غرور کے [illegible] اور
دولت وحشمت کے لڑائی کے وقت سب کو [illegible] میدان مین سوار تھا اتفاقا
آتی ایک ہاتھی اسکے قریب جا پہنچا تو کہار اپنی جان بچانیکی غرض سے پالکی کو زمین پر رکھکر بھاگ گئے
اور ہاتھی نے فیلبان کے اشارہ سے رام راج کو اپنی سونڈ مین اٹھاکر لیا فیلبان نہایت محنت
ومشقت سے اسکو رومی خان کے پاس لیگئے کہ وہ فیلون کا داروغہ تھا رومی خان نے کمال سرعت کے سا تھہ
نظام شاہ کے حضور مین پہنچایا اسنے جھٹ پٹ اسکا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑہا کے ایسے ہاتھی پر بلند کر دیا ۔
اس فتح عظیم کے بعد احمدنگر مین نزول فرما ہوئے کیا دہی دن گزرے تھے کہ کثرت شراب اور افراط صحبت
سے اس جہان فانی سے وفات پائی مادہ تاریخ اسکی وفات کا یہ ہے (آفتاب دکن شد پنہان) اسنے
انتقال کے وقت [illegible] بیٹیان اور [illegible] بیٹے چھوڑے دو بیٹے مرتضی برہان اور دو بیٹیان چاند بی بی اور
بی بی خدیجہ بی بی خونزہ ہمایون کے بطن سے اور [illegible] بیٹے قاسم اور شاہ منصور اور [illegible] بیٹیان آتا بی بی
زوجہ میر عبد الوہاب بن سید عبد العظیم کی اور بی بی جمال لونڈی سے تھین اسکی ایام سلطنت ۱۱ سال [illegible] مہینے

ابوالمظفر مرتضی بحری کا بیان

ابو المظفر مرتضی نظام شاہ المشہور دیوانہ بن حسین شاہ جب تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوا تو ان اسکی
خونزہ ہمایون کچھ کم چھہ سال تک متصدی مہمات بادشاہی کی رہی [illegible] سلطان نے [illegible] کیا وہ
خود امور سلطنت کی طرف متوجہ ہوا کہتے ہین کہ اس طرح سے بادشاہت [illegible] اسنے اپنے وقت [illegible]

کے دائرہ کو عنایت الٰہی سے وسیع کیا اور شکریہ مین اسکے بہت سے قصبات اور دیہات وقف علمار اور سادات کئے واضح ہو کہ مرتضیٰ نظام شاہ آدمی صاحب اقبال تہا چنانچہ جمیع فتوحات اسکے سے فتح قلعہ دہارور کی نادر ہے یعنی کشور خان نامی شخص ملازم عادل شاہ کا اول اسنے قلعہ کندار پر ممالک مقبوضہ نظام شاہیہ کے تہا جو کہ قصبہ کالنہ سے بیس (۲۰) کوس پر ہے قابض اور متصرف ہو کر سرحد سے عادل شاہون کے نامزد کیا تہا اور اُسکے بعد سنہ ۹۵ ہجری مین خونزرہ ہمایون کے سردارون کو قصبہ گجمین کے حوالی مین شکست دیکر ممالک سرحد کے اوپر جسکا محصول فصل خریف و فصل ربیع جو قریب (۲۰) لاکہہ کے ہوگا متصرف ہوا تہا اور وہان جہان اُسکی فتح ہوئی تہی وہان ایک جدید قلعہ گچ اور پتہر سے نہایت مضبوط تیار کرکے ایسا استقلال کلی بہم پہنچایا تہا کہ خونزرہ ہمایون کو اُسکا تدارک دشوار تہا۔ نظام شاہ نے جب سلطانہ مذکورہ کو محبوس کرکے ارکین دولت کو مراتب شایستہ اور مناصب لائقہ اور خطابات وغیرہ سے سرفراز فرمایا اور تمام رعایا اور فلوس کی ہر ایک کی لیاقت اور حوصلہ کے موافق تالیف قلوب کرکے فارغ البال ہوا تب اپنے آپکو مستقل فرمانروا پاکر خان مذکور کی تنبیہ و گوشمالی کیلئے پیش خیمہ باہر کیا۔ لکہا ہے کہ نظام شاہ ایک منزل پر جب پہنچا لشکری لوگ دریا کے کنارہ سے اُترکر متصرف پخت و پز کے ہوئے ہی تہے کہ اتنے مین ایک جاسوس کاغذ مہری کشور خان کا لیے ہوئے آیا اور وہ کاغذ جب نظام شاہ نے ملاحظہ کیا تو اُسکے مضمون بے ادبانہ سے خفا ہوا اور اُسی وقت گہوڑے پر سوار ہو کر یہ فرمایا کہ جب تک قلعہ کو نہ فتح کرلون گہوڑے پر سے نہین اوترونگا مقربین دولت نے نہایت سرعت کرکے عرض کیا کہ قلعہ کشائی کا یہ طریقہ نہین ہے جواب مین فرمایا کہ بیشک تمہارا کہنا سچ ہے لیکن اگر موت آئی ہے تو کنارہ کرنا بیفائدہ ہے ورنہ تم دیکھو کہ توفیق و مدد الٰہی سے دروازہ پر جاکر تیغ و تبر سے توڑکر داخل ہوتا ہون اسوقت لوگون نے

یہ کہکر کہ جوشن اور سلاح مسنون ہے لاکر زیب بدن کیا باگ گھوڑے کی طرف میدان مقابل کے لی کہتے ہین جبکہ نزدیک پہنچا بروج وبارہ سے قلعہ کے ایسی آتشبازی شروع ہوئی کہ ہر دفعہ دو تین ہزار توپ اور تفنگ اوربان سرہوتے تھے دہشت وخوف سے قیامت کا سا سما نمایان ہوا اکثر لوگ اوٹھجاتے تھے باوجود اسکے نظام شاہ نے باگ گھوڑے کی پیچھے نہ کھینچی یہانتک کہ اُس جگہہ جا پہنچا کہ دیوار قلعہ کی وہان سے پچاس گز کے فاصلہ پر رہگئی اُسوقت لوگون نے اسکی طرف تیر اندازی اور گولہ باری شروع کی وہان دو تین گولیان نظام شاہ کے سلاح پر بھی پہنچین مگر بخیر گذر گئین کسی ملازم کو عرض کرنیکی مجال نہ ہوئی جو کہ واپسی کا التماس کرتا خدام شاہی ابہی شش و پنج مین تھے کہ ایکبارگی شور و غوغا بلند ہوا اور توپ جو چلتی تھی بند ہوگئی لوگون کو سخت حیرت ہوئی کہ اسکا کیا سبب ہے جب گڑہ کی تو ڑی اور اندر جا کر دیکھا تو ایک تیر کہا کر کشور خان مردہ پڑا تھا اور سوائی اسکے کوئی آدمی نہ تہا پس اُسکا سر کاٹ کر قلعہ کے کنگرہ پر لٹکا دیا اور نظام شاہ اپنی مراد کو ارادہ کے موافق پاکر شادان وفرحان شکر الٰہی بجالایا اسکے بعد عین الملک اور نور خان سے جنگ ہوئی جو عادل شاہ کے منجملہ امراء بزرگ سے تھے خواجہ کی کوشش سے عین الملک تو مارا گیا اور نور خان زندہ ہی گرفتار ہوا اور اس اثناء مین صاحبان فرنگ کہ قلعہ ریگندہ کا جو بندر چیول کے قریب ہے انکے قبضہ مین تہا اُسکی متانت اور استحکام پر مغرور ہو کر اہل اسلام کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے اور اُنکی ایذا اور اہانت مین سعی کرتے تھے نظام شاہ نے وہان پہنچکر اُسکا محاصرہ کیا اور کچہہ کم دو سال تک متواتر جنگ ہوتی رہی بہت سے مسلمان درجہ شہادت سے مستفیض ہوتے رہے اور تمام امراء نظام شاہی کے خفیہ طور سے انگریزون کے ساتھہ متفق ہوگئے تھے ہر شب مین اسباب معیشت کا اطراف وجوانب سے اندر پہنچا کرتا تہا مرتضی نظام شاہ آزردہ اور محنت سفر سے تنگ آکر انجام کار خواجہ میرک کے کہنے سے برخواست کرکے جسوقت احمد نگر مین داخل ہوا فرہاد خان

اوراخلاص خان حبشی کو کہ ان دونون سے زیادہ اُسکی سرکار مین کوئی بزرگ نہ تہا سازش کے جرم کے سبب سے قید کیا اور جمال الدین حسین کو جلای وطن کردیا اور خواجہ میرک کو چنگیز خان کے خطاب سے سرفراز فرمایا اس اثنا مین علی عادل شاہ نے چاہا کہ ابراہیم قطب شاہ سے کہ وہ نظام شاہ کے ساتہہ ہوا تہا ملاقات کرکے اسکے اتفاق سے وضع مین نظام شاہ کے کوشش کرے خواجہ میرک دبیر خطاب یافتہ چنگیز خان بڑا خیر اندیش دولت نظام شاہیہ کا تہا اُسکے مشورہ سے خبردار ہوکر عادل شاہ کے پاس گیا اور حسن تدبیر سے قطب شاہ کی ملاقات کا مانع ہوکر نظام شاہ سے ملاقات کرائی اور اُنکے باہم یہ امر مقرر ہوا کہ علی عادلشاہ ممالک کرناٹک کے محصول پر اُسقدر قابض رہے کہ جو مملکت برار اور بیدر کے محصول کے برابر ہو اور مرتضی نظام شاہ ولایت بیدر اور برار کو تفال خان مدار المہام عماد الملک ... اپنے قبضہ اقتدار مین لیلیوے اور قطب شاہ اپنے حال پر بدستور قایم رہے کوئی ایک دوسرے ... چشم طمع کشادہ نہ کرے پس نظام شاہ نے جب تفال خان پر فوجکشی کی اُسنے بہی موافق ... فرزند اکبر کے ... ہستم کو اپنے تابعدار ونمین سے سمجہتا تہا آمادہ ... ہوا اور اکبر شاہ بادشاہ دہلی سے عرض کرکے اپنی استعانت چاہی۔ کہتے ہین کہ شاہ موصوف نے اُسکی عرض قبول فرماکر ایک شخص اپنی درگاہ سے بہیجکر نظام شاہ کو اپنے مقدمہ مین پیغام کہلا بہیجا کہ ملک برار اور محاصرہ نرنالہ کی تسخیر سے درگذرے لیکن کچہہ فائدہ مترتب نہ ہوا اور نظام شاہ موافق اپنے ارادہ کے شکست فاش دیکر ہر چند کہ ادہر سے بہی بہادرون نے قصور نہ کیا سنہ ۹۸۲ ہجری مین حسن انتظامات سے چنگیز خان کے فریب سے ایک تاجر کے کہ جو ہندوستان سے تازہ وارد ہوا تہا تفال خان اور اُسکے بیٹون کو گرفتار کرکے مع برہان عماد الملک کے کہ جسکو خان مذکور نے نرنالہ کے قلعہ مین قید کیا تہا اُسکے تمام ورثا کو مملکت سمیت ایک مضبوط قلعہ مین محبوس کیا۔ لکہا گیا ہے کہ اُن سب نے اُسی قلعہ مین اپنی اجل طبعی سے وفات پائی

اُنہین سے کسی کا نام و نشان باقی نرہا پس نظام شاہ نے تمام ملک برار کو فتح کرکے اپنے لشکر کے سردارون پر تقسیم کردیا اس فتح کی تاریخ **فاتح ملک برار** قرار پائی مخفی نرہے کہ جسوقت مرتضی نظام شاہ قلعہ نرنالہ کی جنگ مین مصروف تہا احمدنگر سے شہزادہ حسین کے تولد کی خبر آئی اور چنگیز خان نے فیض کامل اُسکی تاریخ کہکر گذرانی پس تمام لوازم جشن کے ادا کئے اور مورخین باتمکین بیان کرتے ہین کہ انہین ایام مین مرتضی نظام شاہ صاحب خان کی لڑکی زمرد پر نہایت فریفتہ اور مائل ہوا تہا۔ خبر ہے کہ مرتضی نظام شاہ قلعہ نرنالہ کے سخر کرنیکے بعد ملک برار سے روانہ ہوکر احمد آباد بیدر کے فتح کرنیکے لئے متوجہ ہوا ہی تہا کہ میران محمد شاہ فاروقی برہان پور اور خاندیس کے حاکم نے کہ جسنے اول مین تفال خان کو بہی پناہ دی تہی فرصت پاکر برہان عماد الملک کے دایہ زادہ کو دریای عماد الملک کی فرزندی سے منسوب کرکے چہہ ہزار سوار سے ملک برار کو روانہ کیا جب وہ حوالی برار مین پہنچا آٹہہ سات ہزار آدمی یہانکے بہی اُسکے شریک حال ہوئے اور اکثر مورچے نظام شاہ کے اُٹہا دیئے نظام شاہ راستہ مین یہ خبر سُنکر واپس ہوگیا اس لشکر جعلی کو ہزیمت دی اور جسوقت دریای مردہنکر کے گہاٹ سے گزرا تو محمد شاہ جو اپنی سرحد پر بیٹہا تہا وہان سے گریز کرکے قلعہ آسیر مین روپوش ہوگیا اور نظام شاہ برہانپور تک سیدہا چلا گیا اور اس تمام ملک کو خراب و برباد کردیا اور خاندیس کو بہی بالکل اوجاڑ دیا اور چنگیز خان بہی قلعہ آسیر کے سردارونمین سے اکثر کو پکڑ لایا محمد شاہ نے بعد شکایت و حکایت کے چہہ لاکہہ مظفری بادشاہ کے نام سے اور چار لاکہہ چنگیز خان کے نام سے بطور رسم نعل بہا کے دیکر نجات پائی اور جب سلطان نے سنہ ٩٩٢ مین بعض مفسدونکی افتراسنی تو بدگمان ہوکر خواجہ میرک دبیر کو زہر دیا جب بادشاہ کو اُسکی بے جرمی یقینًا معلوم ہوگئی تو بادشاہ اپنے اس فعل سے نہایت شرمندہ

ہوا اور خدای تعالی کے غصہ سے ایسا خائف ہوا کہ مزاج اسکا حکمرانی سے برداشتہ ہوگیا آخر کار قاضی بیگ یزدی کو سلطنت کا وکیل اور میرزا محمد نظر اور عین الملک نیشاپوری کو سلطنت کا وزیر مقرر کیا اور سنہ ۹۹۳ھ مین خود بادشاہ نے سلطنت چھوڑکر احمد نگر کے قلعہ مین بغداد محل کے اندر گوشہ نشینی اختیار کی اور یہ سلطان میران حسین کی مادر اور تمام عورتون کو قلعہ سے نکال کر دوسری جگہہ بسا دیا اور قلعہ کے دروازہ کو شاہ قلی صلابت خان کے سپرد کیا جسکو شاہ طہماسپ نے ایران سے بھیجا تھا اور اسنے یہان اگر صلابت خان خطاب پاکے دربار مین شمار کیا گیا بادشاہ نے اپنی خلوت نشینی کے وقت یہ حکم صادر فرمایا کہ سوای صاحب خان کے کہ وہ سلطان کا منظور نظر تھا کوئی شخص اندر نہ آنے پاوے کہتے ہین اس بدباطن خبیث طینت نے بسبب مصاحبت کے خلق کو بہت ایذا پہنچائی اس حرکت سے سلطان کی سلطنت مین بے انتظامیان شروع ہوئین حتی کہ بندگان الٰہی مقتول ہونے لگے تب خداوند خان نے تدبیر سے اس لونڈے کو ہلاک کرکے ادنی و اعلی کو مطمئن کیا واضح ہو کہ امرا سلطانی بادشاہ کی گوشہ نشینی کے بعد کبھی اتفاق اور کبھی اختلاف سے امورات مالی و ملکی کو سرانجام دیتے رہے اسمین ایک مرتبہ سید مرتضی اور صلابت خان کے لڑائی ہوئی جسمین سید مرتضی مغلوب ہوا اور شکست کھانیکے بعد وہ او خداوند خان مع شہزادہ برہان شاہ برادر نظام شاہ کے اکبر بادشاہ کے پاس جاکر جمع ہوئے اکبر بادشاہ نے تسخیر دکن کے ارادہ سے اعظم عزیز کو شہزادہ مذکور کے ہمراہ کرکے سید مرتضی اور خداوند خان کو روانہ کیا کوکا نے اگرچہ ولایت برار پر آکر ایلچپور اور بالاپور کو غارت کیا لیکن میرزا محمد تقی نظیری سپہ سالار صلابت خان اور راجہ علیخان نے بندیبہ سے کوچ کرکے ایسا تعاقب کیا کہ مالوہ تک کوکا کو برہان شاہ سمیت ہٹا دیا۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ ایک پاتری فتح شاہ

نام سلابت خان نے واسطے خدمت کے سلطان کی خدمت مین گذرانی تہی سلطان کی ہم بستر ہوا اپنی قدر و منزلت بدرجہ کمال پیدا کی تہی اور آلات مرصع مین سے اقسام اقسام کے جو چاہتے تہے مانگ لیتے تہے ایک روز دستور دو تسبیحین بیش قیمت رامراج کی غنیمت مین سے کارخانۂ نظام شاہیہ مین آئی تہین اُس عورت نے انکو بہی طلب کیا چنانچہ بادشاہ نے اجازت دی صلابت خان نے اس عطا کو نامناسب جانکر اور دو تسبیحین اس وضع کی منگوادین پاتری مذکورہ نے اس امر سے واقف ہوکر بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے خفا ہوکر اپنا تمام جواہرات کارخانہ مین سے منگواکر جلادیا خلقت نے اُسکی یہ حرکت مجنونانہ دیکہکر اُسکا نام دیوانہ رکہدیا اور صلابت خان کو بلواکر یہ کہا کہ تو شکر امر سے پا شمار ... اُسنے عرض کیا کہ مین بندۂ با اخلاص ہون تب نظام شاہ نے کہا کہ مین تجہسے آزردہ خاطر ہون لیکن تجہکو قید کرنے کی قدرت نہین رکہتا اس یار وفادار نے عرض کی کہ قید کیلئے جو قلعہ معین کیا جاوے فدوی خود وہان جاکر حضرت کے غبار خاطر کو دور کرے نظام شاہ نے اندراج ادر کے قلعہ کا حکم کیا اس ترک سادہ نے فوراً گہر مین آکر خود آپ زنجیر پانون مین ڈالی اور پالکی مین بیٹہکر روانہ ہوا اور قلعہ مذکور مین پہنچکر اپنے آپ کو مقید کیا اس احوال کے قریب ہی سلطان شہزادہ میران حسین نے لولیون کی غمازی سے بدگمان ہوکر اُسکے قتل کرنیکا ارادہ کیا اور موافق قرارداد کے ایک روز دیدار کا کمال اشتیاق ظاہر کرکے بلوایا اور اوّل شفقت پدرانہ سے پیش آیا اور اپنے پاس رہنے کا حکم دیا دوسرے دن سوتے مین حجرہ کے اندر اُسکو لحاف اور بالاپوش مین لپیٹ کر آگ لگادی اور آپ حجرہ کا دروازہ بند کرکے چلا گیا اسکی زندگی تہی اور اُسکے ہاتہ سے سلطان کی قضا آنی تہی سامان غیبی یہ ہوا کہ پاتری مذکور نے اُسکے حال سے آگاہ ہوکر رحم کیا اور کواڑ کہولدیے پس شہزادہ وہان سے بچکر نکل بہاگا اور دولت آباد کی طرف جاکر دم لیا اور چند روز کے بعد سلطان حسین سبزواری

المخاطب بہ میرزا خان کہ صلابت خان کے بعد وکیل السلطنت ہوا تھا آنکر اس سے ملگیا اور میران شاہ مرزا خان کی رہنمونی سے اشراف و اجلاف لوگون کا ایک گروہ عظیم جمع کرکے احمدنگر پر آیا یہان کے باشندے سلطان کو اُسکی حرکات نامعقول سے دیوانہ خیال کر چکے تھے ادہر سے کنارہ کش ہوکر اودہر کو نیازمندی کرنے لگے پس شہزادہ نے قلعہ کے اندر پہنچکر باپ کو پکڑ لیا اور حمام کے اندر بند کرکے مار ڈالا مرتضی نظام شاہ بحری نے اٹھاہوین رجب ۹۹۶ ہجری مین وفات پائی ہے اُسنے ۲۴ سال ۵ مہینے تک سلطنت کی ہے ؛

میران حسین شاہ کا بیان

میران حسین شاہ نے جسوقت تخت سلطنت پر جلوس فرمایا ہے تو اُسکا سولہ برس کا سن تھا جوانی کے اقتضا سے لہو و لعب مین مشغول ہوا اور اپنا شیوہ جفاکاری اور لوگون کو بیدریغ قتل کرنا اختیار کیا چنانچہ ملک کے وارثون کو فتنہ و فساد کا باعث خیال کرکے ایک ہی دن مین اپنے چچون کو اونکے بچون سمیت ۱۵ آدمیون کو قتل کروادیا اور میرزا خان سے بہی جسکے طفیل مین یہ دولت حاصل ہوئی تہی مخالفت پیدا کرلی اور اپنی مجلس مین اس باب مین کبہی تو یہ کہتا تہا کہ فلان تلوار سے اسکو مارونگا اور گاہے یہ کہتا تہا کہ فلان ہاتہی کے پاؤن سے بندہوا کر کہچواؤنگا پس مرزا خان نے اُنکو نالایق جانکر پکڑ کے قید کرلیا اور شاہزادہ اسمعیل شاہ خلف برہان شاہ ابن نظام شاہ کو کہ جو قلعہ مہاکر مین مقید تہا بلاکر سولہوین دن کہ اُسوقت اُسکی بارہ برس کی عمر تہی تخت نشین کرکے اُسکی تہنیت مین مصروف ہی ہو رہا تہا کہ ناگاہ جمال خان نامی ولد مہدی خان کو سو منصبدار نے ارکین دولت کے ساتہ دکنیون کو فراہم کرکے واسطے رہائی میران خان کے آپہنچا اُسکے سبب سے شہر مین نہایت غل و شور برپا ہوا اور گفتگو زیادہ

برہی حتی کہ نوبت ہتہیار کی پہنچی چنانچہ دو ایک آدمی بہی زخمی ہوئے تب میرزا خان نے دروازہ قلعہ کا بند کروادیا اور فوراً میران شاہ کا سر کاٹ کر نیزہ پر چڑہا دیا تا کہ باہر کے لوگ یہ دیکہکر جان لین کہ یہ دنگا و فساد جس شخص کیلئے تہا وہ تو مارا ہی گیا پہر اب شجاعت اور مخالفت سے کیا فائدہ اور نتیجہ ہے لہذا اب اسمعیل شاہ کی ہی اطاعت و فرمانبرداری مناسب ہے لیکن اس سے کچہہ نفع نہ ہوا بلکہ لوگون نے قلعہ کا دروازہ جلا دیا اور اندر آکر بلوہ و خونریزی شروع کی میرزا خان کے تمام رفیق ساتہی مارے گئے اور سارا قلعہ حتی کہ میرزا خان بہی گرفتار ہو گیا اور اسکو گدہے پر سوار کرکے تشہیر کی اسکے بعد جمال خان کے کہنے اور سننے سے اسکے تمام اعضا جدا کرکے کوچہ و بازار مین جابجا لٹکوا دیئے کہتے ہین معاذ اللہ کہ ایک ہفتہ متواتر مار رہی اس عرصہ مین ہزارہا غریب قصبہ اور شہر مین ہلاک ہوئے میران شاہ نے مہینے تین دن سلطنت کی ہے کسی کا شعر ہے ؎ پدر کش پادشاہی را نشاید ❊ اگر شاید بجز دو ماہ نپاید ✤

اسمعیل شاہ کا بیان

اسمعیل شاہ خلف برہان شاہ نے جب تخت شاہی پر جلوس فرمایا تو اسکی عمر ۱۲ سال کی تہی جمال خان مہدی کل سلطنت کا مختار ہوگیا برہان نظام شاہ اسکے باپ نے آخر وقت مین مرتضی نظام شاہ پر خروج کرکے شکست پائی تہی اور منہزم ہوکر اکبر شاہ کے پاس گیا تہا جب اپنے بہائی میران شاہ کے مقتول ہونیکی خبر سنی اکبر شاہ سے رخصت لیکر اپنے ملک موروثی کے لینے کو آیا سنہ ۹۹۹ مین جمال خان کے اور اسکے باہم میدان حرب مین آگ مشتعل ہوئی قریب تہا کہ جمال کی فتح ہو اتنے مین بقضای الٰہی ایک گولی آئی جمال خان کی پیشانی پر ایسی لگی کہ اسمردہ لسپا ہوگیا برہان شاہ کے امرا اسماعیل شاہ کو قابو مین لاکر باپ کی ملازمت مین لائے مادہ تاریخ اس فتح کا محمد شریف کربلائی نے یہ بیان کیا ہے ؛؛

کو مروج مذہب سر جمال گرفت ؛ اسمٰعیل نظام شاہ نے ۹ سال ۱۰ مہینے ۷ روز تخت سلطنت پر جلوہ فرما کر حکمرانی کی ہے ؛

برہان شاہ کا بیان

برہان شاہ آخر عمر مین تخت نشین ملک موروثی کا ہوا اور جلوس کے بعد ۱۰۰۰ھ مین ریکدندہ کے انگریزون کے خارج کرنیکا ارادہ کیا بندر پیول کی طرف ایک پہاڑ کی چوٹی پر کہ جو دریا کے کنارے پر واقع ہے ایک جدید قلعہ تعمیر کر کے اُسکا نام اہوالہ رکھا اور گروہ کثیر کو اُسکے اندر اس کام پر مامور کیا شروع شروع مین تو اہل اسلام کو غلبہ رہا لیکن انجام کار جب عیسائیون کی مدد آئی تو مسلمانون کی بدنظمیون کے سبب سے شکست فاش واقع ہوئی کہ قلعہ بھی مسمار ہو گیا تمام مال و اسباب اور توپین اور تلوارین وغیرہ لُٹ گئین اور لوگ مثل مہرون شطرنج کے بکثرت مارے گئے پس بادشاہ بسبب بُڑھاپے اور ضعیفی کے تحمل اس کوفت اور غصہ کا نہ ہوکر مرکز اعتدال سے منحرف ہو گیا اور آہستہ آہستہ سوء القنیہ اور اسہال دموی اور تپ محرقہ ہوکر سلطان صاحب فراش ہو گیا اسوقت برہان شاہ نے مایوس ہوکر اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو ولیعہد کیا اخلاص خان کہ جو اسمٰعیل خان کی بادشاہت کا راغب اور خواستگار تہا دلگیر ہوکر واسطے مقابلہ ولی نعمت کے تیار ہوا برہان شاہ باوجود اس ضعف پیری کے پالکی مین سوار اور آفتاب گیری اور چتر اور تمام اسباب سلطنت کا ابراہیم کو عطا کر کے ہمایون پور مین آیا اور اخلاص خان کو شکست دی اور وہ نہایت پریشان ہوکر نربدہ کی طرف بھاگا اور سلطان دوسرے دن اس معرکہ کے تعب کی وجہ سے شعبان کی اٹھارہوین تاریخ ۱۰۰۳ھ مین اپنا سامان حیات چہوڑ کر راہی ملک عدم کا ہوا ع بقا بقای خدا الیست ملک ملک خدا ؛ اُسنے ۹ سال ۱۶ سولہ روز سلطنت کی ہے ؛

ابراہیم نظام شاہ کا بیان

ابراہیم نظام شاہ نے جب اپنے پدر بزرگوار کے ارشاد کے موافق تخت حکومت پر جلوس فرمایا اور میان منجو دکنی وکیل السلطنت مقرر ہوا اوسکا ارادہ بسبب اختلاف آرای ارکین سلطنت کے ایک لڑائی عادل شاہ کے سرداروں سے ہوئی اور ابراہیم نظام شاہ بسبب غرور جوانی اور جہالت کے مارا گیا اوسکی مدت سلطنت دور ور کم ۴ مہینے ہے ❊

احمد شاہ کا بیان

احمد شاہ ابن شاہ طاہر کے بیٹے دوازدہ سالہ کو ابراہیم نظام شاہ کے بعد میان منجو نے بعض سرداران دولت کے مشورہ سے نظام شاہیہ کی اولاد سے جانکر حاکم ریاست مقرر کیا اور چند روز کے بعد جب معلوم ہو گیا کہ وہ شخص نظام شاہیہ کے خاندان کا نہین ہے باہم نفاق پیدا ہوا یہانتک کہ نوبت جدال و قتال کی پہنچی فوج سرکاری ناحق ضایع ہوئی اور دولت نظام شاہیہ کے امرا کے تین فرقے ہو گئے اول میان منجو قایل بادشاہت دوسرے اخلاص خان حبشی موتی شاہ نامی مجہول النسب کو سلطان کر کے اسکا مطیع اور فرمانبردار ہوا تیسرا آہنگخان حبشی شاہ علی ابن برہان شاہ اول کو کہ اسوقت اسکی عمر ستر سال کی ہوئی تہی اسکو اپنا بادشاہ بنایا سلطان مراد ولد اکبر بادشاہ اپنے باپ کے ارشاد کے موافق برہان شاہ کے عہد حکومت مین ملک دکن کے مسخر کرنیکے ارادہ سے گجرات پر آیا تہا اور منتظر قابو کا تہا کہ اتنے مین میان منجو کی عرضی اسکی طلب مین پہنچی شہزادہ فوراً احمد نگر کو متوجہ ہوا اور مرزا عبد الرحیم المخاطب بہ خانخانان اور راجی علیخان حاکم خاندیس بہی ملحق شاہزادہ کے ہوئے بی بی چاند سلطان کہ بعد بیوہ ہونیکے وقت مین مرتضی نظام شاہ کے آکر ساکن قلعہ احمد نگر مذکور کی تہی جب احوال یہان کا مشاہدہ

کیا حرکت کو سکون سے بہتر جانکر ہمت واسطے مدافعت شہزادہ کے کرکے اور رفع خرخشہ امرای نظام شاہی کیلئے میان بجان پر چست باندہکر شہر اور قلعہ بن خطبہ اور سکہ بہادر شاہ بن ابراہیم کے نام کہکر کہ وہ طفل شیر خوارہ ڈیڑہ برس کا تہا لوگون کو اپنی طرف مائل کیا اور فوج جمع کرنے لگی اور عادل شاہ اور قطب شاہ اور دیگر سرداروں سے التجات لکہکر مدد طلب کی چنانچہ عادل شاہ نے سُہیل خان خواجہ سرا کو پچیس ہزار سوار کے ساتہہ روانہ کیا اور قطب شاہ نے مہدی قلی سلطان ترکمان کو چہہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار دیکر بہیجا غرض میان منجو اور اخلاص خان وغیرہ کو بگوبشنو سے جمع کرکے وہ عفیفہ اپنی ذات سے برقع پہنے ہوئے میدان کارزار مین ننگے پاؤن سراپردہ سے نکل آئی اور گہوڑے پر سوار ہوکر شہزادہ کے مقابلہ مین جنگ وجدال کے ساتہہ مصروف ہوئی اور خندق کو مُردون سے پُر کردیا حتی کہ مغلون کو پسپا کیا اور آہنگ خان نے بہی خانخان کے لوگون کو ایک طرف سے خالی کرکے قلعہ مین داخل ہوگیا اور ادہر والون سے باوجودیکہ قلعہ کے پاس گز دیوار تہی سرنگ لگاکر منہدم کردی تہی اور بہت سے محافظین اس جگہہ کے اُس صدمہ سے مارے گئے تہے آپ روبرو کہڑی ہوکر فوراً اسی وقت تین گز دیوار بلند کرائی طرفین کے سب خُرد وکلان آفرین کرتے تہے اور ہر ایک کی زبان پر لفظ مرحبا جاری تہا اس روز سے اُسکا نام بجای چاند بی بی کے چاند سلطان مشہور ہوگیا۔ واضح ہو کہ شہزادہ میدان جنگ سے مایوس ہوکر رات کے وقت اپنے مسکن مین آیا اور چند روز کے بعد غذا کی کمی کے سبب سے تنگ ہوکر جنگ مین بہلائی نہ دیکہکر صلح کا پیام دیا اول مرتبہ تو اس زن عاقلہ نے انکار کردیا بالعدہ کچہ دلمین سوچکر سید مرتضی کے مشورہ سے کہ وہ شخص سرکار نظام شاہیہ کا تربیت یافتہ تہا اپنی رضامندی کو ظاہر کیا اور ملک برار امرای اکبری کو ہدیتہً دیکر مصالح ہوا اور شہزادہ اور خانخانان ولایت مذکور کو روانہ ہوگئے اور سُہیل خان عادل شاہ کے

لشکر کا سردار اور محمد قلی سپاہ قطب شاہ کا افسر اور نظام شاہ کے تمام امیروں نے احمدنگر میں آکر تینوں بادشاہوں کو موقوف کیا اور بہادر شاہ ابن ابراہیم شاہ متوفی کو جو موضع جوند میں مقید تہا اپنے پاس بلوا لیا اور اسکے نام کا خطبہ پڑہوایا اور احمد شاہ اور میان منجو اور اسکے فرزند میان حسن کو عادل شاہ نے جاگیریں مقرر کرکے اپنے ملازمو نمین شامل کیا احمد شاہ نے ۸ مہینے سلطنت کی ہے ؞

بہادر شاہ کا بیان

بہادر شاہ صبی سن ایک سال ۸ مہینے کی عمر مین تخت شاہی پر جلوس فرمایا اور چاند سلطان کی جس کوشش سے اُسکے نام کا خطبہ پڑہا گیا اس بات کو کچہ عرصہ زیادہ نگذرا تہا کہ امرای اکبری اپنے قول سے منحرف ہوگئے اور سوای دیہات برار کے تمام قصبات پر دست درازی شروع کی ۱۰۰۵ہ مین پہر از سر نو سہیل خان اور خانخانان کے باہم جنگ سخت شروع ہوئی سہیل خان اگرچہ جوانمرد شخص تہا ہر چند جد و جہد کی لیکن فتح چونکہ خانخانان کا حصہ تہا لہذا اسیکی فتح ہوئی اور اُسکے بعد شیخ ابو الفضل کو بادشاہ دہلی نے اس مہم پر مامور کیا اور خانخانان بحسب طلب حضور مین روانہ ہوا اسکے عنقریب کا مرتش بلدہ شاہ پور مین جو اسی کا آباد کیا ہوا تہا بسبب کثرت شراب خواری کے خوار ہوکر راہی ملک عدم کا ہوا جب اکبر شاہ نے شہزادہ کے فوت ہونیکی خبر سُنی تو دوسرے شہزادہ دانیال کو جو سب سے چہوٹا بیٹا تہا خانخانان کے ہمراہ کرکے روانہ کیا ازان بعد خود بہی دکن کی طرف روانہ ہوا اثنای راہ مین جب سُنا کہ آہنگ خان مدار المہام نظام شاہ اور چاند سلطان کے باہم کچہ کدورت ہے تو اس امر کو سہیل خان اور شہزادہ کو اس کام کیلئے کافی سمجہا قلعہ آسیر کے مفتوح کرنیکے لئے واپس ہوگیا واضح ہو کہ شہزادہ جب یہان پہنچا اُسوقت پر تو آہنگ خان ۱۵ ہزار سوار سے احمدنگر کے قلعہ کے باہر خیمہ زن ہو رہا تہا کنارہ کش ہوگیا پس شہزادہ میدان خالی دیکہکر چلا آیا اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا

سلطان نے مجبور ہوکر چاہا کہ قلعہ شہزادہ کو دیدینا جان اور ناموس کی امن لینا چاہیے جسبیہ خان خواجہ سرا نے باہر آکر یہ بات بیان کی کہ سلطان کا یہ ارادہ ہے - جاہل آدمی اس امر کو برا جانکر غرہ محرم ۱۰۰۹ھ مین بلا تامل حرم سرا مین گھس آئے اور اپنی نادانی سے اس ملقبیس ثانی کو زخم کاری پہنچا کر شہید کر ڈالا شاہزادہ اپنے کام مین مشغول ہی تہا اور اسرنگین لگاکر فصیل توڑ کر قلعہ مین داخل ہوگیا سوای بہادر شاہ کے سب چہوٹون بڑون کو قتل کر ڈالا اور نقد و جواہرات نظام شاہ کی سرکار مین سے لیکر برہان پور کی راہ لی - وہان پہنچکر اپنے باپ کی ملازمت مین شرف اندوز ہوا واضح ہو کہ حسن اتفاق سے انہین ایام مین قلعہ آسیر مفتوح شاہ دہلی کا ہوا تہا پس اکبر شاہ نے دکن اور خاندیس شہزادہ کو سپرد کرکے آپ اپنے مقصد کو پورا کرکے مراجعت فرمای دار الخلافت کا ہوا اور بہادر شاہ کو قید کرکے قلعہ گوالیار مین ڈلوادیا بقول محمد قاسم مدت سلطنت اس صبی کی ۳ برس کئی مہینے کی ہے اور بموجب تاریخ قتل چاند بی بی کے جو راقم کی نظر سے گزرا چار سال چار مہینے بارہ روز ہے ❋

مرتضی نظام شاہ کا بیان

مرتضی نظام شاہ خلف شاہ علی ابن برہان شاہ اکبر شاہ کی مراجعت کے بعد عنبر حبشی اور راجو دکنی نے ۱۰۰۹ھ مین اپنا صاحب کرکے فرمانبرداری اسکی قبول کی اور قلعہ اوڑیسہ کو واسطے اسکے خرچ ضروری کے مقرر کیا لیکن بسبب ناموافقت جانبین کے کہ عنبر نے راجو کو بہزار محنت و کوشش گرفتار کرکے خود صاحب اقتدار ہوا اور دولت آباد کے قلعہ کو اپنا دار الخلافت مقرر کیا اور عنبر حبشی کے مرنیکے بعد اسکا فرزند فتح خان قلعہ مذکور کا متصرف ہوا آخر کار اولیای دولت شاہ جہان اور نشان نظام شاہ کی حکومت کا لوح ہستی سے مٹا دیا اونکی حکمرانی کا پورا زمانہ نہین پایا گیا جو لکہا جاتا اسلیے کہ اتمام کا صحیح زمانہ میری نگاہ سے نہین گذرا

تاہم آغاز مرتضیٰ نظام شاہ تک گیارہ شخص والی سلطنت ہین اور ایکسو چودہ سال کی مدت سلطنت ہے
اسکے علاوہ (۳۰۰) سال یا (۳۰۲) سال یا چاہین تاکہ استعمال نام جون کا ... شاہوں ... کیا

تیسرا تذکرہ عادل شاہیوں کے بیان مین
یوسف عادلشاہ کا بیان

ابو المظفر یوسف عادلشاہ ترکمان کہ وہ خاندان عادل شاہ کا فاتح اقبال ہے روم کے عظیم الشان سلاطین کی اولاد مین سے ہے واضح ہو کہ جب اُسکے باپ سلطان مراد نے سنہ ۸۵۵ھ مین اپنی اجل طبعی سے وفات پائی اُسکا بڑا بھائی سلطان محمد سلطنت روم کا تخت نشین ہوا اسوقت نہایت صغیر سن تھا اُسکے بھائی نے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تاکہ کوئی شخص سلطنت کا مدعی نرہے اسکی ماں نے اس بات سے آگاہ ہوکر اسکی جان بچانیکی غرض سے اسکو ایک گرجستانی سوداگر کے حوالہ کیا جو مقدمہ ساوہ کا باشندہ تھا اُسکا نام خواجہ عماد الدین محمود تھا اُسنے اولاً اسکو ساوہ مین لیجا کر رکھا چند برس کے بعد تا جرمذکور تجارت کے لئے ملک دکن مین وارد ہوا چونکہ وہ یوسف عادل بھی اُسکے ساتھ تھا پس معرفت ملک التجار محمود ... کے نظام شاہ بہمنی کی سرکار مین وہ فروخت ہوا اور مخدومہ جہان یعنی نظام شاہ کی والدہ نے اسکو لیکر عزیز خان امیر آخور کے حوالہ کیا جو ایک ترکی غلامان مین سے معتبر خاندان کا تھا کہتے ہین کہ امیر آخور بہت سن رسیدہ شخص تھا اور یہ جوان بہت ہوشیار اسنے اپنا تمام کام اُسکے سپرد کردیا یوسف عادلشاہ اس ذریعہ سے شاہ بہمنی کے روبرو جاکر ہر ایک معاملہ مین عرض کیا کرتا تھا جب امیر آخور کا انتقال ہوا تو یوسف عادلشاہ ملک التجار کی سفارش سے سہ صدی کا منصب حاصل کرکے اُسکا قائم مقام ہوا چند روز کے بعد اس خدمت کو ترک کرکے نظام الملک ترک کے پاس جو ترکو مین سب سے زیادہ

بزرگ تہا گیا اور اُس سے ایسی رسائی پیدا کی کہ وہ اسکو اپنا بہائی کہا کرتا تھا اور اسکے بغیر دیکہے اُسکو چین نہو تا تھا ایک زمانہ بیت گیا ۔ تذکور (؟) دیملک برار کی طرف داری متعلق کیگئی اُسوقت یوسف عادل شاہ کو اُسنے عادل خان کا خطاب دلوایا اور اُسکے مرتبہ کو ترقی دیکر اپنے ہمراہ لیگیا وہان بعنایت آلہی ایسی ایسی خدمات لائقہ اس سے ظہور مین آئین کہ امرای ہزاری کے زمرہ مین داخل ہوا پہر رفتہ رفتہ عظیم الشان امیر ہوکر خود بیجاپور کا طرفدار ہوا اور وہان فوج کثیر فراہم کرکے سلطان محمد شاہ کی وفات کے بعد جو نقصانات سلطنت بہمنیہ مین واقع ہوے تہے سلطنت کا ارادہ کیا اور سپاہ کو ترتیب دینے مین سعی بلیغ کرکے آراستہ کیا ۔ پس سنہ ۸۹۵ مین بحکم السیف لمن ضرب والملک لمن غلب بیجاپور کا خطبہ اپنے نام سے پڑہوا کر چتر شاہی بلند کیا اگرچہ اطراف وجوانب کے حکام نے اس خبر کو سنکر حسد کیا اور شورشین کین لیکن تائید ربانی اُسکے شریک حال تہی اسلیے ہمیشہ اُسکو فتحیابی ہوئی ۔ واضح ہو کہ اسکا مذہب شیعہ تھا مورخین بیان کرتے ہین کہ ملک دکن مین اس مذہب کے رواج دینے کا بانی یہی ہوا ہے اور بتدریج بہت قلعے سلطان محمود کے امراکے تصرف سے بزور بازوی شجاعت نکالکر خود آپ قابض ہوا کہتے ہین کہ تہوڑا سے بیجاپور تک اور آب کشنا رایچور تک اُسکا عمل تہا انہین ایام مین اوسنے بجای عادل خان کے اپنا نام عادل شاہ رکھا مسجد غریبان جو ساوہ مین مشہور ہے اسیکی تعمیر کردہ ہے قلعہ ارک بیجاپور کا جو پیشتر مٹی سے تیار ہوا تھا اُسکو توڑوا کر پتہر کا بنایا ۔ یوسف عادل شاہ حلم اور سعادت اور شجاعت اور عدل اور پرہیزگاری مین معروف ومشہور تہا خط نستعلیق خوب لکہتا تہا علم عروض اور قافیہ مین اُسکو مہارت کاملہ تہی علم موسیقی مین بہی اُسکو واقفیت تمام تہی تنبور اور عود خوب بجاتا تھا اہل فن کا اعزاز واکرام خوب کرتا تہا اُسکی مجلس مین ہمیشہ قدما کے اشعار پڑہے جاتے تہے اور خود بہی شعر گوئی سے شوق رکہتا تہا بلدہ بیجاپور مین سوء القنیہ کے مرض سے سنہ ۹۱۶ مین اُسنے

انتقال کیا مدت سلطنت اسکی بیس سال دو ماہ ہے اور مادہ تاریخ اُسکا یہ ہے ع بگفتا نہ ماند ۹۱۶
شہنشاہ عادل *

اسمعیل عادل شاہ کا بیان

اسمعیل عادل شاہ بن یوسف عادل شاہ جب اپنے باپ کا جانشین ہوا تو بسبب اسکی خورد سالگی کے کمال خان دکنی جو امیر کبیر بہمنی تہا یوسف عادل شاہ نے اپنی حیات مین اسکو بالوف کر کے سرنوبت کے منصب اسکو سرفراز کیا تہا اور اُن اوقات مین امر وکالت کو بہی اُسیکے متعلق کر دیا تمام مہمات مالی اور ملکی اُسیکے متعلق ہوگئی اُسنے اپنا یہ رتبہ دیکہکر اس بات کی تمنا کی کہ میرا بہی حکام دکنی مین شمار کیا جاؤن اسمعیل عادل شاہ کی مان پونجی خاتون نے جو نہایت دانا اور نیک عورت تہی ایسی تدبیر مردانہ کی کہ وہ اور اُسکا بیٹا صفدر خان دونون مارے گئے منقول ہے کہ وقت جنگ کمال خان کی بی بی موصوفہ مردانہ لباس پہنکر مع تیر وکمان کے شہزادہ کو ساتھہ لیکر اُس محل کی چہت پر سے لڑی جو بہت بلند تہا جب کمال خان یوسف ترک کے ہاتہہ سے مارا گیا جو اسمعیل عادلشاہ کا کاکا تہا اور ترک مذکور بہی اُسکے ساتہہ کام آیا اسمعیل عادل شاہ خیرخواہان دولت کی عزت افزائی کیلئے بذات خود خیرات کرتا ہوا اُسکے جنازہ کے ساتہہ گیا اور بیس ہزار ہون اُسکے نام تقسیم کر کے اُسکی قبر پر گنبد تیار کرایا واضح ہو کہ جب اسمعیل عادل شاہ حد بلوغ کو پہنچا تو نہایت صاحب تدبیر اور دلاور نکلا شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران نے اسکی لیاقت کو پسند کر کے اُسکو شاہی کا خطاب دیا اُسکے اوصاف حمیدہ مین سے ایک یہ ہے کہ بااستصواب عقل کے جنگ مین ہرگز پیش قدمی نہ کرتا تہا ایک وقت نشہ کی حالت مین کفار کہتری سے اُسکا مقابلہ ہوا تو اُسکو شکست دی اور کمال خرابی کے ساتہہ اُسکو نجات حاصل ہوئی برہان نظام شاہ بحری اور قاسم ترک اور علاؤالدین عادل شاہ والی برار مع محمود شاہ

بہمنی سلطان دکن نے کئی بار بالاتفاق اور کئی بار علیحدہ علیحدہ ہنگامہ جنگ سلطان سے گرم کیا مگر کبھی وہ سرسبز نہ ہوسکے اسکے اوصاف شجاعت میں یہی لکھا ہے کہ قاسم برید کی خاتون سے تین بھائی تھے جنمیں سے ہر ایک اپنے تئین لشکر کے برابر جانتا تھا ایک تو بیرا جہانگیر قمی کی لڑائی میں حسن آباد گلبرگہ میں مارا گیا تھا باقی دو برادر اُس زمانہ میں کہ اسمعیل عادل شاہ احمدنگر پر فوج کشی کر رہے تھے غنیم کے لشکر سے آکر ان دونوں بھائیوں نے اسمعیل عادل شاہ کو لڑائی کیلئے طلب کیا اور کہنے لگے کہ مردانگی یہ ہے کہ ہر ایک بلا اعانت عمرو زید کے اپنے خصم سے مقابلہ کرے اسمعیل عادلشاہ نے غضبناک ہوکر فوراً مقابلہ کا قصد کیا ہر چند لوگ مانع آئے مگر اُسنے میدان میں آکر نوبت بہ نوبت دونوں کو مار ڈالا اور زیان خراسان اپنے لشکر میں چلا آیا اور اُسکے زمانہ میں ایک عجیب وغریب معاملہ نبردگاہ میں اس طرحکا واقع ہوا کہ متقدمین کی کسی کتاب میں ایسا قصہ مذکور نہیں ہے یعنی میر برید ترک جو صاحب سکہ اور خطبہ تھا بموجب حدیقہ عالم مطابق تاریخ فرشتہ ۹۳۶ھ میں اسمعیل عادل شاہ کے مقابلہ کیلئے آیا اور چھاونی میں اپنے دشمن قوی ست سے بے اندیشہ ہوکر عیش وعشرت میں مشغول ہوا اسکی لشکر کے لوگ بھی محنت سفر سے خستہ ہو رہے تھے آرام میں مشغول ہوئے اور ادہر سے اسدخان لاری جو کمال دانشمند اور نمکحلال اور ابراہیم عادلشاہ کا مورد عنایت تھا اور شاہ مرحوم نے اُسکو متبنی بھی کیا تھا شبخون کے ارادہ سے نکلا جب قاسم برید کے سراپردہ کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگونمیں سے کوئی بیدار نہیں ہے اسدخان وہاں کھڑا ہوگیا اور اپنے سب لوگوں کو چھوڑکر اور پچیس آدمی کہ اہل دلی نوجوان تھے ہمراہ لیکر آگے بڑھا جب [illegible] برید کے سراپردہ میں پہنچا تو جیسا سنا تھا ویسا ہی دیکھا یعنی فی الحقیقت سب لوگ سو رہے تھے اُسوقت مجلس برید

مذکور کی چارپائی اُٹھاکر وہان سے لیکر چلا کہتے ہین کہ اُسوقت ایک شخص خواب غفلت سے ہوشیار ہوگیا تہا مگر فوراً ضرب شمشیر سے اسکا کام تمام کردیا۔ اثنای راہ مین جب قاسم برید خواب غفلت سے بیدار ہوا تو اپنی عجب حالت دیکہی اور یہ خیال کرکے کہ شاید مجہکو جن اُٹھائے لئے جاتے ہین فریاد کرنے لگا۔ اسد خان لاری نے اُسوقت اسکو اطمینان دلایا اور کہا یہ لشکر جن نہین ہے بندہ اسد خان لاری ہے اور سب حال اُس سے بیان کیا اور بہت کچہ سرزنش کی یہ سنکر قاصد برید شرمندہ ہوا مگر بجز سکوت کے کچہ چارہ کار ندیکہا بعد گفتگو شنود احمد آباد بیدر کا قلعہ چہوڑکر رہائی حاصل کی کہتے ہین جب اسمعیل عادلشاہ قلعہ مین پہنچا تو وہانکے خازنون نے بارہ لاکہہ ہون نقد اُسکے روبرو لاکر رکہے اُسنے وہ سب اُسی وقت تقسیم کرادیے اور آپ خالی ہاتہہ دامن جہاڑکر کہڑا ہوگیا اور قلعہ آہنی اور مدکل جو ستر برس سے کفار کے تصرف مین تہا اُسنے فتح کیا منقول ہے کہ سنہ ۹۲۰ مین اُسنے موافق آئین شہریاری جشن وغیرہ کرکے بی بی سیتی بنت یوسف عادلشاہ کو شاہزادہ احمد شاہ پسر محمود شاہ کے حبالہ نکاح مین دیا اور سنہ ۹۳۰ مین مریم سلطان دوسری دختر کو موافق شرع شریف کے برہان نظام شاہ بحری کے عقد ازدواج مین دیا اور سنہ ۹۳۴ مین اپنی خواہر خدیجہ کا نکاح اسد خان لاری کے کہنے سے علاؤالدین عماد شاہ والی برار کے تصبہ ورجان مین نکاح کردیا واضح ہو کہ اسمعیل عادلشاہ ایک حلیم اور کریم النفس اور سخی مزاج اور عالی ہمت اور خطا بخش آدمی تہا اور یہ بات بہی صحیح ہے کہ اُسنے اپنے مُنہہ سے کبہی فحش بات نہین نکالی اور ہمیشہ علما اور فضلا اور شعرا سے صحبت رکہتا تہا علم موسیقی سے اُسکو خوب واقفیت تہی اور شاعر بہی تہا اُسکا تخلص وفا ہے اور جب وقت موعود آپہنچا تو سنہ ۹۴۱ مین جب وہ نلکنڈہ کے قلعہ کا محاصرہ کررہا تہا جو نواح تلنگ مین تہا ناگاہ آب وہوا کی تاثیر سے اُسکا مزاج بگڑ گیا اور آخرکار سنہ ۹۴۱ مین صفر کی سولہوین تاریخ بروز چہارشنبہ بوقت صبح وفات پائی مدت سلطنت اسکی ۲۵ برس ہے ؛

ملو عادل شاہ

ملو عادل شاہ فرزند کلان اسمٰعیل شاہ اپنے باپ کی وصیت کے موافق تخت نشین ہوا چونکہ وہ اس امر جلیل القدر کے قابل نہین تہا لہذا بحکم پونجی خاتون کے کہ اُسکی دادی تہی شحنہ دیوان عام محمد یوسف نے اسکو آنکر پکڑ لیا اور مع دیو خان کے جو اُسکا حقیقی بہائی تہا آنکہون مین سلائی پہیر کر قید کر دیا اُسکی مدت سلطنت چہہ مہینے اور چند روز ہے ✤

ابو النصر ابراہیم عادل شاہ

ابو النصر ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادلشاہ ملو عادلشاہ کے بعد تخت نشین ہوا کہتے ہین کہ یہ بڑا بہادر اور مردانہ شخص تہا تا دم زندگی لشکر کشی اور سپاہ آرائی مین رہا چنانچہ دس مرتبہ نظام شاہیہ وغیرہ سے بڑی بڑی لڑائیون کا اتفاق ہوا اور بذات خود میدان جنگ مین موجود رہا اور مردانگی کے لوازم بلا دریغ اُس سے ظہور مین آئے لیکن اُسکی تقدیر مین فتح نہ تہی ہمیشہ منہزم ہوتا رہا اتفاقاً ایک مرتبہ اُسکی فتح ہوگئی تہی سنہ ۹۵۰ھ مین اُسنے علاؤالدین عماد شاہ کی لڑکی رابعہ سلطان سے اُسنے نکاح کیا اُس سے دو لڑکیان پیدا ہوئین ایک علی بریدکے نکاح مین آئی دوسری نظام شاہ بحری کے مذہب اسکا سنی تہا وقت انتقال سے دو برس پہلے امراض متضادہ مین مبتلا ہوا اطبای ہند نے جو نہایت معتمد علیہ تہے اُسکے علاج مین بہت کوشش کی مگر کچہ فائدہ نہ ہوا تو اُسنے اُنکے قتل کا حکم دیا لکہا ہے کہ اس پریشانی مین تمام اطبا جلاوطن ہوگئے اور عطارون نے دوکانین بند کر لین آخر کار اُسی بیماری مین سنہ ۹۶۵ھ مین راہی آخرت ہوا مدت سلطنت اسکی چوبیس سال چند مہینے ہے ✤

ابوالمظفر علی عادل شاہ

ابوالمظفر علی عادلشاہ نے محمد کشور خان کے باغ مین جو بیجاپور سے ایک کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ابراہیم عادل شاہ کے انتقال کے بعد اول مرتبہ جلوس کیا اسکے بعد دوسری مرتبہ ساعت مین جو نجومیون نے بتلائی تہی شہر مین آکر آباؤ اجداد کے تخت پر تمکن ہوا اور شہر کے باہر جہان اول مرتبہ جلوس کیا تھا ایک قصبہ شاہ پور آباد کرایا واضح ہو کہ علی عادلشاہ کے خزانہ مین جو زروی ارث اسکے ہاتھ آیا تھا اور اسی کے قبضہ مین رہا لکھتے ہین کہ اسمین ڈیڑھ کرور ہون موجود تھے تھوڑے عرصہ مین وہ اسنے لوگون کو دیدیا اور رعیت کے ساتھ بہت شفقت سے پیش آیا جسکے باعث فاصل ملک مین زیادتی ہوگئی اور شاہان دکن سے لڑائی کو بدترین صفات کا جانکر صلح اختیار کی بااینہمہ اپنی حسن تدبیر سے قلعہ رای چور اور ورنگل اور کلیانی اور شولہ پور اور دونی اور دہارور اور چند کوٹھی اور انکے سوا بہت سے پرگنہ بلا مشقت اسکے تصرف مین داخل ہوئے اور دائرہ مملکت وسیع ہوگیا لکھا ہے کہ سلطان موصوف طالبعلم تھا اور خط نسخ اور ثلث اور رقاع خوب لکھتا تھا اسکی سخاوت کے سبب سے ہفت اقلیم سے اچھے اچھے لوگ آکر بیجاپور مین جمع ہوگئے تھے۔ درویشی مین بہی دم بھرتا تھا اور خوش طبع اور عاشق مزاج آدمی تہا ہمیشہ اسکی مجلس مین بلدہ کے حسین حاضر رہا کرتے تھے ارباب سیر کا مقولہ ہے کہ اسکی ابتداء سلطنت مین بیجانگر کے حاکم رام راج کا لڑکا جو اسکو بہت محبوب تہا دفعتاً مرگیا باوجودیکہ وہ سلطان کے بدخواہون سے تہا مگر بمقتضای دلاوری ملاقات اور ماتمپرسی کے لئے سلطان موصوف یکایک اسکی بزم مین جا پہنچا اور پرسا دیا اور لباس ماتمی کو اسکے جسم سے اوتروا کر خلعت جو اپنے ساتھ لیگیا تہا پہنایا چند روز کے بعد جب اسکا نفاق ظاہر ہوا تو حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کے ساتھ اتفاق کرکے رام راج سے لڑکر اسکو روانہ ملک عدم کیا خبر ہے کہ رام راج

ایک بڑا مالدار راجہ تہا تمام کرناٹک کے راجہ اور پالیگار اُسکے فرمانبردار تھے جسوقت یہ چار بادشاہ متفق ہوکر اُس سے لڑائی کو کھڑے ہوئے تو وہ بھی اس جنگ کو لڑکون کا کہیل سمجھکر سنگاسن مرصع پر سوار ہوکر میدان مین آیا غرور کا دستور ہے کہ آخر کار انسان کو خرابی مین ڈالتا ہے انجام یہ ہوا کہ عین چقاچاق خنجر و شمشیر مین کہار اُسکو ٹپک کر بھاگ گئے واضح ہو کہ جنگ مذکور نواح دکن مین بڑی نامی گرامی جنگ ہوئی ہے لکہا ہی کہ راجہ کی طرفسے ایک دفعہ مین قریب پچاس ہزار بان اور تفنگ اور توپ اور ضربکے فیر ہوتے تھے اور ہنگامہ جنگ مین راجہ مذکور لوگون کو جانبازی کی ترغیب دلانے اور تہور بڑہانیکے لئے ڈہالون سے بھر بھر کر روپیہ دیتا تھا بعد جدال و قتال کے جب مقتولین کی شمار ہوئی تو بقول صحیح کفار کی طرف سے قریب ایک لاکھ کے مارے گئے چنانچہ موضع جنگ سے بلدہ اناگوندی تک جو دس کوس کا فاصلہ ہے مُردے ہی مُردے نظر آتے تھے اور غنیمت مین جو جسکے ہاتہ آیا وہ اُسکو ہی ملگیا بجز ہاتھیون کے کہ وہ داخل سرکار ہوئے اور رادہونی کا قلعہ جو سلاطین بہمنیہ سے فتح نہ ہوا تہا اُسکے خالصہ مین داخل ہوا اس فتح کے بعد مصطفی خان اردستانی جسنے بعد قتل رام راج کے یہان ملازمت اس عدالت پناہ کی کرلی خدمت نمایان کرکے میر جملہ اور وکیل السلطنت ہوا تھا جب فتح ثانی اسکی کوشش سے وقوع مین آئی تہی تو اسکی عظمت اور شوکت پیشتر سے بہی زیادہ ہوگئی یہانتک کہ بادشاہ نے خاصہ سے جو سوای اسدخان اور کشورخان کے اس خاندان مین کسیکو نہین ملا تہا سرفراز فرمایا اور کمال معتمد علیہ جانکر چونکہ خود بھی عیش دوست اور آرام طلب آدمی تہا اپنی مہر اُسکے متعلق کرکے ایسا مختار کل کردیا کہ کسی امر کے دریافت کرنیکی حاجت اپنے سے نہ رکہی اور خود عیش عشرت کی طرف مشغول ہوا اور جب عدالت پناہ کے کوئی فرزند نہ تہا اس وجہ سے اپنے بھتیجے ابراہیم بن طہماسپ کو ماہ شوال ۹۸۳ھ مین اپنا ولیعہد کرکے اس مہینے مین اسکے فتنہ

کی شادی نہایت دہوم کی ساتہہ کی کہتے ہین کہ شہرگشت کیلئے حسب دستور دکن جب ڈولہ قلعہ ست باھر نکلا تو آتشبازی مین جو شاہراہ کے ادہر ادہر مرتب کیگئی تہی یکایک آگ لگ گئی اور دفعتاً سب مین آگ بھڑک گئی اسمین سات سو آدمیون سے قریب جو تماشا دیکہنے کیلئے آئے تھے جلکر مرگئے مگر شاہزادہ کی قسمت اچہی تہی جو بازار کے مابین پہنچگیا اور جان بچگئی واضح ہو کہ علی عادل شاہ کے عہد مین بکثرت بتخانے توڑوا دیئے گئے او مسجدین تعمیر کرائی گئین چنانچہ شاہپور کی جامع مسجد اُسیکی تعمیر کرائی ہوئی ہے اور اس مقام کا تالاب اور آب کا رنج اُسی کا تیار کرایا ہوا ہے اُسکی حین حیات دوبارہ اکبر شاہ کا سفیر اُسکے پاس آیا ایک مرتبہ حکیم علی گیلانی اور ایک مرتبہ عین الملک شیرازی شاہ موصوف نے دونون کا استقبال کیا اور اعزاز و اکرام کے ساتہہ شہر مین لایا اور حکیم علی کو تحفے اور ہدایا کے ساتہہ روانہ کیا اور عین الملک ہنوز بیجاپور مین ہی تہا کہ بادشاہ موصوف قتل ہوگیا اور عین الملک نے بغیر تحفہ و ہدایا کے مراجعت کی۔ اُسکے قتل کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ موصوف باوجودیکہ بہت صفات حمیدہ رکہتا تھا مگر کثیر المباشرت تہا اور اطفال کی طرف اُسکو رغبت رہا کرتی تہی جب اُسکی میعاد آگئی دو خواجہ سرای صاحب جمال علی برید کے پاس سے آئے تہے ایک اُنمین سے غیرت دار تہا جب اُسنے بادشاہ کی نگاہ بدلی ہوئی دیکہی ایک تیز چُھری ہمیشہ پاجامے کے نیفہ مین رکہتا تھا اتفاقاً سنہ ۹۸۸ مین صفر کی ۲۳ تاریخ شب پنجشنبہ کو بادشاہ نے اُس خواجہ سرا کو خالی مکان مین بلایا اور اُس سے بدفعلی کا طالب ہوا یہ حالت دیکہتے ہی فوراً اُسنے چُھری سے بادشاہ کا کام تمام کر دیا ظلم دیدہ اُسکا مادہ تاریخ ہے جب اُسکا انتقال ہوا ہے تو بسبب اُسکی فیاضی کے خزانہ مین کچہہ باقی نہ تہا صرف تہوڑا روپیہ جو مصطفٰے خان کی کوشش سے کرناٹک سے آیا تہا وہ ہی باقی تہا بلکہ اُسمین سے بہی کچہہ مستحقین کو پہنچ چکا تہا مدت سلطنت اسکی کچہہ کم تیس ۳۰ برس ہے +

ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ

ابو المظفر ابراہیم عادلشاہ ثانی بن شاہ طہماسپ ابن ثلان ابراہیم عادلشاہ حسب موافق وصیت اپنے چچا کے مسند نشین ہوا اسے تو اسوقت اسکی عمر بہت تہوڑی تہی اسواسطے امرا کبار مین سے جو شخص منصب وکالت سے سرفراز ہوتا تہا موافق حکم بی بی چاند سلطان کے امور مالی اور ملکی کو سرانجام دیتا تہا جب سلطان کا وقت شباب آیا خدای تعالی نے اسکو خصائل پسندیدہ عنایت فرمائے ہمیشہ اسکا اقبال سامنے رہا جس طرف اسنے لوای ہمت کو ملند کیا مظفر اور منصور رہا چنانچہ مشروحاً و مفصلاً کتب مبسوطہ سے ظاہر ہے جنہے اسکے ساتہ مخالفت اختیار کی وہ منہزم ہوا اسکی حقیقی ہمشیرہ بی بی خدیجہ سلطان المشہور بہ راجہ جیو کی جب ۹۹۲ھ مین مرتضی نظام شاہ نے اپنے بیٹے میران شاہ حسین کیلئے خواستگاری کی چار مہینے کے بعد جانبین سے جشن وغیرہ کی رسم پوری ہوکر اسکی پالکی ہمراہ چاند بی بی کے جسکو اپنے بہائی نظام شاہ سے ملاقات کا اشتیاق تہا ایجا پور سے احمدنگر کو روانہ ہوئی اور واضح ہو کہ ایک ہمشیرہ سلطان مذکور کی جسکا نام ہمین معلوم نہین ہے برہان شاہ کے نکاح مین تہی اور ۹۹۶ھ مین جب دختر محمد قلی قطب شاہ والی حیدرآباد عرف بہاک نگر مسمات بنام سلطان مشہور ملکہ جہان مع تحائف اور ہدایا کے موافق شریعت غرا کے نکاح مین داخل ہوگئی اور اسکی سواری قریب آگئی تو استقبال کیلئے قریب آدہ کوس کے تا مہ کلیانی سے لشکر مراسم جشن طوی اور لوازم مہمانداری موافق آئین سلاطین کے عمل مین لاکر اپنے محل سرا کو اسکے قدوم سے مزین کیا اور ۱۰۰۰ھ مین ملکہ موصوفہ کے لڑکا پیدا ہوا چونکہ اسکی زندگی نہین تہی دو مہینے کے بعد مرگیا اور شاہزادہ اسمعیل بن طہماسپ برادر سلطان جو بدولت اپنے بہائی کے قلعہ بلگوان مین عیش و آرام کرتا تہا بعضے مفسدون نے اسکو جنگ کیلئے مستعد کردیا اور ۱۰۰۳ھ مین بادشاہ کی طرف سے ارکین دولت نے قصد کرکے عین الملک کا

سرکاٹ دیا اور یہ عین الملک بڑا امیر کبیر تھا اور شاہزادہ کا شریک حال ہوگیا تھا اور شہزادہ کو قید کرکے ارکین دولت نے فتنہ کو فرو کردیا کہتے ہین کہ اسی برس نظر بند مین شہزادہ کا بھی انتقال ہوا کتاب گلشن ابراہیمی محمد قاسم استرآبادی المتخلص بہ فرشتہ نے شاہان ہائے دکن کے احوال مین اسی سے کچھ عرصہ کے بعد یعنی ۱۰۱۵ھ مین تالیف کرکے مجلس عالی مین پیش کی ہے سلطان موصوف نے ۱۰۳۵ھ مین انتقال کیا اور مدت سلطنت اسکی اڑتالیس سال ہے +

سلطان محمد عادل شاہ

سلطان محمد عادل شاہ جو عادلشاہیہ کی چھٹی پشت مین ہے جہانگیر بادشاہ نے اسکو اپنا بیٹا کرلیا تھا چنانچہ یہ بیت شاہد ہے ع شد از التماس شاہ خرم * بفرزندی ما مشہور عالم * بموجب تاریخ بیجاپور ہی کے ماہ محرم ۱۰۶۶ھ مین اسکا انتقال ہوا مدت سلطنت اسکی تیس برس ہے +

سلطان محمود عادل شاہ

واضح ہو کہ چندر بدن اور مہیار یہ دونون عاشق و معشوق ملک دکن کے مشہور ہین اسی بادشاہ کے عہد مین اور اسی کے قلمرو مین تھی صاحب سوانحات دکن لکھتا ہے کہ اس بادشاہ کے مقبرہ کی عمارت بیجاپور مین بہت بلندی اور اسکا چبوترہ بہت مرتفع ہے میرے ایک دوست بھی دیکھہ آئے ہین اسکا گنبد ۱۲۵ گز بلند اور اندر کا سطح ۱۵۰ گز لمبا پچاس گز چوڑا ہے +

سلطان علی عادل شاہ

سلطان علی عادل شاہ بن سلطان محمود کے شاہ جہان بادشاہ ہند کے آخر عہد مین والی سلطنت بیجاپور ہوا لکھا ہے کہ وہ بہت ہوشیار طبع اور سپاہ دوست اور سخاوت شعار و شجاعت منش آدمی تھا فضلا و صلحاء

پر بہت مہربان رہتا تہا اور شعرا کی عزت کرتا تہا سکہ اُسکا یہ ہے ؎ جانشین محمد است علے ٭ شاہجہان کے عہد مین بامداد نظام شاہیون کے اُسکا بہت سا ملک تاراج اور ویران ہوگیا تہا اپنی کساد بازاری پر آگاہ ہوکر جب اُسنے شاہجہان سے بہت عاجزی اور فرمانبرداری ظاہر کی تو اُن پامالیون کے عوض مین حکم ہوا کہ ملک کوکن جو نظام شاہیون کے تصرف سے نکلکر ممالک محروسہ مین داخل ہوا ہے علی عادل شاہ کو عنایت کیا جائے واضح ہو کہ علی عادل شاہ نے ۱۰۶۵ھ مین وفات پائی مع ایام فرمانروائی محمود شاہ کے نو برس اُسکی حکومت رہی اور تاریخ مصطفے مین ۱۰۸۳ھ مین اُسکا انتقال بیان کیا ہے اُس ہی سبب سے دونون بادشاہ کی مدت سلطنت ساٹھہ برس ہے ٭

سکندر عادل شاہ

سکندر عادل شاہ عادلشاہیون کی آٹھوین پشت مین ہے لیکن علی عادل شاہ نے اُسکو اولاد نہ ہونے کی وجہ سے متبنی کرلیا تہا خواص خان وزیر اور بہلول خان افغان اور سید بلال حبشی نے سلطنت کو سکندر عادل شاہ کے نامزد کیا اُسوقت سکندر شاہ کی عمر پانچ برس کی تہی بعد جلوس کے بہلول خان نے ایک روز دعوت کے بہانہ سے خواص خان کو اپنے گہر بلاکر قید کردیا اور تمام امور سلطنت کا خود مختار ہوگیا سکندر خان چونکہ صغیر سن تہا ناچار اُسنے بہلول خان کی اطاعت قبول کی شاہجہان کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے شہزادہ اورنگ زیب کو تسخیر بیجاپور کیلئے اُس طرف روانہ کیا بعد ورود شاہزادہ کے یہان کے ارکین نے پیش کش قبول کرکے صلح قبول کی اور شاہزادہ موصوف اپنے وطن مالوف کو روانہ ہوئے پس کئی سال تک بموجب قرارداد کے روانہ کئے گئے مگر جب سکندر شاہ سن شعور کو پہنچا اور جوان ہوا تو ادہر سے پیش کش کا پہنچنا موقوف ہوگیا اور ادہر عالمگیر کی طبیعت کو برادرون کے جدال و قتال سے

استقلال تام حاصل ہوا اور تسخیر دکن کا ارادہ کرکے بذات خود سنبھاجی مرہٹہ کی تنبیہ کیلئے اس مملکت میں نزول فرمایا اور پیشکش کے ادا نکرنیکی حجت پیش کرکے شہزادہ محمد عالم کو بیجاپور پر متعین کیا لکھا ہے کہ منتخب اللباب میں اہل دکن نے شاہزادہ اور اُسکی فوج کو چہار طرف سے غلہ وغیرہ کی رسد بند کرکے ایسا تنگ کیا تھا کہ ہڈیون کا آٹا اور درختونکی چھال اور املی کے بیج کھاتے تھے اسوقت غازی الدینخان بہادر کی سعی عالمگیریون کے حق مین بہت کام آئی اور شاہزادہ کا دل غازی الدینخان بہادر کی طرف سے بہت خوش ہوا چنانچہ دفتر اول مین گذرا القصہ آخر ماہ ذیقعدہ ١٠٩٧ھ مین سکندر شاہ کے ہاتھہ سے بیجاپور کا قلعہ نکل گیا اور وہ دولت آباد کے قلعہ مین قید ہوا اور وہین وفات پائی پس عادلشاہیون کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور خود سلطنت ہی جاتی رہی عادلشاہ کی اولاد مین سے نو شخصون نے دو سو سال کے اندر فرمانروائی کی۔

چوتھا تذکرہ عمادشاہیون کے بیان مین

فتح اللہ عمادشاہ

فتح اللہ عماد الملک کفار بیجانگر کی اولاد مین سے ہے۔ واضح ہو کہ ایام طفلی مین اول مسلمانون کا اسیر ہوکر خان جہان کے غلامونمین داخل ہوا جو ولایت برار کا سپہ سالار تھا اس بعد عہد شباب مین رشد و قابلیت کے آثار ظاہر ہوئے اور سپہ سالار کا معتمد علیہ مقرر ہوگیا اور اُسکے انتقال کے بعد سلاطین بہمنیہ کا شریک ہوا پھر محمد شاہ کے وقت مین عماد الملک کا خطاب پاکر ولایت برار کا سرلشکر ہوا اور وہان پہنچکر ٨٩٢ھ مین محمود شاہ کے عہد مین تخت نشین ہوا اور سکہ اور خطبہ اپنے نام سے جاری کیا +

علاؤالدین عماد شاہ

علاءالدین عمادالملک اپنے پدر فتح اللہ عمادالملک کے بعد اُسکا جانشین ہوا اور اپنے نام کے ساتھہ شاہ کا نام شامل کرکے قلعہ کاویل کو اپنا مقر حکومت بنایا اور سنہ ۹۲۳ مین خدابندہ خان یا خداوند خان حبشی کو جو سلاطین بہمنیہ کی طرف تھا قتل کرکے ماہور کو اپنے قبضہ مین لایا واضح ہو کہ اسمعیل عادلشاہ کی خواہر کا نکاح اُسکے ساتھہ ہوا ہے جب سلطان بہادر گجراتی برہانپور کی راہ سے برار پر آیا ناچار اُسکی اطاعت اختیار کرکے مملکت مذکور کا خطبہ اُسکے نام سے جاری کیا اور سنہ ۹۶۷ مین عالم کو روانہ ہوا +

دریا عماد شاہ

دریا عماد شاہ فرزند اکبر علاؤالدین بعد پدر کے جانشین ہوا اُسنے اپنی دختر دولت شاہ کا نکاح حسین نظام شاہ کے ساتھہ کیا اور تمام حکام دکن کے ساتھہ طریقہ محبت و مروت جاری رکھکر بلا کلفت اور خشونت اپنے ایام سلطنت کو پورا کیا +

برہان عماد شاہ

برہان عماد شاہ صغر سنی کی حالت مین جب وہ حاکم برار ہوا تو تفال خان دکنی جو کہ دولت خانہ کا غلام تھا ابراہیم قطب شاہ اور حاکم فاروقیہ برہانپور کے ساتھہ ملکر برہان عماد شاہ کو گرفتار کرکے قلعہ نرنالہ مین قید کیا اور برار کا خطبہ اپنے نام سے پڑہوایا مرتضی نظام شاہ نے یہ مشہور کرکے کہ برہان عماد شاہ کو چھوڑانا چاہتا ہون فوج کشی کی اور اُسکے بیٹے شمشیر الملک کو گرفتار کرکے مع برہان عمادالملک کے قید کیا کہتے ہین کہ وہ سب چالیس آدمی ایک ہی رات مین سنہ ۹۸۲ مین مرگئے اور اس گروہ کی بادشاہت ختم ہوگئی اور اُن دونو کے سلسلہ سے کوئی باقی نرہا اور اُنکا ملک مرتضی نظام شاہ کے پاس آیا یہ چار پانچ آدمی مثل جملہ معترضہ کے

چندمدت شریک سلطنت ہوکر براے نام شاہی کرگئے مگر خدا کے نام کو بقا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّكَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ؎

پانچوان تذکرہ بریدیون کے بیان مین

محمدؐ قاسم برید

محمد قاسم برید گرجی نژاد سلاطین بہمنیہ کے غلامونمین سے تہا اللہ جل شانہٗ کو جب منظور ہوا کہ اُسکو بادشاہ بناوے تو اسکی یہ صورت ہوئی کہ خواجہ شہاب الدین علی برید نے اُسکو ولایت سے دکن مین لاکر سلطان محمد شاہ ثانی یعنی بہمنی کے پاس بہیجدیا چونکہ محمد قاسم ایک بہادر اور دلاور اور خوشخط آدمی تہا اور سازہی اچہا بجاتا تہا ان بادشاہ کے عہد مین منصب امارت پر فائز ہوا اور سلطان محمود کے عہد مین ارکین کی نا اتفاقی سے تسلط اور استقلال پیدا کرکے قلعہ اودگیر اور قندہار اور اوکیر مین اپنے نام کا خطبہ پڑہوایا اور اصل دار السلطنت احمد آباد بیدر کو سلطان محمود کیلئے چہوڑدیا۔ اکثر کتب مین لکہا ہے کہ سلطان محمود ہنوز بقید حیات تہا کہ سنہ ۹۱۰ھ مین برید مذکور نے وفات پائی۔ مدت سلطنت اُسکی بارہ سال ہے ؞

امیر برید

امیر برید قاسم برید کا ولیعہد اپنے باپ کے بعد قایم مقام ہوا یہہ بہی اپنے باپ کی طرح دلاور اور بہادر تہا ہمیشہ میدان جنگ مین رستم کی طرح اپنی جوانمردی دکہائی ہے کہتے ہین کہ وہ دولت آباد کے حوالی مین فوت ہوا۔ مدت سلطنت اسکی چالیس سال ہے ؞

علی برید

علی برید امیر برید کا بڑا بیٹا ہے اسنے دوسرے حکام کی طرح اپنے نام کے ساتہہ شاہ کا لفظ ملایا۔ بیان

اُسکے تعلقہ قاضی القضاۃ کا اس ہندو کو تفویض کیا پس قاضی مذکور کو طلب کرکے اسیوقت ... انتقال آپکا ۱۰ ماہ ربیع الثانی ۹۴۵ھ مین ہوا ہے۔

حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین جناب ثانی شیخ ... شریف قادری رحمۃ اللہ کا بیان

واضح ہو کہ بشارت آپکی ولادت باسعادت کی حضرت غوث الصمدانی محبوب سبحانی نے خواب مثال مین شیخ ابراہیم نام قبلہ گاہ کو آپ کے دی ہے اس طرح پر کہ وہ جناب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین اے شیخ ابراہیم تمہین ایک فرزند کامل ہوگا کہ فی الحقیقت وہ میرا فرزند ہے بعد اسکے شیخ ابراہیم کو اول ایک فرزند ہوا احمد نام جب وہ جوان ہوا قابلیت ظاہر کی ثانی شیخ ابراہیم ملول خاطر ہوئے پہر دوبارہ خواب ہوا کہ دیکہتے ہین کہ وہی جناب حضرت غوث الصمدانی رضی اللہ عنہ نے ارشاد کیا کہ وہ فرزند جو ہمنے کہا تہا اب وجود مین آئیگا وقت صبح از ازواج سے اپنی استفسار کیا ایک نے ازانجملہ ظاہر کیا کہ مین حمل تین مہینے کا رکہتی ہون آپنے کہا کہ

کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی ذکاوت فہم اور دلاوری طبع مین بینظیر تھا۔ محمد آباد بیدر مین اُسنے پچیس برس تک بادشاہی کی اُسکے بعد اُسکے وزیر کبیر نے ابراہیم برید شاہ کے قایم مقام ہوکر سات برس حکومت کی بعد ازان علی برید شاہ کے چھوٹے بیٹے قاسم برید شاہ نے اپنے بھائی کی جگہہ متمکن ہوکر تین سال تک حکومت کی اُسکے بعد اُسکا بیٹا علی یعنی علی برید ثانی جب وہ چار سالہ تھا حکومت سے بہرہ ور ہوا اور ۱۴ سال کے بعد سنہ ۱۰۱۰ مین وفات پائی۔ بعد اُسکے امیر برید نام جو اسی خاندان مین سے تھا باپ کی جگہہ تخت سلطنت پر بیٹھا اور آٹھہ سال تک حکومت کی۔ واضح ہو کہ امیر برید ثانی پر طبقہ بریدیہ کا خاتمہ ہے اسکے بعد اس خاندان مین کسیکو حکومت سلطنت نہ حاصل ہوئی۔ آخر کار **مرزا علی** ایک غیر شخص نے امیر برید مذکور پر خروج کیا امیر برید کو اُسکے مقابلہ مین تاب مقاومت نہ ہوئی اور بھاگ نگر کیجانب بھاگ گیا اور مرزا علی باپ کی جگہہ داخل ہوکر مسند حکومت کو اپنے قبضہ مین کیا اور ایک مدت تک حسب خواہش دلی ایام عمر کے پورے کئے۔ تاریخ گلشن ابراہیمی کا مصنف لکھتا ہے کہ ہنوز علی برید ثانی ابن قاسم برید ثانی سریر سروری پر متمکن تھا کہ سنہ ۱۰۱۰ مین مرزا علی نے اُسکے اوپر خروج کیا اور بھاگ نگر کو بھاگ گیا۔ اور مرآۃ الصفا والے کا مقولہ یہ ہے کہ قاسم برید کے بعد امیر برید ثانی تخت نشین ہوا اور سنہ الیہ مین مرزا علی نے اُسپر خروج کیا راقم نے جو لکھا ہے اُسکو دوسری کتاب سے لکھا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ مرزا علی ایک روز مقام کمٹھانہ پر شکار کے واسطے گیا تھا رات کو گیدڑون کا غل شور اُسنے سنا اُسنے دریافت کیا یہ کیون شور و غل کرتے ہین لوگون نے عرض کیا شدت سرما سے بادشاہ کی جناب مین فریاد کرتے ہین فرمایا تین ہزار رضائیان جنگل مین ڈلوا دیجاوین ملازمان سرکاری نے وہ رضائیان باہم تقسیم کرلین پھر دوسری رات کو بھی گیدڑون نے حسب دستور غل مچایا پھر دریافت کیا اب کیون چلاتے ہین

حاضرین نے عرض کیا - کارکا شکریہ ادا کرتے ہین کیونکہ انکو آرام ملتا ہے تو آپکے حق مین دعا کرتے ہین - محمد قاسم فرشتہ نے اس نقل کو مختصر کرکے اپنی کتاب مین میر برید ابن قاسم برید کے نام سے لکہا ہے واللہ اعلم بالصواب - آخر کار سنہ ١٠٣٦ھ مین مرزا علی مع اپنے فرزند کے عادلشاہیون کا اسیر ہوا پس سلطنت بیجاپور کے ساتھ ملحق ہوگئی اور میرزا علی ایسا قید رہا کہ کسی کو اسکی موت وحیات پر بھی اطلاع نہ ہوئی والبقاء للملک المنان - مدت حکومت اسکی کچھ روز کم اٹھارہ سال ہے پس سنہ ١٠١١ھ مین شاہ جہان بادشاہ کو مظفرآباد کا قلعہ فتح ہوا - الغرض محمد قاسم برید کے خاندان سے چھ شخصون نے اور ساتوین میرزا علی نے کل سوا سو برس تک حکومت کی ہے معلوم کرد کہ محمد قاسم فرشتہ کو سوانحات سلاطین عمادشاہیہ اور بریدشاہیہ کی صحت مین شک ہے چنانچہ اُسنے اپنی کتاب مین اِس طرف اشارہ کیا ہے +

چھٹا تذکرہ قطب شاہیون کے بیان مین

سلطان قلی قطب شاہ

سلطان قلی قطب شاہ کا اصلی وطن ہمدان ہے جب اُسنے ایام جوانی مین وارد دکن ہوکر وہانکے اطوار کا ملاحظہ کیا تو اُسنے سلطان محمد شاہ لشکری بہمنی کے پاس جاکر اپنے تئین آپ فروخت کرکے اسکے غلامونمین داخل ہوا اور اُسنے یہ کام اسلئے کیا کہ وہ غلامان ترکی کو بہت اچھی طرح رکہتا تھا چونکہ اُسکو علم حساب مین خوب مہارت تھی اسلئے محل سرا کے شہزادے نے اُسکی طرف رجوع کیا اور تمام خواتین کو اُسکی دیانت داری پسند آئی اور چند روز کے بعد انہین خواتین مین کسی نے اُسکی سفارش کی اور مملکت تلنگ کی رعایا نے جو اُن ایام مین سرکشی کی تہی اُنکی اصلاح اسکے متعلق کیگئی اور بعنایت الٰہی وہان جاکر باغیونکی ایسی مدافعت کی کہ اپنی شجاعت اور مردانگی مین مشہور ہوگیا پہر سلطان محمود بہمنی کے عہد مین قطب الملک کا خطاب اُسکو ملا اور مملکت

تلنگ مین سے بلدۂ گولکنڈہ مع مضافات اور اقطاع کے اُسکے متعلق ہوا اُسکے بعد وہان کا سپہ سالار مقرر ہوا اور جب سلطان محمود بہمنی کی بادشاہی حد سے زیادہ ضعیف ہوگئی تو اُسنے اپنا نام قطب شاہ رکھکر انجام امور مین شاہان ولایت کے قواعد کا اجرا کیا اور پانچ وقت نوبت بجانیکا حکم دیا مگر سلطان محمد شاہ کے حقوق تربیت کے سبب سے اُسکو غفلت نہین تھی ہمیشہ تحایف اور بیش بہا چیزین اور زر کثیر ماہ بماہ احمد آباد بیدر کو محمود شاہ کیلیے بھیجا کرتا تھا اور خطبہ کے اندر بھی اُسکے نام کو اپنے نام پر مقدم رکھتا تھا اور سلاطین دکن سے مثل برہان نظام شاہ وغیرہ کے حسن سلوک بدرانہ جاری رکھے مگر عماد شاہ اور اسمعیل عادلشاہ اور قاسم برید سے ایک ایک مرتبہ جنگ واقع ہوئی اور کفار پر جہاد کرکے بہت سے مقامات اپنے قبضہ مین لایا اور اُنکے بتخانے توڑ کر مسمار کردیے اور سلطان کا مذہب شیعہ تھا اُسنے اپنے قلمرو مین تدریج خطبہ سے خلفاء راشدین کے نام نکالکر ائمہ کے نام داخل کیے اور مدت سلطنت مین گیارہ قلعہ یعنی راجکنڈہ اور دیورکنڈہ اور پانگل اور گمن پورہ اور دہل کنڈ اور کمانیٹ اور بکم کنڈہ اور گوند اور اسکے سوا تمام ملک تلنگ اور نلکنڈہ تسخیر کیے تھے منجملہ ان فتوحات کے فتح قلعہ نلکنڈہ کسی کی نادر ہے واضح ہو کہ جب قلعہ مذکور کے محاصرہ کا طول کھینچا اور چشم زخم سے بہت غازی ہلاک ہوئے سلطان نے راجہ ہری چند والی اس قلعہ سے صلح کا پیغام کیا اور راجہ نے بھی اس امر کو قبول کیا جب صلح کی شرطین قرار پاگئین اور تحائف ملوکانہ اُدھر سے پیش ہوئے اور تشریفات شاہانہ اِدھر سے ظہور مین آئین تو ملک مؤید نے کہلا بھیجا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ مراجعت کرتے وقت ہم تمہارے قلعہ کو دیکھتے جائین اور جب ہم قلعہ پر آئین تو ہمارا لشکر قصبہ مین سے ہوکر دارالسلطنت کی طرف مراجعت کرے اُسنے جواب دیا کہ بہت مناسب ہے مگر یہ شرط ہے کہ آپ دو تین آدمیون سے تشریف لائین بلکہ آپکی تشریف آوری موجب اطمینان خاطر ہے اور اسنے اپنے لوگون سے کہہ رکھا جب بادشاہ اندر آئے تو شفقت کے ساتھ اُسکے قریب ہوکر

اُسکو قتل کرڈالو شہریار نے جب اُسکا جواب سنا تو بہت خوش ہوا اور اپنے سپاہیون سے کہا کہ تم سب کے سب تیار رہو مین دو تین آدمی لیکر قلعہ مین گھسکر تیغ زنی اختیار کرتا ہون اور فلانی علامت جب تم پر ظاہر ہووے تو فوراً قلعہ مین گھُس پڑو اور انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے آنے تک مین دروازہ کا نگہبان رہونگا اور تبھی لمقدو دروازہ کو بند نہ ہونے دونگا لکہا ہے کہ شہریار وقت معین پر اندر گیا اُسوقت قریب دو تین ہزار کے تیر اور تفنگ اور پتھر بہی چلنے لگے اور وہ صرف یار جوانون سے اُنکی مدافعت کرتا رہا کہتے ہین کہ برابر دو تین گھڑی اسی طرح دس ہزار کفار سے مقابلہ رہا اور جب علامت نمایان ہوئی تو شہریار کے غازی جوق جوق قلعہ مین گھُس پڑے اور ہزارہا آدمیون کو قتل کر ڈالا بعد راجہ کو پکڑ لیا اور اس قلعہ مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑا آخرکار سنہ ۹۵۰ھ مین سلطان کو ایک غلام ترکی نے باہما اُسکے بیٹے بڑے جمشید کے جو خواہش سلطنت مین بوڑہا ہوگیا تہا اور باپ کی درازی عمر سے اُسکی جان تنگ ہوگئی تہی ضرب شمشیر سے شہید کردیا مدت سلطنت اسکی بالاستقلال تینتیس ۳۳ سال ہے اِسکے چھہ بیٹے اور چار بیٹیان تھین اول اُسکی اولاد مین سے حیدر خان دوسرا قطب الدین تیسرا یار قلی جمشید خان چوتہا عبدالکریم پانچوان دولت خان چھٹا ابراہیم قطب شاہ ہے اسکی عمر نوے سال کی ہوئی ❊

جمشید قلی قطب شاہ کا بیان

چونکہ یہ فرمان فرما سلطان قلی کا فرزند اکبر تہا اسلئے اسنے اپنے باپ کے بعد تخت سلطنت کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے زیب و زینت دیکر حکومت کو اپنے اقتدار مین لیا اور باقی بہائیون کا بندوبست قرار واقعی کرکے برہان نظام شاہ کی ملاقات کا قصد کیا۔ چونکہ ان ایام مین نظام شاہ اور عادلشاہ کے باہم قلعہ شولاپور پر غبار نزاع کا مرتفع ہوگیا تہا اور عماد الملک والی برار نظام شاہ کا شریک ہونیکو آیا تہا۔ سلطان موصوف

ملاقات کے بعد آپ بہی نظام شاہ کا رفیق و مددگار ہو کر بذات خود میدان جنگ مین نہایت قوت و دلیری سے اپنی فوج سے برید شاہ کے مقابلہ میں کہ وہ ممد و معاون عادلشاہ کا تہا دو لڑائیان مابین اور انہین مفاسد کے مابین ایک قلعہ نہایت مستحکم پرگنہ کا کنی مین تعمیر کرایا اُسکے بعد میدک کا قلعہ بریدیون کے قبضہ سے جبراً چہین لیا۔ کہتے ہین کہ یہ سلطان نہایت جابر مزاج شخص تہا قتل کرنے اور حبس کرنے مین دریغ نکرتا تہا۔ ایک لڑائی مین اس سلطان کا سر اور بینی اور ایکطرف کا ضربت شمشیر سے ایسا مجروح ہوگیا تہا کہ تادم زیست کہانے و پینے مین ایذا اُٹہاتا رہا۔ اور گاہے گاہے اشعار آبدار سلک نظم مین پرویا کرتا تہا سنہ ۹۵۷ ہجری مین مرض تپ دق سے اسباب ہستی کو اس عالم سے روانہ کیا۔ اسکی وفات کے بعد صرف ایک بیٹا سبحان قلی تہا۔ واضح ہو کہ بعض مورخین کا یہ قول ہے کہ جمشید شاہ کے بعد سبحان قلی امور سلطنت سے نامزد کیا گیا لیکن اسکو قیام نہوا جمشید قطب شاہ نے سات سال سے کچہہ زیادہ تک تخت سلطنت کے امور کی جہانبانی کی ہے +

ابراہیم قلی قطب شاہ کا بیان

ابراہیم قطب شاہ جمشید قطب شاہ کے بہائی نے قوت و اقبال سے دوشنبہ کے روز ۱۲ تاریخ ماہ رجب سنہ ۹۵۷ مین سریر سلطنت پر جلوس فرمایا تمام امرا و خوانین شہر و فقرا کو مناصب اور انعامات خسروانہ سے فرحان و شادان کیا۔ اور اپنی ہمشیر کو مصطفٰے خان کے حبالۂ نکاح مین دیکر خان موصوف کو سلطنت کا صاحب اقتدار کیا اور سنہ ۹۶۵ مین واسطے استحکام بنا محبت کے حسین نظام شاہ سے گلبرگہ کی اکنگ مین ملاقات کرکے قلعہ کے محاصرہ مین اسکا شریک ہوا۔ ابتدا سلطنت مین رامراج نے کہ وہ عظیم الشان راجہ تہا بوجہ فتنہ انگیزی برادران سلطنت کے آتش فساد کو اگرچہ روشن کیا تہا لیکن یاوری طالع سے شعلہ فساد نے بلندی نہ پکڑی اور بعد ابراہیم عادلشاہ کے جب علی عادلشاہ اُسکا جانشین ہوا اور رابطہ اُسکے کا رامراج کے ساتہہ مستحکم ہوا رامراج

نے شہریار ہذا سے بہی اظہار بیعت کا کرکے موافقت کی خواہش کی شہریار موصوف نے اُسکے انکار مین
قوی قباحت سمجھکر اُسکا علق ہوا اور یہ تینون فرمانروا بالاتفاق احمدنگر کو روانہ ہوئے پس چند روز اُنکی شہرت
پاکر قلعہ گولکنڈہ کی طرف جو اپنا دارالسلطنت تہا رجعت کی اور اُسکے بعد چند دلیر شخصون کا مدار بہ نقال خان
مدارالمہام عادشاہ کے مقابلہ کیلئے متعین کیا خدای تعالیٰ کی عنایت سے لشکر ظفر پیکر سپاہ برابر منصور و کامیاب
ہوا سنہ ۹۷ مین رسوم سرور کے ادا کرنے کے بعد سادات و علما کے روبرو نیک ساعت مین بی بی جمال
حسین نظام شاہ کی دختر کو ابراہیم قطب شاہ کے عقد ازدواج مین دیا اور اسی سال نظام شاہ اور قطب شاہ
قلعہ کلیان پر گئے اور اُسکا محاصرہ خوب سخت کیا مگر قلعہ نہ کو مسخر نہوا اور سب نیل مرام اپنی اپنی
دارالسلطنت کو مراجعت کی۔ واضح ہو کہ اصل قلعہ گولکنڈہ کا بنایا ہوا کشن راو کا ہے۔ اُسکے بعد ابراہیم قطب شاہ
نے حسب التماس مصطفےٰ خان کے چونہ اور پتہر سے تیار کرایا ہے۔ اور اندرون قلعہ کے دوکانین اور مکانات
اور رستے اور بازار ایک عرصۂ قلیل مین مرتب ہوئے اور امرا و خوانین نے محل و بنگلے اپنے اپنے لئے
بنواکر فارغ البال ہوئے اور سلطان کی فتوحات مین سے یہ ہے کہ تریلے و پرگنے راج بندری کے اپنی
قبضہ تصرف مین لاکر وہان بتخانون کو مسمار کرایا اور بجای اُنکے مساجد سے اُن مقامات کو شرف دیا اور سنہ ۹۷۲
مین حسین نظام شاہ کا انتقال ہوا اور مرتضےٰ نظام شاہ اُسکا جانشین ہوا اور علی عادلشاہ سے ہنگامہ جنگ
وجدال کا گرم کیا سلطان اکثر اوقات امداد و استعانت اسکی کرتا رہا اور سنہ ۹۷۹ مین راج بندری کا قلعہ
فتح کیا اور اسکے بعد ملک نایب کی کوشش سے ولایت قاسم کوٹہ کے قلعے و پرگنے ممالک محروسہ کے دائرہ
مین شریک ہوئے اور اخیر کو نظام شاہ اور سلطان کے باہم چندروز تک شکر رنجی واقع ہوئی اور سلطان نے اُسکی مدافعت
کیلئے عادلشاہ اور انقالخان اور علی برید سے موافقت پیدا کی تہی لیکن یہ امر مفید نہ ہوا۔ بلکہ اُن دونون نے

سلطان کو جوت راؤ اور دیونایک اور سیوچل نایک سے اڑوادیا جوپر کی کے سردار تھے۔ اور جب وہ مغلوب ہوئے تو بذات خود مقابلہ پر آگئے اور باہم طرفین کے سردارون کے لڑائیان ہوئین اور ۹۸۱ھ مین میر امیر شاہ کی سعی سے کوندبیر کا قلعہ مفتوح ہوا اور اسکے بعد امیر زنبیل کی سعی نمایان سے ولایت ناکادی اور کاکنی اور کلکور سلطان کا ملک سورہ تی جو شہزادہ سلیمان قلی کے عہد سلطنت مین عادلشاہیون کی طرف منتقل ہوگیا تھا واپس آگیا۔ سلطان نہایت ضابط مزاج اور ہوشیار طبع اور سخاوت شعار اور متین تھا مگر کمال جابر وجابر آزار رسان ادنی جرم پر بندگان خدا کو نہایت سخت سزا دیتا تھا اکثر حکم دیا کرتا تھا کہ مجرمون کے پاؤن کے ناخون تازیانے کی ضرب سے سر انگلیون کے مفصل سے جدا کرکے ہمارے روبرو کسی ظرف مین لارکھین تاکہ اُس سے اطمینان ہوجائے۔ مشہور ہے کہ اسکے عہد مین رہزنون وچورون کا وجود ایسا معدوم ہوگیا تھا کہ تجار و بالدار بے قافلہ اور رفیق کے شب و روز آمد و رفت کرتے تھے مگر کسی قسم کا اندیشہ و خطر اُنکو در پیش نہین آتا تھا۔ اس فرمانروا نے تپ محرقہ کے عارضہ سے پنجشنبہ کے روز ۲۱۔ ربیع الثانی ۹۸۹ھ مین راستہ آخرت کا لیا اُسنے ۳۰ سال ۹ ماہ حکمرانی کی اور ۱۵ سال کی عمر ہوئی اور حوض حسین ساغر اور کٹورہ کنکور اور کٹورہ بدویل اور ابراہیم باغ اُسیکے زمانہ مین عدم سے جلوہ ظہور مین آئے ہین۔ اور اُسکے ۱۹ بیٹے ہوئے تھے اُنمین سے چھہ بیٹے اور تیرہ بیٹیان حد بلوغ کو پہنچے +

محمد قلی قطب شاہ کا بیان

محمد قلی قطب شاہ اپنے باپ کے بعد تخت سلطنت پر جانشین ہوکر بلا اختلاف ارباب تواریخ کے مرتضی نظام شاہ کی لشکر کیلئے قلعہ نلدرک کی طرف متوجہ ہوا اور وہان پہنچکر اُسکے برجون جو مثل سد یاجوج کے مستحکم تھے مثل خانۂ عنکبوت کے مشبک و مفروج کردیا وہان محافظین نے جو ابراہیم عادلشاہ کی طرف سے

ستعین تھے جب اپنے ولی نعمت کو اس امر سے اطلاع دی اُسنے نامہ و پیغام سے اظہار محبت و یکجہتی کا کیا تب اُس سرزمین کے باشندون کا تزلزل رفع ہوا۔ سلطان نے بپاس خاطر اُسکے محاصرہ ترک کرکے زمام عزیمت طرف مستقر دارالخلافت کے پہیری اور دولت سرا مین داخل ہونیکے بعد ایک مہینہ تک لوازم شادمانی کے بجا لاکر میر امیر شاہ کی بیٹی کو اپنے حبالہ نکاح مین لایا بعض کا یہ قول ہے کہ شاہ مردان کی تکلیف و ترغیب سے سلطان بسبب ظہور اتحاد اور اخلاص نظام شاہ کے سید مرتضی سبزواری کی مدد و کمک کیلئے دارالخلافت سے کوچ فرماکر شاہ درک کے قلعہ پر آیا اور اُسکو فتح کرکے بیجاپور کے مسخر کرنے کی طرف توجہ فرمائی وہان بر نظام شاہ و قطب شاہ کے لشکریون نے اکثر لوہ شکنی کرین چونکہ بادشاہیون کا رہا لہدا قطب شاہ حوالی حسن آباد سے عادلشاہ کی مملکت سے دست بردار ہوکر اپنے چند مقربون و ہمنشینون کے ساتھ بہت جلد دارالسلطنت گولکنڈہ مین تشریف فرما ہوا اور مرزا اصفہانی کی لڑکی کہ وہ امیر جملہ ابراہیم قطب شاہ کا تھا اپنے نکاح مین لایا اور سنہ ۹۹۵ مین اپنی ہمشیرہ عینی کو جشن وطوی کرکے ابوالمظفر ابراہیم عادلشاہ کیلئے بیجاپور روانہ کیا۔ واضح ہو کہ سنہ جلوس کے دسوین سال سلطان ایک عورت فاحشہ مسمات بھاگمتی پر عاشق ہوگیا نہایت فریفتہ ہوکر اسکو ایسا ذی اقتدار بنایا کہ ہزار سوار اُسکے ملازم سرکار تھے اور وہ بطریق امرای کبار کے دربار مین آیا جایا کرتی تھی اور انہین ایام مین آب و ہوا کے خراب ہونیکے سبب سے مقام گولکنڈہ سے خلقت نہایت متنفر اور اندوہناک ہوگئی تھی وہان سے سہ کوس پر ایک صحرا نہایت عمدہ تھا اور وہانکی آب و ہوا بھی بندگان خدا کے موافق تھی وہان ایک شہر عظیم کی بنا ڈالکر اُسی کو اپنا دارالحکومت مقرر کیا اور اُسکا نام بھاگ نگر اُسی فاحشہ مذکور کے نام پر رکھا جب وہ مرگئی تو پشیمان ہوکر اُسکا نام حیدرآباد رکھا۔ اگرچہ عرصہ تک اُسکا پہلا نام مخلوق کی زبان پر جاری رہا لیکن اب وہ شہر تمام ہفت اقلیم مین حیدرآباد دکن کے ساتھ مشہور د

معروف ہے اُسکا دور اُس زمانہ مین پانچ کوس کا تہا۔ اور ۱۴ ہزار دوکانین اور ۱۲ ہزار مکانات تہے اور ۱۴ ہزار کی جمعیت رہتی تہی اُسکی تعمیر کے بعد وسط شہر مین اس بادشاہ جمجاہ کے حسب الحکم معماران چابکدست نے چار طاق نہایت بلند تیار کرکے اُسکی چہت کو چونہ و پتہر سے بستہ کیا اور اُسکے چارون گوشون پر چار منار نہایت مضبوط مرتفع تیار کرکے اُنمین سے ہر ایک مینار مین حجرے طالبعلمونکے لئے اور ہر طاق کے مقابل راستہ اور بازار طویل و عریض آراستہ اور درست کیا جانب غربی کے گولکنڈہ تک اور شرقی کی طرف قلعہ سلطان نگر تک اور شمال کی طرف دامن کوہ تک اور جانب جنوبی مین چشمہ کوہسار تک۔ اُسکے متصل ایک جامع مسجد اور مسجد موصوف کے پہلو مین حمام اور علاوہ اسکے دار الشفا وغیرہ کی بہی بنیاد اُسی نے ڈالی ہے اُسکے بعد ہر ایک کا خرچ سرکار سے مقرر ہوا عمارات مذکورہ کے فارغ ہونیکے بعد ایک درگاہ کہ جسکا طول ہزار گز کا اور عرض بہی اسی قدر قرار دیکر ہر نشان کے وسط مین ایک کمان تیار ہوئی کہ جسکو سب چار کمان کہتے ہین اور دولتخانہ کا دروازہ طاق شرقی مقرر کیا گیا اور طاق غربی دروازہ نقار خانہ کا دروازہ مقرر کیا گیا اور اُسکے اندر نہایت کلان کلان محل تیار ہوے کسی کا نام لعل محل اور کسی کا نام چندن محل اور لکن محل اور داد محل مقرر کیا گیا کہ وہ مقام اُسکے عدل و داد کا تہا اور اسکے علاوہ چونکہ سلطان کو عمارت کا نہایت شوق تہا لہذا اُسنے ایک ندی محل رود موسیٰ کے کنارہ پر اور ایک عمارت بنات گہاٹ پر دولتخانہ کی جانب شمال اور محمدی باغ اور خداداد محل کہ اُسکے سات ستون تہے اور باغ محمد شاہی عمارت کوہ طور دولتخانہ کی جانب جنوب مین اور جنان محل اور جامع مسجدین دیہات اور قصبات مین بنائین مدرسہ خانقاہین اور دار الشفائین حمام خانہ اُسکے مختلف زمانہ مین تعمیر ہوئے ہین مورخین باتمکین بیان کرتے ہین کہ عمارات مذکور الصدر کے تعمیر ہونے مین ستر لاکہہ ہون صرف ہوئے ہین سمرقوم ہے کہ قلعہ موسل مجر اکہہ اور حصار نند پال اور کنکو

اورکندہی کوشہ لسی سلطان نے فتح کیا ہے اور اسکے سوا ولایت دیگ کہ کسی بادشاہ اہل اسلام کو اسکی تسخیر میسر نہوئی تہی فتح کیا ہے اور علاوہ اسکے بہت سے ملکون کو اپنے قبضہ تصرف مین لایا ہے اور وہان کے حاکم کو کہ جسکا نام بابا ندرتہا بہت عاجز کیا علاوہ اسکے بہت سی مرتبہ کفار کو مغلوب کیا اور جسنے اُس سے سرکشی کی اُسکو بہی اسنے سزای معقول دی اور بہت سے بتخانہ کو اسنے مسمار کیا ہے - اور اہل تاریخ نے بیان کیا ہے کہ ۱۰۱۶ھ مین اپنی دختر حیات بیگم کو اپنے بہتیجے سلطان محمد خلف محمد امین کے حبالہ نکاح مین دیکر سونپ دیا -

اسی بادشاہ کے عہد مین ۱۰۱۸ھ مین ایک عجب قصہ غریب کا ظہور مین آیا اُسکی وجہ یہ ہی کہ ایک جماعت فحول ہرزہ کار دنگی کہ ولایت آگرہ اور لاہور سے حیدرآباد مین داخل ہوئی تہی محل اور عمارات بادشاہی کے دیکہنے کی غرض سے بنات گہاٹ کے اوپر کہ بے اجازت کے آشنا اور بیگانہ کو اُسکے اندر جانیکا حکم نہ تہا - رات کے وقت چاندنی کے ایام مین شراب کے نشہ مین مع طوائف رام شکر او رمغنیون کے گہاٹ پر چڑہے اور دروازہ کا قفل توڑکر بادشاہی محل مین داخل ہوئے اور محفل شراب کی آراستہ کی ہر چند کہ نگہبانون نے ممانعت کی لیکن کسی نے نہ مانا بلکہ اُسکی اذیت کے درپی ہوئے یہ کیفیت فوراً حضور مین بادشاہ کے پیش کیگئی سلطان نے خفا ہوکر علی آقا کوتوال سے فرمایا کہ تمام مسافرون اور مغلیون کو شہر بدر کرو پس سزنوبت اور پیادون نے کوچہ اور بازار کی طرف متوجہ ہوکر سوداگرون اور پردیسیون کو پکڑکر قید کرنا شروع کیا اسمین غوغای تمام برانگیختہ ہوا اور شہرت ہوئی کہ غریبون کے قتل کا حکم دیا گیا ہے دکن کے بیباکون نے ہاتہ ظلم کا دراز کیا اور سوداگرون کا تمام مال واسباب لوٹ لیا اور غارتگری سے تجاوز کرکر قتل کرنا شروع کیا ارباب تاریخ نے لکہا ہے کہ نیم ساعت نجومی مین قریب سو غریبون کے مارگیے ازان بعد سلطان نے جب یہ سنا تو برہم ہوا اُن شخصون کی سیاست کے واسطے جو اس فتنہ وفساد کے باعث تہے دریافت کرکے اُس زور

بعض کو حکم قتل کا دیا اور بعضونکی کھال نکلوائی اور بعضون کو ہاتھی کے پاؤنمین بندہوایا اور مال و اسباب جسن کسی کا جو تہا وہ واپس دلوایا چو از قومی یکے بیدالنشی کرد + نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را + واضح ہو کہ سلطان رحیم کریم اور سخی شخص تہا اور اُسکو پاس قرابت وصلہ رحم بے انتہا تہا چنانچہ اپنی سلطنت مین اپنے بہائیون کو مسند عزت پر متمکن کر کے انیس و جلیس اپنا کیا تہا۔ اور ہمیشہ اُنسے بیدغدغہ ملتا تہا اور وہ بہی اس امر کو فوز عظیم جانکر کمال اخلاص و یکجہتی سے برادر بزرگ کے پاس رہتے تہے اور ہرگز ہرگز ۰ہ سال کی مدت تک کسی طرح کا غبار بادشاہ کے دل پر اُنکی طرف سے نہ بیٹہا الحمد للہ کہ یہی وہ عطیہ الٰہی ہے کہ ہر ایک اہل دول مین سے کسی کو میسر نہین ہوتا اور شاہ عباس بادشاہ ایران نے اس لڑکی کی اپنے لڑکے کیلئے خواستگاری کی تہی یہ امر بہی اسکے ہمسرونمین موجب عزت کا ہوا تہا اور منجملہ اُسکے اوصاف کے ایک یہ ہے کہ عہد سلطنت مین اسنے کسی کا قتل نہ کیا تہا باوجود اسکے کسی کو طاقت قتل نہ تہی۔ یہ غزل ماتحت اُسکے تصنیفات اُسکی تصنیف سے ہے ؎ با شمع مگو گرمی دیوانہ خودرا + کاتش زند از رشک تو پروانہ خودرا + ہوش و خرد از پای درافتند چو مستان + چون سر بکشی نرگس مستانہ خودرا + مستان محبت بدو عالم نہ فروشند + + کیفیت تہ جرعہ پیمانہ خودرا + با یار تو عاشق نہ کشد منت خورشید + بستیم در و روزنہ خانہ خودرا + ای قطب شہ آخر رہ مردان رہ عشق است + مردانہ ہمین رہ رو مردانہ خودرا + معلوم کرنا چاہیے کہ سلطان کی جب اجل موعود آن پہنچی آ دو روز مین مرض ایسا قوی ہو گیا کہ مزاج مین اُسکے نہایت ضعف پیدا ہوا پس ہفتہ کے روز ۷ ار ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ھ مین روانہ عالم بقا کا ہوا پس اُسکی لاش کو لنگر فیض اثر کے اندر قلعہ گولکنڈہ کے متصل اُسکے بزرگون کے پہلو مین دفن کیا اُسنے ۴۹ سال کی عمر پائی ہے اور باعتبار شمار کے اُسکی مدت سلطنت بتیس ۳۲ سال ۷ ماہ ہین اور موافق استماع اُسکی مرقد کے ۳۱ سال ہین لیکن قطب شاہیونکی تاریخ کی لکہا ہے ۳۳ سال ہوتے ہین

سلطان محمد قطب شاہ کا بیان

سلطان محمد قطب شاہ کی عمر اکیس برس کی تہی کہ اُسکے عم بزرگوار کی وفات کا واقعہ جانکاہ پیش آیا لوگون کو اُسکے انتقال کا بڑا صدمہ ہوا اور میر محمد مومن استرآبادی جو اس سلطنت کے ارکین مین سے ہین اور بلدۂ شاہی کے قریب دائرہ پر جو ایک بڑا میدان ہے انہین کی زمین ہے انہون نے اُسکو قبرستان کیلئے وقف کر دیا ہے یہ میر محمد مومن فوراً بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوئے اور موافق وصیت خاقان مرحوم و مغفور کے سلطان جوان بخت جوان سال کو تخت شاہی پر بٹھایا اور خلقت کو امن و امان حاصل ہوا اور سبنے اطاعت قبول کی۔ سلطان نزدیک و دور مثل ابراہیم عادلشاہ اور مرتضیٰ نظام شاہ اور ابو النصر شاہ عباس والی ایران نے اسکی تہنیت مین قاصد روانہ کئے۔ واضح ہو کہ جب اخبار نویسون نے حسین بیگ فتحی باشی شاہ عالم شاہ ایران کے سفیر کی سرحد پر پہنچنے کی خبر جو تہنیت اور تعزیت کیلئے آیا تہا محمد قطب شاہ کو پہنچائی تو سلطان موصوف نے خوانین مین سے ایک معزز شخص کو سفیر کے استقبال کیلئے روانہ کیا اور جب وہ دار السلطنت مین داخل ہوا تو بتاریخ دارجب سنہ ۱۰۲۳ھ کو قلعہ محمد نگر مین شرف خدمت حاصل کیا سفیر مذکور نے حضرت سلطان کی خدمت مین کمال محبت اور اتحاد کا اظہار کرنیکے بعد مکتوب محبت اسلوب اور ایک تاج مرصع اور کمر شمشیر اور کمر خنجر مکلل اور پچاس گہوڑے اور اسکے علاوہ بہت تحایف شاہانہ پیشکش کیے اور سلطان نے اُسکے اور اُسکے آدمیونکے ساتھہ سلوک اور شفقت شاہانہ مبذول فرما کر سرفراز فرمایا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان مذکور کو آبادی اور عمارات کی تعمیر کرانیکی طرف زیادہ تر توجہ رہتی تہی اسواسطے حکم دیا کہ دار السلطنت حیدرآباد مین ایک اور جامع مسجد عظیم الشان علاوہ پہلی جامع مسجد کی تیار کیجائے سلطان کے حسب الحکم مسجد جامع کی تعمیر شروع ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سلطان کے عہد مین قریب بیس ہزار ہون کے اُس مسجد کی تعمیر مین صرف ہو چکے تہے مگر وہ اتمام کو نہین پہنچی تہی

کہ سلطان موصوف نے انتقال کیا اُسکے بعد سلطان عبداللہ اور سلطان ابوالحسن تاناشاہ کے زمانہ مین انجام کو پہنچی مگر تاہم کسی قدر کام اُسمین باقی رہگیا تہا وہ کام بہی سلطان غازی عالمگیر کے عہد مین ۱۱۰۴ھ کے اندر پورا ہوگیا۔ فی الواقع یہ ایک نہایت عالیشان اور پر فضا مسجد ہے اِس وجہ سے اور سے وہ مطبوع خلایق ہے اور خود بخود اسکا نام مکہ مسجد خلق کی زبان پر جاری ہوگیا ہے اور اسکے علاوہ قصبہ سلطان پور جو لنگر فیض اثر گولکنڈہ کے حوالی مین واقع ہے اور سوا اسکے اور باغ اور مکانات میدان دربار اور دوکاکین چار بازار چارمنارے سلطان کے مخترعات سے ہے اور بلدہ سے دو کوس پر ایک شہر کی طرح ڈالی اور اُسکا نام سلطان نگر رکہا اور دو قلعے نہایت مستحکم اُسکے اندر تعمیر کرائے۔ کہتے ہین کہ اسکے سوا سلطان موصوف علوم عقلی اور نقلی کا جامع تہا اور نہایت ذکی اور شاعر بے بدل تہا اُسنے اپنا تخلص ظل اللہ رکہا ایک شعر اُسکا یہ ہے ؎ یارب چہ برتری تو ز وصف لسان ما ❊ پنہان شدہ ز شرم زبان در دہان ما ❊ سخاوت اور شجاعت اور تدبر اسکا شعار تہا اور قرآن کا شایق اور تہجد گزار اور پرہیزگار آدمی تہا ۱۰۳۵ھ ہجری مین اس عالم سے انتقال کیا چونتیس سال ایک مہینہ ایکدن اسکی عمر ہوئی اور مدت سلطنت اسکی چودہ سال ۵ مہینے ۲۶ روز ہے اُسکی رحلت کا مادہ تاریخ کسی نے یہ بیان کیا ہے ع حشرش ۱۰۳۵ بہ علی بن ابی طالب باد ❊

سلطان عبداللہ قطب شاہ کا بیان

جسوقت سلطان عبداللہ قطب شاہ تخت سلطنت پر بیٹہا ہے تو اُسوقت سلطان کی عمر گیارہ برس پانچ مہینے گیارہ دن کی تہی سلطان محمد قطب شاہ اُسکے باپ کے مرتے ہی منصور خان حبشی اور ملک الماس اور ملک یوسف اور ملک عنبر نے جو سلطنت کے رکن رکین تہے شہر کے اوباش کا فساد کے اندیشہ سے

کوچہ و بازار کا انتظام کر کے سلطان مذکور کو قصر محمدی محل کی شہ نشین مین بموجب وصیت شاہ مرحوم کے تخت سلطنت پر قایم کیا اور تمام ملازمین محلات اطاعت بجالائے شعرا نے مادۂ تاریخ پیش کیا ؎ فرزین شد جہانے از جلوس شاہ عبداللہ. **دیگر** شد شاہ دکن قطب زمان عبداللہ + اسکے بعد خلقت کا رنج و الم زایل ہوا اور ہر ایک کے دل کی پریشانی جاتی رہی رعیت مین امن و امان ہوگیا - واضح ہو کہ ۱۰۳۷ھ مین والی ہندوستان یعنی شاہ جہان بادشاہ نے واسطے مدافعت خان جہان کے دار السلطنت آگرہ سے قصد کر کے اول برہانپور کو اپنے شرف قدوم سے مشرف کیا اور سلطان موصوف کے اتحاد و اخلاص پر خیال کر کے شیخ محی الدین نامہ عطوفت شمامہ مع چند تحائف کے دیگر روانہ فرمایا سفیر مذکور دہانسے روانہ ہو کر دکن پہنچا مدتک موصوف اسوقت شہر سے وہین تشریف رکھتے تھے سلطان اُسکے ساتھہ اخلاق سلطانی سے پیش آئے اور پچاس راس گھوڑے اور دس زنجیر فیل اور ایک لاکھہ پچاس ہزار ہون نقد عنایت فرمائے اور چونکہ سلطان مغفور کے عہد سے شاہ ایران کے ساتھہ دوستی اور ارتباط کی بنیاد مستحکم ہو رہی تھی اسلئے سلطان موصوف نے جلوس کے بعد خیرات خان کو ایک مکتوب محبت اسلوب اور بہت سا نفیس اسباب و سامان دیگر ایران کو روانہ کیا بیان کیا جاتا ہے کہ خیرات خان ہنوز وہان نہ پہنچا تھا کہ شاہ عباس نے انتقال کیا اور بادشاہ جوان بخت شاہ صفی بہادر خان اُسکا جانشین ہوا صفی بہادر خان نے سفیر مذکور کے بہت تعظیم و تکریم کی اور الطاف خسروانہ سے پیش آیا لکھا ہے کہ اس سلطان کے عہد مین سنہ ۱۰۴۰ ہجری کو دار السلطنت حیدر آباد مین کمی بارش کی وجہ سے انتہا درجہ کا قحط ہوا سلطان موصوف نے اُسوقت مین خلق کی پرورش مین جہانتک ہو سکا دریغ نہ کی پھر بیان کیا جاتا ہے کہ اس قحط کے چار مہینے تک متواتر ایسا مینہ برسا کہ رود موسیٰ کا پانی پل کے اوپر ہو کر گذر گیا اور شہر کے اندر پانی آگیا اُس زمانہ کے سن رسیدہ

لوگ بیان کرتے ہین کہ ہماری یاد مین اس ندی کو اس درجہ طغیانی کبھی نہین ہوئی مورخین بیان کرتے ہین کہ چوتھی شعبان ۱۰۶۰ھ مین سلطان نے اپنی ہمشیرہ مکرمہ کو مع سامان جہیز کے جسکی قیمت پانچ لاکھ ہون تہی محمد عادلشاہ کے ساتھ عقد نکاح کی غرض سے حیدرآباد سے روانہ کیا واضح ہو کہ سلطان مذکور عادل اور فیاض اور نہایت دیندار اور قدردان آدمی تہا اُسکے عہد سلطنت مین مختلف ملکون کے علماء اور فضلاء اور اہل ہنر حیدرآباد مین جمع ہوگئے اور بہت سی کتابین علوم اور فنون کی اُسکے وقت مین تصنیف اور تالیف ہوگئین چنانچہ برہان قاطع جو لغات فارسی کی تحقیقات مین ایک معتبر کتاب ہے اُسیکے وقت مین تالیف ہوئی واضح ہو کہ محمد سعید میر جملہ المخاطب بہ خان خانان اُسیکے ملازمین اور تربیت یافتہ مین سے تہا اُسکے وقت مین یہ شخص ذی اقتدار اور صاحب منصب تہا اُسنے سلطان موصوف کی ملازمت سے انحراف کرکے شاہجہان بادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور انحراف کا سبب یہ تہا کہ عالمگیر کے فرزند اکبر سلطان محمد نے جب حیدرآباد پر حسب الارشاد پدر بزرگوار کے فوجکشی کی تو ایک جنگ عظیم واقع ہوئی اور حیدرآباد قبضہ سے نکل گیا اُسکے بعد سلطان عبداللہ نے سنوات ماضیہ کے پیشکش اور ایک اپنی لڑکی دس لاکھ روپیہ کا جہیز دیکر شہزادے کے نکاح مین دی اور اسطرح صلح ہوگئی اور اپنے ملک کو بچا لیا اُسکے بعد میر مذکور نے ۱۰۶۷ھ مین اس فتوح کی شہرت ہندوستان کی جانب سے معظم خان کے خطاب سے مشرف ہوا اُسکے بعد جلوس عالمگیر کے تیرہوین سال مین اُسکو خان خانان کا خطاب ملا اس شہر مین ایک تالاب ہے لوگ اُسکو میر جملہ کا تالاب کہتے ہین یہ تالاب شہر کی جانب مشرق مین متصل فصیل کے واقع ہے وہ اُسیکے باقیات صالحات مین سے ہے بیان کیا جاتا ہے کہ سلطان موصوف کے کوئی فرزند نہ تہا مگر تین بیٹیان اُسمین سے ایک بیٹی محمد سلطان پسر عالمگیر کے نکاح مین آئی اور

اسکی وجہ آگے بیان کیجائیگی دوسری بیٹی سید احمد کے نکاح مین آئی جو سادات او فضلاء عرب سے تھے تیسری ابوالحسن کے نکاح مین آئی جو سلطان کا اون کی طرف سے قریب کا رشتہ دار تھا سلطان موصوف عشرہ محرم مین جناب سید الشہدا کے رنج والم مین مصروف رہتا تھا اور اہل تشیع کے دستور کے موافق علم وغیرہ اور مرثیہ خوانی اور تعزیہ داری کرتا تھا اور گوشت اور پان وغیرہ کا استعمال اُن ایام مین نہ کیا کرتا تھا اور سیاہ لباس پہنتا اور برہنہ پا عاشورہ کے دن علمون کے ساتھ جاتا اور گیارہ دن تک ممالک محروسہ مین نوبت موقوف ہوجاتی تھی سنہ ۱۰۸۳ ہجری مین محرم کی تیسری تاریخ اس دار فانی سے انتقال کیا اور ساٹھہ برس کی عمر پائی مدت سلطنت اسکی سینتالیس سال آٹھہ ماہ ہے +

سلطان ابوالحسن قطب شاہ کا بیان

سلطان ابوالحسن قطب شاہ عرف تاناشاہ جو عبداللہ قطب شاہ کا داماد تھا قطب شاہ کے بعد باعانت سید مرتضی اور مادنا اونیکنا کے جو سید موصوف کے پیشکار تھے تخت شاہی پر جلوس کیا اور سید مرتضی کو اپنا وزیر بنایا چند عرصہ کے بعد وزیر کو طمع پیدا ہوئی کہ بادشاہ کو اپنا مطیع کرلے بادشاہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی اور بتدریج مادنا کو جو پیشکار مستقل تھا اور مدار اپنا کرکے سید موصوف سے قلمدان وزارت لیکر برہمن مذکور کے حوالہ کیا اور اس وزیر کے عہد مین اسلام کو ضعف ہوگیا اور شہر کے باہر چند تھانے اسنے تعمیر کرائے جب تہوار کا روز آیا تو اس بدبخت نے وہان جاکر اہل اسلام کے شرفا اور سادات کی اہانت کی اُسکے ہمراہی اس حرکت سے بہت ناراض ہوئے اور اسی وقت سے اس خاندان کی نیکنامی کا سلسلہ ٹوٹ گیا اور اس بداعمالی کی شامت مین وزیر اور خود بادشاہ گرفتار ہوئے یعنی چند روز مین رایات عالمگیری ملک دکن مین آگئی اور سب سے پہلے بیجاپور کی فتح مدنظر ہوئی جب اس مہم کو طول ہوگیا تو بادشاہ سلامت نے وہان سے شولہ پور آکر قیام فرمایا اور وہان

ابوالحسن کا ایک خط اپنے حاجب کے نام سے جو لشکر مین تہا بجنسہ بادشاہ کی نظر سے گذرا اُسکا مضمون یہ تہا کہ ہم بزرگی کا پاس کرتے مین مگر چونکہ اب انہون نے سکندر کو یتیم جانکر بیجاپور کا محاصرہ کیا ہے اسلئے ضرور ہوا کہ ہم اُسکی کمک کو فوج روانہ کرین اور آپ بہی ہمسے ستعد پیکار ہون اور پہر دیکہین کہ جناب کس کس سے مقابلہ کرتے ہین اس پرچہ کو دیکہ کر غضب سلطانی جوش مین آگیا اور شاہزادہ شاہ عالم بہادر کو خان جہان کوکلاش سمیت گوشمالی کیلئے مامور فرمایا اگرچہ ابوالحسن کے سپہ سالارون نے شاہزادہ کا استقبال کیا اور نہایت بہادری کام مین آئے مگر دمبدم شاہزادہ کو غلبہ ہوتا رہا آخرکار حیدرآباد کو غارت کر ڈالا اور شہر والون کے ننگ و ناموس خراب ہوئے شہر مین غدر عظیم برپا ہوگیا بدمعاش لوگون نے اُسوقت کو غنیمت سمجہا اور شہر کو خوب لوٹا ابوالحسن قلعہ مین گہس گیا اور دروازہ بند کر لیا مگر تاہم بعد فتح بیجاپور کے بادشاہ سلامت خود تشریف لائے اور جدال و قتال کا بازار گرم ہوا ہرچند اہل قلعہ نے اپنی محنت مین کوتاہی نہین کی اور خوب بہادری سے کام لیا مگر آخرکار عالمگیر کو فتح ہوئی چنانچہ مفصل حال اُسکا دفتر اول مین بیان ہوچکا ہے اور دکن کی بادشاہت آخر ماہ ذیقعدہ ١٠٩٨ھ مین قطب شاہیون کے قبضۂ اقتدار سے نکلگئی اور قطب شاہ قید ہوا اور وزیر بدبخت کا سر کاٹا گیا نعمت خان عالی نے اس فتح کی تاریخ جو عالمگیر کی خدمت مین مشتمل بر صنعت تدخلہ اور تخرجہ پیش کی ہے وہ یہ قطعہ ہے **قطعہ** ابوالحسن داشت جا بچار محل ÷ گرد بیرون ازان مکان تقدیر ÷ چون برون رفت ازبجاش نشست ÷ شاہ اورنگ زیب عالمگیر ÷ لکہا ہے کہ سلطان قطب شاہ دولت آباد کے قلعہ مین چودہ برس بند رہا آخرکار ١١١١ھ ہجری مین اسہال کبدی کی بیماری سے انتقال کیا واضح ہو کہ تاناشاہ کے وہان ایک لڑکا پیدا ہوا تہا جس کو بندی سلطان کہتے تہے ارباب سیر کو اُسکا کچہہ انجام نہ معلوم ہوا سلطان نے رود موسیٰ کے کنارہ پر

چار محل اور ایک محل کچھ فاصلہ پر اپنے وقت مین تیار کرائے تھے اب انقلاب زمانہ سے وہ منہدم ہو گئے ہین سلطان ابو الحسن کی مدت سلطنت بموجب شمار چند دبرس تین مہینے ہین مشہور ہے کہ سلطان مرحوم نے چودہ برس ایام طفلی مین صرف کئے اور چودہ برس تحصیل علوم مین اور چودہ برس اپنے مرشد کی خدمت مین رہے اُنکے مرشد کا نام شاہ راجو تھا قدس سرّہ اور چودہ سال سلطنت کی اور چودہ سال قید رہا اس حساب سے اُسکی عمر ستر سال کی ہوئی الحاصل سلطان قلی قطب شاہ سے لیکر سلطان ابو الحسن تانا شاہ تک سات شخصون نے ایک سو اسی برس تک تلنگانہ مین فرمانروائی کی اسکے بعد اطراف دکن مین کوئی مستقل حاکم نہ رہا اور یہ تمام مملکت ہندوستان کے ملحقات مین ہو گئی جاننا چاہیے کہ ایک شخص عبد الرزاق متوطن لاہور سلطان ابو الحسن کے ملازمین سے تھا جب اُسکو معلوم ہوا کہ قلعہ کا دروازہ کھل گیا اور عالمگیر کی فوج قلعہ مین گُھس پڑی تو اُسنے کمر اور زین کا بھی انتظار نہ کیا اور فوراً بمقتضای اپنے جوہر ذاتی کے ڈہال تلوار لیکر اور بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہو کر مع دس بارہ آدمیون کے شاہی فوج کے مقابلہ پر آ گیا اور پریشانی مین اُسکے ہمراہی اُس سے جدا ہو گئے مگر وہ بدستور بصفت ہاتھ پیر مارتا تھا اور کہتا تھا کہ جب تک دم مین دم ہے ابو الحسن پر قربان ہونگا اور برابر قدم آگے بڑہاتا تھا اور تلوار چلاتا تھا اور اپنے حریف کو جواب دیتا تھا حتی کہ سر سے پیر تک زخمون مین چور ہو گیا چونکہ اُسکی قضا اُسوقت نہین تھی برابر لڑتا ہوا قلعہ کے دروازہ تک پہنچ گیا اُسکے زخمی ہونیکا حال اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ طرف اُسکے مُنہ پر بارہ زخم آئے تھے اور پیشانی کا چمڑا کٹ کر آنکھون پر آ پڑا تھا بلکہ ایک آنکھ بھی ندارد ہو گئی تھی اُسوقت اُسکا بدن سب بے قابو ہو گیا تھا اور گھوڑے کی لگام ہاتھ سے چھوڑ دی مگر حتی الامکان اپنے بدن کو سنبھالے رہا گھوڑے نے اُسکو ایک درخت کے نیچے پہنچا دیا سبحان اللہ کیا بہادر شخص تھا جب سرکار عالمگیر کے متصدی ضبط اور تفحص اموال ابو الحسن اور عمائد سے فارغ ہوئے تو کسی شخص نے

عبدالرزاق کو اُسی حالت مین کہ اُسکو کچھ خبر نہین تھی اور کچھ رمق جان کی باقی تھی روح اللہ خان کے پاس اُٹھا لایا صف شکن خان نے اُسکو پہچان لیا اور قریب تھا کہ سر تن سے جدا کر لے مگر روح اللہ خان نے اس ارادہ سے اُسکو باز رکھا اور حقیقت حال کا اظہار کیا گیا خلد مکان نے اُسکی جرأت اور نمک حلالی کا خیال کر کے حکم دیا کہ جلد اُسکا علاج کرین اور زخمون کے شمار کرنے سے اُسکے بدن پر ستر زخم بر آمد ہوئے سرکار کی طرف سے علاج کے بارہ مین تاکید ہوئی جراحون نے علاج شروع کیا اور جا بجا ٹانکے لگائے چونکہ زندگی باقی تھی تیرہ دن کے بعد اُسنے آنکھ کھولی بعد اسکے بادشاہ نے حکم دیا کہ اپنے دونون بیٹون کو یہان پہنچا دے کہ وہ مناصب شاہی سے سرفراز ہون اور اپنے باپ کی طرف سے عفو جرایم سے تسلیمات بجا لائین اُسنے لکنت زبان کے ساتھ آداب قدردانی بجا لا کے عرض کیا کہ ہنوز مجھکو زندگی کی امید نہین ہے اور اگر زندہ بھی رہا تو نکما ہون دست و پا سے معطل ہوا ہون اسلئے ملازمت کے مراتب ادا ہونے محال ہین اور اگر ملازمت بھی ہو سکی تو جس شخص کا گوشت پوست ابوالحسن کے نمک سے پرورش ہوا ہے عالمگیر کی نوکری نہین کر سکتا عالمگیر کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو ناخوش ہوئے مگر اُسپر آفرین کہی اور فرمایا کہ بعد صحت کے بلوالینگے اور جو کچھ اُسکا مال و اسباب تھا دلوا دیا مگر وہ شخص صحت کے بعد بھی عالمگیر کی اطاعت پر راضی نہ ہوا پس اُسکے قید کرنیکا حکم ہوا آغر خان فیروز جنگ بہادر نے اُسکی سفارش کی اور اُسکو بلا کر اپنے پاس رکھا اور چند روز مین ہموار کر کے سنہ ۱۱۰۳ ہجری مین منصب چار ہزاری اور تین ہزار سوار سے ملازمان بادشاہی مین داخل کیا اور سرکار عالی سے خان کا خطاب اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی عنایت ہوا اور فوجداری رہبری کی خدمت عطا ہوئی باوجود اس عنایات بیغایات کے اس یکسو شخص نے حج کے بہانہ سے رخصت لی اور اپنے وطن لار مین جا کر روپوش ہو گیا اسکے بعد فرمان طلب ہزار جوانون سے عبدالکریم کہ جو اُسکا بیٹا تھا دیکر روانہ کیا

اس اثنا مین خبر آئی کہ حسب الطلب شاہ ایران کے اپنے وطن سے روانہ ہوکر اثنا راہ مین وفات پائی بادشاہ نے اُسکے دو فرزندون کو جاگیرین دیکر اورنگ آباد مین رہنے کا حکم دیا فی الواقع نمک حلالی اور وفاداری کے یہی معنی ہین

ساتوان تذکرہ طرفداران سلاطین دہلی کے بیان مین

بہادر دل خان

سید بہادر دل خان سبزواری مخاطب بہ جان سپار خان بعد شکست ابو الحسن کے جو ایک ہزار اٹھانوے مین واقع ہوئی شاہ عالمگیر کی طرف سے حیدر آباد کا صوبہ دار ہوا چونکہ بہادر دل خان کو بھی تا انشاء کے ہمراہ دولت آباد کے قلعہ مین جانیکا حکم تہا اسلئے اُسکے واپس آنے تک روح اللہ خان میر بخشی نے اس ممالکت کا بندوبست کیا اور بہادر دل خان نے دم واپسین تک نہایت حسن عمل سے اپنی ولایت مین عمر گذاری آخر کار سنہ ۱۱۱۳ ہجری مین نیکنامی کے ساتھ اس جہان فانی سے روانہ ہوا۔

رستم دل خان کا بیان

رستم دل خان خلف جان سپار خان بعد انتقال اپنے باپ کے شاہزادہ کام بخش کی طرف سے حسب الارشاد بادشاہ کے حیدر آباد کا صوبہ دار ہوا اور بعد عالمگیر کے بعد رستم دل خان نے اپنی مآل اندیشی اور حسن انتظامی سے سپاہ بکثرت فراہم کیے اور مفسدون کی سرکوبی کرتا رہا اور ایک سال تک خود اپنی رای کے ساتھ حکومت کی اور جب کام بخش وہان آگیا تو ممالکت حیدر آباد اُسکے حوالہ کردی اسکے بعد ایک ہی ہفتہ مین شاہزادہ کو اسکے طرف سے بدگمانی پیدا ہوگئی اور مفسدین کے کہنے سننے سے بلا کسی قصور کے اُسکو قتل کرادیا۔

یوسف خان

بعد کشتہ ہونے کام بخش کے بہادر شاہ بادشاہ کی طرف سے یوسف خان حیدر آباد کا صوبہ دار ہوا بعد حصول اس

سرفرازی کے اُسنے یہ انتظام کیا کہ پاپڑا نامی متمرد جو اُس نواح مین بڑا مفسد تہا نہایت کوشش سے اُسکو گرفتار کرایا اور اُسکا بند بند جدا کراکر سر بہادر شاہ کے حضور مین روانہ کیا اور باقی اعضا اطراف وجوانب مین پہکوا دیے ؛

مبارزخان

فرخ سیر کے وقت مین مبارزخان حیدرآباد کا صوبہ دار ہوا لکہا ہے کہ جب مبارزخان حیدرآباد مین آیا ہے تو پل کے دروازہ سے آیا تہا اُسوقت حیدرآباد بعد اُس آبادی کے جو قطب شاہیونکے زمانہ مین تہی اس درجہ ویران ہوگیا تہا کہ پل کے دروازہ سے دارالامارت تک جو ایک بڑی مسافت ہے صرف تین دوکانین آباد تہین باقی تمام ویران و بے چراغ ہو رہی تہین مبارزخان نے زرخطیر صرف کرکے نہایت کوشش کے ساتہہ بارہ سال کے عرصہ مین از سرنو اُسکو آباد کیا اور اُن اطراف کے مفسدون کو سرنگون کرکے امن وامان قایم کیا جب حسین علیخان دکن کا صوبہ دار ہوا ہے تب بہی مبارزخان اُسکی طرف سے نایب تہا اپنی جگہہ پر بحال رہا یعنی جسوقت امیرالامرا دکن کی نظامت سے سرفراز ہوکر داخل خجستہ بنیاد ہوئے ہین تو مبارزخان نے آکر ملاقات کی امیرالامرا کو اُسکی صورت اور قیافہ سے دریافت ہوا کہ یہ لایق آدمی ہے تو اُسکے ساتہہ محبت اور سلوک سے پیش آئے اور مبارزخان کو عنایات شاہی سے سرفراز کرکے صوبہ کی طرف رخصت کردیا جب نواب آصفجاہ بہادر بنظر خیرخواہی محمدشاہ بادشاہ کے مالوہ سے ملک دکن مین وارد ہوئی تو مبارزخان نے اپنے مقام سے روانہ ہوکر اورنگ آباد پر آصفجاہ سے ملاقات کی جس سے مبارزخان کا اخلاص اور بہی مستحکم ہوگیا نواب آصفجاہ نے منصب ہفت ہزاری اور سات ہزار سوار اور عمادالملک کا خطاب مبارزخان کیلئے تجویز کیا۔ جب سادات مین سے کوئی نرہا اور وزارت کی خدمت نواب آصفجاہ سے متعلق ہوئی تو مبارزخان کے دلمین ہوا وہوس کا مادہ پیدا ہوا اور نواب موصوف کے ساتہہ اُسکو جو اتحاد تہا اُسکو فراموش کردیا اور فوج کا انتظام شروع کردیا اور خفیہ طور پر تمام دکن کی صوبہ داری

کی سند مزین بمہر شاہی تیار کرکے نواب آصفجاہ پر فوجکشی کی مگر قول مشہور ہے کہ ملع راسہ حرف ست وہ ہمہ تھی ✚ انا للہ بیت مر علماں راہی ۲۰ محرم کی دوسری تاریخ تاریخ ۱۱۳۰ ہجری مین قصبہ شکرکہیڑ کے قریب صوبہ برار سے چالیس کوس پر جنگ شروع کی اور نہایت دلاوری کے ساتھ آصفجاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ جاننا چاہیے کہ پیشتر حیدرآباد کی شہرپناہ نہین تھی جسنے حصار تیار کرائے وہ تو قتل ہوگیا اور آصفجاہ اُسکے متمم ہوئے ✚

تذکرہ ہشتم مین
نواب آصفجاہ اور اُنکی اولاد کا بیان ہے

نواب مغفرت مآب آصف جاہ نظام الملک بہادر طاب اللہ ثراہ اُنکا اصلی نام میر قمر الدینخان ہے آپکے آبای کرام ولایت توران مین مرجع خلایق رہے اُنکے اجداد کا سلسلہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس اللہ سرہ تک پہنچتا ہے اور شیخ بزرگوار کا نسب حضرت صدیق اکبر تک منتہی ہوتا ہے۔ نواب آصفجاہ کے پدر بزرگوار کا نام میر شہاب الدینخان المخاطب بہ غازی الدینخان بہادر فیروزجنگ ہے غازی الدینخان بہادر عالمگیر کے عہد مین سمرقند سے ہندوستان مین آئے اور گجرات مین وہ صوبہ رہے اور اُسی عام ۱۱۲۲ ہجری مین انتقال کیا اسی شہر کے باہر اجمیری دروازہ کے قریب اُنکی قبر ہے۔ اُنکے پردادا کا نام نواب عابد قلیخان ہے۔ نواب عابد قلیخان علی آباد مین پیدا ہوئے اور علی آباد سمرقند سے تین کوس کے فاصلہ واقع ہے شاہجہان کے آخر عہد مین یہ ہندوستان مین آئے تھے اُنکی والدہ ماجدہ سیدانی صحیح النسب میر حیدر کے صاحبزادی ہین جنکے نسب کا سلسلہ خاندان نبوت پر منتہی ہوتا ہے علی اہلہا الصلوۃ والسلام ✚ نواب عابد قلیخان نے زنبورک کے ضرب سے ۱۰۹۸ھ مین گولکنڈہ کے قلعہ مین انتقال کیا۔ حیدرآباد

سے تین کوس کے فاصلہ پرجانب شمال مغرب مین انکا مرقد ہے۔ نواب آصفجاہ کے نانا سعداللہ خان بہادر شاہجہان کے وزیراعظم تھے۔ نواب آصفجاہ بہادر ربیع الاول کی چودھوین تاریخ ۱۰۸۲ھ ہجری مین پیدا ہوئے اسم تاریخی انکا **نیکبخت** ہے ۱۱۰۲ھ ہجری مین چین قلیچ خان بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور ۱۱۱۶ھ ہجری مین کرناٹک کے فوجدار کئے گئے اور رستم دل خان کی تبدیلی ہوئی اور سوارون کا اضافہ ہوگیا اور پانچ لاکھ دام انعام دیا گیا اور ۱۱۱۷ھ ہجری مین بادشاہ دین پناہ عالمگیر نے ایک زمرد کی انگشتری جسپر چین قلیچ خان بہادر کا لفظ کندہ تھا عنایت فرمائی اس سے نواب کا رتبہ اور بھی زیادہ ہوگیا اور عالمگیر کی جب رحلت ہوگئی اور اعظم شاہ قتل ہوگئے تو نواب نے دکن سے دارالخلافت دہلی مین حاضر ہوکر بہادر شاہ کی خدمت مین شرف ملازمت حاصل کیا بہادر شاہ سلوک شاہانہ سے پیش آئے اور چھہ ہزاری منصب اور چھہ ہزار سوار کا حکم دیا اور خان دوران خان کا خطاب عطا کرکے اودھ کا صوبہ دار کیا اور لکھنؤ کی فوجداری اُنکے متعلق کی عبدالجلیل بلگرامی نے خان دوران بہادر کے لفظ مین اُنکی تاریخ نکالی اور ملاحظہ مین پیش کی۔ نواب مستطاب نے جب بہادر شاہ کی سلطنت مین عالمگیر کا طریق نہ دیکھا تو یہ بات اُسکے ناپسند ہوئی اور مناصب اور نوکری وغیرہ کو ترک کرکے شاہجہان آباد مین گوشہ نشینی اختیار کی مگر گاہ گاہ مشائخ کی خدمت سے مستفیض ہوا کرتے تھے بعد ازان معزالدین جہاندار شاہ نے اپنے عہد مین فرامین استمالت آئین روانہ کرکے اپنی شفقت کی طرف ترغیب دی مگر آصفجاہ نے اسی امر کو نہ قبول کیا لیکن چند عرصہ مین عمدۃ الملک نواب اسدخان بہادر نے کہہ سُنکر ملازمت کروائی اور فرخ سیر کے شروع زمانہ مین نواب حسن علیخان المخاطب بہ عبداللہ خان نواب مرحوم کے ساتھہ اسقدر اتحاد تھا کہ عبداللہ خان اکثر اوقات کہا کرتے تھے کہ ہم تین بھائی ہین سب سے بڑے نظام الملک ہین

اورین اور حسین علیخان دونون خُرد ہین ۔ واضح ہو کہ جب فرخ سیر اپنی مراد کو پہنچگئے اور زمانہ اُنکے موافق ہوا تو ہر ایک امیر کو حسب حیثیت امورات سلطنت اور اطراف وجوانب کی صوبہ داری سے سرفراز کیا چنانچہ داؤد خان پنی کو جو ذوالفقار خان کا نائب تہا اُنکو نیابت اور برہانپور کی صوبہ داری سے تبدیل کرکے احمد آباد گجرات کا اونکو صوبہ دار کیا اور مبارز خان کو اسکے دو ہفتہ قبل گجرات کا صوبہ دار کیا تہا اب اُنکو موقوف کرکے حیدرآباد کا صوبہ دار کیا اور گجرات کے بدلے جو نواب کے پدر والا قدر فیروز جنگ کے پاس تہا اُسکے عوض مین نواب کو برہانپور کا صوبہ دار اور کرناٹک کا فوجدار کیا اور سات ہزار کا منصب کیا اور سات ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا حکم دیا اور نظام الملک فتح جنگ کے خطاب سے سرفراز کیا اور مرہٹہ کے تسلط کا حال جب دوبارہ بادشاہ کو معلوم ہوا تو قطب الملک نے مہام دکن کا سرانجام کرکے نواب کے نام سے تجویز کرکے رخصت دلوائی عنایت آلہی سے نواب ممدوح نے انکا ایسا بندوبست کیا کہ سب لوگ رضامند ہوگئے اور شکر خدا تعالیٰ کا ادا کیا پس صوبہ دار دکن ضمیمہ بخشی گیری کے نام سے حسین علیخان کے امیر الامرا مقرر ہوئے اور وہ حضور سے اس طرف کو روانہ ہوئے نواب ممدوح نے حسب الطلب دار الخلافت مین حاضر ہوکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور جب بادشاہ سلامت تخت نشین ہوئے تو اُسوقت نواب ممدوح دہلی مین تہے اُنہون نے دربار کی آمدورفت موقوف رکہی سادات نے نواب ممدوح کیلئے سنبہل مرادآباد کی فوجداری کے عوض مالوہ کی صوبہ داری مقرر کی نواب ممدوح نے اس تقریب کو مناسب سمجہکر حضور سلطان سے اس طرف کنارہ کش ہوے اور چند روز کے بعد جب محمد شاہ کا وقت تہا فوج معقول تیار کرکے مستحکم ارادہ کے ساتھ ۱۱۳۲ھ مین سوار او پیادون کا بندوبست شروع کرنے کے بعد دکن کی طرف کوچ کیا پس یکم رجب کو دریای نربدا سے عبور کرکے قلعہ اسیر طالب خان کے قبضہ سے اور شہر برہانپور محمد نور خان کے قبضہ سے حکمت عملی کرکے نکال لیا

اور اپنا قبضہ اُسکے اوپر قایم کردیا حسین علیخان کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اُسکو پریشانی پیدا ہوئی اور مدافعت
کا سامان شروع کیا نواب مدوح کی ہیبت چونکہ نجیب تہی خدا تعالی نے اسکی مدد کی اور معاملہ برعکس ہوگیا یعنے
دلاور علیخان بخشی نے بعد جب نواب حسین علیخان کے کمال شوکت کے ساتھہ اپنے فرودگاہ سے کوچ کیا
اٹھارہ ہزار سوار کے ساتھہ دریای نربدا سے اوترکر نہایت سرعت کے ساتھہ موضع حسن پور پہہ کار تہنڈیا پر آیا
اور تیرہوین شعبان ۱۱۳۲ ہجری کو اثنای راہ نواب سے مقابلہ ہوا اور ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا بیان کیا جاتا
ہے کہ اُسکے دلاوروں نے نہایت دلاوری سے کام کیا ہر شخص اپنی بہادری مین بیخود تہا اور پر ان کے
لشکر مین ہراس گی اور پریشانی نمودار ہوئی نواب کو فکر پیدا ہوئی اُسوقت محمد ابوالخیر خان متوطن شکوہ آباد جسکو
سابق مین محمد شاہ بادشاہ نے خان کا خطاب اور منصب عالی دیا تہا اور اُسکے بعد نواب نے اُسکو مورد الطاف
وکرم کرکے دو ہزاری کا منصب اور پانصد سوار کے عہدے سے ممتاز کیا اور بیش قرار جاگیر عطا فرمائی چونکہ نواب
نے فرودگاہ سے کوچ کرتے وقت اپنا ردیف کیا تہا عرض کی کہ یہ کشش اور کوشش کا وقت ہے تامل اور
فکر کرنیکا وقت نہین ہے نواب نے خان موصوف کی طرف متوجہ ہوکر زبان فارسی مین فرمایا قلعہ اسیر
چند گروہ است خان موصوف نے گستاخانہ گذارش کی کہ اس قسم کا کلام اس محل مین غیر مناسب ہے حضرت کو
جو کچہہ فرمانا ہو بلا حرکت سر و گردن کے ارشاد فرمائین بندہ جواب باصواب گذارش کریگا اور قلعہ اسیر یہی ہے
حکم ہو کہ فیل خاصہ کے پاؤنمین زنجیر ڈالدیجائے اگر وقت موعود آگیا ہے تو خیر رضا بقضا یہ سنکر نواب نے
فیلبان کو اشارہ کیا اُسنے ہاتہی کو آگے بڑہایا اور فی الفور شجاعان رزم آزما منصبداران قدیم جو ہاتہی کے
گرد تہے حملہ آور ہوئے اور ہر ایک نے مستانہ وار تیغ زنی شروع کی دلاور علیخان نے بہی اپنے
ہاتہی کو آگے بڑہایا حتی کہ جب نواب کے ہاتہی کے مقابل ہوا پیاپے دو گولیان ایک بالای ابرو اور

ایک تہی گاہ پراس دلاور کے لگین جسکے سبب اُسکے طائر روح نے پرواز کیا اور نواب کو فتح حاصل ہوئی جب نواب
صاحب ہاتھی پر سے اُترے اور غازیون نے نذر کا ارادہ کیا تو محمد ابوالخیرخان بہادر کے دست و پا سابق اس جنگ
کے مجروح تہے اسلئے اُنکو خواصے سے اُترنے مین دیر ہوئی نواب صاحب نے فرمایا کہ ابہی تامل کرو محمد ابوالخیرخان
بہادر کو اُترنے دو اول ہم محمد ابوالخیرخان بہادر کی نذر لے لین اُسکے بعد سب کی نذر لینگے اسلئے کہ انکے صلاح
کرنیسے ہماری فتح ہوئی ہے چنانچہ ایسا ہی عمل مین آیا بموجب مرآۃ الصفا اور صاحب تزک آصفیہ ایسا
بیان کرتا ہے کہ ہنگامۂ جنگ مین دلاورعلیخان سے نواب کے سامنے پراگندہ ہوگئے مگر چند لوگ میدان سے
نہ ہٹے اور ہاتھی کے گرد قدم جمائے رہے نواب صاحب متردد تہے کہ اُسی اثنا مین دلاورعلیخان گہوڑے پر
سوار مع اپنے رفقاؤن کے حملہ کنان نواب کے ہاتھی تک آپہنچا اور اسی دار وگیر مین نواب کے خواصی نشین نے
بندوق کا فیر کیا دلاورعلیخان کے سینہ سے گولی پار ہوگئی اور دلاورعلیخان کے مرتے ہی نسیم فتح و نصرت
نواب کے لشکر مین چلنے لگی اور گل مراد شگفتہ ہوا واضح ہو کہ دونون روایتون کے تطبق سے ایسا ثابت ہوتا
ہے کہ دلاورعلیخان کا خاتمہ محمد ابوالخیرخان بہادر کی نصرت سے ہوا ہے پس سید عالم علیخان ہمشیرہ زادہ امیرالامرا
نائب دکن نے دلاورعلیخان کے تدارک کیلئے کمر ہمت مضبوط کی اور اکیانوے ہزار سوار مرہٹہ وغیرہ اپنے
ہمراہ لیکر خجستہ بنیاد سے نزول کیا نواب نے سید عالم علیخان کی آغاز جوانی کا خیال کرکے ہر چند رحم کیا کیونکہ
اُسوقت سید عالم علیخان کی عمر بائیس سال کی تہی نواب نے بہت کچہہ نصیحتین رفع مناقشہ کی غرض سے سید
عالم علیخان کو لکھکر بہیجین مگر عالم علیخان نے حمیت اور غیرت کی وجہ سے نواب کی نصیحتون کو نہ مانا اور شوال
کی چہٹی تاریخ بالاپور سے تبیس ۲۳ کوس پر جنگ کیلئے صف آرائی کی اُسوقت نواب سبز عماری مین اور حسب
دستور خواصی مین محمد ابوالخیرخان سوار ہوکر مدافعت کی طرف متوجہ ہوئے نواب کے ہمراہیون نے بید ریغ

فن جانبازی مین اپنے جوہر دکہائے اور سید مذکور نے شیر غران کی طرح فن دلاوری کو میدان کارزار مین ظاہر کیا تمام سادات بارہ سے کہین سبقت لیگیا مگر آخر کار نواب کے لشکر سے فتح کی نسیم چلنے لگی اور عالم علیخان نے زخمون سے چور ہوکر اس دار فانی سے انتقال کیا پس نواب فتحیاب اور فیروز کام ہوکر داخل خجستہ بنیاد ہوئے اور ابو الخیر خان بہادر کو ڈیڑہ ہزار کی جاگیر مرحمت فرمائی حسین علیخان کو جب اس واقعہ جانکاہ پر اطلاع ہوئی تو ایک بڑی جمعیت کے ساتھ مع محمد شاہ بادشاہ کے انتقام کیلئے دہلی سے روانہ ہوا قضا را کردگار اثنائے راہ مین حسین علیخان نے انتقال کیا انکے بعد عبد اللہ خان بہی بادشاہ سے جنگ کرکے قتل ہو گئے اور انکے چہوٹے بہائی نجم الدین علیخان میدان جنگ مین پکڑے گئے چنانچہ اس کتاب کے دفتر اول مین من اولہ الی آخرہ اسکا حال مذکور ہے اسکے بعد نواب نے خیال کیا کہ اب دہلی کی سلطنت فتنہ و فساد سے خالی ہے اور یہ خیال کرکے بارادہ ملازمت دکن سے دار الخلافت کا قصد کیا اسی عرصہ مین ماہ ربیع الثانی کے اندر اعتماد الدولہ محمد امین خان بہادر نصرت جنگ وزیر الممالک دہلی نے بہی اس دار فانی سے رحلت کی بادشاہ سلامت کو جب نواب کی آمد آمد کا حال معلوم ہوا تو انکے آنے تک خدمت وزارت کسی شخص کے متعلق نہین کی بلکہ نواب کے منتظر رہے جمادی الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۱۱۳۴ ہجری مین بعد حصول شرف ملازمت بادشاہ سلامت نے نواب کو خلعت وزارت مع خنجر و قلمدان مرصع اور انگشتری الماس گران بہا دیکر ممتاز فرمایا نواب نے ہرچند اس امر کا قصد کیا کہ عمدگی کے ساتھہ سلطنت کا بندوبست کرے مگر خلل اندازونکے درہم برہم کرنیسے خصوصًا کوکی بادشاہ کی جو ایک زن عیارہ تہی خلل اندازی سے کما حقہ بندوبست نہ ہوسکا اور رفتہ رفتہ لوگون نے سلطان کو نواب کی طرف سے بدظن کردیا نواب نے عاقبت اندیشی کرکے مناسب سمجہا کہ مین اس کلم سے کنارہ کشی کرون اور کسل مزاج کا بہانہ کرکے تبدیل آب و ہوا کی اجازت لیکر غازی الدینخان بہادر

فیروز جنگ مہین پور کو جو اپنے جدامجد کے ہم نام اور ہم خطاب تہے اپنا نائب کرکے دار الخلافت سے نکلکر دریاے گنگ کے کنارہ پر سیر و شکار مین مشغول ہوئے چند روز کے بعد صوبہ احمد آباد اور مالوہ مین جب مرہٹون کے فساد کی خبر اُنکو پہنچی تو اُس طرف متوجہ ہوئے اور سلطان موصوف نے لوگون کے کہنے سننے سے غازی الدین خان بہادر کو نیابت وزارت سے تغیر کرکے اعتماد الدولہ قمر الدین خان کو مقرر کیا اور صوبہ داری کل دکن کی سید مبارز خان کے نام سے کردی اس اطلاع نے بہی نواب کے کل حقوق فراموش کر دیے اور اُسنے ماہی مراتب و خطاب وغیرہ جو سب نواب کے طفیل سے پایا تہا بہول گیا اور ہوا و ہوس مین پڑکر مع سرداران صاحب فوج کے پچاس ہزار سوار لیکر حیدر آباد سے خجستہ بنیاد کی طرف روانہ ہوا نواب کو جب معلوم ہوا کہ مبارز خان نے خروج کیا ہے اور دہلی سے وقایع نگار نے خلف ارشد کا حال بہی لکہا تو محمد ابو الخیر خان بہادر کو تانڈور کا فوجدار مقرر کرکے اُس طرف روانہ کیا اور خود اس جانب روانہ ہوا چونکہ عنایت الٰہی نواب کے شامل حال تہی محرم کی بائیسوین تاریخ ۱۱۳۷ھ ہجری مین نزدیک قصبہ سکر کہیر کے جو صوبہ برار کے مضافات مین سے ہے او خجستہ بنیاد سے چالیس کوس پر دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا کہتے ہین کہ معرکہ جنگ مین مسعود خان اور اسد خان یہ دونون مبارز خان کے فرزند ہین ہراول تہے سب سے پہلے وہ ہی دونون تیر قضا کے نشانہ ہوئے اس واقعہ ہائلہ سے مبارز خان کی عقل جاتی رہی فتح اور شکست کا امتیاز نرہا اور زندگی سے سیر ہوکر کرتہ کو گلے کی کفنی کر لی اور ہاتہی کو آگے بڑہایا اور لڑائی بگڑ گئی اور کشتون کے پشتے بنگئے فیلبان بہی زخمون سے چور ہوکر گر پڑا مبارز خان کو بدحواسی مین کچہہ خبر نرہی اور بہوتون کی طرح بجاے فیلبان کے سوار ہوکر نواب کے فیل خاصہ کا متلاشی تہا کہ آخر کار زخم کاری کہا کر اس جہان سے کوچ کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ مین خان موصوف کی فوج سے تخمیناً تین ہزار آدمی مارے گئے۔

اور نواب کے لشکر مین سے بجز ظہیر الدولہ کے کسی کو آفت جانی نہین پہنچی مبارز خان کے انتقال کے بعد خجستہ بنیاد
نواب کے وجود سے رونق اندوز ہوا چند روز کے بعد جب اطراف و جوانب کے بندوبست سے فراغت ہوگئی تو
حیدر آباد کو روانہ ہوئے اور منزل بہ منزل مسافت کو قطع کرتے ہوئے گوشہ محل کے باغ مین خیمہ انداز
ہوئے خواجہ احمد خان شہامت خان پسر مبارز خان بجای باپ کے حیدرآباد مین نائب تھا چند روز کے
بعد جب شہامت خان نے نواب کو اپنی طرف ملتفت پایا تو قلعہ محمد نگر عرف گولکنڈہ کی کنجیان ۱۱۳۸ھ
ہجری مین اولیاء دولت کے سپرد کرکے اس جناب کی ظل شفقت مین آیا نواب نے مفسدین و سرکشون کی
تنبیہ و تادیب کی طرف توجہ کی اور بلاد مقبوضہ اور قلعجات مفتوحہ سے کوچ کیا اور تھوڑے سے عرصہ مین سرکش
اور کوہ نشین لوگ مثل ڈاکون وغیرہ کے مطیع اور فرمانبردار ہوگئے اور انکے ظلم اور تعدی سے خلق کو امن
حاصل ہوئی بادشاہ سلامت کو جب اسکا حال معلوم ہوا تو نواب کے تسلط کا اندیشہ کرکے تالیف قلب کو
مناسب جانا اور فرمان عنایت وعنوان مشعر تقرر صوبہ داری دکن و وکالت مع خلعت اور فیل خاصہ سواری
اور بیش بہا جواہرات روانہ کیا اور آصفجاہ کے خطاب سے سرفراز فرمایا ۱۱۴۰ھ ہجری مین عضد الدولہ کی سعی
سے باجی راؤ کے ساتھ مصالحت کرکے دوبارہ نواب صاحب عازم حیدرآباد ہوئے اور ۱۱۴۱ھ ہجری
مین قلعہ اور برہانپور کے شہر پناہ کی بنیاد ڈالنے کا حکم دیا اور ۱۱۴۲ھ ہجری مین حامد خان بہادر نے جو نواب
کی طرف سے نادر کے صوبہ دار تھے ستر برس کی عمر مین انتقال کیا نواب موصوف نے ۱۱۴۳ھ ہجری مین برہانپور
مین خیمہ زن ہوئے اور دو تین روز کے عرصہ مین موہن سنگہ کی گوشمالی کیلیے برہانپور سے روانہ ہوکے بیان
کیا جاتا ہے کہ موہن سنگہ کو نواب کی مقاومت کی تاب نہ ہوئی اور صلح کا خواہان ہوا اسکے بعد نواب خاندیس
کی طرف روانہ ہوئے اور وہان سے خجستہ بنیاد کا ارادہ کیا اور محمد ابوالخیر خان بہادر سے جو شہر کی محافظت کیلیے

مامور ہو کر برہانپور مین رہتے تہے ۱۱۴۳ھ مین اندروپ عامل پرگنہ آسیر نے اظہار کیا کہ دلپٹ توکنہ جو غنیم کے سرداروں مین سے ہے زمینداران سرکار سے بزور زر طلب کرتا ہے اور لوگونکی ستم رسانی مین رہتا ہے ابو الخیر خان بہادر نے یہ بات سنکر ۵۰۰ سوارونکے ساتہہ جو اُنکے ساتہہ تہے روانہ ہوگیا اور مخالف کے پاس نو سو ۹۰۰ سوار اور پیادے اور برق انداز بکثرت تہے **ابو الخیر خان** نے اُس کثرت کی پروا نہین کی اور فوراً ۱۶ سولہ کوس کی مسافت قطع کر کے اُسکے سر پر جا پہنچا اور موضع **دہاتہہ تپوک** پر بازار جنگ گرم کیا اور مخالف کے چہیاسٹھہ آدمی قتل کرڈالے اور بہت سے زخمی کیے اور دو عورتین قید کر لیگئین اور چہپن گہوڑے اور ایک سو بندوقین بطلا نواب کے ہاتہہ آئین اور جو کچھہ اُسکی تلوار سے بچگئے وہ بہاگ نکلے اور ابو الخیر خان ظفریاب ہو کر عشا کے وقت شہر مین داخل ہوئے اور ۱۱۴۷ھ مین دیوگڈہ اور خاندیس کے راستہ سے نواب موصوف وارد دار السرور ہوئے اور اُسی سال مین خجستہ بنیاد کا ارادہ کیا اور وہان سے برہانپور کو آگئے اس آمد و شد مین حضور والا نے از راہ شفقت آئین لکہکر نواب کو طلب فرمایا نواب اگرچہ مرہٹونکے فساد سے مطمئن خاطر نہ تہے مگر ماہ رمضان ۱۱۴۹ھ کے اواخر مین خلف ارجمند نظام الدولہ میر احمد علیخان بہادر ناصر جنگ کو دکن کا صوبہ دار اور محمد ابو الخیر خان بہادر کو صاحبزادۂ موصوف کے پاس متعین کر کے شاہجہان آباد کو روانہ ہوئے اور شمس الدین محمد حیدر کو جو فیلخانہ کے داروغہ تہے سہ صدی کے منصب سے سرفراز کر کے عوض بیگی کی خدمت اُنکے متعلق کی اور آخر ماہ ربیع الاول ۱۱۵۰ھ مین ملازمت سے فائز ہو کر اکبر آباد اور مالوہ کے صوبہ دار ہوئے اس سے چند روز کے بعد نادر شاہ والی ایران سلطان ہند کی بے انتظامیان سُنکر ۱۱۵۱ھ مین دہلی نازل ہوا اور ساکنان دہلی کو وہ اذیتین پہنچائین کہ معاذ اللہ منہا آخر کار نواب کی حسن رای سے اُسکا تصفیہ ہوا چنانچہ دفتر اول مین ہم اُسکا بیان کر چکے ہین انہین ایام مین شمس الدین محمد حیدر کو دو سو کا اضافہ کر کے پانچ سو کا منصب اور حیدر یار خان کا خطاب نواب نے

مطلع کیا ... عالم نے لکھا ہے کہ خان موصوف نواب کے بہت معتمد علیہ تھے چنانچہ نواب جب نادرشاہ کے حضور
میں جاتے تو خان موصوف ... بجائے قلیچ خان بھی دو امیر ساتھ رہا کرتے تھے الغرض بعد ایام فتنہ و فساد کے
حوالی دکن میں گوپال راؤ وزیر ... اور باجی راؤ کا بیٹا اطراف برہانپور کے قلعجات اور جاگیروں پر قابض ہو کر
آمادہ فساد ہوا اور نواب ناصر جنگ کو اسکے ساتھ مناقشہ درپیش تھا قضا کردگار بارہویں محرم سنہ ۱۱۵۳ میں
باجی راؤ اپنی موت سے مر گیا اور وہ فتنہ فرو ہوا ناصر جنگ نے جب خیال کیا کہ میدان خالی ہے اور اپنے تئیں
مطمئن خاطر پایا بعض لوگوں کے کہنے سے باپ کی اطاعت سے سرگردان ہوا اور خودمختاری اختیار کی سنتے ہیں کہ
ابتدائے ... میں صاحبزادے نے محمد ابو الخیر خان بہادر کو جو وہاں سے قریب تھے انکی شرکت کو مناسب جانکر طلب کیا
اور مشورہ فرمایا ابو الخیر خان بہادر نے بلا تامل عرض کیا کہ بہت مناسب لیکن پیشتر سزاوی ... سے جو مجبور ہوں
کیا ... تقریب ... سیاست کے قابل ہیں فدوی کی تشہیر کر دیجائے کیونکہ جو شخص معتمد علیہ پدر عند اللہ و
... خیال ... کا ہوا آخر کار اسکا نتیجہ یہی ہے پھر اسکے بعد آپ ارادہ فرماویں یہ سنکر صاحبزادے نے کہا
مطلقا میرا یہ ارادہ نہیں ہے میں نے صرف تمہارا امتحان لینے کیلئے یہ بات کہی تھی اسکے بعد مجلس برخاست
ہو گئی اور ابو الخیر خان اپنے مقام کو روانہ ہو گئے اور صاحبزادہ موصوف اپنی موافق عزم بالجزم کی بالاستقلال انکو
میں مشغول رہے نواب کو شاہجہان آباد میں جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو بادشاہ سلامت سے فرزند کی سرکشی کا
حال بیان کر کے اس امر کی اصلاح کیلئے اجازت لی اور سنہ ۱۱۵۴ میں دکن کا قصد کیا خجستہ بنیاد میں داخل ہونے کے
بعد محمد ابو الخیر خان بہادر کو اطلاع ہوئی جو مونگیر کے قلعہ کا بندوبست کر رہے تھے ...
بالاستعجال ... یکشنبہ کے روز جمادی الاولی کی ... تاریخ ملازمت حاصل کی ...
ہمراہ مطلق فوج نہیں تھی اور جو لوگ تھے وہ بھی ناصر جنگ کی ہواخواہی کا دم مارتے تھے ...

حکومت دکن کے بیان میں

سکے ملنے سے نواب کو اطمینان خاطر ہوا ناصر جنگ نے اس عرصہ مین قریب ستر ہزار سوار کے فراہم کر لیے اور مقابلہ کی تیاری کی نواب نے متوسل خان اور خواجم قلیخان کو اپنی فوج کا ہراول اور جمیل بیگ خان اور رحیم اسدخان کو میمنہ پر اور محمد ابوالخیر خان بہادر کو میسرہ پر مقرر کیا اور متہور خان اور الیاس خان کو کمک کیلئے مامور فرمایا قبلغانہ کے سوار میدان جنگ مین آگئے اور بہت لڑائی شروع ہوئی غروب آفتاب کے بعد ناصر جنگ کے ہمراہی بھاگ نکلے اور ناصر خان کا فیلبان بھی زخمی ہوکر ہاتھی سے نیچے گر پڑا اگرچہ ناصر جنگ باوجودیکہ جابجا سے زخمی ہو گئے مگر ہاتھی کو بڑہاتے ہوئے نواب کے ہاتھی تک پہنچ گئے اسوقت نواب کے آدمیون نے ناصر جنگ کے ہاتھی کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا اور متوسل خان نے چاہا تہا کہ برچہ سے ناصر جنگ کو مار ڈالے مگر بہ دیت محی الدین خان کے فرزند نے منع کیا اس عرصہ مین ... انکو خان نے ... اپنے ہاتھی کو ناصر جنگ کے ہاتھی کے پاس لاکر انکو اپنے ساتھ لے لیا اور اسی حالت مین نواب کے ... آیا نواب کی طرف فتح کے شادیانے بلند آواز ہوئے اور ناصر جنگ کو اپنے تعلق ... حاصل ہوئی فتح کے بعد سب سے پہلے ابوالخیر خان بہادر کی نذر پیش ہوکر ... خان موصوف نے ... مرتبہ دو نذرین پیش کین نواب نے دریافت کیا یہ دوسری نذر کیسی ہے عرض کیا سلامتی صاحبزادہ کی بدستور اسکے بعد سب لوگون نے دو دو نذرین پیش کین اس بات سے نواب کو کمال سرور حاصل ہوا اسی اثنا مین ... موسی خان نے اکثر فردین پیش کردہ جنکے اوپر ارکین دولت کے دستخط موجود تہے اور اکثر ارکین انمین سے ... وہان حاضر تہے انکا مضمون یہ تہا کہ ہم ناصر جنگ کے شریک حال ہین یہ فردین صاحبزادہ ناصر جنگ کے ... کی پیشی سے پیش کی تہین نواب نے ان فردون کو بدون ملاحظہ کے جلوادیا تاکہ جانبین مین کدورت ... رہے ... وقت کا مقتضا تہا اسکے موافق ان لوگون نے عمل کیا ... شہزادہ کے ... ایسا قصہ درپیش ہوتا تو ہم بھی ایسا ہی کرتے الغرض بعد از

عزل و نصب اُن لوگون کے تعلقات اور جاگیرات کے جو علانیہ شریک ہوئے تھے نواب نے صاحبزادہ کو قندہار کے قلعہ مین نظر بند کر کے آپ دربار پر آ گئے اور اسی سال مین چند روز کے بعد بیگمات محل کی سفارش سے صاحبزادہ کو ملازمت کی اجازت دی اور قندہار کے قلعہ سے طلب فرمایا صاحبزادہ موصوف حاضر ہوا کمال الحاح اور نیازمندی سے قدمون پر گر پڑے نواب صاحب نے انکا قصور معاف کیا اور نواب بغلگیر ہو گئے اور پند و نصیحت کے کلمات ارشاد کیے اور جانبین کی کدورت باطنی زائل ہو گئی نواب چونکہ بنفس نفیس جمیع مہمات مالی اور ملکی کا انصرام فرماتے تھے مگر بعض ندمانے فی الجملہ انکے آرام کا خیال کر کے ایک معتمد علیہ مقرر کرانیکے لئے عرض کیا نواب نے خدمت دیوانی کیلئے امرا کبار مین سے ایک معتمد علیہ متدین کو تجویز کر کے جنکا نام رقم کو تحقیق نہین ہوا اس عہدہ کا مژدہ اُنکو پہنچایا محمد ابوالخیر خان بہادر جو ایک دور اندیش شخص اور خیر خواہ سرکار تھے انہون نے اسکو نامناسب جانا اور شب کے وقت جبکہ یہ لوگ خدمت اُنکے سپرد ہو نیوالا تھا ابوالخیر خان در دولت پر حاضر ہوئے اور نواب کو اطلاع کرائی نواب باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ نا وقت آنیکا کیا سبب ہے عرض کیا جناب والا کل دیوان کیا چاہتے ہین مین اس بات کا خیال کرتا ہون کہ شاہجہان آباد مین جب بادشاہ سلامت کو اس تقرری کا علم ہوگا تو وہ یقین کرینگے کہ آصفجاہ کبرسنی کی وجہ سے آرام طلب ہو گئے ہین یا اسی قسم کا کوئی اور سبب ہوا ہے جو اجرا کار کیلئے انہون نے دیوان مقرر کیا ہے اور یہ بات نامناسب ہوگی تو آپنے فرمایا مین تو حکم دیچکا ابوالخیر خان نے عرض کیا کچھ مضائقہ نہین ہے دربار کے وقت بجای عرض بیگی کے بندہ کو اعلام کا حکم ہو فدوی اُسوقت کچھ حکمت عملی گزرینگا صبح کو جب اعلام کا حکم خان موصوف کیلئے ہوا تو خان موصوف نے اُس معتمد علیہ کا نام لیکر زبان فارسی مین ندا کی کہ از خدمت صوبہ داری برہانپور فلان شخص سرفرازی یافت ہر چند کہ ناواقف لوگ مع خدام کے کہتے رہے کہ نہین اعلام دیوانی کا حکم ہے

ناچوبدار نے حسب الایما خان موصوف کے جلد مجرا ادا کرایا اور نذر پیش کی [illegible]
کا قصد کیا اور سنہ ۱۱۵۷ھ میں نواب [illegible] خان بہادر کو ٹھہرا ہوا دیکھا [illegible]
وار کا قوم مرہٹہ سے [illegible] مقام پر نہایت سخت جنگ [illegible]
پالونانک بھاگ نکلا اور محمد انور خان بہادر نے [illegible]
اور خزانے اور بکثرت مال و اسباب پر قابض و متصرف ہو کر [illegible]
سوار اور خطاب بہادری اور علم و نقارہ مرحمت کر کے [illegible] روانہ کیا اُسکے بعد سنہ ۱۱۵۸ھ مین جبکہ نواب صاحب
خجستہ بنیاد مین رونق افزا تھے کسی قدر مزاج ناساز ہو گیا اور سنہ ۱۱۵۹ھ مین رمضان کی پندرہوین تاریخ نظامت
صوبہ داری برہانپور کی سند مع فوجداری [illegible] خان موصوف کے نام سے کر دی اور خواجم قلیخان کو بدل دیا پس سنہ ۱۱۶۰ھ
مین جب ہندوستان کے درہم برہم ہو جانے اور ابدالی کی آمد کی خبر پہنچی تو بادشاہ کی کمک کیلئے بسبب تراکم امراض کے
مثل تپ اور بواسیر اور خلل مثانہ وغیرہ کے خجستہ بنیاد سے کوچ کیا۔ لکھا ہے کہ اس سال بسبب قلت باران کے خجستہ
بنیاد اور بندر سورت اور احمد آباد گجرات اور اکثر ممالک جنوبی مین اس درجہ قحط پڑا کہ فی پلہ اسّی روپیہ قیمت ہو گئی تھی
جب برہانپور مین نزول فرمایا تو بادشاہ سلامت اور وزیر اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر کے انتقال کی خبر آئی تو نواب
کو اس امر کا نہایت صدمہ اور رنج ہوا کئی روز تک نوبت بند رہی اُسکے بعد جب احمد شاہ کے جلوس کی خبر آئی تو
جلوس شاہی کا جشن کیا اور نوبت کا حکم دیا مزاج اُنکا مرکز اعتدال سے منحرف ہی ہو رہا تھا اس وجہ سے روز اونکے
مرض کو ترقی ہوتی رہی اُسی اثنا مین حیدرآباد کے ارادہ سے جمادی الاول کی ستائیسوین تاریخ برہانپور سے
نکلکر زین آباد مین مقام کیا وہان پر امراض کی شدت ہو گئی اور سفر آخرت کے آثار نمایان ہو گئے باوجودیکہ موسم
برسات کا نہین تھا مگر کثرت سے بارش ہوئی اور اولہ پڑا اسلئے وہانسے کوچ کر کے قریب موہن نالہ کے ساحل

تھی پہنچے ... ہوئے مگر وہان اس ... بیت ... کہ تاب و توانائی نہ رہی آخرکار ۱۱۶۱ھ مین جمادی الثانی
کی چوتھی تاریخ انتقال کیا صاحبزادہ ناصر جنگ نے جو انکے ہمراہ تھے انکی تجہیز و تکفین کرکے دار البقا کو روانہ کیا
... حضرت برہان الدین ... کے روضہ مین نواب مرحوم دفن ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ وقت انتقال سے
دو گھڑی قبل نواب نے ناصر جنگ کو بلایا اور چند نصیحتین انکو ہدایت کین اول یہ کہ رعیت کو لازم ہے کہ
حتی المقدور ہمیشون سے جو اس ملک کے زمیندار ہین آشتی رکھین دوم بنی آدم کی ہتک مین جرات نکرین
مگر مجرم کو قاضی کے حوالہ کر دین اور خود قتل کا حکم نہ دین سوم رئیسونکی طرح علی الدوام فیہم و انی الارض مقام
دوام نہ کرین چہارم بعد ادای فرض و واجب کے اپنی اوقات کو امور متعلقہ کے انتظام مین صرف کرین اور فرصت
کے وقت شبانہ روز کا اپنے نفس سے محاسبہ لین پنجم قیام دولت کیلئے بزرگان دین سے استمداد چاہین اور
انکے حفظ مراتب کا خیال رکھین ششم لوگونکے حقوق تلفی نہ کرین اور مروت کا لحاظ رکھین ہفتم مناسب ہے
کہ خاندان کی خبرگیری رکھے اور سرکاری کامون پر لوگونکو نوبت بہ نوبت خواہ فرقہ اسلام سے ہون یا غیر
اسلام سے سال بسال نہایت دو سال تک مامور کیا جائین تاکہ دوسرے لوگ محروم نہ رہین
ہشتم برادران صغیر کو بجای فرزندونکے سمجھکر اونکی پرورش و تربیت اور افزونی قدر و منزلت مین سعی بلیغ کرین
اور ہدایت محی الدین خان کو منجملہ اپنے فرزندونکے شمار کرکے اسکی شکست کے درپے نہ ہو دین اور غمازونکی
باتون پر گوش برآواز نہ ہون رذیل کو اپنی خدمت و مجلس مین دخل نہ دین دہم ادنی لوگون کو حیثیت سے زیادہ
اور عمدہ لوگون کو ذلیل کامون پر مقرر نہ کرین یازدہم ہمیشہ آداب سلطانی بجا لاوین اور حضرت سلطان کی اطاعت
مین کوتاہی نہ کرین چنانچہ نادرشاہ نے ایک مرتبہ فرط عنایت کے ساتھہ مجھکو عطاء سلطنت کے ساتھہ مخاطب کیا تھا
مینے عرض کیا مین نوکر پیشہ آدمی ہون اگر ایسا ہوا تو نمکحرام مشہور ہونگا شاہ موصوف چونکہ ایک سخی آدمی تھا بہت

راضی ہوا اور آفرین کی دوازدہم حتی الامکان اپنی طرف سے ابتدای جنگ نہ کرین بلکہ پیشتر اتمام حق قایم کرلین مِن بعد میدان جنگ مین عجز و الحاح کے ساتھ جناب باری سے مدد چاہین اور ثابت قدمی کے ساتھ رہین رو بہ قبلہ ہوکر ہرگز جنگ نکرین سیزدہم جو اسباب مینے جمع کیا ہے اگر بیرے قدم بقدم خرچ کروگے تو بہتوں کے لئے کافی ہوگا چہاردہم خزانہ جو ہمراہ رکاب موجود ہے سپاہ اور تمام لوگوں کی مجمعی جمعہ صرف ہوگا وہان آبادی کیلئے ہے اسکو بالکل صرف نہ کر ڈالنا پانزدہم بمقتضای بشری جو اس پیری مین مجھسے ایک نامناسب فعل ہوا ہے یعنی بیاہ عمل قرار پایا ہے چونکہ ناموس کا معاملہ ہے اسلئے ہر حال مین اسکا پاس رکھین شانزدہم زناردار ان دکن تمام گردن مارنیکے قابل ہین اور پنڈت خانہ جو مشہور ہے وہ امنیین کے قید کرنیکا مکان ہے سوروا اور رام داس کو جو محمد نگر کے قلعہ مین قید ہین ہرگز رہا نکرین ہفدہم برہانپور کے لوگونسے احتراز کرین بارہا تجربہ اون سے معلوم ہوا کہ برہانپور اور بیجاپور کے لوگون کا حال کشمیریونکے مانند ہے حتی المقدور انکی صحبت سے بچتے رہین فقط ۔ نواب کی تاریخ رحلت خلد منزلت اور متوجہ بہشت ہے اور بعد وفات مغفرت مآب کے لقب سے لوگ انکو یاد کرتے ہین نواب مغفرت مآب کی عمر اناسی سال کی ہوئی ازانجملہ سولہ سال پدر بزرگوار کی خدمت گزاری مین صرف کئے اور چونتیس سال امارت مین اور انتیس سال ششہ صوبہ دکن کی ریاست کی چھہ فرزند چھوڑے ایک امیر الامراء فیروز جنگ میر محمد پناہ خان بہادر دوسرے نظام الدولہ ناصر جنگ میر احمد علیخان بہادر یہ دونون حقیقی برادر ہین ۔ تیسرے امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ میر سید محمد خان بہادر چہارم اسد جنگ نظام الملک آصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر پنجم برہان الملک بسالت جنگ میر محمد شریف خان بہادر انکا دوسرا نام شجاع الملک بہی ہے ششم ناصر الملک ہمایون جاہ میر مغل علیخان بہادر یہ سب لوگ علیحدہ علیحدہ ہوئے ہین ۔ نواب کی یادگارین سے ایک برہانپور کی شہرپناہ ہے کہ ١١٤١ھ مین اسکی بنا ہوئی اور نظام آباد

[illegible] مع مسجد اور کاروان سرا اور دولت خانہ اور وہان کا پل اور حیدرآباد کے حصار کا اتمام اور [illegible] مرہر سوال جو انقلاب زمانہ سے شکستہ ہو گئی ہے یہ سب اُنہین کی یادگار سے ہین۔ نواب [illegible] موزون طبع شخص تہے باوجود عدم فرصت [illegible] ایک دیوان فارسی بہت رنگین تیار فرمایا [illegible] کا تخلص شناکر رہا اُسکے بعد اُنہون نے اپنا تخلص آصف رکہا یہ اشعار نواب کے طبعزاد ہین اشعار چون گل ہوس پارگریبان دریدنی ست ٭ آہی زسوز سینہ بریاں کشیدنی ست ٭ زنہار دل بہ نقش و نگار جہان مبند ٭ رنگی کہ دیدہ برخ گل پریدنی ست ٭ شناکر برنگ برق درین عرصۂ خیال ٭ دامن زخویش بزدہ بگرہ دریدنی ست

نواب ناصر جنگ شہید کا بیان

نواب نظام الدولہ ناصر جنگ میر احمد علیخان بہادر پدر بزرگوار کے بعد دو دن تک معروف عزا رہے تیسرے روز ختم قرآن و فاتحہ وغیرہ ہوئی اور جمادی الآخر کی ساتوین تاریخ حکم نوبت کا دیا جملہ اہالیان دولت نے اطاعت قبول کی مگر سعد اللہ خان بہادر مظفر جنگ نے ناصر جنگ کی اطاعت سے انحراف کیا اور یہ وہی ہین کہ جو سابق مین ہدایت محی الدینخان کے ساتہ مخاطب تہی اگرچہ یہ امر نواب کی ناخوشی کا موجب ہوا مگر اُسوقت اُنہون نے حلم سے کام لیا اور اُسکے تدارک کو دوسرے وقت پر موقوف رکہا جب ظل سبحانی احمد شاہ بادشاہ کو آصفجاہ کے انتقال کی خبر پہنچی تو اُنہون نے افسوس کیا اور عماد الملک غازی الدینخان بہادر کو جو دار الخلافت مین حاضر تہے دربار مین طلب کرکے خلعت ماتمی اُنکو پہنایا اور قمر الدینخان بہادر [illegible] کے بعد حضرت سلطان کو نواب مغفور کے آنیکا انتظار رہتا تو خدمت وزارت کو ملتوی کر رکہا تہا اب ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ [illegible] مقرر کیا اور چند روز کے بعد [illegible] سے [illegible]

جاوید خان داروغہ دیوان خاص کے متنفر ہوکر نواب ممدوح کو دکن سے طلب فرمایا نواب ممدوح اُس عرصہ مین
اگرچہ مفسدونکی طرف سے مطمئن تہے علی الخصوص ہدایت محی الدینخان کی طرف سے کہ انکو نواب ممدوح سے بغاوت تہی مگر
تاہم حضرت سلطان کے حسب الطلب ١١٦٢ھ مین نواب نے ہندوستان کا قصد کیا اور روانہ ہوتے
وقت بگلانہ کی فوجداری جو محمد ابوالخیر خان کے متعلق تہی قاضی دایم کے متعلق کردی اور خواجم قلیخان کو
برہانپور کا صوبہ دار مقرر کیا اور محمد ابوالخیر خان بہادر کو شمشیر بہادر کا خطاب عطا کیا اثنا راہ مین شقہ دستخطی
خاص حضرت سلطان کا فسخ عزیمت کے بارے مین صادر ہوا محی الدینخان کی بے اعتدالیونکی خبر بہی متواتر پہنچی
پس وہان سے کہ موسم برشکال کا تہا حضور مین عرضی مراودت کی دیگر کمال صعوبت سے خجستہ بنیاد مین پہنچے
اس عرصہ مین سعد اللہ خان بہادر مظفر جنگ یعنی ہدایت محی الدینخان نے حسین دولت خان عرف چندا
صاحب سے باہم اتفاق کرکے ارکاٹ پر آئے انوار الدینخان بہادر شہامت جنگ جو ابھی نواب ممدوح کی طرف سے
وہان موجود تہے بہ عزم مقابلہ نکلے ابہی انہون نے چند منزل طی نہین کی تہی کہ مظفر جنگ اور راستہ سے
داخل ارکاٹ ہوئے اور بندوبست شہر مذکور کا کرکے ایک گروہ عظیم فراسیسیون کا جو ساکن بندر پہولجہری
کا تہا اپنے ساتہہ شامل کرکے شعبان کی چہٹی تاریخ ١١٦٢ھ مین انوار الدینخان پر حملہ کیا اور انکو قتل کر ڈالا
نواب ممدوح کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو رمضان المبارک کی آخر تاریخ خجستہ بنیاد کو ابوالخیر خان شمشیر بہادر
کی سپردگی مین دیکر خود ستر ہزار فوج جرار اور بیشمار توپخانے اور ایک لاکہہ پیادے لیکر اُس جانب کا قصد کیا
قلعہ پہولچہری کے قریب ربیع الثانی کی چہبیسوین تاریخ ١١٦٣ھ مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا تمام دن
توپ چلتی رہی غروب آفتاب کے بعد گولہ باری موقوف ہوئی اور شب کو دونونکی فوجون نے آرام کیا دوسرے
روز شاہ نواز خان اور محمد نواز خان نے پہنچکر افسون گری سے کام لیا اور مظفر جنگ ہدایت محی الدینخان کو

نواب کے لشکر میں لے آئے نواب کو اس بات سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور فتح کے شادیانون کا حکم دیا اور بہت سا
محی الدینخان کو نظر بند کر دیا جب ان ... نے عرض کیا کہ تمام ... محی الدینخان کی موجب فتنہ و فساد کا
نے پہر دوبارہ اس طرح ... اسوقت ... بہت مناسب ہے نواب ممدوح چونکہ رحمدل آدمی تہے
اس بات پر رضامند نہوئے بلکہ انکے لشکر اور ... صاحبون کو جان و مال کی امان دی اور ... معاف فرمایا اور
اسی اثنا میں صوبہ داری خجستہ بنیاد دکن کی ... محمد ابو الخیر خان بہادر کے متعلق تہی سید لشکر خان کے متعلق کردی -
اُن ایام میں برہانپور کے صوبہ ... قانیخان تہے وہ اپنے قبائل کے پاس آگئے آخر کار ... سے
جو ... میں انہون نے طرح طرح کی شرارتین شروع کین نواب ممدوح نے اسکی اصلاح مناسب سمجھی
اُنکی گوشمالی کیلئے فوج متعین کی مشیت الٰہی سے لشکر اسلام کو ہزیمت ہوئی قلعہ نصرت گڈہ ... کا پایۂ تخت
ولکہ ... کا ... کا ... قبضہ ہو گیا نواب ممدوح کو کمال ... ذاتی اور حمیت دینی تہی بذات خود
اُس طرف متوجہ ہوئے اور ... سرداران افاغنہ ... کو جو ... رکاب تہے ملک و مال ...
دیکر اپنے ساتھہ متفق کرکے قریب قلعہ ... سے جو ... سے ایک کوس کے فاصلہ پر ہے محرم الحرام کی
سترہوین تاریخ آخر شب کے وقت سنہ ١١٦٤ میں نواب ممدوح کے لشکر پر آ پڑے اور توپخانہ سے اندر گہس کر
تک پہنچ گئے نواب ممدوح قریب صبح کے ہاتہی پر سوار ہو کر افاغنہ مذکور کی طرف اس گمان سے کہ اُنکے ساتھہ ملکر
اُنکی مدافعت کرین روانہ ہوئے چونکہ نواب کا وقت موعود آگیا تھا جب نواب ممدوح کا ہاتہی ہمت بہادر کے
ہاتہی کے قریب پہنچا جو افاغنہ کا سردار تہا نواب ممدوح نے اُسکے مجرا کرنیسے پہلے خود تواضع کے ساتہہ ہاتہہ
سرپر رکہا باوجود اسکے وہ آداب بجا نہ لایا تاہم نواب ممدوح نے اس حرکت کو اُسکی بدحواسی اور ... کا
خیال کیا کہ اسنے مجھکو پہچانا نہ ہوگا اور اس غرض سے کہ وہ مجھکو شناخت کرلے اپنے تئین عماری سے بلند کیا

اور فرمایا اسی برادریہ وقت کشش اور کوشش کا ہے بہت نادان اور دو شخص خواصی نشین ہنے حق نمک کو طاق مین رکھکر
منعم حقیقی کے قہر و غضب سے غافل ہوکر بالاتفاق نواب پر بندوقون سے فیر کیے نواب نے فرمایا اس جہان سے کوچ کیا
اور اس کر ہمت خان بنگوہ نے اپنے ہاتھی کو بڑھا جاری سے نواب شہید کا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کیا اِنَّا لِلّٰهِ وَ
وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پھر آخر اہل لشکر نے سر کو تن سے لگاکر نواب کے تابوت کو روانہ خجستہ بنیاد کیا نواب
شہید کی وفات کا مادہ تاریخ حسن خاتمہ ہے اور اسکی مدت سلطنت ۲ سال ۹ مہینے دس روز مین بیان کیا
جاتا ہے کہ نواب مرحوم نے شہادت سے چند روز پہلے ایک بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تادم وفات اُسی پر
قایم رہے نواب شہید نہایت رحم دل اور فصیح اور صاحب ارادہ اور عادل اور متشرع شخص تھے مگر علم موسیقی اور
مصوری مین بھی دخل تہا ہندی اور فارسی دونون مین نواب موصوف کو شعر گوئی کا شوق تہا اکثر سلاطین دکن
کے اشعار دیکھنے مین آئے مگر کاتب الحروف کے نزدیک نواب شہید کا کلام سب سے افضل و برتر ہے چنانچہ
یہ اشعار نواب شہید علیہ الرحمہ کے ہین **ع** ناصر کسی کہ معترفِ سہو خود نہ شد ✤ فرزند ناص حضرتِ آدم
نمی شود **فرد** ابر دریا دل بدستِ گوہر افشان میرسد ✤ ای صدف دامن کشا بارت بسامان میرسد **ولہ**
اگر بوی آن گل صبا میرساند ✤ بزخم دلِ مادوا میرساند ✤ دل از من ربا ید لبکاکل سپارد ✤ ز جامی ستاند
بجا میرساند **فرد** ہر کجا شمشیر آن مغرور می گردد بلند ✤ گردن نخچیر ہم از دور میگردد بلند

ہدایت محی الدینخان کا بیان

مظفر جنگ سعد اللہ خان بہادر یعنی ہدایت محی الدینخان ابن متوسل خان حقیقی فرزند صبیہ مغفرت مآب کے ہین باوجود
موجود ہونے نواب شہید کے لشکرگاہ مین امیر الممالک صلابت جنگ سید محمد خان بہادر اور آصف جاہ ثانی اسد جنگ
میر نظام علیخان بہادر اور شجاع بسالت جنگ میر محمد شریف خان بہادر اور ہمایون جاہ ناصر جنگ میر مغل علیخان بہادر

چہارم فرزند مغفرت مآب کے باعث بارہا آپ نے کبرسنی اور علم وکاردانی کے تمام اہل اور گروہ فرانسیس کے خان جلالت نشان کی سرداری پر منا سب ہوا بیاست پذیر کیے گئے اور پٹہانون سنے جلد ہی مین قتل نواب ناصر جنگ کے بسبب قلعہ اور محالات بہ محاصرہ لکھوالیے گئے ہدایت محی الدینخان نے بعد جلوس کے سند صوبہ داری برہانپور کی اپنے نام کی مہر کرکے محمد ابوالخیر خان شمشیر جنگ بہادر کی مقرر کرکے ارسال کی منقول ہے کہ جب نقل سند مذکور کی مہر کی ہوئی قاضی شہر خواجہ قلیخان سے بجنسہ نہ ہو گئی مگر گذاشت کردی اور بہادر موصوف کے متصدی شہر کی طرف رجوع ہوے اور راجہ رام داس نامی برہمن کو تصدیان سرکار نواب شہید سے اگرچہ رہ چندان ذی رتبہ نہ تہا لیکن اُسنے نواب کے قتل مین کوشش بلیغ کی تہی لہذا اُسکو رگنناتہ داس کا خطاب دیکر اپنا دیوان کیا انہین ایام کے بعد ہدایت محی الدینخان کی طرفسے موضع پہلچہری سے آکر وہانکے حاکم سے ملاقات کی اور وہان سے فوج فرانس کو اپنے ہمراہ لیکر حیدرآباد کا قصد کیا اور بلاد افاغنہ مین آکر نواب شہید کے انتقام کا سلسلہ جنبان ہوا کیونکہ وہ لوگ جہالت پیشہ گستاخ ہو رہے تہے فلہذا آمادہ جنگ وجدال کے ہوئے علی الخصوص ہمت بہادر خان نے ہدایت محی الدینخان سے نواب شہید کے نصف مال کا تقاضا کیا ہدایت محی الدینخان چونکہ مرد شجاع تہے تاویب کو اپنے ذمہ لازم وواجب جانا اور ساتوین ربیع الاول کو شہر نڈپلی پر قوم مذکورہ کو اپنے ہمراہ لیکر صف آرا ہوئے ہمت بہادر اور دوسرے سردار اُدہر سے بہی مقابلہ پر آئے اور خوب لڑائی واقع ہوئی اور بڑے بڑے نامی گرامی آدمی دونون طرفسے مارے گئے آخر کار ایک تیر اُدہر سے آکر ہدایت محی الدینخان کی آنکہہ مین ایسا لگا کہ اُنکا کام تمام ہوگیا لیکن راجہ رگنناتہ داس نے جو ہدایت محی الدینخان کی خواصی مین تہا عمدہ تدبیر کی یعنی ہدایت محی الدینخان کے جسم کو ہودج مین اسطرح قایم کردیا کہ کسی شخص کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ قالب بیجان ہے اور دونون طرف کے لشکر اُسی طرح جانبازی مین مشغول رہے یہانتک کہ بندوق کی گولی سے بہادر خان مارا گیا اور

دوسرا دفتر سلاطین دکن کے بیان مین

بادشاہان ہندوستان کا بیان

پٹھان بھاگ نکلے اور اعیان لشکر نے اُسکا سر تن سے جدا کر کے نیزہ کے اوپر چڑہا کر بلند کیا اور شادیانونکی آواز بلند کی جب خیمہ مین داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ ہدایت محی الدینخان کا بہی کام تمام ہوگیا۔ اس جنگ مین ایک تیر کا زخم آصفجاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر کے چہرہ پر آیا وہ بہی بذات خود جنگ مین شریک تہے لیکن اُسکا انجام خیر ہوا بمقتضاے وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ عالم غیب سے یہ سامان ہوا کہ جتنے لوگ نواب کے قتل مین شریک تہے سات روز کے عرصہ مین سب اپنی اپنی سزا کو پہنچ گئے۔ دوسرے روز جنگ کے مقتولونکو صحرا مین دفن کیا اور ظرفہ تر یہ ہے کہ نواب کا تابوت جو خجستہ بنیاد کو روانہ ہوا تہا اُسی روز روضہ مین داخل ہو کر بعد از نماز مغرب دفن کیا گیا۔ العظمۃ للّٰہ نواب شہید کے قاتل پیش از دفن نواب مذکور کے تہ خاک ہوگئے

شعر دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ✣ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند ✣ اسکے علاوہ چند اصاحب مذکور جو ہمیشہ اسی الدینخان کو ملک کرناٹک کی طرف ترغیب دلایا کرتا تہا چند روز بعد محمد علیخان پسر انوار الدینخان المخاطب بہ ہدایت انوار الدینخان کے ہاتھ سے مارا گیا اور رگھناتہ داس بہی قتل ہوا اسی طرح اسکے بعد سرداران فرانسیس اپنی قوم مین گیارہ سو نفر سفید پوش ولایتی سوا فرقہ کالا دمی کے گرفتار ہو کر آئے۔ حاصل کلام نواب شہید کے قتل کے بعد نہایت غدر ہوا کہ اسطرف کے لوگونمین سے کسی کو تا دم زیست آسودگی نہ حاصل ہوئی۔ ہدایت محی الدینخان نہایت دلاور شخص اور غایت درجہ ذکی الطبع اور وقت پسند جدت ذہن کی وجہ سے بیشتر اُنکو علوم معقولہ کی طرف رغبت رہا کرتی تہی تہذیب منطق اُنکو از بر یاد تہی مدت حکومت انکی ایک مہینہ بیس روز ہے ✣

نواب صلابت جنگ

نواب امیر الممالک آصف الدولہ صلابت جنگ سید محمد خان بہادر بعد قتل مظفر جنگ ہدایت محی الدینخان کے

ذکر سلاطین ہندوستان

مسند نشین ہوئے کیونکہ اُسوقت یہ نظام علیخان بہادر اور بسالت جنگ اور محمد شریف خان اور میر مغل علیخان سے چونکہ وہ سن رسیدہ ہو جانیکی وجہ سے مسند نشین ہو گئے تھے نواب موصوف نے تسلط کے بعد سکر منڈی سے حیدرآباد کا ارادہ کر کے کڈپے پر آئے وہانکے بندوبست سے فارغ ہو کر کرنول کی جانب متوجہ ہوئے اُسکو فتح کر کے حیدرآباد آئے اور قلعہ محمد نگر کے خزائن اور شہر پر متصرف ہو کر قطع منازل کرتے ہوئے رونق افزائے اورنگ آباد ہوئے نواب ناصر جنگ کے شہید ہونیکی خبر جب شاہجہان آباد کو پہنچی تو غازی الدینخان بعد ادائے مراسم تعزیت کے ملک دکن کے صوبہ دار ہوئے اور نظام الملک کا خطاب ملا چونکہ مظفر جنگ ہدایت محی الدینخان کے حالات اُنکو پورے طور سے معلوم نہ تھے اسلئے اپنی اظہار دانائی اور امارت کے خطوط ہدایت محی الدینخان اور ہر سہ برادران کے نام سے اور تمام اہل خدمت کیلئے سند بحالگی خصوصًا سند صوبہ داری برہانپور کی مع فرمان بادشاہی خواجم قلیخان کو روانہ کئے محمد ابو الخیر خان بہادر نے بذریعہ عرائض کے نواب صلابت جنگ کو حقیقۃ حالات سے آگاہ کیا نواب نے شمشیر بہادر کو ایک جھالر دار پالکی عطا فرمائی اور امام جنگ کے خطاب سے سرفراز کر کے بلدہ مذکور کی صوبہ داری کی سند ارسال کی خواجم قلیخان نے چاہا کہ دخل نہ دون مگر امام جنگ شمشیر بہادر نے عمال کو یکدل اور یکجہت کر کے اپنے ساتھ متفق کیا اور محمد غیاث خان کارپرداز بخشی فوج بہادر موصوف نے خواجم قلیخان کا جھنڈا جو اس عرصہ مین میدان چوک کے اندر قایم تھا اوکھاڑ کر محمد ابو الخیر خان کا جھنڈا قایم کرایا بیان کیا جاتا ہے کہ اس ہنگامہ مین تماشائی لوگون مین سے کئی شخص مارے گئے پس بارہ ہزار روپیہ خواجم قلیخان کو طلب سپاہ کی بابت دینے پر فیصلہ ہوا اور خود بخود صوبہ داری کے ارباب کاروبار نے امام جنگ شمشیر بہادر کی طرف رجوع کیا۔ نواب صلابت جنگ نے امام جنگ شمشیر بہادر کو چھ ہزار سوار کی نگہداشت کا حکم دیا۔ اِن دنون ماہ شوال مین پانچ لاکھ روپیہ کا خزانہ موضع جہالسی مقبوضہ رانوجی سندھیا سے رانوجی کے پاس جاتا تھا

جب شہر کے قریب آیا تو امام جنگ شمشیر بہادر نے اُس خزانہ کو چھین لیا اور سرکار مین داخل کر دیا اسی عرصہ مین ماہ مذکور کی آخر تاریخ شمشیر بہادر امام جنگ نہر تپتی سے گذر کر خجستہ بنیاد کو جا رہے تھے کہ اثناء راہ مین اُنپر فالج پڑا اسی حالت مین ذیقعدہ کی چوبیسوین تاریخ نواب صلابت جنگ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور امام جنگ شمشیر بہادر کے ملجانیکے بعد نواب صلابت جنگ نے سنہ ۱۱۶۴ مین ذی الحجہ کی گیارہوین تاریخ بالاجی راؤ پسر باجی راؤ کی گوشمالی کے قصد سے اورنگ آباد سے روانہ ہوئے اور شمشیر بہادر امام جنگ کو مقدم لشکر اور نصرت جنگ کو میمنہ پر مقرر کیا مرہٹہ کی فوج نے جب یہ خبر پائی تو بھاگ نکلی اور نواب صلابت جنگ کی سواری احمد نگر پہنچی وہان سے دار الحرب پونہ کا قصد کیا سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین محرم کی بارہوین تاریخ بالاجی نے پچاس ہزار سوار سے مقابلہ کیا امام جنگ شمشیر بہادر نے باوجودیکہ مفلوج تھے فن سپہ گری کے ظاہر کرنے مین دریغ نہین کی اور وہ ترکیبین عمل مین لائے کہ غنیم کو واپس ہونا پڑا۔ دوسرے روز اُنکی طلب مین امام جنگ شمشیر بہادر مامور ہوئے بہادر موصوف نے محمد امجد خان بہادر اپنے ہمشیرہ زادہ اور عزیز اللہ خان خواہر زادہ کو مع رفقاء جان نثار کے وہانسے رخصت کیا اُسطرفسے بالاجی نے بھی ہر ایک سرگروہ فوج کو مدافعت پر مقرر کیا جب دونون نوجوان کا مقابلہ ہوا تو برادران مذکورین نے مرہٹہ کی فوج کثیر کو ہلاک کر کے شکست عظیم دی۔ محمد امجد خان کے ایک گولی کاری زخم آیا اور اکثر رفقاء شہید ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ کے بعد صلح کی درخواست کی گئی پس مونگی پٹن سے سید لشکر خان نصرت جنگ خجستہ بنیاد کو اور شمشیر بہادر امام جنگ دار السرور کو روانہ ہوئے اور نواب صلابت جنگ حیدر آباد پہنچے۔ اسی عرصہ مین امیر الامراء فیروز جنگ خلف اول مغفرت مآب احمد شاہ بادشاہ سے پاندان رخصت لیکر اس نواح کو روانہ ہوئے چونکہ منظور الٰہی یہی تہا کہ دکن کی ریاست نواب صلابت جنگ پر بحال رہے فیروز جنگ جب خجستہ بنیاد پر آئے ذی الحجہ کی ساتوین تاریخ شنبہ کی شام کو ہیضہ کے مرض سے

دولت روم کے سلاطین کا بیان

ملک تغلق کو روانہ ہوئے۔ بعض کہتے ہین کہ آنکو زہر دیا گیا والعلم عند اللہ تعالی۔ یہ فتح غیبی جو ظہور مین آئی کبھی وہم وخیال مین بھی نہین تھی۔ ابتدای ١١٦٦ھ ہجری محرم الحرام کی نوین تاریخ محمد حامد علیخان راقم کے جدامجد دس ہزار روپیہ کے جاگیر سمت ورنگاپور یہ حویلی پرگنہ سرکار آرام گیر صوبہ فرخندہ بنیاد جیسی سربلند وممتاز ہوئی اور سنہ الیہ مین فرمان بادشاہی اور خطاب آصف الدولہ سید محمد خان بہادر سپہ سالار اور صوبہ داری دکن کی سند بسبب انتقال فیروزجنگ کے حضور والا سے عنایت ہوئی اسی عرصہ مین خبر آئی کہ محمد ابوالخیر خان شمشیر بہادر امام جنگ نے ربیع الاول کی ۲۰ تاریخ شدت مرض فالج اور لقوہ سے برہانپور مین انتقال کیا اور اسی سال مین لین کے جوانون سے جنکا سردار مونسیہو بوسی یعنی راجہ گمناتھ داس تہا اُسکے دل مین سید لشکر خان بہادر رکن الدولہ کی طرف سے طلب تنخواہ پر کدورت پیدا ہوئی اور بہادر موصوف نے بسبب قلت خزانہ کے وکالت کی خدمت بالکل ترک کردی اور اس خدمت پر ١١٦٧ھ مین صمصام الدولہ صمصام جنگ شاہ نواز خان بہادر مقرر ہوئے اور ١١٦٨ھ مین عالمگیر ثانی نے نواب کیلئے ماہی مراتب بھیجے مادہ تاریخ اُسکے ارسال کا یہ مصرع ہے ع از شاہ ہند آمد ماہی وہم مراتب ٭ اسی سال میر نظام علیخان برار کے صوبہ دار مقرر ہوئے اور نظام الدولہ کا خطاب پاکر مع اپنی فوج اور بعض امرا کے اس سمت تشریف فرما ہوئے اور بذات خود اورنگ آباد کا قصد کیا اسی سال ایلچ پور مین نواب صلابت جنگ خیمہ زن ہوئے موضع لوہن پر گرانڈیا نائب بہونسلہ سے سخت لڑائی ہوئی آخر کار مصالحت ہو گئی اسی عرصہ مین تمام فرانسیس لوگ متعلق موسی بوسی جنکا باعث ورود بنادر سے ابتدائے ہدایت محی الدینخان ہین سیکاکول اور راج بندری وغیرہ پر نواب صلابت جنگ سے اپنی تنخواہ جاگیر ٹھیرا کر ذی اقتدار ہو گئے تھے صمصام الدولہ نے ان لوگون کو برطرف کرایا وہ لوگ وہان سے چلکر ظاہر حیدر آباد پر آئے اور قلعہ بیدر کے لینے کا قصد کیا قلعدار نے بہت ہوشیاری کی

اور کسی کو قلعہ کے نزدیک نہ آنے دیا اسی اثنا میں رمضان کی ۲۶ تاریخ رومی خان نام ایک شخص کو حیدر جنگ عبد الرحمن خان صاحب اختیار کارخانہ جات موسی بوسی نے کسی بہانہ سے ابراہیم خان شوکت جنگ کا جو نائب تہا صوبہ داری حیدر آباد کی نیابت اسی کے متعلق تہی رومی خان نے ابراہیم خان کا پہنچتے ہی کام تمام کر دیا مگر ابراہیم خان نے بہی مرتے مرتے اسکے ایسا زخم کاری لگایا کہ اسکو بہی اپنے ساتھ لیگیا بعد اسکے فرانسیسیون نے موسی بوسی کے شہر پر بلا منازعت غیر اپنا قبضہ کر لیا اور قصر چار محل مین قیام کیا اور اظہار شوکت کیلئے چار محل مذکور اور چار منار پر توپین نصب کردین اسیر نواب اور شاہنواز خان یہ بات سنکر وہانسے چلدیئے جب یہان آئے تو فرانسیسیون نے ایکبار مقابلہ کیا مگر کچہہ پیش نہ گیا اُنسے صلح کر لی نواب صلابت جنگ شہر مین داخل ہوئے اور حیدر جنگ خدمت مین حاضر ہوئے نواب صلابت جنگ نے موسی بوسی کو سیف الدولہ عمدۃ الملک خطاب دیکر چند روز مین اُسے کاکول کی طرف روانہ کیا اور بذات خود مع صمصام الدولہ خجستہ بنیاد کو روانہ ہوئے اور ماہ صفر سنہ ۱۱۶۹ھ مین موضع ابدلی پرگنہ آلمیر سرکار ملنگ نو لاکہہ جو ن[illegible] ایکسو دام یعنی دس ہزار روپیہ اور پرگنہ راج گوپال پور سرکار مذکور نے نو لاکہہ سات ہزار دام بموجب اندازہ مبلغ مذکور کے جاگیر مقرر کی اور ایکسو سوار کا اضافہ کرکے خان کا خطاب عطا کیا اسی سال ذی الحجہ کی ساتوین تاریخ رفعت پناہ محمد اکرم خان برادر کلان راقم نے پدر والاقدر کے انتقال سے عز امتیاز حاصل کیا۔ اسکے چھٹے سال سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین صمصام الدولہ پر سپاہ کا بلوہ ہوا دو برس سے اُنہوں نے تنخواہ چڑہا رکہی گو اُسکا فیصلہ دس بارہ لاکہہ روپیہ پر ہوتا تہا اور صمصام الدولہ کو اس قدر مقدور بہی تہا مگر اُنکو کچہہ اور سوجہی اور نواب صلابت جنگ کی خدمت مین اپنا عرض مطلب کیا چونکہ وہ پذیرا نہوا اس وجہ سے آدہی رات کے وقت ضروری سامان ہمراہ لیکر شہر بنیاد سے نکلکر دولت آباد کو راہی ہوئے اور وہان پہنچکر اپنے تئین قلعہ مین محفوظ کیا

اس عرصہ مین مرہٹون نے کچہ منازعت کرنیکا قصد کیا اُسوقت نواب صلابت جنگ نے چارہ کار اسی مین سمہا
کہ نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر سے استمداد لینا چاہیے اور اُنکو فوراً برار سے طلب فرمایا نظام الدولہ
میر نظام علیخان بہادر کو ہرچند کہ اُسوقت بالاجی راؤ اور نارائن راؤ نے نواب صلابت جنگ کی اعانت سے
منع کیا لیکن اس خیال سے کہ ریاست کو کچہ گزند نہ پہنچے حسب الطلب میر نظام علیخان بہادر نے جلد
اپنے تئین وہان پہنچایا اور خجستہ بنیاد مین داخل ہونیکے بعد اُن مفسدون کی گوشمالی کا ارادہ فرمایا۔ اور
صمصام الدولہ کا شریک ہونا بہی مناسب وقت جانکر اُنکی فہمایش کیلئے طومار مطالب پر اُنکے دستخط کرائے
صمصام الدولہ بہی خاطر جمع ہوکر ماہ ربیع الاول ۱۱۷۱ھ مین قلعہ سے باہر آئے اور نواب صلابت جنگ اور
نظام الدولہ میر نظام علیخانکی خدمت مین حاضر ہوئے یہ دونون اُنکے ساتہ نہایت شفقت سے پیش آئے
اسکے بعد نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر نے ہر ایک کو ہراولی او کمک اور میمنہ اور میسرہ پر جنگ کے
وقت مقرر کیا اس عرصہ مین بعضون نے نواب صلابت جنگ کو سمجہایا کہ اگر یہ مہم نظام الدولہ میر نظام
علیخان بہادر کی سعی سے انصرام پاجائے تو آپ کو ریاست مین بالکل اختیار باقی نہ رہیگا لہذا مناسب
ہے کہ آپ بذات خود ارادہ فرمائین میر نظام علیخان بہادر کو اسکی اطلاع ہوئی اور عرضی لکہکر نواب صلابت جنگ
کے دل کو وسوسہ سے پاک کیا جب مطمئن خاطر ہوگئے تو ولیعہدی کا منصب اور نظام الملک آصف جاہ
ثانی کا خطاب پاکر زمام ریاست کو اپنے اختیار مین لائے اور ہر ایک کو جیسا مناسب سمجہا خواہ رعب و داب
سے خواہ تالیف قلوب سے اپنا مطیع بنایا اور مرہٹے کو بائیس لاکہہ کا ملک صوبہ جات دکن سے تفویض کرکے
صلح کی اور مناقشہ دفع کردیا پس موسی بوسی اور حیدر جنگ کارکن نے جب یہ سنا تو اپنی ترقی کا موقع
دیکہکر جاگیرات کے بندوبست سے جلد فارغ ہوکر نواب صلابت جنگ کی خدمت مین حاضر ہوئے حیدر جنگ نے

داخل ہوتے ہی بیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ کے دیکر سپاہ کو موسی بوسی کی طرف کرلیا اور نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی سے فوج رہ گئی اور امور ریاست کل اُسکے قبضہ مین آگئے پھر چندروز مین صمصام الدولہ وکیل سلطنت اور میر محمد حسین خان کو بھی مع فرزند ارجمند کے تدبیر کرکے قید کردیا جب اس سے بھی اطمینان ہوگیا تو اس بات کا قصد کیا کہ کسی حیلہ سے آصفجاہ ثانی کو بھی حیدرآباد کی طرف بھیجکر گولکنڈہ کے قلعہ مین رکھے اور پھر بلاخرخشے ملک مین تصرف کرے پس گوشنو کے بادامیر الممالک ایک روز اسکے اثناء سے آصفجاہ ثانی کے گھر گئے ہاتھی پرانے ساتھہ بٹھا کر انکو اپنے گھر لے آئے اور جو بہار حیدرآباد کی ایلچی پور بدرے سفر کی نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی نے بھی انکے عندیہ پر اطلاع پاکر اس ادب کے اقبال کو مناسب وقت جانا اور رخصت ہوکر اپنے خیمہ گاہ مین تشریف لائے اور رفقا سے صلاح کی کہ جسطرح ہوسکے حیدر جنگ کو مارڈالنا چاہیے پس حیدر جنگ کے پاس کہلا بھیجا کہ ہمکو تمسے بالمشافہ کچھہ ضروری بات کہنا ہے فوراً یہان ہوجاؤ وہ گرفتار اجل چند شاگرد پیشہ لوگون کے ساتھہ رمضان کی تیسری تاریخ قریب دوپہر کے ۱۱۷۱ھ مین نظام الملک آصفجاہ ثانی کے خیمہ گاہ مین سیدھا چلا آیا نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی نے اپنے رفقا مین سے ایک ایک کا ہاتھہ پکڑ کر اُسکے ہاتھہ مین دیا اور فرمایا کہ بیٹے انکو تمہارے سپرد کیا ہے انکی پرداخت ملحوظ رہے اور خود وہ وضو کے بہانہ سے اُٹھہ گئے شیران باتدبیر نے جنکو اول اُسنے کہا تھا اُسکا کام تمام کردیا کہتے ہین کہ مقام جنگ نے لپٹ کر اُسکے دونون ہاتھہ پکڑ لئے اور زبردست خان جو راقم کے بزرگون سے قرابت رکھتے تھے اور رستم سوار جنگ نے یکے بعد دیگرے اُسکے تہی گاہ مین دو جمدہر مارے اور غلام سید خان نے سر پر تلوار لگائی بموجب قول میر عالم بہادر کے راجہ پرتاب ونت نے تلوار ماری تھی آخرکار جب وہ بیہوش ہوکر گر گیا تو انہین لوگون مین سے کسی نے ذبح کر ڈالا اور جلدی سے اُسکی لاش کو ایک چاندنی مین لپیٹ کر ایک گوشہ مین ڈالدیا اور نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی

محمد غوث خان بہادر کی استدعا سے گھوڑے پر سوار ہوکر سراچہ شق کرکے لشکر سے باہر نکلے اُسوقت جوانون نے جو حیدر جنگ کے ساتھ تھے یہ سُنا تو طیش مین آگئے اور بازو پر ہوکر نواب کے اوپر گولیان چلائین مگر حافظ حقیقی نے نواب کو بچالیا سب گولیان خطا گئین نظام الملک نے تھوڑی سی مسافت طے کرکے اپنے تئین ایک بلندی پر پہنچایا اُسجگہہ نواب کے کچھہ نیش حمیہ ہوسکے لکھا ہے کہ وہانسے دو برے توپ کے گوسے حیدر جنگ اور موسی بہوسی کے لشکر کی طرف چلائے خدا کی شان جسکو وہ چاہے فتحیاب کرتا ہے ایک زلزلہ عظیم برپا ہوگیا اُسکے اہل توپخانہ حیرت مین تھے اور کلمات ہذیان زبان پر لاتے تھے ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی غرض نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی نے اُس میدان مین وہ جرأت دکھائی کہ کارنامہ افراسیاب و رستم منسوخ ہوگیا موسی بہوسی نے جب یہ سنا کہ حیدر جنگ اس طرح مارا گیا اُسکے حواس جاتے رہے اتنی دیر مین نواب صلابت جنگ سے کسی نے عرض کیا نہ معلوم وہ کیا سمجھے لیکن فوراً سنتے ہی اپنے تئین موسی بہوسی کے پاس پہنچایا یہ امر فی الجملہ اُسکے اطمینان کا باعث ہوا اور نظام الملک آصفجاہ ثانی اُسجگہہ سے زمیندار کے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور اُسے حقیقت حال سے آگاہ کیا اُسنے تین ہزار آدمی نواب ممدوح کے پاس روانہ کردیے نواب ممدوح کمال بہادری اور دلاوری سے آگے روانہ ہوئے اسمعیل ابراہیم خان کا گردی کہ جو قدیمی دوست موسی بہوسی کا تھا وہ مع جمعیت سنگین اور توپخانہ قدیم آتشبار سے اس طرف اثناء راہ مین پڑا تھا اتفاقاً مقابلہ ہوگیا باوجودیکہ موسی بہوسی نے لکھا تھا کہ جسطرح ہوسکے نواب کی مدافعت کرنا اور ہرگز اُنکو گذرنے نہ دینا مگر ابراہیم خان مذکور نے مآل اندیشی سے کام لیا اور چونکہ کچھہ عرصہ تک نواب ممدوح کی ملازمت بھی کرچکا تھا حقوق سوابق کا خیال کرکے نواب کی خدمت مین آیا اور از سرنو نواب ممدوح کی اطاعت قبول کی اور فرنگی خانہ کے توپخانہ کے بیل جو چراگاہ مین تھے اُنکو گھیر لائے القصہ جب فرانسیس کے لشکر مین آئے

سب اعیان اور انصار سراسیمہ ہوگئے اس پریشانی مین موسی بہوسی نے بعض ناعاقبت اندیشون کے اغواسے لچہنا نامی ایک شخص کو صمصام الدولہ اور یمین الدولہ اور عبد النبی کے قتل کیلئے سابق سے مجبوس تہے مامور کیا اور اس بدکیش ناعاقبت اندیش نے ایک ایک ضرب تفنگ مین ایک ایک مظلوم کو شربت شہادت سے سیراب کیا میر غلام آزاد نے اس آیت کریمہ مین اسکی تاریخ نکالی ہے وجوہ یومئذ مسفرۃ اور ایک رباعی مستزاد نظم کی ہے **رباعی** صمصام الدولہ آن امیر والا۔ دانش آگاہ + ناحق شدہ کشتہ درکمین گاہ دغا۔ وا مظلوماہ + آزاد بعرض میرساند تاریخ۔ یاران شنوید + کردند شہید ناکسان سید را۔ انا للہ + القصہ نواب ممدوح نے رمضان کی تیرہوین تاریخ برہان پور مین پہنچکر باغ عالم آرا مین نزول فرمایا محمد ابو الفتح خان بہادر خلف رشید امام جنگ محمد ابو الخیر خان شمشیر بہادر مغفور وہان حاضر ہوکر مورد عنایات ہوئے نواب ممدوح نے وہانسے بعد عید الفطر کے برار کا ارادہ کیا اس عرصہ مین اخبار نویسون نے خبر دی کہ نواب آصف الدولہ صلابت جنگ نے بعض حاسدونکی ترغیب سے **بالاجی راو اور جانوجی بہونسلہ** کو لکہا ہے کہ تم میر نظام علی کو ملک برار مین دخل نہ دیئے دو نواب ممدوح نے غلام سید خان کو بمقام **پونا** بالاجی راؤ کے پاس روانہ کیا اور خود بدولت نے قصبہ باسم پر آکر پڑاؤ کیا اُسکے بعد گرانڈیہ کی تنبیہ کیلئے متوجہ ہوئے یہ ایک مفسد شخص تہا جانوجی بہونسلہ کے ایما سے اسنے سرکشی اختیار کی تہی کئی روز تک جنگ کی گرم بازاری رہی اور اُسکو ہر دفع ہزیمت ہوتی رہی جانوجی بہونسلہ نے جب دیکہا کہ گرانڈیہ نواب ممدوح کی مقاومت نہین کرسکتا ہے تو بذات خود بعزم جنگ مقابلہ پر آیا بعنایت الٓہی پہر بہی لشکر اسلام کو غلبہ رہا مجبور ہوکر جانوجی نے کچہہ عہود و شرایط مقرر کرکے نواب سے صلح کرلی اس اثنا مین غلام سید خان بہی پونہ سے آگئے اور وہانکے حال سے مطلع کیا عرض کی کہ مناسب ہے کہ نواب آصف الدولہ صلابت جنگ کے حضور مین اقامت

فرمائین نواب ممدوح نے حیدرآباد کا قصد کیا اور اس طرف کو نواب آصف الدولہ صلابت جنگ بعد قتل حیدرجنگ کے اورنگ آباد سے نکلکر حیدرآباد آئے اور دیوانی خانگی شوکت جنگ کو عطا کی اور شبیر جنگ کو دکن کا دیوان کیا اور نواب شجاع الملک بسالت جنگ کو مدارالمہام بنایا اور موسی بہوسی نے حیدرجنگ کے برادر ذوالفقار جنگ کو اسکا قایم مقام کیا اس عرصہ مین موسی بہوسی نے سنا کہ سرداران انگریز نے غلبہ کیا ہے اور دریاے شور کے اکثر بندرون پر قبضہ کرلیا اور یہ بہی معلوم ہوا کہ سیکاکول اور راج بندری کے زمینداروں نے نافرمانی اختیار کی موسی بہوسی بذات خود پہولچہری کو روانہ ہوا اور ذوالفقار جنگ کو راج بندری کی طرف روانہ کیا موسی بہوسی نے وہان پہنچکر چینا پٹن کا محاصرہ کرلیا جو سرداران انگریزی کا بندر تہا اور آتش کارزار مشتعل ہوئی آخر کار انگریز غالب آئے اور فرانسیس کمال خواری کے ساتہہ پہولچہری کو بہاگ گئے اس نواح مین انگریزون کے اقبال اور فرانسیس کے ادبار کی ابتدا یہی سے ہے اُدہر ذوالفقار جنگ کو بہی شکست ہوئی اور تمام اسباب جنگ غارت گیا نواب آصف الدولہ صلابت جنگ نے جو حیدرآباد مین تشریف رکہتے تہے بعد موسم برسات کے بیدر کے قلعہ کو وہان پہنچکر فتح کیا اُسکا قلعہ دار باغی ہوگیا تہا اور وہان سے سیکاکول کے زمینداروں کی تنبیہ کا ارادہ فرمایا وہ زمیندار ذوالفقار جنگ کو شکست دیکر دلیر ہورہے تہے آصف الدولہ صلابت جنگ کی سواری جب مقام مونگیر پر پہنچی وہانکے قلعدار نے جو حیدرجنگ کی طرف سے مامور تہا سرکشی اختیار کرکے بلا تامل بالای حصار سے گولہ اندازی شروع کی نواب آصف الدولہ صلابت جنگ نے اُسکا بہی محاصرہ کرکے ایک ماہ کے عرصہ مین صلح سے لیلیا اور وہانسے بڑی بڑی منزلین کرتے ہوئے بنار تک پہنچے تہے کہ اتنے مین نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کے حیدرآباد مین آنیکی خبر آئی نواب ممدوح نے اُسطرف کو مراجعت کی جب حیدرآباد کے قریب پہنچے تو نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی جو پہلے سے حیدرآباد مین آچکے تہے استقبال کیلئے نکلے

تینون بہائی آپسمین ملے لوگون کو اس سے بہت خوشی حاصل ہوئی چند روز کے بعد نواب شجاع الملک بسالت جنگ اپنی جمعیت کے ساتہہ امتیاز گڈہ کو روانہ ہوئے جو سابق سے انکے تصرف مین تہا اور نواب آصف الدولہ صلابت جنگ اور نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی متفق و متحد ہوکر انتظام ملکی اور مالی مین مشغول ہوئے حسب معمول اور دستور سابق نواب آصف الدولہ صلابت جنگ نے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی کو مدار المہام بنایا اور دونون ملکر باجی راؤ کے مقابلہ کیواسطے نکلے جو لاکہہ سوار سے آیا تہا بڑی بڑی لڑائیان ہوئین نظام الملک آصفجاہ ثانی بہت کشش و کوشش عمل مین لائے ترکش میدان جنگ مین اپنے ہاتہہ سے خالی کئے جانبین کے بہت دلاور مارے گئے مگر حافظ حقیقی نے نواب ممدوح کو سلامت رکہا آخر الامر ۱۱۷۳ مین ساٹہہ لاکہہ روپیہ کے محالات خجستہ بنیاد کے تمامہ سوامی شہر کے اور پرگنہ حویلی اور تتمہ صوبہ برار اور بیجاپور اور قلعہ دولت آباد اور قلعہ اسیر اور شہر برہانپور اور قلعہ بیجاپور مع جاگیرات امرا اور خالصہ کے اور منصب دارون کے بہت سے مواضع اور قلعجات غنیم نے اپنے قبضہ مین کرکے صلح کی اور سرکار مین فقط حیدرآباد اور کچہہ حصہ صوبہ برار اور بیجاپور کا اور اسکے علاوہ کچہہ تہوڑا سا ملک باقی رہگیا شعرا نے اس باب مین قطعات تاریخ لکہی ہین **قطعہ**

کافر دشمن اسلام گرفت ٭ حصن بسیار حصینی از فن ٭ سال تاریخ رقم کرد خرد ٭ رفت احمد نگر و ملک دکن ٭ **دیگر** گرفتند کفار احمد نگر را ٭ دگر دولت آباد حصن علم رفت ٭ خرد سال تاریخ بر لوح گیتی چنین زد رقم دولت آباد ہم رفت ٭ **دیگر** در شاہ اسلام کافر گرفت ٭ برین شکل فرمان تقدیر رفت ٭ دبیر خرد سال تاریخ او ٭ رقم زد عجب حصن آسیر رفت ٭ اس قطعہ مین ایک عدد زیادہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہان کے عامل نے پاس اسلام کرکے مردمان غنیم کو کام سپرد کرنے مین چند مہینہ تاخیر کی ہے الحاصل غنیم نے اپنے مقام کو مراجعت کی اور نواب صلابت جنگ آصف الدولہ اور نظام الملک آصفجاہ ثانی حیدرآباد کو روانہ ہوئے

دہلی کے بادشاہون کا بیان

گیارہ سال کے ۸۱۶ھ مین قرار پایا اور ۸۲۴ھ مین دار البقا کو گیا بعد اسکے سلطان مراد خلف سلطان محمد کو سریر جلوس فرمایا اور ۸۵۵ھ مین اس جہان سے گذرا ہندوستان اور دکن کے بادشاہون کا بیان ۔ جو معاصر سلطان محمد مراد کے تہے سلطنت ہندوستان بلدہ دہلی مین کہ محمود بن فیروز شاہ کہتا جب ۸۰۱ھ مین بہمہ زندگی اپنے جسم سے خالی کیا فیروز شاہیہ کا سلسلہ انقطاع پایا

اس اثنا مین شاہ عالم بہادر کا فرمان امیر الممالک کا خطاب نواب آصف الدولہ صلابت جنگ کے نام سے آیا۔ نواب نے سر وچشم پر رکہا اور بہت خوش ہوئے بعد ازان بالاجی راؤ نے اپنے دار الاقامت کو پہنچکر وسواس راؤ پسر سداسیو راؤ عرف بہاؤ اپنے چچازاد بہائی کو مع تمام سرداران نامی اور سپاہ کار آزمودہ اور توپخانہ فرنگ کے ہندوستان کو درّانیون کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا اُن ایام مین شاہ درّانی ایران سے انہین کفار کی گوشمالی کیلئے آیا تہا اور ہانکے حالات بقول شخصے تفضیہ مین بر سرزمین وہانکی سرگذشت سے متعلق ہے چنانچہ کتب مبسوطہ سے ظاہر ہے محرر نے فی الجملہ اس کتاب کے دفتر اول مین جو شاہان ہند کے احوال مین ہے بیان کیا ہے اسواسطے یہان اُسکا حال نہین بیان کیا جاتا اور اصل مطلب بیان کیا جاتا ہے۔ یعنی اُسکے بعد رگہناتہ راؤ برادر بالاجی راؤ نے سورش برپا کی نواب ممدوح نے مع امیر الممالک کے اطراف قلعہ بیدر پر جنگ کیلئے تیاری کی اتنے مین خبر آگئی کہ وسواس راؤ اور بہاؤ وغیرہ درّانیونکے ہاتہہ سے ہلاک ہوئے رگہناتہ راؤ نے نواب ممدوح سے مجبور ہوکر صلح کرلی نواب ممدوح آصفجاہ ثانی نے بہی اسکو غنیمت سمجہا اور راضی ہوئے اور محمد آباد بیدر کی چہاونی کرکے فوج کو حسب معمول چراگاہ کو رخصت کیا اور امیر الممالک محمد صفدر خان بہادر خلف شیر جنگ حیدر یار خان بہادر کو چار ہزار کا منصب اور غیور جنگ اشجع الدولہ کا خطاب ۱۱۷۴ھ مین بموجب مصرع مشتمل بر مادہ تاریخ عطا کیا ع خطاب اشجع الدولہ ہمایون ٭ چہاونی کے ایام مین معلوم ہوا کہ بالاجی راؤ سہ شنبہ کی شام کو ذیقعدہ کی اُنیسوین تاریخ اُسی سال مین ملک عدم کو روانہ ہوگیا اور انتظام سلطنت اُسکے بیٹے مادہو راؤ صغیر سن کی طرف سے برادر حقیقی رگہناتہ راؤ کے متعلق ہوا ہے اُسکے اور نواب ممدوح کے مابین سخت لڑائیان ہوئین مگر بفضلہ تعالی ہر مرتبہ لشکر اسلام کو غلبہ رہا امیر الممالک کو اردو مین محافظ و قرار رکہکر نواب آصفجاہ نے بذات خود حملے کئے اور فوج مخالف کو منہدم کیا اس زد و کوب مین نواب مغفرت مآب کے

فرزند ناصر الملک میر مغلعلیخان بہادر اور رامچندر جو عمدہ سردار لشکر تہا غنیم سے ملگئے انکے ملنے سے غنیم نے قوی دل ہوکر چہار طرف سے حملہ کیا نواب نے بہی توپخانہ کے زنجیرہ سے نکلکر مار لگانی شروع کی اور جب انکو پسپا ہوتا دیکہا تعاقب کا حکم دیا یہانتک کہ نواب کا لشکر پونا کے قریب سات کوس پہنچا اُس دیار کے باشندون نے رگہنا تہ راؤ سے استغاثہ کیا اور کہنے لگے کہ تو کیا کرتا ہے کیا ہمارے خانمانکو مسلمانونکے ہاتہ سے برباد کرانا چاہتا ہے کل کے روز وہ سب کے سب یہان گہس پڑینگے اور تمام بستی کو جلادینگے اُسوقت چار ناچار ہوکر رگہنا تہ راؤ نے ساٹہ لاکہ روپیہ کا ملک صوبہ خجستہ بنیاد اور بیدر سے ۱۱۷۵ھ مین جمادی الثانی کی چہٹوین تاریخ مسلمانونکے حوالہ کیا چونکہ اُن دنون برسات کا موسم تہا نواب ممدوح نے پہر بیدر پر آکر چہاونی کی اور امیر الممالک کو جو ایسی حرکات اور خرابیون کے لوگون کے اغوا سے باعث ہوئے تہے ارکان دولت کی صوابدید سے قلعہ بیدر مین نظر بند کر دیا امیر الممالک نے وقت انزوا سے ایک سال تین مہینہ چہہ دن بعد ربیع الاول کی بیسوین تاریخ بروز پنجشنبہ ۱۱۷۷ھ مین انتقال کیا مادہ تاریخ اُنکا یہ ہے ع امیر الممالک بہ جنت شدہ ٭ مدت سلطنت انکی تیرہ برس ہے ٭

نواب میر نظام علیخان بہادر

نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی نظام الملک نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر اسکنہ اللہ بحبوحۃ جنانہ۔ یہ نواب مغفرت مآب کے چوتہے بیٹے ہین نواب ممدوح کی پیدائش شوال کے مہینے ۱۱۴۶ھ مین ہوئی ہے چنانچہ مصرع سے یہ ہی ثابت ہوتا ہے ع طلوع آفتاب از صبح دولت ٭ نام اصلی اُنکا میر نظام علی ہے اپنے والد بزرگوار کے ظل عاطفت مین خطاب خانی اور جنگی سے اقتدار پایا پہر جب عالم شباب مین رفتہ رفتہ اُنسے افعال پسندیدہ عمل مین آئے تو امیر الممالک صلابت جنگ نے ۱۱۷۱ھ مین کلمہ آصفجاہ ثانی سے مخاطب کرکے اپنا ولیعہد کیا پس نواب نے

سیاست کا انتظام اپنے قبضہ مین کیا اور رفتار دوراندیش کے صوابدید سے حیدر جنگ کو اسی سال مین رمضان کی تیسری تاریخ قتل کرادیا۔ پانچ سال تک انہون نے امیر الممالک کی اطاعت کی مگر آخرالامر انکی مداخلت کو ریاست کے زوال کا سبب خیال کرکے ارکین کے اتفاق سے ۱۱۷۶ھ ہجری مین قلعہ بیدر مین امیر الممالک کو نظر بند کردیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور انکے نظر بند ہوجانیکے بعد آپ رئیس مستقل ہوکر مہاراجہ پرتاب ونت کو جو برہمن چھپر ہندی ساکن سنگم گڈہ تہا مختار کل کردیا اور مرہٹون کے فساد فرو کرنیکے لئے لشکر کو مع راجہ مذکور کے روانہ کرکے اُسکے بعد چونکہ ان دنون مابین مادہوراؤ اور رگہناتہہ راؤ کے نزاع درپیش تہا خود بہی رگہناتہہ راؤ کی تائید کیلئے بیدر سے برآمد ہوئے اور فرودگاہ کے قریب پہنچے تہے کہ مادہوراؤ نے ایک شکست پائی اور رگہناتہہ راؤ نے اپنے چچا سے مصالحت کرلی جب موکب آصفجاہی نندگاؤن پر پہنچگیا تو رگہناتہہ راؤ وہان آیا اور باہم ملاقات وضیافتین ہوئین رگہناتہہ راؤ نے اس عنایت کے صلہ مین پچاس لاکہہ روپیہ کا ملک اور قلعہ دولت آباد نذر کیا چونکہ یہ مقدمہ محمد مرادخان بہادر کے استصواب سے ظہور مین آیا جو عمدہ ملازمون مین سے تہے اسلئے راجہ پرتاب ونت کو پسند نہ آیا اور قلیل عرصہ مین عمل دخل ہونیسے قبل صلح مین فتور آگیا بندگان عالی نے ایک سنگین فوج کے ساتہہ گوشمالی کا قصد کیا رگہناتہہ راؤ نے جب دیکہا کہ مجہہ مین انکے ساتہہ مقاومت کی طاقت نہین ہے حسب دستور تاخت وتاراج کا ارادہ کیا اور تیس ہزار سوار سے اورنگ آباد کے اوپر آگیا۔ سالار جنگ وہان کے ناظم نے اُسکی مدافعت مین سعی بلیغ کی رگہناتہہ راؤ حسرت کے ساتہہ بنگلانہ پر آیا اور خود بدولت شعبان کی بیسوین تاریخ اورنگ آباد مین داخل ہوئے غنیم نے قصد کیا کہ ملک برار کا تاراج کرے خود بدولت کو اس امر کی اطلاع ہوئی اور مدافعت کیلئے اورنگ آباد سے بالاپور آئے غنیم کو جب معلوم ہوا تو اورنگ آباد کے نزدیک سے گذرتا ہوا حیدر آباد کی طرف چلدیا اُسوقت

بندگان عالی نے اُسکے تعاقب کی نسبت غنیم کے ملک کی تاراجی کو بہتر خیال کرکے دار الحرب پونا کی طرف قصد کیا چونکہ لشکر اسلام کے پہنچنے سے قبل اس دیار کے باشندے تاخت و تاراج کے خوف سے جلاوطن ہوچکے تھے لشکر اسلام نے یکقلم پونا کی عمارتین جلاکر خاک سیاہ کردیا اور تمام مال و اسباب وہان کا لوٹ لیا مادۂ تاریخ اس واقعہ کا یہ ہے **رباعی** آصف جاہ دویم سلیمان اعلام ؛ آبادی قوم برہمن سوخت تمام ؛ تاریخ شنو زشعلۂ طبع نکات ؛ آتش زدہ پونا را سپاہ اسلام + رگھناتھ راؤ نے حیدرآباد پر آکر شہر کے لینے کا ارادہ کیا شجاع الدولہ بہادر دلاور خان ناظم بلدہ نے شہر کا بندوبست کرکے خوب توپ و شلک و تفنگ سے اکثر کفار نابکار کو لقمۂ آتش جہنم کیا وہان سے بھی رگھناتھ بے نیل مرام مراجعت کرکے پونا کی جانب روانہ ہوا اس عرصہ مین موسم برسات کا آگیا بندگان عالی نے چہاونی کیلئے محمد آباد بیدر کی طرف قصد کیا اثنا راہ مین جب ضلع دہارور پر آئے تو جانوجی بہونسلہ نے جو ہمراہ رکاب تہا مہا راجہ پرتاب ونت سے یہ کہا کہ اگر اس سال اورنگ آباد پر چہاونی ہو تو مناسب ہے کہ وہانسے پونا بھی قریب اور ناگپور بھی قریب ہے مہاراجہ نے اس فساد پیشہ کی ترغیب سے فریب کہا کر نواب کی خدمت مین عرض کیا نواب نے اُسکی عرض کو قبول کرکے اورنگ آباد کا عزم کردیا کہتے ہین کہ جب لشکر اسلام رود گنگ کے کنارہ پر پہنچا تو دریا چڑہا ہوا تھا اُسکے اترنے کا انتظار کرکے چند روز ٹھیرنے کا اتفاق ہوا اس عرصہ مین فوج کے دو گروہ ہوگئے ایک گروہ نواب ممدوح کے ساتھ پار اوتر گیا اور دوسرا گروہ راجہ پرتاب ونت کے ہمراہ اس طرف رہگیا اُسوقت جانوجی بہونسلہ جو بسبب جنسیت کفر کے رگھناتھ راؤ کے سازش رکہتا تہا ہنگامہ سپاہ کے بہانہ سے تنخواہ کیلئے راجہ سے جدا ہوکر تین کوس کے فاصلہ پر جا اُترا غنیم نے موقع پایا اور بطریقہ یلغار یکایک سر پر آگیا اور ہنگامہ جنگ گرم ہوا قضا را کردگار عین دار و گیر مین راجہ پرتاب ونت بعض مقربین کے فتور سے مارا گیا کہتے ہین جوانان قراول مین سے

مدت سلطنت تخمیناً اٹھارہ سال
سبب انتقال اور تاریخ وفات اور مکان رحلت
کا بیان — سبب انتقال چونکہ اوزون حسن ترکمان
نے مرزا جہان شاہ ابن قرا یوسف خان ترکمان
کو کہ اسوقت مین آذربایجان کا حاکم تہا قتل
کیا تہا سلطان ابو سعید مرزا نے اپنا فرزند
مین اور بہر فوج کشی کی اور نے ہر چند صلح کا درخواست
مارا سلطان خاطر مین نہ لایا جب

کسی شخص نے بسبب ایماء مرادخان کے جو پرتاب ونت سے عناد قلبی رکہتا تہا ضرب تفنگ سے پرتاب ونت کا کام تمام کردیا اسکے مارے جانیسے فوج اسلام کو بہت نقصان پہنچا نواب ممدوح یہ خبر سنکر رنجیدہ خاطر اورنگ آباد مین رونق افروز ہوئے اور پورے طور پر گوشمالی کا ارادہ کیا اور امراء دولت نے اس امر کو مناسب سمجہکر نواب کے قصد کو تغیر کیا اور معاندین کو نامہ ستر رضامند کرکے صلح کرلی اس عرصہ مین میر موسیٰ خان مدارالمہامی کی خلعت سے سرفراز ہوئے اور احتشام جنگ رکن الدولہ کا خطاب عنایت ہوا اور غلام سید خان کو معین الدولہ مہراب جنگ کا خطاب ملا اور نظامت صوبہ برار سے سرفرازی حاصل کرکے اس طرف روانہ کیا بعض کہتے ہین کہ یہ تدبیر اُنکے پیشگاہ سے خارج کرنیکے لئے کیگئی شیر جنگ حیدر یار خان بہادر جو قدیم امیر آصفجاہی تہے اور اشکار اور سپاہ کے تمام خبر لگو گوشہ اُنکو واقفیت تہی اور نواب صلابت جنگ عہد سے سات ہزار کے منصب او سات ہزار سوار اور جہالردار پالکی اور ماہی اور مراتب اور منیر الدولہ منیر الملک کے خطاب سے بقول میر عالم بہادر ممتاز تہے اور اول دیوانی سرکار اور بعد ازان دیوانی صوبہ جات دکن سے سرفراز ہوئے تہے اور وکیل کار رکن الدولہ ہوکر تمام مہمات اپنے اختیار مین اُنہون نے کرلیے تہے اس عرصہ مین خبر آئی کہ امیر الممالک صلابت جنگ بہادر نے اس جہان سے انتقال کیا انہون نے تین روز تک نوبت موقوف کرادی اور مراسم تعزیت عمل مین لائے اُسکے بعد شعلہ پور ہوتے ہوئے اور اُدہر کے زمینداروں سے پیشکش لیتے ہوئے حیدرآباد کو آئے اور ہولکر نے ہندوستان کا قصد کیا اور مادہو راؤ اور نواب ممدوح نے خاطر جمع ہوکر حیدر نائب پر جو راجہ محصور کا مختار کار تہا ارادہ کیا رگناتہ راؤ برادر بالاجی راؤ بہی اپنے بہتیجون کا شریک ہوکر نائک مذکور پر حملہ آور ہوا اُسنے بہی انکی مدافعت پر کوتاہی نہ کی کبہی صلح اور کبہی جنگ ہوتی رہی یہان اُسکا ذکر باعث طول ہے نواب ممدوح نے حیدرآباد مین داخل ہونیکے بعد محرم کی ستائیسوین تاریخ ۱۱۷۸ھ مین

محمد اوخان کو جو امارت سے سرفراز تھا راجہ پرتاب ونت کے قصاص میں مع اسکے برادر خانہ زاد تہمت خان کے قلعہ محمد نگر عرف گولکنڈہ مین محبوس کر دیا تھا یہانتک کہ دونون بھائی وہین قید حیات سے رہا ہو گئے اُسکے چند روز کے بعد شجاع الملک بسالت جنگ جنکا دل ہمیشہ آصفجاہ ثانی کی طرف سے اندیشہ ناک رہتا تھا اور ان دنون بادہ ترپریشان ہوکر افاغنہ کی پناہ لیکر قلعہ کرنول مین متحصن ہوتے تھے نواب نے وہان پہنچکر محاصرہ کیا اور شفقت بزرگانہ سے مواعظت اور مصالحت کرکے امن مین لے لیا شجاع الملک بسالت جنگ نے جب اپنے اندر تاب مقاومت نہ دیکھی چند سپاہ اور مواشی پیش کرکے مع منور خان حاکم قلعہ مذکور مجروح ہوجانیکے بعد پھر شرف ملازمت سے ممتاز ہوئے اور بدستور سابق نواب نے انکو تعلقہ نیا گڈہ کا صوبہ دار کر دیا اور خود بدولت نے ارکاٹ کی طرف قصد کیا محمد علیخان وہانکے ناظم کو جب معلوم ہوا تو بلدہ آرکاٹ سے نکلکر بندر چینا پٹن مین پہنچکر سرداران انگریزون سے مدد لی نواب نے حیدر خان بہادر شیر جنگ کو بھجواکر اُسکی تالیف قلوب کی ناظم مذکور نے اطاعت قبول کرکے روپیہ معاہدہ کا خزانہ عامرہ مین داخل کیا انہین دنون [illegible] کو برار کا صوبہ دار مقرر کیا گیا اور معین الدولہ غلام سید خان کو وہان سے بلاکر [illegible] جنگ [illegible] قلیچ خان کی جگہ خجستہ بنیاد کا انتظام مقرر کیا اور بعد انقضائے موسم برسات کے مادہو راو کی اعانت کیلئے برار کا قصد کیا اور مادہو راو کو بھونسلہ کی گوشمالی منظور نظر تھی بھونسلہ نے جب اپنے اندر تاب مقاومت کی نہ دیکھی تو صلح کرلی اور گھنشام راو مادہو راو سے عہد و پیمان کرکے روانہ ہندوستان کو ہوا وہان سے نواب ممدوح نہضت فرماکر پونا پر آئے وہان مادہو راو نے آکر رکن الدولہ کے استدعا سے ملاقات کی نواب ممدوح نے عمدہ طور پر اسکی ضیافتین کین اور عند الملاقات خلعت فاخرہ اور جواہر بیش بہا عنایت کیے وہان سے شعلہ پور ہوتے ہوئے اور پیشکش لیتے ہوئے کرنول پر آئے اور وہان سے سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کے مزار کی زیارت

کرتے ہوئے اور صاحب سجادہ سے ملاقات کرتے ہوئے حیدرآباد کو مراجعت کی بعد ورود موکب والا کے سرداران انگریز نے جو حیدرعلیخان نایک کے درپی استیصال تہے اُنسے استمداد چاہی نواب نے قبول کرکے پہر قصد کیا حیدرعلیخان کا مزاج جو نواب سے برگشتہ ہو رہا تہا یہ بات سنکر اُنکا مزاج درست ہوگیا اور اپنی اعانت کے خواہان ہوئے۔ پس رکن الدولہ نے نواب کے دل کو اس طرف مائل کیا سرداران انگریز نے جب اُس جلسہ کی حالت دگرگون دیکہی تو مع اپنے ہمراہیون کے بلا اجازت لئے وہان سے اُٹہہ گئے نواب ممدوح کے اہل لشکر اور حیدرعلیخان نے جمع ہوکر اُنکا مقابلہ کیا اور سخت سخت لڑائیان ہوئین۔ اس عرصہ مین نواب سالہ گڈہ مین تشریف رکہتے تہے کہ رکن الدولہ نے حیدرعلیخان کے حسن انقیاد اور آستان بوسی کی تمنا کا اظہار کیا نواب ممدوح نے انکی عرض کو قبول کرکے حاضر ہونے کی اجازت دی جب خان مذکور نے حاضر ہونیکا ارادہ کیا تو رکن الدولہ کو استقبال کیلئے روانہ فرمایا اور عند الملاقات جیغہ الماس اور سیاہ پرونکی کلغی اور سرپیچ مرصع مع سنگ مروارید اور دست بند اور ایک انگشتری مرصع اور ایک شمشیر اور ایک خنجر جڑاؤ قبضہ کا دیکر رخصت عطا فرمائی دو روز کے بعد خود بدولت نے خان مذکور کے خیمہ مین قدم رنجہ فرمایا حیدرعلیخان اپنے فرزندون اور اقربا کو لیکر استقبال کیلئے جلوخانہ تک آکر آداب بجالائے اور اکیاون ہزار روپیہ نقد اور دو ہزار تہلیان طلائی نذر کین اور ایک تو نکے چبوترہ پر جہلایا اور جواہرات بیش قیمت کے خوان اور پارچے اور پوشاک اور دو عدد قلادہ فیل نذر کئے اور دو تین توپین جو فوج انگریزی سے غنیمت مین آئی تہین سرکاری کارخانہ مین پہنچائین اُسکے بعد نواب ممدوح نے حیدرآباد کی طرف قصد کیا اور خان مذکور انبور گڈہ کے محاصرہ مین مشغول ہوئے محمد علیخان المخاطب بہ سراج الدولہ والاجاہ نے اُسکا حال معائنہ کرکے انگریزون کے ساتہہ نواب کی موافقت کو مناسب وقت جانا اور خود بیچ مین آکر رمضان کی آٹہوین تاریخ ۱۱۸۱ھ مین سلسلہ جنبان مصالحت کا ہوا۔ رکن الدولہ نواب سے اجازت لیکر چینا پٹن گئے

اودہانسے چوبیس روزمین صلح کرکے مع وکلای فرنگ اولی صاحب وغیرہ اور تحایف مرسلہ لارڈ گورنر صاحب بہادر اور سراج الدولہ والاجاہ کے شوال کی دوسری تاریخ سنہ حال مین حاضر خدمت ہوئے نواب جو اثناء راہ مین اس امر کے منتظر تہے صلح کے شرائط ترتیب دیکر وکلا کو خلعت اور جواہرات عطا کرکے رخصت کیا اور لارڈ گورنر اور سراج الدولہ والاجاہ کیلئے جواہرات اور ہاتہی روانہ فرمائے۔ اور ابراہیم بیگ دہوسہ ابن فاضل بیگ خان کو جو نہایت شجاع اور دانا شخص تہا والاجاہ نے اسکی سفارش لکہی تہی ہمراہ لیکر شہر کے نزدیک سے حیدر علیخان کے وکیل اور بعض سردارونکو جو ہمراہ تہے جواہرات اور خلعت دیکر رخصت کرتے ہوئے ذی الحجہ کی چہٹی تاریخ میر جملہ کے تالاب کے دروازہ سے شہر مین داخل ہوئے اور ۱۱۹۷ فصلی مطابق ۲۷ جلوس والا کے محمد مکارم خان جد راقم کو پرگنہ راج گوپال پور سرکار ملنگور صوبہ حیدر آباد سے مبلغ نو لاکہہ آٹہہ ہزار دام کی تنخواہ جاگیر اور مع اصل و اضافہ ڈیڑہ ہزار کے منصب سے برادر بزرگ کے انتقال سے نواب نے سرفراز فرمایا اور محمد منور خان راقم کے چچا تین صدی کے منصب سے اور محمد انور خان دیگر عم راقم دو صدی منصب سے مباہی ہوئے۔ واضح ہو کہ بندگان عالی نے حیدر آباد کو بدستور مرکز دولت اپنا قرار دیا تہا جب کوئی سخت مہم درپیش ہوتی تہی اُسکی مدافعت کیلئے باہر نکلا کرتے تہے بعد دفع ہوجانے اُسکے مراجعت کرکے بلدہ کو رونق بخشا کرتے تہے یہان سے سنوات ماضیہ کا کہ جو ذکر پہلے بہی ہوچکا ہے وقت انتقال تک دس سفر کئے۔

پہلا سفر چہٹوین شعبان ۱۱۸۳ھ مین بلدہ سے تشریف فرما ہوئے اور بعد تین مہینہ کے دسوین ذیقعدہ کو وقت معاودت درمیان راہ مین جب موکب منصور نواح قلعہ اودگیر پر پہنچا رکن الدولہ نے برادر رام چندر ولد چندر سین کو کہ وہ ہمیشہ مصدر فساد و نافرمانی کا تہا حکمت عملی سے پکڑ لیا اور اُسکی مان کہ جو قلعہ کلیان مین متحصن تہی متوجہ ہوکر دو مہینہ پندرہ دن کے عرصہ مین اسکو صلح سے فتح کرلیا پس وہان سے اُسطرف کا

بادشاہان ہند و دکن کا بیان

قصد کیا اور ماہ محرم ۱۱۸۴ھ مین محاصرۂ قلعہ مذکور کا عمل مین آیا ہرچند کہ سرپا رمو وہان کے زمیندار کے بیٹے نے
اول اپنی سرکشی ظاہر کی لیکن اس امر کے بعد اپنی سرکشی سے باز آکر نیازمندی اور عاجزی کی اور قلعہ سے نکلگیا
پس حسب الحکم حضور کے ضابطجنگ دہونسہ نے اُسپر اپنا قبضہ کرلیا اور خود بدولت نے فتح و ظفریابی کے
ساتھہ ۲۱ صفر سنہ الیہ مین مراجعت فرمائی اور وہان سے روانہ ہوکر ۲ تاریخ کو شہر مین رونق افروز ہوئے
اور ضابطجنگ دہونسہ نے چونکہ قلعہ مذکور پر نہایت جانفشانی اور کوشش کی تہی اسواسطے اُسکے صلہ مین
ظفرالدولہ خطاب عنایت ہوا اور منصب دو ہزاری اور دو ہزار سوار اور ماہی مراتب سے معزز و سرفراز ہوئے
اور ۲ جمادی الاول کو اسمعیل خان بہنی کو ایلچپور اور برار کی نظامت اور متصدی گری سے سرفراز کیا اور
۱۸ جمادی الاول ۱۱۸۵ھ مین بسبب قحطسالی کے صلوٰۃ استسقا کیلئے عیدگاہ کو روانہ ہوئے
اور کمال عاجزی اور نیاز سے بارش کیلئے دعا کی۔ کہتے ہین کہ اس سال ایسی بارش ہوئی کہ ۲ ربیع الثانی
جمعہ کے روز رود موسی کو ایسی طغیانی ہوئی کہ فصیل غرب رویہ سمت جنوبی شہر کو توڑکر اندر سے بہنے
لگے ۲ تاریخ ماہ مذکور کی چارمحل کے باروت خانہ مین آگ لگ گئی تو یہ محل نیست و نابود ہوگیا اور بہت سے آدمی
جلگئے اور سنہ حال مین بعد تحویل آفتاب جہانتاب کے برج حمل مین اور بعد ادا کرنے تقریب نوروز کے کہ جمشید
کے زمانہ سے یہ رسم سلاطین اور رؤسای اس دیار کے چلی آتی ہے بائیسوین تاریخ جمادی الاول سے آخر
جمادی الثانی تک جشن شادی صاحبزادہ کبیر عالیجاہ بہادر کا شجاع الملک بسالت جنگ کی صاحبزادی سے
مع رسوم سانچق و حنابندی و شب گشت وغیرہ کے اس طمطراق کے ساتھہ انجام دیا کہ شاہان تیموریہ کی
ابتداء جلوس سے اسوقت تک اسطرح کے ساز و سامان سرور سے اس دربار دکن مین جلوہ افروز نہ ہوا تہا
اسی اثناء مین شاہ عالم بادشاہ کا فرمان عالیشان صادر ہوا تو سواری مبارک حضور کی اسی لباس رنگارنگ سے

اُسکے استقبال کے واسطے جلوہ ریز ہوئی کہتے ہین کہ تقریبات مذکورہ مین اکثر امرا جواہر بیگران اور خدمات شایستہ سے سرفراز ہوئے ۲۶ ذی الحجہ کو ہندو پنڈت رایہ رامی رایان کے خطاب سے معزز کیے گئے اور بجای راجہ جکدیو کے رکن الدولہ خدمت پیشکاری پر مامور کیے گئے **دوسرا سفر** ۱۴ شعبان ۱۱۸۰ ہجری مین گہناتہ راؤ پسر باجراؤ کے مقابلہ کیلئے کوچ فرمایا وہ ناعاقبت اندیش نارائن راؤ برادر مادہو راؤ وابن بالاجی راؤ کے فوت ہونیکے بعد اُسکے تمام مال وملک پر قابض ومتصرف ہو بیٹھا تہا اور اپنی جہالت ونادانی کی وجہ سے چوتھہ کا طلبگار ہوا اور ملک گیری کی خواہش سے شہر پونا سے نکلکر اولا حیدرآباد کی طرف اُسنے نہضت کی تہی چنانچہ بیدر پر دو روز متواتر جنگ کا بازار گرم رہا اور طرفین مین سے بہت لوگ مارے گئے اور بہت مجروح ہوئے انجام کار صلح ہو گئی اور جانبین سے رسوم مہمانداری اور دعوت کی ادا کی گئین اسکے بعد حضور نے قلعہ بیدر کا ملاحظہ فرمایا اور وہین سے گلبرگہ کو تشریف لیگئے ہنوز وہان رونق افروز نہونے پائے تہے کہ اثنا راہ مین ہمینا آباد کے نواح مین شاہ عالم بادشاہ کے حضور سے خلعت اور فرمان پیشگاہ صادر ہوا خود آپنے استقبال کرکے اُسکو لیا اور آداب شاہی بجالائے اُسکے بعد گلبرگہ مین پہنچکر خواجہ صاحب کی زیارت سے مشرف ہوئے اور وہانسے کلسے چبوترے کی طرف ... کو متوجہ کیا اور دریای بہیرا کے نواح مین جاکر جو زمیندار سرکش ہو گئے اُنکی معقول گوشمالی کی وہان پر امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ قلعہ راجور سے حضور کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپکے شرف ملازمت سے مشرف ہوئے اور امیر الامرا نے آپ کی مہمانی نہایت دہوم دہام سے کی آپنے اُسکو قبول کیا اسکے بعد آپنے بہی اُنکی دعوت کی رگہناتہ راؤ مصالحت کے بعد بندگان عالی سے مطمین ہوکر حیدر علیخان کے پاس چلا گیا اور ملک سروا اور قلعہ دہارور بطور اجارے کے تیس لاکھ روپیہ اُس سے لیکر لکہ دیا اور وہانسے جناب والاجاہ کی خدمت مین روانہ ہوا اس اثنا مین پونا کے کارپردازون نے جو اسکے تسلط سے راضی نہ تھے بندگانعالی کی

مصالحت سے اسکا اندیشہ کرکے اول باجی بہونسلہ کو کہ وہ خفیہ طور سے رگھناتہہ راؤ سے ملا ہوا تہا ترنبایک کی معرفت اُسکو اپنی طرف کرلیا اسکے بعد اوسی ذریعہ سے واسطے رفع کرنے فساد رگھناتہہ راؤ کے حضور سے استعانت چاہی بندگان عالی نے اُنکی درخواست قبول کی چنانچہ موافق وعدہ حضور پرنور کے رایات ظفر آیات نے اُسکی اعانت کیلئے ماہ ذیحجہ سنہ رواں مین اپنی جگہہ سے حرکت کی اور اُدہر سے ترنبایک پسر ملہار راؤ مع سا باجی بہونسلہ کے روانہ ہوا اور قریب نواح ناندیر کے لشکر ظفر پیکر سے ملحق ہوا جب رگھناتہہ نے دریای کشنا پر یہ خبر وحشت سُنی تو بدحواس ہوکر آوارہ دشت ادبار کا ہوا دونون لشکرون نے اُسکا تعاقب کیا اتفاقاً اثنای راہ مین ۱۲ محرم سنہ ۱۱۸۸ ہجری مین کہ اُس روز چاند کا گہن تہا رگھناتہہ راؤ صحرا مین اوترکر ایکطرف اپنی پرستش مین مصروف ہو رہا تہا کہ کسی جاسوس نے خبر دی ترنبایک سرگروہ لشکر مرہٹہ دوڑکر اُسکے سر پر آپہنچا کہتے ہین کہ رگھناتہہ راؤ بہی آمادہ پیکار ہوا اور خوب مقابلہ کیا اور بارہ تیرہ آدمی مقتول ہونے پائے تہے کہ ترنبایک کے زخم کاری آیا اور گرفتار ہوا اور اُن زخمونکی وجہہ سے تیسرے ہی دن روانہ ملک عدم کا ہوا اور اُسکے بعد مرہٹون نے ہری پنڈت بہڑکیا کو فوج کا سرگروہ کیا اس اثنا مین ذوالفقار الدولہ مہابت جنگ خلف امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ قلعہ ادہونی سے روانہ ہوکر عازم حضور ہوئے رگھناتہہ راؤ نے خبر پاکر اُنکو رستہ مین سے گرفتار کرلیا اور چند روز تک اپنے لشکر مین نہایت اعزاز و اکرام کے ساتہہ اُنکو رکہا اور پہر خود بخود اُنکو رخصت کردیا اور راؤ سکے بعد خود آپ شہر اورنگ آباد پر آیا منیر الدولہ منیر الملک بہادر ناظم مقام مذکور اپنے شہر کی حفاظت وحراست قرار واقعی کرکے وہین مقیم تہے کہ مخالف کی یہ خبر سنکر دریای گنگ سے اُسکے لشکر نے عبور کیا ہے بے نیل مرام تہانہ پینگل پر نزول کیا پہر وہان سے بہی کوچ کرکے برہانپور پر نزول کیا اور لشکر ظفر پیکر اطراف پہولمری تک پہنچا تہا کہ یہ خبر آئی کہ نارائن راؤ کی بیوی کے لڑکا پیدا ہوا ہے اور اُسکا نام سوای مادہو راؤ رکہا گیا ہے اس نوید

کے سنتے ہی مرہٹون کے لشکر مین شادیانے تہنیت کے بجنے لگے اور شہر پونا کے سردار لشکر کو ہاتھیون پر سوار کرکے نوبت و نقارے کے ساتھ حضور مین لائے اور ہر خاص و عام کو شیرینی تقسیم کیا اور نواب کی رضامندی سے پونا کی مسند ریاست کو اس لڑکے کے نام سے زیب و زینت دیکر قوی دل ہوئے اور رگھناتھ راؤ تھوڑی سی جمعیت سے جسمین محمد یوسف کاردی اور شمشیر جنگ ہزاری دو معزز آدمی تھے برہانپور سے رخصت ہوکر ہندوستان کی طرف گریز اختیار کیا اور دریای نربدا سے عبور کرکے ہولکر اور سندہیا سے استعانت کا خواہان ہوا اور موضع اندور پر اقامت گزین ہوا چونکہ موسم برسات کا قریب تھا لہذا بندگانعالی نے خجستہ بنیاد کی طرف عنان توجہ کو متوجہ کیا اور ہری پنڈت پھڑکیا کو سیرو پیلا اور مہاباجی و سیرو پیچ اور جیغہ مرصع مرحمت کرکے پانڈان رخصت کا عطا فرمایا اور گہناتھ کے تعاقب کے واسطے مامور کیا اور دوسرے روز خود بدولت انکے خیمہ مین تشریف فرما ہوئے سرداران مذکور نے جواہرات کی دو کشتیان اور چند عدد خوان اقمشہ پوشاک اور ہاتھی و گہوڑے نظر انور مین گذرانے اسکے بعد رایات عالیہ منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے غرضکہ طی منازل کے بعد ربیع الثانی کو حضور پر نور نہایت جاہ و جلال کے ساتھ خجستہ بنیاد پر رونق افزا ہوئے وہان بر مہابت جنگ مخالف کے ہاتھ سے رہا ہوکر شرف ملازمت سے بہرہ یاب ہوئے تین روز تک شادیانے تہنیت کے بجتے رہے اس اثنا مین خبر آئی کہ رگناتھ راؤ ہولکر اور سندہیا کے استظہار سے لڑائی پر آمادہ ہے پس بندگان عالی نے منیر الملک منیر الدولہ بہادر ناظم خجستہ بنیاد کو جواہر و خلعت عنایت فرماکر شہر کی حراست پر مامور فرمایا اور آپ نامبردہ کی تنبیہ کیلئے برآمد ہوئے اور نانا پھڑنویس وغیرہ کارپردازان پونا کو خلعت و جواہر سے سرفراز فرماکر نامزد کیا مشہور ہے کہ کارپردازان مذکور نے تھوڑے ہی عرصہ مین اپنی حسن تدبیر سے رگھناتھ راؤ اور ہولکر سیندہیا آتش فراق وجدائی کو روشن کیا پس رگھناتھ راؤ متوہم و پریشان ہوا انگریزونکی پناہ دامن

مین ہوکر شہر بندر سورت کو چلا گیا اور بزرگان عالی مودہاجی راؤ برادر ساباجی کی تنبیہ کے واسطے کہ وہ اپنے بہائی کو اندیشہ سے رگہناتہہ کا رفیق و شریک ہو گیا تہا اور اُسکے بعد اُسکی رفاقت ترک کر کے اپنے ملک خاندیس کو چلا گیا تہا رکن الدولہ کی خواہش سے متوجہ ہوئے اس عرصہ مین خبر وحشت اثر حضور کی والدہ ماجدہ عمدہ بیگم صاحبہ قدسیہ کے انتقال کی آئی کہ وہ ۲۰ ذی الحجہ کو بہشت برین کو متوجہ ہوئین اس سبب سے خود بدولت کو سخت رنج ہوا اُنکی وفات کا مادۂ تاریخ یہ ہے ع عمدہ بیگم بیام جنت یافت ؁ اُسکے بعد سر حد ایلچ لور پر اُتر کے قلعہ مین نزول اجلال فرمایا اور ظفر الدولہ کو اوس قلعہ کے محاصرہ کرنیکا حکم دیا گیا قلعہ کے حارسون نے مستامن ہو کر تیسرے روز قلعہ مذکور کو اولیای دولت کے سپرد کیا قلعہ کے مفتوح ہو جانیکے بعد ظفر الدولہ کو واسطے درستی سوال جواب مصلحت کے مودہاجی کے پاس روانہ کیا اُسکے بعد آپ بہی ۲ ماہ صفر ۱۱۸۹ ہجری مین روانہ ہوئے اثنا راہ مین عجیب اتفاق ہوا کہ رکن الدولہ بہادر ایکروز تنہائی مین حاضر ہو کر بعض امور عرض کر رہے تہے کہ دفعتاً ایک شخص فیضو کارڈی نے کٹار کہینچکر معزالیہ کے پہلو مین ماری کہ جس سے معزالیہ مرگئے مقربان درگاہ نے تلوار سے اُسکو بہی مار ڈالا اور قتل کرنیکے پیشتر ہر چند اوس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ فعل کیون کیا اور کسکے کہنے سے کیا مگر اُسکا عقدہ حل نہوا بندگان عالی ہمت بہت خفا ہوئے مگر شدنی امر مین کیا چارہ ہے دوسرے روز آپنے شرف الدولہ رکن الدولہ کے بہائی کے خیمہ مین تشریف لا کر تسلی و اطمینان دہ کلمات ارشاد فرمائے اور رکن الدولہ کے وابستگان اور رفقاء کو ہمیشہ اعزاز و اکرام کے ساتہہ رکہا اور جاگیرات وغیرہ شرف الدولہ کی بحال و برقرار فرمائین اور ۴ ربیع الاول سنہ حال کو مودہاجی بہونسلہ اور رگہوجی بہونسلہ ظفر الدولہ کے مشورہ سے حضور مین حاضر ہوئے اور خوب استقلال سے ظفر الدولہ اور وقار الدولہ کی ملازمت حاصل کی حضور نے اونکو خلعت اور جواہر اور ایک قبضہ شمشیر اور ایک ہاتہی عطا فرمایا اور اُنکے

کارپردازون کو سرانجام مرحمت کیا اور اسی مہینے کی ساتوین تاریخ خود حضور پرنور اونکے خیمون مین رونق افزا ہوئے سرداران مذکوران نے بعنوان پیشاک کے اور دوکشتیان جواہر کی اور گھوڑے ہاتھی نظر فیض اثر مین پیش کئے دوسرے روز ایلچپور کی نیابت صوبہ داری بڑے صاحبزادہ عالیجاہ کیواسطے مقرر ہوئی رکن الدولہ کے مقتول ہونے کے بعد سابق سے چونکہ بسبب ہم چشمی باہمی کے اسمعیل خان پنی اور ظفرالدولہ کی عداوت جانی پیدا ہوگئی تھی یعنی ظفرالدولہ کو یہ منظور تھا کہ خانمذکور ناظم ایلچپور کو اپنی تابعداری و اطاعت کیطرف مائل کرین اور وہ اس امر کو موت سے بدتر جانکر غرور خلقی اور اپنی بہادری کے نشہ کے سبب ظفرالدولہ کے اقتدار کی حقیقت نہ جانتا تھا اور واسطے اپنی ہوشیاری کے ایلچپور کے حصار کی تعمیر پتھر و چونہ سے کی تھی اس سبب سے ظفرالدولہ ہمیشہ طرح طرح کی تمہیدین مخالفانہ خان مذکور کی طرف سے رکن الدولہ کے ذہن نشین کیا کرتا تھا اور ہمیشہ سے ظفرالدولہ کا یہ قصد تھا کہ خان موصوف کو کسی قسم کے لڑا کر آپ جنگ مین مبادرت کرے لیکن رکن الدولہ مآل اندیش تھے اس لئے کہ وہ خوب جانتے تھے کہ ان دونون رکنون مین اگر شکست ہوجاوے تو بلاشبہ بازوے دولت کا شکست ہوجاے لہذا وہ ہمیشہ احمال اغماض کرتے رہتے تھے لیکن جب اونکا قتل ہوگیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو ظفرالدولہ نے خلاف اظہار سے بندگان حضرت کے مزاج کو خاندان جلادت نشان کی طرف سے فی الجملہ رو گردان کر رکھا تھا پس چاہا کہ اپنے استصواب سے صفائی ہوجائے اور خانمذکور اس سرکشی و عناد سے بدلجاوے حضرت نے بپاس خاطر ظفرالدولہ کے اسمعیل خان پنی کو کہ وہ موافق ارشاد کے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر لشکر فیروزی اثر سے اوترا ہوا تھا کہلا بھیجا کہ ہمنے ایلچپور کی صوبہ داری صاحبزادہ عالیجاہ کو دی ہی اور تمہارے لئے صرف بالاپور بطور جاگیر کے مقرر ہوا ہی بہتر ہے کہ تم موضع مذکور کو خالی کرکے اولیاء دولت کے سپرد کر دو اور آپ ضابطہ جنگ کے استصواب سے اگر دولت

ملازمت سے مشرف ہو کہ یہ تمہارے واسطے نہایت نافع اور مفید تر ہے اناغخان جہالت پیشہ نے حکم خداوندی سے سرتابی کی ہیں
ظفر الدولہ نے کہ جو اوسکے خون کا پیاسہ تہا لہذا اوسکی تنبیہ کی اجازت لی اور بحرو لشادکے ۔ ربیع الاول ۱۱۹۵؁ھ مین سامان پیشما
اور سرکاری توپخانہ لیکر اوسکی طرف دوڑا مشہور ہے کہ لڑائی کیوقت حضرت بنفس نفیس سطح پشت گرمی ظفر الدولہ کے فیل عماری صحن
طلب فرما کے مستعد بیٹھے تھے اور غنائمذ کو نہایت قلیل جمعیت سے آستان بوسی کا قصد کرکے ایلچپور سے روانہ ہوا تہا ظفر الدولہ
کے مقابلے سے منکا پہیر نا اور اپنے مکان کو واپس چلا جانا ننگ و عار تہو رذاتی اور شجاعت فطری کا جانکر چند آدمیون سے
شمشیر ہاتہ مین لئے گہوڑے پر سوار پروانہ کی طرح ظفر الدولہ کے لشکر پر آپڑا اور توپخانہ آتشبار سے گذر کر اوسکے ہودے
تک آپہونچا اوسوقت ظفر الدولہ کے لشکر مین عجیب قسم کا زلزلہ پڑا ہوا تہا چنانچہ اتبک مشہور ہے پس جبکہ وہ تیر و تفنگ اور
سنان کے زخمون سے چور چور اور بے طاقت ہو گیا تب ظفر الدولہ کے سپاہیون نے مرکز و اگہیر کر سرتن سے جدا
کیا اور وہ تہان ناحق اپنی جہالت کے سبب سے جان بحق تسلیم ہوا اور اپنا نام بہادران روزگار کے دفتر مین
ثبت کیا خیر اسکے بعد حضور پرنور ایلچپور کو تشریف لیجا کر شاہ عبد الرحمن قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور وہان
ظفر الدولہ کو ایک قبضہ شمشیر مع علی بند او منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار او مبارز الملک بہادر خطاب عطا فرمایا
اور ایلچپور کی صوبہ داری صاحبزادے عالیجاہ کو عطا فرمائی مبارز الملک نے اسمعیل خانکے مقتول ہوجانے
کے بعد اسمعیل خان کے بیٹون یعنی صلابتخان اور بہلولخان کی تالیف قلوب کے لیے بندگان عالی مین سفارش
کی چنانچہ حضور نے اونکو بلوایا اور سرپیچ مرصع دیکر جاگیر او منصب سے سرفراز کیا اسی اثنا مین منیر الملک
شیر جنگ حیدر یار خان بہادر کے انتقال کی خبر حضور مین پیش ہوئی چونکہ بہادر مرحوم اسکے سابق
حسب الارشاد والانظامت خجستہ بنیاد کی قبول کرکے پانچ سال تک دادرسی اور غربا پروری
مین بسر کرتا سہا کسی نے اوسکی تاریخ — حیدر یار خان عادل ۔ رقم کی ہے ۔

پہر وہان سے مخجستہ بنیاد کو آئے اور اس جمورہ مین چہاونی کی اور حسب عادت مستمرہ کے روضہ منورہ کی طرف واسطے زیارت خلد مکان اور نواب شہید کے توجہ کی اور ۲۰ تاریخ جمادی الثانی کو محمد امجد خان بہادر کو رسالداری کی خدمت سے عزت بخشی اور نہین ایام مین کاغذ گذاشت ۵ لاکہہ روپیہ کے کاڈاپور اور ربجالنہ اور مونگی پٹن مع قلعہ دولت آباد کے واسطے اعانت رگناتہہ راؤ کے مقرر ہوئے تہے سکہرام وغیرہ کارپردازون نے سوائے مادہوراؤ کے جو روانہ کئے تہے ملاحظہ مین پیش ہوئے اس عرصہ مین مورد پنڈت پہڑنویس اور پنڈت بالاجی کے باہم غبار مخالفت کا بلند ہوا تو ہر ایک نے ارادہ کیا کہ بلا شرکت غیر کے صاحب اختیار ہو۔ پس ہولکر پہڑنویس کیطرف ہوا اور سیندہیہ بالاجی کی طرف اور ہر ایک نے یہ فکر کی کہ دوسرے کو دعوت کے حیلے بلوا کر قید کر لینا چاہیئے پنڈت بالاجی نے جب یہ خیال کیا کہ ہری پنڈت میرے موافق ہے حیدر علیخان کے گیا ہوا ہی اپنے منصوبہ کو معرض توقف مین چہوڑا اور پنڈت مذکور اور خود راجی سیندہیہ کو اس امر سے آگاہ کر کے اپنے پاس بلوایا اور خود داری کی طرف مشغول ہوا لیکن اپنی خوشامد اور چاپلوسی سے پنڈت مورد کو ایسا غافل کر دیا کہ اوسکو قید کا خیال ہی نرہا حتی کہ پنڈت بالاجی اوسکے مکان پر گیا اور کمال جوش اخلاص سے پیش آیا اوسوقت اگرچہ ہولکر نے اوسکے گرفتار کرنے کے واسطے ایما کیا کہ یہ وقت خوب قابو کا ہی مناسب ہی کہ اُسکو گرفتار کر لو ورنہ موافق مثل مشہور ۔ گیا وقت پہر ہاتہہ آتا نہین ۔ ندامت حاصل ہو گی مورد نے اوسکی ظاہرداری پر فریب کہا کر ہولکر کی بات نسنی چنانچہ وہ صحبت کمال خوشی ظاہری سے گذری پہر ایک مہینے کے بعد جب سیندہیہ اور پنڈت ہری پہڑکیہ آکر ملے بالاجی پنڈت سیندہیہ سے مشورہ کر کے کچہہ طمع دیکر اپنی طرف مائل کر لیا اور اس باتکا ارادہ کیا کہ مورد کو قید کیا جاوے چنانچہ اور چند روز اوسکو غافل کر کے دعوت کے لئے بلوایا

سبب انتقال اور تاریخ وفات اور مکان رحلت اور مرقد کا بیان

جب وہ آیا تو اوسکو فوراً گرفتار کرلیا ہولکر نے جب یہ دیکھا کہ مورد اپنی نادانی سے یہ کہانہ ماٹا گرفتار ہوا اور
پنڈت بالاجی مرد فہیم عقیل ہوا اور وسکا باپ بھی بسبب اعانت سیندہیا و بہرکیہ کے نہایت سنگین اور مستحکم تہ بہت
عہد و پیمان کے ساتہ اون سے سازش کرلی پس چارون سردار یعنی بالاجی اور ہولکر اور سیندہیا و بہرکیہ
حلف کرکے سب یکدل ہوئے اور بالاجی نے واسطے مزید تالیف قلب کے سوائی مادہوراؤ کو سیندہیہ
کی گود مین ڈالدیا پس سیندہیہ قریب اسی ہزار سوار فراہم کرکے انگریزون کے مقابلہ کو نکلا الکہا ہے کہ اونا سردار ان
پونا نے انگریزون کے افسرونکو لکہا کہ نارائن راؤ وارث ملک کو بلا سبب گہناتہ راؤ نے مار ڈالا اگر تمہارے ملک
مین پناہ لیکر آیا ہے لہذا تم لوگون کو لازم ہے کہ اپنے پاس جگہہ نہ دو انہون نے جواب مین یہ لکہا
کہ رگہناتہ راؤ سردار او سردار زادہ اور ملک کا وارث ہے اور تم سب ملازمون نے آپس
مین متفق ہو کر ایک طفل نا شخص کو نارائن راؤ کا بیٹا مقرر کرکے مسند ریاست پر بٹہلایا ہے
اوس بیچارہ نے تمہارے ظلم کے سبب سے ہم سے پناہ لی ہے۔ پس اب ممکن نہین ہے کہ
ہم اپنے پناہ گرفتہ کو تمہارے حوالے کردین مرہٹون نے جب یہ جواب سنا تو پاؤن شوخی کا
میدان مین رکہا اور جنگ افزائی شروع کی متواتر آٹہہ ماہ تک انگریزون اور مرہٹون مین لڑائی
ہوتی رہی انجام کار انگریزون نے ۱۱۹۰ہجری مین قلعہ تہاسینکا جو مرہٹون کے قبضہ مین تہا
چار ساعت نجومی مین چہین لیا اور مرہٹون کے چار ہزار آدمی جو اوسمین تہے نکالدیئے پس
رگہناتہ راؤ اور پنڈت بالاجی دونون نے گورنر کلکتہ کے پاس اس مضمون کے خط روانہ کئے کہ حقیقت مین
ہمارا حق ہے اور دوسرا ناحق مناقشہ و جہگڑا کرتا ہے گورنر صاحب بہادر موصوف نے اس امر سے مطلع ہوکر مسٹر جان اپٹن
صاحب کو اس امر کے دریافت کرنے کے لئے پونا روانہ کیا صاحب مذکور آئے اور حقیقت حال دریافت کرکے کمپنی بہادر کی

ہمایون بادشاہ کا بیان

طرف سے سوائی مادہوراؤ کو خلعت وجواہر عطا کئے اور رفاقت وموافقت کے ذمہ دار ہو کر مع سیواک رام وکیل بالاجی کے بازگشت کی رگھناتہ راؤ نے یہ خبر سنکر ہولکر وسیندہیہ کو خطوط موافقت اور رفاقت کے لکھے کہتے ہین کہ سرداران مذکورنے اسکے جواب مین عرضیان وفاداری اور اخلاص کی بشرط نزول مع اعانت افسران انگریزی کے روانہ کین پس رگھناتہ راؤ نے وہ عرضیان بجنسہ حکام بمبئی اور پونا کو لیجاکر دکھائین اور اپنے واسطے استعانت کی درخواست کی حاکم بندر اوبمبی نے مسٹر کریک اور مسٹر اسٹوال کو خیال کرکے رگھناتہ راؤ کو رخصت دی اور چلتے وقت ایک مالا مروارید کا اور ایک سرپیچ مرصع اور چار لاکھہ روپئے نقد تواضع کئے پنڈت ہری اور سیندہیہ ایک لاکھہ ستر ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر پونا سے نکلے اور لڑائی شروع کردی کوئی شخص اون لوگون مین سے جنہون نے محبت ورفاقت کے خطوط رگھناتہ کو لکھے تھے اسکا شریک نہوا رگھناتہ راؤ نے انگریزی فوج اور پانسو سوار مغلیہ سے گروہ لوگ ہمیشہ سے اوسکے ملازم تھے مقابلہ کیا مگر اس لڑائی مین غلبہ مرہٹون ہی کو رہا اور چارون طرف سے انہون نے ہجوم کرکے مثل مرکز کے محاصرہ کرلیا اور محاصرہ کرلیا اور چارونطرف سے اونکی رسد اور غلہ وغیرہ کی آمد کو بند کرکے اونکو تنگ کردیا اسکے بعد سیندہیہ نے درمیان مین پڑکر رگھناتہ راؤ کو ان سے چھٹا لیا اور اپنے پاس رکھا اور سرداران انگریزون سے عہدنامہ مہری کمپنی بہادر کا بابت گذاشت شاستی اور بندر سورت کی لیکر چھوڑدیا اور پنڈت بالاجی سے بہی سند کالپی جاگیر نو لاکھہ روپئے کی مہری سوائی مادہوراؤ کی رگھناتہ کیواسطے لکھوالی اور اپنی فوج کے چھہ ہزار سوار اوسکے ہمراہ کرکے رگھناتہ راؤ کو کالپی بہجوادیا رگھناتہ نے کالپی مین اپنا قیام سیندہیہ کے اختیار مین مناسب جانا اور فرصت کے وقت لشکر

سینده ہیہ کو غافل کرکے پہر بندر سورت کو چلدیا اسکے بعد پنڈت بالاجی اور سینده ہیہ نے اتفاق کرکے وکیلون کو لارڈ صاحب بہادر گورنر بمبئی کے پاس یہ کہلوانے کو روانہ کیا کہ تمہارے سردار رگھناتہ کو ہمارے حوالے کر دیا تہا مگر وہ پہر دوبارہ گریز کرکے تمہارے پاس پہونچ گیا ہی لہذا تمکو مناسب ہے کہ نامبردہ کو ہمارے حوالے کرد و لارڈ گورنر صاحب بہادر نے جواب دیا کہ وہ ہمارے پاس بے بلائے آیا ہی اسلئے جانا اور نہ جانا اوسکی مرضی پر موقوف ہے ہم نہین بہیج سکتے ہین وکلا مایوس ہوکر واپس آگئے اور لارڈ صاحب بہادر گورنر بمبئی نے تین پلٹنین بندر سورت کو یہ حکم دیکر روانہ کین کہ گجرات لیلو۔ لکہا ہی کہ ایک ہفتہ مین وہ پلٹنین پہنچین اور چار گہنٹہ مین گجرات اپنے قبضہ مین کرلیا اور اُس شہر مین مرہٹونکی جانب سے جو ایکہزار عرب اور دو ہزار دیگر اقوام کے لوگ تہے اُنکو یراق سمیت نکالدیا۔ اور اس معرکہ کے قریب ہی مسٹر ہسٹین بہادر گورنر کلکتہ نے دس پلٹن کرنیل کاڈر صاحب کے ہمراہ کرکے بمبئی کو روانہ کیا اور یہ سورت مین لارڈ گورنر بہادر کی ملاقات کو سورت مین آئے اور پونا والون کی لڑائی کا اقرار کرکے رگھناتہ راؤ سے یہ کہا کہ یہین تشریف رکہئے ہم تنہا اس مہم کو سر کرتے ہین چنانچہ یہ چار پلٹن لیکر مع جمعیت عبد الرحمن خان ملازم آصف الدولہ ناظم اودہ اور ۲۵ عدد توپ سے پونا پر دہاوہ کیا اور اول بمبئی پر ہی گذرتا ہوا بندر بسئی پر آیا اوسکو فتح کرکے اپنا تہانہ قایم کیا اور جب وہان سے پونا پر جانے کا ارادہ کیا ہی تو سر راہ جس قدر مواضعات پونا والون کے ملتے گئے سب پر قبضہ ہوتا گیا اور اونکی جمعیت کو جہان جہان کہ سد راہ تہی پریشان متفرق کردیا حتی کہ مرہٹونکو مارتے مارتے پائین کہاٹ تک لے آئے اوسوقت پنڈت بالاجی نے گہبرا کر سوائی مادہوراؤ کو پرندہ کے قلعہ مین بہیجدیا اور جواہر غیرہ کے خزانہ پر واسطے نگرانی کے لوگ روانہ کردئے اور شہر پونا کو جلا دینے کے قصد سے اوسمین بہوس ولکڑی بہردیا اسمین لارڈ گورنر صاحب بہادر کلکتہ کی چٹہیان آئین کہ سوائی مادہوراؤ نے مکرر خطوط آشتی و نرمی کے

نکلے مین اس لئے بالفعل وہان کی لڑائی کا قصہ ملتوی کر دیا اور حیدر علیخان نے فساد برپا کیا چنانچہ یہان سے فوج واسطے
انکے مقابلہ کے روانہ ہوئی تہی بہت جلد کرنیل کاڈر صاحب کی جمعیت جہان جہان مقیم تہی بارون پر سوار ہوکر بمبئی کو واپس
آجاوے۔ اس اثنا مین اہل پونا کو ہنوز صلحنامہ مرقوم نہونے پایا تہا کہ فی الجملہ تسکین ہوئی اس باب مین بالاجی نے انگریزون کے ساتہ
مصالحت کے فکر کرکے سیندہیہ کو لکہا کہ تم صلحنامہ کلکتہ کو اس شرط پر لکہو کہ رگہناتہ راو ہمکو دیدیا جاوے
چنانچہ سیندہیہ نے جنرل ہسٹین گورنر کو اور نیز کونسل کو کہ رگہناتہ راو کا دینا اس شرط پر کہ جاگیر واسطے
مدد معاش سیندہیہ کے متصوبات مقرر کرکے صلح کرلی اور صلحنامہ مرقوم ہوکر صاحبان کونسل کی مہر سے سیندہیہ کے
پاس آیا پاس بالاجی کی طرف سے ٹہرکیہ رگہناتہ راو گولیکہ کو برگاون مین آیا۔ کہتے ہین کہ اس صلح کی ناموافقت سے ہوا
رگہناتہ راو کا چراغ زندگی ۸ ربیع روز مین صرصر فنا سے گل ہوگیا اور پنڈت بالاجی نے افسران انگریزون سے مصالحت
کرلینے اور رگہناتہ راو کے فوت ہوجانے کے بعد مادہو راو کو کہ اسوقت اسکی عمر پانچ سال کی تہی مسند ریاست پر متمکن کرکے
خود صاحب اختیار بالاستقلال ہوگیا۔ ٹیپو سلطان کے ساتہ خیال منازعت کو اپنے دل و دماغ مین پختہ کیا چنانچہ
جیساکہ ظہور مین آیا ہی بیان کیا جاویگا۔ اور بندگان عالی جو خجستہ بنیاد مین واسطے چہاونی کے رونق افزا تہے میر جملہ بہادر
نصیر جنگ کو ظفر الدولہ کی ریاست اور شور سے شہر کی صوبہ داری مرحمت فرمائی اور عظیم الدولہ خطاب عطا فرمایا۔ چہٹی شوال
۱۱۹۵ھ مین حیدر آباد کی طرف نہضت فرمائی ہوا اور بتدریج اپنے تمام ملک کی سیر فرماتے ہوئے دعوتین نذرین پیشکش وغیرہ قبول
فرماتے ہوئے اور امرا کو خلعت و جواہر اور خطابات و جاگیرات اور منصب عنایت کرتے ہوئے ۴ جمادی الثانی ۱۱۹۶ھ مین
معہ مین کہ وہی حضور کا دار السلطنت تہا رونق افزا ہوا اور جناب بیگم صاحبہ قدسیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اسی سال مین صاحبزادے
میر تیمور علیخان کی ولادت ہوئی تہی۔ صاحبزادی بدری بیگم کا عقد نکاح ذوالفقار الدولہ مہابت جنگ خلف امیر الامرا بسالت جنگ کے
ساتہ کردیا اور تیغ جنگ محمد ابو الفتح خان بہادر کو فوج کی نگرانی و درستی پر مقرر فرمایا بہادر موصوف نے عرصہ قلیل مین فوج شائستہ مردم پایگاہ

اور سلاحدار سے اسعار و بلا کے ساتھ درباہم بیش قرار دیکر جمع کردی پس مبارز الملک بعد برسات کے حاضر ہونیکا اقرار کرکے حضور سے رخصت ہوکر تعلقہ نرمل کو چلے گئے اور چونکہ معین الدولہ غلام سیدخان قلعہ اودے سے حاضر ہوکر امور ریاست مین دخیل ہوئے تہے مبارز الملک نے اسایع سنجا نکر وفار الدولہ کی دولت سے حضور مین عرضی پیش کی کہ فدوی کا حاضر ہونا اسپر موقوف ہے کہ معین الدولہ غلام سیدخان کو حضور سے خارج کرکے قلعہ اوسا کو روانہ فرماوین چنانچہ حضور نے انکی خاطر ایسا ہی کیا یعنی معین الدولہ غلام سیدخان کو اوسا کو روانہ کردیا اور مبارز الملک کو نہایت تاکید ی انکی طلب مین خط لکہا

تیسرا سفر

خود بدولت ذیحجہ ۱۱۹۱ھ مین حیدر علیخان کا تدارک فرمانے کے لئے تشریف فرما ہوئے اسلئے کہ نامبردہ نے خودسری سے اکثر ملک فاغنہ کا اپنے قبضہ مین کرلیا تہا جو امیر الامرا بسالتجنگ کے متعلق تہا مگر نوبت جدال و قتال کی نہ پہونچی لہذا مراجعت فرماکے ۱۰ رجمادی الاول ۱۱۹۱ھ مین عماری سواری مین مع تیغ جنگ محمد ابو الفتح خان بہادر بیرالدولہ کے نیک ساعت مین شہر مین رونق افزا ہوئے اور تیغ جنگ محمد ابو الفتح خان بہادر کو مع اصل و اضافہ پنجہزاری منصب اور پانچہزار سوار اور علم و نقارہ و جہالردار پالکی اور شمس الدولہ خطاب عنایت کیا اور ۲۸ شعبان ۱۱۹۱ھ مین صاحبزادی بدر بیگم صاحبہ نے بوجہ اسقاط حمل کے وفات پائی۔

چوتہا سفر

دوبارہ حیدر علیخانکی تنبیہ کیواسطے ۱۱ ذیحجہ فرخندہ بنیاد سے حضور نہضت فرما ہوئے لیکن حیدر علیخان نے رخ مقابلہ کا آپکی طرف سے پہیر کر انگریزونکی منازعت کیلئے متوجہ ہوا خود بدولت ۳ ماہ کے بعد مراجعت فرماکے ۲۵ ربیع الثانی ۱۱۹۲ھ کو حیدرآباد مین رونق افروز ہوئے اور اسی سالمین ۳ رجب کو دوسری صاحبزادی نقشبندی بیگم کی ذو الفقار الدولہ ابن امیر الامرا کے ساتھ مثل تکلف سابق کے شادی کی اور عید الفطر کے جشن مین قمر الدولہ منصور جنگ

بہادر کو جیغہ اوشمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کو جیغہ و سیاہ پرون کی کلغی عطا فرمائی اور ۸ شوال کو وقار الدولہ خبط دماغی کی علت مین چوری مار کر چند روز بعد مر گئے اور ۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۵ ہجری کو سٹر ہالس صاحب بطور رسالت انگریزون کے بادشاہ کیطرف سے آئے اور ملازمت سے مشرف ہو کر تحائف مرسلہ گذرانے۔ بعد قتل رکن الدولہ اوشمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کے ترقی مدارج سے قبل خدمت دیوانگی کی خالی تھی نوابصاحب نے بوجہ حضور باشی اور صداقت ذاتی کے تمام امرائے نامدار مین سے شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کو ہی واسطے تفویض امر جلیل دیوانی کے منتخب فرمایا تھا۔ موصوف نے بسبب اپنی شجاعت منشی اور مآل اندیشی کے اس امر جلیل کو قبول نہ کیا بار ہا ایما اور اشارہ معین الدولہ غلام سید خان کیطرف کیا اون ایام مین معین الدولہ غلام سید خان بہادر نے بسبب ناسازی اخوان زمان اور ارکان خدیو جہان کے حضور سے رخصت لیکر قلعہ دسا مین کہ انکو بطور تمغا کے ملا تھا گوشہ گیری اختیار کی تھی اور وقار الدولہ کی وفات کے بعد حضور باشی کے مانع تھی ظفر الدولہ سے ملاقات کر کے اپنے موافق کیا تھا حتی کہ ظفر الدولہ بہادر نے الملک نے خان موصوف کی سفارش کے باب مین عرضی لکھی تھی نوابصاحب نے حسب تجویز شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کے معین الدولہ غلام سید خان کو یاد فرمایا پس خان موصوف نے اپنے مقام سے نقل و حرکت کر کے ۱۸ شعبان سنہ ۱۲۰۴ ہجری مین بلدہ فرخندہ بنیاد مین آستانبوس ہو کر بہرہ اندوز ہوئے اور ۲ سال تک شمس الدولہ محمد ابو الفتح بہادر کے اتباع مین رہ سکتے ہین کہ حضور اکثر اس عہد مذکور مین اپنے رو برو بٹھلا کر خان موصوف کے کلام کو اپنے ادراک مبارک کی میزان مین وزن کیا کرتے تھے اور اس امیر عظیم الشان کی بردباری اور حلم دریافت فرماتے تھے اور کبھی کبھی مشورے مین بھی شریک کیا کرتے تھے اور یہ معلوم کرنا چاہیے کہ کبھی بلا شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کے تنہا یاد نفرمایا اور جریدہ بار یاب خلوت نکیا جب حضور نے خوب معلوم کر لیا کہ خان موصوف الیہ اپنی فہم کامل عقل اور سیادہ فہم ذی فراست ہے اوشمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کو سوائے امالی اور ملکی کیطرف مطلق توجہ نہین بلکہ بہادر موصوف کا مقتضائے

تاریخ سلاطین بیجاپور

طبیعت سوای گرد اوری بہادران عرصہ نبرد اور اسپان ہامون نورد کے کسی طرف متوجہ نہین پس معین الدولہ غلام سید خان بہادر کو بعض بعض مقدمات سپرد کیے اور بعد کثرت پند و نصائح کے متصدیونکو حکم ہوا کہ انکیطرف متوجہ ہوکر رجوع کرین اور انہی ایام مین شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کو چہار ہزار سوار و ہفت ہزاری منصب و شمس الملک خطاب و ایک جیغہ مع سرپیچ و سرپیچ و سرمہ مرصع کے جڑاو عنایت ہوئی اور معین الدولہ غلام سید خان بہادر رجوع مہمات کو ایک پرتلہ مرصع اور کلغی سیاہ پروں سمیت اور ایک جوڑہ بجیند مع سہاسری مروارید اور ملبوس خاص اور مشیر الملکی کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور یہ بہی معلوم ہونا چاہئے کہ میر عالم بہادر نے اپنی کتاب مین جسکا نام حدیقۃ العالم ہے یہ لکہا ہے کہ مشیر الملک غلام سید خان بہادر نے بساط بوسی کے شرف حاصل ہونیکے بعد دو سال تک شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر کے خوف سے جو امر اونکے دل مین مکنون تہا اوسکا اظہار نہ کیا اور اس عرصہ مین کمال تملق و چاپلوسی سے پیش آکر اظہار صداقت سے بہادر موصوف کیساتہہ اپنا رابطہ بڑہایا اور خوب ہمراز ہوکر اپنا رفیق بنالیا اور سرکاری کفایت کے باب مین باغ سبز ہتیلی پر دکہلاکر زمین کی افزونی سے سال بسال عمال پیشہ اور محصول تجارت سوداگران پر اور لوگون کے مال و اسباب و مکانات جبراً قہراً لیکر ہر حیلہ سے کہ محض ظلم تہا خداوند نعمت کو خوب اپنی طرف متوجہ کرلیا اور جبکہ اپنے آپکو معتمد علیہ پایا تو رفتہ رفتہ تمام مقدمات مالی و ملکی مین دخیلکار ہوکر مدار المہامی کی خدمت بلا مخل ہونے کے اپنی ذات سے متعلق کرلی پس مشیر الملک غلام سید خان بہادر کے زمانہ مین شرفا اور علما اور صلحا اور سادات اور مشائخ نے بڑی بڑی اذیتین و تکالیف شاقہ سہی ہین حتی کہ اکثر جلا وطن ہوکر چلے گئے اور بعض نے گوشہ نشینی اختیار کرلی اور جو لوگ مفتری بد باطن بد اخلاق تہے اونکی تقدیر کا ستارہ خوب بلند ہوا اور غربا اور روسیہ شخصونکے انعامات ضبط کرلیے گئے اور تنخواہ نقدی منصبداروں کی فی روپیہ ... مقرر کی گئی اور نہین ... تمام حقوق مثل حق وکالت نامہ حق چوبداری حق متصدیان وضع کرلیا جاتا تہا اور باینہمہ تب بہی کسیکو ماہ بماہ وصول نہوتا تہا بعضونکو

نشتمابی اور بعضونکو اس سے بہی کم اکثر لوگ آہ و فغان سے جان بلب ہو تہے اور محتاج لوگ فزونی محصول و تنخواہونکے وصول نہونے اور فاقہ کشی کیوجہ سے ہلاک و برباد ہوگئے اور حسب استطاعت جور و ستم کے اندیشہ سے قالب بیجان تہے تسبیح الحفیظ کی سب چہوٹے بڑون کی زبانپر جاری تہی الحق عاملہ اللہ بما عملہ الحق خیر اس قصہ کو چہوڑکر اب اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون چونکہ مزاج حضور کا شکار کیطرف مائل تہا اور سنگارج کے تالاب کے کنارہ پر جو شہر سے جانب شرق دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے شکار گاہ حیرت اشتباہ شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر کے اہتمام سے اسی سال مین تیار ہوئی تہی واسطے دور کرنے تردد کے تشریف فرما ہوئے اور چند روز وہان قیام گزین رہے اور دوبارہ بارہ کوس کے احاطہ مین بطور قمرغہ کہ ہندی اسکی باگر ہے شکار کرکے مراجعت فرمائی اس اثنا مین یہ خبر آئی کہ مبارز الملک سرطانکی بیماری سے مرگئے اور خلعت استقلال کا اختتام جنگ خلعت مبارز الملک کے نام سے روانہ ہوا ۲۸۔ رمضان ۱۱۹۵ھ ہجری مین شمس الملک شمس الدولہ تیغ جنگ محمد ابو الفتح خان بہادر کی دولتسرا مین نونہال حدیقہ جاودانی اختر برج کامرانی یعنی فرزند سعادت پیوند شمس الامراء ثانی ابو الفخر محمد فخر الدین خان بہادر کی ولادت ہوئی۔

پانچوان سفر

۱۶ محرم ۱۱۹۶ھ مین شہر سے روانہ ہوکر قلعہ محمد نگر کے حوالی مین سیر و شکار کرتے ہوے ساڑہے تین مہینہ کے زمانہ تک کوچ و مقام کرتے ہوے اپنے ممالک محروسہ کی سیاحت کی طرف متوجہ تہے کہ اسی اثنا مین ۱۵ جمادی الاول کو کولاس کے قلعہ مین قیام گزین تہے کہ ناگاہ صمصام الملک نے عارضہ جسمانی سے سفر آخرت کا قصد کیا چونکہ وہ خیرخواہ خاص و عام اور نہایت لائق شخص تہے گاہ گاہ اشعار ہندی و فارسی لکہکر حضور کی خدمت مین وقت فرصت کے عرض کیا کرتے تہے خود بدولت کو اونکی وفات کا رنج ہوا لہذا اس ملال کے رفع کرنے کی غرض سے سپاہ اور اضراب جنسی بان وغیرہ ملاحظہ کرنے لگے چنانچہ اولاً تمام تیرانداز ممتاز اور قراولان قدرانداز

شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر کے اہتمام سے مجاہدان دین اور غازیان نصرت قرین نے جوق جوق حاضر ہوکر اپنی سپاہ گری کے فن کو جلوہ گر کیا اونکے بعد گولہ اندازاور پلٹنوں کے جوانوں نے آگے بڑہکر توپین بندوقین ورہکلہ وغیرہ کے کمال سرعت سے مثل تار برقی کے علی الاتصال سر کئے اور بان انداز اور برق انداز اپنی چستی و چالاکی مین گوی سبقت رعد و برق سے لے گئے اونکے بعد مراجعت کرکے حیدر آباد مین رونق افروز ہوئے اور اسی مہینے کی ۲۴ تاریخ کو تالاب حسین ساگر کی سیر کی وہان پر چراغون کی روشنی اور آتشبازی بکثرت تہی پہر چوتہی جمادی الثانی کو جمعہ کے روز شہر مین داخل ہوئے اور بعد نزول اجلال کے شاہ فیض اللہ صاحب اور شاہ امیراللہ صاحب خلف شاہ رضا صاحب کی ملاقات کیواسطے ارادہ فرمایا واضح ہو ۲۵ رجب سنہ حال کو سٹرالن صاحب رخصت ہوکر بندر کتل کو روانہ ہوئے اور سلخ رمضان شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر کو جیغہ بند کا عنایت کیا اس عرصہ مین احتشام جنگ بن ابراہیم بیگ دہونسہ کی بے اعتدالیان سمع شریف مین پہونچین جنکو ونکے باپ کے بعد سند استقلالی سے ممتوز فرمایا تہا لہذا اس نااہل کی تنبیہ کیواسطے شمس الدولہ محمد ابو الفتح خان بہادر کو ارشاد ہوا بہادر موصوف نے حسام الدینخان عرف کہانسی میان کو اپنے آدمیون مین سے روانہ کیا اوسکے بعد حضرت صاحبزادہ سکندر اقبال اکبر علیخان بہادر کو اسد اللہ کا خطاب دیکر رخصت فرمایا احتشام جنگ ابن دہونسہ نے اگرچہ مقابلہ مین کمی نہ کی لیکن فتح حسام الدینخان کی ہوئی اور وہ قلعہ نرمل مین مقیم ہوا حضرت نے اس سال محمد امجد خان بہادر کو سربلند جنگ کا خطاب عنایت فرمایا اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ اسی سال مین امیر الامرا بسالت جنگ محمد شریف خان بہادر کی رحلت ہوئی جو حضور کے چہوٹے بہائی تہے ۔

——— ۱۰ ———

چھٹا سفر

۲۰ ذیحجہ سنہ رواں میں حیدر آباد سے نکلکر خود آپنے بنفس نفیس قلعہ زیل کو توجہ فرمائی اور جب لشکر ظفر پیکر مقام ایلورہ میں پہونچا ۱۰ محرم سنہ ۱۱۹۷ میں دولہ رائے کو فوج کا افسر کرکے قلعہ جگتیاں کے محاصرہ کرنے کو مامور فرمایا اور نوسلم انگریز کو سرگروہ سے مذکورہ کی تعیناتی سے نامزد کیا سرگروہ مذکور نے حسب الایما والا زمام عزیمت کو اسطرف متوجہ کیا اور وہان پہونچتے ہی اپنے مقصود کی طرف متوجہ ہوکر توپون اور کرنال کے گولون سے باشندگان قلعہ مذکور کے اندر زلزلہ قیامت کا برپا کیا ایک شخص ظفر الماس قلعدار نے ۲۸ محرم کو قلعہ مذکور اولیاء دولت کے سپرد کیا اور اپنی خطا کی بخشش کا طلبگار ہوا خودبدولت نے اوسکی خطا معاف کرکے وہ قلعہ اوسیکو دوبارہ دیدیا اور آپنے قلعہ کا ملاحظہ فرماکر اپنے مقصود کی طرف توجہ فرمائی اور گنگا سے عبور فرماکر وہان سے حسب سند عا پنڈت پردہان کی ماہ رواں کی ۲۲ تاریخ کو صاحبزادہ سکندر اقبال اسد الدولہ میر اکبر علیخان بہادر کو کہ وہ بہی سفر میں شریک تہے سوائی مادہوراؤ کے بیٹے کی شادی میں دعوت کے لئے شہر پونا روانہ فرمایا اور خودبدولت پسر ابراہیم بیگ دہونسہ کی گوشمالی کے لئے متوجہ ہوئے وہ بہی خوب ساز و سامان سے قلعہ جگتیاں کے میدان میں خودبدولت سے مقابل ہوا ایسی لڑائی ہوئی کہ نہ دیکھی تہی نہ ایسی سنی ہو اُسوقت خودبدولت آہنی ہودے میں سوار تہے شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر خواصی میں اور حکم فاقتلوہم حیث وجدتموہم کا جاری تہا جو کوئی مدد کا خواہان ہوتا تو خودبدولت شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر سے فرماتے کہ مدد دو معز الیہ پاگاہ کے لوگون کو جنگ کی ترغیب دیتے تہے حتی کہ اسی قصہ میں شام ہوگئی بہت سے لوگ جانبین کے مقتول و مجروح ہوئے دلاور جنگ انگریز طرفدار احتشام جنگ پسر ابراہیم دہونسہ بہی زخمی ہوا اُسوقت

وکلا اور وزرا کا بیان

بیرو کیان حرم محترم کا بیان

فوج عظیم نے گریز کیا اور وہ برگشتہ بخت سرنگون ہوا بہت سے نشان کارڑی اور پیادے اور مہلیان کے سہارن لشکر نواب صاحب کے ہاتھ آئے اور سدن پاگاہ کے سوارون نے نہایت سربازی و جانفشانی کی جب پہر رات گذری تو اوسوقت احتشام جنگ کی مان ور دولت پر آئی اور کمال نیازمندی و عاجزی کے ساتھ اس کی طلبگار ہوئی خود بدولت نے اپنی رحم مزاجی کیوجہ سے اوسکی معذرت کو قبول فرمایا و اپنی عادت مستمرہ کے موافق محل مین اوترنے کا حکم دیا اوسکی صبح کو دربار کیوقت مشیر الملک کو بھیجکر احتشام جنگ کو بلوایا اور اوسکے جرایم کو عفو کیا اور رخصت کیوقت ایک عدد سرپیچ عنایت کیا پس اپنے آدمیونکا قلعہ غرل مین بندوبست کرکے آپ مع تمام پردگیان عصمت مآب کی سیر کیواسطے تشریف فرما ہوے اور بعد و کامیابی کے جب ارادہ مراجعت کا ہوا خود بدولت ہنوز اسی نواح مین تشریف رکہتے تہے کہ صاحبزادے سکندر اقبال سعد الدولہ ولد میر علیخان بہادر دعوت پونا سے فارغ ہوکر واپس آگئے اور شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوے پس بتدریج آہستہ آہستہ جمعہ کے روز ۴ رجب ۱۱۹۷ہجری مین شہر مین رونق افزا ہوے اور ۲۴ رمضان سنہ دوان مین محمد صفدر خان بہادر کو صوبجات دکن کی دیوانی اور اسجع الملک اسجع الدولہ غیور جنگ کے خطاب سے سرفراز کیا اسکے بعد جب بحسب تجویز سابق خیراندیش سرکار اور خدمت گزار وفادار معتمد علیہ خاطرخواہ متحمل بار خدمت دیوانی کا جانا مگر شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر سے مشورہ کرکے تمام مقدمات مالی وملکی مشیر الملک غلام سید خان بہادر کے سپرد فرمائے اور بحالی و تقرری کا مختار کیا اور اسی کے متصل سنہ حال مین راجہ دیانت ونت راے رایان اور راجہ امانت ونت نانا پنڈت کہ دفتر دیوانی دکن اور دفتر مال کا اونکے پاس تہا حکم ہوا کہ مدار المہام ہذا کی طرف بلا وسواس رجوع کرین اور سب طرح سے انکی اطاعت بجالاوین مسلم بہادر کا بیان ہے کہ اس کے بعد

بیان اون سلاطین کا جو اکبر کے ہمزمانہ تھے

معزالیہ نے عزل ونصب مین کیا کیا ورق گردانی کی ہے اور اسی سال مین نجم الدولہ حسب الحکم واسطے تنبیہ زمینداران مرتضی نگر عرف کوٹور کے مامور ہوئے اسی سال مین مشیر الملک غلام سید خان بہادر نے اپنے خلف الصدق سیف الملک شیر الدولہ سپہدار جنگ مرتضی خان بہادر کی شادی اشجع الملک ولد منیر الملک بہادر کی صاحبزادی کے ساتھہ ۵ ذیحجہ کو نواب مع محلات خاص کے تشریف فرما مہانسرائے کے ہوئے اور ایک کشتی جواہر اور دو خوان اقمشہ پوشاک ور ۵۰ ہزار روپیہ نقد نذر مین قبول فرمائے۔

ساتوان سفر

خود بدولت نے سنہ ۱۱۹۸ ہجری مین واسطے جنگ ٹیپو سلطان کے کوچ فرمایا مشار الیہ نے حیدر علیخان کے انتقال کے بعد اپنے پدر کا جانشین ہوکر بندگان عالی ور سرکار پیشوا سے منازعت اور مخالفت اختیار کی تہی۔ اور قلعہ ابت گڈہ کے قریب سرداران مرہٹہ سے کہ وہ ہی بعد مصالحت فسران فرنگ اور بعد فوت رگہناتہہ راو کے بالمشافہ مشورہ کرنے کو مہم مذکور کے اندر پونا سے ارادہ کرکے روانہ ہوئے تہے ملاقات کی بعد کنکاش کے اس قرارداد پر کہ ملک سرکار اور پیشوا کا ٹیپو سلطان کے قبضہ سے نکالکر یون کرنا چاہیے کہ ملک سرکاری اولیائے دولت کے قبضہ مین دینا چاہیے اور ملک پیشوا کا دو لتخواہ دست تصرف مین کرنا چاہیے اور اس کے علاوہ ٹیپو سلطان کی ممالکت مین قلعہ بادامی دہارور وغیرہ جو فتح ہووے اسکا یہ انتظام ہو کہ نصف سرکار عالیہ مین ہے اور نصف سرکار پیشوا مین اس امر کی خوب پختہ وپذیر کرکے اس مہم کو سال آئندہ پر مقرر کرکے پنڈت بالاجی نے پونا کو مراجعت کی اور مہاد ماجی سندیہ کہ اس سے پہلے رگہناتہہ راو کا شریک حال ہوا تہا بالاجی کی موافقت سے بندگان عالی سے غضبناک ہوکر دو ہزار سوار اور دو ہزار پیادے اور پچاس توپین لیکر پونا کو آیا اور بالاجی سے ملاقات کی پنڈت بالاجی نے صلاح مشورت کے بعد اس قرار پر کہ اگر مہاد ماجی شریک

حال ہوا ٹیپو سلطان کی جنگ مین کوتاہی نکرے تو اس تقدیر پر جو مومی الیہ کے ملک مین فتح ہاو سکے چہ سہام کرنے
چاہیین دو حصّے تو ملازمان بندگانعالی کو سپرد کرنے چاہیین اور دو حصّے سرکار پیشوا کے حوالے کردینے چاہیین اور
ایک حصّہ مودہاجی کو ملے اور ایک حصّہ مین سے نکوجی اور مولکر نصف نصف تقسیم کرلین یہ تمام امور طے کرکے مودہاجی کی
سب طرح سے دلجمعی کردی اسکے بعد رخصت کردیا۔ بندگانعالی نے ۵ شعبان کو دارالخلافت حیدرآباد کو مراجعت
فرمائی اس سفر مین مرشدزادۂ آفاق اسد الدولہ محمد اکبر علیخان بہادر کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار ماہی مراتب و آصف الملک
خطاب اور صاحبزادے میر ذوالفقار علیخان بہادر کو چہ ہزاری منصب چہ ہزار سوار ماہی مراتب نصرت الدولہ
خطاب عنایت ہوا اور محمد سجانخان منصب چار ہزاری اور خطاب بہادری سے سرفراز کئے گئے۔ مسٹر جانسین صاحب
جو کلکتہ سے روانہ ہوکر حیدرآباد مین وارد ہوئے تھے ۱۲۔ ربیع الاول ۱۱۹۹ھ مین انکی قیامگاہ پر رونق افروز
ہوئے اور نو پنج پیند خوان اقمشہ اور دیگر تحفے عطردان پاندان اور سات ہاتھی زردکاریون کے اور ایک پالکی جھالردار نظر
انور مین گذرانی اور ۲۔ جمادی الآخر مین مسٹر مذکور کو جواہر دیکر کلکتہ کو رخصت کردیا۔ پس ماہ ذیقعد کو آخر سال مین حضور پرنور
بلا ساز و سامان کے قلعہ محمد نگر کو روانہ ہوئے اور شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر کو مرصع دستبند مع سلک مونیون کے
اور ابوالفتح محمد فخر الدینخان بہادر مدظلہ العالی خلف رشید شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر موصوف کو کہ اوسوقت انکی
عمر چار سال کی تھی خورشید الملک خورشید الدولہ امام جنگ محمد بہار الدین خان بہادر خطاب موروثی اور ۲۵ ہزار کی جاگیر
تعلقہ نرکھوڑا مین سے عطا فرمائی اس عرصہ مین کشن راؤ بلال وکیل بالاجی کا آیا اور وہانکی کیفیت عرض کرکے سلسلہ
جنبان کوچ کا ہوا بندگان عالی نے فرمایا کہ اوس مہم کے سرانجام دینے کے لئے ۵ ہلاکہ روپئے ہونے چاہیین اگر اسقدر زرنقد بالاجی
روانہ کردین اور ملک بیجاپور اور قلعہ محمد نگر کی گذاشت لکھدین اس شرط پر کہ جب ملک ٹیپو سلطان کا مسر ہوگا او موجب قرارداد کے تقسیم عمل مین
آویگی تمہارا ملک واپس کردیا جاویگا۔ وکیل مذکور نے عرض کیا کہ زرنقد تو حضرت بالفعل معاف فرماوین اور ارادہ کوچ کا کیجئے البتہ

اعانت ضرور کیجائیگی اور چونکہ بالاجی سرکار کا نہایت احسانمند ہی لہذا گذاشت مذکور سے درنج نہوگا خودبدولت نے اوسکو صادق الاقرار سمجھکر اوسکے معروضہ کو قبول فرمایا اور قصد سفر کا کیا۔

آٹھوان سفر

خودبدولت نے آخر عشرہ محرم سنہ ۱۲ مین بسبب تعجیل وکلای مرہٹہ کے بلدہ سے خروج فرماکر نواح عیدگاہ مین نزول فرمایا چونکہ اون ایام مین شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر نے جشن شادی نسبت خوانی خورشید الملک محمد بہادر الدین خان بہادر یعنی شمس الامرا ثانی ابوالفخر محمد فخر الدین خان بہادر کا شروع کیا تہا تمہ ساز و سامان کی باربرداری کرکے ہمراہ رکاب سعادت ہو خودبدولت اونکی خاطر تا ایام انصرام شادی مقام مذکور پر قیام گزین رہے اور بہادر موصوف نے وہین باقی لوازمات ادا کئے مشہور ہے کہ اس تقریب مین کئی لاکھ روپیے صرف ہوئے متواتر ڈیڑہ مہینے تک جا بجا ہر خاص و عام و اور ا اخوان کا طورہ کہانے کا دیا گیا اور اپنے تمام رفقا کو ادنی سے اعلی تک خلعت فاخرہ مع دوشالہ بیش قیمت اور عمدہ کمخواب بہت جنگ کے اہتمام سے عنایت کیا اور ہر روز تکلف بالای تکلف ہا اور سرور و انبساط کا بازار نقل رقص و رنگ و آتشبازی آرائش وغیرہ کا خوب گرم رہا اور اہل دعوت ارباب محفل و خاص و عام تماشائی اوسکے مشاہدہ سے شگفتہ خاطر ہوے اور دوسرے سفر کو حضور کی ضیافت کے دن رشید الملک غلام سید خان بہادر خلف بہادر موصوف کیواسطے بطور رسم حنابندی کے بوجہ کمال اتحاد قلبی کے نہایت ترک و زینت و رونق سے شادیانے بجتے ہوئے مع تمام امرا کے غنی یار خان کے اہتمام سے خلعت اعلی مع جواہر بیش قیمت کے لیکر حاضر ہوا اور انہونے حلقہ انبساط کو فراخ و کشادہ کیا اور خودبدولت نے تشریف ارزانی فرماکر دولہہ کیطرف سے ہر ایک کو موافق اوسکے رتبہ کے عطریات عنایت فرمایا اور رسم کی نذر شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر کی پذیرا فرماکر خوابگاہ مین خلوت نشین ہوے اور اس مہینہ کی ساتوین تاریخ کو جب رسم تسمیہ خوانی کی ادا ہو چکی تو خودبدولت نے نذر شادی کے معاوضہ مین بہادر محتشم الیہم کو سرپیچ مرصع عنایت فرماکے آٹھوین تاریخ کو کوچ فرمایا اور لنگر حوض پر رونق افروز ہوئے

اور اوسکے دوسرے روز قلعہ پر بندہ ویزنا ربن لیکر سوار ہوئے جو عظیم الدولہ اور رفعت الدولہ کے اہتمام سے مرتب ہوا تھا اور ۱ تاریخ کو امیر الممالک مہابت جنگ کو خطاب شجاع الملکی اور سند بحالی تعلقہ ادہونی وغیرہ کی اور مرصع سرپیچ مع لٹکن اور سلک مروارید کے عنایت فرما کر نقارہ دولت کا بلند آوازہ ہوا - اور پاپے چند منزلین قطع کیں اس عرصہ مین شہریار الدولہ قلعدار ایت گیر شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوا اور وہانکی آب ہوا کا حال بیان کیا اونکی ترغیب کے موافق خود بدولت نے زمام عزیمت کو سیر کے طور پر قلعہ مذکور کیطرف متوجہ کیا اور تالاب کے کنارے پر رونق افزا ہوا اور چند روز تک وہان قیام رہا اور ہر روز نواڑی مین نشست فرما کر شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر اور شیر الملک غلام سید خان بہادر اور رفعت الدولہ اور دیگر امراے نامدار کے خیمونکی طرف توجہ فرماتے تھے اور روشنی و آتشبازی و رقص و رنگ وغیرہ کا ملاحظہ فرماتے تھے اور ہر ایک کی نذر قبول فرماتے تھے - کہتے ہین کہ اس نشاط مین صاحبزادہ آصف الملک میر اکبر علیخان بہادر کو مع اصل و اضافہ کے نوہزاری منصب اور نو ہزار سوار اور سکندر جاہ کے خطاب سے ممتاز کیا - اور ناصر الملک میر مغل علیخان بہادر کو مع اصل اور اضافہ کے منصب نوہزاری اور نو ہزار سوار اور خطاب ہمایون جاہ سے سرفرازی بخشی اور اوسکے ضمن مین اکثر اراکین دولت بھی مناصب عالیہ اور اور عمدہ خطابون سے بہرہ ور ہوئے جبکہ خود بدولت کی طبیعت اوس نواح کی سیر و شکار سے سیر ہو گئی تو رایات عالیہ نے وہان سے نقل و حرکت کی اثنا راہ مین ۱۵ تاریخ کو پنڈت بالاجی اور ہریرام پھڑکیہ جو پنڈت پردہان کی طرف سے اس مہم پر مامور ہوئے تھے صاحبزادہ سکندر اقبال سکندر جاہ میر اکبر علیخان کے استقبال سے فائز شرف ملازمت ہوئے - ۲۹ تاریخ کو پنڈت راو بالاجی اور رمو داجی بھونسلہ بھی اپنے لشکر سمیت لشکر نصرت اثر سے ملحق ہوئے پس سب لوگ اتفاق کر کے بعد مسافت طے کرنے کے تیس چالیس کوس کے فاصلہ پر قلعہ بادامی سے کہ وہ ٹیپو سلطان کے

تعریف میں تنہا پہونچے اور وہان خیمہ زن ہوکر بہ مدت پیر وہان کی خاطر سے محاصرہ کا قصد کیا اور ٹیپو سلطان
کہ اسکے قبل اوس نے ہولکر سے سازش کر رکھی تھی۔ دونون لشکرون کے جمع ہونے سے اندیشہ مند
ہوکر اپنے وکیل کو اوسکے پاس روانہ کیا اور دوبارہ ہولکر سے جانب داری کا اقرار کرکے مشارالیہ نے ہجی
حاصل کی بہت سے سر برگ پٹن سے نکلکر موضع بنگاوت سے کوچ کیا جسکو اپنا فرودگاہ بنا رکھا تھا
حضور نے کہلا بہیجا کہ اگر تمکو لڑائی کرنی منظور ہے تو اوسکے آؤ اور اگر تمکو صلح مد نظر ہے تو اپنے وکیل کو بہیجکر معاملہ
کا تصفیہ کرو اسی ضمن میں خود بدولت نے بیجاپور کا معاملہ پیش کیا اور بالاجی نے اوسکی گذاشت دینے
میں انکار کر دیا چونکہ وہ مقام قلب تہا اس لیے مشیران با تدبیر کو شب خون کا اندیشہ ہوا اس امر کی اطلاع کرکے
رونق افزائی پرہان سے خود بدولت کے مزاج کو متغیر کر دیا پس خود بدولت نے اونکے کہنے سے بہت سی ردو
بدل کی بعد ازان باین شرط کہ جسقدر ملک ٹیپو سلطان کا فتح ہوا ہے اس میں سے ایک حصہ سرکار عالی کا ہو مشیر الملک
برادر رکن الدولہ کو ہمراہ سات ہزار سوار مع کل افسران متعینہ انکے جو رکن الدولہ کیوقت میں تھے اور ایکہزار سوار سواے
حشمت جنگ کو اور انکے علاوہ اکثر جمعدار اور جاگیرداروں کو روانہ کیا چنانچہ محمد داؤد خان بہادر قوم
تحلیل بدماوری راقم کو بہی کہ سات سو سوار کے رسالدار تہے اور پرگنہ مغل گڈہ بعوض اسکے جاگیر اور صاحب
خطاب و نوبت اوسوقت کے تہے اور فیل نشین و پالکی نشین تہے چنانچہ اس سفر میں فیل خاصہ
کی پٹ لگ گئی تہی اور چونکہ خان موصوف کا ہاتہی نہایت تیز دم اور عمدہ تہا تو مشیر الملک کی تجویز سے پسند ہوکر چندروز
اسپر عماری کسی گئی اور خود بدولت کی منزل تک اسمین تشریف فرما رہا اور لودہی خان وغیرہ کل سرداران نامی کے
ہمراہ تین ہزار سواران جرار کو کرکے واسطے اعانت سرکار دولتمدار کے لشکر ٹیپو کے چہوڑکر برخاست فرمایا ۔ رجب المرجب کو کالے چبوترہ
کے کنارے دریا عبور فرماکر کوچ و مقام پے در پے کرتے ہوئے ۲۹ ۔ ماہ مذکور کو داخل حویلی فرخندہ نہاد ہوئے ہنوز گرمی آسودگی

سنوئی تی کہ منہون نے وہانکا یہ تازہ اخبار گوش گزار حاشیہ بوسان بساط فیض انبساط کا کیا کہ بعد مراجعت سواری مبارک کے لشکر قاہرہ نے قلعہ بادامی کا محاصرہ کرکے حارسان ٹیپو سلطان کے ہاتھہ سے چھوڑا لیا بادشاہ نے بہ تاجونی اپنی دلاوری اور جوانمردی رنگ عار پہکر ایک لاکہ پیادہ اور ۴۰ ہزار سوار جرار اور چھہ ہزار بار تین سو توپ کرنال سے ۲۶ رجب کو قلعہ امتیاز گڈہ یعنی ادہونی پر باین ارادہ کہ اگر چشم زخم عظیم ساکنان سرادقات عصمت و جلال کو جو مہابت جنگ ارجا مع اہل و عیال مقیم ہین پہونچا دے اور محاصرہ کرنے مین مصروف ہے اور جدال و قتال روز بروز شعلہ زن ہو رہا ہے چونکہ عنایت خدای تعالی کی شریک حال ہے محافظین قلعہ کے بسبب پشت گرمی شجاع الملک کے اپنی جگہہ پر قیام کئے ہوئے ہین بلکہ تقریبا ستر سوار اور بندرہ پیادے لشکر مخالف کے تیر و تفنگ سے مار ڈالے اور علاوہ اس کے مشار الیہ نے چاہا تہا کہ سرنگ لگا کر قلعہ کے برج و بارہ کو اڑا دون لیکن اندر کے جوانون نے اولنگ کی آڑ سے فورا نکلکر نقب زنونکو شاہین اجل کی غذا بنایا اور بیرونجات حصار کے تمام پورے خاک سیاہ کر دئے اور وہان کے باشندونکا کل مال و اسباب غارتگرون نے لوٹ لیا پس مزاج خود بدولت کا برہم ہوا اور نہایت غیظ و غضب سے ارادہ کیا کہ خود بدولت و اقبال بطور دہاوہ کے قدم رنجہ فرمائین شمس الملک محمد ابو الفتح خان بہادر اور مشیر الملک خان بہادر نے حضور مین عرض کیا کہ آپکو اس امر مین تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہے خود بدولت کے اقبال سے ہم خود جا کر انشاء اللہ تعالی ایک عرصہ قلیل مین فائز المرام حاضر خدمت ہوتے ہین پس امیران محتشم غرہ شعبان کو ساتھہ سرکردگی ہمایون جاہ میر مغلعلیخان بہادر کے روانہ ہوئے اور بڑی بڑی منزلین طی کرتے ہوئے چلے مشہور ہے کہ دریائے کشنا کے عبور کرنے کے بعد قلعہ ادہونی تک کہین دم نہ لیا اور ہنوز فوج مرہٹہ کی کہ بپا سخاطر انکے ممالک محروسہ کے خراب کرنے کے آئے تے ملحق نہ ہوتے تے کہ منزل مقصود پر جا پہونچے اور اسی اثنا مین ہری رام پہڑکیہ بہی آگیا اور جانبین کے لشکرونکا اجتماع ہوا ٹیپو سلطان نے جوان دونون امرای ذوی احتشام کا نام سنا محاصرہ کو ترک کرکے

تاریخ و سکان ولادت و جلوس اقبال نامہ

قلعۂ ناہیور نگر کو چلا گیا پس امیران نامدار نے قلعہ نا کہ رت ناموس آصفیہ کو کامل استقلال سے کمال محافظت اور نگہبانی سے رتھون اور پینسون مین سوار کرا کے مراجعت کی اور دریائے ہمدرہ سے عبور کر کے سلامتی کے ساتھ مع ناموس قلعہ رائچور مین داخل ہوا اور امیران موصوف ملبوس خاص اور جواہر سر و غیرہ جو انکے واسطے بھیجا گیا تھا اوسکو پہونچا کر راہی مقصود کے ہوئے اثنائے راہ مین عنایت نامہ و دلی کا مطالعہ کر کے پچیس کوس کے فاصلہ پر کوپل اور بہادر بنڈہ کے چند تانی افسرونکو بیس ہزار سوار انکے ہمراہ کر کے پنڈت پردہان کی مدد کیلئے روانہ کئے اور انہون نے آستانبوسی کا ارادہ کر کے راہ حیدرآباد کی لی منازل معدودہ قطع کرنے کے بعد بعہد ذیقعد کو شہر مین داخل ہو کر اپنی نذر حاضری کی گذرانی نواب صاحب نہایت خوش ہوئے اور انکی سلامی کی توپین چھوڑوائین دعا ہے کہ حافظ حقیقی نے ناموس آصفیہ کو صحیح و سالم رکھا اہالیان دولت نے بھی نذرین تہنیت کی گذرانین پس نوابصاحب نے خدمت گذشتہ کے صلہ مین شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر اور مشیر الملک غلام سید خان بہادر کو عید الضحٰی کے جشن مین طرہ زمرد کا اور مروارید کا تورہ عطا فرمایا اور اسی کے ضمن مین راجہ راو رنبھا جیونت کو سرپیچ بدستور اور راو رام اور راجاؤن کو خطاب اور جواہر عنایت کئے ۔ نوہ محرم ۱۲۱۰ھ مین بہو بیگم صاحبہ عالیجاہ کی والدہ نے وفات پائی نوابصاحب نے انکی تعزیت کے سبب سے تین روز تک نوبت موقوف ہونے کا حکم فرمایا اور خود بدولت واسطے تعزیت کے رونق افروز ہو کر انکی بیٹیونکو خلعت ماتمی عطا فرمایا اور انکا اطمینان و دلجمی کی اور ماہ صفر سنہ حال مین فرمان شاہی استقبال کو حاضر ہو کر واسطے ملاحظہ کائنات جدید شمس الملک محمد ابوالفتح خان بہادر کے کر تقریب ضیافت مین تشریف فرما ہوئے اور ان مین شجاع الملک کو اس کوشش کے صلہ مین جو قلعہ ادہونی مین ان سے ہوئی تھی امیر الامرا کا خطاب اور مرصع سرپیچ اور کلغی اور ملبوس خاص اور جوشن اور ایک خود رومی اور ایک جوڑہ پشتانہ اور ایک قبضہ شمشیر مرصع علی بند اور چار آئینہ سے سرفراز کیا کہتے ہین کہ اسی سنہ مین پنڈت ہریرام ڈپٹی سلطان کے کوپل اور چادر سندہ پر لڑائی

ہوئی ٹیپو سلطان نے پنڈت ہر رام کا خوب تافیہ تنگ کیا انجام کار سال بسال کی کشمکش سے باز آکر ٹیپو سلطان نے پیام صلح کا
دیا اور پیشکش لاکھ روپیہ ہر سال بطور نذرانہ کے دینا قبول کر کے اپنے وطن کو واپس چلا گیا اور ہر رام پنڈت دار الملک کو چلا گیا اور
لشکر فیروزمندی اثر بندگان عالی کا جسکو پنڈت پردہان نے متعین کیا تھا عاودت کر کے رکاب ظفر انتساب مین حاضر ہوا اسکے بعد
۲۹ ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۰ مین خواجہ بہاء الدین خان اور حافظ فرید الدین خان نے ٹیپو سلطان کیطرف سے شہر مین داخل ہوکر
صلحنامہ اور جواہر آتش قیمت و اقمشہ پوشاک و ایک گھوڑا و ایک ہاتھی ملاحظہ مین گذرانا پس نواب صاحب نے
ہدیہ مذکورہ کو قبول کیا اور سنہ مذکور مین موہن او بنگلیہ سے قلعہ رودرور کا مع اوسکے تمام ملک موروثی کے
بوجہ اوسکی سرکشی و انحراف کے حسام الدین خان بہادر نے حسب الارشاد والا با کر ضبط کر لیا اور سرکاری تھانہ بٹھا
کر مراجعت کی اسکے بعد جتو کا راجہ و سکھ جو تعلقدار ایل کنڈل و نکل میدک وغیرہ کے تعلقدارون سے
باغی ہو گیا تھا پس اُسکی بوجہ حکم شیر الملک کے راجہ جونت نے تنبیہ کر کے اوسکو مطیع و فرمانبردار کر لیا اور اسی
سنہ مین بادشاہ کی پیشگاہ سے رستم دوران کا خطاب آیا نواب صاحب نے اسکے جشن کی ترتیب کی اور مشائخ بزرگان
کی ضیافتین کین شاہ موسی صاحب قادری قدس سرہ شاہ نصر اللہ صاحب شاہ جیون غلام سرور خطیب مکہ مسجد شاہ
فضل اللہ تمام بزرگان دین شریک مجلس دعوت ہو کر نواب صاحب کے اخلاق و ارادت سے محظوظ ہوئے جشن کے تقریب
زیادتی سرور کے ذو الفقار الملک کو اصل و اضافہ کے ساتھہ منصب نوہزاری نو ہزار سوار اور جہاندار جاہ کا خطاب اور
شمس الملک کو شمس الامرا اور ممتاز الملک کو ممتاز الامرا اور ماہی مراتب و شیر الملک کو اعظم الامرا عنایت کیا
علی ہذا القیاس اور بہت لوگ موافق اپنے اپنے مرتبہ کے ممتاز ہوئے اور عید الضحی کے جشن مین سیف الملک خلف
اعظم الامرا کو صاحبزادہ سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر کو دیوانی کا خلعت اور غازی الدولہ
کو فریدون جاہی کا خطاب مرحمت ہوا معلوم کرنا چاہیے کہ نواب صاحب نے جشن نوروز

اور عیدین اور سالگرہ اور تقریب صدور فرمان شاہی اور تقریب وزن اور رسم طوی تسمیہ خوانی اور صاحبزادیون
کی شادی مین اکثر رفیقوں ورہمنشینونکو عمدہ منصب ورلائق خطاب ورجاگیرین اور مرصع آلات سے معزز اور ممتاز
کیا ہے۔ اسی ضمن مین راقم کے والد کے چچا کو مسمی بہ محمد نعمت اللہ ترین کہ تازیون نام گھوڑی کے سوار وشالہ
کا اسکو زیر بند کہ اس ریاست بلند مرتبت مین کہ یہ تمنا معز الیہ کا تہا جڑاؤ سر پیچ عطا ہوا اور اکثر تقریبات
ضیافت امرا اور علما اور مشائخین اور زیارت اہل اللہ کے ارادہ فرماتے ہین چونکہ ایک ایک بیان
مین سوائے تعریف وتوصیف اخلاق کے اور فیض رسانی حضور و عزت افزائی بندگان کسیطرح کا فائدہ
ناظرین کو مترتب اور متصور نہ تہا اسواسطے جابجا ذکر کیا گیا علی الخصوص شمس الامرا محمد ابو الفتح خان بہادر
کہ منصب نوہزاری اور سوار دس ہزار اور ماہی ومراتب اور سراپا جواہر مع لڑی اور لٹکن کے عطا فرمائے
ہین اور یہ بھی واضح ہو کہ رسالہ پاگاہ مین بہادر محتشم الیہم کے اکثر گھوڑی ہزار ہزار پندرہ پندرہ سو کی قیمت
کے اور پیشتر سلحدار اور بارگیر پانچ پانچ سوار ہزار ہزار روپیہ کے تنخواہ پر تہے اور بہادر محتشم الیہم اس
سرفرازی کے ساتہ ہمیشہ سرگرم اطاعت اور واسطے تنبیہ مخالفین ومعاندین کے وزرات حاضر خلوت
مبارک بہی خواہ فدوی اور وفادار خیر سگال نمک حلال ایسے تہے کہ آجتک سرکار مین ونکی رفاقت شہرۂ
آفاق ہے اور بیسوین تاریخ جمادی الاول سنہ الیہ کی محمد نگر کے قلعہ مین تفریح مزاج کے لئے
رونق افروز ہوئے اور محل نو احداث کو آراستہ فرما کر ارباب مینا بازار کو واسطے ترتیب دوکانون کے
حکم دیا اور بعد آراستہ ہونے کے خود بدولت مع امرائے عظیم الشان مصروف خریداری ہو منوز قلعہ مذکور
کے اماکن مین تشریف فرما تہے کہ ایک وزغ ایک بندر پروردہ بیگمات محل کا نہایت مانوس اور مالوف آدم ہونیسے
تہا مسند کے نزدیک آ کر بیٹہ گیا خود بدولت اوسکے سر پر اپنا ہاتہ پہیرنے لگے دفعتًا اوس حیوان وحشی سرشت

دوسرا بیان سلاطین

دونون دانیال بن اکبر بادشاہ کے بیٹے تہے شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹہے

بیان جو جہانگیر کے معصر تہے ایران اور توران اور روم کے اون بادشاہون

ملک ایران مین اوسوقت ابو المظفر شاہ عباس ماضی کی حکومت تہی اور اسکا زمانہ ولادت ۹۹۶ مین باستر ضیاء الدین سلطان محمد خدا بندہ بن شاہ طہماسپ تخت نشین ہوکر سال جلوس مین قلعہ ... شاہ ونداور بلدہ تبریز اور ۱۰۱۹ مین قلعہ ... اور تفلیس اور باب الابواب اور شماخی فتح کیا اور بقدر مال دولت حاصل کیا تہا سب کو حضرات چہاردہ معصوم رضی اللہ عنہم پر وقف کردیا اور بغداد اور حلہ اور نجف اشرف اور کربلائے معلی پر جو شاہ اسمعیل کے عہد مین سلطان صفویہ کے تصرف مین آگئے تہے اور بعد رحلت شاہ اسمعیل کے سلطان روم نے استرداد کر لیا تہا ۱۰۳۲ جلوس مین اپنا تصرف کرلیا

نے کاٹ کہایا بین دست مبارک خود بدولت کا ایسا زخمی ہوا کہ بعد ایک مہینے کے زخم نے اندمال پایا
اسی حالت مین بلدۂ کواٹی مین خود بدولت تشریف لائے اور چونکہ سالگرہ بہی قریب تہی بعد صحت غسل
فرمایا مشیر الملک نے تکلیف شادی غسل صحت اور سالگرہ کے جشن کے ہوکر نہایت تکلف کے ساتہہ
دونون تقریبونکو انجام دیا اسد علیخان متخلص بہ تمنا نے اسکی تاریخ اس طرح تصنیف کی ہے ؎
ای دست ترا مدد ید اللہ ۱۲ اس درمیان مین علی رضا خان اور قطب الدین خان اور حافظ
فرید خان مکرر جو ٹیپو سلطان نے بوائض استدعا روانہ کئے تہے مقرون باریابی ہوئے سفارن
اس حال کے بیر ابو القاسم خان نے بہی جمیع کا غذات مطالب سرکار حسب دلخواہ منتخلی لارڈ گورنر
صاحب بہادر کے ملاحظۂ عالی مین گذرانے چونکہ ٹیپو سلطان کا مزاج متکبر اور نخوت پسند تہا اسوجہ سے
شیرازہ صلح کا پراگندہ ہوگیا فاہذا بلطائف الحیل وکلار مذکور کو رخصت ارزانی رکہی سفیران مذکور نے
وہان جاکر بہا نگار رنگ اپنے آقا سے بیان کیا اور یہ بیان کیا کہ گورنر لارڈ صاحب بہادر نے نوابصاحب کے
ساتہہ سازش کرلی ہی چونکہ ٹیپو سلطان مرد شجاع تہا اور لشکر وخزانہ پر اپنے مغرور رہتا برہی کو صلح گذشتہ کی مع اہل
پونا بالکل حاشیہ خیال مین نہ لایا اور نہایت ثابت قدمی سے رہ رو راہ سفاکی وگستاخی کا ہوا۔

نوان سفر

نوابصاحب نے بارادہ تنبیہ ٹیپو سلطان کے نوہ رجب ۱۲۰۴ھ مین حیدرآباد سے روانہ ہوکر کورد ہن واس کے باغ مین نزول فرمایا
اور گرداوری سپاہ یراق کی تیاری کیطرف متوجہ ہوئے اسی ضمن مین شمس الملک شمس الامرا محمد ابو الفتح خان بہادر کا مزاج
سل کی بیماری کیوجہ سے اعتدال سے روگردان ہوا ایک شنبہ کے روز سب حکما نے باسلیق کی فصد لی کہتے ہین کہ اسی روز نماز مغرب
کیوقت ایک ابر سیاہ نمودار ہوا اور اسقدر بارش کے ساتہہ ژالہ زنی ہوئی کہ اہل لشکر کا ایک خیمہ بہی ثابت نرہا اور خاص خیمہ

بھی پارہ پارہ ہوگیا لوگونکو اس بارش سے سخت تکلیف پہونچی ادنی اور اعلی سب تو بالا ہوگئے وہ رات اون
غریبوں کے حق مین شب قیامت تھی جب صبح ہوئی اور مینہ کھلا سب ہر ایک کے دل کو تسکین ہوئی اور اس بلای
آسمانی سے نجات پاکر جناب احدیت کا شکریہ بجالائے بندگان عالی نے وہان ایک مہینہ کامل قیام کیا بعد
ازان رایات ظفر آیات نے اوس باغ مذکور سے نقل و حرکت کی اور چند منزل طے کرنے کے بعد قاصیا پٹل
کے اطراف مین خود بدولت نے اپنا خیمہ قائم کیا اور وہین اپنی چھاونی ڈالی اب درپے استیصال مخالف
کے ہوے تو انہین ایام مین امیر الامرا قلعہ رائچور سے واسطے حراست شرف ملازمت کے حاضر ہوے
تھے اور واسطے تسخیر قلعہ کوپل کے ساتھ فوج جرار اور بعضے سرداران بلند مرتبت مثل رفعت الملک نلفت
زور آور جنگ اور راجہ راو رنبھا اور علاوہ انکے اکثر ہتھیار بند اور مردان باکار شمس الامرا محمد ابو الفتح خان بہادر
اور رلین جدید انگریزی افسر کی مع توپوں کے مامور ہوے اور خطاب دارا جاہی سے کوس نام آوری
کو بلند آوازہ کیا پس جناب والا سے رخصت حاصل کرکے روانہ مقصود ہوے انہیں ایام مین علیخان
تاج اسد الدولہ جو واسطے مسخر کرنے اپنے قلعہ موروثی بیکن پلی سے نواب کے حضور سے روانہ ہوے تھے
جو چند روز سے حیدر علیخان نایک کے تصرف مین چلا گیا تھا اور بہادر معز الیہم نے وہان پہونچکر کمال کشش و
کوشش سے آب زخم کاری کھاکر بعد جدال و قتال کے قطب الدینخان ٹیپو سلطان کے طرفدار کو شکست دیکر
سر کیا تھا اوسکا عریضہ متضمن فتح قلعہ مذکور ملاحظہ والا مین آیا اور خورد و کلان کو خود بدولت کی اقبال آوری
اطلاع کی آٹھوین ماہ صفر ۱۲۰۵ھ ہجری مین مقام مذکور پر اشجع الملک محمد صفدر خان بہادر نے خطاب
خانخانانی سے سرفرازی حاصل کی اور ۲۵ تاریخ ربیع الثانی سنہ روان مین شمس الامرا شمس الملک محمد ابو الفتح خان
بہادر نے سل کے عارضہ سے غریق دریاے رحمت الٰہی ہوے۔ نواب صاحب نے اس سانحہ کے بعد

تین روز تک خاصہ کیطرف توجہ نکی اور اربعین تک سمع نسُنا اور با دام الحیات جب مرحوم کے صاحبزادے ابوالفخر محمد فخرالدین خان بہادر المخاطب خورشید الملک کو دربار مین دیکھتے تو مرحوم کو یاد فرما کر آبدیدہ ہو جاتے تھے گویا کم سوم مرتبہ یہ اتفاق ہوا ہوگا کسی نے انکا مادہ تاریخ فی دخول الجنۃ کہا ہی لیکن اسمین تین عدد زیادہ ہین بہادر مذکور کی وفات کے بعد انکی لاش کو چند روز تک امانتاً لشکر کے محاذی ٹیلے پر رکھا پھر وہان سے لاکر حسین برہنہ کے مرقد کے قریب دفن کیا نواب صاحب کی بہادر مرحوم کے حال پر جانفشانی اور خیرخواہی کی وجہ سے بے انتہا عنایت تھی انکے صاحبزادہ کو شہر سے طلب فرمایا جب وہ لشکر مین داخل ہوئے تو صاحبزادہ جہاندار جاہ کو اونکے استقبال کے لئے ایکمنزل تک بھیجا حسب الارشاد وہ دونون ایک ہی عماری مین ہم پہلو بیٹھکر جسوقت خدمت جناب والا مین حاضر ہوے تو خود بدولت بے اختیار رو نے لگے اور ایک ہی روز مین قیمتی جواہر اور خطاب وکل جاگیرین جو اونکے والد مرحوم کے نام تھین جنکا حاصل تیس لاکہہ روپیہ سال کا تھا عنایت فرمایا اور امجد الملک کو بوجہ اونکے صغیرسن ہونے کے نیابتاً مقرر کیا اور سردار الملک اور امام الملک وغیرہ کو بدستور اپنے اپنے حال پر قائم و ثابت رکھا اور شمس الامرا محمد فخرالدینخان بہادر نے بھی جواہر بیش قیمت اور جاگیر تعلقہ نرکھوڑہ مین سے جہاندار جاہ بہادر کو پیش کی معلوم کرنا چاہیے کہ نواب صاحب نہایت قدردان اور عالی ہمت بزرگ تھے مرحوم کی خاطر عقیدت کے سبب سے اونکے خلف موصوف کو جبتک خود بدولت بقید حیات رہے پیار کرتے رہے اکثر اوقات اونکے بچپنے مین سیر و شکار کیوقت سواری مین بلا قید سفر و حضر کے عماری خاص مین بٹھلایا کرتے تھے اونکے ماموں امجد الملک اکثر خواصین سے عرض کیا کرتے کہ پیر و مرشد ترک ادب ہوتا ہے تو فرماتے کہ تمکو کیا تم مت بولو اور خاص صراحی کا پانی پینے کے واسطے اور نان تونک کھانے کے لئے عماری مین عنایت کیا کرتے تھے خاصہ کا رومال کئی مرتبہ واسطے مُنہ پاک کرنے کے عطا فرمایا ہے اور چودہ سال کی عمر تک باوجودیکہ سات سال سے زیادہ صاحبزادونکو

حکم محل مین رہنے کا نتہا با محتشم الیہم کا ہاتہہ مین لئے ہوئے زنانی حویلی مین چلے جایا کرتے تہے ہر مرتبہ نئی وضع کا جواہر عطا کرتے رہے حتی کہ جو مرشد زادون کے لئے جو مرتبہ خاص تہا اوسمین سے کوئی دقیقہ مع تجملات جاہ و عزت کے فروگذاشت نہ کیا زہے عنایت خاوندی و زہے نوازش خواجگی کہ تا دم زیست وہی کریمانہ کا برتاو کیا اور ۱۴ تاریخ شعبان سنہ رواں مین اشجع الملک خانخانان بہادر بہی خفقان کے عارضہ سے جادہ پیما سفر آخرت کے ہوئے اپس حضور نے اونکے فرزند ارجمند محمد سید یار خان بہادر ثانی شوکت جنگ کو ۲۳ تاریخ اسی مہینے کی تمام صوبجات دکن کی دیوانی کا خلعت دیکر ۲۰ رمضان کو اونکے دادا کے خطاب سے جو منیر الدولہ منیر الملک تہا سرفراز فرمایا۔ واضح ہو کہ سابق مین مسٹر میڈلین صاحب نے جو کثرت فوج اور انبوہ سپاہ اور توپون وغیرہ سے قریب دو ہزار گورون اور پچاس ہزار بار اور چار سو ہاتہی اور پانچ ہزار ترپ سوار سے آکر ایکطرف سے کشن گڈہ وغیرہ پر ٹیپو سلطان سے ہنگامہ نبرد کا گرم کیا تہا اور ایک طرف سے پرسرام بہاؤ سرگروہ پنڈت پردہان مرہٹہ کا بہی قلعہ دار واڑ پہ ہر روز مستعد نقب کنی اور مورچال بندی کا واسطے انہدام کے تہا۔ معہذا چونکہ ٹیپو سلطان صاحب عزم اور فوج جرار رکہتا تہا لہذا سد راہ ہوکر مسٹر مذکور کو تمام ٹوڑپٹی کے نواح سے ناو ترنے دیا اور جب نوبت مقابلہ کی آتی تہی تو کبہی یہ غالب اور وہ مغلوب کبہی اسکے برعکس ہوتا تہا مسٹر مذکور نے اگرچہ اپنی کامیابی مین بے انتہا سعی کی لیکن سلطان کی مملکت مین سے ایک ذرہ پر بہی دخیل نہو سکا لکہا ہے کہ جب اس کشمکش مین ایک زمانہ معتد بہ گذر گیا اور اسکا کچہہ حاصل نہوا تو لارڈ گورنر بہادر چونکہ اس مہم کے بانی تہے اس لئے وہ سنکر سخت رنجیدہ و متفکر ہوے اور بندر کلکتہ سے جہاز مین سوار ہوکر بندر چینا پٹن کے قلعہ مین آگئے اور فوراً مسٹر میڈلین صاحب کو بلوایا مسٹر مذکور نے حسب الحکم مراجعت کی ادہر سلطان کی فوج نے تعاقب کرکے تمام ملک ارکاٹ جو اثنا راہ

راہ مین تھا خراب و پامال کر ڈالا گورنر صاحب بعد مشورہ و کنگاش کے خود سرینگ پٹن ٹیپو
سلطان کے علاقہ مین آئے ٹیپو سلطان اوسوقت فوج کا ہجوم دیکھکر اپنے اندر تاب مقاومت
کی نہ پاکر کنارہ جو تہا کہ لارڈ گورنر نے اندک زد و کوب مین قلعہ بنگلور کہ جو ٹیپو سلطان کے تمام
قلعون کی جان تہا اوسکو ہاتھون ہاتھ لے لیا اور اس فتح کا خریطہ بندگان عالی مین روانہ کیا
اسی اثنا مین وارا جاوے نے قلعہ کوپل کے مفتوح ہونے کی تہنیت اور نظام الدولہ نے نذر قلعہ
ست بٹ کے فتح کرنے کی حضور بندگان عالی مین گذرانی۔ گورنر صاحب کا خریطہ ملاحظہ فرماتے
ہی راجہ تیج ونت بہادر اور اسد علی خان بہادر مظفر الملک مع اکثر فوج پایگاہ خاص کے حسب
الارشاد واجب الانقیاد بالنکنڈہ سے بطور رہرست کے روانہ ہوکر لارڈ گورنر صاحب بہادر کے لشکر
مین جا ملے گورنر صاحب بہادر نے لشکر اسلام کی کمال درجہ تعظیم و تکریم کی اور بنگلور کے
بند و بست کرنے کے بعد شعبان ۱۲۰۵ ہجری مین نہایت استقلال کے ساتھ لشکر اسلام کی پشت گرمی
سے سرینگ پٹن کے سخر کرنے کا قصد کیا ٹیپو سلطان نے سوار و پیادے بکثرت جمع کئے اور
بتری کے سامنے کھڑے ہوکر توپین مارنی شروع کین اوسوقت لارڈ گورنر صاحب بہادر نے
قدم ثابت و استقلال اور جوانمردی کا خوب عمدگی سے قائم کرکے جانب مقابل سے وہ گولہ اندازی
کی کہ بتری وغیرہ کو منہدم و مسمار کر دیا پس مخالف کی توپ بند ہوگئی اور ٹیپو سلطان کی فوج نے
پراگندہ ہوکر گریز کیا حتی کہ دریاے کاویری اور لال باغ تک افتان و خیزان ہوے اس اثنا
مین انگریزون کے ترپ سوار تعاقب مین سرگرم تہے کہ ناگاہ ایک سمت سے جوانان بارجو
اسد اللہی کے نام سے مشہور تہے اور اومین پچاس ہزار چیلے تہے اونہون نے آتے ہی وہ مار لگائی کہ ترپ اونکا منہ پھر گیا

اور قریب تہا کہ شکست فاش ہو گورنر صاحب بہادر نے متردد و متفکر ہو کر راجہ تیجونت سے استعانت طلب کی اور کہلا بہیجا کہ اگر یہ ترپ ہوا رہا رہے گئے تو دوبارہ ہم مین تاب مقاومت کی باقی نہیگی راجہ مذکور نے پاگاہ کے جمعدار و سلحدار اور دیوانی کے جمعدارون سے یہ کہا کہ اگر اونکو چشم زخم پہنچا تو پہر کوئی شخص ہم مین سلامت نہیگا نوبا ہاتھی پر سوار ہو کر پاگاہ وغیرہ کے سوارونکو ہمراہ لیکر اپنے مقام سے کوچ کیا اور شتاب دہاوے کے روانہ ہو کر اونکی کمرگاہ مین جاتے ہی مارنا شروع کیا اوس گروہ اسد اللہی نے مجروح و بیجان ہو کر اپنے ہاتہون سے ہتہیار ڈالدئے۔ پس قوت ٹیپو سلطان کف افسوس ملتا ہوا لال باغ اور گنج عم کیطرف چلا گیا اور گورنر صاحب بہادر نے منگلور کے قلعہ مین نزول فرمایا اور اس فتح کو اہل اسلام کے نام سے تناول لیکر نواب صاحب کو مبارکباد لکہبہیجی۔ لکہا ہے کہ اسکے بعد نواب صاحب اور گورنر صاحب کے لشکرون مین غلہ کی گرانی شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ پانچ چہ روپیہ سیر فروخت ہونے لگا تمام گہوڑے وغیرہ تلف ہو گئے اور تمام آدمی الجوع الجوع پڑہنے لگے۔ گورنر صاحب نے جب دیکہا کہ ہماری فوج کا حال بہت تنگ ہے اور فرط فاقہ سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ دوسرے کو نگلجاؤن باوجود اس فتح کبریٰ کے اپنی امید و کامیابی سے مایوس ہو کر اہما کیا مشیر الملک اعظم الامرا نے میر ابو القاسم میر عالم بہادر کو اونکی تقویت کے لئے رخصت دلوائی چنانچہ وہ روانہ بہی ہو گئے اور پیاپے خطوط تالیف کے بہی روانہ کئے اس عرصہ مین پنڈت ہریرام جو پنڈت پردہان کے روبرو لارڈ گورنر صاحب بہادر کی شرکت کی غرض سے روانہ ہوا تہا حضور اشرف مین پہونچکر جانب مقصود کی رخصت حاصل کی اور متواتر بڑی بڑی منزلین طے کر کے لارڈ گورنر صاحب بہادر کے لشکر مین ملحق ہو گیا۔ کہتے ہین کہ نواب صاحب کے لشکر کے آدمیون نے اسی وقت مین بہڑکیہ کے آنے کو

غنیمت کبری سمجھکر مور و ملخ کیطرح دوڑکر اوسکے لشکر مین سے غلہ خرید لائے اور فی الجملہ اوس سے اپنا آذوقہ کیا۔ علاوہ وبین حدیقۃ العالم مین لکھا ہے کہ کابل و پنجاب سے گجرات تک بندیسور تھا اور وہان سے مع دار السرور برہانپور سیکاکول راج بندری ادہ پہلی بندر و پونا و ناگپور و اکات اور صوبہ فرخندہ بنیاد اور صوبہ بیجاپور وغیرہ مین قحط اوس سال تھا مشیر الملک اعظم الامرا نے بدعت پچورہ کی نہونی سے کشت نت کرونری کے ایک عالم کو خاک سیاہ کردیا ۔ سنہ ۱۲۰۶ مین مشیر الملک اعظم الامرا صاحبزادے سکندر اقبال ہمایون فال سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر کے ہمراہ ۶ صفر کو کمک کے لئے روانہ ہوا اور معمورہ کرپہ اوجولی اور باغ کی سیکے بعد قلعہ گورم کنڈہ کے اطراف مین نزول اجلال کیا اور وہان سے قصبہ مدور پر جا اوترے کہ تین کوس کے فاصلہ سے ہے اور وہان ندیدال وائہ کو قلعہ مسخر کرنے کی تاکید بلیغ کرکے بوضع مواس بایرکہ پیدا قد انگریزی افواج کا سامنا ہوا اوسکے بعد دریای کشنا کو عبور کرکے منزل مقصود کو جارہے تھے کہ خبر آئی لارڈ کارنوالس صاحب بہادر بمراہی تیجونت اور ہری پنڈت مرہٹہ کے بنگلور سے کوچ کرکے قلعہ اکری کے تمو پر ان آیا و ٹیپو سلطان کے رفیق اور اوسکے چھوٹے بیٹے تین ہزار فوج اور چار ہزار بار کے قلعہ کے اطراف پہاڑ مین چھپے ہوئے ہین او ٹیپو سلطان بذات خود لال باغ سے روانہ ہوکر سرنگ پٹن کے قریب خیمہ زن ہوا اور گورنر صاحب بہادر نے ... انگریزی اور تکبی مقابلہ کے لئے مقرر کی ہین اور دو پلٹنین ہری پنڈت کے لشکر کی حفاظت کیواسطے اور دو پلٹنین تیجونت کی ہمراہی مین ہین ۔ اور ۲۵ ربیع الثانی کو معلوم ہوا کہ وارنہ فرشونکا اسباب غلہ لوٹ لیگئے اور اوسکے بعد ہی تحقیق خبر آئی کہ ٹیپو سلطان کا بیٹا اور علی رضا خان ... تا کور کم کنڈہ کے نواح مین مخفی ہوئے ہین ۔ اور اسی کے متصل یہ بھی معلوم ہوا کہ مویدالدولہ بہادر اسکے تنبیہ کرنے کے لئے مامور ہوئے تھے وہ مارے گئے اور سوار وغیرہ جو اونکی مدد کے لئے گئے تھے وہ لٹ گئے اور گرفتار ہوگئے پس صاحبزادے سکندر جاہ اعظم الامرا بہادر نے ۲۰ ربیع الثانی کو

دوبارہ قلعہ کورم کنڈہ پر نزول فرمایا اور سٹرکپٹین کو جو سرکار کا ملازم تھا مورچال قائم کرنے پر تعین کیا
اور مظفر الملک کو یہانکے تمام قلعے اور قلعہ مذکور کی تسخیر انہین کے سپرد کرکے خود سرینگ پٹن کی طرف کوچ
فرمایا اور دوسری جمادی الاول کو یہ اطلاع ہوئی کہ انگریزی درک اور ہادتیری درک جو قلعہ ماکڑی اور
سرینگ پٹن کے مابین ہے وہ فتح ہوگیا اور اسکے بعد قلعہ ماکڑی کے فتح ہونے کی خبر آئی جو اس نواح
مین سب سے زیادہ نامی قلعہ ہے وہانسے مقام کشناپور پہونچے جو بنگلور کے قریب ہے سٹرالنگ مہندری بہادر
قلعہ سے نکلکر شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور کمال تکلف سے شرائط دعوت کی ادا کین اور جب
یہان سے کوچ کیا تو اثنای راہ مین سپاہ انگریزی جو واسطے حفاظت وحراست اس نواح کی ٹھہری ہوئی
تہی اوسنے وقت روانگی کے توپین سلامی کی سرکین - پس سلخ جمادی الاول مشیر الملک اعظم الامرا
نے اپنے صاحبزادے کے ایک کوس کی مسافت پر واسطے استقبال ہری پنڈت بہڑکیہ کے گئے پنڈت نے
ملاقات کے بعد چند پارچے اور جیغہ سرپیچ دونون باپ بیٹون کو دیکر رخصت کیا اور لارڈ گورنر صاحب
بہادر اور جنرل میڈوس صاحب اور مسٹر جربی صاحب نے دو ہزار ترپ سوار کی فوج ساتھ لئے ہوئے اپنی فرودگاہ
سے پانچ کوس کی مسافت طے کرکے جسجگہہ کہ شامیانہ خاص نصب تھا وہان آکر ملاقات کی صاحبزادہ
آفاق سکندر اقبال نے عطردان وپاندان سے مدارات کی اور سوار ہوکر اونکی فرودگاہ پر جا اوترے
اور شام کے قریب ہری پنڈت اور آپا بلونت اور پنڈت پردہان کے دیگر سردار انسے آکر ملے اور ۵ جمادی الآخر
کو لارڈ گورنر صاحب بہادر وجنرل میڈوس صاحب ومسٹر جربی صاحب اعظم الامرا کے استقبال سے مرشدزادہ
آفاق کے دیوانخانہ مین آئے پس مرشدزادے نے معانقہ کے ساتھ اونکی مسرت کو بڑہایا
اور انعام بخشی - اور فوج انگریزی کے باقی سرداروں نے بدستور معمول آداب

مجرا ادا کیا صاحبزادے نے نہایت عمدہ قبضہ شمشیر تحفہ مین گورنر صاحب بہادر کو دیا اور باقی سردارون کو صرف پاندان عطردان عنایت کیا پس سردار مذکور اپنے خلق ذاتی کے سبب سے مشیر الملک اعظم الامرا کے خیمہ مین آئے جو بہت قریب تھا اور عطردان و پاندان لیکر رخصت ہوئے اسکے بعد قریب شام کے مشیر الملک اعظم الامرا اور میر عالم میر ابوالقاسم بہادر مع بعض ارکان دولت آصفیہ کے ہری پنڈت کے خیمہ مین جا کر تخلیہ مین سرنگ پٹن کا نقشہ دیکھا اور عطردان و پاندان لیکر رخصت ہوئے اور اسی مہینے کی چھٹی تاریخ مرشدزادے فوج انگریزی کے ملاحظہ کرنے کو متوجہ ہوئے اوسوقت پنڈت ہری اور آپا بلونت وغیرہ مرہٹہ کے سب سردار ہمراہ رکاب تھے۔ گورنر صاحب مع کل افسران اور پانسو ترپ سوار کلاہ پوش کے استقبال کے لئے آئے اور سب سپاہ نے موافق اپنے ضابطہ کے آداب مجرا ادا کیا۔ اور وقت ملاحظہ کے گورنر صاحب بہادر اور جنرل ہیٹلین صاحب اور مسٹر جے بی صاحب دوسو سوارون سمیت قول مین تھے پس تمام فوج انگریزی سے فارغ ہوکر سہ گھڑی دن رہے گورنر صاحب بہادر کے خیمہ مین تشریف لے گئے رخصت کیوقت گورنر صاحب بہادر نے ایک گھڑیال عمدہ مضبوط فرنگ کی تحفہ مین دیا اور عطردان و پاندان سامنے پیش کیا اور جلوخانہ تک مشایعت کی پس اا تاریخ اس ماہ روان کی سرنگ پٹن مین پہونچکر دو کوس کے فاصلہ پر برنالہ کے کنارہ پر پرتو افگن ہوئے اور وہین پر انگریزی فوج نے بھی آکر ڈیرا ڈالا اور ہری پنڈت داہنی جانب خیمہ زن ہوا معلوم کرنا چاہئے کہ اس مقام سات مرتبہ یورش ہوئی ٹیپو سلطان کا زنگاری خیمہ سپاہ انگریزی نے گرا دیا لال باغ کے سب نیر بان ورد مدے چھین لئے ٹیپو سلطان جب مقابلہ کی تاب نہ لاسکا تو سلطان پیتری کو کہ وہ تمام تر زینکا سر کوب تھا چھوڑ کر سرنگ پٹن مین آگیا پس غرہ رجب تک آتش جنگ جدال کی خوب شعلہ زن ہی اسی عرصہ مین خبر آئی کہ جنرل اکرم بی صاحب بہادر آٹھ ہزار پیادہ اور چار ہزار ترپ سوار کلاہ پوش وغیرہ بندر بمبئی گورنر صاحب بہادر کی مدد کے لئے

ہمایون کے بیان مین

اولاد امجاد کا بیان

آئے ہین پس محمد ابراہیم خان خلف محمد ... خان اور اعتقاد الدولہ سے پانسو سوار ... ملٹری صاحبزادہ کی طرف سے ... آ
سوار پلٹن ... کی طرف سے اور چار پلٹن انگریز بہادر کی طرف سے واسطے ... جنرل صاحب ... کے روانہ
ہوئی مشہور ہے کہ اسکے دوسرے روز ٹیپو سلطان آپ ... سوار لیکر مرہٹوں کی فوج پر ... ناکام ... اسکی
آوارگی اختیار کرکے لارڈ کارنوالس بہادر ... صاحب ... اسکی ... کرکے ... ٹیپو سلطان کو پسپا کیا۔
پس سلطان کے سواروں نے جنرل ایبرکرمبی صاحب کی بنگاہ کو لوٹ لیا اُسکے بعد ہی گورنر صاحب بہادر نے
ٹیپو صاحب کے لشکر مین شبخون کرکے ایک تزلزل عظیم پایا باوجود ان حوادثات کے ٹیپو سلطان نے اپنے
سبب دلخواہ پیام صلح کا دیا سوال جواب کے بعد اس بات پر فیصلہ مقرر ہوا کہ تین کرور روپے نقد اور نصف ملک
اور دو اپنے فرزند بطریق یرغمال کے ادائی قرضہ تک ... لشکرون کے سردارون کو دین اور پھر صلح کرلین۔
ٹیپو سلطان نے اسکو قبول تو کیا مگر چونکہ اسکی تعمیل مین توقف ہوا لہذا اسی مہینہ کی ۲۶ تاریخ کو صبح کے وقت
جنرل ایبرکرمبی صاحب نے اپنی فوج سے مقابلہ کیا کہتے ہین کہ اس روز بھی نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ اور تین
روز متواتر لڑائی کا بازار گرم رہا اسکے بعد ٹیپو سلطان کے وکلا مہری عہدنامے موافق قرارداد کے لیکر آئے
اور میر عالم بہادر کے سامنے پیش کئے۔ پس رجب کی تیسری تاریخ ٹیپو سلطان کے دو بیٹے ایک عبد الخالق
جسکی عمر دس سال کی تھی اور دوسرا معز الدین ... سالہ ... عماریون مین بیٹھے ہوئے سرنگ پٹن کے شرقی
دروازہ سے شاگرد پیشہ کے چند آدمیون سمیت آئے خود گورنر صاحب بہادر نے دلاور جنگ مرشدزادہ
کی طرف سے ڈیڑہ کوس تک استقبال کرکے اُس خیمہ کے اندر جو شاہی راہ مین نصب کیا گیا تھا ملاقات کی اور
پھر وہان سے گورنر صاحب بہادر کے خیمہ مین آئے صاحب بہادر نے دونون صاحبزادونکے ہاتھہ پکڑکر
کرسی پر بٹھایا اور کمال تسکین وتسلی کی باتین کرتے رہے اور عطردان وپاندان دیکر اُس خیمہ مین اوترنے کا

حکم دیا، اُنکے واسطے مقرر کیا تھا۔ الحمدللہ کہ اس روز سے آتش جنگ گل ہوئی بندگان سدا نے خونریزی سے ہاتھ اٹھایا اور صاحبزادوں کو جو یہاں بعد کے لیگئے لڑکوں نے تاش بادلہ کے ۵ تھان ایک سرپیچ مرصع ایک جیغہ مرصع اور ایک عمدہ صاحب بہادر کو اور ایک تلوار دلاور جنگ کے تواضع کی لارڈ صاحب بہادر نے ایک ہندوستانی نہایت عمدہ عید الخاتون کیا اور ٹوپی پلنچہ کی عزالدین کودی اور بعد رسم عطر دان و پاندان کے دونوں صاحب اپنے اپنے ڈیروں کو رخصت ہوئے اور ۵ تاریخ کو ٹیپو صاحب کے دونوں صاحبزادے سیف الملک اور چند امرا ممتاز کے استقبال سے صاحبزادہ کی ملازمت سے مستفیض ہوئے۔ صاحبزادہ موصوف نے ایک سرپیچ مع مرصع جیغہ کے اپنے دست مبارک سے ہر ایک کے سر پر باندھکر دونوں لڑکوں کو رخصت کیا۔ اسکے بعد مرشدزادے آفاق نے مع فوج فیروزی اثر کے اور پنڈت ہری نے مع فوج مرہٹہ کے اور صاحبان فرنگ نے مع اپنی فوج کے رایات مراجعت کے بلند کیے اور ٹیپو سلطان کے دونوں لڑکے بطریق یرغمال کے صاحبان انگریز کے ہمراہ چینا پٹن تک گئے لارڈ گورنر صاحب نے اونکو وہاں لیجاکر نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ خوب آرام و تسلی دیکر رکھا۔ قصہ کوتاہ چونکہ نواب صاحب کا نصیبہ مددگار اور اقبال فرمانبردار تھا ہرچند کہ یہ سفر نہایت طویل و دراز ہوا اور اس سفر میں حضور نے ہرطرح کی سختیاں و تکلیفیں اوٹھائیں مثل آندھی و بارش اور قحط و قتال و جدال وغیرہ کے خصوصاً رفقائے جانباز کی مفارقت لیکن حسب مضمون اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اسکے مآل و انجام بخیر ہوا ایک عرصہ دراز کے بعد نواب آصفجاہ ثانی اس مہم عظیم کو کہ عنایت الٰہی اُنکے شامل حال تھی یاوری اقبال اور صاحبان انگریز کے اتفاق سے سر کرکے بخیریت تمام خوش و خرم مراجعت فرما اپنے دارالسرور کے ہوئے اور تمام فکریں دور ہوکر بہمہ وجوہ اطمینان حاصل ہوگیا اور طبیعت عالی کو کہ ہمیشہ اس امر کا خیال رہتا تھا

تسکین و دلجمعی ہوگئی الحمد للہ الذی اتم مرامہ و امدنا بالعافیۃ والتحبر

دسواں سنہ

سنہ ہجری میں اعظم الامرا کے شوق ... کو ... منظور فرمایا تھی بلکہ صد ... مقصود کیا تھا کہ ۱۳ شعبان کو شمشیر الدولہ مرتضی یار خان نے عالم شباب میں وفات پائی چونکہ اعظم الامرا کے صرف ایک ہی اکلوتے بیٹے تھے بقول ابن ماتم سخت ست اگر پسر جوان مرد اونکو اس حادثہ کا نہایت رنج ہوا حتی کہ فرط غم سے مجنون ہوگئے کہتے ہیں کہ اعظم الامرا اپنی اوس حالت میں مکان سے چار مینار تک برہنہ سر برہنہ پا چلے آئے میر عالم میر ابو القاسم خان بہادر نے حضور میں باریاب ہو کر عرض کیا کہ اسوقت حضور تو بہ مہم میں اور مدار المہام کی یہ حالت ہے خود بدولت نے فرمایا کہ اسکا کیا علاج کیا جاوے اوںھوں نے عرض کیا کہ اگر پیر و مرشد کسی صاحبزادے کو اونکی آغوش میں دیدیں تو یقین ہے کہ اس عنایت بے نہایت کی خوشی اونکی اس بیماری کا علاج ہو جاوے پس حضور نے اونکی رای کو خوب پسند کیا اور فوراً امیر جہانگیر علیخان بہادر المخاطب ظفر جنگ سلطان الدولہ رئیس الملک سلیمان جاہ کو کہ اُسوقت وہ سب سے خردسال تھے اور اُسوقت انکی عمر چھ مہینہ چار روز کی تھی سلطان بخش بیگم والدۂ حقیقی شمشیر الدولہ کی آغوش میں دیا پس معاً اعظم الامرا کے حواس بدستور ہو گئے غم کا مطلق اثر نہ رہا گور دہن واس کے باغ میں جاکر رسالہ اور پلٹن کے جو اونکا طرف متوجہ ہوئے پس خود بدولت بیدر سے کوچ فرما کر محمد آباد بیدر میں خیمہ زن ہوئے اور وہاں پر واسطے فراہم کرنے فوج جرار اور اسباب جہاد کے عرصہ دراز تک اقامت کی معلوم کرنا چاہیے کہ اوسی مقام پر ۱۲ ... ہجری میں مرشد زادے آفاق سکندر اقبال فرخ فال سکندر جاہ بہادر کے محلسرای میں گوہر اکلیل جہانبانی امام سجدہ کامرانی فرزند ارجمند میر فرخندہ علیخان بہادر چاندنی بیگم صاحبہ کے بطن سے پیدا ہوئے اسکے بعد جمادی الاول سنہ روانہیں پونا کی طرف قصد ہوا وہاں

پہونچنے کے بعد ۱۹ شعبان کو آتش جدال و قتال کی مشتعل ہوئی جیسا کہ لڑائی کا دستور ہے طرفین سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے رام بہاؤ کہ لشکر مخالف کا نامی سردار تہا اُسکے جسم پر بہی زخم کاری آیا قریب تہا کہ فتح حضور کی ہو اسی عرصہ میں دشمن کی مدد آ پہونچی انتقیاؤن نے لشکر اسلام پر قوی دل ہو کر ہجوم کیا اور ادہر سے تائید نہ ہو سکی غازیان دلاور عنان عزیمت مجبوراً معرکہ سے پہیر کر لشکر میں داخل ہوئے جب رات ہوئی اور آتش جنگ فرو ہوئی تو حضرت نے رزمگاہ سے اُٹھکر قلعہ کہرلہ میں نزول فرمایا اسکے بعد کشن راؤ وکیل پنڈت پردہان نے دونون ریاستونکی صلاحیت اور رفاہ خلایق مصالحت میں بہتر سمجہکر چند معاملات جو موجب انحراف مرضی کے اعظم الامرا کے ہون ملازمونکی عرضی میں پہنچایا حضرت نے جب اُسکے معروضہ کو قبول کیا تو وکیل مذکور بنا صلح کی مضبوط کرنیکی غرض سے راؤ پنڈت کے لشکر میں جاکر حسب الامر عالی شاہد مصلحت کو کرسی نشین کیا پس جب صلحنامہ کا نوین کے باہم ماہ رمضان کو لکہا گیا حضرت نے اسکے بعد اعظم الامرا کو کہ وہی امن جنگ کے بانی مبانی تہے اہل پونا کے حوالہ کر کے اسی مہینہ کی بارہوین کو مراجعت فرمائی پس ۱۴ تاریخ مہر عالم میر ابوالقاسم خان بہادر واسطے اصلاح بعض معاملات کے پونا کو گئے تہے مراجعت کر کے ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور راجہ شام راج اور گوتم راؤ بہی اسی روز آستان بوسی سے مستفیض ہوئے پس ساتوین شوال سنہ روان میں حضرت نے ساعت نیک میں شہر حیدر آباد میں رونق افروز ہو کر جاہ و حشمت کی مسند کو رونق دی پس ۱۳ ذیقعدہ روز دوشنبہ سنہ روان میں گوبند کشن جو پونا کے صلحنامہ کیلئے گیا تہا حیدر آباد میں پہونچکر شرف ملازمت سے فیضیاب ہوا اور اسی سال بعد ورود مسعود کے حیدر آباد میں کچہہ دنون بعد بوجہ نیرنگی فلک شعبدہ باز کے دوسرا سانحہ ظاہر ہوا کہ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ راجہ شام راج نے جو اعظم الامرا کی غیبت میں نیابتاً ملکی و مالی کے امور انجام دیتے تہے لورکہو تم رای کی رہنمونی سے کفایت سرکاری خیال کر کے حضور پرنور کے مزاج کو تخفیف سپاہ کی طرف مائل کیا چونکہ اون ایام میں فوج انگریزی کی نگرانی دونون سرکارونکی موافقت کی بنیاد مستحکم کرنے

حال سلاطین روم کے بیان میں

اور مخالفین کے رعب وداب کی وجہ سے میر عالم بہادر کی صلاح سے عمل میں آئی تھی چنانچہ حضور سے اُنکو خلعت عطا ہوئی اور وہ لوگ حیدرآباد سے بعطی منانال کے والاپلی کے پشتہ تک پہنچے تھے کہ اس اثنا میں فساد اندیش شیطنت کیش لوگون سے نے جو اعظم الامرا کے تنزل میں اپنی ترقی کا خیال کیا تھا۔ او بارگاہ والا سے اُنکو علیحدہ ہوجانیکے بعد جب اُنکی تمنا ظاہر نہ ہوئی تو مثل خفاشون کے بندگان عالی کی سلطنت کے زائل ہونیکے خواہان ہوئے تا لیہ روشنی تاریکی کے ساتھہ بدلجاوے اور اپنی کامیابی ہو پس کونسا حیلہ تھا کہ اُنھون نے اپنی خباثت کے سبب سے نہ کیا آخرکار دارالامارت کو دلاور ان انگریزی کی فوج سے خالی پاکر وقت فرصت کے منتظر رہے جب موقع پایا تو فوراً امرشنزادے کبیر عالیجاہ سے خفیہ سازش کی اور اُنکی اطاعت پر کمر باندہ کر خیال باطل پر آمادہ کیا اور عین عزم کی شب میں ونیچہ کو شہر حیدرآباد سے لے نکلے اور سداسیو اُوزمیندار اور دیگر غدار مفسدونکی رفاقت کا اظہار کرکے قلعہ محمدآباد بیدر کا قصد کیا چنانچہ جاتے ہی قلعہ کو پر اپنا قبضہ کیا اور زمیندار مذکور بہی عبداللہ حبشی پر کہ وہ حسب الارشاد جوانان بار اپنے ہمراہ لیکر صاحبزادے کی تادیب وتنبیہ کیلئے روانہ ہوا تھا اثنا راہ میں عبداللہ خان کو غافل پاکر اوسکے سر پر آگرا اور اُنکی جمعیت کو پریشان و پراگندہ کردیا خود عبداللہ خان مجروح اور اُسکے اہل و عیال گرفتار ہوئے جاسوسون نے یہ خبر دی اور حضور نے جب یہ سنا کہ صاحبزادے کے پاس اطراف وجوانب کے بہت سے بے روزگار بغرض ملازمت کے آئے ہین تو اول حضور پرنور نے شفقت و رحم فرماکر ایک عنایت نامہ مہدی بخشی بیگم صاحبہ یعنی صاحبزادے کی والدہ کی طرف سے واسطے فہمائش اور سلامتی مزاج کے معرفت خوش قمر خان کے روانہ کیا اور جب صاحبزادے کی طبیعت نے اصلاح اور درستی مزاج کی طرف میل نہ کیا تو خفا ہوکر چنانچہ ریاست کو سیاست ضرور ہے سو موسی ریمو عرف موسی رحمو کو مع اونکی فوج کے اور دیگر سردارون کو اور افسران پائیگاہ کو میر عالم اور سردار الملک کمانسی میان کو ان سب کا حاکم بناکر صاحبزادے کی تنبیہ اور مفسدین کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ کہتے ہین کہ قریب پہنچنے لشکر فیروزی اُترکے

ادبارپیشون نے مثل بسمل کے ہاتھ پاؤن ہلائے آخرکار جب مقاومت کی تاب نہ لاسکے توگریز کیا اور صاحبزادے کو خجستہ
بنیاد مین لائے علاوہ انکے سید محمد باقر علیخان تیج بہیونڈین سے بہوین پلی سے اور محمد عظیم خان اور یٰسین خان وغیرہ
جمعدار جمعیت پاگاہ سے اون ایام مین اپنے اپنے پرگنون وعلاقونمین تھے چنبر سنگ ہمنا آباد پر سب جمع ہوگئے پس صاحبزادہ
کے ہمراہ جو لوگ غارتگر تھے اونسے ڈبل کنڈے پر مقابلہ ہوا محمد باقر علیخان کی انگشت خرد پر غازی خان کی
تلوار پڑی اس ضرب سے اُنکی انگشتری اُڑگئی اور باقر علیخان کی تلوار سے غازی خان کا رخسارہ زخمی ہوگیا اور محمد داؤد
خان قوم خلیل راقم کے نانا سنہ روانمین علاقہ بسمت سے سرفراز ہوکر اس طرف روانہ ہوئے تھے اور شر کا صاحبزادے
کے ممالک محروسہ کے تاخت و تاراج کے درپے تھے اسلئے واسطے حفاظت کے سوارون سے کل ایک ہزار
کی جمعیت سے سابقہ ولاحقہ مجتمع کی تھی لیکن مقابلہ کا اتفاق نہ ہوا القصہ چونکہ سپاہ منصورہ نے تعاقب نہ چھوڑا
قدم بر قدم پاشنہ کوب سر پر جا کھڑے ہوئے اور لڑنیکا اسباب تیار کرنیکی اونکو فرصت نہ دی ہر چند مرشد زادے نے
پونا والون سے مدد مانگی مگر اونہون نے حضور اشرف کے پاس خاطر سے نہ پیغام کو سنا نہ کلام کی طرف توجہ کی
پس صاحبزادے اور اُنکے رفیق مایوس ہوئے اور ادہر سے ارکین دولت نے فوج انگریزی کو کہ وہ ہر طرف
ہوکر کتل واڑا پلی تک گئے تھے جدید صورت سے اونکی استمالت والحاح کرکے صاحبزادے کے تعاقب کی ترغیب دی اور
پہنچائی۔ پس فوج قاہرہ کے چہار سو غلبہ سے ہمراہی صاحبزادے کے فوراً بنات النعش کی طرح منتشر ہوگئے
اسوقت صاحبزادے نے خواب غفلت سے بیدار ہوکر اپنی سرتابی سے باز آئے اور ہمراہ لشکر فیروزی اثر کے
باامید عفو جرایم کے کچھہ اپنی فوج ضروری بہی ہمراہ لیکر آستان بوسی کا ارادہ کیا۔ اثنای راہ مین دفعتاً پیک اجل نے
صاحبزادے کو آواز دی صاحبزادے نے لبیک اجابت کو زبان پر جاری کیا۔ کہتے ہین کہ صاحبزادے نے
اپنے خارج ہونیسے قبل ایک محضر لکھوایا تھا۔ اسپر سوای شمس الامرا ابو الفخر محمد فخر الدین خان بہادر اور امجد الملک

ہو پاگاہ کے سرداروں کے کل اراکین دولت کی مہرین تہین چنانچہ اسی سبب سے آتش فساد کے گل ہونے تک خلوت
مبارک مین چوکی خانون اور شمس الامرا ابوالفخر محمد فخر الدینخان بہادر کے دروازون پر سپاہیون کا بندوبست تہا
اور اسکے سوا اور لوگ اپنی ضرورتون کی وجہ سے آتے جاتے تہے ہتہیار پہرے مین رکہکر آمدرفت کیا کرتے
تہے ۔ اور یہ بہی واضح ہو کہ انہین سنوات مین بعد فوت ہونے سوائی مادہو راؤ اور جلوس باجی راؤ پسر کلان رگہنا تہہ
راؤ کے چاربہائی پیشوائی پرپونا کی ریاست مین اتفاقا بسبب اختلاف سرداروں کے خلل واقع ہوا اور
اونکی دولت کے ستارہ نے اوج سے طرف پستی کے میلان کیا تہی کہ رفتہ رفتہ ریاست مین زوال پیدا
ہونا شروع ہوا چنانچہ آخر کو اُسکا زوال ہو گیا اسکا ذکر دفتر سوم مین آئیگا ۔ اعظم الامرا نے قابو طلب وقت غنیمت
جانکر بہت تہوڑے سے زمانہ مین وہان کے اراکین سے ایسی موافقت بہم پہنچائی کہ حسن تدبیر سے اپنے آپ کو
موافق اونکی آرزو کے چوتہہ صوبہ محمد آباد بیدر کی گذاشت لیکر ۱۲۱۱ ہجری مین حضور کی خدمت مین پہنچایا
اون ایام مین خود بدولت بغرض سیر و شکار کے لالہ کوڑہ مین تشریف فرماتے ۔ اطلاع ہوتے ہی فوراً قلعہ گولکنڈہ
مین آئے اور اعظم الامرا کو وہان حاضر ہونیکا حکم دیا سبہون نے خبر جب محتشم الیہم کے پہنچنے کی دی آپ بالاخانہ پر
چڑہکر دوربین سے ملاحظہ فرماتے رہے جب وہ قریب آ گئے اور خود بدولت نے پہچانا تو خوشی کی توپ چہوڑنے
کو ارشاد فرمایا چونکہ یہ حکم تہا کہ فوراً ضرب بالانحصار کے سر ہوتے ہی تمام توپین قلعہ و بلدہ کی سر ہون حسب الحکم اُس
توپ کی آواز سنکر گولہ اندازون نے تمام توپون سے باڑہ شادمانی کی سر کی اور بدستور اُن توپونکی آواز پر شہر کے
برجونکی بہی توپین چہوٹین ۔ حضور معز الیہم کے آنیسے بہت محظوظ ہوئے اور بعد ادراک ملازمت معز الیہم کے
فرمایا کہ پیر دیدار کی نیاز کرین چنانچہ حسب الامر دودہ و چاول پر فاتحہ ہوئی اور کونڈے بہرے گئے تمام مرد و عورتون
نے کہایا اسکے دوسرے روز شہر کو اپنی تشریف آوری سے رونق تازہ اور وہان کے باشندون کو مسرت

بے اندازہ عطافرمائی اور معزالیہم کو سابق سے بھی زیادہ تر معزز اور اپنا ندیم کیا۔ چونکہ ٹیپو سلطان نے بوجہ جہل و نادانی کے کوس سلطانی کو بلند آوازہ کیا تھا اور دونون سرکارون کا بدخواہ اور اسپر بھی یہ زیادہ ہوا کہ صلح گذشتہ پر اکتفا نہ کرکے بے اعتدالیون کا سلسلہ جنبان تھا۔ مشیر باتدبیر اعظم الامرا نے درست کرداری اور راست گفتاری بقاے عہد اور ایفاے وعدہ مین حضور کی خدمت مین گذارش کرکے بناے موافقت کی فیمابین سرکار انگریزی اور سرکار آصفیہ کے بشرط اعانت طرفین کے مستحکم کی اِس ۱۲۱۲ھ مین خود بدولت کو مرض فالج ولقوہ کا عاید حال ہوا حکماے شہر اور اطباے اطراف وجوانب آکے حاضر ہوکر دوائین سعی بلیغ کی ہرچند کہ ہاتھہ اور پاؤن مین پہلی سی طاقت نہین آئی لیکن بفضلہ تعالیٰ افاقہ ضرور ہوا۔ اس اثنا مین افسران انگریزی نے ٹیپو سلطان کے استیصال کی غرض سے خروج کیا اور حضرت کو بھی اطلاع کی چونکہ مزاج والا ناساز تھا۔ آپ تو واسطے استعانت کے روانہ نہوئے مگر البتہ ہان میر ابوالقاسم میر عالم بہادر کو مع ہادی الدولہ اور بہرام جنگ اور حیدر نواز جنگ اور ابوتراب خان بہادر کو ہزار سوار دیگر اور روشن رای کو چار پلٹن دیگر روانہ کیا۔ فوج انگریزی افواج قاہرہ کی پشت گرمی سے عزم بالجزم کے متوجہ ہوئے ع دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔ پس ۱۲۱۳ھ مین ٹیپو سلطان روانہ دار آخرت کا ہوا اسکے بعد میر ابوالقاسم میر عالم بہادر مع فوج کے مراجعت کرکے واپس آگئے اور خدمت فیضدرجت مین مستفیض ہوئے چونکہ اللہ پاک نے لڑائیون سے نجات دیکر الفراغ کلی عطا کیا پس خود بدولت نے تمام ہم سفر کی طی کی اسکے بعد تادم زیست اپنے دار الحکومت مین ہی رونق افروز رہے اور اسکے بعد سے مادام الحیات بزم وانبساط اور تقریبات شادیون وطوی وغیرہ کی طرف متوجہ رہے۔ معلوم کرو کہ اعظم الامرا ارسطوجاہ نے پونا سے مراجعت کرتے ہوئے ایک عورت کے ساتھہ نکاح کرلائے تھے پونا کے سب لوگ اِن مسماۃ کو بیگم کہا کرتے تھے اِس بی بی کے شکم سے

ایک لڑکا پیدا ہوا اعظم الامرا ارسطو جاہ نے اس لڑکے کو سرور افزا بیگم کی آغوش مین دیا کہ وہ ممدوحہ مغفور الیہم کی زوجۂ ثانیہ تہین وہ لڑکا تہوڑے روز ون کے بعد مر گیا اسی اثنا مین میر جہان ارعلیخان المخاطب کیوانجاہ روشن آرا بیگم کے شکم سے مشکوی تہد گا لعالی مین پیدا ہوئے حضور نے اس مولود مسعود کو بہی اعظم الامرا ارسطو جاہ کو عنایت فرمایا او نہون نے سرور افزا بیگم کے سپرد کیا اور محرم کی ۵ تاریخ سنہ ۱۲۱۳ مین کہانسی میان مارے گئے نہ معلوم کہ انہین کسنے کسکے کہنے سے مار ڈالا اگرچہ ہوتا اور چونکہ میر عالم میر ابو القاسم خان بہادر کئی سال پیشتر سے اپنی صاحبزادی کی نسبت نیر الملک حیدر خان بہادر سے کر چکے تہے سنہ ۱۲۱۴ مین حضور نے نوشاہ کو اپنے دولتخانہ مین بلوا کر گلشن محل مجلس شادی کے واسطے عنایت کیا اور خود بدولت نے مع خادمہ محل رنگین لباس سے شریک بزم عیش و انشا طاہو کر بلوہی کے کل لوازمات ورسومات ادا کیے اور ۱۳ ربیع الثانی کو کہ وہ روز جلوہ کا تہا عامہ ورجیغہ اور کلغی اور طرہ اور مرصع دستبند اپنے دست خاص سے دولہ کے باندہے اور عروس کو بہی جواہر بیش قیمت سے آرایش بخشی پس اسی اثنا مین اسی سال مرشدزادہ آفاق سکندر اقبال فرخ فال سکندر جاہ بہادر کا زمزمہ شادی اور ولولہ مبارکبادی عفت آب عصمت قباب جہان پرور بیگم صاحبہ معظمہ صاحبزادی مرتضی یارخان سے بلند آوازہ ہوا اسی سنہ مین کل ملازم سرکار افزایش ماہوارہ و جاگیرات و خطابات سے بہرہ مند ہوے اور ۱۳ رمضان سنہ روان مین یکشنبہ کے روز ریاض النسا بیگم کی شادی محمد علیخان ایرانی کے ساتہہ کردی اور ۵ محرم سنہ ۱۲۱۵ مین کہانسی میان سردار الملک مقتول ہو گئے اور قاتل کا پتہ نہ چلا کہ کون شخص اور کسکا بہیجا ہوا تہا حضرت کو اس سے کمال رنج ہوا انکا مادۂ تاریخ ۔ داخل مجلس حسین شہید ؛ ہے اور اسی سنہ مین جشن خسروانہ اور رسوم ملوکانہ کے بعد عفت پناہ مریم زمان خاص صاحبزادی بشیر النسا بیگم صاحبہ مدظلہا کا عقد نکاح شمس الامرا ابو الفخر محمد فخر الدین خان بہادر دام اقبالہ کے ساتہہ کرکے بہت خوش و خرم ہوئے چونکہ نواب صاحب

کو اُنکے ساتھ بوجہ غایت الفت تھی بیاہ کے دوسرے دن رسم چوتھی سے قبل جذبۂ محبت سے تشریف فرما ہوکر نوشاہ کے دولتخانہ کو اپنے جمال جہان آرا سے جلوۂ تازہ اور ہواخواہان دولت کو مسرت بے اندازہ عطا فرمائی اور ماہ جمادی الثانی سنہ روانمین شنبہ کے روز جمال النساء بیگم صاحبہ کا عقد بڑے صاحبزادے سکندر اقبال فرخ فال سکندر جاہ کی شاخ تخت دستہ مندی کی رسم ادا ہونیکے بعد رفیع الدولہ رفیع الملک محمد تاج الدینخان بہادر کے ساتھ نہایت تکلف سے شادی ہوئی اسلئے کہ وہ بندر سورت کے رؤسا مین سے تھے۔ اتفاق زمانہ سے جسپر کہ دولہن کا محافہ نوشاہ کے مکان پر روانہ ہوا شب کو صاحبزادہ میر جمشید علیخان بہادر جمشید جاہ ۱۵ سال کی عمر مین فساد خون کے مرض سے کہ پاؤن پر ظاہر ہوئے تھے وفات پائی اُسکے بعد کمال النساء بیگم صاحبہ عروس موصوف کی حقیقی ہمشیرہ کا نکاح میر معین الدین حسین علیخان بہادر المخاطب امتیاز الدولہ خلف ممتاز الامراء میر میر کلان خان ابن میر حید رعلیخان کاشغری کے ساتھ انعقاد فرمایا اور ۱۲۱۶ھ مین اللہ پاک نے جب صاحبزادۂ سکندر اقبال فرخ فال سکندر جاہ بہادر کو مہو بیگم المخاطب جہان پرور بیگم صاحبہ کے شکم سے صاحبزادہ میر تفضل علیخان عرف میر بادشاہ مدظلہ العالی کے عنایت فرمایا تو خود بدولت نے جشن کا دربار کیا اور ارکین سے نذرین تہنیت کی قبول فرمائین اور ۱۲۱۷ھ مین وہ دونون نہال گلشن خوبی یعنی شمس الامراء ابو الفخر محمد فخر الدینخان بہادر اور صاحبزادی بشیر النساء بیگم صاحبہ کو خدای تعالیٰ نے بارور کیا تو حضور اُنکی تقریب ستوانسے مین تشریف لائے اور صاحبزادی کو نتھ پہنواکر ملاحظہ فرمایا اور فرط شفقت سے چکنی ڈلی اپنے مُنہ کی اُنکو کھلائی اور یہ فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے بیٹا ہوگا چنانچہ حسن اتفاق سے یہی ہوا بعد دو مہینہ کے فرزند ارجمند محمد فرید الدینخان بہادر پیدا ہوئے تو حضور دوبارہ اوس مولود مسعود کے دیکھنے کیلئے رونق افزا مہمان سرا ہوکر ضیافت کے تکلف کا ملاحظہ فرماکے خوش وخرم ہوئے اور نقشبندی بیگم صاحبزادی کے عبد اللہ خان برادر محمد علیخان کے ساتھ سنہ روانمین شادی کردی۔

اسکے بعد اعظم الامراء ارسطوجاہ نے کیوان جاہ میر جہاندار علیخان بہادر کی تقریب بسملہ شروع کرنیہی پائے تھے کہ اس اثنا
مین نوابصاحب کا وقت موعود پہنچگیا کہ ۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ ہجری مین مرض جسمانی کی شدت سے خوردبدولت
روضۂ جاودانی کو تشریف لیگئے اس حادثۂ جانکاہ کے واقع ہوتے ہی فوراً اعظم الامراء ارسطوجاہ نے بڑے
اعلیحضرت کو رقعہ لکہا اور فوج انگریزی طلب کرکے دہ سو جوان اور ایک ضرب توپخانہ جلوخانے مین اور نیز
بدستور ہر صاحبزادہ کے دروازہ پر واسطے اندیشہ فساد کے قایم کی ارکین دولت نے جنازہ محلسرا سے
لیجاکر مکہ مسجد کے صحن مین دفن کیا اور سنگ مرمر کی جالی نہایت عمدہ اور بہت خوشنما قبر کے چارون طرف
تیار کی ہے چنانچہ اتبک بدستور قایم ہے دروازہ بایین کی پیشانی پر یہ قطعہ کندہ ہو رہا ہے **قطعہ**
بروح پاک میر نظام علی بدام ؛ خوانند باو فور اشتیاص فاتحہ ؛ زین مصرعہ عجیب دو تاریخ رانجوان ؛ مستوجب
بہشت و باخلاص فاتحہ ؛ نوابصاحب کا لقب بعد وفات کے غفران مآب ہے۔ حضرت مرحوم کے بعد وفات
کے چہہ صاحبزادے تھے۔ سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر ولی عہد۔ فریدون جاہ۔ جہاندار جاہ۔ اکبر جاہ
سکندر جاہ کے حقیقی بہائی۔ سلیمان جاہ رئیس الملک مدظلہ کہ راقم ابتدا سے انہین جناب کا نمکخوار تھا
شب و روز حاضرباش اور بیشتر کتابین علوم ریاضی کی بطور درس کے خدمت گرامی مین عرض کی ہین۔ اور
میر نوازش علیخان حضرت کے صاحبزادے کو برسون علم عربی اور فارسی کی تعلیم کی ہے اور سب سے خردسال کیوانجاہ
اور دس صاحبزادیان۔ نقشبندی بیگم اہلیہ دارا جاہ۔ سلیمہ بیگم زوجہ عظیم الدینخان۔ جہان آرا بیگم زوجہ رستم یار جنگ
فخر النسا بیگم زوجہ فتح یاب الدولہ دہلوی۔ ریاض النسا بیگم زوجہ میر محمد علیخان شیرازی۔ بشیر النسا
بیگم صاحبہ زوجہ شمس الامرا ابوالفخر محمد فخر الدینخان بہادر۔ کابلی بیگم زوجہ بدیع الدینخان۔ امیر بیگم زوجہ
فخریاب جنگ عرف منگلو صاحب۔ کمو بیگم کہ انکو بخشی بیگم نے اپنی آغوش مین لیا تہا غفران مآب نے

۴۴ سال تک سلطنت کی ہے اور عمر ۶۸ سال چھ ماہ ۷ روز کی ہوئی ہے ؎

نواب سکندر جاہ بہادر

نواب مستطاب مغفرت مآب نظام الدولہ آصف الملک سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر جعل الجنۃ مثواہ یہ حضرت فرزند اکبر نواب غفران مآب میر نظام علیخان بہادر کے ہین ولادت باسعادت جناب کی ۱۱۸۱ھ مین ہوئی ہے اور بعد انتقال غفران مآب کے ارکان دولت نے بجاجت اور الحاح سے چونکہ آپکو جانشینی پدر والا قدر کی منظور نہ تھی لہذا مجبوراً ماہ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ مین فرمانروائی سلطنت کو قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا اور تینون بھائیونکی تنخواہ کہ تین تین ہزار روپیہ ماہوار تھی المضاعف کی اور فریدون جاہ بہادر کو کہ سب سے بزرگ تھے چار ہزار روپیہ کے اضافہ سے امتیاز بخشا اور چونکہ سنہ الیہ مین محل خاص و دیوان عام اور آئینہ خانہ شمس الامرا بہادر ملاحظہ سے کہ جسمین اب وہ تشریف فرما ہین صورت احداث کی قبول کی بتقریب ضیافت رونق افزا ہوئے بہادر محتشم الیہ نے لاکھ روپیے نقد نذر کئے اور سوا اسکے لاکھ روپیے جواہر و پوشاک رقص و طعام وغیرہ مین بالائی خرچ ہوئے حضور نے خاصہ دعوت کا آنمحل مین تناول کرکے سہ پہر کو معاودت فرما کے شاہی محل مین رونق افزا ہوئے اور نیز بدستور بہادر موصوف کے دولتخانہ پر آنجناب کے فرزندونکی بسم اللہ خوانی مین اکثر اوقات تشریف فرما ہوئے رہے ہین اور قصل اسکے تقریب جشن بسم اللہ خوانی کیوانجاہ بہادر کا بسبب انتقال غفران مآب محل توقف مین تہا بعد فاتحہ اربعین کے کمال تجمل اور تکلف سے حکم انصرام کا دیا کہتے ہین کہ تقریب مذکور مین دس ہزار روپئے کی مہندی چاندی کی نثار ہوئی تہی اسکے بعد نواب واسطے ملاحظہ سلامی لینی قواعد سلامی جمعیت انگریزی کے تشریف فرما ہوئے جوانان پیادہ اور ترپ سوار اور گولہ انداز وغیرہ نے میدان عرض

ین اگرجوہر سپہ گری اور فن جانبازی کو اپنی نوبت بہ نوبت دکھلائے اور توپین سلامی کی سر کین کہتے ہین
اسوقت مظفر الملک اسمٰعیل خان بہادر اسپ تیز پر سوار بھالہ ہاتھہ مین لیے ہوئے روبرو عماری خاص کے
آئے اور جوش سپہ گری سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو بندہ اپنا گھوڑا اچپلائے چونکہ بڑے صاحب بنگ کرک
پاترک بھی حاضر تھے انہون نے بھی سنا اور برای العین مشاہدہ کیا پس سواری متوجہ تالاب حسین ساگر
ہوئی اور حضرت وہان عماری سے اوترے اور سواری کرنچی طلب کیا اور آپ مع شمس الملک شمس الامرا
بہادر اور اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر سوار ہوئے اور شمت جنگ کو بھی طلب کیا جب وہ بھی آئے کشتی
سیر کیلئے روانہ ہوئی امیر الملک محمد حمید خان بہادر بھی حاضر تھے چونکہ نواب نے انہین یاد فرمایا البتہ تھوڑے
تامل کے بعد معلوم کہ انکے دلمین کیا آیا جامہ پہنے باندھا اور علی بند مین ڈال بسم اللہ مجریہا و مرسہا
کہکر جرأت کا اس بحر عمدا مین رکھا اور تیرتے ہوئے کشتی کا تعاقب کیا اسمین وہیا شمس الامرا بہادر کے چیلے
نے جو آپ کو ریکہا آپ بھی کنارہ سے باندھکر بہادر مشار الیہم کے ساتھہ ہوئے ارسطو جاہ نے بانگ بلند
عرض کی پیشتر کشتی کو ٹھیرا دیا اور جب بہادر معز الیہم قریب آئے فرمایا تم نے کیون تکلیف کی اور اسی طرح
بھیگے کپڑون سے کشتی مین بٹھلایا اور دیناسے کشتی کا پایہ پکڑ دیا جبتک سیر رہی تب تک ساتھہ رہا
بعد انتہائے سیاحت کے حضور پرنور نے بہادر معزز کو بہت آفرین کی قبول ہو رسمی ملبوس ع فلک گفت
احسن ملک گفت زہ اسی اثنا مین فرمان والا شان شاہ عالم کا دربارۂ استقلال دہلی سے صادر ہوا
نواب نے اسکے استقبال کے بلدہ سے نکلکر باغ لنگم پلی مین نزول اجلال کیا باہر باغ انہین خیمہ عالی استادہ ہوا
اور اسمین مسند زر دوزی لگائی گئی ایلچی نے فرمان واجب الاذعان کو لاکر صدر پر رکھا نواب اپنی آداب گاہ
سے مجرا کرکے روبرو مسند مذکور کے بہ ادب بیٹھے عرض بیگی نے اس عنایت نامہ کو گذرانا پس نواب نے کمال احترام

ممالک محروسہ اور توابع ...
سلطنت قطب شاہیہ کی ختم ہوئی
روانہ کیا اور سکا ای قلعہ مین انتقال ہوا اور
ابوالحسن کو گرفتار کرکے قلعہ دولت آباد مین
اور توابع کے اپنے قبضہ تصرف مین

سے ایک بموافق غفران مآب کے اپنی دستار پر بجامی جبینہ کے تمغہ فخر کا جانگ نصب کیا اور اسی طرح زرد عماری کے جلوسی
کے سوز پڑے لاولشکر اور تجمل سے شگفتہ خاطر متوجہ دارالریاست کے ہوئے جوانان بارنے التواپ سلامی
کی سرکین اہالیان دولت آداب تہنیت بجالائے اور بعد دخول دولت سرا کے نذرین گذرانین اور روز
تہنیت امیر نامدار مدیرالمہام فی سنہ الیہ مین صاحبزادہ سیدالدین خان بہادر میر فرزند علیخان بہادر ناصر جنگ اور
صاحبزادہ میر بشیر علیخان بہادر صمصام جنگ اور صاحبزادہ میر گوہر علیخان بہادر بہادر جنگ خطاب اور
مناصب سے کامیاب ہوئے اور روز چہارشنبہ اٹھائیسوین محرم ۱۲۱۹ سنہ ہجری مین جب ارسطوجاہ کے طائر
روح نے آشیانہ تن سے پرواز کی میر عالم بہادر نے اپنی واسطے لارڈ گورنر صاحب بہادر سے استدعا کی بپاس خاطر
انکے اتحاد نامہ سفارش کے بارہ مین لکھا حضور نے مطالعہ فرما کر اول انکی بیماری کا عذر کیا اس بعد
بخشی بیگم صاحبہ بیٹی اور بی بی صاحبہ نگر سہ بہر دو والدہ کے کہنے سے پانچوین تاریخ شہر ربیع الثانی کی سنہ
الیہ مین میر ابوالقاسم میر عالم بہادر موصوف کو خلعت امر دیوانی کا عطا فرمایا اور ملبوس خاص سے ممتاز کیا
پس صبح کو میر صاحب موصوف مخلع ہو کر کوٹھی کو گئے اور وہان سے آپ پالکی مین سوار ہو کر آئے اور ریزیڈنٹ
حشمت جنگ کرک پاٹرک کلان صاحب بہادر بڑی عماری مین بیٹھکر بیاضر دربار ہوئے خود بدولت آئینہ
خانہ مین برآمد تھے یاد فرما کر نذر سرفرازی کی لی میر صاحب معز الیہ نے بجز دستور فرازی جوانان انگریزی کو
جلوخانہ خاص اور دروازہای صاحبزادگان سے اٹھوادیا۔ دو مہینے کے بعد جنگ سندھیا اور ہولکر کے
وقت بسبب نہ پہنچنے فوج رکاب حسب قرارداد کے کہ اسکا احوال دفتر سوم مین مذکور ہوگا سرکار کمپنی بہادر سے حسب
تجویز صاحب گورنر بہادر کلکتہ اسکی نالش آئی بنا بر عزل رکوتم راؤ راجہ اندر جو پیش دست غلام سید خان کا تھا
حکم محکم شمس الامرا بہادر کو ہوا مردم بارگاہ کے اسکے گہر پر جا پہنچے اور تمام مال و اسباب ضبط سرکار کرلیا گیا

راجہ مذکور پیشکاری سے موقوف ہوکر تا دام الحیات خانہ نشین رہا۔ اسی سال دوسری شادی میر حیدر یارخان بہادر کی زوجہ اوّل کی ہمشیرہ حقیقی صبیہ میر عالم بہادر سے حسب استرضا نواب کے کیگئی اور سنہ الیہ مین دو صاحبزادے میر منور علیخان بہادر اور میر ذوالفقار علیخان بہادر چہ چہ مہینہ کی تفاوت سے پیدا ہوئے عشرۂ اول ماہ ربیع الاول ۱۲۲۰ ہجری مین فریدون جاہ بہادر راہی ملک عدم ہوئے اور پچیسوین تاریخ ماہ صفر سنہ الیہ کو محمد صدر الدینخان بہادر دو فرزند نواب شمس الامرا بہادر کے پیدا ہوئے اور ماہ رجب سنہ و اثنین میر عالم بہادر نے سامان جشن سالگرہ نواب کا اپنے مکان پر مہیا کر کے عرض کیا خود بدولت نے پذیرا کیا اور بنفس نفیس رونق افزا مکان سرا میر معز الیہم کے ہوکر جشن ہکو کہ پیرایہ آغاز و انجام کا بخشا کہتے ہین کہ اس جشن مین سات لاکھ روپیہ میر صاحب معز الیہم کے خرچ ہوئے اور ارکان و اعیان اور اہالی شہر کو جواہر گران اور لآلی پر ضیا بندگانعالی کی طرف سے خلعت مین دیے گئے اور سب کی سرافرازی ہوئی چنانچہ شمس الامرا بہادر کو تیس لاکھ روپیہ کی جاگیر اور سات ہزار سوار اور سات ہزار بار کی بخشی گری اور پاگاہ سرکار سے ذی اعتبار عطا ہوئی منیر الملک بہادر کو مرتبہ دیوانی بادشاہی اور جمعیت فراوان سے ذی افتخار کیا گیا اور شہریار الملک اور رفعت الملک اور جبار جنگ جاگیرات و تعلقہ جات و جمعیت بیشمار سے صاحب اعتبار کیے گئے اور نواب امرا و بہرام الملک امجد الملک اور حسام الملک کو بہت سی جمعیت و جاگیرات عطا کیگئی اور اعتصام الملک اور رشید الدولہ کو منصب منشی گری اور جاگیرات سے بہرہ ور کیا گیا اور بخشی الملک اور افتخار جنگ مرتبہ بخشی گری فوج سے سرفراز ہوئے اور ضیاء الملک اور ضیاء الدولہ خدمت عرض بیگی سے مکرم کیے گئے امین الملک اشرف الدولہ تہور جنگ محکم جنگ یاور الدولہ سکندر الدولہ شہریار جنگ محترم الدولہ غالب الدولہ جلال الدولہ جاگیر و جمعیت سے کامگار ہوئے طالب الدولہ امیر الدولہ عمدہ خان مانی سے اور سید نصرت در و غائی ہرکارہ اور فیلخانہ سے سرافراز ہوئے اور سعید الدولہ تشنگی

اورنیابت صوبہ داری سے ذی اقتدار ہوئے اور محمد سبحان خان اور یار بہادر خان اور سلطان میان جملہ سرداران افغان
جاگیرات و جمعیت سے کامیاب ہوئے اور راجہ چندو لال اور راجہ گنیش بخش راجہ کیول کشن راجہ خوشحال چند راجہ شیو
راجہ بیجان راجہ روپ لال راجہ دیا بہادر راجہ سیارام سب جاگیرات و جمعیت سے ممتاز ہوئے اور جواہرات و مناصب
و خطابات علی قدر مراتب سرفراز اور کامیاب ہوئے اور گیارہ شوال سنہ مذکور کو کوکب برج نیکنامی اور گوہر اکلیل
خوش کامی محمد رفیع الدین خان بہادر نجیب فرزند شمس الامرا بہادر کے پیدا ہوئے برخوردار یاد ان کا مادہ تاریخ
ہے۔ واضح ہو کہ راجہ مہیپت رام جو عالت صاحبزادگی میں آنجناب کا پیشکار تھا اور قبل انتقال غفران مآب کے
بند و لیست بلاد غربی صوبہ برار کیلئے جمعیت سنگین کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا تھا چونکہ صاحب رزیڈنٹ بہادر میر عالم
سے کشیدہ تھے اسلئے میر عالم نے صاحب رزیڈنٹ کی شکایت گورنر جنرل لارڈ ولیسلی سے کی تھی شرح اسکی
بہت طویل ہے اسلئے مہیپت رام صاحب رزیڈنٹ کے اشارہ سے دیوانی کی تمنا مین داخل بیت الریاست
ہوا ضیافت کی تقریب مین حضرت کو اپنے مکان پر مدعو کیا جہان ایک لاکھ روپیہ کا چبوترہ و شمع کر نیکے بعد مسند
لگائی گئی تھی رفتہ رفتہ حضرت کے مزاج کو میر عالم کی طرف سے پھرا دیا اور خود بھی میر صاحب سے بد دماغیان
شروع کین اسی عرصہ مین کپتان طامس سڈنہم بہادر ایلچی مقرر ہوئے یہ صاحب میر عالم کے بڑے دوست تھے
میر صاحب معز الیہم ایک روز ترپلہ کے دروازہ سے جو انکی بارادری مین تھا اور جو اب کچھ مدت سے بند کر دیا
گیا ہے شہر سے نکلکر کوٹھی پر پہنچے اور کپتان طامس سڈنہم بہادر سے اپنے بارہ مین مصلحت کی صاحب بہادر
نے دربار مین حاضر ہو کر خیر خواہی اور نکحلالی میر صاحب معز الیہم کی ظاہر کی اور حضور کی طبیعت کو انکے عفو
جرائم کی طرف مائل کیا اور میر صاحب معز الیہم کا اطمینان کر کے اپنے گھر روانہ کیا پس میر صاحب معز الیہم
نے ضیافت کا سامان کیا اور نواب سلطنت مآب نے رونق افزای مہمان سرا ہو کر انکے رتبہ کو عزت بخشی اور

راجہ چہپت رام کو خلل انداز جانکر شہر پر کیا راجہ مذکور نے قلعہ سکرتہ پور مین جا کر جمعیت اکٹہی کی اور بغاوت کا جہنڈا بلند کیا سرکاری سواران پائگاہ ہمراہی شمس الامرا بہادر اور سواران دیوانی وغیرہ اور رسہ ولیم پامر صاحب بہادر بلا ام رکاب مع سواران ترپ اور میجر کارن صاحب افسر دو ہزار جوانان لیتن اس بدبین کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوئے اس خبر کے پہنچنے پر چہپت رام اور سرتی پت رام اُسکے بہانجے نے قلعہ سے نکلکر اپنی تمام سپاہ کو کہ اسمین عرب روہیلہ سندہی سکہہ وغیرہ ہر قسم کے لوگ تہے اور لیتن اور توپخانہ کو میدان مین مقابلہ پر نصب کیا اور عربون کو دست چپ کی جانب کہ وہان ایک سیندہی تہا کہڑا کیا اور دو سو روہیلونکو انکی کمک کے واسطے مامور کیا سرکاری لیتن کے دو حصے کیے گئے انمین سے کارن صاحب ایک ٹکڑے کو لیکر مخالف کے توپخانہ پر گرا اور پہلے حملہ مین سب توپین چہین لین جو جو یہ لوگ بڑہتے جاتے تہے لشکر مخالف کے سپاہی منتشر ہوتے جاتے تہے لیکن آخر مین وہ غالب آئے اور کارن صاحب مارا گیا اور دوسری ٹکڑی ولیم پالمر صاحب کے ساتھ ترپ کے سوار و نکی تہی انہون نے عربون پر یورش کر کے انکو ہٹا دیا۔ اسکے بعد روہیلون نے نشان کہولدیے اور گولیان چہوڑتے ہوئے جو آنگر ہے ہین اُس طرف سے چار پانسو آدمیون نے سراسیمہ ہوکر ایک ویران گانون کا آسرا لیا سرکاری جمعیت کو شکست ہوئی فوج بہاگنے لگی اور جناب باری سے الامان اور الحفیظ چاہنے لگی پس سرکاری فوج نے شکست پاکر گریز اختیار کیا پائگاہ کے لوگون کو غیرت دامنگیر ہوئی اور کہڑے ہوگئے اور وہین سب نے شہادت کا جام نوش کیا محمد حنیف بہی ان لوگونکے ساتھ کام آئے اور ضیاء الدین خان بہادر بہی کہ شمس الامرا بہادر کے خسر تہے (انکی پہلی شادی ضیاء الدین خان صاحب کی دختر سے ہوئی تہی اور بعد کو غفران مآب کی دختر سے شادی ہوئی) میدان حرب مین سب کام آئے اور قادر صاحب دکنی کہ اہل دیوانی سے تہے انکا گہوڑا شام کہنا نامی گرا اور خود زخمی ہوئے

کاٹن صاحب کی لین سے چہہ سو آدمی مارے گئے تین سردار اور پانچ ترپ کے سوار ولیم پالمر صاحب کے مارے گئے اور متفرق سوارون مین نہین معلوم کہ کسقدر مجروح اور کس قدر کشتہ ہوئے اور مخالف کی طرف سے کتنے قتل کے درجہ کو پہنچے ولیم پالمر صاحب نے تب سے روزگار ترک کیا اور سوداگری اختیار کی ایک کوٹھی بنائی اور دلدوستی کی نیو ڈالی اسکے بعد اور انگریزی فوج سرکوبی کیلئے مقرر کیگئی باغی مذکور بنارس کو فرار ہوگیا اور وہین مر گیا ضلعداری کے کام پر راجہ گوبند بخش بہادر راجہ چندولال کے چھوٹے بہائی دس ہزار بار اور دس ہزار سوار کی جمعیت سے مامور ہوئے۔ اور ۲۲ صفر سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین میر عالم بہادر نے اپنی پیشکاری حضور سے راجہ چندولال کو دلوادی چونکہ سنہ الیہ مین شاہ عالم بادشاہ راہی ملک بقا ہوئے اور اکبر شاہ ثانی نے فرماندہی کی انگشتری اپنے ہاتہہ مین پہنی نواب نے اس حادثہ کی خبر سنکر نقارچیونکو حکم دیا کہ پندرہ روز تک نوبت نہ بجائین اور دونون بادشاہونکی تعزیت اور تہنیت کے بارے مین خطوط مع نذر جلوس اکبر شاہ ثانی ارسال کئے اور ستائیس رجب سنہ ۱۲۲۳ ہجری کو رفیع الدولہ محمد تاج الدین خان بہادر اجل طبعی سے راہی ملک بقا ہوئے حضور تعزیت کے لئے رونق افزا ہوئے اور صاحبزادی صاحبہ کو بہت تسلی و دلاسا دیا۔ ۱۹ شوال سنہ الیہ یوم پنجشنبہ شب کے وقت میر عالم بہی راہی ملک فنا ہوئے لارڈ گورنر صاحب بہادر نے وزارت کیلئے نواب شمس الامراء بہادر کو منتخب کیا اور انکے نام خریطہ لکہا لیکن نواب نے لارڈ گورنر بہادر کی ایماء کے خلاف توجہ منیر الملک بہادر کی طرف کی کہ جو نواب کے داماد تہے۔ ۱ شعبان سنہ ۱۲۲۴ھ کو نواب منیر الملک بہادر۔ راجہ چندولال اور کپتان طامس سڈنم بہادر ثابت جنگ حاضر دربار ہوئے اور اسی روز منیر الملک بہادر وزارت سے سرفراز ہوئے دوسرے روز پہر دربار ہوا اور معز الیہم نے نذر سرفرازی کی پیش کی برسات مین طغیانی کے سبب سے موسی ندی بڑے جوش مین آئی چنانچہ فصیل کئی جگہہ سے ٹوٹ گئی اسی زمانہ مین رزیڈنٹ صاحب طامس

ایران اور توران اور روم کے اون سلاطین کا بیان جو سلطان بہادر شاہ کے ہم عصر تھے

مملکت ایران مین شاہ سلطان حسین خلف شاہ سلیمان کے ۱۱۰۶ھ مین سریر سلطنت کو زیب و زینت بخشی - واضح ہو کہ یہان مولف کتاب اپنے فخر اور برادری کی غرض سے یہ لکہتا ہی کہ سلسلہ سلطان حسین کا نو واسطے سے ابو المؤید شاہ اسمعیل کو پہونچتا ہی بیان تفصیل یہ ہے شاہ سلطان حسین شاہ سلیمان کا بیٹا ہی اور وہ سلطان محمد کا بیٹا ہی یعنی شاہ عباس ثانی کا اور وہ شاہ مرزا کا

سٹلم یارجنگ بہادر نے نواب کی دعوت اپنی کوٹھی پر کی جسوقت آتشبازی کا تماشہ ہو رہا تھا حضور کرسی پر رونق افروز تھے کہ دفعتاً آگ کی چنگاری باروت مین جا پڑی اور معاً آگ لگ گئی سرکاری جمعیت کے گھوڑے اور ہاتھی اس شور و غل سے اپنے سائیسون اور فیلبانون کے قابو سے باہر ہوکر بھاگ گئے جلو کے آدمیونمین اور رکاب کے سوار ونمین بڑی ہڑبڑی مچگئی ایک باناتی خیمہ صحن مین ایک طرف استادہ تھا حقون کے شعلون سے اسمین آگ لگ گئی اور جلکر خاک سیاہ ہوگیا حضور پرنور نے جواہر گران بہا اور ہاتھی بطور پیشکش قبول کئے نواب نے محل سرا کیجانب معاودت فرمائی - ۱۴ رمضان المبارک سنہ ۱۲۲۶ھ کو ایک دُمدار ستارہ جانب مغرب طلوع ہوا اور ایک مہینہ تک دکھلائی دیتا رہا - ۲۶ ذی الحجہ سنہ ۱۲۲۸ھ کو بخشی بیگم صاحبہ حضور کی بڑی والدہ جانب ملک عدم تشریف فرما ہوئین - ۱۲ رمضان سنہ ۱۲۲۹ھ کو محمد سلطان الدینخان بہادر پیدا ہوئے - ۲۲ رمضان المبارک سنہ ۱۲۳۰ھ کو محمد رشید الدینخان بہادر متولد ہوئے یہ دونون نونہال شمس الامرا بہادر کے فرزند تھے - ماہ رمضان سنہ الیہ مین صاحبزادہ مبارز الدولہ بہادر کے ہمراہیون نے ایک درزی کی بابت انگریزی فوج سے جھگڑا کیا جدال و قتال کی نوبت پہنچی بلدہ مین صاحبزادہ کی حویلی پر توپین چلین طرفین کے آدمی مجروح اور کشتہ ہوئے صاحبزادہ بہادر نے تیرون سے لڑائی کی رات کے وقت جب آتش فساد فرو ہوگئی نواب نے شمس الامرا بہادر اور منیر الملک بہادر کو بھیجکر صاحبزادہ کو محلسرا مین طلب کیا - اس معرکہ کے چوتھے روز تادیباً صاحبزادہ کو قلعہ محمد نگر کی طرف بھیجدیا کہ سیر و شکار مین مصروف ہین صمصام الدولہ بہادر برادر حقیقی اور ممتاز الدولہ داماد حضور اور تہنیت النساء بیگم عرف بی بی صاحبہ معظمہ حضور کی والدہ اور جہان پرور بیگم صاحبہ محل خاص حضور یہ سب لوگ صاحبزادہ کے شریک حال ہوئے ایکسال کے بعد ۲۴ رمضان سنہ ۱۲۳۱ ہجری کو محمد فرید الدینخان بہادر شمس الامرا بہادر کی بڑی

صاحبزادے عین حالت شباب میں اجل طبعی سے ملک عدم کو سدہارے سنہ ۱۲۳۲ ہجری میں انگریزی فوج کا متعاقب سیواجی باجی راؤ والی محی آباد پونا اور کہوکراباجی راؤ والی ناگپور سے ہوا۔ سر جارج مالکم صاحب نے قوم مذکور کے استیصال کا مشورہ کیا اور کلکتہ سے ڈاک پر چینا پٹن کو آئے اور وہان افسرون سے مشورہ کرنیکے بعد وارد حیدرآباد ہوئے بندگانعالی سے ملاقات کی۔ راجہ چندولال نے فوراً ایک ہزار سوار راجہ سبچر مل کی ہمراہی مین دیکر روانہ کیا راہی مذکور طی منازل کے بعد ڈیوس صاحب کے پاس پہنچے اور اونسے ملاقات کی ادہر سے مالکم صاحب بہادر بہی اورنگ آباد آن پہنچے چینا پٹن سے الفنسٹن صاحب بہادر بہی تشریف لائے سردارخان گرہی زئی پٹہان نے جو تین سو سوار کے رسالہ کا جمعدار تہا اور جو ہمراہی مین سبچر مل کے تہا انگریزی قواعد وغیرہ کی پابندی واہیات سمجہکر ڈیوس صاحب سے سرتابی کی اور لشکر سے اپنی جاگیر کو چلا آیا وہان سے حیدرآباد آتا جاتا تہا راجہ چندولال نے اسکو ممانعت کی خان مذکور کو جسوقت کہ یہ اطلاع پہنچی پونا کو چلا گیا اور وہان باجی راؤ کا ملازم ہوگیا۔ مالکم صاحب نے بہی پونا کا قصد کیا اور وہانسے ناگپور پہنچے اور جنکن صاحب بہادر رزیڈنٹ ناگپور سے مشورہ کرنیکے بعد سرکار عظمت مدار کی فوج جمع کرکے ہوشنگ آباد پر سے گزرتے ہوئے قصبہ پروہ اور ہنڈیہ کے مقام سے ہہتے ہوئے نربدا کے کنارہ پر مقام کیا الفنسٹن صاحب اور ڈیوس صاحب بہادر نے سبچر مل کو ناگپور کی طرف روانہ کیا اور خود پونا کی طرف قصد کیا اسی زمانہ مین جنرل سب کمنڈر انچیف جو چینا پٹن سے مفسدونکی تنبیہ کیلئے روانہ ہوئے تہے انکا راستہ حیدرآباد سے ہوکر تہا اسی سال مین حیدرآباد تشریف لائے راجہ بالاپرشاد استقبال کیلئے فرخ نگر تک اور راجہ چندولال گکن پہاڑ کی چوکی تک اور منیر الملک بہادر میر عالم کے تالاب تک پیشوائی کیلئے گئے صاحب ممدوح کو کوٹھی مین فروکش کیا۔ نواب کی طرفسے انکی دعوت کیگئی چندولال نے حضور کی جانب سے محمد صلابت خان بہادر ابن اسمعیل خان ناظم

ایلچپورکولکہاکہ فوراً اپنی جاگیرات سے کوچ کرین۔ صاحب ممدوح کو انگیزون سے اورافسران انگریزی سے اکثر رفاقت رہی تہی اور حضور کی طرف سے اکثر مخالفون کی سرکوبی کیلئے مامور ہوئے تہے اور ہمیشہ اعانت کیلئے سرگرم و آمادہ رہتے تہے انکو انگریزی فوج کی امداد کیلئے مقرر کیا محمد صلابت خان نے زیادتی اتحاد کے لحاظ سے اپنے فرزند محمد نامدار خان بہادر کو ڈیوک جنرل ولزلی بہادر کی آغوش مین دیا تہا صاحب ممدوح نے بہی شفقت پدرانہ سے کرتہ ٹوپی مرحمت فرمایا تہا اور نقش تمغہ کا جنرل نامدار خان بہادر کندہ کیا تہا فوراً فرمان واجب الاذعان صادر ہوتے ہی مع اپنے ابراہیم خان اور محمد فتح جنگ خان بہادر ملک مندوزی کے کہ وہ دیوان اور سمدہی ناظم موصوف کے تہے اس طرح سے کہ طرفین مین سے ہر ایک دختر دوسرے کے ہان منسوب تہی اور غلام عباس خان ابن محمد فتح جنگ خان اور سائین باقر شاہ جو صلابت خان کے ایک عمدہ ملازم تہے دو ہزار سوار اور دو ہزار پلٹن کی جمعیت لیکر کپتان لبس صاحب کے ساتھہ مع سامان حرب لڑائی کیلئے روانہ ہوئے۔ راقم کے والد ماجد محمد تہور خان ترین بہی کہ جو پیشگاہ حضور سے بسبب نااتفاقی اخوان زمان کے علیحدہ ہوکر صلابت خان کے ذاتی ملازم سو روپیہ ماہانہ کے ہوگئے تہے لیکن بعد ازان پایگاہ کے سو سوار ونکی جمعداری سے ممتاز ہوئے وہ بہی صاحب بہادر موصوف کے ہمراہ رکاب ہوئے۔ صلابت خان بہادر مالکم صاحب سے جاکر ملگئے اسی عرصہ مین جنرل ہلپ کمانڈر انچیف وہان آئے صلابت خان بہادر اور مالکم صاحب بہادر واسطے استقبال کے روانہ ہوئے۔ محمد صلابت خان بہادر کی کل فوج نے داخلہ دیا کمانڈر انچیف اور مالکم صاحب بہادر فوج کو ملاحظہ کرتے ہوئے دیانگاہ مین داخل ہوگئے سلامی کی توپین سر ہوئین۔ بعد کمانڈر انچیف اور مالکم صاحب مع فوج کے نربدا کو پار کر کر جنگ ہولکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ محمد صلابت خان بہادر کو فوج کا ایک حصہ دیکر ہمراہی ایک کرنل اور ایک پلٹن صوبہ خاندیس پر قبضہ کرنیکے لئے روانہ کیا پندرہ ذی الحجہ کو مقابلہ ہوا یورش اول مین

سے لسیورائو مانکیسری باجی راؤ کا مختار مارا گیا چنانچہ چوبیسوین تاریخ ذی الحجہ کو اسکے قتل کی خبر عرض کیگئی اور پونا کے مقام پر اسی تاریخ جنگ ہولکر مین سردار خان راندہ درگاہ حیدرآباد مخالف کی طرف سے کام آیا۔ چہ محرم الحرام ۱۲۳۳ھ کو باجی راؤ پیشوا خزانہ لدوا کر پونا سے باہر چلا گیا اور اسی روز سرکار کمپنی بہادر کی حکومت پونا مین قایم ہوگئی۔ ساتوین محرم الحرام سنہ الیہ کو آپاجی اور شام راو وکلای پونا کے حکم اخراج کا بلدہ حیدرآباد سے عمل مین آیا۔ وہ لوگ اسی روز یہ خبر سنکر اپنے موکلو نکے پاس روانہ ہوگئے۔ ۱۲۔ محرم الحرام سنہ الیہ کو بلدہ مین خبر پہنچی کہ باجی راؤ پونا سے خارج البلد کیا گیا اور بائیس ماہ حال کو حسب معروضہ راجہ چندو لال سلسلہ جنبی طامس سڈنہم بہادر رزیڈنٹ کو اکیس ضرب توپ بابت فتح پونا کے سر ہوئین وہان گھوڑ ندی کے نزدیک کورہ گانون کے مقام پر باجی راؤ اور انگریزی فوج سے خفیف مقابلہ ہوا اسکے بعد باجی راؤ ستارہ کی طرف چلا گیا محمد صلابت خان بہادر بہی اپنے ہمراہی کے رزل کے ساتہ خاندیس وغیرہ پر انگریزی قبضہ کرتے ہوئے پونا پر آئے اور الفنسٹن صاحب بہادر اور سمٹ صاحب بہادر سے ملاقات ہوئی اسکے بعد ہی مالکم صاحب ہولکر کی فوج کو شکست فاش دیکر مظفر و منصور مع چالیس اضراب اتواپ و مال غنیمت کے واپس ہوئے سات تاریخ صفر کو جنکس صاحب بہادر نے شکر درہ پر آپاجی بہونسلہ کو گرفتار کرلیا اور سرکار کمپنی کی پناہ مین نظر بند کیا گیا اوس ماہ حال کو ناگپور کے فتح کی خبر پہنچی اور ۲۴۔ ماہ حال کو منیر الملک بہادر اور راجہ چندو لال نے مالکم صاحب کی فتحیابی کی خبر گزرانی چنانچہ اکیس ضرب توپ سر ہوئین۔ باجی راؤ ابہی ستارہ نہین پہنچنے پایا تہا کہ افسران انگریزی نے بوبا صاحب وغیرہ پسران ساہو کو اپنے قبضہ مین لیلیا اور انکو عزت سے رکہا۔ باجی راؤ تلجاپور کے مقام پر پہنچا انگریزون نے اسکا تعاقب کرکے ۲۴ ماہ حال کو شکست فاش دی کو کلیا سردار لشکر مخالف کا بہاگ نکلا انگریزی افسرون نے پونا مین قبضہ کرنیکے بعد پسران ساہو کو

مسندنشین کیا جب یہ خبر حیدرآباد پہنچی تو اکیس ضرب توپ کی سلامی دیگئی آپاجی بہونسلہ سے قید ہوجانیکے بعد عرب
خفیہ طور سے جنکس صاحب سے بہبہر خاش تہے اور انہون نے بصلاح گنپت راؤ باجی راؤ کو لکہا تہا کہ وہ اونکی امداد
کرے لہذا باجی راؤ نے ناگپور کا ارادہ کیا اور یہ خیال تہا کہ چانده کے مقام پر پہنچ جائے پس انیٹڑ او عمرکہیر سے
ہوتا ہوا قلم لوری کے مقام پر پہنچا اور وہان سے عمرکہیڑ ثانی اور ماہور کے راستہ سے قصبہ اون پر پہنچا اور
بعد ازان ہینگن گہاٹ مقام پر خیمہ زن ہوا صبح کے وقت انگریزی فوج سے مقابلہ ہوا ہزیمت کہائی اور
کل لشکر پسپا ہوا سب خزانہ لٹ گیا۔ رام چندر راؤ صوبہ دار کو ملکر باجی اپنی فوج کو لیکر بہاگ نکلا لیکن پہر
واپس ہوکر انیٹڑ اور ماہور کے مقام پر پہنچا اور وہان سے ہر ایک اپنے اپنے مقصود کے راستہ پر چل نکلا باجی راؤ
نے تین چار سو آدمی لیکر ... سے ہوکر خاندیس ... کا ارادہ کیا ... کے پہاڑ وان مین
مالکم صاحب نے اسکو گرفتار کرلیا پیشوا کی تمام قلمرو مین سرکار عظمت مدار کا جہنڈا قایم ہوگیا جبکہ شہ ...
کو باجی راؤ کی شکست کی خبر پہنچی او اکیس ضرب توپ سر ہوئین۔ تمام ممالک محروسہ بہونسلہ اور پیشوا پر
سرکار انگریزی کا قبضہ ہوگیا اور چوتہہ جو سرکار عظمت مدار کی طرف سے تہی موقوف کردیگئی۔ جنرل جان ڈبلین
صاحب بہادر نے محمد صلابت خان بہادر کو اضلاع برار کی ضبطی کیلئے جو سرکار عالی کے مقبوضات سے
بہونسلہ کے پاس تہے حکم دیا اور راجہ چندو لال نے محمد نامدار خان پسر محمد صلابت خان بہادر کو جو ایلچپور
مین تہے دیہات مذکور کو ... تحریر کیا محمد فتح جنگ بہادر نے اس حکم کے پہنچنے پر اپنی
جمعیت بڑہائی اور جمعدارون کا اضافہ کیا اور بہت سے ہاتہی خریدے۔ محمد تہور خان کہ راقم کے قبلہ گاہ تہے
اور اکثر ہر امر مین دخیل اور سفر کے مصائب مین شریک اور دیہات و قصبات کے قبضہ کرنے مین حسب الاحکام
ہمیشہ سرگرم رہتے تہے اور محمد صلابت خان اور محمد فتح جنگ خان کے مورد عنایت و کرم تہے دو سو سوار[200]

دہلی کے بادشاہون کا بیان

... کا بیان

ایران اور توران وروم کے بادشاہونکا بیان

محمود دکن کے بادشاہون کا بیان

اور دو سو روپیہ ماہانہ کے اضافہ سے ممتاز کیے گئے اور اسکے بعد کل فوج کے بخشی مقرر ہوئے اور بحالی و برطرفی کے پورے اختیارات عطا ہوئے ۱۲۳۴ھ مین شمس الامرا بہادر کی دختر کی شادی میر نور الدینخان کے ساتھ انجام پائی دولہن و نوشہ کے عزیز و اقارب مع صاحبزادگان غفران مآب کے ہمراہ رسوم و شریک مجلس برات رہے اور نواب مع آکیہ جاہ اور جہاندار جاہ اور صاحبزادہ جہان جہانیان ناصر الدولہ بہادر مسند ہی کے ہمراہ دولہن کی طرف سے نوشاہ کے گھر رونق افروز ہوئے اور بیاہ کے روز دولہ کی طرف سے دلہن کے شادی خانہ مین تشریف لائے اور رسم شربت نوشی کو ادا کیا محمد صلابت خان بہادر ناظم ایلچپور ابتدای جلوس سے خدیو کامدار کے حاضر دربار نہین ہوئے تھے اور کارپردازون سے بالکل ناموافق تھے بلکہ محمد فتح جنگ خان بہادر بھی کہ مدار المہام ناظم موصوف کے تھے راجہ چندو لال کے اقتدار کو ہیچ سمجھتے تھے اور اپنے آپ کو فن سپہ گری مین عدیم المثل خیال کرنا شروع کر دیا تھا چنانچہ ایک مرتبہ اسی نواح مین بعد الملاقات راجہ گوبند بخش بہادر کو ناخوش کیا تھا اسلئے راجہ چندو لال بہادر بھی انکے درپے ہوگئے اور انکی فکر مین رہنے لگے یعنی نامدار خان کو اپنے آپ سے متفق کر لیا اور یہ نوجوان فتح جنگ بہادر کے اقتدار سے رشک کرتے تھے چنانچہ صاحب موصوف کی موقوفی کیلئے بہت سا روپیہ صرف کیا لیکن انہین کا نقصان ہوا۔ راجہ چندو لال نے نامدار خان سے اتفاق کرنیکے بعد انکو بعد جنگ پونا حضور مین طلب کیا اونہون نے روانہ ہونیکے لئے والد سے اجازت چاہی اور مُصر ہوئے مگر صلابت خان نے مجبور ہوکر فتح جنگ بہادر کو کہ وہ نامدار خان بہادر کے خُسر بھی تھے انکے ہمراہ جانیکی اجازت دی محمد فتح جنگ خان بہادر اس امید سے کہ بلدہ پہنچکر صاحب عالیشان رزیڈنٹ کے ذریعہ سے ملازمت بندگانعالی کی حاصل کرین اور اپنی ترقی مدارج و بہبودی کی کوشش کرین اپنے داماد کے ہمراہ ایلچپور سے بڑی شان

شوکت سے روانہ ہوئے اور تیسری تاریخ رجب سنہ الیہ کی الوان کے مقام پر خیمہ زن ہوئے مستور خان والد بزرگوار راقم کے فتح جنگ خان بہادر کے ہمراہی مین نوکری کی وجہ سے تھے۔ راقم کی عمر اسوقت دس سال اور نو ماہ کی تھی لیکن جمال مبارک سے مشرف نہ ہوا تھا تشریف آوری کی خبر سنکر مشتاق قدمبوسی کا تھا کہ قیام کے دوسرے روز ایک ہاتھی عماری کا پچیس سوار کی ہمراہی سے بھجواکر کمترین کو طلب کیا اور خود بھی قدم رنجہ فرما کر مکہ مسجد مین تشریف لائے اور خانۂ خدا مین لب حوض قدمبوسی سے مشرف فرمایا فدوی نے پانچ روپیہ اور ایک اشرفی نذر دی قبول فرمائی اور اپنے سینۂ بے کینہ سے لگایا نیز آبدیدہ ہوئے من بعد عاصی کو عماری مین سوار کرا کر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور مکان کی طرف جلوہ افروز ہوئے پہنچنے کے بعد نانا صاحب کے دیوانخانہ مین تشریف لائے جسقدر مردکہ ہمراہ تھے سبھون نے فدوی کو نذرین دین کمترین نے بھی خدمات ضیافت کو بخوبی انجام دیا دوسرے روز صبح کو ایک قبضۂ شمشیر اور ایک کٹار اور دو ہزار روپے نقد ایک دوشالہ اور ایک رومال اور علاوہ اسکے کئی تھان قسم پارچہ کے بطور خلعت بندہ کو عنایت فرما کر لشکر ظفر پیکر کیجانب معاودت فرمائی۔ رزیڈنٹ طامس سڈنم بہادر بھی فتح جنگ بہادر سے ناراض اور کشیدہ خاطر تھے نامدار خان کو علیحدہ بلا کر ملاقات کی اور بعد انکے فتح جنگ بہادر کو یاد کیا اور تنہائی مین ایسا حکم دیا کہ صلابت خان نے تمکو اپنی کارپردازی سے موقوف کیا اب صلاح یہ ہے کہ نامدار خان حضور مین حاضر رہین اور تم خجستہ بنیاد مین جاکر گوبند بخش کی ہمراہی مین اپنی اوقات عزیز کو بسر کرو اور اگر کچھ اور ارادہ کیا تو بڑی قباحت ہوگی۔ فتح جنگ خان کو اس زمانہ کی حقہ بازی سے بہت تعجب ہوا اور وہانسے اٹھکر خیمہ جات مین چلا آیا انکے متعاقب فوراً ایک چپراسی سرکار عظمت مدار کا اور چار چوبدار نامدار خان کے لشکر مین آئے اور ہر چہار طرف منادی کردی کہ جو ملازم صلابت خان کے فتح جنگ خان کے ہمراہ ہین علیحدہ

ہوجائین اور جو لوگ اونکے ذاتی ہین وہ اونکے ہمراہ رہین عجب طرحکی پریشانی لشکرمین پہیل گئی اسوقت سائین باقرشاہ
نے کہ انکا نام باقر بیگ تہا بغاوت کی ترغیب دی لیکن فتح جنگ نے دانائی کی اور ایک ہزار پانسو سوار اور
ایک ہزار روہیلہ اور پانسو پیادہ جو انکے ہمراہ تہے لیکر جانب شمال جا اترے بہت سے سوار اور پیادے ہمراہی
خستہ اور آوارہ ہوگئے - بارہوین تاریخ ماہ مذکور کی خان مذکور نے خجستہ بنیاد کی راہ لی من بعد نامدار خان اپنے
تمام ہمراہی کی جمعیت کے ساتہہ حسب الحکم طامس سڈنم بہادر صلابت خان کے پاس روانہ ہوئے انکو جو
خطاب جنرل کا تہا ضبط ہوگیا اور دونون صاحبونمین سے ایک کو بہی حضور کی ملازمت نہ حاصل ہوسکی
محمد تہور خان انکے والد ہرچند کہ صلابت خان کے ملازم تہے لیکن بسبب رفاقت رزم و بزم کے مورد
عنایت محمد فتح جنگ خان کے تہے اور محمد صلابت خان اور فتح جنگ خان کو علیحدہ نہ جانتے تہے غیرت
دامنگیر ہوئی اور بلا بازدید عاصی کے فتح جنگ خان کے ہمراہ رکاب ہولئے - واضح ہو کہ جب قطع مسافت کے
بعد محمد فتح جنگ خان خجستہ بنیاد مین پہنچے تو بیرون شہر سرا مین قیام کیا راجہ گوبندبخش بہادر مع فرزندون کے
مزید اخلاص کیلئے آئے اور معانقہ کیا اور یہ کہا کہ آجتک مین بازو نہین رکہتا تہا آپ کا آنا میری قوت بازو کا
باعث ہوا محمد فتح جنگ خان نے اسکے جواب مین کہا کہ مین مانند اصیل تلوار کے ہون کہ جسکی کمر مین ہوتی ہے
وہی اسکا مالک ہوتا ہے اور جواہر گران بہا پیش کیا دوسرے دن خان موصوف راجہ صاحب کے دولتسرا
پر تشریف لیگئے راجہ صاحب نے بہی جواہر عنایت کیا بعد اسکے مزاج فتح جنگ خان کا مرکز اعتدال سے روگردان
ہوا اور خجستہ بنیاد کے داخل ہونیسے چہہ مہینہ کے بعد ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۵ھ مین راہی ملک بقا ہوئے
بعد کو راجہ گوبندبخش خجستہ بنیاد سے آخر ذی الحجہ مین بلدہ کی طرف روانہ ہوئے تہے بعد عشرہ شریف سنہ ۱۲۳۶ھ
کے داخل فرخندہ بنیاد ہوئے راجہ چندولال بہادر نے انکو بہی ضلعداری کے کام سے موقوف کردیا - اور

محمد نامدار خان کو کہا کہ جو تعلقات سرکاری بہونسلہ کے قبضہ سے نکلے ہوئے تمہارے پاس ہین اُن سب سے علیحدہ ہو جاؤ اور حسب الحکم حضور جو کچہہ زر آجکی تاریخ تک باقی ہے ارسال کرو اونہون نے جواب مین یہ لکہا کہ اول آپنے لکہا تہا کہ اپنے تصرف مین لاؤ چنانچہ وہ تحریر بہی آپ کی موجود ہے اور ہمنے یہان اوس حکم کی تعمیل مین جمعیت کا تقرر کیا۔ پہر راجہ صاحب نے لکہا کہ ہمنے جو کلمہ کہ تصرف مین لانیکے لئے دیا تہا اُسکا مطلب یہ تہا کہ اسکو ضبط کرو اور جو عیوض کہ حاصل ہو داخل سرکار کرو غرض بہت سی بگو و بشنو کے بعد اخراجات کی وضعات کر کے دس لاکہہ روپیہ پر فیصلہ ہوا۔ محمد فتح جنگ خان کی لاش خجستہ بنیاد مین دفن کیگئی تہی اونکے ورثا گیارہ مہینے کی لاش ایلچ پور کو لیچلے راقم کے والد واسطے معیت لاش کے موضع مذکور تک گئے اور ایک اتحاد نامہ محمد شرف الدین خان صاحب کو کہ قدیم دوست تہے اپنے حسن سلوک کے باب مین روانہ کیا۔ خان موصوف نے راجہ چندو لال بہادر کو اطلاع کی راجہ صاحب موصوف نے والد ماجد کو طلب فرمایا حسب الطلب راجہ صاحب بہادر کے صلابت خان کی ملازمت ترک کی او مع اپنے اہل حرم کے مکانات وغیرہ چہوڑ کر بلدہ فرخندہ بنیاد کو ماہ جمادی الثانی سنہ الیہ کو تشریف لائے اور خان موصوف کی استصواب رای سے راجہ صاحب بہادر کی ملازمت حاصل کی راجہ صاحب موصوف نے اول مرتبہ تین سو روپیہ ماہانہ پر اور پندرہ سو سوار کے اعزاز پر ملازم کیا اور ۲۳- ماہ شعبان سنہ رواں کو والدہ ماجدہ حقیقی شمس الامرا بہادر کی عالم جاودانی کو سدہارین اونکی وفات کی تاریخ ہے ع برحمت حق پیوست ہد اور ماہ شوال سنہ مذکور مین راجہ چندو لال بہادر نے نو لاکہہ روپیہ کا ملک اضلاع برار سے مورچی مالاکر در رجگرور ارگانون و کوٹ وغیرہ والد کی تفویض مین دیا کمترین کے والد نے چتر خان نام ملازم کو اپنا نائب کر کے روانہ کیا اور آپ بدستور حاضر باش دربار رہے ۳- ذی الحجہ سنہ الیہ کو شب گشت میر فیروز علیخان پسر عبرت مآب جنگ کا کہ جو صاحبزادی بخت افروز بیگم صاحبہ دختر حضور سے

اس سلطان کی ولادت ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۱۲۰ھ مین شاہجہان آباد کے قلعے کے اندر ہوئی ہے اور ۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ مین قلعہ اکبرآباد شاہجہان آباد مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا ہے۔ وزرا اور امرا کا بیان — وزیر قطب الملک عبداللہ خان اور امام الملک حسین علیخان سلطان [illegible] بانی تمام امور سلطنت کے [illegible] سلطان نے بادشاہ سے [illegible] اپنے دوسرے امرا کے ساتھ [illegible] تہا۔ محلات کا حال معلوم نہین [illegible] اولاد [illegible] اونکی بیان نہین تہی

ایران اور توران اور روم کے بادشاہون کا بیان [illegible] افغان [illegible] شاہ عباس کی اولاد اور شاہ ہون کا بیان ہندو و دکن کے بادشاہ ذات ابرکان ان دونون ملکون کے بادشاہی ممالک [illegible] صوبہ حیدرآباد و بنگالہ ... جب سادات نے [illegible] ملک گیری کی [illegible] رفیع الدرجات کو [illegible] کو اسیر اور [illegible] رفیع الدین جہاندار شاہ کے قلعے سے خلاص کر کے [illegible]

خاتمہ سلطنت کا بیان [illegible]

کے تخت سے محجوب کیا تہا تخت پر بٹہا دیا اسکی عمر ۲۰ سال ۳ مہینے چند روز کی ہوئی ایام سلطنت ۳ ماہ کچہہ روز ہے سبب انتقال اور تاریخ وفات اور مکان رحلت و مدفن — اس بادشاہ کی موت کا سبب ہوا کہ چونکہ نحیف نہایت نحیف الجثہ آدمی تہا اس کثرت سے افیون کا عادی ہوا کہ مرض دق ہو گیا اور اسی مرض مین دو شنبہ کے روز انیسوین رجب ۱۱۳۱ھ مین مر گیا اور دلی مین ہمایون کے مقبرے کے اندر مدفون ہوا۔ رفیع الدولہ کا بیان۔ اسم اور کنیت اور خطاب اور لقب اور اسم رفیع الدولہ لقب شاہجہان ثانی کنیت نامعلوم خطاب [illegible] والدین کا — ابن رفیع الشان ابن بہادر شاہ ہان کے نام برادر رفیع الدرجات لکہا ہے چونکہ مولف کتاب نے یہ راقم کو شک ہے نور النسا بیگم ہے اور اگر علاقی ہے تو احتمال ہے کہ حقیقی ہو اسکی ولادت ۱۱۱۰ھ مین ملک غزنی کے اندر ہوئی ہے اور دوسری بار خود را ہے اور ۲۱- رجب ۱۱۳۱ھ مین قلعہ شاہجہان آباد مین جلوس فرمایا۔

منسوب کیگئی تہی عمل مین آیا۔ ماہ سنہ الیہ مین راجہ چندولال نے والد ماجد سے خود تعلقات مفوضہ کو جانیکے لئے ارشاد فرمایا اور ایک قول نامہ تسکین رعایا کیلئے خاص اپنے مہر و دستخط سے لکہکر عنایت فرمایا۔ پس جب والد ماجد حسب الحکم راجہ صاحب کے سامان سفر کا مہیا کر کے رخصت کیلئے گئے راجہ صاحب نے ایک ہار جواہر بیش بہا کا عنایت فرماکر سرفراز کیا اور رخصت کا پان دان مرحمت فرمایا والد نے وہ ہار اور ایک جوڑی دست بندکی عاصی کو عطا فرمایا۔ ۹ تاریخ ماہ سنہ کی والد ماجد نے کوچ فرمایا اور داخل تعلقات ہوکر رعایا کی آسایش مین کوشش بلیغ کی یہانتک کہ وہانکے باشندون اور مسافرونکی زبانی سُنا جاتا ہے کہ صاحب موصوف نے بہت مناسب بندوبست کیا اور خان موصوف کو ساتہہ نیکی کے یاد کرتے ہین خان موصوف وہانکے باشندون سے حسب حیثیت سلوک فرماتے رہے اور جو لوگ کہ محمد نامدار خان کی ملازمت ترک کرنیکے بعد آکوٹ کو چلے گئے تہے پہر ملازم کرلیا اور اسی زمانہ مین عمدہ عمدہ گہوڑے خرید فرماکے اور اسی ضمن مین عرس حسن شاہ دولہ قدس سرہ کا کہ اونکی درگاہ ایلچپور مین واقع ہے واقع ہوا خود بدولت خان موصوف مع جمعیت متعین شدہ تعلقہ اور سکہہ سوار و پیادہ وغیرہ یہ سب ملکر ایلچپور مین زیارت کیلئے داخل ہوئے بعد ادائے نذر و فاتحہ کے محمد صلابت خان سے ملاقات کی اور نذر گزرانی صاحب موصوف نے جناب معز سے وہی سابق کی عنایت اسکے حال پر مبذول رکہی اور اسی اخلاق سے پیش آئے رخصت کے وقت صاحب موصوف نے کہا کہ محمد منور خان آپ کی عدم موجودگی مین مابدولت نے یہان ایک آئنہ خانہ بنوایا ہے اسکو بہی دیکہتے جاؤ پس والد ماجد اوسکے دیکہنے کیلئے تشریف لیگئے اور واپس آکر کہا کہ فی الحقیقت آئنہ خانہ خلد برین کا ایک حصہ ہے بعد ازین تعلقہ کو مراجعت فرمائی محمد نامدار خان بہادر کو یہ بات ناگوار خاطر ہوئی اور ایک شکایت راجہ چندولال کو لکہی ہر چند کہ راجہ صاحب والد کے کارنمایان سے بہت

سلطان ... کے بیان میں

سال وفات ... محمد شاہ بادشاہ کا بیان

خوش ہوئے تھے اور قریب تھا کہ امراؤتی بھی انہین کے تفویض کر دیتے لیکن محمد نامدار خان کے پاس خاطر سے اونکو لکھدیا کہ جب تک ہم یہان سے دوسرا عامل تجویز کرین تب تک محمد بین اُسوقت محمد منور خان کا تعلقہ آپ ضبط کیجیے اور انکو طلب کر کے واصلات بھی خود دیکھو۔ اس حکم کے پہنچتے ہی محمد نامدار خان نے غلام حسن خان بہادر ابن محمد فتح جنگ خان مرحوم کو جو ایلچپور کے صوبہ دار تھے اس مہم پر مامور کیا اور جمعیت ہمراہ دیکر رخصت کیا والد ماجد کو یہ خبر پہنچی تھی کہ راجہ صاحب بہادر نے انکو ایسا لکھا ہے محافظت کی نظر سے قلعہ کا بندوبست کیا غلام حسن خان بہادر نے کہ والد ماجد سے موافقت رکھتے تھے قلعہ کا محاصرہ کر لینے کے بعد کہلا بھیجا کہ اگر آپ ایسا کرتے ہین تو راجہ چندو لال کے مقابلہ مین آپکی بغاوت ثابت ہوگی اسواسطے کہ محمد نامدار خان نے مجھکو بلا اطلاع راجہ چندو لال صاحب کے بھیجا ہے تعلقہ سے قبضہ اُٹھا لیجیے اور میرے ہمراہ ہو کر ایلچپور کو تشریف لیچلیے مین اس امر کا ذمہ کرتا ہون کہ کسی قسم کی تکلیف آپکو نہ پہنچ سکیگی والد نے اسپر بھی قلعہ کو خالی نہین کیا تھا تاکہ قادر علیخان مہاراجہ چندو لال کی طرف سے عامل ہو کر آئے اُسوقت والد نے ایک مراسلہ صلابت خان کو لکھا اور قلعہ اکوٹ خالی کر دینے کے بعد ایلچپور کو روانہ ہوئے مابقی تعلقہ جات پر سے اپنے نائبون کو اٹھوا دیا۔ اور میر شجاع علی کوکہ وہ ایک قرابت دار و نمک پرور تھے اور ملازم ذاتی تھے حیدر آباد کو روانہ کیا یہ صاحب کچھ عرصہ کے بعد سرکار عالی کے بڑے تعلقدار کیے گئے محمد شرف الدین خان کو اطلاع دی کہ مین ہرگز نامدار خان بہادر کو تعلقہ کی واصلات نہین دونگا کیونکہ وہ مجھسے ناخوش ہین شرف الدین خان نے راجہ صاحب کو مطلع کیا پس راجہ صاحب بہادر نے فرمایا کہ کچھ مضائقہ کی بات نہین یہان بلوا لیا جائے چنانچہ ایسا حکم صادر کیا گیا والد ماجد ایلچپور سے حیدر آباد تشریف لائے اور وہان متصدیان سرکاری کو حساب کتاب

سیہمانیکے بعد ترک ملازمت کی اور خانہ نشین ہوئے محمد نامدار خان بہادر نے یہ سُنکر والد کو ایک خط لکھا کہ آپ
یہان پہر واپس تشریف لائیے آپ کو بدستور سابق بحال کیا جائیگا والد حسب الطلب پہر ایلچپور گئے ؛
اسر آمد ورفت مین تمام اسباب وسامان مکان کا تباہ ہوگیا محمد نامدار خان نے اپنے قول کے موافق
از سر نو بحال کیا اور بدستور سابق مختار کار خانجات کا فرمایا اسکے چند عرصہ کے بعد والد کی طبیعت علیل
ہوگئی اور آثار وعلامات قطع زندگی کے نمایان ہوئے والد نے عاصی کو طلب کیا تاکہ اپنا قایم مقام
فرمائین لیکن والدہ نے اجازت نہین دی اور فرمایا کہ تمہاری مفارقت مجھکو منظور نہین جسکو چاہین وہ اپنا
قایم مقام کرین مال اور متاع کی کچھہ پرواہ نہین کرنی چاہیے والدین کی خدمتگذاری سفر حج سے بھی اولی
ہے اور خصوصًا والدہ کی والدہ بھی کیسی بزرگ کہ شفقت ومہربانی مین مستثنای روزگار اور زہد وتقوی
مین رابعہ ثانیہ جنکو صایمۃ الدہر شب زندہ دار عصمت پناہی مرشد کی جانب سے خطاب مل چکاتہا اور امُور
دین مین بہت مشتغل ابتدای زمانہ مین جب تک کہ فراغت رہی محرم ربیع الاول ربیع الثانی رجب وغیرہ
مہینون مین بہت کثرت سے کہانا پکوانا اور نیاز بزرگونکی دلاکر سبھوکون کو کہلوا دینا اور اپنے نفس کیلئے اُسمین
سے ایک لقمہ بھی نہ بچانا اونکا کام تہا آخر عمر کے تیس سال ایسے گذرے کہ دن کو روزہ اور تلاوت
قرآن مجید اور رات کو تہجد اور نوافل کا مشغلہ بعد ادای نماز تہجد کے رہتا تہا دال چاول بے روغن وبے
گوشت اور زرد چوب کے اپنے ہی ہاتہہ سے اوبال کر حسب طاقت عبادت معبود حقیقی کے کہا لیا کرتی
تہین اور غذای لذیذ ولباس فاخرہ سے سوای ضرورت کے ہمیشہ پرہیز رہا کمال محتاط ونہایت مرتاض
تہین محرم الحرام کی آٹھوین سے دسوین تک تین دن تک ماتم مین جناب ابو عبد اللہ الحسین رضی اللہ
تعالی عنہ کے کیسا ہی سخت موسم گرما کا ہو ایک قطرہ پانی کا نہ پیتی تہین اور طہارت کا بہت خیال رہتا تہا

سوای اوس آدمی کے جو اونکی خدمت کیواسطے تقرر رہتا تہا کسی دوسرے شخص کو پانی وداسباب وغیرہ کو ہاتہہ لگانے دیتی تہین حتی کہ کبھی ماصی کو بھی نہ چہونے دیتی تہین اور ایک حبہ میرے مال سے کبھی اپنے تصرف مین نلائین چونکہ مزاج توکل پسند اور طبیعت قناعت گزین تہی اللہ تعالی غیب سے حاجت روائی کرتا رہا باوجود اہل قرابت سب متموّل تہے اور چاہتے تہے کہ خدمت کرین لیکن کبھی قبول نکیا خصوصًا انکے والد کی معاش سے دوگانون برادرزادہ کے پاس تہے کبھی اونکا نام تک بھی نہین لیا اور نہ اوسمین سے کچہہ چاہا جب والدہ نے مجھکو منع کیا باز رہا یہانتک کہ والد کے انتقال کی خبر وحشت اثر میرے کانون تک پہنچی اور یہ بھی سُنا کہ تمام اسباب والد مرحوم کا محمد نامدار خان نے ضبط کرلیا خیر تقدیر مین الساہی لکہا تہا بقول شخصی ع میراث کے لینے کو بھی وارث نہ کہایا ﴿ خیر انچہ گذشت درگذشت۔ اب رجوع کرتا ہون طرف مضمون بالا کے ۔ اٹھارہ محرم الحرام ۱۲۳۷ھ مین بندگانعالی نے خادمان محل کی سعی موفورہ سے اور نیز بسبب جوش محبت پدری کے مبارز الدولہ بہادر کو قلعہ گولکنڈہ سے طلب کیا اور عالیجاہ کے کوٹلہ مین قیام کا حکم دیا وہانکے کل مکانات انکو مرحمت فرمائے اور صاحبزادی قمرالنساء بیگم ستگی باشاہ ابن منجھلی بیگم سے منعقد ہوئین ۲۳- جمادی الثانی سنہ الیہ کو تہنیت النساء بیگم صاحبہ حقیقی والدہ نواب کی راہی ملک فنا ہوئین نواب ممدوح پرانی حویلی مین رونق افزا ہوئے کمال النساء بیگم صاحبہ نے عرض کیا کہ اس زمانہ وفات مین کچہہ سامان بیگم صاحبہ مرحومہ کا چوری گیا حضور نے اکبر جاہ بہادر کو حکم دیا کہ آپ وہان جاکر سکونت پذیر ہو جیسے حسب الارشاد اکبر جاہ بہادر کوٹلہ سے پنج محلہ مین داخل ہوئے اور چہہ دن کو عزای واجبی دینے کے بعد والدہ مرحومہ کا مال واسباب برآمد کیا خود بدولت صاحبزادہ میر منور علیخان بہادر اور میر تفضل علیخان بہادر کو ہمراہ لیکر پرانی حویلی سے دارالریاست مین جلوہ افروز ہوئے اور تمام اسباب والدہ مرحومہ کا اکبر جاہ بہادر کو یہ کہکر کہ

ہم والد کے وارث ہوئے اور آپ والدہ کے عطا فرمایا۔ واضح ہو کہ نواب کو بخشی بیگم صاحبہ نے گود مین لیا تھا وقت انتقال کے انکے پاس چونکہ نخی نہین کچہہ نکلا اور بی بی صاحبہ منظلمہ مکرمہ صاحب سرمایہ تہین۔ بعد نماز عصر سلخ ذی الحجہ ۱۲۳۰ھ کو مولوی عبد الکریم صاحب میر عالم بہادر کے ہاتہہ سے مسجد مین افاغنان نے بسبب ضد بیہ کی بحث پر شہید ہوئے۔ ۳ محرم الحرام ۱۲۳۱ھ یوم جمعہ کو اہل تسنن نے مکہ مسجد مین قصاص خون شہید موصوف کیلئے جمع ہو کر جنجل کوٹ پر جو انکے رہنے کی جگہہ تہی حملہ کیا اون لوگون نے بہی سہ پہر کے وقت اپنے مکانون سے نکلکر تیغ زنی اختیار کی شام تک بہت سے ادنی اور اعلی طرفین سے مارے گئے منصور خان ناو کے نیاز بہادر خان دوسردار اس فرقے کے زخمی ہوئے اور طوفلی خان اور صالح محمد خان زخمی ہوئے اور اس طرف ناسورون سے سید نصرت کام آئے نواب نے سنکر افاغنہ کو حکم رخصت کا دیا ہر چند اونہون نے معذرت کی لیکن منظور نہ گئی اور جمعیت انگریزی کو حکم محاصرہ کا فرمایا مجرد اسکے رزیڈنٹ مارٹن صاحب بہادر اور برنٹ صاحب اور صدرلین صاحب مع عدد توپ ایک مقام مذکور پر آئے اور گولہ اندازی شروع کی چونکہ پٹہان لوگون نے ... حکمی مین خداوند نعمت کی کوئی چارہ نہ دیکہا دفع الوقتی کیلئے عرصہ قلیل مین اسباب ضروری روانہ کرکے اپنے اوطان کو راہی ہوئے ۔ ۳ جمادی الاول روز جمعہ سنہ مذکور مین رسمیات تہنیت سرشت خواستگاری صاحبزادہ بلند اقبال صمصام الدولہ بہادر کی کہ مسماۃ بلند اختر بیگم صاحبہ دختر اکبر جاہ سے قرار پائی تہی بہت تکلف و تجمل سے دولتخانہ عالی سے طرف فرودگاہ اکبر جاہ بہادر کے روانہ ہوئی۔ واضح ہو کہ جب مجلس اس سرور و نشاط کی دولتخانہ مبارک مین منعقد ہوئی تہی چونکہ مزاج مبارک کسمند تہا خود بدولت برآمد ہوئے مگر محل مین متوجہ رقص کے تہے۔ ۲۹ ماہ مذکور سہ شنبہ کو رسم ساچق کمال تجمل کے ساتہہ ڈیوڑہی نشاط سے اکبر جاہ بہادر کے محل فرودگاہ مین داخل ہوئے شمس الامرا بہادر منیر الملک بہادر مہاراجہ چندو لعل بہادر اور تمام اعزا

رسمیات کے ہمراہ تھے سلخ ماہ مذکور چہارشنبہ ایک پہر رات باقی رہنے پر رسم حنابندی دیوانخانۂ حضور پرنور کی ڈیوڑہی سے مع روشنی و آتشبازی و آرایش وغیرہ بڑے راستہ سے ہوکر نوشاہ کے شادیخانہ کی طرف روانہ ہوئے غرۂ جمادی الثانی روز پنجشنبہ کو قریب دو پہر رات کے بتقریب شب گشت صمصام الدولہ بہادر ملوکانہ طمطراق سے سوار ہوئے اور اونکے ارشاد کے موافق سہرا اونکی بڑی ہمشیرہ ساجدہ بیگم صاحبہ نے باندہا آہستہ آہستہ آتشبازی اور روشنی ملاحظہ فرماتے ہوئے بندگانعالی کی بڑی ڈیوڑہی پر آپہونچے عروس کی طرف سے مجلس قرار پائی تھی رسمیات ضروری روبرو حضور کے عمل مین آئین بعدہ اکبرجاہ بہادر کے مکان کو گئے اور باقی رسمیات وہان ادا کیگئیں عقد و جلوہ کے بعد صبح کے وقت عروس رخصت ہوئین ان اوقات مین شمس الامرا بہادر منیرالملک بہادر اور راجہ چندولعل بہادر اور جملہ ارکان دولت ہمراہ رکاب تھے۔ پانچوین ماہ روز دوشنبہ کو نوشاہ نواب رفعت الملک کے ہمراہی مین رسم چوتھی کے ادا کرنیکے لئے عروس کے مکان پر تشریف فرما ہوئے اور وہانسے اکبرجاہ بہادر کے فرودگاہ کو جاکر بعد اختتام رسم نصف شب اپنے ایوان سرا کو واپس آئے۔ رسم چوتھا چالہ اکبرجاہ کے فرزند نے ادا کرنیکا ارادہ کیا تھا لہذا تیسری ماہ سنہ کو فضل النسا بیگم صاحبہ اور نوشاہ اکبرجاہ بہادر کے کوٹلہ کو تشریف لیگئے اور بعد ادای رسم شب کو مراجعت کی اور پاتوان چالہ حضور مین ہوا خود بدولت نے ایک مرصع ہار تیس ہزار روپیہ کا نوشاہ کو مرحمت فرمایا اور بہو بیگم صاحبہ کو جوڑا اور زیور مرصع سراپا عنایت فرمایا یہ سب چیزین ایک صندوق مین رکھکر اسکو مقفل کیا اور اسکی کنجی فرزند ارجمند صمصام الدولہ بہادر کو حوالہ کی واضح ہو کہ عروس ممدوحہ کو ایک حمل ہوا تھا جو ساقط ہوگیا اور جناب کی ازواج متعددہ سے تینتیس ۳۳ فرزند ہین پندرہ صاحبزادے اور سترہ صاحبزادیان۔ اور سنہ ہذا مین صاحبزادہ میر منور علیخان بہادر و میر ذوالفقار علیخان بہادر و میر مراد علیخان اور میر فتحعلیخان کو شیخ محل کی حویلی مین رہنے کا

ارشاد فرمایا اور صاحبزادہ میر تفضل علیخان بہادر کو شہ یار الملک کی حویلی عطا فرماکر علیحدہ فرمایا اور آپ پرانی حویلی کو رونق افزا ہوئے سلخ ذیحجہ آخر مین اکبر یار جنگ اوستاد نواب ممدوح کے کہ بڑے نیک آدمی تھے مغرب کی نماز پڑھتے ہوئے دفعتًا سجدے مین جان بحق تسلیم ہوئے انکی وفات کی تاریخ اس مصرعہ سے نکلتی ہے ع شد فداد سجدہ الله اکبر یار جنگ ۱۲۳۹ھ سنہ ۱۲۳۹ ہجری مین نواب صاحبزادہ میر داور علیخان کو ماما برن کی حویلی عنایت فرماکر علیحدہ کیا ـ محمد شاہ باز خان کے دو فرزند محمد علیخان اور محمد شاکر خان تھے جنمین سے محمد شاکر خان برادر زادے اور نیز داماد محمد جمال خان بہادر لوہانی قوم افغان سے تھے محمد جمال خان بہادر دولتمدار سرکار عالی کے ایک تعلقہ دار تھے لیکن آمدارات راجہ چندو لعل بہادر کی کچھ اصلیت نہ سمجھتے تھے بہادر موصوف نے خفیہ طور پر اکبر جاہ بہادر سے مصالحت کرنیکے بعد حضور مین عرض کیا اور ہر دو افاغنہ مذکور کو مع انکے متعلقین مثل طوطی خان وغیرہ کے خارج ریاست کرادیا سنہ ۱۲۴۰ ہجری مین آپنے پرانی حویلی سے دار الریاست کو زینت بخشی اور اکبر جاہ سے ارشاد فرمایا کہ آپ اپنی عمارات قدیم مین سکونت پذیر ہون چونکہ انجناب نے اس امر مین کچھہ عذر کیا اسلئے خود چپکے ہو رہے ـ من بعد ایک ستارہ دمدار سمت مشرق سے طلوع ہوا اور چند عرصہ تک دکھلائی دیتا رہا ـ صاحبزادی قدر النسا بیگم بعارضہ چیچک چالیس برس کے اندر راہی ملک بقا ہوئین ہندوستان سے خبر آئی کہ رندھیر سنگہ پوتا سورج مل جاٹ کا مرگیا اور ریاست بھرت پور مین برادر اور پسر کے نفاق سے فتنہ برپا ہوا اور ارکان دولت نے اس معاملہ کو سرکار انگریزمین رجوع کیا صاحبان نصرت شعار نے بیٹے کی حمایت کی اور راجایان اطراف و جوانب کے اتفاق سے قلعہ کو فتح کرلیا اور قلعہ کو جابجا شکست کیا اور ملک و مال کے ضبط کرنیکے بعد راجہ متوفی کے بیٹے کو اپنی طرف سے گدی پر بٹھلا دیا چنانچہ ہنوز راج وہان کا اسیکے نام سے قایم ہے اور چونکہ سرکار کمپنی بہادر سے ترمیم و تعمیر

کی مخالفت ہے اسلئے حصار مذکور بدستور ناقص ہے دو دفعہ اکیس اکیس بار انضراب توپ سر ہوئین اور صوبہ برار مین محمد صلابت خان ناظم برار نے قضا کی ۱۲۴۱ھ مین شمس الامرا بہادر نے علم ہندسہ مین ایک کتاب مسمی بہ شمس الہندسہ فرانسیسی زبان سے فارسی مین ترجمہ کرنیکے بعد روانہ کی مادۂ تاریخ اسکا سید نور الاصفیا صاحب انار اللہ برہانہ فرماتے ہین ع باد شمس الہندسہ مقبول ہر اہل کرم + اور ماہ رجب ۱۲۴۲ ہجری مین جہاندار جاہ بہادر نے انتقال کیا چونکہ فیمابین انکے اور سلیمان جاہ بہادر کے بہت موافقت تھی ار اور یہ دونون برادر ایکدوسرےکے گھر ہمیشہ آیا جایا کرتے تھے اور بیماری کی حالت مین بھی عیادت کیواسطے گئے تھے نواب نے فاتحہ سوم کیلئے اونکو ارشاد کیا چنانچہ محتشم الیہ عماری مین سوار ہو کر رونق افروز ہوئے اور رسومات زیارت کے ادا فرما کر معاودت کی سلخ ربیع الاول روز دوشنبہ ۱۲۴۳ھ مین صاحبزادہ کبیر میر فرخندہ علیخان بہادر کے فرزند ارجمند میر تہنیت علیخان بہادر دلاور النسا بیگم مقدسہ کے بطن سے متولد ہوئے ماہ رجب مین شمس الامرا بہادر نے اپنے چھوٹے فرزند محمد رشید الدینخان بہادر کی پہلی شادی جرأت جنگ کی صاحبزادی سے بڑی شان و شوکت کے ساتھہ انجام کو پہنچائی نواب گردون وقار اور صاحبزادگان والا شان کے خاصہ کیلئے متعدد خوان اقسام اقسام کے کہانونسے لبریز اور میوہ جات مفرح سے بھر کر گذرانے اہالیان شہر کو حسب امتیاز خوان بہیجے گئے اور نیز اہل فوجکو ہر ایک کی استعداد کے موافق حصے بہجوائے اور اکثر ندمار اور اہل ارباب اور خصوصًا ملاقہ دارون نے نوشاہ کو لقدر حوصلہ دوشالہ و کمخواب کے جوڑے عطا فرمائے واضح ہو کہ ابتدا سے منتہائے رسوم تک کثرت سے روشنی اور آتشبازی اور رقص و سرود رہا نوشہ کی شب سواری کی شب بجای خود لیلۃ القدر تھی ۔ اس مرتبہ کل فوج اپنی ذات کی تھی نہ سرکاری سامان آرایش ہر ایک قسم کا مہیا کیا گیا تھا چراغ جہمک جہمک کر اپنی روشنی کی بہار دکہلاتے تھے ارباب رقص و سرود قسم قسم

کے موجود و مہیا تھے آتشبازی رنگارنگ کی اپنے رنگ دکھلاتی تھی اشخاص بیشمار رنگارنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہاتھون مین نقرہ کی چھڑیان لئے ہوئے ٹہل رہے تھے ہر گروہ مین ایک جمعدار یا امیر سرگرم مراعات ترک و آئین تھا بڑی قطار کے درمیان مین نوشاہ گھوڑے پر سوار اور پیچھے گاڑی مین پدر والاقدر مع فرزندان ذی مرتبت کے سرخ قبائین اور جواہر گران بہا پہنے ہوئے شریک جلوس تھے بڑے سے لیکر چھوٹے تک بڈھے سے جوان تک ہر ایک اہل شہر دوکانون کوٹھون راستون کوچون سے اس برات کی بہار دیکھ رہا تہا یہانتک کہ پردہ کرنیوالی مستورات بھی میانہ و تخت مین بیٹھ بیٹھکر آچکے روز چوک مین چارسو کے حوض پر تماشہ دیکھنے کیلئے آئین گویا کل ساکنان بلدہ کی موجودات ناظرین کو حاصل تھی ماہ رمضان سنہ رواں مین دوسرے صاحبزادے صاحبزادہ ناصر اہل ایمان ناصر الدولہ میر فرخند علیخان سے کے تولد ہوئے۔ ۲۰ محرم الحرام ۱۲۶۴ ہجری مین وبای ہیضہ سے کیوانجاہ بہادر نے رخت رحلت باندہا۔ ابتدا سنہ الیہ مین خبر آئی کہ کمال النسا بیگم صاحبہ نے گلشن جاوید کا راستہ لیا اسکے بعد سنہ الیہ مین شمس الامرا بہادر کی بڑی دختر نے انتقال کیا ۲۰ ذیقعدہ آخر سنہ الیہ مین شدائد امراض جسمانی کی تاب نہ لاکر نواب نے خلد برین کو پسند کیا مادہ تاریخ ع نکر حیف سکندر پسند آب حیات + نواب کی قبر جدہ ماجدہ عمدہ بیگم صاحبہ قدسیہ کے بازو سے بنائی گئی ہے قبر اور جالی مثل مرقد غفران مآب کے سنگ مرمر کی تیار کیگئی بعد وفات کے لقب نواب کا مغفرت منزل ہوا وقت انتقال نواب کے نو صاحبزادے تھے ۱ ناصر الدولہ میر فرخندہ علیخان بہادر ۲ صمصام الدولہ ولیعہد ۳ بشیر الدین علیخان بہادر ۴ مبارز الدولہ میر گوہر علیخان ۵ میر افضل علیخان بہادر عرف میر بادشاہ ۶ میر منور علیخان بہادر ۷ میر ذوالفقار علیخان بہادر اور ۸ میر محمود علیخان اور میر داد علیخان اور ۹ میر فتح علیخان بہادر آٹھ صاحبزادیان جمال النسا بیگم صاحبہ معظمہ مکرمہ غفور النسا بیگم

احمد شاہ کا بیان

ایران و توران اور روم کے سلاطین کے بیان کا پانچوان باب ۔ تیسرا زمانہ

نامدار النسا بیگم بجت فیروز بیگم سلطان النسا بیگم صاحبہ نور افروز بیگم حشمت النسا بیگم صاحبہ نور جہان بیگم واضح ہو کہ جمال النسا بیگم صاحبہ مغفور مادر کمال النسا بیگم صاحبہ مرحومہ اور ناصر دین ہین صاحب جاہ و تمکین ناصر الدولہ میر فرخندہ علیخان بہادر اور مصاحب الدولہ بہادر اور ... الدولہ بہادر حسب ترتیب بطن سے فضیلت النسا بیگم صاحبہ مرحومہ کے ہین اور منور النسا بیگم اور نامدار النسا بیگم اور ... علیخان بہادر ... بیگم کے بطن سے ہین اور بجت افروز بیگم اور میر جمشید علیخان بہادر ... النسا بیگم کے ہین اور باقی امہات جو ناگفتہ ہے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ شادیان نامدار النسا بیگم سلطان النسا بیگم صاحبہ نور افروز بیگم حشمت النسا بیگم صاحبہ کی بعد نواب مغفرت منزل کے عہد سعادت عہد ناصر الدولہ بہادر اور ... ملک میں ہوئی ہین جیسا آگے ذکر آئیگا ... بیگم ... آپ کے ... نواب برگزیدہ ... کے عرض کر کے اس بیان کو ختم کرتا ہے

ذکر محامد مغفرت منزل نواب سکندر جاہ بہادر

واضح ہو کہ نواب اعلیٰ علیین مقام آیات مغفرت تمام عادل و داد ... قوی ہیکل قوی دل نہایت متحمل بہومند تناست بلند بردبار کم آزار فراخ حوصلہ علم عربی و فارسی ... زیادہ رکھتے علم فصاحت اور مسائل علم طب کے استفسار فرماتے تھے طبیعت نہایت موزون ... داب مثل شاہان کبار کے تھا غفران مآب کی وفات کے بعد زمانہ کا رنگ اپنے موافق نہ پاکر جانشینی پدر والاقدر کی نامنظور کی تھی اگرچہ ارکان دولت کی استدعا سے تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے لیکن تا بزندگی اہالیان سلطنت موروثی مین سے کسی کو کسی قسم کا حکم نہین دیا تمام مقدمات مالی اور ملکی پر اختیار راجہ چندو لال کا تھا

حکایت

جلوس والا کے قریب بمعمول قدیم پرانی حویلی مین تشریف فرما تھے کہ ایک روز شب کو رونے کی آواز آئی کہا کہ دریافت کرو کہ کون روتا ہے بعد تفتیش کے معلوم ہوا کہ کسی امیر نے قضا

صوبہ داران ... کا بیان

... کے کلام کا بیان

[illegible]

کی ہے اور ارسطوجاہ غلام سید خان سے اونکا سب مال ضبط کر لیا ہے اسلئے اونکے عیال و اطفال سب روتے ہین مغفرت مآب نے اسوقت ارشاد کیا کہ اونکا اطمینان کردو اور کہدو کہ ضبطی اوٹھہ جائیگی صبح کو ارسطوجاہ سے فرمایا کہ اگرچہ یہ دستور قدیم سے ہے لیکن ہمنے اپنے عہد مین معاف کیا حسب الحکم ارسطوجاہ نے ضبطی اوٹھوالی اور اسکے بعد مادام الحیات نواب کے ایسا ہی دستور رہا **حکایت** واضح ہو کہ نواب ممدوح کو بھائیون سے بہت محبت تھی ایک روز نواب غفران مآب کے صندل کے دن مکہ مسجد مین نماز مغرب کے وقت اکبر جاہ بہادر اور سلیمان بہادر کے قصہ ہوا اسکے سنتے ہی نواب نے ماماٹرن کو بھیجکر اکبر جاہ بہادر کو دار السلطنت مین بلوا بھیجا اور سلیمان جاہ بہادر کو انکے مکان کو رخصت کیا اور ایسا ارشاد فرمایا کہ اکبر جاہ بہادر صندل کے روز آیا کرین اور سلیمان جاہ کیوانجاہ عرس کو ایسا معمول رہنا چاہیے تاکہ آدمیونکی کثرت سے کوئی فساد واقع نہ ہو **حکایت** ایک مرتبہ فریدونجاہ بہادر اور سلیمان جاہ بہادر کے درمیان شکر رنجی سی ہوگئی آپنے سنا اور خاموش ہوگئے کچھ زمانہ کے بعد فریدون جاہ بہادر کے یہان تقریب بسم اللہ خوانی کی ہوئی اور آپنے دعوت کا ارادہ فرمایا رستہ مین جاتے ہوئے سلیمان جاہ بہادر کو جو نذر کیواسطے میدان مین کھڑے ہوئے تھے خاص ہاتھی پر بٹھلا کر اپنی ردیف مین لیلیا اور ساتھ لیے ہوئے چلے گئے اور وہان پہنچکر اپنے حصہ کا شربت انکو پلوایا اور اپنا چنگر بھی انہین کو عنایت کیا اسی طرح سے رفع کدورت کر دیگئی **حکایت** جس زمانہ مین کہ غازی الدین حیدر نے صوبہ اودہ کے تخت پر جلوس فرمایا اور سکہ و خطبہ اپنا جاری کیا راجہ چندولال نے عرض کی کہ اگر پیر و مرشد بھی ارادہ فرمائین تو خانہ زاد تخت مرصع تیار کر لے اور غازی الدین حیدر نے تو بلا استرضاء جہان پناہ اس امر مین مبادرت کی ہے اور قشقہ بغاوت کا اپنی جبین پر کھینچا انشاء اللہ حضرت کے واسطے فرمان اجازت صادر ہوگا چونکہ اللہ تعالی اپنے جناب کرامتمآب کو

جمیع مراتب اور تجملات شاہی عطا فرمائے تھے کسی بات کی تمنا نہین تھی اور پیروی آبا و اجداد کی ملحوظ خاطر تھی فرمایا کہ کچھ حاجت نہین جب ہماری شادی ہوئی تھی تو آصفجاہ بہادر نے جواہر کی چوکی رسم حنابندی کے ساتھ بھجوائی تھی ہم اسپر بیٹھ چکے ہین جڑاؤ تخت پر جلوس کی ہوس نہین ہے اور یہ بھی واضح ہو کہ جن ایام مین مٹکاف صاحب بہادر ایلچی گری کی خدمت پر مامور تھے بہت چاہا کہ تنہا باریاب ہون آپ نے صاحب بہادر کے معروضہ کو کبھی پذیرا نہ فرمایا اور بغیر حاضری مین دیوان و پیشکار کے یاد نہین کیا۔ منیر الملک بہادر نے بھی بدستور راجہ چندولال بہادر کی غیبت مین ملاقات نہین کی ✢ **حکایت** بعد انتقال بی بی صاحبہ معظمہ کے اکبرجاہ بہادر کو انکے کوٹلہ سے یاد فرما کر واسطے تالیف قلوب کے مادام الحیات دار السلطنت مین مکانات بیچ محلہ مین اپنے پاس رکھا اور بارہا سر دربار یاد فرما کر سوای دیوان و پیشکار کے جملہ اراکین دولت سے نذرین دلوائین اور اکثر فرزندون کو انکے عیدین کی ملاقات اور نذر تہنیت کے لئے ارشاد فرمایا اور اکثر تالاب میر جملہ کی سیر کے وقت جہاندار جاہ بہادر کو عماری مین بٹھلا کر انکے ساتھ لیگئے اور انتقال کے کئی سال پیشتر اکثر فرزندونکو بلا کر حسب خردی و بزرگی نذرین دلوائین تا کہ ارتباط زیادہ ہو اور غبار نفاق کا بلندی نہ پکڑے اور جب ایام رحلت کے قریب پہنچے جملہ فرزندون اور بھائیون کو یاد فرما کر دولت دیدار سے مشرف فرمایا مدت سلطنت مقرب بارگاہ الہ نواب سکندر جاہ بہادر کی چھتیس برس چھ مہینے چھ روز ہے ✢

نواب ناصر الدولہ بہادر کا بیان

فرزند چہر اقبال طراز ندہ نقش و جلال نواب سلطنت مآب رئیس الرؤسا ناصر الدولہ مظفر الممالک نظام الملک آصفجاہ رابع میر فرخندہ علیخان بہادر وقت انتقال سکندر جاہ بہادر کے رونق افزا پرانی حویلی کے تھے

بمجرد وقوع اس امر ناگزیر کے حسن علیخان کوتوال بلدہ نے حسب الایماء مہاراجہ چندولال نواب ممدوح کے نام سے چارسوی بلدہ میں اس کی منادی کرادی چونکہ وہ دن تجہیز و تکفین میں مغفرت منزل کے گذرا دوسرے روز ارکین دولت نے بعد انفراغ فاتحہ زیارت واسطے ادای مراسم تعزیت حاضر دولتسرا ہو کر آداب و مجرے عرض کیے ریزیڈنٹ مسٹر مارٹن صاحب بہادر بھی واسطے ادای تعزیت کے آئے خود بدولت نے شمس الامراء بہادر منیر الملک بہادر اور مہاراجہ چندولال بہادر اور ریزیڈنٹ مارٹن صاحب بہادر کو یاد فرمایا۔ مارٹن صاحب نے رسوم تعزیت ادا کیں دیوان و پیشکار نے مع شمس الامراء بہادر نذرین گذرانین چونکہ انتظار ساعت نیک کا تھا اسلئے توقف فرمایا۔ مارٹن صاحب بہادر رخصت ہو کر کوٹھی کو چلے گئے۔

۵ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ ہجری روز یکشنبہ نواب ناصر الدولہ زردعماری میں سوار ہو کر مع دیوان اور پیشکار کے ایوان صاحبزادگی سے محل سلطانی میں رونق افروز ہوئے مارٹن صاحب بہادر سفیر انگلشیہ اسد تبی مع چند افسر پلٹن کے مکان سے آئے قریب نصف النہار کے چھ صوبجات دکن کی فرمانروائی پر جلوس فرمایا شادیونکی آوازین نقارخانون سے بلند ہوئین اہالیان و ارکان دولت نے نذرین خوشی اور مبارکبادی کی گذرانین۔ مارٹن صاحب بہادر نے مبارکبادی دی۔ نواب ادام اللہ ملکہ و اقبالہ نے مجلس برخاست کی اور محلسرا میں جاکر اول خدمت میں جہان پرور بیگم صاحبہ معظمہ اور چاندنی بیگم صاحبہ مکرمہ المخاطب بہ فضیلت النساء بیگم عرف بی بی صاحبہ کے حاضر ہو کر آداب بجالائے اور بعد ادا کرنے رسوم تعزیت کے تہنیت کی نذرین دین۔ اکبر جاہ بہادر نے ایک ہار اور ایک سرپیچ مرصع کار بطریق تحفہ ارسال کیا نواب ممدوح نے اسکو قبول فرمایا۔ دوسرے دن بہادر معز الیہ کو کہ جو پنچ محلہ میں رہتے تھے کہلا بھیجا کہ اگر آپ پھر بدستور سابق اپنے کوٹلہ مالوف کی طرف تشریف لیجائین تو مناسب ہوگا معز الیہ نے بمجرد اس خبر کے

پہونچنے اپنا سامان روانگی راتون رات درست کیا اور میانہ مین سوار ہوکر اپنے کوٹلہ کو روانہ ہوگئے - اکثر تقریبات مین اور ضیافتون مین شمس الامرا بہادر مدظلہ اور منیر الملک بہادر اور مہاراجہ چندولال مختار کار اور رزیڈنٹ مارٹن صاحب بہادر کے مکانون کو اپنے جمال جہان آرا سے نوبت بنوبت منور فرمایا - کہتے ہین کہ جب نواب واسطے قبول ضیافت بڑے صاحب بہادر کے جلوہ افروز ہوئے شمس الامرا بہادر خواصی مین ہمراہ رکاب تھے اور منیر الملک بہادر اور راجہ چندولال بہادر گھوڑون پر سوار تھے کوٹھی کے دروازہ مین خلقت کی کثرت ہوئی مہاراجہ چندولال کا گھوڑا انبوہ خلایق مین جا پہونچا شمس الامرا بہادر نے نواب سے عرض کی کہ راجہ چندولال ضعیف ہین اور جلو کے آدمیون کا مجمع زیادہ ہے شاید راجہ کو تکلیف ہوگی حضور نے یاد فرمایا اور فیل خاصہ کو بٹھلا کر انہین بھی خاصہ مین لیا ورود مسعود کے بعد خاصہ تناول فرمایا اور استراحت کی پس دو گھڑی باقی رہنے پر رسم پان و عطر دان سے محظوظ و شگفتہ خاطر سوار ہوکر باغ لنگم پلی مین رونق افزا ہوئے -

واضح ہو کہ نواب نے اپنی تقریب جلوس مین مہاراجہ چندولال کو ایک کرور روپیہ بابت قرضہ غفران مآب معاف فرمایا معہذا مہاراجہ موصوف کو چونکہ سابق سے مدار المہام کل تھے یا فرمختار جمیع معاملات مالی اور ملکی کا کیا اور خود بدولت سیر و شکار و شوق زیارات قبور اہل کشف و یقین اور ارباب جذب و شوق متین اور اصحاب سلوک شاہ راہ دین کے اشتیاق مین اکناف بلدہ کی جانب متوجہ ہوئے اور ہزارون روپے خیرات مین صرف کیے اور بلدہ کے مخنثات کو کہ جو برے کامون مین گرفتار تھے اور ناچ رنگ مین اوقات بسری کرتے تھے حکم دیا گیا کہ اپنے افعال بد سے باز آئین اور ڈاڑہی منڈانا ترک کرین اور منادی کرادی گئی کہ عورات قوم ڈہیر (چمار) سرتک کی چولی (انگیا) اور چوڑی (ساڑہی) نہ پہنین اور زردہانات کا جوتا کوئی نہ بنوائے اور سینا ہی (تاڑی) شہر کے باہر فروخت ہوا کرے اور مردے بجز دائرہ (قبرستان) میر مومن صاحب کہین اور

ذن نہ کرسکے جاوین سو منصبدار تیرہ لوگون سے انتہاب کیے گئے اونکی نشست باغ مین مقرر کیگئی اور ایکہزار سوار و چالیس نفر پیادہ اہتمام سواری کیلیئے نوکر رکھے گئے اور نو مواضعات منجملہ اون اٹھارہ مواضعات کے جو بابت منصب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کے ہندوستان مین تھے محمد اکبر شاہ بادشاہ کی نذر کئے سنہ ۱۲۴۵ھ مین میر محمود علیخان بہادر کو جو اکبر یار جنگ والی حویلی مین متصل ایوان ریاست کے قیام رکھتے تھے ماما چنپا والی حویلی مرحمت فرمائی ہمین بعد میر فتح علیخان بہادر کیلئے کہ انکی عمر اسوقت دس سال تھی اور ہنوز ساکن بیت السلطنت تھے بادشاہی عاشور خانہ کے قریب ایک حویلی اونکے قابل سکونت تجویز فرمائی اور وہان قیام کرنیکا حکم دیا او سب بہادر ہونگی یا ہوا رجو ابتک تین تین سو پاتے تھے ایک ایک ہزار کردی اور پھر فورًا دو دو ہزار سے سرفراز فرمایا۔ سنہ الیہ کی آخر ربیع الثانی میں شدت بارانکی وجہ سے شب کو موسیٰ ندی سے ایسا جوش کیا کہ ایک بیاٹ پل کے دروازہ کا جو متصل تھا بالکل ڈوب گیا اور منیر الملک کے باغ تک بہتا ہوا چلا گیا علاوہ برین فصیل کی جگہ بہت شکستہ اور ریختہ ہوگئی گیارہ ماہ رجب کو میر منور علیخان بہادر پنج محلات کے مکانات سے انوار چوک کی حویلی میں حسب الحکم نواب تشریف فرما ہوئے اور سنہ الیہ مین کار پرداز سلیمان جاہ بہادر کا منشی امیر الدین راجہ چندو لال سے نمک کا کام لیکر روانہ ہوا اور بیڑ مین جاکر امیر نواز خان سے ملاقات کی ایک رومال اور ایک دوشالہ بارہ سو روپیہ کی قیمت کا انکی تواضع کیا وہان سے پونا کو گیا اور مالکم صاحب بہادر سے ملاقات کی اور وہ تحالیف جو انہون نے سابق میں مشیر الملک اعظم الامرا بہادر کو بھیجے تھے دکھلائے اور سلیمان جاہ بہادر کی طرف سے ایسا پیام دیا اور کہا کہ ہم کچھ نہین چاہتے صرف حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہونا چاہتے ہین مالکم صاحب بہادر نے کہا بہت اچھا تم یہان اقامت کرو اور مین اس بارے مین لکھونگا۔ امیر الدین نے پونا مین قیام کیا اور اپنے آپ کو نواب نظام کا قرابتدار

ایران و توران و روم کے بادشاہوں کا بیان

ہند و دکن کی حکومت کا بیان

مشہور کیا اور ہر ایک کی خاطر و مدارات کی یہانتک کہ دو لاکھ روپیہ صرف کئے - صاحب موصوف نے حیدر آباد کے رزیڈنٹ کو لکھا اور رزیڈنٹ نے مہاراجہ چندولال کو اطلاع دی مہاراجہ چندولال نے لکھا کہ وہ سلیمانجاہ بہادر کا ایک ادنی ملازم ہے اور مجھسے نمک کا کام لیکر گیا ہے اور چونکہ اُسنے اس قسم کی حرکت پونا مین پہنچکر کی ہی اور وہ سرکار عالی کا حساب دار بھی ہے اُسکو گرفتار کرنیکے بعد جابہ یہان بھیجدینا چاہیے چنانچہ رزیڈنٹ بہادر نے ایسی ہی تحریر بالکم صاحب بہادر کو بھیجی بالکم صاحب نے اُسکی گرفتاری کے لئے دو پلٹنین تیار کین امیر الدین نے جسوقت کہ سُنا فوراً وہان سے بھاگ نکلا اور راستہ چھوڑکر دوسرے راستہ سے شہر کیجانب رخ کیا مہاراجہ نے اس بات کو سُنکر چوکیداران دربانون اور تعلقدارون کو اس امر سے مطلع کیا اور تاکید شدید کی کہ جہان امیر الدین ملجائے اُسکو گرفتار کرکے حاضر کرین تاکہ اُسکو اس حرکت کی سزای معقول دیجائے اور یہہ کہ خبر دار ایسا نہو جاوے کہ کسی طرح سے سلیمان بہادر کی حویلی مین داخل ہوکر پناہ گزین ہوجائے امیر الدین نا کو راتون رات افتان و خیزان سب کی آنکھ بچاکر بلدہ پہنچا اور چونکہ فصیل صدر بازاران ستے تھی اور ابھی اُسکی دیوار مرتفع نہین ہوئی رات کے وقت اندر شہر کے داخل ہوا اور سلیمان جاہ بہادر کی پناہ مین داخل حویلی ہوگیا مہاراجہ چندولال نے جب یہ سُنا تو چوکی اور پہرہ والون پر بہت ناراض ہوا اور حضور کو اس قسم کی اطلاع کی حضور نے قوت جنگ اور شہسوار جنگ کو بھیجکر سلیمان جاہ بہادر کے پاس کہلا بھیجا کہ امیر الدین آپکے پاس رہنے کے قابل نہین ہے چنانچہ اس زمانہ مین اسنے صرف اپنے حظ نفس کیواسطے ایسی حرکت کی ہے نہین معلوم کہ آپ کو اس قسم کی اطلاع ہے یا نہین اب مناسب ہے کہ آپ اسکو مہاراجہ چندولال کے پاس بھجوا دیجیے تاکہ اس سے معاملہ نمک کا حساب و کتاب دریافت کیا جائے اور جو کچھہ اسکی طرف باقی نکلی ہے وہ اس سے طلب کرین

سلیمان جاه بهادر نے چونکه اسکو پناه دی تهی حیله کیا حضور تو چپکے ہو رہے من بعد مهاراجه چندولال نے جس قدر اُسکی طلبی مین تکرار کی اونہون نے اصرار فرمایا یہانتک که لین کے جوان حراست کے واسطے مامور ہوئے ایک مدت تک انکے مکان پر محاصره رہا لیکن اونہون نے امیر الدین مذکور کو حواله نه کیا آخر الامر مهاراجه چندولال نے آٹھ ہزار روپیه ماہانه جو انکو دیا جاتا تها بند کرلیا اور تین سال چڑہا لئے اور اس عرصه مین ایک حبه بهی نه بهیجا تب بهی سلیمان جاه بهادر نے پرواه نه کی من بعد مهاراجه صاحب نے جمله بعوض نقصان ذمه امیر الدین سلیمان جاه بهادر سے وصول کرکر امیر الدین مذکور کو جسکی بابت مهاراجه کا خیال تها که ہاتهی کے پانون سے بندہوا کر کچلوا دیا جائے حومه بیجکر بڑے ہاو سے بلایا گیا اور دوشاله اوڑہا کر روانه کیا گیا اور حضور سے عرض کیا که خانه زاد سے سلیمان جاه بهادر نے صفائی حاصل کرلی حضور نے بهی خاص وعام پر یه بات ظاہر کرنیکے لئے اُنکے فرزند کو سواری مین بلوا کر خواصی نشینی سے سرفراز فرمایا بندگانعالی نے اسی زمانه مین آصف نگر کا اراده کیا اور سلیمان جاه بهادر کے بڑے فرزند عباس علیخان عرف بخشو خان کو طلب فرماکر انکی نذر لی اور عماری مین اپنا ردیف کرکر ہمراه لیگئے اور ایک روز لشکر مین رکہکر رخصت فرمایا مبارز الدوله بهادر نے چند شایسته اشخاص اور قریب ڈہائی تین سو روہیله اپنے مکانمین یکجا کیے تهے نواب نے انشعاماً سنه ۱۲۴۶ھ مین قلعه محمد نگر کو جانیکا حکم دیا چونکه معزالیه نے نه مانا اور اونکی تقصیر سے لاپروائی پائی گئی انکے ہواخواه سب در دولتسرا پر حاضر ہوئے اور سکونت اختیار کی - راسته اور بازار مین ہر ایکطرف ناکه بندی کیگئی سلح خانه سے چہار مینار تک توپین نصب کیگئین قریب ہفته عشره کے اسی طرح سے گذرا اور صاحب موصوف نے قلعه محمد نگر کو جانا قبول کیا جمیعت نے حسب الحکم نواب انکی حویلی پر مورچه قایم کیے اور یورش کی تیاری شروع کی - اسوقت نواب موصوف گھوڑے پر

سولہ ہوکر مع زنانہ اور اشخاص ملازم شدہ کے راہی قلعہ مذکور ہوئے بڑی خیر ہوگئی چوتھے روز فضیلت النسا بیگم صاحبہ
آپکے ولاسے کے واسطے قلعہ مسطور میں رونق افزا ہوئیں بہادر موصوف مع والدہ شریفہ کے اوس قلعہ مین قریب
دو برس مقیم رہے اور پھر مراجعت کرکر دولتخانہ میں داخل ہوئے اور سنہ رواں میں نواب ذوالفقار علیخان بہادر مکان سے
میر مراد علیخان بہادر کے چوک میں حویلی اسد نواز جنگ کو کاتش مغفرت منزل کے حسب الارشاد رونق افزا ہوئے
اور سنہ الیہ کے جشن نوروز میں مغفرت منزل کے صاحبزادون کو محتشم جنگ منور الدولہ ہمایون جنگ ذوالفقار الدولہ
قطب الدولہ قمر الدولہ مظفر الدولہ اور شمس الامرا بہادر کو امیر کبیر اور نو ہزاری منصب اور نو ہزاری سوار اور پلٹن
اور توپخانہ عطا فرمایا انکے فرزندونمین سے محمد رفیع الدینخان بہادر کو نامور جنگ عمدة الدولہ اور محمد سلطان الدین
خان بہادر کو سبقت جنگ محتشم الدولہ اور محمد بدر الدینخان بہادر کو رفعت جنگ منظم الدولہ اور محمد رشید الدینخان
بہادر کو بہادر جنگ اقتدار الدولہ اور منیر الملک بہادر کو امیر الامرا اور انکے فرزندون کو شجاع الدولہ سراج الدولہ
اشجع الدولہ اکرام الدولہ اور مہاراجہ چندو لال بہادر کو مہاراجہ راجایان اور انکے فرزندونمین سے راجہ بالا پرشاد کو راجہ
مہاراج اور راجہ نانک بخش کو راجہ بہادر اور راجہ گوبند بخش بہادر کو پنجہزاری منصب کے اضافہ کے ساتھ چار ہزار
سوار اور علم اور نقارہ اور نوبت و جاگیر اور انکے فرزندونکو خطاب راجگی مع مناصب کے عطا فرمائے اور علاوہ حیدر خان
قوم نوایت نے رفیق قدیم کو اقتدار جنگ اور حسن علیخان کو توال کو طالب الدولہ خطاب عنایت کیا اور سوا اسکے بہت سے
امیر زادے اور منصبدار اور اہل دفتر خطاب خانی اور جنگی اور راجگی اور مناصب لایقہ سے ممتاز ہوئے اور ماہ رجب
سنہ روانمین مطابق سال دوم جلوس والا کے کدخدائی مسماة سلطان النسا بیگم کی دختر مغفرت منزل سکندر جاہ
بہادر کے سبقت جنگ محتشم الدولہ محمد سلطان الدینخان بہادر خلف شمس الامرا امیر کبیر بہادر سے انجام پائی
واضح ہو کہ امیر محتشم الیہ نے ایک لاکھ روپیہ خرچ کرنیکے بعد خوش مزا طعام اور نشہ جات بیش بہا رنگ رنگ کے

بہادر شاہ ثانی کا بیان

کمخوابون کے اور دوشالے طرح بطرح کے اور کلابتون کے دوپٹے اپنی جمعیت مین بڑی دہوم سے تقسیم کیے اور تقریب نشاہ اور بڑی دہوم سے جیساکہ سرکار فیض آثار کے قرائن ہا مین انجام کو پہنچایا حضور پر نور کی ضیافت بڑی دہوم سے کی یہانتک کہ جب وہ خدیو کامران رونق افزا ایمان سرا نوشاہ ہوئے تاش وبادلہ کے ٹکڑے جو چوکی خانہ کے دروازہ سے دیوانخانہ تک فرش پا انداز کیلیے بچہائے گئے تہے ارباب مسرت انبساط ہمراہ رکاب کیلیے جسقدر کہ چاہین اوٹھالینا مباح فرمادیا - جب تک نواب مسند دیوانخانہ پر تشریف فرما رہے رقص ہوتا رہا آتشبازی چہوٹتی رہی روشنی کی زیادتی مردنگ اور قنادیل کی وجہ سے تہی عندالبرخواست محتشم الیہم بہادر کے فرزندون نے رسم دست شوہی ادا کی اور خود امیر صاحب نے رسم شربت نوشی کی کی حضور شربت نوش فرماکر بہت خوش ہوے اور ایک ہار موتیون کا گران بہا محتشم الیہم کو عنایت فرمایا امیر موصوف نے اقمشہ کی کشتیان اور جواہر کے طباق مع ایک زنجیر فیل نذر گذرانی شادی مین ہر ایک قسم کی چہل پہل اور گہما گہمی رہی شہر کے لوگ بڑے اشتیاق سے اپنے اپنے گہرون سے نکلکر دو رویہ صفین باندہکر سڑک کے دونون جانب شادی کی بہار دیکہنے کیلیے آکر جمع ہوئے تہے انہین ایام مین بموجب رسوم متعارف بلدہ کے نورا فروز بیگم صاحبہ کا نکاح دلاور بادشاہ بن غفران مآب سے کیا گیا - ۱۳ ذیحجہ سنہ رواں کو نامور جنگ عمدۃ الدولہ محمد رفیع الدینخان بہادر بسبب ناسازی مزاج کے حسب تشخیص ڈاکٹر درچو صاحب دریا کی ہواخوری کیلیے مچہلی بندر کی طرف روانہ ہوئے مقام مذکور پر پہنچنے کے بعد ایک جہاز مقرر کیا اور کوس دو کوس کے قریب سطح آب پر ہواخوری کیلیے تشریف لیجایا کرتے تہے ۱۴ صفر ۱۲۶۰ھ کو امیر موصوف جزیرہ کورنگی کیجانب تشریف لیگئے اور وہان جہاز پر سے اوترکر ایکروز قیام فرمایا خادمون نے جزیرہ سے سامان باورچیخانہ کا خرید کیا - دوسرے روز ناخدا نے عرض کیا کہ طوفان آنیکا اندیشہ ہے بہتر ہے کہ جہاز کو کلکتہ کی جانب کیا جائے ورنہ اندیشہ ہے کہ مبادا باد مخالف جہاز کو شکست وریختہ

کردے اجازت حاصل کرنیکے بعد کلکتہ کی طرف رخ کیا چونکہ عنایت ایزدی شامل حال تہی تیزی ہوا کے سبب سے دس دن
کے عرصہ مین جہاز چھبیسوین ماہ منہ کو آخری چہارشنبہ کے روز کلکتہ جا پہنچا ربیع الاول اور ربیع الثانی کے مہینون
مین وہین قیام فرمایا اور خوب سیر فرمائی مٹکاف صاحب اور صدرلین صاحب نایب سے ملاقاتین ہوئی اور
مٹکاف صاحب نے بڑے تکلف سے ایک دعوت بہی کی آخر جمادی الاول مین پانچہزار روپیہ پر ایک آگ بوٹ کرایہ
کیا اور وہان سے چہہ روز کے عرصہ مین مچھلی بندر پر آنکے مقام کیا اور وہانسے معاودت فرما کر نصف شہر جمادی الثانی
کے قریب داخل بلدہ ہوئے۔ اور اسی سال مین محمد نامدار خان بہادر ناظم ایلچ پور نے بالاپور کا تعلقہ لعوض تنخواہ
جمعیت انگریزی کے دیدیا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ محمد فتح جنگ خان نے اس لواء مین دو ہزار جوان درک
صاحب کی سرکردگی سے متعین کیے تھے اور انکو موافق قانون فرنگ کے تیار کیا تھا اور انکی تنخواہ ماہ بماہ داخلہ دیکہکر
دیجایا کرتی تہی اور اسکے بعد نظم و نسق کی درستی کیلئے بذریعہ جنرل وفتین صاحب بہادر صدر سے ایک افسر طلب کیا
راقم کا قیاس یہ ہے کہ جسوقت رسل صاحب بہادر نے کوتوال کی جمعیت کو بڑہانا چاہا تہا راجہ چندولال کے ایما سے
نواب محمد فتح جنگ خان سے بہی جمعیت طلب کی تہی چونکہ انکے پاس دو پلٹنین مذکورہ مع سازوسامان انگریزی کے
موجود اور روش و آئین پر فرنگ کے تیار تہین اور کام کے وقت ادای فرمان کیلئے مستعد و آمادہ تہین یہی عذر
درپیش کیا تو اسوقت یہ تجویز ٹہیری کہ اچہا اگر نئے جوان بھرتی نہون تو کیا مضایقہ ہے یہی بحال رہین لیکن افسر
ہماری طرف سے ہو ناظم ایلچ پور نے بہی اس بات کو مان لیا غرض اول کپتان لین صاحب افسر ہوکر آئے
اور وہ جوان انکی تحویل مین دیے گئے اونکے بعد یہ عہدہ کپتان کوانٹ صاحب کو دیا گیا پہر کپتان سیر صاحب
اس کام پر مامور ہوکر انکولی سے ایلچ پور کو آئے اور بعد تخریب فتح جنگ خان کے محمد نامدار خان نے پانچسو
فتح جنگ خان کے نام سے محمد علی بیگ اور منور علی بیگ کی رسالداری مین پلٹن مذکور پر اضافہ کرکر افسر

انگریزی کی تحویل مین دیدی چند عرصہ کے بعد جوانون نے ماہ بماہ داخلہ دکھانا اور دروازہ پر آنکر تنخواہ لیجانا بند کردیا اور پہرے چوکی پربھی سابق کے موافق نوکری نہی افسر لوگ اپنے اندازہ کے موافق یکمشت روپیہ لیجاکر تقسیم کرینگے او ملک کا محاصل بہی کم ہوگیا پس مختار الملک نواب سالار جنگ بہادر نے واسطے عدم خسارہ کے منواجب کی تخفیف چاہی اور اس بارہ مین مہاراجہ چندولال سے کئی مرتبہ تحریک کی۔ کہتے ہین کہ وہ ساٹھ ہزار ماہانہ دینے کیلئے راضی تھے اور یہ ستر یا چہتر ہزار مانگتے تھے آخرکار بالا بالا کہ یہ روپیہ کا تعلقہ کہ اسوقت سات یا آٹھ کی قیمت کا رہگیا تہا چہوڑ دیا اور گنداشت لکھواکر بھجوادی مہاراجہ چندولال نے تعلقہ تو اپنے قبضہ مین لیلیا اور ان لوگونکی تنخواہ جمعیت اسوال کی تنخواہ سے شامل کردی اور یہ دو ہزار پانچسو سوار بہی نظام سروس مین داخل ہوگئے وہ قبل اسکے چہ پلٹن اور چار رسالے تھے اور اب تک بحال ہین اور ماہ رجب سنہ مذکور مین حضور نے تقریب تسمیہ خوانی مرشد زادہ زمان بتہنیت علیخان کی ترتیب دی جملہ امرای دولت حاضر ہوئے اور تکلف خسروانہ اندازہ سے بڑہا ہوا تہا۔ اسی سال آخر ذیقعدہ مین سکہون اور عربون کے باہم لڑائی ہوئی چونکہ طرفین کو قومیت کا پاس تہا شاہ علی بندہ سلطان شاہی چوک اور چار منار وغیرہ مقامات مین خوب تلوار چلی بہت سے آدمی طرفین کے مجروح و کشتہ ہوئے اکثر گہر جلا دیے گئے بہت اسباب لٹ گیا آخرکار عرب غالب ہوئے اور مہاراجہ چندولال نے سکہون کو شہر بدر کردیا ۱۲۴۹ھ مین منیر الملک امیر الامرا بہادر نے ہیضہ وبائی کی بیماری سے انتقال فرمایا۔ مادہ تاریخ انکا سید نور الحسین المخاطب بہ قادر جنگ خلف سید نور الاصفیا صاحب مغفور و مبرور سے یہ ہے ؎ چون مرکب امیر الامرا گشت پدید ٭ از دیدہ عالمی نمی اشک چکید ٭ تاریخ و سال رحلتش جست خرد ٭ ناز شش جہت آوازہ ششش در دشنید ٭ چونکہ عنان تمشیت امور دیوانی کی بقیہ حیات مرحوم مہاراجہ چندولال کے قبضۂ اقتدار مین تہی اپنے حال پر بدستور رہی اور خدمت مذکور کا خلعت

بہادر معزالیہم کے فرزند کو حرمت نہین ہوا۔ اسی سال بارش بارانین کمی ہوئی اسکے سبب سے بلدہ مین قحط ہوا اور
اسی اثنا مین ایکروز دوپہر کیوقت روہیلون نے مس بازار کی دُکانین لوٹ لین اور سال مذکور مین الماس کا
ایک ٹکڑا ناتراشیدہ پانچ تولہ ۸ ماشہ کا تمہ چنپٹ اول سے دست بدست داخل سرکار نظام ہوا بلدہ اور
بیگم بازار ٹکسال کے جوہریون نے عرض کی کہ اگر پچاس ہزار روپیہ کی مزدوری عنایت ہو تو سات عدد تختیان
تیار کر کر اسکی ایسی گذرانی جائین کہ قطعہ طور اُسکے سامنے بی تو ہو جائے یہ درخواست منظور نہین کیگئی
اور ۸ ربیع الاول ۱۲۴۹ھ کو فضیلت النسا بیگم صاحبہ مکرمہ حقیقی والدہ ماجدہ حضور کی راہی عالم
ملک بقا ہوئین اور ماہ رجب سنہ الیہ مین پسر شمس الدولہ علیخان ابن محمد عظیم خان کی شب گشت مین خاص
چوراہہ کے مقام پر تغافل اور عدم احتیاط کی وجہ سے ہوائی کی چنگاری سبد آتشبازی مین جالگی اور ان
شرارون سے ایک ہوائی کی چھپہ دوکان مین آگ لگ گئی اسمین جو لوگ نظارہ کنان بیٹھے ہوئے
تھے وہ اور سوای اُنکے اکثر تماشائی قریب اسی نفر کے جلکر خاک سیاہ ہو گئے و ... ذیحجہ مین نواب جنگ
معظم الدولہ محمد بدرالدینخان بہادر کی شادی امیر کبیر سے بنت علی اللہ خان المخاطب بہ بیدار الدولہ جو فرزند
کے عزیز تھے ترتیب دی ۱۲ تاریخ کو نواب نے رونق افزا ہو کر مجلد ... شاد کام فرمایا اور ۲۷ تاریخ کو
مرو مہاراجہ چندولال بہادر کی ضیافت اور شب کے وقت مع امرای نظام کی ضیافت بہت سی کیگئی۔ اکثر
لوگون نے بہت سا ذخیرہ الانعام ... ہو گئے اور ... دوشالے کخواب
کلابتون کے دوپٹے بیش قیمت ... آدمی ...
کو دیے گئے بائیسوین ماہ مذکور سوم جلوہ کی ادا کی گئین ... سال ... وصوف الصدر
کی دو ہزار کی ترقی فرما کر چہار چہار ہزار روپیہ ماہانہ مقرر فرمایا اور اسی زمانہ مین فرمان واجب الاذعان بادشاہ

حجاہ اکبر شاہ ثانی کا متضمن تعزیت رحلت مغفرت منزل اور تہنیت جلوس نواب کا صادر ہوا نواب نے باغ سنگم علی
تک اسکا استقبال کیا اور قدیم دستور کے موافق بکمال خشوع اور خضوع سے قبول فرمایا اور مراجعت کے وقت
تشتر یالین امیر کبیر کی جمعیت ہمراہی کی جو اہتمام شیخ محمد عظیم کے تیار ہوئی تہین ملاحظہ فرمائی +

نقل فرمان شاہ موصوف

مورخہ سوم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۸ جلوس سلطانی مطابق سنہ ۱۲۴۹ ہجری

نامرت وایالت منزلت شوکت وبسالت مرتبت مسند ارکین دولت قاہرہ موید سلاطین سلطنت باہرہ
[illegible] مرکز دائرہ حشمت وعظمت فدوی خاص الخاص مودۃ الاخلاص الاختصاص شمع
[illegible] صدق وارادت چراغ نورافروز انجمن [illegible] عالی نظمت وافی فطرت متعہد سرانجام مہمات سلطانی
متکفل انصرام تدبیرات جہانبانی [illegible] الشایات والاکرام مستاہم تفاخر والاحترام مادون التصرف
علی الاطلاق مرجع الامراء [illegible] والاستحقاق [illegible] الارکان دولت صاحبقرانی مقوم اعیان دودمان گورگانی
فرزند مرتبت بلند جگر گوشہ بجان پیوند مظفر الممالک نظام الدولہ افضل الاراکین السلطنت آصفجاہ
سپہ فرخندہ علیخان بہادر فتح جنگ سپہ سالار یار وفادار رستم دوران ارسطو زمان عرضداشت مرسلہ آن
فرزند سعادت مند بدرگاہ خواقین سجدگاہ کہ مرجع ومآب جہان جہانیان است رسید مضمون رسوخیت
مشحون محتوی بہ کمال صدق وارادت وفور رسوخ فدویت بود مشرحاً عالی رای مہر ضیای بانور گردید
ازانجاکہ تفضلات بلانہایت ما بدولت واقبال برتمامی بندہای این جانب خلافت مآب چون مہر انور
بیک حال پرتو اندازو حاوہ پرداز ست علی الخصوص تفضلات بلانہایات خسروانی خانہ زادی کہ موروث
الارادت وبصداقت دل عقیدت باین جناب ملکی انتساب میدارند بیش از بیش مبذول انچہ بعرض

رسانیدہ باشند کہ در سوانح عالم ممکنات ہر چہ مشیت ازلی و ارادہ لم یزلی از پردۂ غیب منصۂ شہود رسید گزیر نیست چنانچہ درین ایام بمقتضای قضا و قدر ارتحال والا آن امارت منزلت ازین سرای فانی بعالم جاودانی بوقوع رسیدہ بدریافت این واقعہ حسرت انتما و اصغای این سانحہ کدورت افزا خصوص از رگذر ... صداقت نہاد ولای و یکدلی ... پیرامون ضمیر منیر اقدس گشتہ زیادہ از تحریر است از انجا کہ فردی از احاد موجودات فردی از افراد کائنات را از مرضیات الٰہی چارہ وگزیر نیست رضا بر قضا در دادہ و دست بحبل المتین صبر و شکیبائی زدہ سلامتی ذات اقدس مابدولت را کہ سلامتی جہان و جہانیان دران منحصر است از جناب الٰہی مستدعی باشند و از تکلیف بودن آن فرزند ... موروثی پدری خود متمشی شدن بر انتظام و القیام مہام مملکت متعلقۂ آنجناب موجب ... خاطر اظہر والا گردید دربارۂ درخواست و خطاب و القاب بدستور پدر خود کہ بعرض ... بندگان اقدس ... بود نظر بتقدیم بندگی و فدویت آن فرزند مرتبہ بلند موروث الارادت باقتضای ... عنایات خسروانی کہ نمونۂ فیوضات ربانی است بالقاب و خطاب موروثی پدری و ہم وفور توجہ سلطانی الفاظ ... زاید بر آن در جلدوی نیکو بندگی آن فرزند خاص و ابی اختصاص نمودہ سرفراز و ممتاز فرمودیم باید کہ مراسم ارادت و شکر و سپاس این مراحم بیقیاس و مکارم افزون از قیاس بسر دوست پرست فدویت بتقدیم رسانند مبلغ یکصد و یک مہر و تسبیح مروارید بتفصیلے کہ بر فرد علیحدہ مرقوم آمدہ بحجر بنظر کرامت منظر اقدس گذشت کہ بفرط تفضلات خسروانی بشرف قبول موصول گشت لازمہ رسوخ فدویت و صدق خانہ زادی آن کہ مدام و علی الدوام عرایض ... ارادت التیام خود بحضور ساطع النور ارسال می نمودہ باشند و توجہات خاص مابدولت و اقبال آئین حال فدویت اشتمال خود روز افزون ابد مقرون دانند انتہی + اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ افضل الدولہ ... السلطنۃ

یہ تقررہ جہان پناہ نے واسطے بندگانعالی کے فرمان نہاین خاص فرمایا ہے باقی بدستور سابق سنہ ۱۲۵۰ ہجری مین عمدۃ الدولہ محمد رفیع الدینخان بہادر نے بنفس نفیس خود متوجہ ہوکر ایک کتاب علم بصر مین مسمی برفیع البصر اہل فرنگ کی تالیف سے زبان فارسی مین ترجمہ کیا اور بندگان خدا کے فوائد کیلئے طلباء کو تعلیم فرمائی مادہ تاریخ اس کا **فیضن رفیع** ہے اور اسی سال مغفرت منزل کے صاحبزادون مین سے میر محمود علیخان بہادر نے جہان فانی کو کوچ کیا اور سنہ ۱۲۵۱ ہجری مین مہاراجہ چندولال نے راجہ نرندر پرشاد ابن راجہ بالاپرشاد کی شادی کی حضور اور جہان پرور بیگم صاحبہ اور جمال النسا بیگم صاحبہ مع جمیع خدامہ محل رونق افروز ہوئے راجہ صاحب نے مغفرت منزل کے تمام صاحبزادون کی بھی دعوت کی تھی یہ سب صاحبزادے ایکروز بعد نماز مغرب رنگین لباس اور جواہر پہنے ہوئے آئے حضور دیوانخانہ کے صحن مین زیر نگیرہ تشریف فرما تھے باریاب خدمت ہوئے۔ واضح ہو کہ میر تفضل علیخان بہادر عرف میر بادشاہ جو وقت جلوس سے نذر تہنیت کے لئے حاضر ہوئے تھے بلکہ سابق سے کئی برس کا عرصہ گذرا تھا ملاقات نہوئی تھی اس روز اعراز شرف ملازمت سے کامیاب ہوئے اور نذر گذرانی گئے ہین کہ محل کی عورات نے ایک طرف رد البلا کے لئے مقررہ رسوم ادا کیے حضور نے ایک مالا ایک مروارید کا منور الملک بہادر کو عنایت کیا کہ میر تفضل علیخان بہادر کے گلے مین باندھدین چنانچہ معز الیہم نے اوٹھکر فرمان واجب الاذعان کی تعمیل کی اور اسی جلسہ مین ایک ہار پھولون کا منور الدولہ بہادر اور ایک ذوالفقار الدولہ بہادر کو مرحمت فرمایا اور برخواست ہوئے۔ سنہ الیہ مین روہیلون اور عربون اور جوانان بارہ مین خرید وفروخت غلہ پر کاروان کے متصل جنگ ہوئی چونکہ عنایت الہی شامل حال تھی آتش فساد نے جلد اطفا پایا اور ۱۸ محرم کو قریب نصف النہار سنہ ۱۲۵۱ ہجری [illegible] اور [illegible] مسجد چوک [illegible] کہ مکان پر دنگہ تھا جو کارزار ہوکر ہتھیار چلا او

یہانتک فساد عظیم برپا ہوا کہ تمام بلدہ مین بجز دانستہ اس خبر کے جہان جہان عرب اور روہیلے ایک جا تھے ہنغرتی
اور خنجر کشی اختیار کی پس ہر کوچہ و بازار مین از واطراد کشش سے مقتولونکی لاشین تماشا ہونکے قدمونکے نیچے آتی
تہین من بعد صلح قایم ہوئی عربون نے کہ انتظام دوست ہین سرکار مین معقول نذرانہ دیکر روہیلون کا
اخراج کرادیا اور آپ کامیاب ہوئے اور ابتدا ۱۲۵۳ہجری مین سہ پہر کے وقت بے موسم مینہہ برسا
اور ایسی تگرگ ریزی ہوئی کہ دیدہ نشنید چنانچہ بیرون بلدہ زیر دیوار ملی محل کے ایک چاہ بچہ تھا اسمین بسبب
سیلان ہر چہار سمت کے اسقدر گار فراہم ہوگئی تھی کہ قریب تین گز ارتفاع کے انکا پشتہ ہوگیا تھا اور پائین
دیوار حصار باغ جہان نمائی کے بمقدار نیم گز ارتفاع اور یون گز عرض کے پشتے جم گئے تھے وہان کے ارباب
اہتمام نے کہود کر ٹہلیون پر بار کر کر برف بنانیکے واسطے امیر کبیر بہادر کی سرکار مین داخل کردی اور حسب الارشاد
امیر محتشم الیہم کے گڑہے کہود کر انمین رکھدیے گئے اور اوپر سے گہاس ڈالدی تہی ایک ہفتہ تک بی مبالغہ
پایداری کی من بعد سنہ الیہ مین تین مہینہ تک شدت وبا کی رہی ہزارہا آدمی صدمہ سے قی اور دست کے
ہلاک ہوئے۔ اور ۲۶ جمادی الاول سنہ روانمین بعد نصف النہار وقت نماز ظہر مغرب کی طرف سے ٹڈی آئی
اور مشرق کی طرف چلی گئی اور اسی سنہ مین اکبر شاہ بادشاہ دہلی کے انتقال کی خبر سنکر نواب نے دردولت سرا
کے نقارچیون کو نواخت نوبت سے ممانعت کی چنانچہ واسطے رسم تعزیت شاہ مغفور کے تمام بلدہ مین تین دن
تک روشن چوکی نوبت وغیرہ کسی وضع کا باجا نہ بجا اور ۱۲۵۴ہجری شمس الامرا بہادر نے چہہ کتابین علم
جر ثقیل اور علم ہیئت اور علم آب اور علم ہوا اور علم انظار اور علم برق کی زبان انگریزی سے زبان ہندی مین
ترجمہ فرماکر نام اسکا سبعہ شمسیہ رکہا کہ جنکی تاریخ مولوی حافظ شمس الدین محمد المتخلص فیض سے یہ ہے
فقرہ تالیف نواب شمس الامرا ایضاً شمس الامرا کی ہے یہ تالیف + من بعد حلیہ طبع سے آراستہ کیا کہ سا

بلاد اور طلبای اطراف واکناف بلکہ اسعاد دور دراز کو بطور انعام تقسیم کیگئین۔ واضح ہو کہ انھین دو سال مین سے کسی مین ایکروز سواری ساطع النورہیدان درگاہ اوجالاشاہ نور اللہ مرقدہ کے مقام پر معظم الدولہ بدر الدینخان بہادر کے ہاتھی نے سرکشی اختیار کی اور چنگھاڑین مارتا ہوا متصل مادہ فیل خاصہ کے پہنچ گیا بمجرد اسکے بہادر موصوف ہاتھی پر سے آگے کود پڑے اور تلوار علم کرکے دو زخم کاری ہاتہی کے اس کوہ پیکر کے خرطوم پر لگائے ماشاء اللہ معاً اسکے منہہ اسکا پھر گیا اور بہادر موصوف گھوڑے کی پشت پر سوار ہوکر ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوئے حضور اور جماعۂ حضار نے بہادر موصوف کی جسارت خلقی اور شجاعت موروثی کو بہت پسند کیا اور احسنت وآفرین کہا۔ پس جب سواری مبارک پہنچکر اپنے دولتخانہ کو آئے شمس الامرا امیر کبیر بہادر نے سنا بڑی خوشی ظاہر کی اور راحت جان کو اپنے سینہ سے لگایا۔ ۱۲۵۵ ہجری مین وہابی مذہب کے لوگون نے مبارز الدولہ بہادر کے پاس جمع ہوکر انکو اپنے دین کی طرف مائل کیا تہا اس وجہ سے صاحبزادہ موصوف حسب الارشاد والا ماہ ربیع الاول کو میانہ مین سوار ہوکر تیسری مرتبہ روانہ قلعہ مالوف ہوئے اور مردم قوم مذکور کو اس عمل شنیع کے تدارک مین فردًا فردًا پابجولان بندی خانہ مین داخل کیا۔ ۱۵ ربیع الثانی سنہ الیہ کو صبیہ جہان پرور بیگم مسمی نامدار النسا بیگم کو میر ابوالقاسم معین الدولہ سہراب جنگ قدیم منصبدار قرابتی میر عالم بہادر کے ساتھ کمال زینت وآرایش اور ساز وسامان ملوکانہ سے منکوح کیا۔ چونکہ شمس الامرا بہادر کے حال پر عنایت بیش از بیش تہی کمال فرط مہربانی سے کہلا بھیجا کہ ہم مسماۃ حشمت النسا بیگم صبیۂ مغفرت منزل جم بارگاہ سکندر جاہ بہادر کی شادی تمہارے چھوٹے فرزند اقتدار الدولہ بہادر سے کرنا چاہتے ہین تاریخ ٹھیراؤ اور تیاری کرو بہادر محتشم الیہم نے عرض کیا کہ انکی شادی ہوچکی ہے فرمایا کیا مضائقہ ہے تمہاری بہی شادی ہوچکی تہی جسوقت کہ بڑے حضرت غفران مآب نے اپنی صاحبزادی کے عقد ازدواج سے سرفراز فرمایا تہا۔ بہادر محتشم الیہم نے

منظور کیا اور ماہ شعبان میں منگنی کی رسم بڑی خوشی سے جلوہ ظہور میں آئی نوشاہ کے جلو میں تمام جمعدار پیشہ سرکاری بھلے آدمیونکو لئے ہوئے پیدل تھے اور رہروہر حوق کے اثنائے راہ میں قدم قدم پر اہلکار فرش کرتے جاتے تھے اور حسینان ماہ سیما اور پری وشان گلگون قبا کا ناچ ہوتا جاتا تھا اور آدمی حلقہ باندھکر کھڑے ہوجاتے اور نظارہ کرتے تھے اور پھر کچھ مسافت طے کیجاتی تھی اور ناچ ہوتا تھا خلوت مبارک تک اسی طرح ناچ ہوتا رہا واقعی عجب طرح کا لطف تھا راقم بھی رئیس الملک سلیمان جاہ کے روبرو بیٹھا تھا صاحب موصوف نے بھی ملاحظہ فرمایا اور اس قرینہ کو بہت پسند کیا اور جناب امیر کبیر بہادر محتشم الیہم مع صاحبزادگان ذوی الاقتدار کے گھوڑوں پر سوار تھے اوّل معظم الدولہ محمد بدر الدین خان بہادر دوم عمدۃ الدولہ محمد رفیع الدینخان بہادر اور بعدہ نواب محتشم الیہم نوشاہ کے عقب میں سواری پر تشریف فرما تھے من بعد جب ماہ مختار میں تقریب شادی کی منعقد ہوئی تو حضور پر نور اور سراج الملک اور مہاراجہ چندولال کے یہاں علیحدہ علیحدہ نوشاہ کی ضیافتیں ہوئیں اور بدستور توڑے اور جوڑے تقسیم کیے گئے اور رنگ اور ناچ اور روشنی کا تجمل جیسا کہ ابھی مذکور ہوا مہیا کیا گیا تھا اور چوتھی کے روز چھوٹے صاحبزادے مغفرت منزل جم بارگاہ سکندر جاہ بہادر کے یعنی مظفر الدولہ میر فتح علیخان بہادر واسطے طلب خواہر کے حسب دستور حسب الارشاد رونق افزای مہمان سرای نوشہ ہوئے امیر کبیر بہادر نے حمایت شرایط میزبانی بجالاکر کمال تعظیم و تکریم سے انکو رخصت کیا۔ چالے کی پہلی تقریب میر منور علیخان بہادر مغفرت منزل کے پانچوین صاحبزادے نے اپنے گھر مقرر کی اور عروس و نوشہ کو بلاکر جواہر و پوشاک و طعام و رقص و آتشبازی وغیرہ مہمانداری کے لوازمات مودی فرمائے سنہ ۱۲۵۶ھ مین تقریب نوروز کے دن صاحبزادہ کلان کامگار کو افضل الدولہ اور چھوٹے صاحب کو روشن الدولہ خطاب عنایت کیا اور برادران کو صمصام الملک اور سیف الملک میر تفضل علیخان بہادر منور الملک

فرزندون کو عمدۃ الملک محتشم الملک منظم الملک ... افتخار الملک نظم الملک مظفر الملک اور شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے اقتدار الملک اور سراج الدولہ کو سراج الملک اور علام حیدر خان کو عمدۃ الدولہ کے خطاب سے مخاطب فرمایا اور اسی ضمن مین مہاراجہ چندو لال بہادر کی استدعا سے نامجاگیر دار اور تعلقہ دار اور جمعدارا۔ اکثر عربون اور پٹھانون اور منصبدارون کو خطابات خانی جنگی۔ اور راجگی سے سرفراز فرمایا پندرہ ربیع الاول ۱۲۵۵ ہجری مین آمدہ ... محمد رشید الدین خان بہادر کے گھر مین صاحبزادہ جو بارگاہ سکندر جاہ کے بطن سے محمد محی الدین خان بہادر عرف شبلی صاحب متولد ہوئے نواب ممدوح صاحب موصوف کے مکان پر تشریف فرما ہوئے اور اپنی ہمشیرہ زادہ کو معائنہ کیا اور ایک حمائل کلام شریف جیب سے نکالکر سر اور پیشانی پر لگاکر فرمایا کہ موجب برکت کا ہے اور نذرین لین اور جواہر بیش بہا عطا کئے۔ اس زمانہ مین بلدہ مین کی آب وہوا بہت غلیظ ہوگئی تھی اس سبب سے اکثر لوگ ہیضہ کی بیماری مین مبتلا ہوگئے اور شہر جمادی الاول مین استفراغ اور اسہال سے آدمی فوت ہوتے لگے اور فرقہ اہل ہنود کے ادنی آدمیون نے مندرون مین جاکر کوچہ و بازار سے دف بجاتے ہوئے ماتاؤنکی پوجا اختیار کی۔ ایک دن مسلمانون نے جرأت کرکر سامان پرستش کا لوٹ لیا اور نیز اُس محلہ مین بھی جہان کہ راقم سکونت پذیر ہے چند مسلمانون نے بسرکردگی شبیر علی کے کہ مینے صرف ونحو صاحب موصوف سے ہی پڑہا ہے ایک مندر پر حملہ کرکے اُس کو توڑ ڈالا اور اس جگہہ کھڑے ہوکر اذان کہی ہندوؤن نے چاہا کہ اسکا عوض لین مہاراجہ چندو لال نے اسلام کا پاس کیا اور انکو ہدایت دی الحمد للہ کہ اوس روز سے یہ رسم بد موقوف ہوگئی۔

۱۲۵۸ ہجری مین مہاراجہ چندو لال نے سلیمان جاہ کی تنخواہ کے عوض مین کاری مونگی کا تعلقہ دیدیا غرہ صفر ۱۲۵۹ ہجری مین ایک دُم دار ستارہ جانب جنوب و مغرب طلوع ہوا اسکا راس قریب افق کے

اور اذنب قریب نصف النہار بلدہ کے نظر آتی ہوئی تھی کچھہ کم ایک مہینہ کے عرصہ تک طلوع رہا دو شبانہ روز علی الاتصال پانی برستا رہا اور سنہ الیہ میں دلاور بادشاہ دلاور جنگ غفران مآب کے پسر کی شادی ساتھہ اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر کی دختر کے انجام پائی رسومات سانچق و مہندی و شب گشت وغیرہ بہت رسم و آئین کے ساتھہ ادا کیگئیں اسی سال میں طلب زر تنخواہ افواج و اقربا و شاگرد پیشہ کے وقت حضور چندولال سے کشیدہ خاطر ہوئے چونکہ اسی حیلہ سے قریب بدفعات اسی لاکھہ روپیہ کے راجہ موصوف حاصل کرچکے تھے حضور نے رزیڈنٹ جنرل فریزر صاحب بہادر کو یاد کیا اور وہ فوراً حاضر ہوئے اور خلوت میں حضرت کی بالاستقلال گدی نشینی کی خبر سے آگاہی دی جبکہ کئی ملاقاتیں پی درپی اسی طرح ہوئیں اور خود بدولت نے اپنے آپ کو مختار واقعی خیال کیا دسن شعبان المعظم کو راجہ صاحب موصوف پیشکاری کی خدمت سے معزول کیے گئے اور تیس ہزار روپیہ ماہانہ واسطے اخراجات اور خیرات کے نقد پیشکار صاحب کی تنخواہ مقرر کردی اور راجہ رام بخش بہادر کو جو راجہ معزول شدہ کے بھتیجے تھے پیشکاری کی خدمت پر مقرر فرمایا اور سراج الملک بہادر کو رزیڈنٹ جنرل فریزر صاحب بہادر کا وکیل مقرر فرمایا راجہ رام بخش نے وہی طریقہ راجہ چندولال کا جاری رکھا اور راجہ چندولال نے اس زمانہ معزولیت میں بہت سے لوگوں سے روپے وصول کیے اور اقسام اقسام کے کاغذات پر دستخط کردیے اور کل زر نقد صرف پیشکاری کی خدمت کی بحالی کیلئے صرف کردیا حضور نے قربان علیخان پسر طالب الدولہ مغل علیخان کو مقرر فرمایا کہ جو کچھہ اسباب راجہ چندولال کا ہے اسکو ضبط سرکار کرلیں اور اس روز سے دس ہزار روپیہ ماہانہ راجہ صاحب کی تنخواہ مقرر کیگئی۔ دسن محرم ۱۲۶۰ ہجری میں نامدار خان بہادر ناظم ایلچ پور نے قضا کی محمد ابراہیم خان بہادر انکا برادرزادہ انکے عہدہ پر مامور ہوا۔ راجہ رام بخش بہادر نے واسطے تشریف استقلال کیلئے

اور استقلال کی بادشاہ کے رقعات سے ظاہر ہے
نواب کی والدۂ ماجدہ کا نام وزیر النسا بیگم
صاحبہ ہے صبیۂ شیخ محمد سعد اللہ خان بہادر
تحفۂ آصفیہ میں لکھا ہے کہ محمد سعد اللہ خان بہادر وزیر
اعظم شاہجہان بادشاہ کے تین فرزند تھے دو پسر اول
محمد لطف اللہ خان بہادر دوم محمد فضل خان بہادر
ناکتخدا ایک دختر وزیر النسا بیگم صاحبہ موصوفہ منسوبہ
غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ والدۂ نواب
آصفجاہ بہادر

خان مغز سے چودہ لاکھہ روپیہ طلب کیا خان نے صرف دس لاکھہ روپیہ ارسال کیا اسمین سے تین لاکھہ روپیہ اخراجات دیوانی مین لکے گئے اور باقی اہلکارون نے خورد و برد کیا اور خلعت استقلال کا روانہ نہوا۔ عید الفطر کی تقریب مین حضور نے شمس الامرا امیر کبیر بہادر کو دربار مین سدبر و بٹھلا کر اکثر ارکین دولت تعلقدار اور منصبدارونکی نذرین لین۔ سنہ الیہ مین ایکروز اکرام الدولہ بہادر کے دروازہ پر بسبب قرضہ زر نقد وغیرہ کے عربون کا ہجوم تہا نہین معلوم کہ کیونکر اور کس لئے انہین سے ایک جوان نے اندر داخل ہوکر انہین اور انکے فرزند کو ضرب جنبیہ و شمشیر سے درجہ ہلاکت کو پہنچایا من بعد قاتل گرفتار ہوا اور حسب الارشاد بندگان عالی ارباب سیاست نے اسکی گردن مارکر اوسکی لاش کو کورک اہلی کے درخت سے لٹکادیا۔ ماہ ذیحجہ سنہ الیہ مین ایک آواز غیب سے ہوئی کہ مشابہ رعد سے تہی مگر رعد نہین تہی اسکو زمین سے علاقہ تہا کسی معدن نے اپنی جگہہ سے حرکت کی تہی یا کوئی دوسرا سبب تہا کسی عقلمند پر منکشف نہین ہوا اور بیسوین رجب سنہ ۱۲۶۱ھ کو نواب رسم تسمیہ خوانی مین محمد محی الدینخان خلف اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر فرزند منیر شمس الامرا بہادر کے رونق افزا ہوکر خود بسم اللہ پڑہائی اور ان ہمشیرزادہ کی قرأت طفلانہ سے بہت خوش ہوئے۔ +

راقم نے قصیدہ ہذا جناب امیر معظم کے گذرانا اور مورد تحسین و آفرین ہوا +

قصیدہ

ہوا جو نشۂ صہبای خواب سے بیدار	نگار عیش سے میری ہوئی نگہ دوچار
ہر اک طرف سے صدا آئی شادمانی کی	خوشی کے نشہ سے ہی مست ہر در و دیوار
ردائی نور سے ہے دوش صبح زینت دار	سبھی ہے سپہ زر اندود مہر نے دستار
ہر ایک قصر ہوا ہے سرور کا مخزن	رکھا ملال نے ہی شش جہت سے رو بہ فرار

گلوں کے باز ہوئے لب ہیں فرطِ خندہ دی
ہے صرف نغمہ ہر ایک عندلیب کی منقار

بجا رہے ہیں درختوں کی تالیاں پتّے
ہے محو خندہ کہ دندان نما ہر ایک انار

اُچھل اُچھل کے دکھاتے ہیں حسن فوّارے
کنار جو میں کھڑے تنکے سرو کے اشجار

یہ حکم بادِ صبا ہے فضای گلشن میں
رہے نہ گل کی جدائی سے کوئی بلبل خوار

بھرا ہے کثرتِ خوانِ طعام عالم میں
ہر ایک گھر نظر آتا ہے قطعۂ گلزار

ہوئی ہے آئینہ بندی ہر ایک کوچہ میں
متاع حسن سے ابریز ہے ہر ایک بازار

ہر ایک برہمن کنج دیر و شیخ حرم
کیا ہے زیب سر و دوش خلعت گلنار

یہ حال دیکھکے میں دل سے یوں لگا کہنے
مجھے بھی اس سے کر آگاہ ای خجستہ شعار

یہ کیا سبب ہے جو ہے منبسط یہ روز زمین
ہوا ہے منطقۂ چرخ ساز عیش کا تار

کہا تب اسنے کہ نواب آصف الملک
سحاب لطف امیر کبیر کا دلدار

کیا ہے جشن کا سامان دیا ہے حکم نشاط
خبر تجھے نہیں یہ ہے مقام حیرت یار

ہوا ہے تسمیہ خوان وہ جو ہے گل خوبی
نواسہ شاہ دکن کا اور اوسکا برخوردار

عزیز جان جو میاں کا ہے شہ ادام اللہ
سرور قلب اناث و ذکور شہر و دیار

حیا و ذہن و سخاوت مروّت و جرأت
عیان تمام سعادت کے جبہ سے آثار

ہزار شکر دکھایا ہے اسکو خالق نے
وہ دن کہ جنکی تمنا میں تھے صغار و کبار

ہوئے ہیں باز پئے بذل در خزینوں کے
رہا ہے اب نہ زر و سیم کا وہ عز و وقار

نہیں ہے فرق میان توانگر و مفلس
ہوئی ہر ایک کی حاجت وہاں سے آج برآر

دوسرا روضہ
صاحبان کمپنی کے بیان مین

قمر کے گرد ستارے ہین یہ ہوا ہے یقین
ہوا ہے صحن مین جسوقت گرم سوز انار

ہوئی ہے پہن ضیا ماہتاب کی ہر سو
ہوا حصار محل کا ہے مطلع انوار

کرونمین ذکر ہوائی کے کیا شرارے کا
نگاہ برق چکا چوند مین ہے دیکھے یار

ہر ایک شاخ پہ گل ریز کے ہے وہ عالم
ہے سوخت آتش حسرت سے جسکے شاخ چنار

نہال باغ ارم ہے درخت آرایش
کنول ہے ساغر صہبای عیش بی تکرار

کیا ہے صرف حنا چرخ نے شفق کے طبق
ہر ایک رنگ کا شیشہ ہے آبروی بہار

نمونہ دل اہل صفا ہے ہر فانوس
ہر ایک شمع کا شعلہ ہے رشک چشم نگار

گرا ہے مہر کا ہر ایک بجای خود قندیل
لکیر کہکشان کی ہے قمقمونکی قطار

ہر ایک نخل چراغان ہے خوشہ پروین
رکھی ہے چرخ ثوابت کی مثل قصر بہار

فروغ بخش سریر نشاط ہے دولہ
کرے ہے پہول زر و سیم کے نسیم نثار

گذاری نذر قمر نے ہے ہنستین کر کر
جو ایک عمر سے تہی لوح نقرہ کی یکبار

کیا ہے مہر نے صرف گل نثار تمام
رکھا تھا کرکے جو ایک طبلا دست افشار

ہر اک مغنی پرفن ہے مست بادہ شوق
ہے محو رقص ہر اک لولی صبا رفتار

ہر ایک بزم مین آ نظر ہے بادلہ پوش
ہوا ہے پنبہ خورشید صرف بود و تار

وفور عطر و گل و برگ پان ہے محفل مین
ہوا دماغ ہر اک کا ہے طبلہ عطار

سنا جو دل سے یہ مینے تو یون لگا کہنے
مراد ہی تو ہے آقا میرا ہے وہ سردار

مجھے بہی آج ہے لازم کہ روبرو اسکے
کرونمین جا کے دعائیہ عرض چند اشعار

یقین ہے ناخن بدل و نوال سے اسکے	رہیگا اب نہ کوئی بستہ مہر اعقدۂ کار

مطلع دوم

طلوع مہر ہے یا موجب وجود نہار	کہین زمین کے سایہ کو جب تلک شب تار
پہرے ہے ابلق ایام جب تلک کاوہ	چلے قدم سے زمانہ کا جب تلک رہوار
کرے حلول ہیولے مین جب تلک صورت	قیاس جوہر فعال تا ہو دست بکار
نمو وقوف ذبون ہنیا پائین تا مصداق	میان دو حرکت تا سکون کو ہو قرار
میان علّت و معلول ربط ہے جب تک	بنائین عرض و جواہر سے پاس تا اظہار
مہندسون کو ہو شکل عروس سے تا نفع	عدد کو ذہن مین جب تک ہو فکر حد شمار
کرہ کی شکل پہ اجزای آب ہون جبتک	زمین کے گرد ہوا جب تلک رہے طیار
ہر ایک ثابتہ جسوقت تک رہے قایم	مدار رسم کرے جب تلک ہر ایک سیار
کہین قمر کو ملازم زمین کا جب تک	عقب سے مہر کے جبتک کرے نہ مہرہ گذار
رہے ہے مال کو دنیا مین جبتک گردش	صف خزان پہ مظفر ہو تا سپاہ بہار
رہے وہ سایۂ جد و پدر مین نت خرّم	ہو روز عید و شب جشن اسکو لیل و نہار
مخالفون سے مخالف زمانہ ہو اسکے	موافقون سے موافق ہو گردش دوّار
عدو کا نخل تمنا سدا رہے بے برگ	نہال آرزوی دوستان لے آوے بار
شگفتہ اسکے چمن مین رہے گل اقبال	ہو زیب وہ سر بدخواہ غنچۂ ادبار
ہو اسکے زیر نگین ہفت کشور عالم	مطیع حکم رہے اسکے چرخ کجرفتار

بر رنگ شمع مخالف کو اس گلستان مین
وہ آ ہی سر سے نکل پانؤن مین چبھے جو خار

سکے محمد مرسل دوم محی الدین تر
رہے پناہ مین اسکے یہ ایزد غفار

یہی دور کن ہین اسم شریف کے اسکے
علی الدوام انھین سے اسی رہی سرو کار

دعا ایک اور مین کرتا ہون بار یاب جو ہین
حضور قلب سے آمین کہین پکار پکار

خدا کرے کہ وہ شادی کا اپنے دولہ
عروس اسکو نظر آئے ہو کے زیب کنار

اور اسکے بچون کا ہو رسم تسمیہ خوانی
طفیل احمد مختار و حیدر کرار

اسی طرح سے ہر اک دیگر تہنیت کی نذر
اسی طرح سے پڑھے ہا جبر آن کر اشعار

۴ ہ۔ رمضان سنہ الیہ مین معظم الملک محمد بدر الدینخان بہادر واسطے حج و زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا کے بلدہ سے روانہ ہوئے ۱۵۔ ذیقعدہ سنہ روان مین بشیر الملک محمد سلطان الدینخان بہادر عین شباب مین گلشن بقا کو سدہارے۔ محلہ دہنپت راؤ عرف قاضی پورہ مین ایک مندر تہا اور اہل اسلام نے اسکو مولوی شیر علی کی سرکردگی سے توڑ دیا تہا اور تمنا تہی کہ اس جگہہ پر مسجد بنا ہو مولوی صاحب موصوف کی استدعا سے اسی سنہ مین عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر نے چار ہزار روپیہ دیکر مسجد بنحچہ سنگ مرمر کی بناکرائی نام اسکا **قوت اسلام** ہے اور مادہ تاریخ اسکا **خانہ خدا**۔

ماہ جمادی الاول ۱۲۶۲ ہجریہ مین شدت سے ہیضہ کی قیامت کا تماشہ معلوم ہوا حتی کہ ارباب سخن نے اس باب مین انشا پردازیان کین **اَللّٰھُمَّ احْفِظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَآءِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ**۔

اس عرصہ مین سراج الملک بہادر نے رزیڈنٹ جنرل فریزر صاحب بہادر سے ایسی موافقت بہنچائی کہ صاحب بہادر نے معز الیہم کیلئے عہدہ دیوانی حاصل کرنیکے لئے گورنر جنرل صاحب بہادر سے سفارش

فرمائی گورنر جنرل صاحب بہادر نے حسب الایما صاحب رزیڈنٹ بہادر حضور کو لکھا کہ آپ فقط پیشکاری سے کام لیتے ہین دیوان کا ہونا مناسب ہے کوئی شخص اس خدمت پر مامور کیا جائے حضور پرنور اسکے مطالعہ سے مطلب سمجھہ لیا اور رزیڈنٹ صاحب بہادر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ راجہ چندولال بہی فقط پیشکاری سے اور دونون خدمتین دیوانی اور پیشکاری کی بجالاتے تہے راجہ رام بخش بہی بدستور دونون خدمتون کو انجام دیتے ہین پہر رزیڈنٹ بہادر نے نواب سراج الملک بہادر کی بہت تعریف گورنر جنرل کو لکہی اور بکرر سفارش معز الیہم کی چاہی اور اس طرحکی درخواست کی کہ حضور پرنور معز الیہم کو مامور فرمانیکی کوشش کرین صاحب گورنر جنرل بہادر نے جوابدیا کہ سابق سے ہمارا رواج ایسا نہین ہے کہ نواب نظام کے خانگی معاملات مین کسی قسم کی مداخلت کرین اور صاف طور پر ایسا لکھین کہ آپ فلان شخص کو دیوان مقرر کردو لیکن صاحب رزیڈنٹ کی خاطر سے مکرر نامہ لکھا کہ راجہ رام بخش سے انصرام مہام خدمات دیوانی و پیشکاری کا نہین ہوسکتا ہے اور تنظیم و تنسیق ریاست کی ایک اہم معاملہ ہے اسلئے آپ کسی شخص کو جو خاندانی امیر ہو مدار المہامی کیلئے تجویز فرمائین ان سب باتون سے سراج الملک کی طرف کنایہ تھا اور اسی طرحکے چند شرائط کہ فقط انہین مین پائی جائین تحریر کیگئی تھین اور یہ قید لگادی کہ ایک ہفتہ مین یہ تقرر کردیا جائے رزیڈنٹ صاحب بہادر نے سراج الملک کیلئے درخواست کی اور خود بدولت نے امیر کبیر شمس الامرا بہادر کی سفارش کی کہ خاندانی امیر کئی پشت سے سرکار ابد مدت کے ہین اور باوصف اسکے ہمسے قرابت بہی رکھتے ہین ہمارے پہوپا ہوتے ہین ہم انکو دیوان مقرر کرنا چاہتے ہین جنرل فریزر صاحب چپ ہو رہے اور پہر غور کرنیکے بعد یہ عذر پیش کیا کہ واقعی امیر کبیر بہادر ایسے ہی ہین جیسا کہ آپ انکی تعریف فرماتے ہین لیکن ہمارے اور انکے باہمی تعارف نہین ہے سراج الملک بہادر کے خاندان مین کئی پشت سے یہ خدمت

چلی آتی ہے اور ہمکو اسنے اور انکو ہمسے کام پڑتا رہا ہے ہم انسے واقف ہین حضور نے فرمایا تعارف تو صرف دو چار ہی ملاقاتوں سے ہوسکتا ہے صاحب رزیڈنٹ نے جوابدیا کہ درست ہے لیکن اس کام کیلئے ایک عرصہ کی ضرورت ہے اور وہان صرف ایک ہفتہ کی اجازت دیگئی ہے۔ اس بعد حضور کمال بیدلی سے بپاس خاطر صاحب گورنر جنرل بہادر و صاحب رزیڈنٹ بہادر راضی ہوئے اور معز الیہم کو مدارالمہام فرمایا چونکہ ہر امر خاوند کی عنایت پر موقوف ہے نہ سعی و سفارش پر۔ ایام کارپردازی مین جو کام کہ معز الیہم نے کیا پسند خاطر ہمایون نہ ہوا۔ ذکر کرتے ہین کہ ۶ ذیقعدہ سنہ الیہ کو خلعت شش پارچہ معمولی کشتی مین رکھکر بھیجا کہتے ہین کہ اسوقت عمر معز الیہم کی چالیس برس چار ماہ اور ایکدن کی تھی اور وہ اپنے چھتہ کے مکان مین تشریف فرما تھے بمجرد وصول ہونے کشتی کے تعظیم کیلئے سروقد اُٹھہ کھڑے ہوئے اور کشتی اپنے ہاتھہ سے لی اور سر کو لگاکر روبرو رکھا اور شاگرد پیشہ منصبدار خان مان وغیرہ کو جو ہمراہ آئے تھے فراخور ہر ایک کے انعام دیکر روانہ کیا ۱۰ ماہ سنہ کی صبح کو تشریف عنایت شدہ زیب بدن کر کر حاضر بیت السلطنت ہوئے چونکہ رزیڈنٹ صاحب اس امر کے بانی تھے اور بدستور ہونا انکا ضرور تھا بنا بر انتظار دیوان عام مین توقف کیا تھوڑی دیر مین صاحب موصوف مع چند اصحاب کلاہ پوش کے تشریف لائے حضور نے برآمد ہو کر اول بڑے صاحب سے ملاقات کی بعدہ سراج الملک بہادر کو یاد فرمایا چنانچہ معز الیہم نے اوّل نذر عطای خلعت کی پیش کی اس بعد منصب دیوانی سے سرفراز ہوکر پھر نذر گذرانی بعد برخواست دربار اپنے دولتخانہ کو تشریف لائے اور چار بالش وزارت پر جلوس کیا چونکہ ارباب امارت و ارکان دولت ہمراہ رکاب تھے سبھون نے تہنیت کی نذرین گذرانی راجہ رام بخش بہادر بھی آئے اور نذر دی جناب معز الیہم بقدر مرتبہ ہر ایک سے باخلاق پیش آئے اور راجہ رام بخش سے واسطے تالیف قلوب کے ہم کلام ہوئے۔ کسی نے تاریخ

لکھی ہے سراج الملک عدالت وزیر آصفجاہ (۱۲۶۲ھ) دوسری صبح کو راجہ صاحب موصوف نے وزارت
آپ کے دربار میں جانیکے لئے حضور پر نور سے اجازت چاہی حضور نے فرمایا کیا ضرورت ہے جب ہم اجازت دین
تب جانا اس عذر سے تو راجہ صاحب خانہ نشین ہوئے اور اہلکار بہادر ممدوح کی جانب رجوع ہوئے اور ماہ مئی
سنہ رواں میں معظم الملک محمد بدر الدینخان بہادر حرمین الشریفین کی زیارت سے مشرف ہوکر معاودت فرما ہوئے
شمس الامراء امیر کبیر بہادر مع عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر اور اقتدار الملک محمد رفیع الدینخان بہادر بلدہ
آصف نگر تشریف فرما ہوئے اور باغ میں ملاقات فرمائی وقت ملاقات صاحبزادہ کو بسبب جوش الفت
سینہ بے کینہ سے لگایا اور اپنے ساتھ عماری میں بٹھا کر شادان و فرحان روپیے تقسیم کرتے ہوئے دولتسرا
میں داخل ہوئے پھر دیوان ہونے آنجناب کے بلدہ میں اشتہار اخراج عرب کا عام و خاص لوگوں میں مشتہر ہوا
حسب الارشاد وزارت مآب کے ڈنکے اور تقاضے جو ان لوگوں کے ساکنان بلدہ پر تھے فوراً اٹھا دیے گئے اور
انکی داد و ستد کا بازار بند ہوگیا محمد ابراہیم خان صوبہ دار ایلچپور بسبب عدم ابلاغ زر نذرانہ حسب تنخواہ کار پردازان
سرکار اپنے منصب پر مستقل نہیں ہوا تھا جناب معظم الیہ نے گھاسی میان جمعدار کو مع سواران بصرف خاص
اور مغل اور جوانان عرب روہیلے وغیرہ سات سو کی جمعیت سے مع چند ضرب توپ واسطے اخذ قلعہ ایلچپور کے
روانہ کیے۔ ابراہیم خان نے انکو قلعہ میں دیا اور ۱۲۶۳ھ ہجری میں لین والون نے تنخواہ طلب کرنیکے
لئے فساد کیا جناب معظم الیہ نے واسطے رعب کے جمعیت انگریزی کو بلوا کر میر عالم بہادر کی بارہ دری میں
مقیم کیا اور ان لوگوں کی تنخواہ تقسیم کرکر انکو برطرف کیا جبکہ فساد فرو ہوگیا الوان کی جمعیت بھی بارہ دری سے
برخواست ہوگئی۔ یہ امر حضور پر نور کے بہت ناپسند خاطر ہوا۔ چونکہ راجہ چندو لال نے ریاست کی آمدنی سے
اخراجات کو بڑھا رکھا تھا تساوی اخراجات کیلئے بارہ پلٹنین لین کی چھ ہزار جوان علی غول کے تخفیف کئے

یہ بات بھی حضور پرنور کو پسند نہین آئی - اسی زمانہ مین چورون کا غل ہوا جناب معزالیہم نے طالب الدولہ جناب حسن علیخان بہادر کوتوال بلدہ کو حراست کے واسطے تین سو جوان عطا فرمائے بہادر موصوف نے انکو ناکون پر مقرر کیا اور ایسا حکم دیا کہ بعد دوپہر رات کے کوئی گھر سے باہر نہ نکلے اور ناکہ والون پر تاکید کی کہ جو شخص بعد وقت معینہ کے آجائے صبح تک ناکہ پر بٹھلایا جائے اور صبح کو بعد تحقیق اوسکی رہائی ہوگی مگر شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے اہل دربار شب اور دوسرے اہل کو ستنے کر دیا بہت سے لوگونکو تکلیف ہوئی حضور پرنور نے دریافت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ آئین اور دستور العمل ہماری دارالریاست کا نہین ہے اور ایسا اکثر ہوتا ہے کہ لوگون کو اپنی ضرورتون کے سبب سے اکثر نکلنا پڑتا ہے خاصکر بیاہ شادی مین - یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر دولہ بھی شب کو نکلے تو وہ بھی صبح تک ناکہ پر رہے - جب معزالیہم کی مدارالمہامی کو عرصہ دس ماہ کا ہو لیا صاحبزادون اور اقرباؤن کی تنخواہون مین تاخیر ہوئی خود حضور پرنور نے تاکید فرمائی اور یومًا فیومًا تقاضا بڑہتا گیا بلکہ آزردہ خاطر ہوکر ۲۲ - رمضان المبارک سنہ مذکور کو حضور پرنور بلدہ سے سرورنگر کو تشریف لائے اور مدارالمہام بہادر کو کہلا بھیجا کہ آپ بلدہ مین مقیم رہو اور جب تک کہ تنخواہین تقسیم نہ ہولین ہم تمسے ملنا نہین چاہتے چنانچہ عید الفطر بھی وہین کی اور وزارت مآب کو واسطے نذر کے یاد نہ فرمایا جب حضور پرنور کو وہان رہتے ہوئے عرصہ گذر گیا اور ہنوز معاودت کی خبر مسموع نہ ہوئی - وزارت مآب نے بھی ہر چند کہ تنخواہ اقرباؤن کی تقسیم نہ کی تھی اپنے خیمے وغیرہ بھی روانہ کئے اور سوار ہوکر بڑے تجمل سے اپنی مثل پر جا اترے - حضور پرنور انکے آنے سے قبل موضع انجاپور مین جلوہ ریز ہوئے اور وہان سکونت اختیار کی جناب معزالیہم جب وہان ہمراہ رکاب ہوئے پھر سرورنگر پر تشریف آوری ہوئی متعاقب سواری کے سراج الملک بہادر کی سواری بھی بدستور اپنی مثل پر آ اتری شب کو خوب مینہ برسا صبح کے وقت خود بدولت (حضور پرنور) نے کہلا بھیجا

کہ آپ بلدہ تشریف لیجائین بعد دو پہر دن کے وزارت مآب اپنے مکان کو واپس چلے آئے اور حضور نے
عید الضحیٰ بہی وہین کی اور نذر کے واسطے بہادر بعز الہم کو یاد نہ کیا اس بعد گیارہوین تاریخ ذیحجہ کی دبیرپورہ
کے دروازہ سے پُرانی حویلی مین داخل ہوئے غرہ محرم الحرام ۱۲۶۳ سنہ ہجری مین انوار جنگ کے لڑکے نے مسلح
ہوکر علانیہ تبرا کرنا شروع کیا محلہ کے امین نے ممانعت کی بہانتک کہ کوتوال کے پاس لیگیا اور کیفیت
بیان کی کوتوال نے مذہب کا پاس کیا اور جواب دیا کہ عشرہ کے دس روز مین یہ لوگ کچہہ کہہ لیتے ہین تم
کیون منع کرتے ہو اس بعد سات تاریخ کو سواری کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالی کو چند اشخاص
جہالت کیش ناعاقبت اندیش مذہب شیعہ نے لعن صریح سرراہ اپنی زبان پر جاری کئے اتفاقاً دو
طالبعلم مدرسہ کے اُس جگہہ حاضر تہے اونہون نے بموجب حدیث شریف کے جواب دیئے کہ وہ بزرگ
قابل لعنت کے نہین ہین کفر لعنت تمہاری تمہاری طرف رجوع کریگی بجرد اسکے کوتوالی کے جوانون نے
انکو گرفتار کرکر طوق و زنجیر سے جکڑ دیا اسمین مخالف لوگ دلیر ہوگئے اس بعد ستر ہوین شب کو امیرون اور
مشایخون اور مساجد کے دروازون پر کسی شخص نے تبرا لکہکر لگا دیا جب صبح ہوئی تو ہر ایک جگہہ اسکا چرچا
ہوا غرض وہ روز ہر طرح سے گذر گیا۔ اٹھارہوین تاریخ روز سہ شنبہ کو کہ آج کل کے زیچ و نجم شناسون کے تحویل مین
آفتاب اول جدی مین تہا اور یہ روز اقصر النہار تہا چار گہڑی دن چڑہنے پر مولوی ابراہیم نے مکہ مسجد
مین اسلام کا جہنڈا اللہ اکبر بلند کیا مرشدنا مولانا حضرت سعد اللہ شاہ صاحب اور مولوی محمد حسین اور مولوی
عبد الرحیم اور شاہ موسی صاحب قادری قدس سرہ مع شریعت پناہ قاضی بلدہ مسمی سید ولاور علی جملہ
علمای اہل السنن جمع ہوئے پس عام دیندار جوق جوق ہر ہر محلہ اور پورہ مین سے مسلح ہوکر مکہ مسجد مین
آکر جمع ہوئے شمس الامرا امیر کبیر بہی اجماع کی خبر سنکر دس ساعت تین دقیقہ کے بعد خاصہ تناول فرماکر

مع عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر اور اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر حاضر دولت سرای امام علیہ
ہوئے ہر چہار طرفسے غوغا تھا اسمین بہت سے شیعہ نکل گئے اور بہت سے اپنے اپنے مکانونمین دروازے
بند کر کے بیٹھے رہے بعد نماز شیعہ لستی صاحب داروغہ مکہ مسجی کا لپسر کہ مذہب شیعہ رکھتا تھا حاضر تھا
اسوقت سے مین حاضرین مین سے جس کسی نے جو کچھ اسکو کہا اسنے جواب دیا زبان عام تھا حجت جاگہی
اور آمادہ فساد ہوئے کسی نے اسکو تلوار سے مجروح کر دیا اور بعد کسی نے زمین پر گرا کر گلا کاٹ ڈالا اور
سر کو بالا مسجد کے دروازونمین پھینکدیا عصر کے وقت مرزا عباس شریف خوان کہ اپنے علاء اہل سنت سے
جماعت سے بحث کر کے اپنے گہر مین گہس گیا ساتھہ ہی اسکے اثنا عشر دوڑے اور اندر داخل ہو گئے
وہان چند نفر بیٹھے ہوئے تھے انہون نے تلوارین سوت کر انمین سے دو آدمیون کو زخمی کر دیا وہ دونون
اسی مجروحانہ حالت سے خون بکتا ہوا مکہ مسجد کی جانب چلے بہ عام طور پر بلوہ ہو گیا مرزا مذکور کے گہر کو
لوگون نے چار طرفسے گہیر لیا اور آگ لگا دی بعضے دروازہ توڑ کر اور بعضے دیوارین پہاند پہاند کر اندر آ گئے
بیس پچودہ شخص جو مردانے مکانمین موجود تھے قتل کر دیئے گئے ایک شخص بہیروار شعلی نہر کے ذریعہ
سے صحیح و سالم نکل گیا اور ایک شخص مسمی وزیر خان تہا اپنی قوت کے سبب سے اپنے ہی لوگون کے
ہاتھہ سے دہوکہ مین مار اگیا بعد کوٹھا نے مکان پر یورش کی مرزا نے بھی سیڑھی پکڑ کر دو چار کو مجروح کیا اور
جب سیڑھی ٹوٹ گئی چھری سے لڑتا رہا آخر کار پہر رات سے گئے مرزا عباس قتل کیا گیا سب عورتین بہاگ
گئین اسباب لٹ گیا ایک نوجوان لڑکا زخمی ہو کر بچ رہا متصل اسکے میر رضا علی داروغہ توشکخانہ سرکار
عالی کے مکان پر چڑہ آ اور جو آدمی تو وہانکے سب پہلے سے نکل گئے تھے لیکن اسباب رکہا ہوا تھا
غارت ہو گیا۔ اونیسوین تاریخ تین اشخاص مرزا سعادت علی بیگ اور خواجہ غلام حید ر ہر دو برادر نسبتی اور

ایک سید متعلقین مین سے سلطان شاہی مین قریب دائرہ میر مومن صاحب ایک ہی مکان مین رہتے تھے ایلچی اور آقا دولہ کو پکڑ لیا اور قریب غدر ہو جانیکے تھا کہ شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے بار یاب جناب ہو کر گذارش کی کہ مذہب کا تصہ ہے اور امن چاہیے بندگان عالی نے قاضی بلدہ اور جملہ علمای حنفی المذہب سے او از بانی مرد شیخ جنید اور نواز خان او ثانیاً زبانی میر امام علیخان اور رای مکھن لال اور دو منصبدار سرکار عالی اور چار شخص علاقہ امیر کبیر بہادر فہمایش کی اور انکی موقوفی کا حکم دیا اونہون نے عرضی دی اور چار چیزون کی درخواست کی اول یہ کہ جن جن اشخاص نے رفض و تبرا کیا ہے تعزیرات مین رجوع ہوتا کہ بموجب کتاب اللہ کے انکو سزا دیجائے دوم کوتوالی بلدہ کی سپرد اہل سنت کے ہو سوم اگر کوئی بار دیگر صحابہ کرام کو برا کہے اور بے ادبی کرے اور احیاناً اہل سنت و جماعت مین سے کوئی اسکو مار ڈالے تو سرکار قصاص نہ چاہے چہارم سوال جواب سنیون کے استصواب سے شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے ہوا کرین اور ہمیشہ کو تحتشم الیہم ہمارے کفیل ہون خود دولت نے ارشاد فرمایا کہ حسن علیخان اہل جمعیت سے ہین فوراً خدمت کوتوالی سے کیونکر علیحدہ ہونگے اسکے سوای کل گروہ کہینگے کہ دیوان بھی شیعہ ہین انکو بھی موقوف کرو شمس الامرا بہادر مع فرزندان کے حاضر تھے اسمین اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا پیر و مرشد برحق جسطرح سے خاوند و مالک ہین جسے چاہین اسی وقت موقوف ہوتا ہے ہمین حکم ہوا بھی موقوف کرا دیتے ہین بالفعل انکا معروضہ اگر قبول ہوا تو چونکہ مقدمہ مذہبی کا ہے طول کھینچے گا منجر بفساد ہوگا آیندہ جو مرضی مبارک ہو بحال فرمایا۔ خود بدولت نے لفظ مناسب ہے فرما کر عرضی شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے حوالے فرمائی شمس الامرا بہادر نے اپنے یہانکے دو شخص ذی رتبہ شیخ محمد نعیم اور محمد صادق کو بھیجکر جمیع درخواستونکی تکمیل اپنے ذمہ لی تب علمای دین راضی ہوئے اور سراج الملک بہادر نے بھی ہمعا واسطے رفع فساد کے ایک اقرارنامہ اس قسم کا علمای دین کی خدمت مین بھیجا جسکا ترجمہ ہندی مین یہ ہے ✣

اقرارنامہ سراج الملک بہادر کا علمای اہل سنت و جماعتکی جلد متمین

اشتہار عام دیا جاتا ہے کہ جو شخص علت جرم صحابہ رضی اللہ عنہم سے گرفتار ہوئے ہین اور من بعد اسکے گرفتار ہوگے فوراً سپرد دار القضا کیے جاوینگے اور اکیسوین تاریخ رمضان المبارک رنج حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا روز عاشورہ علم بی بی صاحبہ کا اور ساتوین تاریخ محرم الحرام نیچہ حضرت عباس شہید رضی اللہ عنہم کا نکالنا موقوف کر دیا جاویگا اور اس بارہ مین ان لوگون سے مچلکا لیا جاویگا اور احکامات جابجا چسپیدہ ہونگے کہ اگر آیندہ کسی نے ایسی حرکت ہوگی تو خون اسکا ہدر ہوگا انتہی ؛؛

چنانچہ من بعد ایسا ہی عمل مین آیا چنانچہ شمس الامرا بہادر نے اسکا معروضہ کیا خود بدولت نے صاحب موصوف ہی سے ارشاد کیا پہر بہادر محتشم نے کوتوال کی پروانگی چاہی چونکہ محمد وزیر اسوقت حاضر در دولت تھے فرمایا کہ بالفعل انہین کو مامور کرو بموجب اسکے شمس الامرا بہادر روبرو حضور سے اپنی نشست گاہ مین آئے اور محمد وزیر کو بلوا کر منادی کا حکم دیا محمد وزیر نے نذر سرفرازی کی جناب امیر باتوقیر اور عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر اور اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر کو دیکر معدلت گستر خدیو جہان پناہ کے دیوان عام سے نکلے اور بلدہ مین چہار سو امن کی منادی دی چونکہ فضل الٰہی شامل حال تہا دفع فساد ہوا تمام رافضی لوگون نے شیرینی پر اپنے اپنے گہر مین صحابہ کا ختم دلوایا اور اقرار حنفی مذہب کا کیا اور دم چاریار کا مارا اور ایک ایک جہنڈی سبز رنگ کی ایک ایک صحابہ کبار کے نام سے اپنے اپنے دروازون پر نصب کی مسجد مین سے علما برخواست ہوئے شمس الامرا امیر کبیر بہادر بہی پرانی حویلی سے اپنے دولتسرا کو معاودت فرما ہوئے من بعد جن لوگون کا اسباب لٹ گیا تہا جسقدر کہ ہمدست ہوا حسب الارشاد بندگان عالی اون لوگونکو مرحمت ہوا اوس روز سے محمد وزیر خدمت کوتوالی پر منصوب اور طالب الدولہ معزول کئے گئے او

ماہ ربیع الاول سنہ الیہ ہذا ابن محمد ابراہیم خان ناظم ایلچپور نے قضا کی چونکہ بعد خان متوفی کے صلابت خان کی اولاد
سے کوئی مرد نہ تہا زوجہ خان متوفی کی وارث ملک واملاک کی ہوئی اور تمشیت کل مہمات کی اپنے پدر والاقدر
غلام حسن خان ابن محمد فتح جنگ خان کے اختیار مین دی پس طالب الدولہ سے حضور نے موضع پٹن چرو کی
گذاشت طلب کی اونہون نے تہانہ نہین دیا طرفین سے ہتہیار چلا کچہہ آدمی مارے گئے اس درمیان مین
لارڈ گورنر صاحب کو خارجا ایسا معلوم ہوا کہ بندگان عالی مدار المہام سے راضی نہین کرنل لو صاحب بہادر
کو کہ انکا ذکر دفتر سوم مین آویگا دریافت کیلئے روانہ کیا کرنل لو صاحب بہادر آئے اور حضور سے عند الملاقات
فرمایا کہ سراج الملک کو اپنے خوشی سے دیوان نہین کیا رزیڈنٹ جنرل فریزر صاحب نے بجد ہوکر یہ خدمت
دلوائی ہے وہ اس خدمت کے قابل نہین ہین تم چند روز رہکر دیکہو جو اوضاع واطوار انکے مین ظاہر ہوتے گئے
چنانچہ کرنل صاحب بہادر نے واسطے تحقیقات کے کوٹہی مین قیام کیا اور خود بدولت شہر شوال مین آصف
نگر تفریحاً تشریف لیگئے بعد ایک ہفتہ کے وہانسے سرورنگر کو جلوہ ریز ہوئے پس کرنل لو صاحب بہادر کئی دن
مقیم رہے اور حقیقت حال کامل طور پر معلوم کرکے حضور سے کہا کہ واقعی جیسا آپنے فرمایا تہا ہمنے
ویسا ہی پایا اور روانہ ہوگئے ۔ خاطر جمع رکہیے مین جاتے ہی لارڈ گورنر صاحب بہادر سے عرض کرتا
ہون اور ایسا حکم لکہواتا ہون کہ جناب انکو معزول فرمائین اور جسے چاہین منصوب فرمائین پس صاحب
بہادر گئے اور مفصل احوال جو یہان کا تہا لارڈ گورنر صاحب بہادر سے بیان کیا اُنہون نے کہا اچہا ہم
لکہتے ہین من بعد حضور رونق افزا موضع مذکور کے تہے کہ ماہ ذیحجہ مین خط آیا اور تیرہوین تاریخ سنہ الیہ
کی یعنی سنہ ۱۲۶۴ھ مطابق ماہ مئی انگریزی سنہ ۱۸۴۸ء گذار عطارد کا جرم آفتاب پر سے ہوا اور چودہوین تاریخ
دربار عام مین دو عملہ ہوگیا امیر کبیر صاحب جاہ و توقیر محتشم الیہم کو اندیشہ ہوا مزاج برخواستہ ہوگیا سستی انتظام

مین اداپائی بدستور کہنے سے انہی مغویون کے کہ مالدار ہین صاحب نقد وجنس اور آپ تو ایسی بڑی خدمت سے سرفراز فرمائیے مالک ہین سرکار عالی خسارہ سے انسے نذرانہ لین رفع خسارہ فرمانا مزاج وہاج مین یہ بات آمد اقتدار الملک محمد رشید الدینخان کو یاد فرماوے تیس لاکھہ روپے طلب کئے اور شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے ایسا سمجھا رہو کہ ہمنے اپنا تمام ملک تمہارے حوالے کیا ہے ہمنے تمکو سب طرحکا اختیار دیا ریاست مین نقصان ہے بالفعل اسقدر روپیہ داخل سرکار کرو آیندہ اگر چاہوگے تو بہت کچھہ وصول ہوجاویگا انہون نے جب یہ بات اپنے قبلہ گاہ سے عرض کی وہ فرمانے لگے کہ میان یون تو جان ومال ہمارا سبھی سرکار کا ہے لیکن جابدوین تفویض خدمت کے جو حضرت طلب فرماتے ہین یہ کونسا طریقہ ہے روپے دینا اور کام لینا شیوہ راست بازون کا نہین ہے ہمنے جو اقبال اس ہینی کا کیا ہے فقط واسطے اداے فرمان ولی نعمت اور رفاہیت خلق اللہ کے کیا ہے نہ واسطے اپنے نفع وضرر کے اس سے ترک خدمت اولی ہے اور مکان سے آکر باریاب ہوکر خود بھی گذارش کی کہ نمکخوار قدیم مثل اور بندگان سرکار کے ظاہر کچھہ اور باطن کچھہ نہین رکہتا ہے اور بسبب کبر سنی اور نقاہت مزاج کے متحمل اس سترگ کا ہوسکتا ہے حضرت نے اور کسی کو تجویز فرمانا اندیشہ ہے کہ ابتری زیادہ ہوجاوے اور ہواخواہ بدنام حضرت بنے اس دن بھی بظاہر تشفی کی اور محتشم الیہم کو بحال رکہا لیکن باطن مین آزردہ اس راہ سے کہ ہمنے انکو کل ریاست کا اپنی مختار کردیا اور یہ تیس لاکھہ روپے ہمسے دریغ کرتے ہین۔ خیر معلوم ہوا اس عرصہ مین غرہ رجب کو بعد مغرب پانچ چھہ منٹ ایسی شدت سے ہوا چلی کہ بڑے بڑے درخت جڑون سے اکھڑ کر گر پڑے اور دو تین آدمی بلدہ مین صدمات سے اسکے جان بحق تسلیم ہوئے اور کئی مکان ٹوٹ گئے بعد اسکے اور دو مہینے کچہ ارو مریض کام طرف شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے رہا اسمین ایکدن اقتدار الملک محمد رشید الدینخان

بہادر نے سر دربار روبرو اپنے والد بزرگوار کے جو باتین کہ حسن و قبح کی بیچ باب اصلاح ریاست کے تھین حضور مین گذارش کردین بندگان عالی نے اصغا فرمایا اور کسی قدر کشیدہ خاطر ہوئے اور اُسکا ہوا۔ ان نے جو تابو پایا فرصت وقت غنیمت جانا سا ہوان پلد لوکہ سابق سے آمادہ کر رکھا تھا طلب کر کے ایسا سکھلایا تھا کہ تم روبرو حضور کے اتنا کہو کہ بسبب سات لاکھ روپے کے کار پردازان سرکار کی ماہ بماہ کمک کیا کرینگے پھر ہم سب بندوبست سلطنت کا کر لیتے ہین اور تمہارے بھی جو جو مطالب ہین اجرا کر دینگے پس سا ہوان مذکور نے باریاب ہوکر ایسا ہی معروض کیا اور ارباب غرض مبینہ جمیع امورات مالی وملکی کے ہوئے مین بعد مدت وزارت کو جملہ پانچ مہینے کئی روز ہوئے تھے کہ غرہ اول مین رمضان المبارک کے بہادر موصوف کو بھی تکلیف سے ترددات کے معاف فرمایا اور ایسا کہلا بھیجا کہ ہمنے تمہارے معروضہ کو پذیرا نہین کیا۔ اُن جناب نے بھی جو منتظر اس فرمان واجب الاذعان کے تھے جھٹ گذاشت لکھکر گذرانی اور سبکدوش و بری الذمہ وبیفکر ہوکر ایوان امارت مین اپنے خانہ نشینی اختیار فرمائی اور طرف ہمواری نشیب وفراز اپنے کارخانہ جات اور ترتیب سپاہ متعلقہ ذات کے بدستور سابق مشغول ہوئے اسمین اتنا ہوا کہ پانچ لاکھ روپے جو بابتہ تنخواہ جمعیت رسالہ او پاگاہ کے اخراجات دیوانی مین فاضل صرف ہو گئے تھے ناحق ان لوگون کا بھی ناحق چڑہگیا اور چونکہ وے عادی ماہ بماہ تقسیم لینے کے تھے اذیت اُٹھانی پڑی اور باقی خیریت۔ پس لارڈ گورنر صاحب بہادر نے جو یہ ماجرا سنا جنرل فریزر صاحب بہادر رزیڈنٹ کو یہانکے لکھا کہ تم ہماری طرفسے ایک نامہ مودت شمامہ واسطے رفع ملال اور بدستور اعانت سرکار نظام کے شمس الامرا امیر کبیر بہادر کو ارقام کرو اور یہ بھی اُسمین لکھدو کہ ہم بہبودی آن مشفق چاہتے ہین اسواسطے کہ وے قوی اور دانای روزگار اور ہواخواہ دولت آصفیہ ہین چنانچہ رزیڈنٹ صاحب بہادر حسب الایما

لارڈ صاحب کے نمیقہ دولت آگین تجویز کر کے حاضر دربار ہوئے اور ملاحظہ مین حضور کے لائے خود نے دیکھکر فرمایا
اچھا بھجوا دو وقتیکہ مہتمان اسعار ولایت نے مضمون اسکا چھاپ دیا ہے بسبب شہرت کے نقل اسکا لکھنے
مین نہین آئی خیر جب بموجب اظہار بالا کے معاملہ طرفسے امیر کبیر وزیر با تدبیر کے بھی روگردان ہوا پہر خود بدولت
نے راجہ رام بخش بہادر کو جو بعد عزل مسبوق الذکر خوف سے متوحش ہوکے گہر مین اپنے زنانہ لباس پہنے ہوئے
میانہ کے سوار داخل خلوت محلات ہوکر کوٹھی کے مکانمین پیچ پناہ خداوند نعمت کے بیٹھے ہوئے ساٹھہ
لاکہ روپیہ نذرانہ گذرانیدہ کرتے ہین اس اشتہار پر نامزد فرمائے اور روبرو بلوا کر توقع ہونکر سرفرازی کی عزت سے
انکی حویلی کو روانہ کیے اور متعاقب اسکے پچیسوین تاریخ شہر شوال المکرم کی پنجشنبہ کے روز اور چودہوین تاریخ
دربار عام مین ریزیڈنٹ بہادر نے حاضر ہوکر خریطہ گورنر جنرل صاحب بہادر کا گذرانا لکہا تہا کہ ہمکو ریزیڈنٹ
صاحب بہادر کی تحریرات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سراج الملک سب طرحسے سرانجام مہام دیوانی کا دیسکتے
ہین لیکن بوجہ بہرتی درستگی خدمات کی یہ سہکہ لوگ انکے طرفدار نہین ہین جو عرض انکی طرفسے ہوتی ہے برابر
نہین ہوتی آپ اپنے خانگی مقدمات کے مختار ہین انہین معزول اور کو منصوب فرماوین ہمکو اس سے کچہہ غرض نہین
مضمون نامہ کا سر دربار کشف فرمایا جنرل فریزر صاحب سے ایسا ارشاد کیا کہ خبر معلوم ہوا اب ہم اپنے
امرای دور سے کسی اور کو مقرر فرماتے ہین جنرل فریزر صاحب نے عرض کیا بہتر مگر اسمین گورنر صاحب ناخوش
ہونگے خود بدولت نے فرمایا کہ جواب لکہو ناخوش ہونگے تو اچھا غفران مآب کی جگہہ سراج الملک ہی قائم ہو
ہم کلکتہ کا ارادہ کرینگے پس وہ چپکے ہو رہے اور خود بدولت نے اسوقت سراج الملک بہادر کو موقوف
فرمایا اور دربار سے رخصت ہوکر کوٹھی کو چلے گئے اور سراج الملک بہادر اپنے خیمہ پر آنکر رونق افروز ہوئے
صبح پندرہوین ماہ مذکور کو سراج الملک بہادر کو حکم ہوا کہ تم بلدہ کو جاؤ اور دیوانی کی جمعیت کو منادی ہوئی کہ

کوئی ہمراہ رکاب معز الیہم کے نہ ہو سب لوگ جو تیار ہو کر چلے تھے تالاب کی مینڈ پر سے واپس آئے سراج الملک بہادر
تنہا اپنے لوگون کے ساتھ داخل مکان ہوئے بعد چندے خود بھی بلدہ مین تشریف لائے اور ایام عشرہ کے اطمینان
سے گذرے پس غلام حیدر خان وغیرہ کے مشورہ سے یہ قرار پایا کہ سیف جنگ ابن امجد الملک محمد امجد خانکو
دیوان کرنا چاہیے کہ یہ بھی بموجب قول گورنر جنرل صاحب بہادر کے خاندانی امیر ہین غلام حیدر خان نے
عرض کی وہ بہت مناسب کام کے دیوان ہونگے سرانجام مہام کا ہم چار اہالیان دولت ملکر دیکھ لینگے پس
نام سے بہادر موصوف کے لارڈ گورنر صاحب بہادر کو خط لکھا ستر ہوین دن جواب آیا کہ اخبار سے ہمکو ظاہر ہوا ہے
کہ وہ خود اپنے خانگی مقدمات کی کارروائی لپورے طور سے نہین کر سکتے یہ تو بڑا کام ریاست کا ہے اسکا نظم
و نسق کیسے کیا ہوگا تب حضور ساطع النور نے اقتدار الملک محمد رشید الدین خان بہادر کو یاد فرمایا اور ارشاد کیا
کہ ہم تمہارے والد کو دیوانی عنایت کرتے ہین تم انہین رضامند کرو شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے انکی معروضے
پیش کیے خود بدولت نے سب قبول فرمائے اور ایسا کہا کہ ہم موافق غفران مآب اور مغفرت منزل کے
مثل ارسطو جاہ اور میر عالم کے خدمت لینگے پس طرفین کی ارتضا و استرضا سے ساتھ کمال خوشی اور
خرمی کے خدمت مذکورہ بہادر موصوف کو عطا فرما کر ممتاز فرمایا جیسا کہ شرح وار معرض بیان مین آتا ہے
یعنے بندگان عالی نے فرط الطاف و جوش عنایت سے چوتھی تاریخ ربیع الثانی کی روز سہ شنبہ سنہ ۱۲۶۵ھ
مین بعد نماز مغرب کے خلعت شش پارچہ گران بہا مصحوب قدیم خانمان اور فرزند امیر الدولہ اور مہ دیہ محمد
چاند وغیرہ کو اطلاع فرما کے روانہ کیے شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے سپاس بیقیاس جناب احدیت کا ادا کرکے
بقاے دولت ولی نعمت اور رفاہیت بندگان اور آسودگی خلایق اور درستگی امور کی چاہی بطور بسر و چشم
اس خلعت فاخرہ کو قبول فرمایا اور فراوز حوصلہ ہر ایک کو پگڑی اور دوشالہ اور زر نقد وغیرہ عطا کیے اور عام

حالات سلاطین ایران

دور قاجاریہ

شاگرد پیشہ لوگون کو جو سرکار والا کے ساتھ آئے تھے ایک ہزار روپیہ بطور انعام تقسیم فرمایا اور خلعت مذکور کو اپنے جسم کے موافق قطع کراکے تیار ہونیکے لئے حکم دیا چنانچہ ہوشیار درزی اپنے کام مین مصروف ہوئے اور حضار دربار نے مبارکباد دی دوسرے روز صبح کو مع دونون صاحبزادون ذوی الاقتدار عمدۃ الملک محمد رفیع الدینخان بہادر اور اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر کوٹھی کی جانب روانہ ہوئے اور وہان سے چودہ انگریز مع رزیڈنٹ صاحب بہادر حاضر دربار حضور پرنور ہوئے بندگان عالی خوابگاہ مین برآمد ہوئے اور طلب فرمایا اور روبرو صاحبان انگریز ان کے خدمت دیوانی اور وکالت سے سرفراز فرمایا اور بسبب فرط الطاف کے اپنی طرف سے رسالہ و پاگاہ قدیم و علم و نقارے مع کل مناصب سابق و حال امارت وزارت کیلئے عطا فرمائے چنانچہ وزیر اعظم نے اسوقت چار نذرین ان چارون باتون کے عوض مین گذرانین پس جنرل فریزر صاحب کو رخصت کیا اور دربار برخواست ہوا اور اندر تشریف لاکر فرمایا کہ آج ہمکو اطمینان ہوا اور جناب وزیر اعظم آداب رخصت بجا لاکر باہر نکلے اور چونکہ منصبدار اور امیر واسطے تہنیت کے راستہ کے دونون طرف صف بستہ کھڑے ہوئے تھے آپ مع فرزندون کے سب کا سلام لیتے ہوئے کمانی دروازہ تک پیدل تشریف لائے اور وہان سے ہاتھی پر سوار ہوکر نوچھاور کرتے ہوئے بقول شخصے

فشاند زر از کران تا کران ٭ تو گوئی ہوا گشت گوہر فشان ٭

متوجہ بیت الوزارت کے ہوئے میری عمر اسوقت بیالیس سال کی تھی اور ہنوز چند وجوہات سے دربار بندگان عالی اور ترکیب مکانات خلوت مبارک کی نہ دیکھی تھی آج کے روز اتفاق جانیکا ہوا چونکہ عاصی ناطاقت بہت تھا اور خلقت زیادہ تھی بدشوار بیت الریاست کے صحن مین پہنچا اور لب حوض روبرو اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر کے واسطے ادائے تہنیت کے ہوا جو ہین صاحب موصوف کی نظر پڑی سبب استفسار فرمایا کہ مجھکو حلقہ مین سے لین تاکہ اذیت

سے پچون بعد تشریف آوری وزارت مآب کے اہلکاران اہل وقار او رسر رشتہ دار وغیرہ رجوع ہوے اور تہنیت کی نذرین گذرانین ہوا خواہان دولت نے شکر اللہ جل شانہ کا ادا کیا جبکہ عمدہ دیوانی سے امیر کبیر بہادر ممتاز ہوے چند جعلسازونکو کہ دیوانی اور پیشکاری کی مہرین جعلی بناکر اپنے حسب دلخواہ مقدمات کی اجرائی کر لیتے تھے گرفتار کریا اور اسی ماہ سے انگریزی سپاہ کی تنخواہ تین لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ ماہانہ مقرر فرمائی اور انکے قرضہ کی بھی تدبیر فرمائی بلکہ پانچ لاکھ روپیہ اپنی سرکار سے دیے اور تخمیناً دو سو سوا نصیع جو اہل غبن اور اہل ستم کے تصرف مین تھے تحقیق کر کر نکالے اور تین لاکھ روپیہ کی فیصدی جاگیرین جو قرض مین پھنسی ہوئی تھین یہ کہکر کہ یہ ملک سرکار کا ہے نہ کہ قرضخواہون کا ضبط کر لین اور بیرونجات مین اون روہیلو نکی سرکوبی کیلئے کہ جنہون نے قطاع الطریقی اور رہزنی اختیار کی تھی الوال کی جمعیت کو روانہ کیا اکثر لوگ مجروح و مقتول ہوے اور کچھ افسر سرکاری بھی کام آئے آخر کار چار سو آدمی گرفتار ہوئے اور قلعہ دہارور مین محبوس کئے گئے اور نیز نواح گلبرگہ مین ایک ایسی جماعت گرفتار ہوئی من بعد قوم مذکور کے اخراج کے لیے تیس ہزار روپیہ وزیر محمد کے حوالہ کئے تاکہ طرہ باز خان جمعدار کے استصواب سے ان کو فراہم کر کے بعد تصفیہ تنخواہ و قرض ممالک محروسہ سرکار عالی کی سرحد سے باہر کردین چنانچہ تین سو نواس تقریب مین لوال مین جمع ہوئی اور دو مہینہ کی تنخواہ سالہ و جوانان لائن شاگرد پیشہ وغیرہ کو دلوا دیے غلام حسنخان ناظم الجیپو نے جو شاگرد شمس الامرا بہادر امیر کبیر با توقیر خلعت وزارت سے فیضیاب ہوکر متوجہ انتظام سلطنت مین بشرط استقلال جو حضور کی مہر سے ہوتا لاکھ روپیہ دینا منظور کیا اور آمین سے سوا تین لاکھ روپیہ نقد ارسال کیا محتشم الیہم نے اپنی مہر سے ایک خط بنابر تسکین ناظم موصوف بھیجدیا اور اونہون نے ایک کلام شریف ولایتی کتبخانہ شاہی کا طلا کار بطریق تحفہ ارسال خدمت کیا اسکی نخمی قریب یون گزتی اگر کوئی

اور چیز ہوجاتے تو غالباً قبول ہوتی۔ کچھہ لوگ مثل برہان الدین خان داروغہ وشاگرد پیشہ
ہزارہا روپیہ خرچ کر کر چاہتے تھے کہ دیوانی کسی طرح مسترد ہو اور سراج الملک بہادر پہر
مدار المہام کہلائین اور ایسا ہو کہ بندگان عالی ہمیشہ کو شمس الامرا بہادر سے بیدل ہوجائین اور
اکثر ہوا کہ شمس الامرا بہادر کو بلاتیں وقت بیوقت حضور مین کرنی شروع کین اول دو ماہ تک
خود بدولت آتے رہے اور ... کہا کہ ہم تم سے مثل ارسطو جاہ اور میر عالم کے خدمت لیتے۔ ینگے
ویسا ہی عمل کیا ان بد ... کچھہ ملال آ ہی گیا۔ یہ چاہتے تھے کہ جدہ ... کی گرفت کرین
اہل وفا تر اور تعلقداروں اور ... سے حساب دیکھین محاسبہ لین خانون کو سزا دین مواخذہ
کرین دے رشوتیں دیتے تھے برعکس عرض کراتے تھے خود تائید فرماتے تھے ان لوگون کو پناہ
ملتی تو وہ بہانہ ڈہونڈتے تھے حیلہ پیش کرتے تھے عذر کرتے تھے حضور کا ایک حکم ہوتا تھا
مدار المہام کا دوسرا حکم ہوتا تھا خود تو مالک ہی تھے حسب الارشاد مختار کا رید دو عمل ہوا امیر کبیر
صاحب جاہ و توقیر حشمتہم العلیم کو اندیشہ ہوا اور مزاج بد استہ ہو گیا اور تمام انتظامات میں سستی ہونے
لگی اور انہین مغویون نے اغوا کیا کہ یہ مالدار ہین نقد و جنس انکے پاس وافر ہین او حضور نے انکو ایسی بڑی
خدمت سے سرفراز کیا ہے اور سرکار عالی کے ملک مین خسارہ ہے ان سے تدراک لیکر خسارہ دور
فرمانا چاہیے مزاج وہاج مین یہ بات اثر کر گئی اور اقتدار الملک محمد رشید الدینخان کو یاد فرمایا او ہیکل
لاکھہ روپیہ طلب کیا او شمس الامرا بہادر امیر کبیر صاحب کو حکم صادر ہوا کہ ہمنے پنا تمام ملک تمہارے حوالہ
کر دیا ہی اور تمکو سب طرح کا اختیار دیدیا ہی اور ریاست مین نقصان ہی بالفعل اسقدر روپیہ داخل سرکار کرو و آئندہ اگر تم
چاہو گے بہت کچھہ وصول ہو جائیگا اونہوں نے جب یہ بات اپنے قبلہ گاہ سے عرض کی تو قبلہ گاہ نے فرمایا میاں یوں تو ہمارا

جاگیر مال سب ہی سرکار کا ہی لیکن تفویض خدمت کے عوض میں جو جو تعلقات تمہین دیا ہی بالفعل اوسپر دیکر کام لینا رات
بازی کا شیوہ نہیں یہ سنتے اس امر کا اقبال صرف پیش کر لیا ہی ولایت کا دیوان ہو گیا او خلق اللہ کو رفاہیت ہو
اُس سے کچھ پانچ برس سلطنت پناہ سے ترک خدمت اولی سبب برخصوص بیماری ہو گیا گذارش کیا کہ
مثل دیگر بندگان سرکار کے ہمکو قدیم خانہ زاد جانکر کچھ بھی نہین مگر ہاتھ زیر کے سبب او نقاہت مزاج کی
وجہ سے متحمل اس امر سترگ کا نہین ہو سکتا حضرت نے کچھ التفات نہ فرمایا بلکہ بیماری زیادہ ہو گیا اور بیدا غواہ
بدنام ہوا حضرت نے اسمدن ہی بلحاظ ترقی کی اور منتظم اونکو بحال رکھا لیکن باطن مین سمجھے آزردہ ہو کر نہنے انکو کل
ریاست کا مختار کر دیا تھا اور بہلی ۲۳ کے بعد سے بہت سے تعلقے مین غیر سلیقہ ہوا اور بعد مین کہ زمانہ کو بعد از
مغرب اس شدت سے ہوئی کہ بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ گئے اور دیہات مین اوسکے صدمہ سے آتش نسیم
ہوئے اور چند مکانات ٹوٹ گئے اسکے بعد دو ماہ تک تم کچہ امیر شمس الامرا بہادر امیر کبیر ہی کارپرداز رہے
اس اثنا مین ایک روز اقتدار الملک محمد رشید الدین خان بہادر نے دربار اپنے والد بزرگوار کے روبرو جو امور
کہ اصلاح ریاست کے متعلق حسن و قبح کے تھے حرف بحرف حضور مین گذارش کر دئے بندگان عالی انکو ضمنا
فرماکر کیسفدر کشیدہ خاطر ہوئے اور اہلکاران موقع دیکھکر غنیمت سمجھا اور شہر کے ساہوکار انکو جنکو سابق سے آمادہ
کر رکھا تھا طلب کرکے سکھلایا کہ تم حضور کے روبرو عرض کرو کہ ہم کارپردازان سرکار کی سات لاکھ روپیہ لیکر ملک کردیتے ہین
اسکے بعد جو کل تلک کا بندوبست کرینگے اور تمہارے جو مطالبہ ہین سکو ادا کر دینگے ساہوکار روبرو بیٹھکر بار بار ہو کر یہ باتین عرض کر دیا
و ارباب غرض تمام امور مالی اور ملکی کے ذمہ دار ہو گئے اوسکے بعد مدت وزارت کو پانچ ماہ چند یوم ہو گئے کہ غرہ رمضان کو
بہادر موصوف تردوات کی تکلیف سے معاف فرمائے گئے اور فرمایا کہ ہمنے تمہاری معروضہ کو منظور کیا انجام ایسے کہ اس فرمانکے منتظر تھے
فوراً استعفا لکھکر پیش کیا اور سبکدوش و بری الذمہ ہو کر اپنے ایوان امارت مین خانہ نشینی اختیار فرمائی اور اپنی کارخانجات کی

درستی اور ذاتی سپاہ کی ترتیب مین بدستور سابق مشغول ہوئے اس مین تنخواہ کو پانچ لاکھ روپیہ جو بابت تنخواہ جمعیت رسالہ اور پایگاہ کے اخراجات دیوانی مین فاضل صرف ہوگئے تھے ناحق اون لوگون کا جو چوماہہ چڑہ گیا اور جو لوگ دوماہہ تنخواہ لینے کے عادی تھے اونکو نوبت اوٹہانی پڑی اور باقی خیریت رہی۔ لارڈ گورنر نے جب یہ ماجرا سُنا جنرل فریزر کو تحریر کیا کہ تم ہماری طرف سے نامہ سودت شمامہ واسطے رفع ملال اور بدستور اعانت سرکار نظام کے شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو ارتقام کرو اور اوسمین یہہ بھی لکھو کہ ہم آن مشفق کی بہبودی چاہتے ہین اسواسطے کہ وہ بہت ذی عزت دانای روزگار اور دولت آصفیہ کے ہواخواہ ہین چنانچہ رزیڈنٹ نے حسب الایما لارڈ صاحب کے نمیقہ محبت آگین درست کرکے حاضر دربار ہوئے اور حضور کے ملاحظہ مین گذرانا خود سننے دیکھکر فرمایا اچہا ہجواوہ چونکہ مضمان بلا دستے اوسکا مضمون چہاپہ پر شہرت کی اور کفایت کرکے یہان اوسکی نقل نہین لکہی گئی۔ الحاصل جب معاملات امیر کبیر وزیر باتدبیر کی طرف سے روگردان ہوئے تو خود بدولت نے روبرو بلوا کر بکرر سرفرازی کی توقع پر اونکی حویلی کو روانہ کیا اور اوسی کے قریب پچیسوین تاریخ ماہ شوال المکرم کی بروز پنجشنبہ سنہ حال مین پیشکاری کی خدمت بجوزہ مرحمت ہوئی اور اہل دفاتر کو حکم ہوا کہ مفتخر الیہ سے رجوع کرین پھر ذیقعدہ کی اٹہائیسوین تاریخ بروز یکشنبہ سنہ روان مین تمام رات مینہ برسا صبح کی نماز کیوقت رود موسی کو طغیانی ہوئی اوسکے کنارے کے دونون طرف کے مکانات دور تک بہہ گئے فصیل کی جگہہ جگہہ شکستہ ہوگئی اور سنداز روے حساب ہیدرامیشنر یعنی آلہ بارش پیماکے اول تو گھنٹے سے دوسرے روز تک پانچ بلکہ سات انچ مینہ برسا اور تمام فصل مین ۳۴ انچہ صورت طوفان کی تھی اعلیحضرت شاہ نے رحم فرمایا دس ہزار روپیہ اون کے بیگہ ہوئے مکانات اور بریلوین گرتی رہین اور سنہ ۱۲۶۶ مین محرم کی ۱۳ تاریخ سوا جنگ عظیم کی ضلع نلبی کو پر شیعہ و سنی کے درمیان بہی ہاتہاپائی ہوئی کچہ لوگ مارے گئے اور گہر وانکو آگ دیدی گئی شہر کے کوتوال نے اس معرکہ کے ہوتے ہی خود جاکر اہل خلاف کو پکڑ کر منافتنہ کو رفع کیا جمادی الاول کی ۲ تاریخ جمعہ کے روز عید نوروز کے دربار مین بندگان عالی نے محمد محی الدین خان بہادر عرف شبلی صاحب متبنی

مغفرت منزل غالب الصدق اقتدار الملک محمد رشید الدین خان بہادر کو دیوان شاہی سے کہ وہ اُسوقت زنانہ
خاص مین مہمان تھے طلب فرمائے تیغ جنگ بہادر جو اُنکے جد اعلیٰ کا موروثی خطاب تھا عنایت فرمایا اور راجہ
رنگ راؤ کو سرپٹی سے بابت تفویض پیشکاری پائیگاہ سرفراز کرکے اطاعت شمس الامرا بہادر کی مامور فرمایا اور
عمدۃ الدولہ غلام حیدر خان بہادر کو نوبت اور اُنکے فرزند کو بہادر جنگ کا خطاب عطا فرمایا اُسی کے قریب
اُسی مہینے مین گذاشت جملہ تعلقات کی جو غلام حیدر خان کو تھی منگواکر راجہ رامبخش بہادر کے پاس بھجوا دی اور
سنہ الیہ مین اُستاد نامولوی شاہ علی نے کہ فن ریاضی مین کمال رکھتے ہین اور رسالہ توشیحی اور کتاب شرح چغمنی راقم
نے اُن سے پڑہی ہے ایک رسالہ حل مسئلہ مربع الافلاک بابت فیثاغورث کے مدون و تالیف کرکے شمس الامرا
بہادر امیر کبیر کی خدمت مین پیش کیا۔ اب احوال حساب کی طرف رجوع کرتا ہون واضح ہو کہ راجہ رامبخش بہادر نے
بحال ہوتے ہی باوصف قربت بیت ثلث قسم زیادتی مخارج اور کمی مداخل ممالک محروسہ کے جود و عطا کا
دروازہ کہولدیا اور قلم کو جاری کیا بڑی بڑی تنخواہ کے لوگ نوکر رکھے کم تنخواہ والون کی بالسبب تنخواہین بہت
بڑہا دین مثلاً جس کے پانچ روپیہ تھے پچیس روپیہ اضافہ کردئے اور منزلہ سبا نہ زنجیر فیل جاگیر وغیرہ سے ہر ایک کو
سرفراز فرمایا جوانان شیح الحمل عرب لیہن رسالہ حبشی وغیرہ اور شاگرد پیشہ حرم کے لوگ اپنے قلم مین چنانچہ بموجب
انتہا منتصر میان بہ دو دفتر سرکار عالی سوا دو عوضی وغیرہ کے چھ ہزار آدمی اٹھارہ لاکھ روپیہ سال کے جدید نوکر
رکھے او تنخواہ تیرہ ہزار روپیہ ماہوار ایام پیشکاری سابق کے اوراسی ہزار روپیہ بابت کارپردازی حال کے او شیر افگن جنگ تعلقدار
سے جو شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو بعوض حساب کے نو لاکھ روپیہ دینے پر راضی تھے راجہ کے عہد مین
پچیس ہزار پر فیصلہ ہوا ہزار ہا روپیہ مجذوبون اور دعا گویون کو دے ڈالا عربون سے بہت سا روپیہ
قرض کرکے تعلقجات و سکے قبضہ مین دے دئے اور عمال پیشون سے دو سالہ پیشگی لیکر

اپنے صرف مین کرلیا سوای اسکے چوتی جاگیرداروں سے بھی تحصیل کی اس صورت مین چند اشخاص بیشتر متعلقان اہل دفاتر خصوصًا راجہ کے علاقہ دارونکو نفع کثیر ہو گیا اور جمعدار پیشہ کے بعض سوارونکو جو تعلقات کو تعیناتی پر روانہ ہوئے تھے اور اونکو توجیہ کردی تھی بموجب وسکے اونکو بھی کچھ مل گیا مگر بلدہ کی خلقت عام پریشان روزگار اور شریف لوگ کم سخن بے وسیلہ تکلیف زدہ الجوع الجوع کی صدا ہر طرف سے بلند کرتے تھے دار السلطنت مین جب اس طرح کا عزل و نصب ہوا تو بیرونجات کا حال خود سمجھ سکتے ہین کہ کیا ہو گا اس کے سوای بہت سے لوگون کے خون ناحق ضائع ہو گئے ازانجملہ ربیع الثانی کی چھبیسوین تاریخ میر علی جمعدار کے مکان پر ستر آدمی مارے گئے اور ندی پار ایک گوشائین رہتا تہا اوسکے مرنے کے بعد اوسکے دو چیلے آپس مین ترکہ کے اوپر نزاع کرنے لگے داعی نے رعب و داب کے لئے کچھ روپیہ قرض لیکر چند روہیلے نوکر رکھے۔ واضح ہو کہ جب اوسی نزاع مین ایک مدت گذر گئی اور روہیلون کی تنخواہ چڑھ گئی اونہون نے تنخواہ طلب کی داعی نے چاہا کہ مدعی کو پکڑ لے وہ مطلع ہو کر راجہ کی پناہ مین جا بیٹھا یہ بھی اس لئے کہ اوسکو قرضخواہون کے ہاتھ سے رہائی ملے اوس سے جاملا روہیلون نے جب معاملہ کی صورت اس طرح دیکھی چند روز تک سراسیمہ رہے اوسکے بعد دادرسی کے واسطے ایک ساہوکار کو ناحق پکڑ لیا جب راجہ نے اوسکے گرفتار کرنے کا سبب پوچھا تو اونہون نے اپنی آسامی کو طلب کیا کہتے ہین کہ تب راجہ نے داعی اور مدعی کو اونکے حوالے کرکے ساہوکار مذکور کو چھوڑ دیا یہ کیفیت کسی نے نواب سے عرض کی نواب ممدوح نے راجہ دریافت کیا کہ تمنے کیا کیا اور کسواسطے انکو روہیلون کے حوالے کیون کردیا بہتر یہ ہے کہ انہین خلاص کرو راجہ اونکی رہائی کے لئے قوم نائکوڑ پر چوبدار معین کئے وہ اپنا حق ثابت کرنے لگے اور روپیہ طلب کیا تب جمعیت روانہ ہوئی اور وہ کے آس پاس ہیونکو لئے ہوے اوسی گشائین کے مٹھ مین متحصن ہوئے محمد نذیر کوتوال اور مدبر جنگ عبداللہ بن علی جمعدار ہوا پہنچ کر نالین لیکر اون پر گئے اور محاصرہ کیا اٹھائیسوین جب کو گولہ اندازی ہوئی

چند گوے شہر مین آکر گرے اونہون نے بہی دو دن تک اپنی طاقت کے موافق دست و پا ہلائے چند آدمی طرفین کے مجروح اور مقتول ہوئے آخر کار تا کجا فوج ظفر موج نے ان سے آسامیان کو بہی چہوڑا لیا اور ایکسو چہتر آدمی گرفتار کرکے قطولال کے مکانون مین قید کئے اور صوبہ برار مین غلام حسن خان ناظم ایلچ پور اور جمعیت سرکار سے تین مرتبہ ناحق جنگ واقع ہوئی جسمین ایکہزار آدمی مارا گیا چنانچہ مہتمم اخبار نے مطبع شاہی کہ یکم شعبان کو قصبہ دیواریہ مین امراتی سے تین کوس پر غلام حسن خان ناظم ایلچ پور کے آدمیون اور ناتکرام راد ہاکشن متعلقان بشن چند سے ہتہیار چلا یہ دونون پس پا ہوئے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ رام بخش نے غلام حسنخان سے بابت نذرانہ کے اوس سے زیادہ روپیہ طلب کیا جو شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے اپنی دیوانی مین مقرر کیا تہا خان موصوف نے جواب دیا نقد رقم تو بالفعل ہو نہین سکتا مینے سترہ لاکہہ روپیہ جو شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو اس تقدیر پر دینا قبول کئے تہے کہ اونہین ہوا خواہان دولت کی اصلاح منظور خاطر تہی اگر تمکو بہی اس امر کا دعوی ہے تو بہتر ہے اگر سند استقلال مہری بندگان کی بہیجدوگے تو اسقدر تو نہین کچہہ کم کرکے بہجوا دیا جاویگا ورنہ جسقدر روپیہ میرے صرف ہوے ہین واپس کردو سرکار کا ملک مین چہوڑے دیتا ہون راجہ نے بدون واپس کرنے انکے مبالغ مرسلہ کے ملک لے لینے کا ارادہ کیا اور فوراً اشن چند کو کہ وہ ایلچ پور والون کا دشمن تہا شہر ندکور عنایت کر دیا اور کہدیا کہ اوسکو ضبط کرلو اوس نے اپنے کارپرداز روانہ کئے وہ تو گانون پر جاکر اوترے اور ارادہ کیا کہ ایک طرف سے قلعہ کی فصیل چونکہ بارش سے شکستہ ہوگئی ہے شکو حملہ کرکے لے لینگے اور وہانپر اپنا تہانہ بٹہلا وینگے پہر اون سے کیا ہوگا اونہون نے جب سُنا تو دو سو سوارون نے آکر انہین گہیر لیا اور پیدلون نے توپین مارکر گانون کو جلا دیا سپاہ ضبطی کی کوسون بہاگ گئی۔ جو عرب لوگ وہان سے بچکر حیدرآباد کو آئے ہین اونکی زبانی معلوم ہوا کہ اڑہائی سو تین سو آدمی عرب

اور روہیلے وغیرہ مارے گئے۔ اوس طرف قریب چالیس کے مجروح ومقتول ہوئے اوس کے بعد غلام حسین نام ایک شخص نامدار خان کا منشی تہا منشی مذکور کا نواسہ شیخ سراج الدین جو پیشکاری سابق مین راجہ کا ملازم رہا تہا اور سراج الملک بہادر کے عہد مین نامبردہ سرکار زنانہ کا منصف ہوکر اوسطرف گیا تہا اوس نے راجہ کو عرضی دی کہ بندہ اوس نواح سے خوب واقف ہے اگر حکم ہو تو تمام دیہات کو مع ایلچ پور وغیرہ کے غلام حسن خان سے طرفتہ العین مین لے لیتا ہون تب راجہ نے اوسکو مقرر کر دیا اور اطراف وجوانب کی جمعیت کو اوسکے لئے متعین فرمایا وہ ہزار آدمی سرکاری اور چہہ ہزار نو نگہداشت جملہ سات ہزار کی جمعیت مع ہد اضراب توپ اکوٹ سے چلا اور روہیلے اون کے مواضعات مین سے ایک موضع بورڈی کو لیلیا اوسکے بعد جمعیت کے دو حصے کرکے سرجی انجن گانون پر آگرا غلام حسن خان کے لوگون سے جو ہاتہی سعید خان سلیمان زئی اور صفی میان پیرزادہ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے تہے خوب ان سے ہتہیار چلا انجن گانون مین تو سراج الدین داخل ہوگیا اور لوٹنا شروع کیا راتہور گڈہی کا دروازہ بند کرکے گولیان مارتے رہے اتنے مین سرجی والون نے سراج الدین کے لوگون کو مار کر ہٹا دیا اور توپین بہی چہین لین اوسکے بعد جب انجن گانون پر آئے یہان وہ ابہی غارتگری چہوڑ کر بہر سراج الدین کے ساتہ فرار ہوگئے غلام حسن خان سراج الدین کی چڑہائی سنکر بذات خود اپنے شہر سے کوچ کرکے موضع سندی تک جو مابین انجن گانون اور ایلچ پور کے واقع ہے آئے تہے بنیون کی زبانی یہ کیفیت سنکر لوٹ گئے اور سراج الدین کا مکان جو ایلچ پور مین تہا کہود کر پہکوا دیا اس جنگ مین سراج الدین کیطرف سے سات سو آدمی تہ تیغ ہوئے اور اوس طرف کے صرف سوا سو یا ڈیڑہ سو ان مقدمات سے قطع نظر راجہ صاحب نے اپنی کارپردازی کے زمانہ مین تنخواہ سپاہ الوال کے بابت چند بار جہوٹی چہٹیان کر دین اگرچہ بوقت کچہہ روپیہ وصول بہی ہوا اور کچہہ خود نے سماعت فرماکر نقد ارسال کیا

باوجود اسکے آخر شوال تک انکے ستر لاکھہ روپیہ چڑھ گئے اور در و غگوار خوشامدی اہل مردم خوار آسودہ حال اور فارغ البال تہے بقول شخصے جسکی لاٹھی اوسکی بہینس اس طرح پر راجہ کا عمل تہا اور بندگان عالی خاوندی کے لحاظ سے طرح دیتے جاتے تہے اور شہر رمضان المبارک سنہ الیہ مین لاکھہ روپیہ کا ملک شمس الامرا بہادر امیر کبیر سے طلب فرمایا بہادر موصوف نے بلاعذر سرکار کے تین کرور خلل دیکر بوجب شکن اسکے اپنی جمعیت ہمراہی سے کم کر دی اس ضمن مین چار ماہ کی روزینہ سپاہ پایگاہ کی تنخواہ اسوجہ سے چڑہ گئی تہی کہ اخراجات دیوانی مین پانچ لاکھہ روپیہ صرف ہوگئے تہے امیر جناب شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے فرمایا کہ بالفعل دو ماہہ دیکر باقی وہ بہی عنقریب دیدئے جاوینگے چنانچہ ۱۷ شوال روز چہارشنبہ تقسیم شروع ہوئی شریف لوگ تو سب مان گئے لیکن چارسو نفر لین والون نے جو چبیس برس کے ملازم تہے حقوق سابقہ کو فراموش کرکے فساد کیا اور سٹر جراین سٹر جان کپتان کو پکڑلیا اور وہ چند آدمی فیصلہ کو آئے سٹر جراین مذکور کو چہڑالیا اور انکو فہمائش کی لیکن گھڑی دو گھڑی بعد سب کے سب اوٹھکر چلدئے اور دیوانی کا ارادہ کیا اور سرکاری توپ جو انکی تحویل مین تہی لے چلے دروازے والون نے ہرچند منع کیا یہ نہ مانے اور ایک شخص کو زخمی بہی کر دیا اوسوقت شمس الامرا بہادر امیر کبیر اپنے خانہ باغ مین ہاتہی ملاحظہ کررہے تہے کہ ان دیہاتی گنوارون کے فساد کی خبر آئی اونہون نے فرمایا لوگون جاکر اونکو سمجھاؤ اگر مان جائین تو بہتر ہے ورنہ توپ ہماری سرکار کی ہے اون سے چہین لو شیخ محمد مقیم ہندوستانی باشندہ شیخ پورہ جو سرکار مذکور کے متعلقدارین روبرو کہڑے ہوئے تہے حکم لیکر جریدہ پیدل رحمت خان پہاڑ خان دو آدمیون کے ساتہہ اون کا تعاقب کیا یہ چوک تک پہونچ گئے تہے اوسکے بعد اور بہی لوگ سرکاری محمد حسن الدین خانساماں وغیرہ دوڑے اونہون نے جب ساکہ جمعیت آگئی تو ایک بار توپ کا فیر کیا یہ لوگ دو کانون مین ادہر ادہر ہوگئے اور فوراً دوسری بار

تیار کر کے حضور کی ڈیوڑھی پر جا پہونچے وہان دو عرب حسین علیخان کوتوال سابق نے جو شیخ محمد مقیم کو دیکھا
بسبب تعارف انکے اور کوتوال صاحب کے اونکے ساتھ ہو گئے اور ایک عرب نسبتی بہائی صالح محسن
جمعدار سرکار کا بہی آپہونچا جب ہی دوسری بار اونہون نے توپ کو خالی کیا اور بندوقین مارین عرب سرکاری
اور رحمت خان تو غریق رحمت ہوئے اور ایک بنیہ بازار کا مارا گیا محمد مقیم صاحب نے موقع پاکر تمنچہ
سے اول دو آدمیون کو مار لیا پہر تلوار سے گولہ انداز کو بہی تفنگ اجل کا نشانہ بنایا بقیۃ السیف سب
بہاگ کر اندر ہو گئے دو چار نے چاہا کہ توپ کو بہی کہینچکر دروازہ مین لے لین مگر پہیہ اٹک گیا وہ بہی
چہوڑ کر نکل گئے پہر نقارخانہ پر چڑہ کر اوپر سے بندوقین مارنے لگے اوسوقت شیخ صاحب نے بہت
جرأت کی کہ وہ توپ کا پایہ پکڑے ہوئے تہے اور گولیان برس رہی تہین حتی کہ انکے بازو پر خانسامان
محمد حسن الدین کے ہمراہیون مین سے ایک نوجوان کہڑا ہوا تہا اوسکے پیر مین گولی لگی وہ بہی گر پڑا
لوگ کہتے تہے آپ ہٹ جائیے وہ کہتے تہے مین ہٹا تو ایسا نہوگا. وہ پہر حملہ کرین اور توپ آئی ہوئی
پہر نکلجاوے اسمین کمک آپہونچی اور توپ کو کہینچ لائے اور وہ نمکحرام منہزم ہو گئے اور شوال کی ۲۶ تاریخ
محمد فاضل تعلقدار کے مکان پر جنگ ہوئی عربون نے قوم مسدریہ کے چار افغانون کو جو راجہ صاحب کے
حکم سے تنخواہ لینے کو آئے تہے نامبردہ کے ایماسے مار ڈالا بندگان عالی نے اصغا فرما کر از روے
انصاف فضل مذکور کو قصاص مین داخل زندانخانہ کیا ذیقعدہ کی چوتہی تاریخ بروز چہارشنبہ سلطانی بیگم صاحبہ مغفرت منزل ہمشیرہ [illegible]
سکندرجاہ بہادر زوجہ بشیر الملک محمد سلطان الدینخان بہادر مرحوم کی وفات ہوگئی اور بہشت برین مین داخل ہوئین عرصہ [illegible]
حضور فیضگنجور کی طبع وقاد پر خوب ثابت ہوگیا کہ ارباب غرض اور خود مطلب نے ناحق اپنے انتفاع کیلئے ہمکو بہیر بہادر سے
بدمزہ کر رکہا ذیقعدہ مذکور کی ۲۹ تاریخ بیاذ چوبدارونکو بہیجکر انکو ملازمت کیلئے طلب کیا جناب امیر کبیر جو ۱۰ تاریخ

حکام دکن کے بیان میں — دوسرا دور

ماہ رمضان المبارک سنہ گذشتہ سے امر دیوانی سے دست بر داشت ہوکر خانہ نشین تہے بلا تامل میانہ کی سواری مین
حاضر خلوت سامی ہوسے خود نے فورًا یاد فرمایا اور باریابی مین بہت سی باتین تالیف قلب کی ارشاد کین اور چلتے وقت
ایک عمدہ ہار جواہر کا قیمتی اٹھارہ ہزار روپیہ عنایت کرکے رخصت کیا خدا تعالیٰ نے شکر رنجی کو زائل فرمایا سب
ہوا خواہون نے مختتم ایسہم کو رفع ملال کی نذرین پیش کین دوسرے روز جناب امیر کبیر صاحب جاہ و
توقیر نے تیس ہزار روپیہ بابت نذر شکریہ کے ہاتہون پر بار کرکے حضور مین روانہ کئے پس منگل کے
روز ذی الحجہ کی چوتہی تاریخ دربار ہوا جنرل فریزر بہی آیا اور ریاست کے عدم بست وکشاد کے
بارہ مین آپسے گفتگو کی کہ اوسکے برخاست ہوتے ہوئے راجہ کو پیشکاری سے برخاست کردیا گیا
اوسکے بعد شاہ ظہور الدین وغیرہ جملہ چار آدمی سرکار راجہ صاحب کے گرفتار مواخذہ ہوئے اور
اونکا ذخیرہ سرکار دولتمدار مین ضبط کرلیا گیا اور آخر محرم شروع ۱۲۶۶ہجری میں ۲۷ تاریخ عمدۃ الملک محمد
رفیع الدین خان بہادر اور اقتدار الملک محمد رشید الدینخان بہادر ہر دو صاحبزادگان شمس الامرا بہادر امیر کبیر حسب الحکم
سامی کمانڈر انچیف چینا پٹن کے استقبال کو جو سیر کیلئے وارد بلدہ ہوا تہا اپنی دولتسرا سے نہضت کرکے
شمس آباد پر نزول کیا چنانچہ یکم صفر کو پانچ گہڑی دن چڑہے کمانڈر انچیف وہان آیا اور ہر دو صاحبزادگان
موصوف سے کمال تعظیم اور تکریم کے ساتہ ملاقات کی اور اپنے خیمہ مین اوترے اوسکے بعد دو گہڑی
دن رہے ضیافت کہانے کے لیے صاحبزادگان مذکور کے خیمہ مین آئے اور پانچ گہڑی رات گذرے بہرسے
فارغ ہوکر خوشی وخرمی کے ساتہ اپنی فرودگاہ کو واپس گئے اور علی الصباح کمانڈر انچیف اور ہر دو صاحبزادگان وہان سے کوٹہی کا
ارادہ کرکے ساتہ سوار ہوئے اثنار راہ مین پرانی عیدگاہ کے پاس سب اوترے اور کچہہ توقف کرکے پہر وہان سے جو سوار ہوئے تو آپس
مین محبت کی باتین کرتے ہوئے کوٹہی تک آئے پس کمانڈر انچیف اور ریزیڈنٹ انگریزی کی ملاقات ہوئی وہ تو داخل کوٹہی ہوئے

اور ہر دو صاحبزادگان شمس الامرا بہادر نے اپنے اپنے دولتسرا کو مراجعت کی بندگان عالی نے سماعت فرماکر ادسکو رخصت کمانڈر انچیف کے لیے خاصہ عنایت کیا ہر دو پہر کو سراج الملک بہادر نے بھی حضور سے اجازت لیکر کوٹہی پر گئے اور کمانڈر انچیف سے ملاقات کی اور پانچوین تاریخ راجہ رام بخش کے گھر پر سرکار کا توڑا ہو گیا اور وہ جریدہ مکان مین راجہ چندولال کے جا رہے۔ دسوین تاریخ زینت النسا بیگم میر عالم بہادر کی زوجہ مر گئین اور گیارہوین تاریخ سراج الملک بہادر نے کمانڈر انچیف کو بارہ دری مین بلا کر بہت تکلف سے رسم ضیافت ادا کی اوسکے بعد دعوت کی اور اپنے آپ بہائی کے روز مع صاحبزادون کے اپنی دولتسرا سے تشریف فرما ہے باغ ہوئے اور مغرب کے قریب کمانڈر انچیف بڑے انگریز کے ساتہہ کوٹہی سے نکلا جب داخل بلدہ ہوا چونکہ راستہ جانب امیر باغ تہا فقیر کے دولتخانہ سے ہوکر اول وہان اوترا اور امیر محتشم الیہ کے خانہ و باغ کی سیر و سیاحت سے بہرہ ہوکر وہان سے جہان نما کو آیا اور ضیافت کہا کر آتشبازی کو دیکہا اور وہان سے کشتی کے ساتہہ چلا گیا چونکہ اوسکو شیر کے شکار کا بہت شوق تہا اسلیے اوس طرف کا قصد کیا اور شہر کے اطراف و اکناف سے دو شیر مارے اوسکے بعد کل لین کے قواعد دیکہکر ماہ مذکور کی ۲۰ تاریخ بروز چہارشنبہ مچھلی بندر کو روانہ ہوا اونکی روانگی کے وقت بندگان عالی کے حکم سے شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے اپنے ہمراہیون مین سے چند سوار بنابر مشایعت بندر رند کو رنک ہمراہ کر دیے چونکہ اون روزون مین دیوانی کا کام تمام معطل تہا اور بڑے انگریز کو اوسکا بہت تقاضہ تہا اول خود بدولت نے رونق علیخان اور ظفر الدولہ اور سیف جنگ امیر مرزا محمد علیخان و علی یار الدولہ کو جملہ ارکان دولت مین سے انتخاب کیا ان چار امرا نامی مین سے کسی ایک کو دیوان کرنا چاہے اوسکے بعد یہ خیال کر کے گنیش راو نبیرہ پرتاب دید نی غفران مآب کی دیوانی کی تہی اثنا یہ امر موصی الیہ کو پہونچا ہے اس گوشہ گزین کو گھر سے بلوایا اور جب حاضر ہوا پیشکاری کی خدمت سے نامزد کر کے ایک سر کی سرپیچ اور اسو شتر فیان اور دو ہزار روپیہ نقد عنایت فرمایا اور لین کے سو جوان اونیس چوبدار اور بیس خدمتگار اور دس جا ہا تی منصبدار

اور بہت سے شاگرد پیشہ ہمراہ کر کے روانہ کیا اور امیر الملک بہادر کی حویلی کے رہنے کو اوسکے لئے ارشاد ہوا
اسکے علاوہ راجہ شنبو پرشاد کو مشارالیہ کے صرف کے لئے اوبیس ہزار روپیہ کی پروانگی ہوئی اوسکی صبح کو بارہ بجے
کے بعد مشارالیہ عماری میں بیٹھکر بخشی بیگم الملک اور کل جمعداران فوج دیوانی کے ساتھ رزیڈنٹ کی ملاقات
کو کوٹھی پر گیا وہان جو کچھ گذرا آئندہ بیان کیا جاویگا غظیہ جعضوریت جبان بہرہ کے صرف میں آیا سو آیا باقی
واپس ہوگیا اور مدار المہام کی جگہ مدت تک خالی رہی ادہنکی بعد ظفر الدولہ کی لین والے تنخواہ کے مطالبہ کیلئے
چند روز سے فساد کر رہے تھے اس لئے جمادی الثانی کی ۱۳ تاریخ بروز دوشنبہ شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو
اونکی برخاست کرنیکا حکم ہوا بہادر موصوف نے چند لوگ فہمائش کے لئے اور چند جوانان بار لیکے علاقہ کے
رعب داب کے لئے بھجوا دیئے گنوار لڑنے کو کھڑے ہو گئے لیکن ان جوانون نے مار کر ہٹا دیا اسمین دو جوان
زخمی اور دو راہگیر ناحق مارے گئے اسی زمانہ مین روہیلون نے دہارور کا قلعہ اپنے قبضہ مین لاکر سر شورش بلند کیا تھا
کنٹنجنٹ کی جمعیت نے جاکر اونکی خوب گوشمالی کی اور اہل قلعہ کو ظالمون کے دست تعدی سے چھوڑا لیا اور
مفسدون کو وہان سے نکالدیا اور اخبارات سے معلوم ہوا کہ رجب کی چوتھی تاریخ روز شنبہ آدہی رات
کیوقت کرنول مین تنبھدرا ندی مین دفعۃً ایسا جوش آیا کہ نصف شہر بہگیا بیجاپور کے تاجرون کا بڑا نقصان
ہوا نیم شعبان کو بہرعلی جمعدار کے مکان پر فساد ہوا طرفین کے دو چار آدمی اور ایک دو تماشائی مارے گئے سلطان غالب جنگ
کے عربون نے جمعدار صاحب کو پکڑ لیا اور دوسری کو حبلہ سیاہ کئے جمعدارون اور رسالدارونکا در دولت عالی پر بڑا ہجوم ہوا
خود بدولت نے ٹھہرایا کہ دو لاکھ روپیہ نقد دلوائین اور یکم ماہ منہ سے تنخواہ جاری کردین وہ اس بات کو مان گئے
لیکن تجویز مذکور ظہور مین نہ آئی دریچولالال دروازہ اور فتح حصار بلدہ کا بہت پرانا ہوگیا تھا معماران شہر نے کوتوال کے
اہتمام سے گراکر از سر نو بہتر تعمیر کیا اور اوسکے بعد ایک منصبدار شاعر خوش فکر احمد علی نام شہید تخلص بدر جنگ عبداللہ بن علیخان بہادر

کے مکان کے قریب رہا کرتا تھا دفعۃً اوسکی بیٹی شب کے وقت مکان سے غائب ہوگئی وہ غریب اور گھر والے سب کے سب حیران کہ آخر کیا ہوگیا تین یا چار روز گذرنے کے بعد اسی مہینے کی چودہوین تاریخ علی الصباح منصب دار مذکور نے جب باہر جانے کو کواڑ کھولے تو ایک گٹھری چادر مین بندھی ہوئی دروازے کے باہر رکھی ہوئی ملی کھولکر دیکھا کہ یہی لڑکی کسی نے جان سے مارکر ڈالدی ہی لیکن کسی چیز کا زخم جسم کے اوپر نمایان نہین اور قاتل کا کچھ پتہ نہین حضور مین فریادی ہوا خود بدولت نے ایک سو روپیہ دلوا دئے اور فرمایا بالفعل اسکو دفن کردو آیندہ کچھہ دریافت ہوجائیگا اوسوقت تو اوسنے مان لیا بعد وہ چند روز تک قصاص کے لئے پھرتا رہا آخر کار جب اوسکی داد رسی نہوئی تو ایک رومی کے نام سے جو عبداللہ بن علیخان جمعدار کا خسر تھا اشتہار دیا اور رزیڈنٹی مین متغیث ہوکر جا بیٹھا اسی آخر ماہ مین ایک میقہ لارڈ کا حضور کے نام آیا اوسمین زر قرضہ سرکار کمپنی کا سخت تقاضہ تھا سراج الملک بہادر جمیع مقدمات کے ذمہ دار ہوکر مکرر دیوان ہوے اور رمضان المبارک کی پندرہوین تاریخ رشید الملک منشی خاص نے عالم جاودانی کا سفر کیا اور اونکے فرزند ابتدا اسی مہینہ مین منشی گری کی خدمت سے ممتاز ہوئے بائیسوین روز پنجشنبہ دوپہر کیوقت دفعۃً رود موسیٰ کو طغیانی ہوئی پل کے اکیس در پانی سے بہ گئے چند آدمی جو کنارے پر غافل کھڑے تھے بہگئے اور کچھ چلہ پائے ہی تلف ہوئے شوال کی ۲ تاریخ ایک سوداگر دو شتر گاؤ پلنگ لیکر وارد بلدہ ہوا تمام امرا جمعدار صاحبزادون کل ارکان دولت ادنیٰ و اعلیٰ نے سوائے حضور کے ملاحظہ کیا لیکن کسی نے نخرید آخر ذیقعدہ مین ایک جاگیر پانچ ہزار روپیہ سال کی ہندوستان کے مواضع مین سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے سجادہ نشین کو جو چند روز سے تشریف فرما تھے حضور نے مُہری سند سے تواضع کی - ذی الحجہ کی اٹھوین تاریخ عرفہ کے روز محمد وزیر کوتوالی سے موقوف ہوئے اور بارہوین تاریخ کو فضل الدینخان بن امام الملک اس کام پر مامور ہوئے چھبیسوین محرم الحرام ۱۲۶۳ ہجری مین گوبند بخش برادر راجہ رام بخش کو حسب الارشاد والا صاحبون نے لیجاکر قلعہ گولکنڈہ مین داخل کیا - پھر چودہوین صفر کو کوتوالی کی

موروثی خدمت حسن علی خان طالب الدولہ کی طرف مسترد ہوئی اسی مین اکبرجاہ بہادر کی طبیعت علیل ہوگئی
بشیر النسا بیگم صاحبہ اونکی عیادت کے لئے گئین اور اپنے بھائی کو دیکھ آئین ربیع الثانی کی نوین تاریخ بروز شنبہ
بہادر مذ الیہم کا انتقال ہوگیا اور شہر مین اونکی کوئی رسم تعزیت عمل مین نہین آئی بیس بائیسوین کو تفریح طبع
اور سیاحت سبزہ زار کیلئے خود بدولت سرور نگر مین رونق افزا ہوئے جمادی الاول کی پانچوین تاریخ مراجعت
کے وقت سراج الملک شہید باغ مین اوترے ہوئے تھے اونکو جسوقت سواری کی خبر پہونچی نے فوراً اونہون نے
بھی سیر کا ارادہ کیا ہندوی پٹھان دروازہ باغ کے اوپر خیمہ جماکر طلب تنخواہ کے لئے جو بیٹھے ہوئے تھے
مانع آئے ہرچند کہ بہادر موصوف نے سوار ہونے مین تامل فرمایا اور چاہا کہ وہ اول مان جائین تو بہتر ہے لیکن
حاضرین نے مزاج کو متغیر کردیا اور کرسی میانہ آیا یہ تو مسند پر سے اوٹھکر اوسمین آبیٹھے مرفہ بجنے لگا وہ بولے
اگر ہم اسوقت خاموش ہو رہے تو عزت ہی گئی ہمارا پیشہ سپاہ گری کا ہے فوراً تیار ہوکر واسطے حائل ہونے کے
میدان مین آکھڑے ہوئے بیچ مین جو لوگ تھے دلاور جنگ محمد خان وغیرہ سے حجت و تکرار زیادہ ہوئی
آخرکار ہتھیار چلا اون بیچارون کو عربون نے اول ہی مرکز وار اپنے دائرہ مین گھیر کر اونپر وار کرنے شروع کئے
آفرین اونپر کہ باوجود زخمی ہوجانے اور گر پڑنے کئی شخصون کے جو بچ رہے تھے تلوارین سونتکر جو سامنے پڑا
روانہ ملک عدم کا کیا میانہ تک پہونچ گئے ایک نے تمنچہ جھونک دیا خیر ہوئی ایک چھرہ رخسارہ پر آ لگا اور وہین
اٹک رہا کہار میانہ کو پھیر کر اندر باغ کے لیگئے اور فوراً دروازہ بند کرلیا کوتوال صاحب ایک گڑھے مین اوتر گئے لوگ اونپر پھرین
روپے ہوئے تھے آخرکار سب مارے گئے بعد دو گھڑی کے جب امن ہوگئی تو سواری مکان کو واپس آئی چھرے کو
نرمہ گوش کے قریب سے چیر کر نکالا تو وزن مین ڈیڑھ ماشہ کا تھا اس جنگ مین وا پٹھان مارے گئے اور چار زخمی ہوئے اور لوہین عربون مین
سے آپس کی گولیون سے چالیس شخص مارے گئے اور سو آدمی زخمی ہوئے اوس روز پٹھانون نے ایسی جرأت کی تھی کہ فی المثل اگر ہر ایک کو

ستم کش کیا آپ تو نوابی میں بہت کام آئے جو لڑکو مار آئے تو اوسکے بعد چونکہ پندرہ روز سے پندرہ لاکھ روپیہ کی درخواست شمس الامرا بہادر امیر کبیر سے تھی جب مدار المہام نے التماس کیا تو انہوں نے کہا روپیہ ان دنوں نہیں ہے اسی طرح سے گوش گذار خدمت کرکے کہا تھا کہ ملک سرکار خود دیکھ لیا تھا کہ ہر وقت اسقدر روپیہ طلب کیا جاتا ہے تب پیادہ بہادر و پنکور نے گزارش کی کہ سرکار کا جو ملک سپاہ کی تنخواہ کیا ہے اگر کچھ بھی منظور ہو تو حساب حاضر ہے ملاحظہ فرما لیجئے اول تو صاحب دفتر دال لال بہادر پیچھے آئے اور جب دیکھا تو اس حیلہ سے کام نہیں نکلتا کہنے لگا کہ حساب کا ہمیشہ کا ہی خسارہ رہتا ہے اسقدر نکالے مناسب ہے تب بہادر دق ہو گئے کہ اگر ایکا خسارہ کا رفع طلب ہی تو داد دیجئے پیدا وغیرہ اور بھی ہیں سب روپیہ لینا چاہتے ہیں ہی اپنی معاش میں سے اپنی حیثیت کے موافق دو لاکھ روپیہ دینے پر راضی ہوں پیچھے سراج الملک بہادر اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے یہ کہنے لگے کہ خود تو ملک میں رعایت فرماتے ہیں لوگ بچارا ہوں جمعیت روانہ کیا ہوں ملک سب ضبط کر لیتا ہوں کسی تعلقہ دار آباد ہو جب مدار المہام کی طرف سے نقشہ فساد کا نظر آیا شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے دوبارہ حضور میں اطلاع دی اور عرض کرائی کہ مدار المہام کا ارادہ معلوم ہوتا ہے خداوند نعمت ولینعمت میں محتاج ہر کار دولتمدار کے فرمان والاشان سے ہرگز گریز نہیں ایک آدمی سرکار کا کافی ہے جو حکم لے آوے واسطے اطاعت امر کے دل و جان سے حاضر ہوں کسی بات کا عذر نہیں ہے کار پردازوں سے تو سب طرح سے مقابلہ پر آمادہ ہوں ہیلو تہی کسی صورت سے نہیں کر سکتا ہوں امیروں میں اور روہیلوں کی گذشتہ آمد ہوئی توجہی درباہ تقسیم ہوا صورت غدر کی بند ہوئی خود بدولت نے اصغا فرما کے ارشاد کیا کہ اگر دیوان اور ایسے بڑے امیر کے میں مناقشہ ہوا تو ضرور فتنہ عظیم برپا ہوگا۔ چونکہ عنایت الٰہی شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے حال پر سابق سے ہی چلی آتی تھی اور روز افزون مہربان ہو کر صاف کہلا بھیجا کہ ہم فقط سراج الملک کے کہنے سے اسقدر روپیہ تم سے ایکدم نہیں چاہتے تھے اگر تم سے ایک مشت سبیل نہیں ہو سکتی ہے تو کچھ مضائقہ نہیں بتدریج ادا کر دینا۔ ہمارا حکم بھی نافذ ہوتا ہے اور تم بھی بار نہیں ہوتا پس شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے دو لاکھ روپیہ نقد گذرانے اور باقی کیواسطے دو لاکھ سالانہ

مقرر ہوئے چنانچہ اونکی دستاویز تحریر نہ ہوئی خود بدولت خوشنود اور آپ بھی مطالبہ سے بیفکر ہوئے اور مقدار فوج
اپنی ہمراہی سے تخفیف کر دی کہ خرچ و آمدنی اپنی سرکار مین مساوی ہو اور نگہداشت سب برطرف ہوئی پس ماہ
رمضان مین نور الملک بہادر کو مرض استسقا کا عارض ہوا چونکہ حضور پرنور بدولت انکو بہت چاہتے تھے اور وہ بھی نہایت
مطیع و فرمانبردار تھے کئی مرتبہ عیادت کے لئے تشریف لائے اور صاحبزادیوں سے دل روشن الدولہ بن بدر ذو الفقار الملک
قمر الملک ظفر الملک و فرزند صمصام الملک کے او بیگمات و محل جہان پرور بیگم صاحبہ و جمال النسا بیگم صاحبہ و نجم النسا
بیگم و حشمت النسا بیگم صاحبہ بہو شمس الامرا بہادر امیر کبیر ہین یہ لوگ بھی ایک ایک مرتبہ سب قرابت قریبہ کے جاکر دیکھہ دیکھہ آئے اوائل
جمادی الثانی کے مہینے مین کروڑ گیری بلدہ کی راجہ نانک بخش کی معزولی ہونے سے راجہ بالمکند کو ملی - سوا ام سقط نے
کچھہ تحفہ نواب کے لیے بھجوایا اور بمعرفت رزیڈنٹ کی گذرا نواب ممدوح نے وہ تحفہ انہین کو عنایت کر دیا اور سکھون نے طلب
تنخواہ کیلیے غلو کیا اور پانچ چار ہزار روپیہ رونق علیخان بہادر کی جاگیر سے آرہے تھے اونہون نے بلدہ کے قریب اثنای
راہ مین چھین لیے پس واسطے تنبیہ سکھون کے شمس الامرا بہادر کی جمعیت مامور ہوکر چشمہ کے قریب جا اوتری اور آخر شوال مین
دو شخصون نے بھوتی کے دیار مین آکر سوناجی پنڈت دفتر دار سرکار علاقہ رای ریان راجہ شام راج کو دم دیکے مین
پکڑ لیا اور ایک تنگ و تاریک حجرہ مین لیجاکر بیٹھہ گئے اور چند مطالبون کی درخواست کی جب اونہون نے اپنے مدعا
نہ پیش گئے تو حضور اور سراج الملک بہادر اور جملہ ارکان دولت کو پنڈت جی کی خلصی کی فکر ہوئی اچھے اچھے لوگ آکر سمجھانے
لگے سراج الملک بہادر کی طرف سے بھی فہمائش کی گئی آٹھہ دس روز تک اسکا چرچا رہا اونہون نے کسی کا کہنا نہ مانا اور اپنی
سفاکی سے چار دیواری کی پناہ مین دلیر ہوکر جسکو چاہتے تھے زبان پر جو آتا تھا کہتے تھے اور ارکین دولت کی بیوفائیان
بیان کرتے تھے اور جملہ مقدمات اپنی جان بخشی اور پنڈت جی کی رہائی کیلیے بڑی انگریزی کی اطمینان چاہتے تھے آخر کار
یہ انجام ہوا کہ حسب الارشاد دولاور نواز جنگ محمد خان رسالدار نے جاکر ایسی شایستہ تدبیر کی کہ سوناجی پنڈت زندہ نکل آئے

اور وہ دونون مارے گئے خود بدولت نے سنکر فرمایا خوب ہوا اونکی لاشین گورک املی کے درخت سے لٹکاؤ تاکہ لوگ
عبرت حاصل کرین اور پہر دیگر ایسا عمل نہ لا ئین۔ ماہ ذی الحجہ مین تمام پٹہان او جمعدار وغیرہ دربدولت پر آئے اور دنگا و فساد کیا اور
محرم کی پانچوین تاریخ ... ہجری مین منور الملک بہادر نے وفات پائی خود بدولت نے اون پر اور اونکے دفن ہونے تک خاصہ تناول
نفرمایا اور لنگر تک لینے کو منع کیا اور شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے بہی اپنا لنگر موقوف رکہا اور افتخار الملک شیخ بلند خان بہادر نماز
جنازہ کیلئے مکہ مسجد مین آئے اور بعد ادائے نماز و فاتحہ کے بہت آبدیدہ ہوئے پس سکہون نے دو مہاجن ساکن کاروان کو اونکی
راہ مین پکڑ لیا اور اندکیری مین جہان اونکی چہاونی ہی لیجا کر نگرانی مین رکہا اور یہ شہرت دی کہ جبتک ہماری تنخواہ کا
فیصلہ نہوگا ہم انکو نہ چہوڑین گے اور اپنی تنخواہ کے سب روپئے اونسے لینگے خود نے یہ سنکر پٹہان او جمعدار لوگ
جو بوجہ نہ ملنے اپنی تنخواہ کے آمادہ فساد کے بیٹھے تہے ان سے فرمایا کہ تم جاکر سکہون سے مہاجنونکو چہڑا لاؤ
ہم تمہاری تنخواہ دلوا دینگے فوراً اس بات کے سننے ہی کل جمعدار او پٹہان وغیرہ وہان جا اوترے وہ بہی ہزار دس تہے کچہ
خاطر مین نہ لائے من بعد عربی لوگ مارنے کیلئے روانہ ہوئے اور لیجئے شمس الامرا بہادر امیر کبیر کے حسب الامر آمادہ ہوے چونکہ جمعیت
سرکاری نشیب مین مابین تالاب میر عالم بہادر اور دریا موسی کے اوترے ہوتے تہے اور وہ ٹیلون اور پہاڑونکی بلندی پر مقیم
تہے کدال اور پہاوڑے لیکر پشتہ پر جا بیٹہے اور کہنے لگے کہ ہم اسکو توڑے ڈالتے ہین بلکہ اور سبکو غرق آب کئے دیتے ہین پہر کئی روز
مین بعد بڑی حجت و تکرار کے مدبر جنگ عبد اللہ ابن علیخان اور جانباز جنگ عمر ابن عوض خان ان دو جمعدار و نے عربون کے
سکہون کے جمعدارون کو بلوایا اور اونکو راضی کرکے چہیانوے ۹۶ ہزار روپیہ نقد دیکر ساہوکارونکو چہڑا لیا اور
خوشی کی توپین چلائین اور بندوقین جلاتے ہوئے چلے آئے اوسکے بعد سب جمعیت برخاست ہوگئی او فیصلہ ہوگیا اور ماہ صفر
مین کلیانی سے خبر آئی کہ منا صاحب نے وفات پائی اور حسب الارشاد محمد وزیر واسطے ضبط مال و اسباب کے روانہ ہوا اور
تمام مال متروکہ اونکا اونتیس ہزار روپیہ نقد اور چہ سو اشرفیان خزانہ مین داخل کین اور ماہ ربیع الاول مین تمام صاحبزادے

تنخواہ ضبط کرنیکو مستعد آئے مگر کچھہ بندوبست نہوا پھر ماہ مذکور کی ۲۴ تاریخ چہارشنبہ کے روز حسن علیخان طالب اللہ کوتوال ہوئے اور انکا ایک لڑکا تبنیٰ جسکو دہ گیارہ سال کی تہی حراست کے کام پر مامور ہوا اور محمد سعید نام حبشی خواجہ سرا جو سابق سے پیشدست حسنعلیخان کا تہا مختار خدمت رہا اور اس مہینہ کی ۲۵ تاریخ جنرل فریزر صاحب نے خدمت سفارت سے استعفا دیکر لندن کو چلے گئے پہر جمادی الاولی کی ساتوین تاریخ جمعہ کے روز افضل الدولہ بہادر ولیعہد سراج الملک بہادر مین تنگہ ہوا اور اسی مہینہ کی ۲۶ تاریخ دوشنبہ کے روز کرنیل جانلو صاحب بجای جنرل فریزر صاحب کے کوٹھی مین داخل ہوے اور بعد ورود کرنیل مذکور کے کئی دربار ہوے اور برابر سپاہ کنٹنجنٹ کی تنخواہ کے بارہ مین گفتگو رہی آخر کار خود بدولت نے کل اکیاون لاکھہ روپے کا ملک از انجملہ چہتیس لاکہہ بابت تنخواہ اور باقی اخراجات متعلقہ اور قرضہ وغیرہ سابق مین اپنے احاطہ قلمرو سے اونکی سپرد کرکے ہروقت کے تقاضہ کو دفع کیا چنانچہ اسکا مفصل بیان انشاءاللہ تعالی دفتر سوم کے آخر مین آویگا پہر شعبان کی تیرہوین تاریخ شنبہ کے روز مہر خاص اس عہدنامہ پر کرکے عنایت کیا اور اسی روز ایک پہر شب گذرے ہیضہ وبائی کی بیماری سے جہان پرور بیگم صاحبہ خاص زوجہ مغفرت منزل نے وفات پائی اور اسی مہینہ کی سترہوین تاریخ میر فیض الدین پسر کلان مقبل علیخان بہادر نے بہی اس صدمہ کے سبب سے وفات پائی اور ۱۸ تاریخ جمعہ کی شب مین سراج الملک بہادر نے بہی کوچ فرمایا اور ۲۱ تاریخ پہر بالک بخش کڑورگیری کی خدمت پر بالمکند کے معزول ہونے کے بعد مامور و مقرر ہوا اور اسی مہینے کی ۲۲ تاریخ منگل کے روز سالار جنگ بہادر فرزند شجاع الدولہ بہادر ابن منیر الملک بہادر مرحوم تیس سال کی عمر مین دیوانی کی موروثی خدمت پر سرفراز ہوئے اور اونکے ساتہہ راجہ نرندر پرشاد پسر راجہ بالا پرشاد ابن لالہ چندولال بہی چوبیس سال کی عمر مین پیشکاری جدی کی خدمت پر مامور ہوئے اور نیز بدستور جانشین صدر الصدور صدر صدارت پر متمکن ہوئے اور قلعہ کے کام پر فرزند قلعہ دار چار سال کے لئے بحال ہوئے چونکہ یہ سب ارکان دولت کم سن اور نوجوان ہین اس لئے کسی شخص نے

ان سب کا مادہ تاریخ یہ لکھا ہے ع نذرآمد ریاست جہاں بازی گاہ طفلان شد۔ لیکن یہ بات غلط ہو اس لیے کہ سالار جنگ بہادر گو جوان ہین مگر اپنی تدبیر اور حسن انتظامی کے اعتبار سے پیر ہین وعلی ہذا القیاس۔ پہر ۲۵ تاریخ جہان پرور بیگم صاحبہ کے مواضعات ضبط کرنے کا حکم ہوا میر بادشاہ اونکے فرزند سنکو میانہ مین سوار ہوکر کوٹھی کو چلے گئے کرنل ڈیوڈسن نے اون سے ملاقات نہ کی اور حضور مین رقعہ لکھا حضرت نے سیف جنگ سے یہ فرمایا دہ جاکر اونکو سمجھا کر لے آئے اور اسی مہینہ کے اخیر تاریخ چہارشنبہ کے روز معظم الملک محمد بدرالدین خان بہادر نے وفات پائی مادہ تاریخ اونکی وفات کا فی البدیہہ راقم نے یہ کہا ہو (حیف معظم الملک) اور ماہ شوال مین اخبار سے معلوم ہوا کہ شیراز مین برابر ایک پہرتک زلزلہ عظیم رہا اسمین بقول بعض ۱۵ ہزار اور بقول بعض ۲۰ ہزار آدمی اور اسی قدر جانور تلف ہوئے اور ماہ نتیجہ کو کرنل لو بہادر ہی جان الکذرندر سی پی ایس بی بہادر کی جگہہ تبدیل ہوکر روانہ ولایت کے ہوئے اور ۱۰ تاریخ کو بندگان عالی نے تہنیت عید کا دربار مرتب کیا اور صاحبزادے کبیر افضل الدولہ میر تہنیت علیخان بہادر اور روشن الدولہ جہانگیر خان بہادر مع چند دیگر برادر زادون کے بولائے گئے فرزندون اور برادر زادون اور دیوان و پیشکار کے نواب صاحب نے نذرین لین اور باقی کی نذرین لینے کے لئے شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو حکم ہوا امیر صاحب باجاہ و توقیر حسب الحکم والا جمعداران و منصب داران و اہلکاران وغیرہ سے جو جو حاضر تھے نذرین لے ایک کشتی مین رکھتے گئے اور فارغ ہونے کے بعد حسب معمول خود بدولت برخاست ہوئے اور سہ پہر تک صاحبزادے بھی اپنی اپنی دولتسرا کو روانہ ہوئے۔ بعد ازان حضور پرنور آخر ماہ مین واسطے تفریح طبع کے سرور نگر مین رونق افروز ہوکر چاندرات کے روز داخل بلدہ ہوئے واضح ہو کہ سن جلوس سے ۱۲۶۹ ہجری کے اسی ماہ کے آخر تک نواب صاحب کی مدت سلطنت ۲۵ سال ایک ماہ ۱۱ روز ہوتی ہے سن شریف حضرت کا ۶۱ سال کا ہے اور خیریت سے جناب سلطنت مآب کے

دو صاحبزادے ہیں اول عنوان صحیفۂ دولت دیباچہ کتاب خلافت کا ۔ نگار منظہر لطف پروردگار رحمٰن پناہ خورشید نگاہ پیش بین غرو گزین وفاکیش دوراندیش قدرانداز فیروز ورز رزودست نواز دشمن سوز شہسوار گردون وقار رقوت بازوے شجاعت رونق چہرۂ وجاہت فروغ دودمان زیب انجمن خاندان درۃ التاج جہانبانی زینت اورنگ کشورستانی آرائش میدان جرأت پیرائش ایوان عفت دین پرور رعایا پرور اختر بانع مناہی دافع ملاہی برگزیدہ اخلاق فرشزادہ انفس وآفاق باعث افتخار افضل الدولہ تہنیت علی خان بہادر سے نصرت و اقبال رابادے رکاب اندر رکاب نصرت و تائید را باد ی عنان اندر عنان لازالت شمس اقباله ونوال مشرقةً فی الآفاق مادامت فی الله آثار الشمس والاشراق ۔ دوسرے روشن الدولہ میر جہانگیر علی خان بہادر ترمیم نصف فوقانی چار منار کی اور بنا رپل دروازہ پر چادر گھاٹ کے کہ جس کا ذکر آئندہ آتا ہے اور حویلی کہنہ کے اندر راحت محل یہ سب عمارات نواب صاحب نے ہی تیار کرائی ہین ۔ الحاصل (۱۳۰۲) سال ریاست شش صوبہ دکن کے زیر فرمان اولاد امجاد نواب مغفرت مآب آصفجاہ نظام الملک بہادر طاب ثراہ کی ہے اللّٰہم زد فزد و تمم تندسے تا ہو رونق عارض تاباں پہ مہر و ماہ کے مدتی پامال ہوں ولاد آصفجاہ کے

خاتمہ دفتر دوم

دفتر دوم کے خاتمہ میں بیان ہے بعض بلاد اور اماکن و قلعجات مملکت دکن کے تعمیر ہونے کا اور اس نواح کے چند رسومات عامہ کا اور خاص حیدرآباد کے بعض بعض مقامات کی وجہ تسمیہ اور وہاں کے محلات و باغات نامی کے بیان میں مع ضمیمہ احوال راجہ چندولال اور گوشوارہ صوبجات کے ۔ پوشیدہ نرہے کہ اب راقم مختصر طور پر عمارات نامدار کا بیان کرتا ہے کہ جنکے حالات بالا نہین مذکور ہوے ہین اور نیز

نواب صلابت جنگ کا بیان

ارکان دولت کا بیان

چند مقامات اور رسومات اس دیار کے جو خواص و عام میں مشہور ہیں اور اونکی معلومات کی طرف طبیعت ہر صغیر و کبیر کی مائل ہے چونکہ عند التالیف اوراق گذشتہ کے کتب سابقہ سے التقاط و استنباط کیا تھا لہذا انکا مرتبہ تحریر مین لانا ترک کرنے سے اولیٰ و انسب سمجھکر اسجگہہ حوالہ قلم کیا جاتا ہے اور حقیقت بلدہ کے خاص اون باغات و عمارات کی کہ جو وسعت و رفعت مین بے مثل اور نضارت و لطافت میں بے بدل ہاین چونکہ یہ معاملہ روبرو کا ہے لہذا اس امر کو ضروری جانکر ملحق کرتا ہے تاکہ ارمغان یعنی بدلہ و تحفہ مردمان گزیندہ کا ہو

قلعہ دولت آباد کی بنار کا ذکر

واضح ہو کہ قلعہ دولت آباد مملکت دکن میں سب سے پہلے تعمیر ہوا ہے جسکی بنار راجہ ایل نے ڈالی ہے پس بسبب گردش دور دوار کے راجہ زادیو کے تصرف مین آیا اور سنہ ۶۹۴ ہجری مین بقول بعض علاء الدین برادر زادہ سلطان جلال الدین خلجی والی دہلی کا اور بقول بعض کے خود سلطان بنفس نفیس افواج شایستہ سے دوڑ کر کے بعد قتل کثیر کے مال کثیر قبضہ تصرف مین لایا اور باج و خراج مقرر کر کے نہضت فرمائی یہ ابتدا حکومت اہل اسلام کی اس نواح مین ہے ۔ ازان بعد سب سے پہلا حاکم مستقل سرزمین دکن کا حسن کانگوئی بہمنی ہوا ہے اور اوسکے عہد حکومت سے اسوقت تک اسلامیون ہی کے قبضہ مین ہے چنانچہ ما سبق مذکور ہوا ہے اور جبکہ رام دیو راہی عدم ہوا اور اوسکا فرزند فرمان روا ہوا وہ بسبب چند حرکات ناشایستہ کے ملک نائب کے ہاتھ سے نہایت بدترین افعال سے مقتول ہوا پس بوجہ تغیرات زمانہ کے دودمان شاہان نظام شاہیہ کے تصرف مین آیا اور سنہ ۱۰۴۲ ہجری مین شاہجہان کے عہد حکومت مین مہابت خانکی سعی سے ملحق ممالک محروسہ تیموریون کا ہوا اور اب زیر تصرف دودمان آصفیہ کے ہے اسکا اصل نام دہارا نگر اور دیوگڈہ ہے سلطان محمد تغلق شاہ نے اسکی شہر پناہ بنوا کر دولت آباد نام رکھا ہے اور ملک ہند کی کتب تواریخ مین مرقوم ہے

کسدوالاکہہ سنگتراش راجہ مذکور کے اہتمام سے واسطے تیاری قلعہ سطور اور کوہ ایلورہ کے ملازم و مامور تھے۔
کہتے ہین کہ ان اُستادان سبک کار چابک دست فرہاد فن نے رنگ رنگ کی مورتین اور قسم قسم کے مکان اس جگہہ
تراشے ہین کہ واسطے نظارگیان اس ملک کے جبل مذکور کو آئینہ نگار خانہ چین کیا ہے اور نہایت خوش اسلوبی
اونہون نے اپنے کمال کی داد دی ہے فی الواقع سنگ خارا سے موم کا کام لیا ہے جو لوگ دیکھہ آئے جب
ذکر کرتے ہین تو مدت شمار و تعریف سے اوسکو یاد کرتے ہین اور اون بنانے والون کو آفرین کہتے ہین درراجون کی
ایک تواریخ مترجمہ زبان انگریزی مین یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے پانسو سال قبل جینیون
کے زمانہ مین ایلورہ کے مناک اور مورتین بنی ہین اونکے بعد جب برہمنون کی ترقی ہوئی اور فن سنگتراشی کا مرتبہ
کمال کو پہونچا تو اکثر صورتین حیرت افزا اور صنعتین ہوش ربا اختراع کی ہین

قلعہ آسیر کی بنیاد کا ذکر

قلعہ آسیر آسا نام ایک اہیر نے احداث کیا ہے چنانچہ اصل لفظ آسا اہیر ہے کثرت استعمال اور مرور دہور سے
اوسکے تین حرف یعنی دو الف اور ایک حرف ہے ساقط ہوکر (آسا اہیر) کا آسیر ہوگیا ہے اور اہیر گائی
بیلون کے چرانے والے کو کہتے ہین اور (آسا) صوبہ خاندیس کے عمدہ زمینداروں مین سے تہا اوسکے
آبا و اجداد سات سو برس سے اس کوہ رفعت شکوہ کے پناہ مین رہنے والے تھے اور ابتدا مین اوسکو
اس لئے حفاظت و نگہبانی مویشی کے مٹی اور پتہرسے بنالیا تہا جب آسا کا وقت آیا چونکہ وہ اقتدار
زیادہ رکھتا تھا قدیم دیوارونکو توڑکر حصار سنگ و گچ کا بکمال متانت و لیاقت سے بنایا لہذا اوسیکے
نام سے اس قلعہ نے شہرت پائی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

—∴—

بلدہ برہان پور اور زین آباد کی تعمیر ہونیکا بیان

شہر برہانپور نصیرخان فاروقی نے حضرت برہان الدین اولیا قدس سرہ کے نام سے سنہ ۸۰۰ھ مین اور زین آباد جناب شیخ مخدوم زین الحق زین الدین نور اللہ مضجعہ کے نام سے بسایا ہے۔ اور برہانپور کی فصیل خود مغفرت مآب نے بنوائی ہے۔

بنای کالا چبوترہ او شہر اورنگ آباد کے بیان مین

احمد نگر کا چبوترہ سلطان نظام بحری نے واسطے تماشے جنگ افیال کے احداث کیا ہے اور شہر اورنگ آباد سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے آباد کیا ہے

گولکنڈہ و قدیم پور و شہر حیدر آباد و چہار منارہ و مکہ مسجد کے احداث کے بیان مین

گولکنڈہ کا قلعہ ابتدا اگر کشن راو مرزبان نے اینٹ و مٹی سے بنایا تھا ازان بعد ابراہیم قطب شاہ نے مصطفیٰ خان کی درخواست سے سنگ و گچ سے مستحکم کیا ہے چونکہ قلعہ مذکور دار السلطنت قطب شاہیون کا تھا اور دریای موسی قریب تھا شہزادے سلطان محمد قلی کے کہ نکار دوست شخص تھا اوس طرف صحرا خوشگوار سبزہ دار واسطے عام ممانعت عبور صادر و وارد کے تھا۔ کہتے ہین کہ اسکی تعمیر مین چھیانوے ہزار روپئے صرف ہوے ہین پس سال کے تفاوت مین سنہ ۱۰۰۰ کے اندر حسب الارشاد سلطان قلی کے اس شہر کی بنا قائم ہوئی چھ سال کی مدت مین کام معمورہ کا مع عمارات نو تعمیر شدہ کے تیار ہوا ہے چنانچہ فی الجملہ محدثات اور اماکن سلاطین قطب شاہیہ کی طرف اشارہ کہ جنمین سے بعض ویران اور بعض منہدم ہوگئی ہین دفتر دوم مین کیا ہے اور بنا شہر کا مادہ تاریخ یا حافظ ہے اسوقت شہر بے حصار تھا۔ پس مبارز خان نے اوسکی فصیل کی بنا ڈالی اور نواب آصفجاہ نے اوسکو تمام کیا۔ کہتے ہین کہ اول چار منار کی جگہہ پر ایک بڑا دیول تھا بعد ازان ان عمارات عالیہ کی ترمیم ہوئی جسکی بلندی (۶۶) گز ہے اور مسجد مکہ کی کسی نے تاریخ بیت العتیق بیان کی ہے اور چونکہ لغت عربی

دفتر دوم

مین عتیق خانہ کعبہ کو کہتے ہین شاید وجہ تسمیہ اسکی یہی ہو اور ایک قطعہ کے حاشیہ پر یہ لکھا ہی کہ محمد قلی قطبشاہ سے ابوالحسن تاناشاہ تک آٹھ لاکھ روپے اوسکی تیاری مین صرف ہوئے ہین اور اسکا حصار سنہ ۱۰۰۰ھ مین جیسا کہ کتبہ سے ظاہر ہوتا ہی بنا ہے اور راقم نے جو اسکا ارتفاع چھت پر چڑہکر سنا قول واش سے ناپا تو جانب شمال سطح فوقانی چبوترہ سے بالنگر برج کے فوتک چار انگشت کم (۲۴) گز ہوا غرضکہ سطح زمین سے چھت تک کم و بیش ۴۵ گز معمار ی کے بلندی فوقانی ہو سکتا ہی۔

ذکر کلان نال صاحب

خبر ہی کہ جناب سید الشہدا حسین علیہ السلام کے سر مبارک پر معرکہ کربلا مین حضرت سرور عالم صلعم کا خود مبارک تھا اور وقت لڑائی کے خود کی نال کا ٹکڑا جسکو نعل کہتے ہین کٹکر گر پڑا تھا بعد مرور دہور زمانہ بعضی کسی نے اوسکو پڑا پایا اور بزمانہ عادل شاہیون کے تحقیق دست بدست غلام بیجاپور مین آیا اور وہان کے سلطان عصر نے اوس ریزہ کو روپے کے تعویذ مین رکھا اور اوسپر صندل لگا کر لفظ اللہ کی صورت پر علم بنوا کر ہمیشہ عشرہ محرم مین برپا کرکے نذر و نیاز مندی کے ساتھ ہمیشہ تعزیت و ماتم جناب کی ادا کیا کیا کچھ زمانہ تک یہ دستور جاری ہا جب سلطنت تباہ ہو گئی تو علم مذکور خاص حیدر آباد مین آیا اور بدستور سابق متصل دہلی دروازہ کے نصب ہوا کرتا ہی اور ہر خاص و عام وہان حاضر ہوکر صدہا روپیہ چڑہاتے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی فاتحہ پڑہتے ہین اور چونکہ شب عاشورہ بہر اسکے نکالنے کا معمول ہی اس تمام شب مین خلقت کی کثرت اور روشنی کی گرمی و عود کی خوشبو قابل دید ہوتی ہی تمام شہر کے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہین اور تماشہ یہ کہ بجز نوع انسان کے کسی قسم کا حیوان سواری میں آنے نہیں پاتا صرف آدمی ہی ہوتے ہین

حسینی علم کا بیان

سنا جاتا ہی کہ آغا علی ایک شخص نے واسطے زیارت بقعہ متبرکہ کے وطن مالوف سے سفر کیا تھا پس رفتہ رفتہ جب آغا موصوف مدینہ طیبہ مین وارد ہوا تو وہان ایک شمشیر حضرت امام جعفر صادق رضی کے ہاتھ کی اوسکو ہاتھ لگی پس وہ بزرگ اوسکو لیے ہوئے کربلا میں آئے اور اپنے

اپنے زمانہ اقامت مین رہتے ایک آہنی علم بنوالیا اور شہر مذکور کو قبضہ سے علیحدہ کرکے علم جدید کے وسط مین نصب کردیا اور چند روز کے بعد علم کو لئے ہوئے ارادہ دکن کا کیا چونکہ اوس زمانہ مین عہد قطب شاہیونکا تھا پادشاہ عصر نے جبکہ یہ سنا تو نہایت خواہش سے اوسکو طلب کیا اور علم مذکور جبکہ قریب شہر پناہ کے آیا تو سلطان خود استقبال کے لئے نکلا اور کمال تعظیم و تکریم کے ساتھ لایا جس مکان مین اب ہے وہ اوسوقت غریب رہتا اسمین رکھا اور اوسکو مطلا کیا اور علی الدوام محرم کے عشرہ شریف مین ہین ایستادہ کرنیکا حکم دیا اور واسطے عود و پہول اور مجاورین کے گذر اوقات کے لئے وجہ کفاف اپنی سرکار سے مقرر کیا پس سنی و اراب بیگ نبیرہ آغا علی نے مکان مذکور کو شرقرویہ کیا اور نقارخانے اور خانقاہین دو طرفہ بنوائین منوز اوسکی خدمت آغائی موصوف کی اولاد کے متعلق ہے اور ہر عشرہ مین بندگان عالی سے لیکر ادنی ادنی آدمی تک وزیر امیر جمعدار سنی شیعہ حتی کہ ہنود بھی اپنے مقدور کے موافق تجمل کرکے لنگر جسکا تذکرہ قریب کیا جاویگا وہان چڑہاتے ہین اور ثواب فاتحہ کا ہدیہ ارواح طیبین شہدا کربلا کا کرتے ہین اس ضمن مین چڑہاوے کے ہزار بارہ سو روپئے سوائے مدد معاش کے سرکار کی طرف سے آغا صاحب کی اولاد کو ملجاتے ہین۔

چشمہ بی بی کی وجہ تسمیہ

حیات بخشی بیگم عرف بی بی ما صاحبہ والدہ عبداللہ قطب شاہ کی شہر کے جانب جنوب ایک صحرا خوش دیکھکر کہ وہان ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ایک چشمہ تھا کبھی کبھی جاکر سیر کیا کرتی تہین تغیرات زمانہ سے اوس چشمہ کا نام خود بخود بی بی کا چشمہ مقرر ہوگیا چونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب ایک نام جسکا اطلاق کثیر افراد پر آتا ہی اور وہ مطلق کہا جاوے تو مخاطبین اور سامعین کا ذہن فرد کامل کی طرف منتقل ہوتا ہی جیسا کہ اگر کوئی شخص کہے ہم مدینہ کو جاتے ہین تو سامع اوس سے فوراً مدینہ منورہ سمجھیگا حالانکہ مدینہ ہر شہر کو کہتے و بولتے ہین پس اس قاعدہ کے اعتبار سے بی بی کے نام سے مراد جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا لیکر بندگان خدا نے وہان چلہ بنایا اور اکثر مکان ہی اوسکے ارد گرد بنوائے ہین اب صغیر و کبیر خاص و عام

واسطے غسل کے رد بلا جانکر پنجشنبہ کو جایا کرتے ہین اور منتین مانگتے ہین اور نیازین کرتے ہین اور اوسکا ثواب حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی روح پرفتوح پر گذرانتے ہین

لنگر کے ابتدار کا بیان

نقل ہے کہ عبداللہ قطب شاہ تیرہوین ذیحجہ کو ہاتھی پر جسکا نام من مورت تہا سوار تہا کہ دفعتہً وہ ہاتھی مست ہوگیا اور جنگل کی راہ لی لوگ جلو کے پریشان اور تمام خلقت سراسیمہ ہوگئی۔ حیات بخشی بیگم بی بی ماصاحبہ نے اپنی الفت مادری سے بیقرار ہوکر نہایت لجاجت والحاح سے جناب باری مین واسطہ امام حسین علیہ السلام کا دیکے یہ عرض کی کہ اگر میرا شہزادہ سلامت آویگا تو مین ایک لنگر سونے کا ہاتی کے لنگر کے ہموزن بناکر حسینی علم کے پاس لیجاؤنگی اور وہین اوسکے ٹکڑے کرکے فقرا اور مساکین پر تقسیم کرونگی جب دو ایک دن گزر گئے تو بی بی موصوف نے جہاڑ جہاڑ توشے اور کوزے بندہوا دئے اس خیال سے کہ اگر ہاتی کسی جہاڑ کے تلے سے نکلے تو شاید میرا شاہزادہ کچہ کہالے اور کچہ بہوک سے نجات ہو۔ کہتے ہین کہ ایک مہینہ تین دن کے بعد محرم کی سولہوین تاریخ کو ہاتی کی مستی اوتری اور شہزادہ جان سے سلامت مکان کو واپس آیا۔ پس بی بی ماصاحبہ نے اپنے حسب عدہ بارہ سیر سونے کا لنگر بنواکر شہزادہ کی کمر سے باندہکر نہایت جاہ و حشم کے ساتہہ حسینی علم کو لے گئین اور وہان پہونچکر اوسکے ٹکڑے کرکے غربا و محتاجونکو تقسیم کردئے۔ واضح ہو کہ محرم الحرام کے عشرہ مین رسم لنگر کشی ہر خاص و عام کی اس شہر مین اسی روز سے ایجاد ہوئی ہے چنانچہ اسوقت تک رائج ہے۔ اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ مورتکی صورت کلی جو اب مشہور ہے سابق مین بادشاہی فیلخانہ تہا اور وہان یہی سورت مورت نام ہاتی خاص سواری کے بندہا کرتے تہے۔

علم بی بی کا بیان

چونکہ بی بی ماصاحبہ شیعہ مذہب کے ساتہہ متصف تہین اور علمون کے ساتہہ انکو اعتقاد تہا پس ایک علم اللہ محمد علی

ان اسماء متبرکہ کا بخط طغرا حیدر خدمتگار کے اہتمام سے ہوا کر شہر کے باہر مشرق کی طرف ایستادہ کیا اور خرچ روشنی اور تجمل سواری کا سرکار سے مقرر ہوا اس سبب لوگ مولی علی کا علم کہتے ہیں اور بعض لوگ حیدر کا علم ہی بولتے ہیں

جبل کھیرا کے عرس کا بیان

شہر سے شمال کی طرف چھ کوس کے فاصلہ پر موضع کھیرا کے قریب جو ایک پہاڑ واقع ہی اور عوام الناس اسکو مولا کا پہاڑ کہتے ہیں اسکی یہ وجہ ہی کہ سابق میں اس پہاڑ پر ایک راما سامی کا دیول تھا اور ہندو سال بھر میں ایکمرتبہ اسکی جاترا کیا کرتے تھے انہیں ایام میں سترھوین رجب کو یعقوب نام حبشی نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شخص نے آکر یہ کہا کہ مجھکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یاد کیا ہے حبشی مذکور بیدار ہوکر حسب خواب اسکے ساتھ ہولیا اور رفاقت تنور اسکو لئے ہوئے بالا کو گیا حبشی کیا دیکھتا ہے کہ ... ایک ... اونچا ... بالا... کے بازو پر تیر و کمان رکھا ہے ... آداب بجا لایا ... جب صبح ہوئی حبشی پالکی میں سوار ہوکر پہاڑ کو گیا اور جس جگہ کہ عالم مثال میں حضرت کو نشستہ دیکھا تھا وہاں جاکر دیکھا تو اس سنگ خارا پر نشان مرتضوی کے ہاتھ کا پایا لہذا اس تقدیر پر اپنے خواب کو سچا جانا اور اسجگہ ایک مکرر... اور دست مبارک کے نشان کو تراش کر اس میں علاق قائم کیا پس کبھی کبھی آپ فاتحہ کے لیے جایا کرتا تھا ... معلوم ہوا اس ... شبہ و خطرہ اور متردد الحال رہتے تھے پس جب انکی جاترا کا وقت آیا تو بدستور انہوں نے ... اس شب کو مقام بالا ... پر چڑھے اور ... سبب ... کیا سبب تھا قوم ہندو ستہ راے راو نامی نے کہ جو منظور نظر سلطان کا تھا اور ہر وقت حاضر رہتا تھا بیان کیا کہ کھیرے کا پہاڑ ہی ... نے حضرت علی رضہ کا چلہ بنایا ہے اور آجکی تاریخ اکثر جمع ہوکر جشن کیا کرتے ہین سلطان نے فرمایا کہ اگر فی الواقع ایسا ہی ہی تو بدولت ہی ارادہ کرینگے اور سے جب یہ سنا تو چونکہ پہلے ہی سے تنگ تھے لہذا

اپنے بت کو وہان سے لیجا کے چڑیال کے پہاڑ پر جو وہان سے دو کوس کے فاصلہ پر ہی جا رکہا اور دیول کو سمار کرڈالا اور وہان کے دونون پوجاری اورنگیا اور ملنگا مسلمان ہوکر وہین کے مجاور مقرر ہوگئے پس بادشاہ اپنے حسب فرمان تیرہوین رجب کو جو جناب شاہ مردان کی وفات کی تاریخ ہی وہان گیا اور جشن مولود جناب رسالتماب صلعم کا ترتیب دیا اوسکے بعد وہان سے فارغ ہوکر دوسری پہاڑی پر جو اوسکے قریب ہے حضور پرنور صلعم کا قدم شریف رکہوا دیا پس رجب کی سترہوین کو کہ جس شب مین حبشی نے خواب دیکہا تہا عرس اوس جناب ولایت مآب ع کا معین و مقرر ہوا اور رفتہ رفتہ اوسکا تکلف بڑہتا گیا مکانات کتاہین نقارخانے بالاے کوہ اور اوسکے دامن مین مقبرے باغات صنادید بلدہ نے تعمیر کرائے چنانچہ ابتک اہل بلدہ امرا اور روسا اور اہل حرفہ اور بازیگر و دوکاندار اور اطراف وجوانب کے دیہاتی و قصباتی ہر سال عرس کے روز جاکر جمع ہوتے ہین اور نیاز و فاتحہ اوس جناب ع کی کراتے ہین اور ارباب بدعت روشنی رقص مناقب خوانی اور طرح طرح کے تماشے اور اقسام اقسام کے تکلف کرتے ہین کہ اس مملکت مین کوئی میلا اس سے زیادہ عمدہ نہین ہے۔ پس غفران مآب میر نظام علیخان آصفجاہ ثانی نے اپنے عہد حکومت مین گہڑیال اور نوبت واسطے عظمت کے اور جاگیر واسطے صرف عود اور پہولون اور دفع حاجات جاروب کشان کوہ مذکور اور علم بی بی اور مولا صاحب اور حسینی علم کے جداگانہ مقرر کی اور صحیح تو یہ ہے کہ مولا نام ایک درویش وہان رہتا تہا اور اونکے پاس تبرکات اور اثار بزرگون کے بکثرت تہے جب انہون نے وفات پائی تو اونکے خادم رنگ علی ہر سال اسی مہینہ مین اپنے پیر کا میلہ کیا کرتا تہا جب بادشاہ وقت نے یہ بات سنی تو سب تبرکات منگوا کر مکہ مسجد مین رکہوا دئے اور رنگ علی کو بہت سی اراضی حوالی بلدہ مین بطور انعام کے حوالہ کی۔ پہر رنگ علی نے اپنے تکیہ سے صندل لیجانا اور

اور پہاڑ پر جانا اور وہان پر عرس کا کرنا مقرر کیا پس جسقدر رنگ علی کا مقدور زیادہ ہوتا گیا اوسیقدر عرس کی رونق بڑہتی گئی یہانتک کہ بادشاہ وزیر امیر ادنیٰ اعلیٰ سب جانے لگے حقیقت مین یہ عرس اوس مولا کا ہے مگر اور لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا جانتے ہین۔

کتبہ بم رکن الدولہ

قطعہ

چو آن رکن دولہ بنام حسین ٭ بنا کرد این چشمۂ فیض عام ٭ پے سال تاریخ گفتہ خرد ٭ بخور آب سرد و بیاد امام

اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ بم مذکور بلدہ کی جانب غرب و جنوب مین ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر واقع ہی اور اوسکا پانی نہایت شیرین و گوارا

آثار میر عالم بہادر

واضح ہو کہ میر صاحب موصوف میر عالم بہادر نے اپنی دیوانی مین ایک قلیل زمانہ کے اندر باغات خوشنما اور عمارات دلکشا جو ابتک موجود ہین شہر کے اندر ملحق شہر پناہ کے دریا موسی کے کنارے پر تین لاکہہ روپیہ کی لاگت سے احداث کیے سوای اسکے بیرون فتح دروازہ کے جدید عیدگاہ کے متصل ۱۲۲۱ ہجری مین صناعان انگلینڈ کے اہتمام سے لاکہہ روپیہ خرچ کر کے ایک تالاب عجیب بنوا کر اوسمین سے ایک نہر نکالکر شہر کے اندر سے باغ مذکور مین لائے ہین جس سے خلقت کو پانی کا نہایت آرام ہو گیا ہی ادنیٰ و اعلیٰ کو بلا دقت و محنت مار غدب واسطے استعمال کے میسر آتا ہی اکثر مکانات مین نہر جاری و مفتوح ہو رہی ہی ہر گہر مین باغچہ اور اس سے پیشتر فقط واسطے پینے کے پانی رکن الدولہ کی بم اور ندی سے بقیمت بہم پہونچتا تہا اور اکثر کام مثل نہانے دہونے وغیرہ کے کہاری پانی کنوی باولی سے ہوتے تہے اور اب بہی شیرین پانی پینے کے لئے ہمیشہ اہلمقدور کے ہان بم مذکور سے استعمال کیا جاتا ہے

لیکن تالاب صاحب موصوف کا منبع منافع کثیر بندگان خدا کا واقع ہوا ہی اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ تالاب مذکور کی بینڈ نہایت پختہ اور گچ کار اس وضع پر تیار ہوئی ہی کہ وہ ابتدا سے انتہا تک کہ ایک بڑا نصف دائرہ ہے اور اوسمین پانی کی آمد دریای موسیٰ سے ہوتی ہے پس یہ دونون امر اسکے استحکام و پایداری کے بہت ہین

باغ جہان نما کا بیان

واضح ہو کہ بیرون شہر جنوب کی طرف مائل بمغرب یعنی علی آباد اور فتح دروازے کے مابین بی بی چشمہ کی پہاڑی کے دامن مین ایک میدان دلکشا اور صحرای جانفزا ہے کہ نواب مغفرت مآب آصفجاہ ثالث کے ابتدای عہد مین ۱۲۳۹ھ ہجری نواب شمس الامرا بہادر امیر کبیر مدظلہ العالی نے اوس میدان کی کئی بیگہہ زمین اپنی سرکار مین خرید کر بلند ترین قطعہ پر ایک باغ وسیع اور عمارتین اور دروازے باغ کے مغرب طرف بازار اور سڑک وغیرہ ساتھہ وضع مطبوع کے بنوائے ہین اور چونکہ نواب صاحب ممدوح کا مزاج طرف مشاغل عمارات کے نہایت متوجہ اور ملتفت ہے لہذا ہنوز اللہم زد وہان کام عمارات جاری ہے۔ چنانچہ ہر ایک عمارت کے احداث کی تفصیل بیان کیجاتی ہی۔ اول ایک مکان مختصر جو اندر سے ہشت پہلو ہی جسکا اب صحن جانب غرب واقع ہی حاجی عبد الامین کے اہتمام و نگرانی سے اوسکی تعمیر ہوئی اور یہی مکان حضور پر نور نواب ناصر الدولہ بہادر خلد اللہ ملکہ کے عہد سلطنت مین ۱۲۴۶ھ مین نہایت وسیع مکان مسمی بجہان نما جسکی تاریخ دولتخانہ جہان نما ہے میر اظہر الدین کے اہتمام سے تیار ہوا تہا۔ پہر ایک وسیع مکان مابین باغ اور چمنستان جہان نما کے واقع ہے اوسکے دونون پہلوؤن مین دو مکان بیضوی بطور نشیمن کے اور تین گول حوض بنے ہین جملہ آراضی باغ کے اندر کی طول مین (۲۰۰)

اور عرض مین (۳۰۰) گز ہے اوسکے بعد کپتان سٹر جانصاحب کے کہ جو نواب صاحب کے تمام ملازمین کے افسر تھے باغ سے کچہ فاصلہ پر شاہراہ کے کنارے پر ایک بازار گول کے وسط مین اور ہر سہ طرف اوسکے دوکانین پختہ رواقدار اور ہر ایک دوکان مین تین تین دروازے کمانی دار جنمین سے درمیانی دروازہ کلان اور دونون پہلوؤن مین اوسط درجہ کے اور بازار کی ایک جانب مین مشکوی محکمہ یعنی چاوڑی اور بازار سے بیرونی جانب مگر متصل اوسکی دیوار کے شمال اور جنوب کی طرف تین مکان چہاونی کہی سواران رسالہ و توپخانہ ایسی معنی کے اور بازار کے مغربی دروازے کے پرے ایک گنڈ یعنی تالاب پختہ شیرین پانی کا مع ایک مختصر مکان کے تیار ہوا پس غازالدین خلف اظہرالدین کے اہتمام سے عمارتین کلان محدث ہوئین۔ پائین باغ کے دو مکان اور اوسکے شرقی سمت مین ایک دوسرا باغ مع گنج مسمی شمشیر گنج کہ جسکی آمد وشد کا دروازہ شہر فرخندہ علی آباد شہر کے دروازہ کی جانب واقع ہے اور جن مین دو مکان قصر جہان نما کے اور جنوب کیطرف مائل بمغرب اس قصر عالی کے بیرون دیوار حصار کے میدان وسیع مین ایک تو محلہ نوادرات زمانہ اس وضع پر کہ مکان درمیانی اوسکا مثمن صحیح کچہ فاصلہ پر اور محاذی چہار اضلاع شرق مغرب جنوب شمال کے چار مکان مستطیل اور اونسے تہوڑے فاصلہ پر دوسرے چار اضلاع کے باب وایسان وانکی دیر کے دوسرے چار مکان وہ بہی بدستور مستطیل اور اونکے مابین متوازی دیوارین ایکدوسرے کے پیچ در پیچ نہایت خوشنما مثل خوبان جہان کے اس وضع پر تیار ہوئے ہین کہ ایک مکان سے دوسرے مکان والیکو بہت مسافت طی کرنی پڑتی ہی بلکہ بسا اوقات راستہ بہی بہول جاتا ہی اسطرح سے کہ جس مکان سے نکلا تہا پہر اوسی مین آجاتا ہی خصوصاً اگر کوئی شخص مکان درمیانی کا ارادہ کرکے چلے اور بے راہ بہولے سیدہا آوے تو اون تین مکانون کے روبرو سے گذریگا اور انکی سیر کریگا تب وہانتک پہونچیگا اور اونکے مابین اس وضع کے

دریاں کہ اگر اونکو بند کردیں تو پہول بولیاں ہو جاویں اور اگر کہولدیں تو پہیر پہیر یاں ہوجاویں سبحان اللہ اس سے
زیادہ کیفیت اوسکے دیکہنے سے تعلق رکہتی ہے - اور ایک مکان چہوٹا باغ خوش وضع اسی طرف اسمین بہی تین
مکان ایک کلان اور دو مختصر اور اوسکے بیرونی بہی مرزا ایک چاہ شیرین پانی کا شہدت ہی بہتر واسطے
شرب دائمی بنی انسان اور جانوران وغیرہ کے تیار ہوا ہے چنانچہ راقم نے کنوین کے کہودنے کی تاریخ
یہ بیان کی ہے ـ بہشت ابریں چاہ نواب شمس الامرا ـ اور ان عمارتوں کی تیاری میں ترقیت تک سبع دو لاکہ روپئے اور لاکہ
روپئے اوسکی زینت وآرائش میں مثل درخت ہای پنج ولنتر و دیوارگیری وکوچ وکرسی ومیز وگہڑیال وفرش
وغیرہ کے اور دو لاکہ روپیہ بازار کی تیاری میں غرض سب ۵ لاکہ روپیہ تمام امور مین خرچ ہوئے الحق
یہ باغ اس مملکت کی عمارتوں سے ستثنی اور ممتاز ہے بہت اقلیم کے آدمی خصوصا صاحب لوگ ولندیزی
میمیں ولوگ ولایت کے مع رزیڈنٹ بہادر جو اوس وقت اس دیار کے ہوتے ہیں واسطے تفریح طبع
کے یہاں ضرور آتے ہیں اور سرکار فیض آثار سے فواکہات اور عطر پان کہانا وغیرہ ; وجب حوصلہ اہل تحیہ
تحفے پہونچتے ہیں اور دیکہنے والے مکان کے صفتیں اور اشیا نوادر جہ مثل گلستون اور شیشہ آلات وآلات
زمانہ سنج اور دوسرے عجائبات وشمن اور چمن بندی طرح طرح کی اشکال مطبوعہ اور رنگ برنگ کے
گل بوٹے اور حوضوں اور نہروں کے اور فواروں کا چلنا اقسام اقسام پر اور شکار خانہ اور طیور قدرتی
اور مصنوعی اوسکے فرحت پیدا کرتے ہیں اور بقدر فہم کے تعریف کرتے ہیں اور تمام طیور مین ایک
شترمرغ بہی ہے اور تین شیر صحرائی بڑے بڑے پنجروں مین ایک سمت میں پائین باغ کی رکہے ہوئے ہیں
اور سب سے بڑی صنعت اوسجگہہ کی یہ ہے کہ ایک گولہ مصنوعی چوبی ایک مکان میں ایک چارپایہ سے آویزان
ہے کہ جسکے چار منہ ہیں مثل دہانہ کرناکے اور اوسکے نیچے سے ایک باریک تار نکلا ہوا ہے کہ جسکے منتہا پر

تتمہ بیان

آخر عہد میں ابتدا و ترقی راجہ رنجیت سنگہ کی علی ہذا
روم و ہندو دکن کے حکام کا بیان
دہلی میں بادشاہ اعلی گوہر شاہ عالم
اور تمام صوبے بادشاہی اور ایک
بابو صوبہ اودہ میں شجاع الدولہ از ان
بعد ان کے بڑے فرزند
مرزا امانی آصف الدولہ بہادر
پس ۱۲۱۲ھ میں سعادت علی خان
برادر آصف الدولہ اور کلکتہ میں
اول سرکار کمپنی کی طرف
لارڈ کارنوالس صاحب
بہادر پھر لارڈ ولزلی صاحب
بہادر اور دکن میں جانب مملکت
تلنگ جناب اور جانب ایرنگ
پٹن کی طرف اندرام راجہ میسور
اور حیدر علی خان ملازم راجہ
منز کو حیدر علی خان کی پیدایش
۱۱۳۵ھ ہجری میں ہوئی ہے اور انکی
ترقی ۱۱۷۲ھ میں ہوئی کہا
ہے کہ جب حیدر علی خان

ایک چھوٹی سی تیغ لگی ہوئی ہے اور وہ مثل انسانون کے کلام کرتا ہے اس وضع پر کہ وقت تکلم کے ایک شخص ایک تیغ کو لیکر اپنی ناف سے لگالیتا ہے اور کھڑا رہتا ہے پس سائل جس قسم کا سوال کرتا ہے وہ گولہ جواب باصواب دیتا ہے اور وہ گولہ مین حسب الارشاد جناب کے تیار ہوا ہے اور اوسکی حقیقت بجز نواب صاحب کے کسیکو معلوم نہین اور جناب معز الیہم ہی تیسرے چوتھے روز کبھی صبح کبھی شام کو وقت واسطے سیر مکانات کے تشریف لیجایا کرتے ہین اور کبھی کبھی سال بہر مین ایکدو مرتبہ مع صاحبزادے اقتدار الملک بہادر دام اقبالہ کے ہفتہ عشرہ تک اقامت ہی فرماتے ہین

راج باغ کا بیان

واضح ہو کہ سابق مین فتح دروازہ کے باہر چھوٹا سا ایک باغ نانکرام کا تہا راجہ چندو لعل بہادر نے کہ جنکا احوال مختصر اسکے بعد ہی بیان کیا جاویگا نواب غفرت منزل آصفجاہ ثالث کے عہد سلطنت مین اوسکو وسیع و فراخ کیا اور اوسمین ایک ایسی عمارت کی بنیاد ڈالی کہ جسکی وسعت و بلندی کی نظیر اس نواح مین نہین نظر آتی ہے اوسکے بعد اوسکے اطراف و جوانب مین حوض و مکانات بہت سے بنوائے سنہ ۱۲۳۴ ہجری سے آٹھ سال متواتر اوسکی ترمیم کا سلسلہ جاری رہا چنانچہ مادۂ تاریخ اوسکی تمامی کا باغ ارم اور رام باغ ہی کہ جس سے سنہ ۱۲۴۴ مستخرج ہوتے ہین اور سنا ہی مہاراج سے کہ پندرہ لاکھ روپیہ اوسکی تیاری مین خرچ ہوئے ہین اور اوسمین بڑی بڑی دعوتین بندگان عالی حال حضور مدظلہ العالی اور شاہ انگلینڈ کے وکلا کے ہزارون روپئے کے خرچ سے راجہ نے کی۔ نقل ہے کہ ایک سال مہاراج نے بندگان عالی کی ضیافت موسم بہار مین مقرر کر کے معروضہ قدوم میمنت لزوم کا کیا ہرچند کہ خود بدولت نے پذیرا فرمایا مگر چونکہ حضور پرنور کو کسی وجہ سے دیر ہو گئی اس لیے بہار لالہ کی خزان کے ساتھ مبدل ہو گئی اوسوقت حضور نے قصد کیا بجرد اسکے راجہ موصوف نے

شہر کے آرائش کردن گرد سے ڈالہ کاغذی مصنوعی بناکر تمام چمنون مین ایسے نصب کردئے کہ اہل نظارہ کو تھوڑے فاصلہ سے قدرتی درخت معلوم ہوتے تھے۔

ذکر بنائی پل جدید

واضح ہو کہ نواب سلطنت مآب بندگان عالی حضور پر نور نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ رابع نے اپنی ابتدائے عہد مین ۱۲۴۵ ہجری کے اندر ہزار روپیہ خزانہ عامرہ سے عنایت فرمائے الفن صاحب کے اہتمام سے زمانہ ایلچی گری میجر اسٹورٹ صاحب بہادر کے متصل دروازے چادر گہاٹ کے دریای موسی پر نیا پل تیار کیا کہ جسکی بلندی پندرہ گز کی اور بارہ گز ہشتسو کا عرض اور ۲۰۰ گز کا طول ہے

راجہ چندولال کا بیان

راجہ چندولال راجہ نارائن داس کے بیٹے اور لچھی رام کے پوتے اور مولچند کے پرپوتے ہین۔ پس اونکے اجداد کا سلسلہ راجہ تودرمل سے ملحق ہوتا ہے بقول اونکے جو اونہون نے اپنی کتاب عشرتکدۂ آفاق مین لکھا ہے اونکا وطن مالوف لاہور ہے۔ مولچند کو خدمت کروڑگیری کی مغفرت مآب نے سپرد کی تہی اونکے بعد لچھی رام اس خدمت پر مامور ہوے اور راجہ نانک رام جو بہشت نصیب غفران مآب کے عہد حکومت مین خدمت موروثی کروڑگیری پر مفتخر تہے وہ راجہ چندولال کے حقیقی چچا ہین اور راجہ چندولال قوم کے کہتری ہین جب اونکے باپ نے قضا کی تہی تو اونکا دس سال کا سن تہا۔ واضح ہو کہ راجہ کی خردسالی مین راجہ نانک رام اونکو اکروپیہ ماہوار میوہ خوری کے لئے اپنے فرزند لکپت رائو کے برابر دیا کرتے تہے۔ کہتے ہین کہ راجہ چندولال اپنی تنخواہ ماہواری فقیرون پر تقسیم کر دیا کرتے تہے اور لکپت رائو اپنی ذات پر صرف کیا کرتے تہے جب نانکرام نے یہ بات سنی تو اکروپیہ کا اور اضافہ کر دیا۔ ابتدائے شباب مین شمشیر جنگ نے راجہ کی ہوشیاری اور کاردانی سے آگاہ ہوکر اونکو

اپنی ملازمت سے سرفراز فرمایا اور چند روز کے بعد جب نانکرام نے قضا کی اور لکھپت راؤ کا کام ابتر ہوگیا تو بدیع اللہ خان ملازمت کروڑگیری پر مامور ہوئے تو راجہ صاحب نے اونکی اطاعت قبول کی پس وہ خدمت جب اونسے منتقل ہو کر نور محمد خان کیطرف رجوع ہوئی تو خان موصوف نے راجہ صاحب کو سبز منڈیکی محرری پر متعین کردیا ہر روز صبح کے وقت اونکا مکان سے نکلکر نیچے چارمنار کے بیٹھنا اور ترکاری بھاجی وغیرہ کا حساب لکھنا راجہ کا معمول تھا۔ کہتے ہین کہ اوسوقت بھی راجہ صاحب کو چندان مقدور نہ تھا جب شام کو فارغ ہونے کے بعد مقام معلوم سے برخاست کرکے مکان کو جاتے تھے فقط ایک خدمتگار کا لڑکا نرسو نام بستہ حساب کا بغل مین دبائے ہوئے ساتھہ رہتا تھا لیکن اپنی معاش مین سے اثنائے راہ مین فقیرونکو کوڑیان دیتے ہوئے مسافت کا قطع کرنا راجہ صاحب کا دستور رہتا جناب بخشی بیگم صاحبہ غفران مآب کی بڑی اہلیہ نے اس عمل نیک سے مطلع ہوکر راجہ صاحب کو کام پہلی کا عنایت فرمایا پس اب تو راجہ صاحب کی خیرات اور بھی زیادہ ہوئی اور اللہ پاک نے بلند مرتبہ بخشا۔ بعد مہم ٹیپو سلطان کے تعلقہ نما پیٹہ کا راجہ صاحب کے متعلق ہوا ازان بعد چونکہ ان ایام مین خدمت نظامت اور خدمت کروڑگیری بلدہ کی شمشیر جنگ کے متعلق تھی لہذا معز الیہ نے حضور پرنور سے عرض کرکے تعلقہ موروثی کارپردازی راجہ صاحب کو دلوادی اتفاق سے وہ زمانہ قحط سالی کا تھا راجہ صاحب نے سعی بلیغ کرکے افزونی غلہ کی بہم پہونچائی مشیر الملک نے پونا مین یہ خبر سنکر قبل آنے کے جاونکو معزول کرنا اور مقرر کرنا عاملین کا مرکوز خاطر تھا مظفر الملک کی تغیری سے تعلقہ مقتل اور دیوانی قندہ کو پل کنڈہ مغل گڈہ ابرآباد کودل کی سند چندولال کے نام سے بھیجی اور بندگان عالی نے اسے جائز رکھا۔ پس راجہ صاحب نے اپنے نائب رخصت کردئے اور چند روز کے بعد جب مشیر الملک پونا سے آئے ۱۲۱۲ ہجری مین عماری اور خطاب راجگی اور بہادری کا دلواکر چار ہزار سوار اور چار ہزار بار سے واسطے بندوبست قلعہ سانڈو اور موضع کریہ اور کنجی کوٹہ وغیرہ کے بڑے جلوس اور زینت کے ساتھہ روانہ کیا

پس کرڑوگیری پر راجہ لکھپت رام بن نانکرام قائم ہوا اور راجہ چندولال نے وہان جاکر ہر کشونکو اضلاع مذکورہ سے مثل راجہ چیتپول کہ دس ہزار سوار و پیدل کا سردار تہا مغلوب کیا اور جبا دہونی سے کڑپہ تک تعلقہ مذکورہ کو پلٹن انگریزی کی تنخواہ مین سپرد کیا گیا تو راجہ چندولال واپس ہوکر بلدہ مین آئے اور بسبب نیرنگی زمانہ کے گرفتار محاسبہ کے ہوئے اور اسی وجہ سے چند روز تک اذیت و تکلیف اوٹہائی پس مجد الملک محمد امجد خان بہادر پر اعتماد کیا بہادر موصوف نے دستگیری کرکے نواب شمس الامرا بہادر کی جمعیت کی پیشکاری دلوادی اس عرصہ مین راجہ لکھپت اور سنہ ۱۲۱۲ مین مرض اسہال سے مرا اور خدمت کرڑوگیری پر راجہ صاحب متعین کئے گئے خدا کی قدرت کہ نواب شمس الامرا بہادر کی ملازمت پیشکاری راجہ چندولال بہادر کو ایسی مبارک ہوئی کہ خلد آرامگاہ مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر کے عہد مین جب میر عالم بہادر دیوان ہوئے تو سنہ ۱۲۲۱ ہجری مین رگوتم راو راجہ اندر کے تغیر سے میر صاحب موصوف نے خلعت پیشکاری کل جمعیت کا حضور اعلی کی پیشگاہ سے دلواکر اپنا پیشدست کیا۔ پس راجہ چندولال بہادر نواب شمس الامرا بہادر کی کارپردازی پر راجہ بالکشن پسر راے بہوانی داس اپنے چچیرے بہائی کو نیابتاً واسطے آمد و شد ہر روزہ کے مقرر کرکے آپ اس طرف سرگرم ہوے۔ اور میر صاحب کے بعد جب کار دیوانی منیر الملک بہادر کے قبضہ مین آیا تو معز الیہم نے تمام امورات مالی اور ملکی راجہ صاحب بہادر کی رای پر موقوف رکہے اور آپ سب طرف سے مطمئن ہوکر صرف تحریر پر اکتفا کیا اور بلوازم امیرانہ خوب آسودگی سے خانہ نشین رہے راجہ چندولال بہادر نے ابتدا غرہ ربیع الاول سنہ ۱۲۲۷ ہجری مین راجہ بالا پرشاد اپنے فرزند اکبر کی شادی نہایت دہوم اور تکلف کے ساتہہ کی اوسکا مادہ تاریخ یہ ہے —

وصال مہر از مہ مجلا مبارک آمین مبارک آمین - پہر سنہ ۱۲۳۵ مین بندگان عالی حضور والا سکندر جاہ بہادر نے مہربان ہوکر خطاب مہاراجگی اور نوبت اور جہالردار پالکی سے ممتاز فرمایا اور ایک کرور روپیہ

نقد بطور قرض کے مرحمت فرمایا۔ ۱۲۴۳ھ میں صاحبزادے مبارز الدولہ بہادر قلعہ سے مراجعت فرماکے بلدہ میں داخل ہوئے۔ چونکہ راجہ نے اونکی طلب مین سعی بلیغ کی تھی اوسکے صلہ مین جواہر بیش قیمت اور علم و نقارے اور منصب ہفت ہزاری چھ ہزار سوار پیشگاہ خلافت سے عطا فرمائے اور ۱۲۴۴ھ مین مغفرت منزل مرحوم نے رحلت فرمائی اور نواب ریاست مآب ناصر الدولہ بہادر نے اپنے تقریب جلوس مین دو سب روپیہ معاف کردیا اور ۱۲۴۵ھ مین راجایان راجہ مہاراج راجہ چندولال بہادر خطاب پایا اور چند مرتبہ تقریبات مین واسطے تالیف قلب راجہ صاحب کے مکان پر خود حضور پر نور رونق افروز ہوئے اور ۱۲۴۹ھ مین جب منیر الملک بہادر نے بھی انتقال کیا تو امر دیوانی کا معطل رہا اور مہاراجہ بہادر ایسے قابض و متصرف ہوئے کہ حکم حاکم سے حکم محکوم کا نافذ تر رہا۔ واضح ہو کہ سرکار نظام میں سابق سے آج تک کوئی کارکن ایسا خود مختار نہین ہوا اس امر مین راجای موصوف سب سے گوی سبقت کی لے گئے جسکا ملک یا مال منصب چاہا بزور قوت چھین لیا اور جسکو ارادہ کیا جنگ دول عماری نشین صاحب نوبت و صاحب علم و نقارہ بنا دیا اور بہت سے لوگ مہاراجہ بہادر کی بدولت پایہ عمارت و منصب سے ممتاز ہوگئے خصوصاً عربونکی ترقی کا سبب صرف مہاراجہ صاحب کی ذات ہی اگرچہ مشیر الملک کے وقت قریب چار ہزار کے سید عمر خان وغیرہ کے سرکردگی سے ملازم رکاب ہوتے تھے اسکے بعد اسقدر کم ہوگئے تھے کہ اس سے قبل راقم کی صغرسنی مین پچیس ۲۵ سال قبل چیدہ چیدہ لوگ نظر آتے تھے اور انکی تعداد چنچل گوڑہ کی لڑائی مین کل (۲۰۰) جوان نکلے تھے اور دور دور کھڑے ہوئے تفنگ اندازی کرتے تھے اسکے بعد پھر کسیقدر زیادہ ہوئے۔ اور جب سکھونکو مارا تو وہ بہت تھے مہاراج صاحب کہ زبردست کو اپنا کر رکھتے تھے انہین کو اونہون نے ترقی دی خوب کیا اب صاحب خطاب صاحب منصب

صاحب جاگیر تعلقہ دار قلعہ دار بہی کچہ ہین بقول شخصی بیہ شمشیر دار الریاست حیدرآباد کے وہی ہین اور چونکہ نوجوان لڑکے چپنیے باندہ کر و نکے بیڑون مین شریک ہوگئے ہین ہزارون کی نوبت پہنچی ہے گیارہ ہزار مین نصف ولایتی ہونگے اور نصف مقلد آٹہہ ہزار نوملازم سرکار ہین شہر کے ہر کوچہ و بازار مین بکثرت دکہلائی دیتے ہین اور بیشتر ممالک محروسہ کے قصبات مین اونکا عمل ہے بلکہ بہ عنوان سبہی جاذخیل ہین۔ الحاصل مزاج مہاراجہ بہادر کا نذرانہ کی طرف بہت مائل تہا اسسبب سے ترقی مدارج کے روپیہ پر موقوف تہی۔ پس جب کسی نے نخل المقدور حسبقدر کوشش کرکے روپیہ داخل کیا خطاب جاگیر منصب جو چاہا حاصل ہوا اس رد و بدل مین بہت سے امیر فقیر اور بہت سے ادنی اعلی ہوگئے۔ ہر شخص کا فیصلہ مہاراج صاحب نے اپنی ذات سے متعلق رکہا تہا قاضی کو توال نام کو در نامہ لینے کے لئے تہے اور مہاراج بہادر تمام امور کے مختار۔ واضح ہو کہ مہاراج بہادر نہایت سخی مزاج شخص تہے کڑور ہا روپیہ مساکین شہر اور دیہات اور قصبات بلکہ سیاحان ہفت اقلیم کو خیرات کیا اکثر اوقات جلسہ واحد مین لاکہا لاکہہ روپیہ تک خصوصاً تہوہار گوکل اسٹوبن کے مساکین پر تقسیم کئے اور اور دیوتا کے ہوم مین آخر وقت خوب روپیہ کا انعام کیا اور اخراجات ضیافات حضور پر نور اور وکلا انگلینڈ کے اندازہ سے باہر تہے اور مجذوب اور پیرزادون اور علما اور شعرا کا یومیہ مقرر کیا تہا اور راجہ صاحب خود بہی شاعر تہے۔ اپنا تخلص شادان کہا تہا۔ واضح ہو کہ مہاراجہ بہادر امور ملکی و مالی سے فارغ ہوکر نصف شب کے بعد واسطے امالہ طبیعت اور تفریح مزاج کے ارباب علوم کا دربار کیا کرتے تہے اوسوقت علما فارسی خوان اور شعرا ایرانی و ہندوستانی جمع رہتے تہے۔ ابتدا مین مہاراجہ بہادر ایک غزل تضمین کیا کرتے تہے جب مہاراجہ بہادر کا دیوان تیار ہوچکا کتاب کی سماعت شروع کی پیشتر تصوف کے رسالے پڑہے جاتے تہے اور خود آپ اوسکے معنی بیان کیا کرتے تہے کبہی کبہی آبدیدہ بہی ہوجاتے تہے پہر ندما ے جلسہ نے یہ ایجاد کیا کہ مشکل مشکل ادق شعر استادون کے روبرو مہاراجہ بہادر کے پڑہتے اور

اور اوسکے معنی بطریق استفادہ کے پوچھتے جو مہاراجہ بہادر فرماوین وہی واقعی اور اصلی معنی ہون یا غیر واقعی
اوسجگہہ پر قرار رکہتے اور ہر چہار طرف سے آفرین و واہ واہ ہوتی یہ اونکا شیوہ تہا۔ اکثر تو ایسا ہی ہوتا تہا کہ شعر تو
کچہہ ہوا اور اوسکے معنی کچہہ اور بیان لیکن شاذ و نادر کبہی یہہ بہی ہوا ہی کہ فیض سخن سے معنی برابر ہوئے ہین چونکہ راقم بہی
آٹہوین صفر ۱۲۶۶ سے پندرہوین رجب ۱۲۷۵ تک شریک اس حلقہ کا رہا ہی چنانچہ ایک روز اس بیت کے معنی
سد شوخ چشمی کہ نگاہش نظر بازی برق است ٭ چوب بادام نماید قلم نرگس را۔ ہر چند کہ معلوم تہے مگر مینے
تجاہل عارفانہ کرکے پوچہا اوسوقت ملا محمد باقر خراسانی مشہدی نے ارادہ کیا کہ کچہہ خود آپ بیان کرین مگر راجہ صاحب
بہادر نے اوسکا کلام قطع کرکے یہہ فرمایا کہ بادام کے وضع بند آنکہہ کیسی ہے اور شکل نرگس کی کہلی آنکہہ کی سی
اور دستور ہی کہ جب بجلی کوندتی ہی آنکہہ بند ہوجاتی ہی پس قائل قول کہتا ہی کہ ایسا شوخ چشم یعنی معشوق کہ
جسکی نگہہ مین عالم برق کا ہی اوسکے روبرو شاخ نرگس کی بادام کا قلم ہوجاتی ہی یعنی جب اوسکی نگہہ چمن پر
پڑجاتی ہی تو پہول نرگس کے شرم کے مارے پژمردہ ہوجاتے ہین۔ واقع مین بیت کے یہی معنی ہین۔ اور راجہ
صاحب بہادر کو ناموری کا خیال بہت تہا اسلئے اہل کمال مثل شعرا و قوال وغیرہ جو ولایت دور دست سے
آتے تہے اونکو دوست رکہتے تہے اور انعامات اور مواجب لائقہ سے پیش آنا اونکا شعار تہا اخیر عمر مین کثرت
اسراف سے جب خرچ ملک کا آمدنی سے زیادہ ہوگیا تنخواہ سپاہ اور شاگرد پیشہ پلٹنون وغیرہ مع اعزہ حضور
والا کے چڑہ گئی اس ضمن مین موسم بسنت جو آیا مہاراج بہادر نے اپنے باغ مین حضور کی دعوت کی ہفتہ عشرہ
تک ہنگامہ عیش و عشرت خوب گرم رہا برخاستگی کے دن حضور والا جاہ نے مہاراجہ بہادر کو روبرو یاد فرمایا
چونکہ آپ کو نیچ پر تشریف رکہتے تہے انکو بہی کرسی عنایت کی اور اوسپر بیٹہنی کی اجازت دی مہاراجہ صاحب بہادر
اوس عطیہ کبری کا مجرا بجا لائے اور حسن موقع کو اپنے مدعا کے موافق پاکر خود بدولت کے مزاج کو جو مرکز

اعتدال پر پایا تو دست بستہ ہو کر پچاس لاکھ روپیہ واسطے رفع خسارہ کے طلب کئے اسوقت تو حضور خاموش
ہو رہے اور بعد برخاست ہونے کے جب کر حضور عالی مین عرض کی گئی تو حضور عالی نے باوجود معاف
فرمانے کرور روپیہ سابق کے اپنے عہد سلطنت مین اسی لاکھ روپیہ نقدی گولکنڈہ سے منگوا دیچکے تھے
چاشنی خور اس امر کا جانکر انکار فرمایا چونکہ ہلال اقبال عزت و توقیر راجہ صاحب کا بادی و اصلی اس دیار کی
نظر مین کرسی نشین درجہ کمال کا ہو چکا تھا جیسا کہ تقریر بالا سے ظاہر ہے بمقتضای ہر کمالے را زوالے بدترقی
مدارج راجہ کا جو اوج سے طرف حضیض کے مائل ہوا تو بمجبوری تنگی سے زمانہ کی خیال ملک کے بندوبست
کا سواے اپنے غیر سے محال جانکر بلا امل ترک خدمت کی درخواست کی چونکہ حضور والا کو یہ امر بدرجہ
مکنون خاطر تھا رزیڈنٹ سٹر فریزر بڑے صاحب بہادر کی صلاح و مشورہ سے سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین راجہ صاحب
کے تیس ہزار روپیہ ماہوار مقرر کر کے گذاشت منگوالی اور راجہ رام بخش ابن گوبند بخش راجہ کے برادر زادہ کو از آنکہ
شعبان کی گیارہوین تاریخ سنہ روان مین پیشکار کیا پس راجہ نے اگرچہ خدمت مذکورہ کی قناعت کی تھی چونکہ امرا کی
عود زمانہ مین النادر کالمعدوم ہے نقش مراد راست نہوا بلکہ چند روز مین موجب کئی ہو کر دس ہزار روپیہ ماہوار قرار پایا
چونکہ راجہ صاحب کا مزاج خیرات دوست تھا اور بسبب اسکے کہ اثاث البیت انکی امارت کے موافق نہ تھا اسپر جو کچھ
پایا ایام معزولی مین سب وجہ بلا اس حرکت سے راجہ صاحب کا باقی اسباب بھی مثل اصطبل و فیلخانہ وغیرہ کے جسقدر
جو قدر تھا سب سرکار مین ضبط ہو گیا چونکہ راجہ صاحب اسوقت مین بہت معمر ہو گئے تھے اور ضعیف القوی بھی تھے
داغ بالای داغ جو واقع ہوا تو مزاج حد اعتدال سے منحرف ہو گیا اور مرض اسہال شروع ہوا پس ہفتہ عشرہ
مین منگل کے روز ربیع الثانی کی ساتوین تاریخ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین غروب آفتاب کے قریب انتقال کیا دوسرے دن
دریای موسی کے کنارے پر جلا دیا راجہ صاحب نے کام پیشکاری کا (۴۵) سال کیا ہے اور (۷۶) سال کی عمر مین

اثنای وقت انتقال کے دو فرزند تھے ایک نورانی صاحب کے بطن سے راجہ بالا پرشاد المخاطب راجہ دہراج [illegible] پنجشنبہ کے روز رجب کی ۸ تاریخ [illegible] ہجری مین کہ اوسوقت اونکی عمر ۵۲ سال کی تہی اجل طبیع سے مر گئے [illegible] نانک بخش جو اونکی قوم کی نہین —

نقل

گوشوارہ صوبجات دکن بموجب بیاض دیانت خان کہ بادشاہی دیوانی سے منقول و متمسک ہے

[illegible] صوبہ

[illegible] سرکار

[illegible] محال

[illegible] محال ساحلی غیر عملی جمع دارد

[illegible] محال

[illegible] کرور

[illegible] لک

[illegible]

دیہ بدہی بدفتر رسیدہ	موافق دیہ بدہی
[illegible] محال	[illegible] محال
	[illegible] موضع
[illegible] کرور	[illegible] کرور
[illegible] لک	[illegible] لک
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible] ہنیئا اور [illegible] بان اور بندوقون کی [illegible] مع [illegible] کے [illegible] اور [illegible] فوج [illegible] گردان [illegible] نظام الملک [illegible] بندگان عالی کا [illegible] فتح [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ارادہ [illegible] شمشیر [illegible] تک [illegible] فوج [illegible] ایک [illegible] مرہٹہ کی [illegible] نیشلاکی فوج [illegible] اور [illegible] فوج [illegible] ہمیں [illegible] کس فوج سے [illegible] دیکھنے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] ہوا [illegible] چاہئے [illegible] سپاہی [illegible]

صوبہ خاندیس

سے سرکار

[illegible] محال

[illegible]

[illegible] ۵

/ ۰۲

صوبہ برار

[illegible] سرکار

یک کرور

[illegible]

[illegible]

یک سرکار

[illegible] مشانی سرکار اسلام پور سررشتہ دیہ بدہی بر دفتر رسیدہ

[illegible] سرکار

[illegible] دو محال

[illegible] محال مسائل غیر عملی جمع ندارد

[illegible] محال

یک کرور

[illegible]

[illegible] ۵ [illegible]

دیہ بدہی بر دفتر رسیدہ	موافق دیہ بدہی	دیہ بدہی بر دفتر رسیدہ	موافق دیہ بدہی
[illegible] محال	[illegible] محال	سے سرکار	[illegible] محال
[illegible]	[illegible]	[illegible] محال	[illegible]
[illegible] ۵	[illegible] ۱۵ /	[illegible]	[illegible]
/ [illegible]		[illegible] ۱۱ /	[illegible]

صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد

[illegible] سرکار

[illegible] محال

یک کرور

[illegible]

[illegible]

[illegible] /

صوبہ محمد آباد بیدر

[illegible] سرکار

[illegible] محال

دو محال مسائل غیر عملی جمع ندارد

[illegible] محال

[illegible]

[illegible] ۵

/ ۱۱

شہزادہ بہادر [illegible] سرکار کے روبرو ندی کے کنارہ پر کھڑے تھے مخالف کی فوج کا خیال کر کے ناقہ و شتون [illegible] جنگل میں [illegible] اور [illegible] کی جنگل کی طرف [illegible] لوگوں نے ہراسان ہو کر اور زیادہ غل مچایا اور نصف شب [illegible] سے غل زیادہ ہوتا جاتا تھا [illegible] مرہٹہ کی فوج [illegible] اور یہ غل [illegible] مرہٹہ کی فوج نے یہ ترکیب کی کہ [illegible] چاہی کہ [illegible] سے [illegible] آغاز شام ہی سے [illegible]

جو وہاں [illegible] سرکاری فوج کے [illegible] میں نوواردین [illegible] لوگ سمجھے کہ مرہٹہ کی فوج صف باندھے کھڑی ہے اور [illegible] اور ان کے مقابل میں صف باندھے کھڑے رہے یہانتک کہ جب [illegible] نصف رات کے گذر گئی اور چاند نکلا بندگان عالی کو فرودگاہ کا قصد تھا اسواسطے یہ خواہش ہوئی کہ اس نواح میں اگر کوئی قلعہ متصل ہو تو رات کے لئے وہاں جا ٹھہرین

اور دو روز مقام کرکے اور آرام سے کے منزل مقصود کی طرف راہی ہوں اس وقت دو لوگوں سے دریافت کیا بعض سے بعض کی زبان سے قریب تین کوس کے گرد کا قلعہ سے نیز الملک بہادر کو معلوم ہوا کہ پہلے سے قلعہ میں پہونچے مشغول و متنبہ رہیں تاکہ اوس مقلدہ کالانان خود رہوین دو گھڑی بعد قدوم سواری ہوکر اوس طرف روانہ ہوئے جب سواری عقب روانہ ہوئی ابتدائی شب کے غارتگرون سے بہرہ جنگاہ کو غارت کرنا شروع کیا اور ایک خلقت کو غارت کرڈالا الغرض حضرت جنگل میں کبھی سیدھی طرف کبھی بائین طرف جنگل جنگل راہ کو طے کرتے ہوئے صبح کے قریب قلعہ کرنول میں داخل ہوئے اور صاحبزادہ اسکندر جاہ بہادر حسب الارشاد قلعہ میں قبل سے رونق افزا تھے ہاروں کی متابیان بیز الملک بہادر نے بہ جہو ڈھونڈھن کرکے تین دورگے نزاکی تین بندگان عالی کا [illegible]

موافق دیہہ بندی	دیہہ بندی بردفتر رسیدہ	موافق دیہہ بندی	دیہہ بندی بردفتر رسیدہ
[illegible] محال	[illegible] محال	[illegible] محال	[illegible] محال
[illegible] موضع	[illegible]	[illegible] موضع	[illegible]
یک کرور	[illegible] لک	[illegible] لک	[illegible] لک
[illegible] لک	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱ ر	۰۳ ر	۴ ر	۰۷ ر

صوبہ بیجاپور	صوبہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دیہہ بندی بردفتر رسیدہ
[illegible] سرکار	[illegible] سرکار
[illegible] محال	[illegible] محال
[illegible]	[illegible]
[illegible] کرور	
[illegible]	
[illegible]	
۱۹ ر	

موافق دیہہ بندی	دیہہ بندی بردفتر رسیدہ	
[illegible] محال	[illegible] محال	
[illegible] موضع	[illegible]	
یک کرور	[illegible] کرور	[illegible] کرور
[illegible] لک	[illegible] لک	[illegible] لک
[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۳ ر	۴ ر	۰۹ ر

[illegible]

تیسرا دفتر حکام مختلفہ کے بیان مین

عام اس سے کہ مسلمان ہون یا عیسائی یا ہنود وغیرہ کیا قدیم و کیا جدید پھر صاحب استقلال ہون یا غیر مستقل مخفی نرہے کہ سوای ان سلاطین کبار اور بادشاہان باوقار کے کہ جنکا ذکر دفتر اول اور دفتر دوم مین گذرا اور جو چند شخص اہل اسلام سے مختلف شہرون مین ہندوستان مین نسلاً بعد نسل مستقل فرمان روا ہوئے ہین اور اپنے نام کے ساتھ لفظ شاہی کا ضم کیا ہے اور چند رئیس ذوی الاقتدار تہے کہ جنکا رتبہ شاہی تک پہنچا ہے اور اسی کے ضمن مین صاحبان انگریزی نے رفتہ رفتہ اپنے پایہ حکومت کو ہندوستان کے ہر چہار طرف مین قایم کیا ہے ۔ لہذا نامہ نگار نے انکے حالات کا بھی لکھنا اہم سمجھا فلہذا ایک دفتر مستقل مین ان فرمان رواؤنکا حال بھی فراہم کیا تا کہ اس کتاب کی خوبی دوبالا ہوجائے اور اس مین دو مقالے ہین۔

پہلا مقالہ اکثر اورنگ نشینان بالاستقلال اور رؤسا صاحب اقبال کے بیان مین

پوشیدہ نرہے اول سے ابتک انجمن شاہان مملکت ہند ودکن کے سوای اونکے متعلقین کا ذکر صریح اور کسی اقلیم کے ذی سکہ و خطبہ کا اگر آجاوے تو مطلقاً کرسی نشین نہوگا بلکہ صاف اجنبی پایا جاویگا مہذا سلطان سکندر ذوالقرنین اور سلطان امیر تیمور ہر چند کہ یہ دونون بادشاہ ولایت ایران اور توران کے ہین مگر جبکہ سکندر نے اس ولایت کو بھی سر کیا ہے اور امیر با توقیر ممدوح بھی وارد ہند کا ہوا ہے حتی کہ بادشاہ عصر اوسکی اولاد سے قائم ہے اسکے قطع نظر اونکے بیان سے قدرت اللہ جل شانہ کی نمایان ہوتی ہے لہذا مختصر احوال انکا رونق افزا ناصیہ دفتر ہذا ہوتا ہے اور مہاراجہ کشن اور مہاراجہ اندر کہ یہ دونون بھی اس دیار مین بہت نامور گذرے ہین چونکہ اونکا ذکر اور کہین نہین آیا لہذا بموجب ترتیب اجزا ر زمان اور حسب عہد مرقوم الصدر زینت دہ تحریر ہوا۔

دفتر دوم

مہاراجہ کشن جی کا بیان

کشن جی کا تولد شہر متہرا مین ہوا تھا اب ابتدا مین گیارہ سال تک ایک شیرفروش کے مکان پر خفیہ بیٹھے رہے اور وہان بیٹھی بیٹھے یہ تدبیر کی کہ راجہ کینس کو جو ملک پانڈو کا حاکم تھا مار کر مسند سلطنت پر اوگرسین کو کہ یہ کینس کا باپ ہے بلانام بٹھا کر خود آپ اسکے تمام مال و اسباب کے قابض و دخیل ہو گئے اور اوسکی فوج پر اپنا حکم اور عمل جاری و نافذ کیا یہہ فتنہ الوہیت کے دعوی پر آگئے اوس وقت کے لوگ سب مراطل کو حق جانکر انکے معتقد و مرید کا ہو بیٹھے اور اونکے اس قول پر اتفاق کیا و اقرار کیا اسکے بعد درویشی اختیار کی چند روز اسطرح پر رہے۔ آخرالامر راجہ جرا سنگہ اور راجہ کالنمن نے ہر کسیکا ہاتون سے لکھتا ہو کہ اوسوقت یہ دونون ہوستان کے راجے تھے اور اون کا طرز دین مثل طرز دین راجایان ہند کے یہ تھا بھاگ کر دوارکہ کی طرف گئے اور وہان جاکر ایک حصن حصین مین جا بیٹھے یہانتک کہ پیک اجل آیا اور اونکی روح کو قبض کیا۔ بعض یہ لکھتے ہین کہ وہ زندہ ہین اور مخلوق کی نظرونسے غائب ہو گئے ہین۔ اور بعض اہل ہنود کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ ہمارے اوتار ہین اور بعض یہ کہتے ہین کہ وہ پیغمبر ہین اور بعض لوگ اونکو مثل خدا تعالی جل جلالہ کی پرستش کرتے ہین اونکے افسانے اور نادر حکایتین مشہور ہین اور انہون نے (۱۲۵) سال کی عمر پائی۔ اور اونکے حالات مین یہ بھی مرقوم ہے کہ اونکی سولہ ہزار عورتین تھین اور ہر عورت دس دس بیٹے اور ایک بیٹی رکھتی تھی اور ہر زن شہر سب کو یہی جانتی تھی کہ کشن جی میرے پاس تمام شب رہتے ہین سوا اسکے اور بہت سی کیفیتین دلاوری اور قوت اور شجاعت اور ریاضت خصوصاً خرق عادات اور کسب کمالات کے نہایت عجائب و غرائب او خلاف عقل ہین کتابون مین اسکی تفصیل موجود ہے

سکندر ذوالقرنین کے حالات کا بیان

سکندر ذوالقرنین فیلقوس شاہ مقدونیہ کا بیٹا ہے جو یونان کا ایک بڑا شہر تھا حکیم ارسطو نے صغر سنی مین اسکی

تربیت کی ہوا نہ پایا چنانچہ بعد [illegible] عمر [illegible] بتخت شاہی پر
جلوس کرکے اوسنے اپنا [illegible] ایران کا بادشاہ تھا۔ مقام [illegible] پر
اوسکے اور سکندر کے باہم مقابلہ ہوا۔ مورخین بیان کرتے ہین کہ اسوقت مین دارا کی جمعیت ایک لاکھ پچیس ہزار کی
تھی اور سکندر کی سپاہ اوس سے ایک ثلث تھی باوجود قلت سپاہ کے فتح سکندر کی ہوئی اور دارا نے فرار کو
بہ نسبت قرار کے غنیمت سمجھا۔ اس لڑائی مین ایک لاکھ دس ہزار آدمی مارے گئے اور دارا کے زن و فرزند اسیر ہوے
اس جنگ کے بعد سکندر نے مصر اور شام پر قابض ہوکر ایک شہر آباد کیا اور اوسکا نام اسکندریہ رکھا چنانچہ ابتک موجود ہے
اسکے بعد دارا نے اپنی تمام فوج فراہم کی جو [illegible] اوس سکندر سے جنگ پیکار کے ارادہ سے
نکلا سکندر نے بھی سینتالیس ہزار سوار و پیادے لیکر مقام انجریرہ سے جو دو فرات سے اوسطرف واقع ہے
واسطے مدافعت دارا کے خروج کیا۔ پانچ منزل پر پہونچکر جنگ شروع کردی سکندر اپنی دلاوری اور جرات سے دارا
کے قلب لشکر مین گھسکر شمشیر کے وار کرنے لگا اور اپنی تلوار آبدار سے ہنگامہ محشر بپا کیا سکندر نے ارادہ کیا تھا کہ دارا کو
زندہ ہی پکڑ لے لیکن فوج مخالف کے قدم ثبات [illegible] آگئے اور فوراً منہ پھیر دیا پس دارا نکل گیا سکندر
اس فتح [illegible] اوسکی فوج کے دو افسرون نے
[illegible] سکندر [illegible] اوسکی آمد کی خبر سنکر دارا کو قتل کرکے
[illegible] سکندر جب دارا کے بالین پر پہنچا تو نہایت افسوس کرکے اوسکے جنازہ
کو موافق اوسکے رتبہ و عزت کے تجہیز و تکفین کی۔ وہان سے روانہ ہوکر کل ایران کو اپنے قبضہ تسخیر مین لاکر متصرف ہوا
اوسکے بعد ملک ہندوستان کا ارادہ کیا اور وہان پہونچکر شہر کابل بسایا۔ پھر وہان سے اپنی عنان عزیمت کو دریای
سندھ کیطرف توجہ کیا اور دریای سندھ سے عبور کرکے اس سرزمین پر بھی اپنا سکہ عمل قائم کیا۔ اسکے بعد چاہا تھا کہ راہ

عالی جاہ بہادر کے خروج کا بیان

پنجاب سے گذر کر پٹنہ پر فوج کشی کرے۔ مورخین انگلین یون زیب رقم فرماتے ہین کہ وہانکے فرمانروا کے پاس چہ لاکہہ فوج کی جمعیت تہی مگر سکندر کے سپاہیون نے بوجہ کثرت شدائد سفر کے اپنے ہموطنون کی اجازت طلب کی فلہذا سکندر او دہر سے اپنا ارادہ فسخ کرکے ملتان پر آیا وہان پر بڑے زور شور سے جنگ وجدال کا بازار گرم ہوا۔ اس لڑائی مین خود سکندر گہوڑے سے اوتر دیوار شہر پناہ کی پہاند کر فوراً مثل بجلی کے اندر جا پہنچا اور اپنے ہاتہون ہاتہہ اوس بلدہ کو فتح کرلیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ اس کارزار مین خاص سکندر کے جسم پر بہت سے زخم آئے حتی کہ امید زندگی کی باقی نہ رہی تہی لیکن خدا تعالی نے اوسکو بہت جلد چنگا کردیا۔ اسکے بعد طبل مراجعت کا طرف ایران کے بلند آوازہ کیا وہان پہنچکر دارا کی بیٹی کو اپنے قبالہ نکاح مین لایا۔ بعد ازان بابل کو روانہ ہوا ہنوز منزل مقصود تک پہونچنے نہ پایا تہا کہ قاصد اجل نے سامنا کیا پس بخار کی شدت سے سکندر نے عنان عزیمت کو ملک جاودانی کی طرف متوجہ کیا اوسکی مدت سلطنت ۱۲ سال اور ایام زندگی ۳۳ سال مین بقدرت خدا تعالی کی ہے کہ اس مدت قلیل کے اندر اس قسم کی ترقیات کے مدارج طے کئے جو قدرت انسانی سے نہایت بعید بلکہ ابعد مین۔

راجہ اندر کے حالات کا بیان

سیر المتاخرین کی تحقیق کے موافق اوسکا مولد مقام مالوہ ہے۔ اور سنگاسن بتیسی مین مرقوم ہے کہ وہ بڑا عظیم الشان فرمانروا ہوا ہے نہایت نیک شخص تہا اوسکے راج مین اوسکے حسن نیتی کی وجہ سے کبہی قحط اور وبا کا صدمہ خلق اللہ نے نہ اوٹہایا اور وہ جمیع صناعات کے حقائق اور اکثر علوم پر وقوف رکہتا تہا اور لغات مختلفہ مین خوب مہارت تہی۔ بلکہ یہ مرقوم ہے کہ جانورونکی بولیان بہی سمجہتا تہا اور اوسکا دارالامارت مقام اُجین تہا۔ دکن اوڑیسہ بنگ بہار گجرات سومنات یہ سب ملک اوسی کے زیر فرمان تہے۔ اور روایت ہے کہ اندر نے ملک کابل تک بہ احاطہ تصرف لایا تہا نہایت بخیر اور ہمت عالی رکہتا تہا۔ خلق اللہ کی حاجت برلانے مین سعی بلیغ کرکے اونکے اکثر مشکلات حل کرتا تہا یہانتک کہ

عوام اوسکو خرق عادات سے جانتے تھے۔ اکبرنامہ مین لکھا ہی کہ جب راجہ موصوف کی عمر قریب انقضا کے ہوئی تو ملک دکن مین سالباہن ایک شخص نے خروج کیا۔ راجہ اور اوسکے باہم دریای نربدا کے کنارے پر جنگ عظیم ہوئی اُس نے راجہ کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔

امیر تیمور کے احوال کا بیان

صاحبقران امیر تیمور گورکان بیٹا امیر طراغائی بن ایلنگیر برکل کا پچیسوین شعبان شب سہ شنبہ ۷۳۶ ہجری مین شہر سبز کے اندر اوسکی ولادت ہوئی ہی ابتدای شباب مین شجاعت ذاتی اور جرأت فطرتی سے خدمت مین شیرین خان والی توران کی کہ وہ اوسکا ہمدم اور ہم جد تہا ایسا سرسبز ہوا کہ اپنے آپکو امیر الامرائی کے رتبہ پر پہنچایا۔ شیرین خان کی وفات کے بعد شہر بلخ مین چہارشنبہ کے روز رمضان شریف کی تیسری تاریخ ۷۷۱ھ مین اوسنے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور سمرقند کو اپنا دار السلطنت قرار دیکر ملک ستانی کا نقارہ بجایا تہوڑے زمانہ مین ولایت ماوراء النہر خوارزم ترکستان خراسان عراقین آذربایجان فارس مازندران کرمان دیاربکر خوزستان مصر شام روم کابلستان زابلستان کرجستان ہندوستان اور ماسوا انکے بہت سی ولایتین مفتوح کر کے فرمان روایان روی زمین اپنا فرمان پذیر کیا پس ۸۰۷ھ مین کہ متوجہ فتح خطا کا تہا مکان انطار کے اندر کہ اوسوقت اوسکی عمر اکہتر سال کی تہی سخت مرض سے چہارشنبہ کے روز اٹھارہوین شعبان نماز شام کیوقت عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا مستقل اوسکی مدت سلطنت ۳۶ سال تہی گورکان اوسکو اس لئے کہتے ہین کہ لفظ گورکان ترکی ہی جسکے معنی دوربین کے ہین پس چونکہ شخص معاملات دوربینی مین نہایت غور کرتا تہا لہذا گورکان اوسکا لقب ہوا۔ اور بعض مورخین کا یہ قول ہی کہ چونکہ اوسکی بصارت بڑی تہی اس لئے قبل سلطنت کے بادشاہ عصر نے اوسکو یہ خطاب دے رکہا تہا۔ کتب تواریخ انگریزی سے یہ ثابت ہوتا ہی چنانچہ راقم نے وقت تحریر اوراق اخبار مین دیکہا ہی کہ تیمور چنگیزخان کی اولاد مین ہی اور ایکسو نو سال بعد اوسکے ہوا ہی یعنی چنگیزخان کا ظہور ۱۲۲۳ء مین ہوا ہی

اور تیمور نے سنہ ۷۷۲ھ مین خروج کیا ہی ابتدا مین تیمور بکریان چرایا کرتا تھا۔ بیس سال کی عمر سے ملک گیری اور قلعہ کشائی اختیار کی بڑے بڑے شہر اور قلعے ہفت اقلیم کے سر کئے کمال خونخوار و متعصب بن تہا اس سبب سے کرورون جانین تلف و ہلاک کردین آخر کار عازم فتح چین کا تہا کہ شدت کا بخار آیا اور اوسی مین راہی ملک عدم کا ہوا۔

حکام سندہ اور ٹھٹہ کے حالات کا بیان

بموجب مرآۃ الصفا واضح ہو کہ اولاً ولید بن عبد الملک کے عہد مین حجاج بن یوسف نے سنہ ۸۶ہجری مین بقول بعض کے محمد ہارون کو دیار ٹھٹہ کی طرف روانہ کیا تہا ہارون مذکور نے محمد قاسم نامی ایک شخص کو وہان کا حاکم مقرر کیا۔ مشار الیہ نے داہر راجہ سے جنگ کر کے سنہ ۹۲ھ مین بلدۂ مذکور کو اپنے تحت تصرف مین لایا اور بقول بعض محمد قاسم حجاج کے چچازاد بہائی نے سندہ مذکور مین مقام مذکور کو فتح کیا پس ہر دو رد ہو کر وہان کے زمیندار پانسو برس تک وہانکے فرمان روا رہے اس ضمن مین سلاطین غزنوی اور غوری نے اپنے طرفدار روانہ کر کے وہانکی فرمانروائی مین مداخلت کی ہی پس ناصر الدین قباچہ جو سلطان معز الدین شام کے ترکی غلامون مین سے تہا سنہ ۶۰۲ھ مین اوس نے اپنے نام کا خطبہ و سکہ کیا اور تیس برس تک کامران اور رعایا پرور رہا جب وہ سنہ ۶۲۳ھ مین دریا کے اندر غرق ہو کے مرگیا پندرہ شخص سمکانیون کے طبقہ سے کہ وہ اپنے آپکو جمشید کی اولاد سے جانتے تہے اور اونکے سوا چار شخص اور فرمان روا رہے۔ بعض مورخین بیان کرتے ہین اونکے زمانہ مین حکام کا غلو بکثرت رہا ایکے بعد دیگرے سریر حکومت پر جلوس کرتا جاتا تہا اور اوٹہتا جاتا تہا اور پندرہ لوگون کی تعداد سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ شاید منجملہ اونکے چند شخص ذی ثبات ہوئے ہین پس شجاع بیگ بن امیر ذو النون ارغون نے کہ منجملہ امراے سلطان حسین مرزا کے تہا وہان جلوس کیا اور جب وہ چند عرصہ کے بعد سنہ ۹۳۰ھ مین عالم بقا کو روانہ ہوا تو شاہ حسین نے ۳۲ برس حکومت کی پس مرزا عیسے خان ترخان

اور سلطان محمد بکر مین فرمانروا ہوا عیسیٰ خانکی وفات ۹۷۵ھ مین ہوئی تو انکا بیٹا باقی فرمانروا ہوا اور ۹۹۳ھ مین اوسکا انتقال ہوگیا اوسکے بعد مرزا جانی بیگ اوسکے بعد مرزا غازی بیگ ہوا اور ۹۹۸ھ مین ترخان کی سلطنت برطرف ہوگئی اور تمام ملک سندھ اکبر کے تصرف مین آگیا اور مرزا جانی بیگ وہانکا چھٹا حاکم شاہی امرا کے زمرۂ ملازمین مین شریک ہوا اسی طرح کی پریشان حکومت سالہا رہی آخر مین کچھ کم و بیش پچاسی برس کے عرصہ مین جیسا کہ مذکور ہوا پیاپے سات تغلق سلطان ... ممالک سندھ مین حاکم مستقل ہوئے اوسکے بعد ایک عرصہ دراز تک وہ ملک سلاطین اکبری کے ... اور ... کی قلمرو مین رہے

ملتان کے حکام کا بیان

واضح ہو کہ ملتان نہایت قدیم شہر ہے اور وہان کے ... ۹۳ھ مین محمد قاسم حجاج بن یوسف کے چچازاد بھائی نے وہان دین کا جھنڈا قائم کیا پس شیخ یوسف نام اورایک نے استقلال بہم پہونچایا پھر دو سال کے بعد رائی سہرا اوسکو ملتان سے نکال کر آپ تخت پر بیٹھ گیا اور اپنا لقب سلطان قطب الدین لنکا رکھا اوسکی مدت سلطنت ۱۶ برس ہی اہل ہیر بیان کرتے ہین کہ وہانکے راجے برہمنونکی قوم سے ... اپنا لقب لنکا رکھا کرتے تھے سلطان مذکور نے بھی بدستور سابق وہی عمل کیا اور سلطان حسین انکا پسر سلطان قطب الدین نے چند مدت تک وہانکی بادشاہی اور سلطان فیروز لنکا نے چونتیس سال تک اور سلطان محمود لنکا نے سات سال تک اور جب سلطان حسین لنکا حاکم ہوا تو ۹۳۴ھ مین ارغون نے اس ولایت کو فتح کیا اور ہمایون بادشاہ کے عہد مین پھر ملتان سلاطین دہلی کے تصرف مین آیا بموجب کتاب مرآۃ الصفا اور موافق جلدین اوسین سیر المتاخرین کے یہ زیب رقم ہے کہ ابتدا ۵۹۹ھ ہجری سے ۵۷۰ھ تک مملکت ملتان سلاطین دہلی کے قبضہ مین رہی اور سنہ مذکور سے بسبب ... اور

کابلی سلطان علاءالدین بن سلطان محمد شاہ کے کہ وہ اعلیٰ خضر خان کی اولاد مین سے تہا جیسا کہ دفتر اول میں بیان ہوا سلاطین دہلی کے قبضہ سے نکل گئے تہے۔ پہر ۹۳۲؁ھ مین شاہ بابر کے عہد حکومت شاہزادہ کامران میرزا کے کوشش سے ممالک محروسہ مین ملحق ہوگیا اس عرصہ مین اول شیخ یوسف نے کہ روز قسمت سے اوسکے سلطنت آئی تہی دو سال حکومت کی اسکے بعد سلطان قطب الدین عرف سہرا لنگا نے ۸۶۹؁ھ مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا کیا اوسکی مدت سلطنت سولہ سال ہی۔ پہر سلطان حسین بن سلطان قطب الدین انکا ایام سلطنت اوسکے اڑتیس سال ہین۔ پہر سلطان محمود بن فیروز شاہ نبیرہ سلطان حسین اوسکا زمانہ سلطنت ۲ سال ہی۔ ازان بعد سلطان حسین بن سلطان محمود اوسکی سلطنت کا زمانہ آٹہہ سال ہوا اور پانچ سال لشکر خان لنکا برادر شمس الدین ملازم سرکار میرزا شاہ حسین ارغون کے۔ پس سالہای دراز تک شہر ملتان قبضہ مین اہل اسلام طرفداران سلاطین دہلی کے رہا۔ پہر چند روز ہوئے کہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اوسکو مظفر خان سے ۱۸۱۸؁ء مطابق ۱۲۳۳؁ ہجریہ مین لیکر ایک ہندو کو وہانکا صوبہ دار مقرر کیا تہا۔ اب صاحبان انگریز نے صوبہ دار مذکور کے بیٹے سے بوجہ مفسدہ کے فتح کر کے ملحق ممالک محروسہ سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کا کیا چنانچہ اسکی تشریح مقالہ دوم مین انشاءاللہ العزیز آویگی

کابل کے حالات کا بیان

واضح ہو کہ امیر ابن عبداللہ نے بعہد حکومت ... اہل اسلام سے ...؁ھ مین ملک کابل کا فتح کیا اوسکے بعد وہان عمل عباسیون کا رہا اوسکے بعد سامانیون کا ازان بعد زیر حکومت غزنویون کے رہا پس بر سبیل طبقات غوریون اور چنگیز خانیون اور صاحبقرانیون کے حکومت رہی۔ ازان بعد فرمان روا ملک کابل کا احمد شاہ درانی ہوا اور ۱۷۷۳؁ء مین جب اوس نے وفات پائی چندے کچہ روز یعنی وہانکے حکومت خاندان شاہ موصوف کے قبضہ مین رہی پس محمود شاہ خلف تیمور شاہ ابن احمد شاہ موصوف کا زمان شاہ پر غالب آیا فتح خان پسر سرفراز خان اوسکا وزیر تہا

اسنے سلطان کی خدمتمین بہت سی گستاخیان کرکے مقتول ہوا۔ لکہا ہی کہ فتح خان ایسا سخت آدمی تہا کہ جب محمد شاہ نے ٹکڑا ہوکے نذرک مین اوسکی قتل کا حکم دیا تو حاضرین نے قتل کرتے وقت اوسکے جوڑ جوڑ علیحدہ کیے مگر اُسنے آہ بہی نہ کی بلکہ چین بجبین بہی نہوا اور کسی تے تخفیف تکلیف کی التجا تک نکی۔ پہر وزیر دوست محمد خان برادر فتح خان مقتول کی ترقی ہوئی کابل قندہار اور تمام ملک پشاور کا اوسی کے قبضہ مین آگیا چنانچہ وہانکا حاکم خان موصوف ہی ہی اور اوسکے محاربات اور امیر محمد اکبر خان خلف وزیر دوست محمد خان کے جو افسران انگریزی سے سرزمین مذکور پر واقع ہوئی ہین مقالہ دوم مین انشاء اللہ آوینگے اور یہہ بہی جاننا چاہیے کہ وزیر دوست محمد خان سرفراز خان کا بارہوان بیٹا ہی اور وہ ہمیشہ اپنے برادر کلان محمد فتح خان مقتول کی خدمت مین سرگرم اطاعت رہا کرتا تہا۔

مالوے کے حکام کا بیان

واضح ہو کہ دیار مالوہ نہایت طویل و عریض ہے اور وہان بڑے بڑے راجے بامثل راجہ بکرماجیت اور راجہ بہوج وغیرہ کے ہوئے ہین اور نیابت دولت سلطان محمد شاہ تغلق تک شاہان دہلی کے ہاتہہ مین تہا۔ دلاور خان غوری نے کہ وہ اول ناظم صوبۂ مذکور کا تہا بعد رحلت سلطان موصوف کے سنہ ۷۹۹ ہجری مین سکہ و خطبہ اپنا جاری کیا اور اکیس سال تک نقارہ شاہی کا بجایا اور جب وہ بہی وفات پائی تو سلطان ہوشنگ نے سریر سلطنت پر جلوس فرمایا اور نہایت عدل و داد سے سنہ ۸۳۲ تک بادشاہی کی اسکے بعد وفات پائی اوسکے بعد سلطان محمود شاہ غوری سلطان ہوا اُسنے صرف ایک سال تک حکومت کی و زہر سے مرگیا اوسکے بعد سلطان محمود خلجی کہ سلطان ہوشنگ کے امرا مین سے تہا تخت مالوہ پر مستولی ہوا۔ اور بعض کا یہ قول ہی کہ سلطان محمود ہوشنگ کا بہتیجا تہا اولا امیر الامرا ہوا بعد ازان سلطان ہوا اوسکے بعد غیاث الدین خلجی ہوا کہتے ہین کہ چونکہ سلطان موصوف اپنے باپ کی خدمتمین ۳۴ سال تک بیشتر سرگرم خدمت رہا بعد جلوس کے عبدالقادر اپنے فرزند اکبر کو وکیل سلطنت مقرر کرکے آپ واسطے استراحت کے محل مین داخل ہوگیا اور پندرہ ہزار عورتین

اپنی خدمت کے لئے مقرر کین انمین سے پانسو ترکنیان تیر و کمان سے لیس اور پانسو حبشنین بندوقچی پہرہ اور چوکی پر حاضر رہا کرتی تہین شاید نانی پلٹنونکی ابتدا یہی ہی تعجب ہی کہ اس نے کچہہ اوپر تیس سال تک ایسی حکومت مجہول کمال عیش و عشرت کے ساتہہ کی اور اسمدت مین کوئی فساد برپا نہوا اور کسی قسم کی سرکشی نے منہ نہ دکہلایا پس ۹۰۵ سنہ مین جہان فانی کو وداع کیا۔ اسکے بعد سلطان ناصر الدین خلجی پسر دوم اسکا مشغول مہمات کا ہوا اور اسنے گیارہ سال سے کچہہ زیادہ ظلم کیساتہہ بادشاہی کی۔ پس سلطان محمود ثانی غیاث الدین کا ولد ثالث ہوا اسکا لقب بگرا تہا اس لئے کہ بگرا گجراتی زبان مین گاو کو کہتے ہین اور سلطان اپنی موچہون کو تاو دیکر مثل سینگون کے بنائے رکہتا تہا اوسکے عہد مین ۹۳۷ مین بہادر شاہ گجراتی آیا اور ملک مالوے کو اپنے قبضہ تصرف مین لایا اور سلطان محمود کو طوق و زنجیر کر کے چاپانیر کو بہجوادیا پس اس سلسلہ کی سلطنت متفرق ہوگئی اور سلاطین گجراتیہ کیطرف منتقل ہوگئی پس ۹۴۹ سنہ مین شیر خان افغان نے مالوہ کو فتح کرلیا اور شجاعت خان کو وہانکی صوبہ داری پر مقرر کیا خان موصوف نے سکہ اور خطبہ تو اپنے نام کا نہین کیا مگر رہا مثل بادشاہون کے اور رجب ۹۶۲ سنہ مین اس جہان سے رخصت ہوا۔ تو باز بہادر بلاد مالوے کی حکومت پر مستقل ہوا مورخین نے بیان کیا ہی کہ بہادر مذکور روپمتی پر عاشق تہا ۹۶۸ سنہ مین اکبر بادشاہ نے دیار مذکور پر تسلط حاصل کیا اور باز بہادر دو ہزاری کی طرف منصوب اور سرفراز و خطاب شاہ باز خان سے ممتاز ہوا۔ الحاصل دس شخص نے (۱۶۹) سال تک اسطرح پر مالوے کی سلطنت اصالتاً و نیابتاً کی اور جہان فانی سے درگذرے۔ اکبر شاہ کے وقت سے وہان اہل دہلی کی حکومت قایم ہوئی اور اب مہاراجہ سیندہیہ کی اولاد کے اختیار مین ہی چونکہ موصی الیہ اپنی قوم مین نہایت صاحب اقتدار ہوا ہی اس لئے اوسکا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اوسکی جگہ پر ہوگا

بنگالہ کے حکام کے حالات کا بیان

واضح ہو کہ محمد اختیار الدین بختیار خلجی سلطان شہاب الدین غوری کا غلام تہا۔ نہایت شجاع اور منہور شخص تہا ابتدائی جنگ نے

یہ چاہا کہ اسکا نام لوح ہستی سے محو ہو جاوے لہذا انہونے اسکی یہ تدبیر سوچی کہ بادشاہ وقت کو یہ ترغیب دی کہ اسکو مست ہاتی سے لڑائے۔ مورخین بیان کرتے ہین کہ ایک روز ایک ہاتی مست سرکاری فیلخانہ سے واسطے ملاحظہ بادشاہ کے آیا۔ اتفاقاً محمد اختیار بہی اوسوقت دربار مین حاضر تہا۔ بادشاہ نے حسب ایما سابق کے اہل رشک سے اصغا کرکے محمد اختیار الدین کیطرف توجہ ہوا اور پوچہا کہ تم اس سے لڑ سکتے ہو۔ اسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو حضور پر نور کے اقبال سے فدوی ابہی ارادہ رکہتا ہی بادشاہ نے کہا اچہا۔ پس محمد بختیار نے بسم اللہ کہکر حملہ رستمانہ کیا اور ہاتی بہی تڑپ کر ایک گرز اوسکے بن دندان پر مارا اور اوسکے ساتہہ ہی ارادہ کیا تہا کہ دوبارہ بہی وار کرے چونکہ ضرب اول ہی اپنا پورا کام کر چکی تہی لہذا ہاتی سے برداشت نہو سکی اور فوراً منہ پہیر دیا۔ لوگون نے نہایت تعریف کی اور خوب واہ واہ کی۔ حاسدین کے دانت کہٹے ہو گئے بادشاہ اوسکی دلیری سے بہت خوش ہوا اور اوسکے صلہ مین بہار لکہنوٹی کی حکومت اوسکو عطا کی خان معزالیہ اپنے عہدہ حکومت پر روانہ ہوا وہان پہونچکر حسب قول وہانکے منجمین کے کہ سابق سے انہون نے خبر دے رکہی تہی غالب آیا یعنی راے لکہمی یا لکہمن چند راجہ کو شکست دیکر خود سر ہو کر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور دین محمدی صلعم کو تمام ملک بنگالہ مین جاری کیا۔ اہل سیر لکہتے ہین کہ سب سے پہلا بادشاہ اس سرزمین کا اہل اسلام سے یہ خان معزالیہ ہی ہی۔ اس محمود عالم کی رحلت سنہ ۶۱۴ھ مین ہوئی ہی۔ محمد بختیار مرحوم کے بعد محمد شیران خلجی اوسکے قوم کا ہی شخص وہانکا سلطان ہوا۔ اوسکے بعد علی مردانخان خلجی نے وہانکی سلطنت دو سال تک کی ہی۔ اوسکے بعد حسام الدین غوث خلجی ہوا اور اوسکے عہد حکومت مین بنگالہ سلطان دہلی کے تصرف مین آیا۔ پس طغرل تمکرام جب بادشاہ دہلی کی طرف سے وہانکا حاکم مقرر ہوا تو سلطان وقت سے بغاوت اختیار کرکے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا۔ پس ناصر الدین نے سکہ اور خطبہ اپنا کیا اور دوبارہ ملک بنگالہ سلطان

دہلی کے تصرف مین آیا۔ شاہ تغلق کے عہد فرمان روائی مین بہرام خان عرف تاتار خان بنگالہ کا حاکم مقرر ہوا۔ واضح ہو کہ بعد وفات تغلق شاہ کے ملک فخر الدین نامی جو کہ بہرام خان کا شمشیر بردار تھا ۷۳۹ھ مین اپنے ولی نعمت کو قتل کر کے سلطنت کا سکہ اپنے نام کا کیا اور دس سال تک حکمرانی کی۔ اوسکے بعد سلطان علاء الدین نے ایک سال چند ماہ تک اوسکے بعد حاجی الیاس یعنی سلطان شمس الدین بھکرہ نے سولہ سال چند ماہ تک بعد ازان سلطان سکندر نے نو سال۔ اوسکے بعد سلطان غیاث الدین نے سات سال تک۔ ازان بعد سلطان السلاطین نے دس سال تک پس سلطان شمس الدین نے تین سال تک اوسکے بعد کانس ہندو گروہ شمس الدین ثانی کا ملازم تھا وہانکا حاکم ہوا اگرچہ وہ کافر تھا لیکن اسلام کا ساعی اور مساجد و معابد کا بانی اور دین محمدی کا مطیع تھا اوسکی مدت سلطنت سات سال ہے بعد ازان جیتمل المخاطب جلال الدین اپنے باپ کے قضا کرنے کے بعد سلطان ہو کر تخت و تاج شاہی کا مالک ہوا۔ کہتے ہین کہ اوسکو اہل بیت رسول کریم صلعم کے ساتھ محبت بہت تھی وہ ۸۱۲ھ مین داخل خلد برین ہوا اوسکے بعد وہانکا حکمران سلطان احمد ہوا اوسنے اٹھارہ سال سلطنت کی ہے بعد ازان ایک غلام ناصر نامی نے سات مہینہ حکمرانی کی ہے۔ اوسکے بعد ناصر شاہ شمس الدین بھکرہ کی نسل مین سے تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور بعد تیس سال کے ۸۶۲ھ ہجری مین سلسلہ اوسکی حیات کا شکستہ ہوگیا۔ اوسکی وفات کے بعد شاہ باربک نے وہانکی عنان حکومت اپنے اختیار مین پکڑی اور ۸۷۹ھ مین موداجل کا ہوا۔ اوسکے بعد یوسف شاہ اپنے باپ کا جانشین ہوا اور سات سال چھہ مہینے عدل و داد مین سرگرم رہا۔ بعد ازان سکندر شاہ ہوا۔ لکھا ہے کہ وہ بوجہ ناواقفیت امور سلطنت کے دو ہی مہینے مین معزول ہوگیا اور یہان باعتبار شمار سنون کے دو سال ہونے چاہیئن۔ پس فتح شاہ سکندر شاہ کے چچا نے کمال فضل و کرم سے سات سال پانچ مہینے تک نقارہ شاہی کا بجا کر ۸۹۶ھ مین مقتول ہوا اوسکے بعد سلطان شہزادہ نے کہ جو ملازم اور قاتل فتح شاہ کا تھا اورنگ حکومت کے جلوس کیا اور آٹھ مہینے کے بعد اندیل خان حبشی کے ہاتھ مارا گیا۔ پس ازان فیروز شاہ ابن اندیل خان

حبشی نے تین سال تک نہایت استقلال اور متانت سے حکومت کی اوسکے بعد سلطان محمود شاہ ابن فیروز شاہ نے تخت حکومت پر جلوہ کیا بعض کا یہ قول ہے کہ وہ فتح شاہ کا بیٹا تہا۔ واضح ہو کہ ایک سال کے بعد ملک پدر حبشی نے اوسکو قتل کیا اور آپہ ویساوہ سلطنت پر مسلط ہوا۔ چونکہ حبشی مذکور نہایت سفاک اور بیباک تہا جب حاکم مستقل ہوا قتل عام کرا کے تین سال پانچ مہینے مین کہ مدت سلطنت اسکی ہی سونہرار آدمی مار ڈالے پس شریف مکہ نے سنہ ۹۰۳ مین اوسکو قتل کیا پس شریف مکی لقب سلطان علاء الدین نے کمال سخاوت اور عدل کے ساتھ ۲۷ سال تک داد و دہش کر کے معمورہ عقبی کو روانہ ہوا۔ پس نصیب شاہ وارث تخت سلطنت کا ہوا کثرت شراب نوشی سے سنہ ۹۴۳ مین جام فنا کا نوش کیا پس سلطان محمود بنگالی کہ اسکے امراءین سے تہا استیلا پایا۔ پس سنہ ۹۴۵ مین وہ مملکت شیر شاہ افغان کے تصرف مین آئی اور اسنے وہان خطبہ اپنے نام کا جاری ہوا کر محمود خان کو حاکم کیا جب محمود خان نے وفات پائی تو اوسکے بیٹے سلطان بہادر نے خطبہ مین اپنا نام داخل کیا سلیم خان پسر شیر خان نے آکر بنگالہ کو اس سے چہین لیا پس سلیمان خان کرانی نے سلیم شاہ کے بعد بنگالہ مین وارد ہو کر جلوس کیا اور جب وہ سنہ ۹۸۱ مین فوت ہوا تو بایزید خان افغان نے بغداد سے آکر تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور ایک مہینے مین مقتول ہوا پس داؤد خان افغان اپنے بہائی کے بعد صاحب تاج و لوا کا ہوا اوس عہد مین نوسو اسی ہجری مین خان جہان نے اکبر بادشاہ کیطرف سے آکر اوسکو قتل کیا پس بنگالہ ممالک محروسہ شاہ دہلی کا ہوا۔ اس مملکت مین کل ۴۳ شخصون نے اہل اسلام مین سے حکومت یہان کی مستقل طور پر کی ہی۔ اب جسطرح سے کہ زیر حکومت کمپنی بہادر کے آیا ہی خدا چاہے تو اوسکا مفصل حال مقالہ دوم مین بیان کیا جاویگا۔

تبت کے حکام کے حالات کا بیان

واضح ہو کہ اس سے سابق تبت راجون کے تصرف مین تہا۔ لکہا ہے کہ انہون نے باج خراج کبہی کسی کو

نہین دیا ہمیشہ خود ہی مستقل حاکم رہے پس ۱۲۰۵ھ مین ایک شخص مسمّیٰ آسا کہرو ہانکے راجوئون سے ہو اُس نے اسلام قبول کرکے اپنا نام اسلام رکہا اور طواف کعبہ اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوکر خروج کیا کہتے ہین کہ اوس کے سعی سے چہہ ہزار آدمیون نے دین اسلام قبول کیا تہا مسلمانون کی پشت گرمی سے میدان حرب مین وہراج حاکم تبت کو قتل کرکے ۱۲۱۲ھ مین مسند حکومت کو رونق بخشی۔ اوسکے بعد علی راجہ ہوا پہر اوسکے بعد احمد راجہ ہوا بعد ازان فیروز علی حاکم ہوا اوسکے بعد رستم علی راجہ سلطان ہوا مگر ان مین سے کسی کا کچہ حال معلوم نہین ہوا اور بلم حماقت کے عہد مین مرتضیٰ خان ایک شخص اپنے ہاتہ مین وہان کا سلسلہ حکومت و سلطنت رکہتا تہا کہ ابراہیم خان پسر علی مردانخان ناظم و حاکم کشمیر نے اوسکو پکڑکے قید کردیا وہ وہین مرگیا۔ باقی واللہ اعلم اسی طرح چہہ شخص نومسلم تبت کی ترقی مین فی مصدر ہوئے ہین اور اب کہتے ہین کہ تبت افسران انگریزی کے اختیار مین ہے۔

کشمیر کے حکام کے احوال کا بیان

واضح ہو کہ اول شاہمیر راجہ کشمیر کا ملازم تہا راجہ مذکور کے فوت ہوجانے کے بعد ہومی لیہنے راجہ متوفی کے بیٹے کی وزارت اختیار کی اور بمرور دہور ۷۴۲ھ مین المخاطب با سم شمس الدین ہوکر سکہ و خطبہ نیز نام کا جاری کرکے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے مذہب کو رواج دیا اوسکی سلطنت تین سال کچہہ مہینے ہوئی ہے اوسکے بعد سلطان جمشید اپنے والد بزرگوار کا جانشین ہوا اور ایک سال چار مہینے بادشاہی کی پس سلطان اوسکے بہائی سلطان علاء الدین سریر ملک کشمیر کا مالک ہوا اور بارہ سال تک بادشاہی کی۔ بعد ازان سلطان شہاب الدین نے بیس سال تک اوسکے بعد سلطان قطب الدین نے ۱۵ سال۔ بعد ازان سلطان سکندر بت شکن نے ۲۴ سال۔ بعد ازان سلطان علی شاہ نے چہہ سال پس سلطان زین العابدین نے کمال دولت و اقبال کے ساتہہ ۵۲ سال تک حکمرانی کی۔ اور اوسکے بعد سلطان حیدر نے ایک سال دو ماہ تک بعد ازان سلطان حسین نے کچہہ زمانہ بلا شمار و تعداد سال۔ ازان بعد

محمود شاہ تخت حکومت کا حاکم ہوا اور دس سال چھہ مہینے حکمرانی کی چونکہ اسکے عہد مین سادات امصار و بلاد کے
بکثرت جمع ہوگئے تھے آخر کار سیدون اور کشمیریون کے باہم جنگ ہوئی آخر کار سادات کو ہزیمت واقع ہوئی اور سلطان
اونکی طرفداری کے سبب سے ۸۹۵ھ مین فتح خان ابن آدم خان نبیرہ سلطان زین العابدین خان کے پنجہ مین گرفتار ہوا اس
واقعہ کے بعد حاکم مذکور نے نو سال تک سلطنت کی پھر دوبارہ محمد شاہ فرمانروا ہوا اور نو مہینے بادشاہی کی پھر فتح شاہ
مذکور نے بھی زمام سلطنت کی دوبارہ اپنے اختیار مین کی اور ایک سال سے کچھ زیادہ بادشاہ رہا۔ پھر محمد شاہ تیسری مرتبہ
سلطان سکندر بادشاہ دہلی کی اعانت سے فرمان فرمای کشمیر کا ہوا اس مرتبہ ۱۱ سال ۱۱ مہینے گیارہ روز سلطنت کی
تھی کہ ملک کاجی نے اوسکو پکڑکر قید کیا اور سلطان ابراہیم فرزند اسکے تخت پر بٹھلاکر آپ وزیر اعظم ہوگیا۔ کہتے ہین کہ ابراہیم شاہ
آٹھ مہینے آٹھ روز کے بعد بادشاہی ترک کرکے کوہستان مین بھاگ گیا پس مبارک شاہ فرزند ابراہیم شاہ ابن محمد شاہ مذکور
تخت نشین ہوا پس محمد شاہ نے مرتبہ چہارم جلوس کرکے اپنے نبیرہ کو قید کیا اور چند زمانہ تک سلطنت کی مہمات مین مشغول
ہوکر انتقال کیا۔ پس ابراہیم شاہ ابن محمد شاہ متوفی پہاڑون مین سے نکلکر دوبارہ حکمرانی کی۔ اوسکے بعد نازک شاہ
اوسکا بیٹا والی ریاست ہوا اوس نے چھہ ہی مہینے سلطنت کی تھی کہ میرزا حیدر مغل نے ۹۵۱ھ مین آیا اور کشمیر کو مسخر
کرکے ہمایون کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور چند روز کے بعد کہ ہنوز شیر خان افغان کا دور حکومت تھا خان موصوف نے
۹۵۲ھ مین دم استقلال کا مارا اور دس سال حکومت کرکے ۹۶۲ھ مین مقتول ہوا پھر نازک شاہ دوبارہ بادشاہ ہوا اور صرف
دو ہی مہینے حکومت کی تھی کہ وفات پائی اسکے بعد ابراہیم شاہ اوسکا بھائی حاکم ہوا اور پانچ مہینے مین ۹۶۲ھ مین معزول
ہوا۔ اوسکے بعد اسمعیل شاہ سلطان ہوا اوس نے دو سال بادشاہت کی۔ پھر حبیب شاہ ہوا ہنوز اوسکی سلطنت کو
تین سال پورے نہوئے تھے کہ غازی جنگ کے ہاتھون سے مقید ہوا۔ واضح ہو کہ سلطنت اس سلسلہ کی بالکل زائل
ہوگئی۔ اور غازی جنگ غازی شاہ سلطان ہوا اور چار سال تک بالاستقلال سلطنت کی اور جب وہ بھی دار فانی سے ۹۷۱ھ مین

تاریخ و مکان ولادت و جلوس
نواب کی ولادت ماہ ذیحجہ ۱۱۴۸ھ مین بلدہ
حیدرآباد مین ہوئی ہے۔ تاریخ جلوس
۱۲۱۹ھ ماہ ربیع الثانی۔ مقام جلوس
بلدہ مذکور ہے۔

ارکان دولت کا بیان
اول حالت صاحبزادگی مین سیف الملک
خطاب ملازم مرتضی خان بہادر نام مشہور
مالی میان ابن شیر الملک بہادر بطن سے
نواب بیگم کلان محل کے بہادر ہوئے تھے
نواب دیوان کے ہو گئے
مالی میان کی شادی فرزند بیگم صاحبہ
ابنۃ الملک بہادر جنگ محمد صفدر خان
بہادر کی صبیہ سے ہوئی تھی۔ افسوس
کہ انہون نے جوانی کی حالت مین
باپ کے روبرو انتقال کیا اور راجہ
بہت رام پیشکار ہوکر بعد جلوس
دیوانی کی پوشش مین سرکاری جمعیت
سے جنگ کر کے اول آوارہ دشت
ادبار ہوا پھر ہندوستان مین جاکر

بادیہ پیما ملک عدم کا ہوا تو حسین خان اس دیار کی حکومت سے ما مدار ہوا یہ علیشاہ ہوا اور ۹۸۶ھ مین وفات پائی۔
ازان بعد یوسف شاہ ہوا اور اسنے ۹ سال حکومت کی من بعد ۹۹۵ھ مین یوسف شاہ موصوف مع اپنے بیٹے کے اکبر بادشاہ کی ملازمتمین حاضر ہوا اور منصبدارون کے حلقہ مین داخل ہوا اور اسوقت سے مملکت کشمیر بادشاہ دہلی کے تصرف مین آیا اور اس خطہ کی جداگانہ سلطنت جاتی رہی الحاصل جملہ اکیس شخص مسلمانون مین سے (۲۹۶) سال تک بموجب مرقومۂ صدر روایت کشمیر کے مستقل حاکم رہے اور جبکہ گورگانیون کی سلطنت ضعیف ہوگئی تو پٹھان لوگ خود سر ہوگئے پس مہاراج رنجیت سنگھ نے ۱۸۱۹ء مطابق ۱۲۳۵ھ ہجری مین عطا محمد خان سے لیلیا اور اب ۱۸۴۶ء سے ساتوان سال ہے کہ افسران والاشان انگریزی کی رعایت سے ولایت کشمیر راجہ گلاب سنگھ کا دارالقرار ہے کہ وہ اس سے پیشتر راجہ رنجیت سنگھ کا دارالحکومت تھا چنانچہ سکھون کے واقعات مین ناظرین کو ظاہر ہوگا اور اب گلاب سنگھ نے بوجہ بوڑھاپے کے رنبیر سنگھ اپنے فرزند کو دسہرہ کے روز محرم کی آٹھوین تاریخ ۱۲۷۳ھ ہجری مین سریر حکومت پر جلوس دیا۔

جونپور کے حکام کے احوال کا بیان

واضح ہو کہ ملک سرور نامی ایک شخص الملقب المخاطب خواجہ جہان سلطان الشرق خواجہ سرا فیروز شاہ کا اول جونپور کا طرفدار ہوکر ۷۹۶ھ مین دم استقلال کا مارا اور یہان کے بیشتر بلاد مثل پرگنہ کول اور اٹاوہ اور کنبالا بہرایچ اور راے بریلی اور بہار اور تیبت وغیرہ کے اوپر قبضہ کرکے ۸۰۲ھ مین تخت سے تختۂ تابوت پر نزول کیا اوسکا زمانہ حکومت چھ سال ہے۔ اوسکے بعد سلطان مبارک شاہ اوسکا فرزند متبنہ قرن فیل نامی ایک سال چند ماہ تک فرمانروا رہا اوسکے بعد سلطان ابراہیم شرقی نیک اخلاق خوش وضع نے کمال عدل و داد سے اکتالیس سال چندماہ تک پادشاہی کی پس محمود شرقی نے جلوس فرمایا اور مثل اپنے والد بزرگوار کے تیس سال تک اپنی اوقات شریف عدل و داد مین گذارے پس سلطان محمد شرقی نے پانچ ماہ سرداری کی پھر سلطان حسین شرقی نے اپنے بھائی کے بعد

نوسال سلطنت مین صرف کرے اور ۸۹۸ھ مین جونپور سلطان بہلول شاہ دہلی کے تصرف مین آیا اور اس خاندان کی سلطنت منقطع ہوئی۔ حاصل کلام یہ ہی کہ چونتیس شخص کلمہ گو دین محمدی صلعم کے ۸۵ سال کئی مہینے تک صاحب سکہ و خطبہ اس دیار کے رہے جب بقولہ صاحب مراۃ الصفا کے رہے ہین اور اُسنے یہ ہی اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ مملکت مذکور کو سلطان سکندر بن سلطان بہلول نے ۹۰۱ھ مین سمت مذکورہ کے بعد ولایت دہلی کے ضمیمہ کیا ہی اگرچہ سلطان بہلول شرقیوں پر غالب آیا تھا لیکن واقعی ضبط نہوا تھا اور اب بقول راقم یہ کارپینی بہادر کے قبضہ مین ہی۔

اودہ کے حکام کا احوال

برہان الملک کا اصلی نام محمد امین ہی نیشاپور کے باشندے ہین ابتدا مین انکو دارونگی خواص بادشاہی کی عنایت ہوئی تھی پھر سعادت خان بہادر جنگ خطاب اور توپخانہ کی خدمت سے سرفرازی پائی اور صوبہ اودہ کا زیر اخراجات اُسکے سپرد ہوا پس برہان الملک کے خطاب سے سرمایہ افتخار کا حاصل کیا او نادر شاہ کی لڑائی مین شرط خدمت کی بجالایا اور خوب ہنگامہ جنگ گرم کیا آخر کار مجروح ہوکر شاہ موصوف کا گرفتار ہوا اسی اونہین زخمون سے عید الضحی کے روز ۱۱۵۱ھ مین وفات پائی صفدر جنگ ابو المنصور خان بہادر برہان الملک کے حقیقی ہمشیرزادے اور داماد اونکے ہین اور وہ اوایل مین ندیم اور رفیق شہزادہ احمد شاہ کے تہے منقول ہی کہ خان موصوف نے شاہ ابدالی کی لڑائی مین خوب پیدا کیا جب محمد شاہ نے وفات پائی اور احمد شاہ بادشاہ مستقل ہوئے تو اونہون نے قلمدان وزارت کا اور نوہزاری منصب اور نوہزار سوار اور خطاب موروثی برہان الملک ۱۱۶۱ھ مین صفدر جنگ کو عنایت فرمایا۔ واضح ہو کہ عرصہ قلیل مین بادشاہ اور وزیر کے بیچ نا موافقت واقع ہوئی اور چھہ مہینے تک برابر جنگ قایم رہی۔ پس انتظام الدولہ پسر قمر الدین خان کی وساطت سے صوبہ موروثی اودہ اور الہ آباد کے دینے پر مصالحت ہوئی اور وزارت کا کام دیگیا پس صفدر جنگ نے ۱۱۶۶ھ مین بادشاہ کی پیشگاہ سے رخصت حاصل کرکے مقصود کی طرف نہضت فرمائی۔ اور صفدر جنگ کی وفات اٹہارہوین ذی الحجہ ۱۱۶۷ھ کو مرض طاعون سے ہوئی ہی جو پاؤن مین ظاہر ہوا تھا صفدر جنگ کے بعد شجاع الدولہ برہان الملک کے نواسے

اپنے باپ کی جگہہ پر متمکن ہوئے اور تا دم حیات اپنی بادشاہ عصر کے مطیع اور مددگار کمال تہے اور دلاوری سے رہے اور خلعت فاخرہ کل مع قلمدان مرصع کے ۱۱۸۸ھ مین اپنی ہی شاہ عالم بادشاہ کی پیشگاہ مین حاصل کیا اجب اجل طبعی پہونچی تو بیماری بواسیر مورو ثی سے طرف بادیہ پیمائی ملک عدم کے ہوئے۔ پس میرزا امانی نواب آصف الدولہ وزیر الممالک ہزبر جنگ یحیی خان بہادر شجاع الدولہ کے فرزند اکبر ۱۱۸۸ھ مین شاہ عالم بادشاہ غازی کے جلوس کے روز شہر فیض آباد مین کہ اوسکا قدیم نام بنگلہ ہی سند وزارت کو زینت بخشی۔ واضح ہو کہ نواب بند نہایت سخی اور نہایت شکار دوست تہا چنانچہ شیر و جنگلی ہاتی شکار کیے مرزا علیخان لطف نے اپنے تذکرہ مین لکہا ہی کہ نواب نے اپنی زندگی مین متعدد خیمی شیر کی کہالون کے تیار کرائے تہے اور ایک عمارت عالیشان ہاتی دانت کی بنوائی تہی شاید ہنوز موجود ہوگی منقول ہی کہ اوسکے ستون اور کڑیون وغیرہ مین لکڑی نام کو نہین ہی اور نہایت کمال دوست شخص تہا ہزار ہا روپے شعرا کو دیئے فیاضی ایسی کہ جو کوئی اوسکے سامنے کچہہ لیگیا خالی واپس نہین ہوا ایکروز شریف مکہ کی خدمت مین لاکہہ روپے پیش کیے لیکن ملک کی آبادی کی و سپاہ گری کیطرف بالکل توجہ نہ تہی۔ پس ربیع الاول کی ۲۸ تاریخ ۱۲۱۲ھ مین مرض استسقی سے لکہنؤ مین انتقال کیا۔ مادہ تاریخ نواب کا تلخ سے یہ ہی ع بود با جبہ کرار محشور۔ نہر آصفی نجف اشرف مین پانچ لاکہہ روپیہ کی تیاری کی اوسکی باقیات الصالحات سے ہی اور نواب کی طبیعت موزون تہی اور کلام سنجیدہ چنانچہ یہ اشعار آبدار ان عالیجناب کی فکر رسا سے مشہور ہین **ابیات**

جسگہڑی تیرے آستان سے گئے :: ہمنے جاناکہ دو جہانسے گئے :: تیرے کوچہ مین نقش پا کی طرح :: ایسے بیٹہے کہ پہر نہ وانسے گئے :: شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم :: سنو اکدن کہ جسم و جانسے گئے :: ایکدن ہمنے یار سے جو کہا :: ابتو ہم طاقت و توانسے گئے :: ہنسکے بولا کہ سنا ہی آصف :: یون ہین کہہ کہکے لاکہون یانسے گئے

۵ آصف نہ چہوڑ دست سخا دنکو نہار :: لایا تہا کچہہ نہ ساتہہ نہ جاویگا لیکے تو و لہ یہانتلک دلانہ محبت دل کو کہایا کہ بر پر سر تانک ایک سا لبس صوت طاؤس ہے

ولہ ہزارون مردے جیتے دیکہے تیری بات کرنے سے :: لب معجز بیان مین تیرے شاید آب حیوان ہے۔

جونکہ نواب کے زنانہ مین سے کوئی فرزند حقیقی نہ تہا لیکن تدونے ایک شخص وزیر علی کو جو ولد الصاحب کا متبنی تہا اسی روز قائم مقام کیا

حالات محلات کے بیان مین
قسم دوم

چونکہ وہ اس امر بزرگ کے قابلیت نہین رکھتا تھا جب یہانتک تسلط حاصل کیا تو یہ طریقہ اختیار کیا کہ رعیت کو آزار دینا اور خزانون کا صرف کرنا اور
اراذل کے مراتب کی ترقی کیطرف توجہ ہوا ریاست کے کارپردازان اور افسران انگریزی اوسکے ان افعال سے مانع آئے بلکہ بعض امورات سے اوسکو مسلوب
الاختیار کر دیا یہ امر نہایت شاق معلوم ہوئے اور ان سرداران انگریزی کے اوسکی طرف سے عناد پیدا ہوا۔ مدار المہام نے جب یہ بس کے
دل مین یہ بات پائی تو بسبب پیش بینی کے اپنی خدمت سے کنارہ کیا پس کیل سرکار نامدار انگریزی نے مطلقاً آمد و شد موقوف
کردی اور گورنر جنرل صاحب بہادر کو لکھا بمجرد ملاحظہ چٹھی کے گورنر جنرل بہادر کلکتہ سے وارد لکھنؤ ہوئے اور بنظر مصلحت کے
اول وزیر علیخان کو سلطنت سے علحدہ کیا اور دیوان اور رزیڈنٹ کو بھی لا کر ملا دیا بعد ازان باز آصف الدولہ کی رضامندی سے اور جملہ
ارکین دولت کی سعادت علیخان بہادر المخاطب بناظم الملک یمین الدولہ سعادت جنگ غالب مرحوم کے برادر حقیقی کو جو مقام بنارس مین مقیم تھے نامہ طلب کا مشتمل اوپر
خوشخبری سلطنت کے لکھا روانہ کیا وہ دن نکے آتے ہی کمال دانائی اور دانشمندی کیساتھ بدون تیغ کشی اور خونریزی کیسکے وزیر علیخانکو
قید کرکے بنارس کو پہنچا دیا پس جملہ افسران انگریزی اور عظما امرای دولت سعادت علیخان کی فرودگاہ پر گئے اور ہمراہ کا نواب کے شہر مین
داخل ہوکر بعزالیسم کو شعبان کے مہینے مین ۱۲۱۲ سنہ کے اندر مسند فرمانروائی پر متمکن کیا اور مدار المہام سابق کو بحال کیا خلقت بھی خوشحال
ہوئی اور رعیت بھی خوش ہوئی ملا محمد شوستری خطاط تخلص نے جلوس کا مادہ تاریخ یون لکھا ہے رباعی سررشتۂ مملکت بہم می پیچید
صبح سعادت مددی طلبید حق تاج عمل زسر باطل بنشست از روز بیامد حق بحقدار رسید۔ اپنا سخ نے اپنے وقتین ایک مصرع یہ
کہا ہی ع بجا بحشمت و اقبال باشد۔ اور واسطے اخراجات وزیر علیخان کے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا اور ایک
کرور روپیہ نواب آصف الدولہ کے نقد و جنس سے جو نامبردہ قابض متصرف تھا وہ بھی اوسنے چھوڑ دیے۔ یہ کمبخت ناہنجار بنارس مین
بھی جا کر کمینون اور رذیلون کے اغوا سے بداعمالیان کرنے لگا۔ گورنر جنرل لارڈ نے سنکر اوسکو کلکتہ مین طلب کر لیا اور رزیڈنٹ بہادر
کو لکھا کہ وزیر علیخان کو یہان روانہ کرو چونکہ اوسکو سابق کی حقیقت معلوم تھی اور انگریزون کی تدبیر سے اندیشہ ناک تھا جنگ کا ارادہ
کرکے اپنی روانگی کی خبر مشتہر کردی اور تمام مال و اسباب لادکر رزیڈنٹ سے کہلا بھیجا کہ ہم ملنے کو آتے ہین اور کہنا بھی یہ ہین

کہا بیٹنگے اور یہین سے کلکتہ کیطرف کوچ کرینگے پس منوعود کو زیڈنٹ کے مکان پر گیا اور کہانا کہانے کے اندر اپنی تلوار دکہلانے کے بہانے سے کہینچکر میزبان کو مار ڈالا اور وہان سے اپنے مکانکو آکر کوچہ و بازار مین یہ منادی کرادی کہ افسران انگریزی کی دولت کا زمانہ آخر ہوا اور نوبت ریاست عمارتی وزیر علیخان کو پہونچی اور انگریز لوگ بہی شہر مین تہے اس حادثہ سے مطلع ہوکر اپنے گہرون سے باہر آئے اور تمام جمعیت کو بلوا کر محاصرہ کرلیا وزیر علیخان تمام دن لڑتا رہا جب رات ہوئی اور جانبین سے لڑائی موقوف ہوئی تو عقب سے گہر کی دیوار توڑ کر چند آدمیون سے نکل گیا اوسکی صبح ہوتے ہی انگریزون نے اوسکے متعلقین کی لاس روز سے تنخواہ مقرر کردی اور فوج جرار تعاقب کے لیے روانہ کی وزیر علیخان نے اثنا راہ مین دو تین مرتبہ مقابلہ کیا اور منہزم ہوا آخر کار مع دو چار آدمیون کے جےنگر کیطرف بہاگا اور حاکم راجپوتانہ مددی گورنر جنرل لارڈ نے سنکر تہدید اور تاکید کا اوسکے پکڑنے کو نامہ لکہا راجہ نے بشرط معافی خون اور عدم قصاص کے ارباب حراست کے محاصرہ مین جلد حاضر کیا گورنر جنرل نے مشارالیہ کو کلکتہ مین قید سخت کردی صاحب تحفہ انعام نے اپنی کتاب کے تالیف کرتے وقت یہ لکہا ہی کہ وہ ہنوز اپنے اعمال شنیعہ کی مکافات مین گرفتار اور طرح طرح کے عقوبت و رنج مین مبتلا ہی چونکہ اس بات کو عرصہ ہوا لہذا نامہ نگار کو نہین معلوم کہ اب کس حال مین ہی زندہ ہی یا مردہ مخفی نرہے کہ نوابصاحب نہایت منتظم اور نہایت محنت کش اور دانا آدمی تہے بڑے بڑے منصوبے اونہون نے کئے تہے مگر چونکہ تقدیر موافق تدبیر کے نہین تہی کوئی بات نبن پڑی حتی کہ ۱۲۲۹ھ مین انتقال کیا سنا گیا ہی کہ اونکو زہر دیا گیا تہا واللہ اعلم چنانچہ ناسخ نے اونکی وفات کا مادہ تاریخ یہ بیان کیا ہی۔ افسوس وزیر بدو آصف تدبیر۔ پس رفیع الممالک نصیر الدولہ غازی الدین حیدر نواب موصوف کے فرزند نے ریاست اودہ کے وسادہ کو اپنے جلوس سے جلوہ تازہ کرامت کیا۔ واضح ہو کہ نواب نذکے عہد مین جب لارڈ صاحب بہادر ہندوستان مین وارد ہوئے اور ملاقات کیوقت محمد اکبر بادشاہ دہلی سے کرسی طلب کی اور جہان پناہ اس امر کو جایز نرکہا جیسا کہ دفتر اول مین مشروحا گذر چکا ہی چونکہ صاحب بہادر کو دلی خلش کی مستعدی تہی اور نواب ممدوح اسکی لائق تہا اور تمام تجملات شاہی ہو القاب کے بالفعل حاضر اور موجود تہے بہادر موصوف نے دہلی سے لکہنو آکر بعد شرائط ہوا دری ہمو وفا اور اخلاص کے اور رسوم و اتحاد

وفاق کے نواب کی تقریب جلوس کو رنگ سلطانی پر جہان پناہ سلطان دہلی کے مقابلہ پر قرار دیا یعنی نواب نے اپنے بزرگوں کے خلاف کیا اور بادشاہ وقت کے در حقیقت اطاعت نہ کرنے ایک دقیقہ فقط ارسال نذر اور اخذ فرمان استقلال کا جو واسطے حفظ مراتب کے ہوگیا تھا باقی نہ رکھا یعنی بماعث حمید میں دوبارہ جلوس فرمایا اور نذر تہنیت کی اہالیان دولت سے لین اور اپنا لقب جو بندگان عالی نے ماظل سبحانی کے ساتھ بدلدیا اور خطبہ سے محمد اکبر شاہ کا نام نکالکر غازی الدین حیدر اپنے نام کے ساتھ شریک کیا اور بنام اپنے قرص طلا و نقرہ اپنے سکہ سے جلوس بیت طاہری مخطط فرمایا۔ سکہ زد بر سیم و زر از فضل رب المنن ÷ غازی الدین حیدر ظل الٰہ عالی زمن۔ اور اس تقریب کے جلسہ میں کثیر خرچ کیا۔ صاحبان انگریز اور انکی میمونکو جواہر بیش قیمت بہت تواضع کئے۔ بادشاہ دہلی نے یہہ سنکر ارشاد فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے آجتک ہم شاہ تھے اب شہنشاہ ہے چنانچہ تاریخ نے اس قول کو موزوں کر تاریخ جلوس ہذا میں بیان کی ہے کہ۔ شاہ امروز شہنشاہ گردید۔ تب سے وہانکی حکومت مستقل ہوئی۔ اور جب غازی الدین حیدر نے بھی ۲۸ ربیع الاول سنہ کے روز شنبہ کو سنہ ۱۲۴۳ھ میں وفات پائی اسی روز نصیر الدین حیدر شاہ بہرور کے فرزند نے جلوس فرمایا اور نصیر الدین حیدر کے بعد کہ وہ لاولد تھے نصیر الدولہ انکے چچا نے آخر ۱۲۵۳ھ میں تخت فرمانروائی کا اختیار کیا چونکہ معزالیہ معمر تھے مقبرے کی تیاری کی یعنی امام بارہ جدید اور مہمان سرا و مسجد جدید صدا لگین چنانچہ مسجد کا کام ہنوز ناتمام تھا کہ برابر پانچ سال کو جس مہینے اور جس تاریخ میں کہ جلوس کیا تھا اسی تاریخ اور اسی مہینے میں وفات پائی۔ پس شاہ امجد علی ثریا جاہ انکے فرزند نے سنہ ۱۲۵۸ھ میں جلوس فرمایا اور شاہ موصوف کے بعد واجد علی ابن شاہ امجد علی نے سنہ ۱۲۶۳ھ میں سریر حکومت پر حکمرانی شروع کی اور وہ ہنوز حی و زندہ ہیں۔ الحاصل صوبہ اودہ کا ایک آٹھہ سال سے برہان الملک و صفدر جنگ کے متعلقین کے تصرف میں ہے اور اون کا دار الحکومت لکھنؤ ہے اور فی الحال وہانکے رزیڈنٹ سلیمن صاحب ہیں اور صاحب اخبار ماہ ذی حجہ سنہ ۱۲۶۵ھ میں لکھتا ہے کہ غازی الدین حیدر کے زمانہ میں خزانہ کے اندر ایک کرور ستر لاکھہ روپئے داخل ہوا کرتے تھے اور اب بدشواری عمال کے ظلم و تعدی کے سبب سے بیننشہ لاکھہ روپئے داخل ہوتے ہیں۔

گجرات کے حکام کے احوالکا بیان

مظفر شاہ المسمیٰ اعظم ہمایون گجراتی کہ جو سلطان محمد فیروز شاہ تغلقی کی خدمت میں مرتبۂ امارت سے ممتاز تہا اور خطاب مظفر خانی سے مفتخر
پس اوسنے ۷۹۵ھ میں گجرات کی صوبہ داری لی اور وہانکے نظام مفرح گردن کش سے جنگ کرکے مظفر ہوا پس چند روز اپنے
آپکو قابل بادشاہت در صاحب اقتدار پاکر چونکہ اسباب سلطنت مثل چتر وغیرہ کے سابق سے مہیا تہا دم استقلال کا مارا اور ۸۰۹ھ میں
سکہ و خطبہ اپنا کیا اور ۲ سال تک عدل و داد کیساتہہ حکمرانی کی اوسکا سفر آخرت ماہ صفر ۸۱۳ھ میں واقع ہوا ہے۔ اوسکے بعد
سلطان احمد مظفر شاہ کا نبیرہ مسند حکومت پر متمکن ہوا اور ۳۲ سال سے کچہہ ماہ زیادہ مملکت گجرات میں بادشاہت کی شہر احمد آباد
گجرات کو اوسی نے تیار کیا ہے۔ اوسکے بعد سلطان محمد بادشاہ ہوا اور آٹہہ سال کچہہ ماہ بادشاہی کی اوسکے بعد سلطان قطب الدین
نے ۸۶۳ھ میں وفات پائی اوسکے بعد سلطان داؤد شاہ بیٹہا مگر ارکین نے اوسکو بر داشتہ خاطر کرکے ایک ہفتہ میں اوٹہا دیا
بعد ازان سلطان محمود شاہ نے اس مملکت کے تخت کو رونق بخشی اور کمال استقلال کے ساتہہ ۵۵ سال ایک حکمرانی کی اوسکے
بعد سلطان مظفر شاہ نے ۱۴ سال کچہہ ماہ تہا سلطنت کو کمال رونق کیساتہہ انجام کو پہونچایا اوسکے بعد سلطان سکندر شاہ نے
دو مہینے ۲ روز بادشاہی کی اور ۹۳۲ھ میں مقتول ہوا پہر سلطان محمود شاہ ہوا وسنے ۴ مہینے سلطنت کی پہر سلطان
بہادر شاہ ہوا اور وہ ہمایون بادشاہ کے گماشتوں سے محاربہ کرکے ۹۴۳ھ میں شریک زمرہ اموات ہوا پہر میران محمد شاہ بادشاہ ہوا
اور ایک ماہ حکومت کی اور سلطان محمود شاہ سلیم النفس نیکو اخلاق بانی قلعہ بندا سوات سترہ سال کچہہ ماہ اور سلطان
احمد شاہ تقریباً سات سال۔ کہتے ہین سلطان احمد شاہ کے بعد عماد خان رکن السلطنت نے رہانکے ایک لڑکے کو مظفر اوسکا نام تہا
سلطان احمد شاہ کی فرزندی سے اوسکو منسوب کرکے تخت موروثی پر بٹہایا اور خود آپ امور کلی اور جزوی کا صاحب
اختیار ہوا پس ۹۹۵ھ میں اس طبقہ سے سلطنت زائل ہوئی اور گجرات اکبر شاہ بادشاہ کے قبضہ میں آیا معلوم کرنا چاہیے
کہ یہ شخص مظفر شاہ اعظم ہمایون کی اولاد سے جلیل القدر سلطنت کو پہونچے اور دو کم دو سو سال شان و بلاد کے طریق

اسلام پر بالاستقلال حکمران رہے پس اکبر بادشاہ کے وقت قبضہ سلاطین دہلی کا رہا اور اب دو حصہ مملکت کچہہ صاحبان انگریزون کے قبضہ میں اور کچہہ کارپردازان سلطنت کے قبضہ مین اور کچہہ قوم مرہٹہ کے سرداران سندہیہ کے اور کچہہ دوسرے حکام کے اختیار مین

خاندیس کے حکام کے احوال کا بیان

نصیر خان ابن ملک راجہ بن خان جہان کہ وہ عمدہ ملازم سلطان علاء الدین خلجی و سلطان محمد تغلق شاہ آسودہ روزگار و خوشحال تہا اور ملک راجہ فیروز شاہ کا ملازم - واقعہ ہوکر اوس ملک صوبے ۷۷۲ھ مین بادشاہ عصر کیطرف سے صوبہ خاندیس کی حکومت حاصل کی تہی - پہر نصیر خان سلطان احمد خان گجراتی کی تجویز سے کہ اوس نے خطاب خانی کا دیا تہا ۸۰۱ھ مین چونکہ ان روزون امیر تیمور ہندوستان مین آیا تہا اور معزالیہ کے صدمات سے سلطنت دہلی خراب اور سکہ و خطبہ اپنے نام کرکے حکمت عملی سے آسیر کے قلعہ کو اپنے زیر حکومت لایا اور معتمدین کو واسطے حراست قلعہ مذکورہ کے مامور کرکے رونق بخش صوبہ مذکور کا ہوا اور ۸۰۳ھ مین قلعہ سے سات کوس پر ایک شہر آباد کرکے اوسکا نام برہانپور بنام حضرت برہان الدین ولیاقدس سرہ کے نام پر - اس سلطان کا انتقال ۸۴۱ھ مین ہوا ہے - اوسکے بعد میران عادل شاہ اوسکا جانشین ہوا جب شاہ موصوف نے بہی ۸۴۴ھ مین رحلت کی تو بن اختیار الملخاطب بعادلشاہ مستقل حاکم ہوا اوس نے ۸۶۱ھ مین وفات پائی بعد ازان داؤد شاہ بن مبارک شاہ دستار حکومت کا سر پر رکہا اور جب وہ بہی ۹۱۴ھ مین قضا کی تو عادلشاہ بن حسنخان بن نصیرخان الملخاطب باعظم ہمایون مسند حکومت پر متمکن ہوا اسکا انتقال ۹۲۶ھ ہے - اوسکے بعد زمام حکومت کی محمد شاہ ابن عادل شاہ کے اختیار مین آئی اور اوس نے ۱۴ ذیقعدہ کو انتقال کیا مگر یہ نہین معلوم کہ کس سن مین ہوا اوس کے بعد میران محمد شاہ نے تخت حکومت پر جلوس فرمایا اور جب شاہ مذکور نے ۹۸۴ھ مین اس جہان فانی سے کوچ کیا تو راجہ علیخان اوس کا قائم مقام ہوا اور جب اوس نے بہی ۱۰۰۵ھ مین رخت ہستی کا باندہا تو پردگیان حرم سلطنت بہادر خان نامی سے ناعاقبت اندیش اور اوس نے فرمانبرداری کا ارادہ ہی کیا تہا کہ اکبر شاہ بادشاہ نے خروج کشی کرکے خود بذاتہ قلعہ آسیر کا محاصرہ کیا اور ایک عرصہ مین اوسکو فتح کر لیا پس

بہلول خان کی شکست ہوئی اور صوبہ خاندیس تمام ملحق ممالک مفتوحہ اس شاہ بہرہ کا ہوا جملہ بیش تن صوبہ کو زینت نقل حاکم ہوئے اور اونکی حکومت وہان وہ ایکسال تک ہی پس فیض الدولہ کے ہمعین محمد انور خان بہادر قطب الدولہ برہانپور کے ناظم ہوئے اور طالب خان تعلقہ سیر کے ۱۲۳ میں نواب آصفجاہ نے انسے لیکر اپنے قبضہ مین کیا نواب مرحوم مغفور کی حیات کے بعد اون کے سعید ناصر جنگ شہید مرحوم نے لیلیا اور سوای سرکار زر بار کے کہ وہ مولکر کو تہا تمام ملک سینہ سہیہ کی سپاہ کی تنخواہ مین جاگیر کردیا اور اب برہانپور سین سیندہیہ کا حکم ہے اور باقی محال خاندیس مین مثل قلعہ آسیر غیرہ کے صاحبان عالیشان انگریز بہادر کا عمل ہے۔ جاننا چاہیے کہ سلاطین کو صدر کو فاروقی کہتے ہین اسلیئے یہ اونکے آبا و اجداد کا سلسلہ جناب سیدنا حضرت عمر رض کے ساتہ منتہی ہوتا ہے اور آپکا لقب فاروق ہے اسلیئے کہ آپنے حق باطل کو جدا کردیا۔

حکام ملیبار کا بیان

اور کیفیت شائع ہونے دین نبوی صلعم کی اس نواح مین موجب تاریخ گلشن ابراہیم کہ جو تاریخ فرشتہ کے ساتہ مشہور ہے مطابق رسالہ محضر سعادت مین واضح ہو کہ ولا ملیبار مین ہی بدستور حکومت رجونکی تہی اور یہودی سوداگر دریا کی راہ وہان آکر خرید و فروخت کیا کرتے تہے اور شہر کے باشندون سے موافقت پیدا کرکے واسطے منافع دنیوی کے مکانات اور دوکانین بنالی تہین اور عیسوی مذہب والے بہی ایسی ہیشہ کے تہے پس سنہ ھ مین ایک جماعت نے باشندگان عرب سے ارادہ زیارت قدمگاہ بابا آدم علیہ السلام کا کیا جس سے مراد سراندیپ سے اور اوسکو لنکا بہی کہتے ہین اتفاق سے اونکا جہاز طوفان مین آکر ملیبار کو آیا جہاز والے شہر کدنکلور مین جا اوترے وہان کا حاکم سامری نام ون کے آنے سے صدق دل کیساتہ جناب سرور عالم صلعم پر ایمان لایا اور کلمہ توحید با ہر جاری کیا چونکہ اپنی قوم سے خائف تہا اس سے اس امر کو پوشیدہ ہی رکہا اور اپنی سلطنت کو اراکین دولت پر تقسیم کرکے بعد پند و نصایح کے حرمین شریفین کی زیارت کے ارادہ سے نکلا اور جہاز مین سوار ہو کر ہمراہ اوس جماعت کے چلا تہا کہ بقضاء الہی اثنا راہ مین بیمار ہو گیا اور دم والپسین استدعا کر رقدوم اپنی دیار کی اپنی ہمراہیون کرکے غریق دریای رحمت الہی کا ہوا بعد چند روز حسب تمنا اوسکی شرف بن مالک اور مالک بن دینار اور اون

اخلاق سے جدا کان دولت اور برادران
خورد و بزرگ بیگمات محل سے موافق رسم
خیر و عافیت کی ہر جمعہ کو
کے سبب سے جاری رکہتے تہے سب لوگ
اون سے راضی رہتے تہے۔ جانورون کا
بی اونکو بہت شوق تہا بہت اچہے
الحان خوبصورت جنگلی
وقت مین علم کا ہی شوق تہا چنانچہ آخر
کی بڑی تہین۔

اور مالک بن صبیب بن مالک وا اُن تی مین آئے اور بنا مسجد کی ڈالی انمین سے بعض لوگ اپنے وطن کو واپس ہوگئے اور بعض ولایت ملیبار کی سیر مین مصروف ہوئے اور مقام کوکل مین مسجدین اور مکانات اور باغ وغیرہ تیار کر کے اپنی بیبیان اطفال کی حفاظت کی اُن بعد ملیبار مین بنا مسجد کی ڈالی پس اکثر مواضع مثل حرقلین اور دوقلین اور چندیا اور مالکیا اور ناکپور اور منگلور اور کالنجرکوٹ وغیرہ مین مسجدین تیار ہوئین اور مسلمان صوم و صلوٰۃ اور اذان مین سرگرم ہوئے اور رفتہ رفتہ آمد و شد دینداروں کی اس ملک مین زیادہ ہوئی اور بہت لوگ ملیبار کے اسلام سے مشرف ہوئے اور بندر گوہ اور دابل اور چیول وغیرہ کے بھی مثل حکام ملیبار نے جو مسلمان کہ عرب سے آتے دریا کے کنارے پر انکو ٹھکانا دیتے تھے اور انکو خداوندگر کا خطاب دیتے تھے اسیطرح جب زمانہ کثیر گذر گیا تو ۹۰۰ ہجری مین بسبب نیرنگی زمانہ کے بادشاہت سلاطین دکن مین ضعف و خلل طاری ہوا اتفاقاً شاہ پرتگال کیجانب سے انگریز ملیبار مین آئے و قلعے و مکانات کے باندھنے کا سواحل بحر ہند پر ارادہ کیا۔ پھر جو جو واقعات و حالات کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے باہم ہندوستان مین پیدا ہوئے اور تمام اقلیم مین شائع ہوئے ہین مقالہ دوم مین جواب ان لوگون کے احوال مین مذکور ہوتا ہی ناظرین اسکے مطالعہ سے حظ وافر حاصل کرینگے واللہ کاشف السر و الخفیات

مقالہ دوم

اس باب مین کہ عیسائیون نے دیار ہند و دکن مین کسطرح مداخلت کی اور نیز حیدر علیخان عرف بہادر صاحب اور ٹیپو صاحب خلف خان موصوف اور سرداران مرہٹہ و افغانستان کی جنگ کا بیان اور کیفیت ابتدا قوم سکھ تا فتح پنجاب سرکار انگریز بہادر کے ہاتھ سے اور تفصیل اتحاد سرکار دولتمدار نواب نظام الملک بہادر والی حیدرآباد دکن اور سرکار کمپنی بہادر کی اور یہ مقالہ دو عنوان اور چند باب کے مشتمل ہے کتب فریقین سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہونچگیا ہی کہ بعد تشریف فرما ہونے حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ التحیات و السلام کے فلک چہارم پر بعرصہ اس ایک شخص مسیحی نے ولایت ہندوستان

میں وارد ہوکر ملیبار مین سکونت اختیار کی اور وہانکے باشندونکو اپنے دین کی باتین سکہائین اوسکے بعد کرناٹک
مین آیا اور نیز اہل بستی مین بہی اپنا طریقہ جاری کرکے ایس پادری صاحب تو فوت ہوگئے لیکن اونکے پیرو کار ایک مانہ
دراز تک بطنًا بعد بطن اسی روش پر قائم رہے حتی کہ آفتاب دین محمدی صلعم کا افق ہدایت سے طلوع ہوا اور ملیبار
مین بہی اوسکا شعشہ پہنچا اسی اثنا مین مطابق ۸۱۳ء مین بادشاہ انگریزان کی ولایت مین کرٹ الفرڈ صاحب
ہوئے اور یہ خبر پائی کہ اقلیم ہند مین ملیبار کرناٹک کے اندر بعض بعض لوگ عیسوی مذہب کے ہین سلطان موصوف
نے واسطے دریافت اس امر کے سیکہلام ایک شخص عیسوی کو مع تحفون اور ہدایا کے روانہ کیا تاکہ اون لوگون سے
ملے اور اپنے دین کو قوت بخشے۔ لکہا ہے کہ بسبب تجویز ہذا اسیر الیہم مواضع مذکورہ مین وارد ہوئے اور اون لوگون
سے جو مذہب عیسوی رکہتے تہے ملاقات کی اور سلطان کی طرف سے اونکو ہدیے پہنچائے اور تالیف قلوب
کرکے چندروز کے بعد ولایت کو لوٹ گیا اور قرنفل اور دارچینی اور الایچی مرچ سیاہ جائفل نارجیل وغیرہ
ہند کے تحفے ساتھہ لے گیا اور کرٹ الفرڈ بادشاہ کے پیش کئے۔ پہر چند سال کے بعد جب دین محمدی صلعم نے
ترقی کی اور عرب وعجم کے چہار طرف مین رواج پایا تو ملا دروم وغیرہ ہمارے تصرف مین آئے۔ ارباب فرنگ
سے سالہا لڑائیان ہوئین آخرکار صلح ہوکر یہ عہدنامہ لکہا گیا کہ قسطنطنیہ تو مسلمانون کے قبضہ مین رہے
اور بیت المقدس ارباب فرنگ کے علاقہ مین اور دونون فرقون کے لوگ اس مقام مقدس کی زیارت
کیا کرین کوئی ایک دوسرے کا مانع نہو۔ اسکے بعد اس قوم کے صاحب لوگ جب گروہ گروہ
ہندوستان مین وارد ہوئے منجملہ اونکے انگریز اپنی نیک نیتی سے تاہنوز قائم ہین۔ پہر جو جو
لڑائیان اہل اسلام اور اونکے تابعین سے اس ضمن مین جلوہ ظہور کا پایا ہے اوسکا بیان
واقعی یہ ہے اور چونکہ اولاً انگریزون کا دور ہوا ہے راقم بہی اپنے نامہ کی ابتدا اس سے ہی کرتا ہے۔

حال فرنگستان کے بیان مین
قسم اول

اس زمانہ مین کسی لالہ نے راجایان ہند کی تاریخ انگریزی کتب سے اُردو زبان مین ترجمہ کیا ہے اسمین لکھا ہے کہ اول جان

... بادشاہ کا ۱۴۹۶ء مطابق ۹۰۲ ہجری مین ایک بیڑا جہازون کا واسطے راستہ نکالنے

ہندوستان کے یعنی تمام حدود مین افریقہ کی راہ پانے کے لیے شہر بس بن سے جو پای تخت الکول کا ہے

روانہ ہوا اتمین سے جہاز پارٹولی نو داس کا جو نہایت دلیر مرد تہا کیک آف گڈ ہوپ سے کہ اوسکی

وجہ تسمیہ آگے معلوم ہوگی طوفان مین آکر تیرہ روز کے بعد شمالی یورپ سے طرف مغرب کے جا نکلا وہان

اوسکو ایک زمین نظر پڑی ہرچند کہ اوس نے واسطے دریافت ماہیت کے چاہا کہ آگے بڑہے

اور وہان کے حالات سے واقف ہو لیکن اوسکے ہمراہی مانع آئے وہ لاعلاج بہت سختی

کہینچکر واپس لوٹا بعد وفرنگلیس ایک شخص رہنے والا شہر جنوا کا اوس نے کہ ہمت کی باندہکر

جرأت کی کہا ہے کہ چند روز مین جب وہ وہان پہونچا تو معلوم ہوا کہ سرزمین مذکور امریکہ ہے

جسکو لوگ نئی دنیا کہتے ہین حسن اتفاق سے ہندوستان کی تلاش مین نئی دنیا غیر مترقب

ہاتہہ آئی ع انچہ کہ بے سوال رسد داد خداست — اور جبکہ کالبد خاکی جان

سے خالی ہوا ابینوال نام اوسکے چچازاد بہائی نے ۸ ماہ جولائی ۱۴۹۷ء مطابق ۹۰۳

ہجری مین واس کوڈی کاما نام ایک شخص کو حاکم کرکے مع اسباب تجارت کے مذکور الصدر

کو روانہ کیا واضح ہو کہ کاما ی مذکور جب کیک مسبوق الذکر پر پہونچا وہان موجون کی

حرکتین مشرق کی طرف پائین اس سبب سے اہل جہاز نے جان لیا کہ ادہر ہی

بستی ہوگی پانی ہمکو راہ بتاتا ہے پس اوسکی راہنمونی سے مشرق کو چلے چونکہ

مثل مشہور ہے کہ جوئندہ یابندہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ واس کوڈی کا جہاز دس مہینے چودہ

روز بعد ۲۲ ماہ مئی ۱۴۹۸ء مین مقام ملی بار مین آیا جو کالی کوٹ کے مقابل ہے اور ہندوستان سے جانب جنوب واقع ہے اسی واسطے اسجگہہ کا نام کیپ اف گڈ ہوپ رکھا گیا کیپ اونکی اصطلاح مین نوک کو کہتے ہین اور لفظ گڈ ہوپ کے معنی نیک کے ہین اوسکا ترجمہ فارسی مین راس امید ہوا اون ایام مین ڈی مورن لقب ایک ہندو خودسر حاکم کالی کوٹ کا تہا اوس نے ہتہیار اور پوشاک نئی تازہ نووارد آدمیون کو نئی وضع پر دیکہکر خاطر تواضع کی اور تجارت کی جانب سے اونکو اپنا ممنون کیا مسلمان تاجر عربی مصری اور ہندوستانی وغیرہ جو مشرق کی طرف بندرونمین بیشتر سے سوداگری مین مصروف تہے اونکو غیر قوم کے لوگون کا آنا اس پیشہ کی وجہ سے ناگوار گذرا وہ اونکے نکالنے کی درپے ہوے اور لین دین مین دنگا فساد کرنا شروع کیا کچہہ لوگ اونکے مسلمانون نے پکڑ لئے واس کوڈی نے چونکہ اوسکا نقش مراد درست نہ بیٹہا تہا واپس ہونے کے ارادہ سے اپنا اسباب ۲۹ راگست ۱۴۹۸ء مین باندہا اور وہ چلتے وقت کچہہ مسلمانونکو پکڑکر اپنے ہمراہ لے گیا ولایت مین بادشاہ نے پرتگیزون کی سنکر اس فتح کا جشن عظیم کیا اور بکمال خوش ہوا پس کیپ رال نامی ایک شخص دو ہمراہ سردار تیرہ جہاز اور بارہ سو آدمی لیکر لسبن بندر سے چلا اور آٹہہ پادری واسطے تعلیم اور ترویج مذہب عیسوی کے اوسکے ہمراہ ہوے لکہا ہے کہ کیپ رال بارہ ۱۵۰۰ء مین ہندوستان مین داخل ہوکر بریدلی کے کنارہ کی طرف سے پرتگیزون کی بادشاہ پر قبضہ کیا اور مسلمان قیدی گرفتار کئے ہوے کالامے مذکور کے جو اوسکے ہمراہ تہے چہوڑ دیے اور تحفہ اور

حاکم کالیکٹ کے بیان مین

ہدیہ مناسب لائق کالی کوٹ کے حاکم کی نذر گزرانی اور اوس سے موافقت بہم پہنچا کر ایک کوٹھی کی بنا رڈالی
عرب و مصر کے سوداگرونکو یہ امر بہت تلخ معلوم ہوا وہ ہر طرح سے پرتگیزون کے طرف سے بادشاہ سے حکم اسباب کا لیا
اور فوراً اوسکی کوٹھی پر جا گرے اور جو لوگ کہ اوسمین تھے انکو مار ڈالا پس کیاپدال نے بھی اون تاجرون کے
دس جہاز پکڑکر جو کچھ کہ انمین اسباب تھا سب لوٹ لیا اور آگ لگا دی اور شہر کو بھی توپون سے جلا دیا اور کوچین کے
بندر کو چلا گیا اسجگہ محمد قاسم فرشتہ حاکمان ملیبار کا یون ذکر کرتا ہے کہ ۹۰۵ ہجری مین اہل فرنگ کی ولایت سے
کالی کوٹ مین چند کشتیان وارد ہوئین اور ملیباریون پر یہ ظاہر کیا کہ مسلمان سوداگرونکو تم ہوسے مت آنے دو
جو نفع کہ تمکو اونسے ملتا ہی اوس سے زیادہ ہم پہنچاینگے اوس وقت کا حاکم سامری نام باوجودیکہ ہندو تھا اس بات کو
مان گیا پس اہل فرنگ نے داد وستد کے معاملات مین مسلمانون پر تعدی کی سامری نے اس بات کو سنکر غصہ
کیا اور انکے بابمین حکم قتل عام کا دیا ملیباریون نے یورش کرکے اونکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور ستر آدمی
معتبر جو مقتول ہونے سے بچ رہے تھے کشتی مین سوار ہوکر کوچین کو چلے گئے چونکہ وہانکا حاکم سامری کا
دشمن تھا اونکو اپنی پناہ مین لیکر اجازت دی کہ شہر کوچین کے قریب اپنے توطن کے لئے
قلعہ تعمیر کرین اہل فرنگ تو یہ بات خدا سے چاہتے تھے بہت جلد ایک گڑھی مختصر ناخن بندی
کے لئے تیار کرلیا اور اسی اثنا رمین ایک مسجد جو دریا کے کنارے پر تھی اوسکو توڑکر کلیسا بنالیا
معلوم کرو کہ یہ پہلا قلعہ اہل فرنگ کا ہے جو دریاے ہند مین تعمیر کیا ہے انتہی پس کیاپدال
کوچین مذکور سے مال و اسباب لیکر لسبن کو روانہ ہوا اور نصف ماہ جولائی ۱۵۰۱ع
مین بیت الحکومت مین پہونچ گیا سلطان پرتگیزون کا اپنے جزائر پر اکتفا نہ کرکے چونکہ یہ چاہتا تھا
کہ ایران مصر ہند وغیرہ کو اپنا عشرت گاہ بنا دے لہذا اوسکے حسب الحکم کیاپدال کے بعد

گمرروس کوڈی کا ایڈرل اور مقابل کالے کوٹ کے اپنے جہاز کو لنگر دیکر مسلمانون سے چاہا کہ وہ مضرت جنگ سابق کی جو کپاپ رال سے ہوئی تہی کرین جب اس طرف سے اس امر کا اقبال نہ ہوا تو وہ آدمی جیا کٹ جو اوسکے جہاز مین تہے بید ریغ مار ڈالے اور توپ زنی سے تمام شہر کو خراب کرکے بندر کوچین کو روانہ ہوا اور وہان اسباب جہازمین بہر کر یورپ کو چلدیا اوسکے بعد تین جہاز اور آئے مگر وہ بے نیل مرام واپس گئے اور جاتے وقت کوبیشی کی کوٹہی کی حفاظت کے لئے چند سپاہیون کو چہوڑ گئے بعد مراجعت کے اونکے حاکم کالے کوٹ نے کوبیشی پر حملہ کیا۔ لکہا ہے کہ اوس نے باوجود قلت سپاہ کے خوب مقابلہ کیا اور ایسا لڑا کہ فوج یورپ کی بزرگی ہندوستان کی سپاہ پر ثابت کی او صاحب تاریخ گلشن ابراہیمی مین یہ لکہا ہے کہ اس ضمن مین حاکم کولابندر کتہور کا ان سے موافق ہوگیا اسجگہہ بہی ایک قلعہ تیار کرکے بہ فراغت تمام فلفل اور سونٹہہ کی تجارت مین مشغول ہوے سامری نہایت غصے مین آکر کوچین پر لشکرکش ہوا چنانچہ پیاپے تین بادشاہ وہان کے بعد ایک دوسرے کے قتل کر ڈالے مقتولین کے ورثا نے پہر جمعیت بہم پہونچائی اور اہل فرنگ کے جہاز زیادہ اُتروائے اور کتہور کی سپاہ بہی فراہم ہوئی سامری نے جب سنا تو بدرجہ غایت برہم ہوگیا اور یورشین کین چونکہ اس دفعہ بڑی کمک اسکو اہل فرنگ کی تہی اس لئے سامری کی مراد نہ حاصل ہوئی اور بے نیل مرام مراجعت کرکے اہل اسلام سے اعانت چاہی انتہی کلامہ۔ پس ۱۵۰۵ عیسوی مطابق ۹۱۱ سنہ ہجری کے ابی ڈوا فرانسیس آیا اوسوقت ایجانگر کے واجہ نے ہندوستان کی عجایب وغرایب

چیزین بادشاہ پرتگیزون کی خدمتمین روانہ کین اور اپنی دختر اوسکے پسر کے سلئے دینے کو راضی ہوگیا البی ڈوا ہر چند اس بات سے خوش ہوا لیکن چونکہ البی ڈاکو مہمات سے فرصت نہین تہی اس سلئے یہ امر مرتبہ ظہور مین نہین آیا اسواسطے کہ نامبردہ کے جہاز و نپر پردنس اور مصر اور گجراتی جہازون کا بلوہ ہوگیا اوس نے جہاز کی فوجداری سے ہاتہ دہوکر البوکرک کو جو پرتگیزون کی قوم کا بزرگ تہا یہ کام سپرد کیا اوس نے ملیبار کے کنارے گوا نام شہر جس کا قطر تیس میل ہے سنہ ۱۵۰۶ عیسوی مطابق سنہ ۹۱۲ ہجری کے دہان کے حاکم سے چہین کر اپنا دار الحکومت مقرر کیا اور نہایت مضبوط اوسکی فصیل بنوائی اور محمد قاسم فرشتہ کا بیان ہے کہ اسی زمانہ مین حسب استدعا سامری کے محمود شاہ بہمنی اور محمد شاہ گجراتی نے اپنے اپنے سرکردون کو مع استعداد کارزار کے روانہ کیا اور خوب جنگ وجدال ہوا جانبین سے بہت لوگ مقتول ہوئے آخر کار پرتگیز غالب آئے اور بانیل مرام اپنے اپنے بنادر کو روانہ ہوگئے پہر ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۱۵ ہجری مین کہ اسوقت سامری اپنے مقام پر موجود نہین تہا پرتگیزون نے قابو پاکر کالی کوٹ کی جامع مسجد کو جلا دیا اور تمام بستی کو غارت و ویران کر ڈالا۔ دوسرے روز ملیباریون نے ہجوم کرکے انکے پانسو آدمی ذبح کر ڈالے اور بہت لوگون کو پکڑ پکڑ کر پانی مین ڈبو دیا باقی لوگ بہاگ کر کولم مین آئے اور رہا نکے زمینداروں سے ملکر شہر سے آدہ کوس کے اوپر قلعہ بنوایا اوسکے قریب زمانہ مین کوہ بندر کا علاقہ متعلقان یوسف عادل شاہ کے تصرف سے نکالکر اوسکے اوپر متصرف ہوگئے بقول مترجم مذکور سنہ ۱۵۱۵ عیسوی مطابق سنہ ۹۲۱ ہجری کے کہ ان ایام مین دکن کا بادشاہ محمود شاہ بہمنی تہا اور ہند کا سلطان سکندر لودہی ہند کی سمت کے جنوب مین بارہ ہزار میل تک عیسائیون کا دخل ہوگیا اور

اس بات عیسائیون کی تین کوٹھیان بن گئین پس اور دسمبر سنہ میں الموکرک مرگیا اور اسی کے قریب قریب
کیمپس ویش بقول محمد قاسم کے سامری نے بھی دنیا سے کوچ کیا اہل فرنگ نے راجہ متوفی کے بیٹون
سے صلح کرکے کالی کوٹ کے قریب قلعہ باندھا اور اسکے بعد ۹۴۳ھ ہجری مطابق ۱۵۳۵ء کے بندر دیو
اور دمن اور بندر دیو بہادر شاہ گجراتی سے لے لئے اور ۹۶۲ھ ہجری مطابق ۱۵۵۵ عیسوی کے بندر
ہرمز اور سلسٹ اور بقوطہ فتح کیا اسکے بعد سامری اور بحری اور عادل شاہ نے اتفاق کرکے اونپر یورش
کی اس مرتبہ سامری فتحیاب ہوا اور چالیات کا قلعہ اونکے قبضہ سے نکال لیا لیکن بحری اور عادل شاہ
جو قلعہ ریکدنڈا اور بندر گوہ کو لینا چاہتے تھے بسبب شامت نوکران نادر التنخواہ کے بے نیل مرام وہانسے
واپس آئے اور اہل فرنگ مسلمانون کے آزار رسانی مین دلیر ہوگئے اور جلال الدین اکبر شاہ بادشاہ کے
بعض جہازون کو جو بقول اہل فرنگ مکہ معظمہ زادہ اللہ شرفاً کو آتے جاتے تھے جدہ سے مراجعت کے
وقت لوٹ لیا اور اہل اسلام کی بہت بے عزتی کی یہانتک مترجم انگریزی اور نیز صاحب تاریخ گلشن ابراہیمی
مشہور بفرشتہ کا کلام تمام ہوا واضح ہو کہ بلاد ہند مین کچھ اوپر سو برس تک پرتگیز سوداگری کی مختار اور
بلا شرکت غیرے حکومت کرتے رہے جیسا کہ بیان سے ظاہر ہے اب یہان سے قوم مذکور کے
انحطاط اور انگریزون کے وارد ہونے کا حال بیان کیا جاتا ہے اور اسکے ضمن مین اور قومین
بھی جو اپنی ولایتون سے ہندوستان مین آئی ہین مثل ولندیز اور ڈچ یعنی فرانسیس
اور دنمارک انکا بھی انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کیا جاویگا۔ عیسائیون کی کل پانچ قومین ہند
ودکن مین وارد ہوئی ہین اول پرتگیز جنکا ذکر ہو چکا دوم ولندیز سوم فرانسیس چہارم
انگریز پنجم دنمارک ان پانچون مین قیام اور ثبات صرف انگریزون کو ہوا چنانچہ بیان کیا جاتا ہے

عنوان دوم قوم انگریزونکے بیان مین

مترجمین کی تاریخ سے جو انگریزی زبان مین ہے اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ اول مسٹر ڈریک پرتگیزون کے ساتھہ سنہ ۱۵۸۰ء مطابق سنہ ۹۸۵ ہجری کے جاپان مین آیا اور کچھہ اسباب تجارت کا بیچکر چلا گیا واضح ہو کہ ابتدا اونکی مداخلت کی یہی ہے پھر کچھہ انگریز جزیرہ ملوکس مین آئے وہان کیدر نام ایک راجہ جو ستر جزیرون کا مالک تہا اوس سے اونہون نے موافقت پیدا کی اور تجارت کے لئے اوس سے کچھہ جگہہ لے لی اور جزیرہ ترناجہٹہ کے لوگون کو اپنا مال دیکر اوسکے عوض لونگ الایچی جوتری گرم مصالحہ وغیرہ بہر کر سنہ ۱۵۸۱ء مطابق سنہ ۹۸۹ ہجری کے اپنے وطن کو چلے گئے اوسکے بعد چند سردارون نے متفق ہوکر لڑائی کی تیاری کی اور سنہ ۱۵۸۶ عیسوی مطابق سنہ ۹۹۵ ہجری کے بسرکردگی جانس کاوس ہندوستان کے ارادہ سے نکلے مگر وہ امریکہ کی طرف چلے گئے اور کلی فورنیہ مین پہونچکر وہان سے دریا پسیفک سے جزیرہ لاڈروس اور جزیرہ کوام اور جزیرہ منیلہ کو آئے اور وہان چندے چین کی تجارت کی پھر ملوکس کے جزیرہ پر مقام کیا پھر ملاکہ کے دریا سے نکلکر جزیرہ سرس مین اوترے اور وہان سے جاوہ کے جزیرہ مین جاکر لنگر ڈالا اور وہان سوداگری شروع کی پھر ہارماسج سنہ ۱۵۸۸ عیسوی مطابق سنہ ۹۹۶ ہجری کے جزیرۂ مذکور سے نکلے اور دو برس کا سفر کرکے داخل ولایت ہوئے وہان اونہون نے مملکت ہند کی بہت تعریف سنی کہ نہایت زرخیز ملک ہے ایلزابیث نام بادشاہزادے اور جنرل لارڈ ہیڈن سے اسکا ذکر کیا اسکے بعد سنہ ۱۵۹۰ عیسوی مطابق سنہ ۹۹۹ ہجری کے رعایا نے سرکار گورنمنٹ سے تجارت ہند کی اجازت

بقیہ ...

تجارت انگریزی بڑی خیریت ہوگئی چونکہ اوس سال بارش بہی کم ہوئی تہی رمضان شریف کے مہینے مین بسبب شدت گرمی کے وبا کا زور ہوا بہت لوگ دست اور قے مین مبتلا ہوکر ... کوئی ایک دوسرے کو قرض نہ دیتا تہا کوئی امانت نہ رکہواتا ہمارے زندگی کا لوگون کو اعتماد نہین رہا تہا پہر ۲۲ ذیقعدہ مین کثرت سے بارش ہوئی اکثر مکان منہدم ہوگئے ...

لی اور چین تک جہاز اپنے ساتھ لیکر ولایت سے چلے اور مقامات مین پرتگیزون ملابار اور مندل اور لوچین اور ملاکا اور ملکوس وغیرہ مین آکر سوداگری شروع کی یہان کئی جہاز ان کے طوفان مین آگئے اور نقصان ہوا پھر یہ راستہ چھوڑکر امریکہ کو گئے وہان بھی انکے کئی جہاز خراب ہوئے آخرکار ولایت کو واپس آگئے اس مقام پر راقم اور قومون کا ابتدائی حال بطور جملہ معترضہ کے لکھتا ہے چونکہ مختصر ہے اس لئے خلط بحث نہوگا پھر انگریزون کا مفصل حال بیان کریگا ان شاء اللہ تعالی واللہ المستعان علی ما تصفون

ذکر ورود تجار ولندیز مع قوم فرانسیس و دنمارک

بقول صاحب بہارستان سنہ ۱۵۹۵ عیسوی مین ولندیز اولاً جزیرہ جاوہ پر آکر رہے اوس کے بعد نیس بنگالہ سے اجازت لیکر سیلان کیطرف راہی ہوئے وہان انکے اور پرتگیزون کے باہم جنگ ہوئی پھر وہ لنکا پٹن کو آئے اور مدراس اور مچھلی پٹن مین انکو جگہہ ملگئی اور سنہ ۱۶۶۳ عیسوی مین کناسوا اور کنیلون اور کوچی اور کرانگنور پرتگیزون سے لڑکر لیلیا فرانسیسیون کا نزول سنہ ۱۶۰۱ مین ہوا ہے وہ پہلے مالدیو کی طرف آئے وہان سے سوداگری اختیار کرکے اطراف وجوانب کو روانہ ہوئے پھر سنہ ۱۶۷۲ عیسوی مین کوٹھی تیار کرلی اور آرکاٹ مین آکر بہت سی زمین اپنے قبضہ مین کرلی اور دنمارک سنہ ۱۶۱۶ عیسوی مین سراندیپ کی طرف سے آئے اور مدراس کے قریب قیام کیا اور وہان شہر اور قلعہ بناکیا اور زنگبار مین سوداگری کی طرح ڈالی۔ ہر چند یہ سب لوگ آئے اور اپنے قیام مین سعی بلیغ کی مگر بجز انگریزون کے کسی کی مراد پوری نہوئی۔ اب ہم اصل مقصود

کیطرف رجوع کرتے ہین

ذکر ورود افسران قوم انگریز

مورخ بالاکہ جسکی طرف شروع مین اشارہ کیا گیا ہے اوس نے جو اپنی کتاب مین اس مقام پر لکہا ہے اوسکا ترجمہ یہ ہے جو ہم بیان کرتے ہین کہ سنہ ۱۶۰۰ عیسوی مین مطابق سنہ ۱۰۰۹ ہجری نبوی صلعم کے ولایت کے تمام ساہوکارون نے تجارت ہند کی تیاری کرکے شہزادہ الزائٹ سے اجازت چاہی اوسوقت یہ تجویز ٹھہری اور یہ حکم ہوا کہ ولایت سے تجارت ہند کے واسطے تیس ہزار پونڈ جس کے فی پونڈ دس روپیہ ہوتے ہین زر سرخ و سفید سے زیادہ نلیجائین اور پندرہ برس تک وہان تجارت کرین اگر اس عرصہ مین کچہ فائدہ ہو توفہو المراد ورنہ وہانکی تجارت موقوف کردین پس ہمیس لنگستر جملہ ارباب تجارت کا افسر ہوکر سنہ ۱۶۰۱ عیسوی مین مئی کی دوسری تاریخ مطابق سنہ ۱۰۱۰ ہجری کے وطن سے نکلا شاہزادہ نے اپنے خطوط بھی فرمانروایان ہند کے نام اونکو دیے لکہا ہے کہ کپتان مذکور اوجین پر آیا وہان کوٹہی بنانے کے لیے اسکو جگہہ مل گئی اوس نے اپنے لوگون کو وہان ٹھہرا دیا اور ماہ ستمبر سنہ ۱۶۰۳ عیسوی مین مطابق سنہ ۱۰۱۲ ہجری کے مراجعت کرکے ولایت کو چلا گیا اور ہندوستان کے بہت سے تحفے شہزادے کے لیے لے گیا شہزادہ مذکور کا تو اوسی سال انتقال ہوا اور شاہ انگریزی سے رعایا کو بلاقید ہندوستان مین تجارت کرنے کی اجازت مل گئی لیکن یہ حکم ہوگیا کہ ہر تین برس کا حساب تبلا دیا کرین ملا فیروز ابن ملا کاوس کے جارجنامہ مین جو نوشتجات و اجازات انگریزی سے زبان فارسی مین

ارکان دولت کا بیان

[illegible]

علم کے لیے یون بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۱۵۶۷ عیسوی مین الزابیٹ نام دختر کنک اڈورڈ ہنری

ہشتم مالک فرنگ مین بجائے پدر کے سلطنت پر بیٹہی اوس نے اپنے عہد مین ہندوستان

کی تجارت کا ارادہ کیا ولایت باعث کو بطور تفتیش اس امر کے لئے مامور کیا کہ کیپ گڈہوپ

کو ہوکر وہان سے ہندوستان مین گذر کرتے ہوئے ہند کے ہر طرف اسعار و بلاد مین روانہ

ہونا چنانچہ حسب الحکم ملکہ کے لوگ متعدد جہاز لیکر ولایت سے چلے اور دریا کا رستہ

قطع کرتے ہوئے بندر بلادیہ مین پہونچے یہان آکر اونہون نے داد وستد کی مگر پرتگیز اونکے

مانع آئے اور انکو آگے نہین بڑہنے دیا کوئن الزابیٹ نے جو جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کی معاصر

تہین جب یہ بات سنی تو حسب تجویز اس مضمون کا ایک نامہ لکھکر بدست ملا نہال کے جو دیون

کا وکیل تہا روانہ کیا اوس نامہ کا خلاصہ مضمون یہ تہا کہ دنیا مین ہمارے اور تمہارے رسم و آئین

اتحاد جاری رہے اور تجار ہند یہان اور ہمارے تاجر وہان ہمیشہ آیا جایا کرین اور

اور ایک ملک کے نفائس دوسرے ملک مین اس طرح سے پہونچایا کرین تو اس مین طرفین

کی خوشی ہوگی سفیر مذکور رخصت ہوکر خشکی کی راہ سے حلب کو آیا اور وہان سے

روانہ ہوکر آگرہ یعنی اکبر آباد مین جو اکبر کا پایہ سلطنت تہا داخل ہوا اور سرور بار وہ نامہ

اوس نے پیش کیا اور عرض کی کہ مین سلطان فرنگ فرستادہ ہون اور روم سے

ہوتا ہوا ہندوستان مین پہونچا ہون اور یہ نامہ مالکہ انگلستان کا ہے پس منشی انگریزی دان

جو دربار مین حاضر تہا اوس نے بحکم سلطانی نامے کو لیکر اوسکا مضمون عرض کیا

اکبر نے سنکر سفیر کو چندے دار الریاست مین رہنے کا حکم دیا اور فرمایا تم

حاضر دربار ہوا کر وانشاء اللہ تعالی ہم اسکا جواب لکھین گے چونکہ اکبر کے دربار مین ہر قوم وہر ولایت کے لوگ جمع رہتے تھے اور اکبر ہر مذہب اور ہر دین کے آئین دریافت کرتا رہتا تھا لہذا گشتیان پرتگیز بھی حاضر خدمت رہتے تھے اونہین ملا نہال کا آنا ناگوار ہوا اور مقربان درگاہ سلطانی کو اونہونے بہت کچھ روپیہ بطور رشوت کے دیکر ملا نہال کی آمد و رفت کسی حیلہ سے دربار مین موقوف کرا دی لکھا ہی کہ ہنوز ملا نہال آگرہ مین مقیم تھا کہ اکبر کا انتقال ہوگیا اور اوسکا بیٹا جہانگیر جانشین ہوا جہانگیر کے عہد مین ملا نہال نے حاضر دربار ہوکر اپنی سب کیفیت گزارش کی جہانگیر نے اوسکو مطمئن کیا اور پرتگیزون پر بہت خفا ہوا اور اپنی طرف سے فرمانروای انگلینڈ کو نامہ لکھا کہ تم بخطر ولایت کے تاجرون کو روانہ کیا کرو کوئی مانع نہ ہوگا اور ہند کے نفائس اور تحائف دیکر ملا نہال کو روانہ کر دیا ابھی ملا نہال اثنا ر راہ مین تھا کہ انگلینڈ مین کوین الزابٹ کا انتقال ہوگیا اور جیمس فرمانروے انگلستان ہوا جب ملا ر مذکور وہان پہنچا اور جہانگیر بادشاہ کا نامہ شاہ انگلینڈ کے پاس پیش کیا تو وہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور کمپنی مذکور الصدر کو بڑے ساز و سامان کے ساتھ بسر کردگی مسٹر ہاکز ہندوستان کو روانہ کیا اور ایک نامہ اپنی طرف سے جہانگیر کی خدمت مین لکھا۔ واضح ہو کہ جب وہ لوگ ماہ اگست ۱۶۰۸ء مین مطابق ۱۰۱۷ہجری کے بندر سورت مین پہونچے تو مورخ انگریزی لکھتا ہی بموجب عزم بالجزم ان کو سلطان ہند کیطرف سے اجازت مل گئی کہ بندر سورت اور احمد آباد گجرات اور کنبھی اور گوکہ مین تجارت کرین مگر عدن اور مکہ معظمہ زادہا اللہ عزاً و شرفاً کی طرف جانے سے اہل روم مانع آئے۔ یہ خبر جب بندر گودہ مین پہونچی تو سردار قوم پرتگیز کو بڑا تعجب گذرا اوسنے نفر تخان نام بندر مذکور کے صوبہ دار کو جو جہانگیر بادشاہ کیطرف سے تھا نامہ لکھا کہ اگر تم انگریزون کو اپنے ملک مین آنے دوگے تو ہماری اور تمہاری

باعث انتشار ... بنگالہ ہوتا ہوا ... بندر پر ترقی کرینگے اور آباد و ہوشیار رہونگے لہذا مناسب ہے کہ تم انکو شہر در

بندر ... انکو ... نصرتخان ... شاہ ... کا جواب لکھا کہ تم کیا چیز ہو اور کیا حیثیت رکھتے ہو

... بندر پر ... اچھی طرح ... کیا ہے - یہ لوگ بادشاہ کے حکم سے ... آئے ہیں کہیں

خلل ... ہوش و حواس درست کرو - پرتگیز کا سفیر جب سورت سے یہ جواب لیکر گوا دہ مین

پہنچا تو پرتگیز راہزنی اور غارتگری کے درپے ہوئے - دریا مین جہازونکو لوٹنا شروع کیا ادہر نوبت

نصرتخان کو کچھ رشوت بھی دی اسوجہ سے نصرتخان پرتگیزوں کا طرفدار ہوگیا مسٹر ہاکنز نے جب نصرتخانکو

پرتگیزوں کیطرف مائل دیکھا تو بہت بیدل اور متردد ہوا اور منتظر رہا کہ جہانگیر بادشاہ نے

انکو بلا لیا وہ سنہ ۱۶۰۹ء مین ولیم فنچ کو اپنی طرف سے سورت مین چھوڑکر اکبر آباد مین آیا اور بادشاہ

کی ملازمت حاصل کرکے جیمس بادشاہ کا نامہ پیش کیا اس ضمن مین تاجرون کا ایک اور گروہ اوتر ا بیان

کیا جاتا ہے اوس گروہ کا سردار شربی نام کپتان تہا وہ یمن کو ہوتا ہوا مخا مین آیا اور مخا سے سورت کیطرف

دریا کے راستہ سے روانہ ہوا اثنا راہ اوسکا جہاز طوفان مین آکر ٹوٹ گیا بہت کچھ آدمی اور اسباب

غرق ہوا باقی لوگ تباہی کے مارے ہوئے بندر سورت کے کنارے پر آلگے - وہانکا حاکم نصرت خان

چونکہ پرتگیسوں سے متفق ہوگیا تہا اس لئے اونکو بستی مین نہ آنے دیا - ولیم فنچ نے ہرچند سمجہایا مگر خان مذکور

نے نہ مانا وہ بیچارے شہر کے باہر پڑے رہے کپتان شربی لشکر کی پرورش سے عاجز ہوکر تنہا سورت

سے روانہ ہوا اور آگرہ مین آکر مسٹر ہاکنز سے ملاقات کی اوسکے بعد ہمراہی بھی خشکی کی راہ سے لاہور اور

سندہ اور ایران اور بغداد اور حلب وغیرہ سے ہوکر انگلینڈ کو چلے گئے فقط مسٹر ہاکنز اور کپتان شربی

ہندوستان مین جہانگیر کے حضور مین حاضر رہے جہانگیر مسٹر ہاکنز کے اوپر بہت مہربان تہا حتی کہ محلسرای مین

ایک کنیز مسیح کیش تھی جہانگیر نے اوسکا نکاح مسٹر کے ساتھہ کردیا اور مسٹر کی تنخواہ بھی سرکار سے مقرر کردی اور مسٹر نے اس بات کو اپنی کاربراری کے لیے بہت غنیمت جانا اور بسروچشم قبول کیا اور جہانگیر سے اپنی تمام سرگذشت اور تباہی اور مقرب خان کی بیمروتی کا حال بیان کیا بادشاہ نے مقرب خان کو طلب کیا مگر مقرب خان چونکہ ہوشیار اور جہاندیدہ تھا وقت جہانگیر کی خدمت مین حاضر ہوکر ایسی دو چار باتین بنائین کہ بادشاہ کو راضی کرلیا اور پھر مقرب خان اپنے ملک کو واپس چلا گیا اور مسٹر ہاکنز کا مدعا کچھہ حاصل نہوا تب مسٹر مذکور نے انگلینڈ جانے کا ارادہ کیا کشتیان پرتگیس کے جو لوگ باریاب دربار جہانگیری تھے اپنے حسن عمل سے انکو اپنا رفیق بنا رکھا تھا اور انکو رشوت وغیرہ دیا کرتے تھے اس غرض کے لیے کہ مسٹر ہاکنز کی تمنا حاصل نہو اون لوگون کو جب معلوم ہوا کہ مسٹر ہاکنز انگلینڈ کو واپس جانا چاہتا ہے تو یہ امر بھی اونہون نے اپنے خلاف مصلحت سمجھا اور ممانعت کے درپے ہوئے اور اوسکے روکنے کی یہ تدبیر کی کہ اوسکی بیوی کے دو بھائی تھے اون بھائیون اونہون نے کہا مسٹر ہاکنز ولایت کو جانے والا ہے تمہاری بہن کو بھی ضرور لیجائیگا اور وہ تم سے جدا ہو جائیگی مناسب ہے کہ اسکو جانے نہ دو اون بھائیون کو یہ بات راست معلوم ہوئی وہ بھائی اوسکے جانے سے مانع آئے اور کہنے لگے ہم اپنی بہن کو نہ جانے دینگے تمہارا دل چاہتا ہے تو تم خود چلے جاؤ مسٹر ہاکنز کو اپنی زوجہ کی جدائی گوارا نہین ہوئی ناچار اپنے ارادہ کو فسخ کیا اور جناب باری تعالی سے بہبود کا امیدوار رہا اور اپنے دل مین کہا جیسا وقت کا مقتضا ہو اوسطرح سے گذارنا چاہیے اب تو بادشاہ بھی میری طرف متوجہ نہین ہے اور نہ یہانکے لوگ راضی ہین آیندہ دیکھئے خدا تعالی کو کیا منظور ہے پھر سنہ ۱۶۱۲ع مین ایک انگریز مسمی ہنڈری مڈلٹن نام انگلینڈ سے چار جہاز بار کرکے مخا کی طرف روانہ ہوا اوسکے ہاتھ جیمس بادشاہ نے شاہ روم کے نام ایک نامہ بھی روانہ کیا۔ کہتے ہین جب یہ انگریز بندر مخا پہونچا تو اول

آپ مع بیہودہ آدمیون کے جہاز سے اوترکر شہر مین گیا وہانکے حاکم نے اسکو گرفتار کرلیا اور لشکر کو حکم دیاکہ اسکے جہازات لوٹ لو وہان جنگ ہوئی بہت سے لوگ مارے گئے اور وہ انگریز چہ مہینے تک قید مین رہا اوسکے بعد کسی ترکیب سے وہ حاکم مخالف کے قبضہ سے نکل گیا اور اپنے جہازات مین پہونچگیا اور سلطان روم سے سوال و جواب کرکے صلح ہوئی سلطان نے اپنے نام سے ایک فرمان نامہ نکو لکھدیا کہ انگریزی تاجرونکو منع نکرین پس مدلٹن وہان سے کوچ کرکے بندر سورت کیطرف آیا اور ماہ ستمبر ۱۶۱۱ء عیسوی مین لنگرگاہ سورت مین پہونچا نصرتخان نے سنکر بانگیہ بادشاہ کی تنخواہ مقرر نہی کہ مدلٹن چار جہاز لیکر آیا ہی اور خانہ زاد نے ابہی اوسکو اپنے بندر مین نہین اترنے دیا ہی اب جیسا حکم عالی صادر ہوگا عمل کیا جائیگا مسٹر ہاکز اور کپتان شرلی کو بہی یہ حال معلوم ہوا اوسیوقت کپتان شرلی وہانسے روانہ ہوا اور مدلٹن سے ملاقات کی بعد مسٹر ہاکز بہی بادشاہ سے رخصت ہوکر مع اپنی زوجہ کے کہمبایت تک آیا اور وہان سے سورت جانا چاہتا تہا کہ اس عرصہ مین پرتگیس مدلٹن کے جہازون کے مقابل آگئے اور جنگ ہونے لگی لیکن انکو کچہہ فائدہ نہ حاصل ہوا چونکہ مدلٹن نصرتخان کے کینہ سے بیخبر تہا اسی درمیان مین نکبم نام ایک تاجر جو ہاکز کے پاس سے نکلکر سورت مین آرہا تہا سورت سے روانہ ہوکر مدلٹن کے پاس آیا اور اوسکو نصرتخانکی مخالفت سے خبردار کیا اور بیان کیا کہ نصرتخانکو مسٹر ہاکز سے عداوت ہی اور بلا شبہہ اوسی کو بندر سورت مین روکیگا کسی طور سے مسٹر ہاکز کو اپنے پاس بلوا لینا مدلٹن نے یہ بات سنکر کشتیان مال کی جو بندر سورت سے جانے کو تیار تہین انکو روکدیا اور کہا ہم تمہاری کشتیان نہ جانے دینگے جبتک کہ مسٹر ہاکز جو کہمبایت مین ہی مع اپنی دوستون کے ہمارے حوالے نکیا جاوے نصرتخان اس امر سے مطلع ہوکر بہت آزردہ ہوا اور کہلا بہیجا کہ مینے تمہارے لئے بادشاہ کو عرضی بہیجی ہی جب وہان سے اجازت ملجائیگی تو تمکو سورت مین آنے کے لئے راستہ دیا جاویگا ہماری کشتیونکو تم کیون روکتے ہو اور مسٹر ہاکز کو اپنے پاس بلالو ہم کب منع کرتے ہین نصرتخان نے اس طرح تجاہل عارفانہ کیا الغرض مسٹر ہاکز ماہ اپریل کی

۲۴ تاریخ ۱۶۱۲ء مین مطابق ۱۰۲۱ ہجری کے کشتیون پر بیٹھکر مدلٹن سے آکر ملا اور اپنے تمام مصائب کا حال
بیان کیا تب مدلٹن کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کی مرضی نہین ہی کہ ہم سورت مین اُترین اور جہاز پہیر کر مخا کی طرف
چلا گیا اس اثنا مین سارس نام کپتان لندن سے مخا کیطرف آرہا تہا مدلٹن نے اوسکو وہانکی خرابی سے جو اوسکے
اوپر گذر چکی تہی آگاہ کر دیا اور آپ باب المندب کو پہنچا اور وہان حاجیون کے نو جہاز جو بندر سندہ وغیرہ سے
آئے تہے وہ اونکا مقابل ہوا اور کہنے لگا کہ اپنے بادشاہ سے کہکر تم ہمکو اس نقصان کا تاوان جو مخا اور سورت
مین انہون نے فساد کر کے پہنچایا ہی دلوا دو۔ محمد تقی جو ان جہازون کا سردار تہا اوسنے پندرہ ہزار ریال دیکر راہ پائی
پس مدلٹن ولایت کو چلا گیا اور کپتان بیٹ انگریز انگلینڈ سے دو جہاز لیکر بندر سورت کیطرف روانہ ہوا
اور بارہ پر آکر اوترا وہان پرتگیزون کے جہاز تہے اونہونے مقابلہ کیا اور لڑائی مین انگریزون کی دو کشتیان
پکڑ لین کپتان بیٹ نے اوسکے بدلے مین گجراتیونکی کشتیان جو مال سے بہری ہوئی تہین گہیر لین اور اونپر اپنا
قبضہ کر لیا اس وقت مین بجای نصرت خان کے میر جعفر خان سورت کا صوبہ دار ہو گیا تہا اوسنے اس حادثہ کی خبر
سنی تو خود آیا اور کپتان سے ملکر صلح کری اور ملایمت سے پیش آیا اور کہا جو گذرا سو گذرا اب ہم تم اتفاق کیساتہ
رہین اور تمہارا مال بلا تامل سورت مین آیا کرے کوئی مانع نہوگا اور تمکو ایذا نہ دیگا کپتان بیٹ نے کہا تم پرتگیزون
کے طرفدار ہو اور ہمارے اور اونکے مابین خصومت درپیش ہی چونکہ دوست کا دشمن دشمن ہوتا ہی لہذا آپ ہم سے
آشتی کر چکے یہ باتین تمہاری اسوقت بنا بر ضرورت ہین ہمکو اعتبار نہین۔ میر جعفر خان سالار گجرات کا متعلق تہا
اسواسطے اوسنے وہان کے حاکم شیخ صفی کو اطلاع دی اور لکہا کہ انگریز سورت مین جگہہ چاہتے ہین اور صلح
کے متوقع ہین شیخ صفی نے بمقتضای الصلح خیر مصالحت کو بہ نسبت جدال و قتال کے پسند کیا اور آپ گجرات سے
بندر سورت مین آیا اور کپتان بیٹ سے ملاقات کی اور تمام سوالات قبول کئے کپتان بیٹ نے شیخ صفی سے

ایک ہشت یا ہشتم ... بموجب درخواست ایک عہدنامہ لکھکر کپتان کے حوالہ کیا جسمین تیرہ [۱۳] شرائط تھے

ترجمہ عہدنامہ ... صاحب گجرات و دہلی جہانگیر بادشاہ مورخہ ۱۱ جنوری سنہ ۱۶۱۲ع مطابق سنہ ۱۰۲۱ ہجری مشتمل بر سیزدہ شرائط

اول ... کے ... جب ... جہازات ... آیا ہو اوسکی بابت پرسش نہو دوم جو سفیر ... سے ... بادشاہ ... اور ... حاضر دربار سلطان رہے - سوم ... مال تجارت ... سردار ... اطلاع ہوکر منادی کرادے کہ شہر کے سوداگر ... خرید و فروخت ... چہارم ... فی صدی محصول مال کا دیا جاوے پنجم جو مال خراب ہوجاوے ... فروخت ہو یا جسکی قیمت دس ریال سے کم ہو اوسکا محصول لیا جاوے ششم جو مال ... شہر کو لیجاوین اوسکی مزدوری اور اوسکا نرخ ایک دفعہ ... ہوجاوے ہفتم ... اتفاق ... تاجر شہر مین فوت ہوجاوے اوسکا مال ... نہم ... جہازات تباہ ہوجاوین یا اوسکے تمام آدمی ہلاک ہوجاوین سالار ... دہم ... جو کشتیان آوین اونکے کپتان کی سپرد کردے ... جہاز یا انگریز ... جنگ یا فریب گرفتار کرلاوین سالار بندر سورت اوسکو رہا کرادے اور ... سامان ... دلوادے ... جو انگریز فرقہ کمپنی کے باہر ہو اگر وہ راہزنی اختیار کرے اور ... ہندوستانیون کی کشتیان لوٹ لیوے تو جو بادشاہ تیموریہ کے حکم مین وہانکے باشندے ... کے آدمی کے ساتھ ... کسی نوع کا عوض نلیوے اور وہ نقصان ہماری طرف محسوب نہو - یازدہم انبار غلہ کا بنابر اکل و شرب اہل جہاز کے جو شہر کے غلہ فروش خرید کرین تو

ہزار ریال سے زیادہ نہ خرید کرین اور اوسکی قیمت بموجب نرخ کے ہووے اور اوسکا محصول ہم سے تین روپیہ سیکڑہ سے زیادہ نہ مانگین دوازدہم اگر کوئی ہندوستانی کسی جگہہ ہماری جان یا مال کا نقصان کرے تو اوس جگہہ کا حاکم فوراً ازروی انصاف اوسکا فیصلہ کردے ہندوستانی کی دہمن عابت نہ کرے اور انگریزون سے رشوت کا خواہان نہووے سوای ان بارہ شرائط کے تیرہوین شرط یہ تہی کہ عہدنامہ چالیس دن مین بادشاہ کی مہر و دستخط سے مزین ہوکر آجاوے۔ بیان کیا جاتا ہی کہ جب یہ عہدنامہ تیار ہوکر جہانگیر بادشاہ کے حضور مین آیا تو جہانگیر بادشاہ نے شیخ صفی کے تمام قرارداد شرائط کو پذیرا کیا اور حسب الاقرار سیزدہم کے چالیس دن کے اندر اپنے مہر و دستخط سے اوسکو مزین کر دیا واضح ہو کہ جب یہ عہدنامہ کپتان لیٹ کو مل گیا تو وہ خاطرجمع ہوکر بندر سورت مین اوترا اوسکے اوترتے ہی پرتگیزون نے اوسکے اوپر فوج کشی کی اور دونون مین جنگ ہوئی آخرکار پرتگیزی منہزم ہوا اور کپتان مذکور فتحیاب ہوکر مظفرپور عرف بیدر وتہ کو چلا گیا پہر پرتگیزون نے جمع ہوکر اوسکا تعاقب کیا اور پہر شکست کہائی وہان کپتان مذکور پہر بندر سورت کو آیا اور انگریزون نے گجرات بڑودہ کوال بکران وغیرہ مین سوداگری شروع کی اور پرتگیزی ہزارہا فتنہ و فساد کے درپے ہوکہ انگریزون کو عاجز کر دیا آخرکار شہزادی نے انگریزونکا قصہ لکہکر جہانگیر بادشاہ کے حضور مین عرض کیا جہانگیر اوس سے مطلع ہوکر بہت ناراض ہوا اور حکم دیا کہ پرتگیزون کے مکانات اور معبد وغیرہ تباہ کردو اور اونکو نکالدو حسب الارشاد نصرت خان نے اونکے نکالنے کا سامان کیا مگر پرتگیزون نے بہراوس سے ساخت کرلی چونکہ یہ بات انگریزون کے بہی خلاف تہی اس لئے وہ انکے مخل ہوے اور فتنہ و فساد سے پیش آنے لگے تب اونہون نے سالار دین کے توسط سے بادشاہ کے حضور مین سوال و جواب کرکے پہر بادشاہ کو اپنی طرف ملتفت کیا اوسوقت مین شاہجہان ولیعہد تہے اونہون نے

ذوالفقار خان ایک نایب کو اپنی طرف سے بندر سورت کو بھجوایا اور نصرت خان سے گجرات سے کو وہ کو جاکر ...نگا ... ہے اتفاق کرلیا اور انگریزوں کے اوترنے کا راستہ بند کردیا پس اون انگریزنے جو جہانگیر بادشاہ کے حضور مین حاضر دربار رہا کرتا تھا جب دیکھا کہ بادشاہ کا مزاج ایک حالت پہ قایم نہین ہے گاہ ... کاہ ... رہتا ہے اور کبھی میری طرف التفات کرتے ہین کبھی ... بناتے ہین تو اوسنے سالار کمپنی کو عرضی لکھی وہان سے آخر ۱۶۱۵ عیسوی مین مسٹر ٹامس نام ایک انگریز سلطان کشور انگلینڈ کا ایک نامہ بنام سلطان ہندوستان لیکر بندر سورت مین آیا چونکہ اوسوقت سے ... وہان موجود تھا اوس نے مسٹر مذکور کو اوتارنے کی تیاری کی اول ذوالفقار خان مانع ہوا اور اوسکے بعد نہایت خرابی کے ساتھ اوترنے دیا مسٹر مذکور نے وہانسے اوس انگریز کے نام جو ... گیا بادشاہ کے حاضر دربار رہتا نامہ لکھا اوس نے جہانگیر کے حضور مین مسٹر ٹامس کے آنے کی تمام کیفیت مع نامہ سلطان کشور انگلینڈ اور بدسلوکی ذوالفقار خان کی جو مسٹر مذکور کے ساتھ اوسنے کی سب کا بیان کیا بادشاہ ہند نے سنکر ذوالفقار خان کو لکھا کہ مسٹر ٹامس وکیل سلطان انگلینڈ کو جو معمورہ سورت مین وارد ہوا ہے ہمارے پاس بھجادو ذوالفقار خان نے مسٹر کو اس امر کی اطلاع دی کہ تمکو بلایا ہے مسٹر مذکور اول وہان سے نکلکر دکن کی طرف آیا اور موضع برہانپور پر شہزادہ پرویز سے ملاقات کی چونکہ وہ مہم دکن کی طرف متوجہ تھا اوسکا شریک حال ہوا اور شہزادہ موصوف سے اوس نے برہانپور مین کوٹھی بنانے کی اجازت لیں بادشاہ سلامت اوسوقت اجمیر مین تھے مسٹر مذکور نے برہانپور سے اجمیر کی طرف کوچ کیا اور جنوری کی سولھوین تاریخ ۱۶۱۶ عیسوی مین مشرف ملازمت حاصل کیا اور تحایف وغیرہ پیش کئے اور شہزادہ

جہانگیر کی ملازمت ہی حاصل کی اور ذوالفقار خان کی بدسلوکی کا حال بیان کیا پھر دوسری مرتبہ جون کی ۴۲ تاریخ باریاب ہوکر والی گجرات کا ظلم بیان کیا کہ اوسنے مسٹر کرج کو قید کرکے بہت کچھ روپیہ لیا ہے تب جہانگیر نے ایک فرمان باین مضمون حاکم گجرات کے نام لکھا کہ مسٹر کرج کا تمام مال و اسباب اوسکو واپس کردو اور انگریز تاجرون کو مزاحمت نہ کیا کرو اور راہداری کا محصول انکو معاف رہے پس سرداران دولت نے جنکو انگریزون سے عناد تہا خصوصاً ذوالفقار خان نے بذریعہ عرائض وغیرہ کے شہزادۂ جہان ولیعہد خسروزمان کی خدمت مین عرض کیا کہ بسبب دخل دینے انگریزون کے پرتگیزون سے خصومت ہوگی اور اسمین نقصان پیدا ہوگا پیرو مرشد ایسا نہ کرین آخر کار رکھوتنون مین وکیل مسٹر ٹامس کا کام دو مہینے تک تال مین رہا اوسکے بعد پھر مسٹر مذکور باریاب ہوا اور عرض معروض کی بادشاہ نے اوسکے مابین کلام فرمایا کہ پرتگیز ہمکو موتی ہر سال گران قیمت سے دیا کرتے ہین تم موتی اور گھوڑے اور عمدہ پارچے وہان کے پیرایش کے داخل سرکار والا کرو مسٹر ٹامس بولا جہان پناہ ہم اب آپکے ملک مین نہین رہتے اپنی ولایت کو چلے جائین گے ہمکو تو یہان سوا رنج کے کچھ فائدہ نہ ملا بادشاہ سلامت اوسکی اس بات سے بہت ناخوش ہوئے۔ اور غصہ سے فرمایا تمہارے اوپر یہان ایسی کیا سختی گذری جو تم نے سر دربار ایسی بات برملا عرض کی مسٹر ٹامس نے اوسوقت شہزادہ کی پناہ لی اور دوسرا ذکر شروع کرکے شاہ انگلینڈ کے نامہ کا ذکر کیا اور نصرت خان کی بدسلوکیان گزارش کین بادشاہ سلامت نے فرمایا خیر جو تمہارا مدعا ہے اجرا کیا جاویگا اوسوقت مہابت خان وزیر نے جو اوسوقت حاضر خدمت تھے عرض کی انکے سب مطالب قلمبند ہوکر اگر ملاحظہ مین آوین تو مناسب ہے بادشاہ نے فرمایا اچھا لکھ لاؤ اور مسٹر ٹامس کو بھی یہ بات مناسب

سلطنت ہوئی۔ پس اوس نے ماہ مارچ کی ۲۰ تاریخ ۱۶۱۶ عیسوی مین ایک واجب العرض
جسمین اجمالی معاملات تہین قلمبند کرکے دیا لیکن وہ بادشاہ سلامت کے ملاحظہ مین نہ آیا اور اوس پر
توجہ مبذول نہ ہوئی اور تجارت کا معاملہ بدستور معطل رہا اسی ضمن مین ہر دو منو پرتگیسون کے افسر نے اپنا
سفیر مع تحفہ ہدایا دربار سلطانی مین روانہ کیا اور بہت کچھ تحائف ارکان دولت اور مہابت خان
وزیر اور شہزادہ شاہجہان بہادر کی خدمت مین روانہ کئے اور جملہ حاضران بارگاہ کو اوسنے منصوب
سے اپنا مددگار بنا لیا اور ... مین عرض کیا کہ جہان پناہ لنگر گاہ بندر سورت کی
پرتگیزون کے اختیار مین رہنی مناسب ہے اگر انگریزون کی تجارت یہان ہوا کریگی تو مخا اور جدہ اور
حجاز وغیرہ کی سوداگری مین نقصان آئیگا بادشاہ کو اسطرح سمجہا دیا اور وزیر نے لکہدیا کہ شہر بروچ
مین انگریزون کی تجارت جاری رہے وہان وہ اپنی کوٹہی بنالین اور ساڑھے تین روپیہ کپڑہ محصول
دیا کرین اس مین ... اگست سنہ الیہ مین جشن تولد بادشاہ ظل اللہ کا منعقد ہوا
اوس روز بارعام مین وکیل بہی حاضر ہوکر بادشاہ سے تو کچھ عرض کرنیکا موقع نہ ہوا لیکن وزیر
کی خدمت مین عرض کیا کہ آپکے ... بادشاہ دو واجب العرض قلمبند ہوئی ہے اور اتبک
جہان پناہ کے ملاحظہ مین نہین آئی ہے بندہ امیدوار ہے کہ جلد مرحمت ہو وزیر نے اوسکو
پسندیدہ حیلہ سے ٹال دیا اور وہ اسوقت بہی بے نیل مرام رہا لیکن میر منشی محمد شکر اللہ
کے مشورہ سے شاہزادہ کی جانب رجوع کیا تہا کہ اس ضمن مین انگلینڈ سے چار جنگی جہاز
بندر سورت پر آئے اور پرتگیزون سے مقابلہ کیا اس جنگ مین پرتگیز غالب ہوئے اور انگریز
مغلوب اور بہزار خرابی سورت مین آکر اوترے وہان سے بادشاہ انگلینڈ کا نامہ جو ہمراہ لائے تہے

دار السلطنت مین مسٹر تامسن کے پاس بہیجدیا مسٹر تامسن وہ نامہ لیکر دربار مین حاضر ہوا اور حضور مین پیش کیا بادشاہ نے اوسکو لیکر پڑہوایا اور سنا اور مسٹر تامسن کیطرف متوجہ ہوکر اول بادشاہ انگلینڈ کی کیفیت دریافت کی اور وہانکی سلطنت کے حالات پوچہے بعدہ فرمایا کہ ہماری فرمایشات مخمل گہوڑے وغیرہ وہان سے منگواؤ ہم لاکہہ روپیہ اوسکی قیمت مین تمہین عنایت کرینگے مسٹر تامسن نے عرض کیا جہان پناہ سب تحائف سورت مین آئے ہوئے ہین مگر وہان مزاحمت کی وجہ سے رُکے ہوئے ہین ذو الفقار خان حاکم سورت کو حکم ہو کہ زر محصول نہ کیکر بارگاہ جہان پناہ کو روانہ کرین بادشاہ شاہجہان نے فرمایا کہ بنام ذوالفقار خان وہان لکہو کہ ولایت انگلینڈ کے تمام سوغات اور تحائف وغیرہ بسرعت حضور والا مین روانہ کرو بموجب ارشاد والا کے فرمان روانہ ہوا اور تمام نفائس بجنسہا ملاحظہ مین پیش ہوئے بادشاہ بہت خوش ہوئے اور اپنی مہر سے ایک نامہ ایسا لکہکر عنایت کیا کہ جو سورت کا حاکم ہو وہان کے انگریزون کو تجارت کے لئے جگہہ مقرر کردیجائے اور کسی طرح کا ظلم اونپر نہ کرے بفراغت تمام وہ تجارت کیا کرین ایک حبہ محصول کا اون سے زیادہ نلیا جاوے تب تامسن مدت کے بعد خوش ہوکر کامیابی کے ساتہہ مرخص ہوا اور بندر سورت مین آکر اپنی کوٹہی کا انتظام کیا اور وہان سے شاہ عباس بادشاہ ایران کے حضور مین اصفہان کو چلا گیا اوسوقت سے سوداگران انگریزی کی ہر سال کشتیان بلا مزاحمت بندر سورت مین آنے لگین اسکے بعد آٹہہ نو سال کا عرصہ گذرا تہا کہ جیمس مرقوم الصدر بادشاہ انگلینڈ کا ۱۶۲۵ سنہ عیسوی مین مرگیا اور سے چارلس تخت سلطنت پر بیٹہا اسکے متعاقب دو سال کے بعد قہرمان ہند جہانگیر بادشاہ کا بہی انتقال ہوگیا اور شہزادہ شاہجہان اقلیم ہند کا فرمان روا ہوا

چندروز کے بعد شاہجہان بادشاہ کی دختر بیمار ہوئی حکمای مصر و یونان نے اوس کے مداوا مین سعی بلیغ کی کچھ فائدہ نہ ہوا شاہجہان بادشاہ کا مزاج بسبب جوش الفت پدری کے نہایت متردد ہوا و نہ تکرار آنے سے دربار کسی نے عرض کیا کہ جہان پناہ بندر سورت مین ایک انگریزی ڈاکٹر بلیٹن بہت ہوشیار ہے وہ طلب کیا جاوے انشاء اللہ تعالی اوسکے علاج سے صحت ہو جائیگی عرض پذیرا ہوئی ڈاکٹر مذکور حاضر ہوا اور علاج اوسکا شروع کیا اور بقول صدق شاہجہان نامہ اور تاریخ عالمگیری اور کتب انگریزی کے واقعہ ۱۶۳۶ع مطابق ۱۰۴۶ھ ہجری کے ڈاکٹر لکنی صاحب انگریز ہندوستان مین وارد ہوا اون ایام مین دختر سلطان کی بیمار تھی ارکان دولت نے حاکم کیطرف رجوع کیا بہ کیف عنایت الہی شامل حال شہزادی کی تھی وہ اچھی ہوگئی شاہجہان بادشاہ ظل اللہ نہایت خوش ہوے اور اوسکو بہت صلہ عنایت کیا اور ایک عہدنامہ دیا جسکا خلاصہ یہ ہے

عہدنامہ شاہجہان بادشاہ اسمی ڈاکٹر بلیٹن صاحب محصول تاجرونکی معافی مین

ڈاکٹر بلیٹن صاحب سرحد ہند مین جہان چاہین بے محصول تجارت کیا کرین اونکا مال اور مزاحم نہوا اسکے بعد ڈاکٹر صاحب مطلق العنان ہوکر بنگالہ کیطرف تجارت کے لئے راہی ہوے اور بندر سورت سے بہت مال کثیر لیکر حسن اتفاق سے جب وہان پہونچے حاکم بنگالہ کی زوجہ بیمار تھی اور اوس نے شہزادی کی کیفیت سنی تھی ڈاکٹر کا آجانا اوسکی زندگی کا سبب جانا اوسکی طرف رجوع کیا قدرت الہی اوسکو بھی ڈاکٹر موصوف کے علاج سے صحت ہوگئی حاکم بنگالہ نے خوش ہوکر صدر پروانگی دیدی

ہندو دکن کے حکام کا بیان

حاکم خاندیس کا بیان

کہ سوای سپاہ ہمیشہ کے جو کوئی تمارا تاجر آئے بفراغت تمام تجارت کرے کوئی مزاحم نہو اور جا بجا اطراف
و نواحی مین اسکی تاکید کردی ڈاکٹر صاحب موصوف نے سورت مین اپنے لوگون کو یہ کیفیت لکھی
اور اطلاع کی کہ تم بلا تامل تجارتی کشتیان اس طرف روانہ کرو اور انگلینڈ کو بھی اسکی اطلاع کردی۔ دوسرے
سنہ ۱۶۳۶ عیسوی مطابق سنہ ۱۰۴۵ ہجری مین دو کشتیان بنگالہ کو آئین بقول انگریزی مورخ اسمین چند
سوداگر تھے ڈاکٹر صاحب نے انکی نواب صاحب سے ملاقات کرادی اور خلعت دلوایا جسسے اسباب ریشم
اور پنبہ کا ولایت کو زیادہ روانہ ہونے لگا اور وہانکا بہت سامان یہان آنے لگا اور ہوگلی بندر مین ان
لوگون نے ایک کارخانہ ریشم اور پنبہ کا بنایا اور اجازت لے لی کہ بڑے بڑے تاجرون کے ساتھ
ایک افسر اور تیس سپاہی رہا کرین گے پہ چندروز کے بعد حسن تدبیر سے ایک جگہہ مانگ لی اور فتنہ و فساد کی
مدافعت کے لئے ایک مستحکم حصار بنالیا جس وقت حاکم شہر نے ہوگلی بندر مین انکو کوٹھی کے لئے جگہہ
دی اور وہان یہ باطمینان تمام تجارت مین مصروف ہوئے اور انبہ اور ناریل کے درخت وہان لگا لئے
پرتگیز جو وہان سو برس قبل سے کوٹھیان بناکر رہا کرتے تھے اور کثرت سے قلعجات اور جہاز اونہون نے وہان کے
تیار کئے اور بہت سے جنگی جہاز اونکے پاس ہوگئے تھے اور قوم ولندیز نے بھی اس سے پچیس برس
قبل اسی اضلاع مین کوٹھی کا سامان کیا تھا انہون نے اور اونہون نے متفق ہوکر خفیہ طور پر اپنے
برج بارہ مضبوط کرکے ہوگلی کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ قاسم خان صوبہ دار بنگالہ نے انکے عزم فاسد پر
مطلع ہوکر حضور والا مین عرضی کی بادشاہ سلامت بہت ناخوش ہوئے اور فرمان لکھا کہ انمین
سے ایک کو بھی نہ رہنے دو پس قاسم خان نے بقول مورخین ہند خواجہ شیر اور معصوم زمیندار
صوبہ مذکور کو مع فوج سنگین رخصت کیا اونہون نے جاکر وہان مقابلہ کیا اور باہم خوب

جنگ ہوئی بہت کچھ لوگ مارے گئے و بہت کچھ نکل گئے تاہم قریب تین ہزار زن و مرد کے گرفتار ہوئے قاسم خان نے تمام قیدیون کو منصور الا میں روانہ کیا مورخین لکھتے ہین کہ بادشاہ نے فرمایا انگلو مسلمان ایک پتہ دو تہائی ہیہ سپاہ اور شاذ پرشتم کہ خداتعالی نے توفیق اسلام دی وہ رہا ہو گیا ازانجملہ ستے مسلمان ہونے سے انکار کیا وہ بدستور قید مین رہا اور صاحب بارن کا بیان ہے کہ بادشاہ نے اون سبکو رہا کر دیا ۱۶۳۲ء میں وہان ولایت مین شاہ انگلیس نے اپنی دختر کو کسی مرد چارلس دوم کے نکاح مین دیدیا اور اوسکے جہیز مین بنادر بمبئی ہند سے دیا چارلس دوم نے وہ بندر انگریزون کو دیدیا یہ تو بمبئی اور بنگالہ مین انگریزلوگ خوب اطمینان کے ساتھ بصورت تجارت ہوئے اوسکے بعد ۱۶۸۵ عیسوی مین مطابق ۱۰۹۷ھ جلوس کے اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد مین جعفرخان صوبہ دار بنگالہ نے تاجران مذکور سے تجارت مین ترقی دیکھکر دس روپیہ سیکڑہ محصول طلب کیا انھون نے جواب دیا کہ ہمارے اور تمہارے مابین جسقدر ٹھہر چکا ہے یعنی ساڑھے تین روپیہ سیکڑا اوسیقدر ہم دینگے اوس سے زیادہ ایک حبہ نہ دینگے صوبہ دار نے اونکے اوپر سختی کی اون سب نے ملکر چانک نام انگریز سے جو اس قوم کا سرگروہ تھا فریاد کی جب وہ درمیان مین آیا تو میر جعفر خان نے اوسکو پکڑ کر قید کر دیا لکھا ہے کہ سورت کی کوٹھی کا حال بھی یہی ہوا جب ہر چہار طرف سے انگریزون کا بیوپار بند ہوا اور وہ تنگ ہو گئے تو آخر کار انگریزون نے انگلینڈ کو یہ کیفیت لکھی وہان سے جنگ کا حکم آگیا کہ بنگالہ کے نواب سے جنگ کرو اور بادشاہ ہند سے جس طرح ہو سکے خواہ اتحاد سے خواہ لڑائی سے اپنا بیوپار جاری کرو اور کئی جہاز بندر سورت اور بندر ہوگلی کو روانہ کئے پس بنا براعانت جب انگلستان کی فوج

سورت کی جانب آئی تو فوج کے وارد ہوتے ہی وہانکے لشکروالون نے تمام سوداگرون کو پکڑ لیا
لکھا ہے کہ اسمین بندروالون کو ایک کرور کا نقصان ہوگیا عالمگیر بادشاہ نے جب سنا کہ تمام بندر
سورت ویران ہوگیا تو اپنے ایک ندیم کو شاید مینتبرخان تہا اور دوسرے دو سردارون کو تحقیقات
کے لئے روانہ کیا اور ہوگلی کی یہ صورت ہوئی کہ انکے پہونچنے سے قبل جو حاکم بنگالہ نے
جمعیت روانہ کی تہی اوسنے جاکر فوراً ہوگلی کو گہیر لیا اور ان جہازوالون کے اوترنے سے
مانع ہوئی جو اُس طرف سے آرہے تہے اس عرصہ مین طوفان آگیا اوسکی وجہ سے بہت سے اہل جہاز
تباہ ہوگئے حتی کہ اونمین سے ایک جہاز بہی غرق ہوگیا باقی جہاز ہجلی مین جو وہان سے ساٹھ کوس
ہے پہونچے ان لوگون کے پاس ایک نامہ بنام چانک کے اس مضمون کا لکھا ہوا تہا کہ تم مقام
چیناپٹن مین جو ہوگلی سے پچاس کوس پر ہے کوٹہی بنواکر اپنا تمام سامان وہان اوتار رکہو وہان سے
وہ نامہ اہل جہاز نے چانک کے پاس روانہ کیا اوسنے بقول صاحب تاریخ مذکور جواب دیا کہ ہم تین سو
سولجر دس ہزار پیدل تین ہزار سوار محاصرہ مین قید مین ہم کسی طرح اول آکر ہوگلی مین اوترو
سوال وجواب کے بعد جیسا کچہہ قرار پا جائیگا اوسطرح عمل مین آئیگا پس چارون طرف کی فوج
آگئی اور بنگالہ کے لوگون پر جو بیخبر تہے گولہ اندازی شروع کی بنگالی بدحواس ہوکر بہاگ گئے
اور چانک کو خلاصی ہوئی اور تمام انگریزی جمعیت ہوگلی مین آکر اوتری بعض کہتے ہین اوسوقت
خوب لڑائی ہوئی انگریز بہت مارے گئے اوسوقت میر جعفر خان نے صلح کا پیام دیا چانک نے
اوسکے جواب مین کہا ؎ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ ؛ وگر جنگ جوئی ندارم درنگ - اور تمام اسباب
ہجلی کی طرف روانہ کردیا - مورخ انگریزی لکھتا ہے کہ باہم صلح ہوگئی بلکہ ماہ اگست ۱۶۸۷ء مین مطابق سنہ ۱۰۹۹ھ

نادر شاہ کہ انگریزون سے تو تجارت کیا کرین شاید یہ عہد ہوا ہو مگر ظہور مین نہین آیا چنانچہ بیان سے ظاہر ہے اور اسی زمانہ مین جب جانک اپنا اسباب ہگلی کو روانہ کرچکا تو پھر حاکم بنگالہ نے طلب محصول کے لئے بہت روکنے کی تدبیر کی لیکن صاحب جانک نے اسبات کو نہ مانا اور انگریزی سپاہ کو جو ہاکاپور آئی ہوئی تھی بلوا لیا اور ایک مضبوط قلعہ بنانے کا تعین کر کے مستعد پیکار ہوا لیکن بنگالہ کے نواب سے عہد برآئی نہ ہوئی اس لئے وہ مدراس کی طرف چلا گیا اور ناظم حاجی نامہ کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ باہم جنگ واقع ہوئی اور اس دفعہ بھی بنگالیون نے شکست کھائی اوسکے بعد جب جانک ہگلی کی طرف چلا گیا تو اہل بنگالہ نے تعاقب کر کے بہت سا انبار نمک کا جلا دیا اور وہانکی آب و ہوا کے مخالف ہونے کی وجہ سے جانک کی ہمراہی فوج والے تمام مرگئے کل سو آدمی اوسکے پاس رہگئے جانک ان کو بہت آزردہ خاطر تھا کہ اس عرصہ مین بادشاہ دین پناہ صوبہ دار بنگالہ پر نہایت ناخوش ہوئے اور فرمان لکھا کہ تاجران انگریزی کی فہمائش کر کے بلوالو تمنے جو کچھ کیا اچھا کیا حسب الارشاد میر جعفر خان نے جانک کو صلح کا پیام دیا اور کہلا بھیجا کہ حکم بادشاہی تمہارے بارہ مین آگیا ہے تم باطمینان خاطر آجاؤ ہوگلی تمہارے واسطے بندرگاہ ہی [illegible] جو ہوگلی [illegible] دریا کے نام سے اور اب ہم تمکو تکلیف نہ پہونچاوینگے جانک نے اسبات کو قبول نہین کیا اور یہ سمجھا کہ حاکم بنگالہ نے بادشاہ کے خوف سے اسوقت یہ کہلا بھیجا ہے آئندہ ضرور آتش کینہ کو افسردہ کریگا مگر جب جانک نے دیکھا کہ ہگلی سے ہوگلی کو جانا نہین ہوسکتا آخر کار لیبار کی طرف آیا اور وہان تین ماہ تک رہا لیکن جگہ کی تلاش مین رہا کرتا تھا اوسکے بعد سوتانی مین جو کلکتہ سے قریب ہے مرزبان بہار کی اجازت سے اوترا اس ضمن مین جب جعفر خان نے سنا کہ سورت اب انگریزون سے خالی ہوگیا ہے تو پھر مستعد پیکار ہوکر تمام انگریزون کا مال جو خشکی مین تھا غارت کر لیا جانک مذکور سوتانی سے جحہ

حکام مختلف کے بیان مین
تشریح

نکلکر بلاسور کی طرف جو وہان سے تین سو کوس ہے چلا گیا پھر وہان سے کوتھ بدار مدراس نے چانک کو اپنے پاس بلوالیا اور ہیت نام انگریز کو بلاسور کیطرف روانہ کیا تاکہ اوسکے کہنے سننے سے صلح ہو جاوے لیکن جیت دارو گیر بنگالہ کے باہم موافقت نہوئی آخر کار میر جعفر خان نے ناظم بنگالہ چانک کو پھر طلب کیا تاکہ اونکے حسب الطلب ۱۶۹۰ء میں مطابق ۱۱۰۲ھ ہجری کے پھر سونا ٹی میں آیا اور انگریزون نے بقول مورخ بالا بادشاہ کی جناب میں عجز و الحاح کے ساتھ عرضی لکھی اور عہد کیا کہ تین ہزار روپیہ سال بابت محصول کے ہم سرکار مین داخل کیا کرینگے حسب دستور سابق ہمکو تجارت کی اجازت عطا ہوا اور حفاظت کیواسطے ایک قلعہ ہمکو ملجاوے۔ اور یہان کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات بھی کہی کہ ہم بلا شبہ دشمن بدکار ہین اور دریا کے راستہ سے دشمن کو مانع رہینگے اگر سایہ دولت مین پناہ دے تو البتہ پیشکش گزرانا کرینگے اور اگر حکم والا ہو تو یہان سے چلے جاوین مگر اس بات سے مطلع کئے دیتے ہین کہ تری کے رستون سے ہم ہی حاکم و مختار ہین جہازات حجاج کی آمد و شد کے بلا شبہ مانع ہونگے اور امراے دولت کو بھی رشوت دی اونکی سفارش سے بادشاہ نے قیدیون کو بھی چھوڑ دیا اور اونکی عرضی کو بھی منظور کر لیا اور قلعہ سوتا نٹی کا اونکی درخواست کے موافق عنایت فرمایا پہلے ہی سال مین بموجب قول جناب جنا مہ عالمگیر بادشاہ کا صوبہ دار بنگالہ کے نام اس مضمون کا فرمان صادر ہوا۔

حاصل فرمان عالمگیر بادشاہ بنام صوبہ دار بنگالہ درباب ممانعت کمی بیشی محصول تاجران انگریزی

انگریزی تاجرون سے ہر سال محصول کے تین ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ نہ لینا چانک راضی ہو گیا اور وہان رہنا اختیار کیا اور تجارت کا کارخانہ از سر نو درست ہوا بہت سے تاجر چانک پاس جمع آئے اور اونکی دوکانین جم گئی تو چانک نے نائب بنگالہ سے سوتا نٹی کی حکومت اور قلعہ کلکتہ کی استواری کے لئے اجازت چاہی اور بہت سا روپیہ دینا قبول کیا لیکن نائب کلکتہ نے اون کی بات کو نہ مانا

حالات مختصر ... بیگم صاحبہ

بعد فاتحہ عصر کے باغ کو مع زنانہ جایا کرتے ... ساتھہ بدلنا مقصود ہوتا ہے ...

لکھا ہے کہ اس سال زمیندار بردوان نے سرکشی اختیار کرکے فوج کثیر جمع کی اور ناظم بنگالہ اوسکی مخالفت سے گھبرایا علاوہ دیرین تاجران ملک فرنگ جو چانک کے پاس سوتانٹی مین تہے اور چاندنگر مین جو فرانس والے تھے اونکی کوٹھی تھی اوسکے والندیزان سب نے زمیندار مذکور کے خوف سے ناظم مذکور سے کمک چاہی اوسنے جواب دیا تم سے جو تدبیر ہو سکے کرلو دشمن قوی ہے مجھسے اچھے طور پر سرانجام نہو سکے گی پس ان تینون کوٹھی والون نے بنا بر حفاظت اپنے اپنے احاطہ پر حصار بنانا شروع کیا اس ضمن مین بادشاہ سلامت نے بنگالہ کی خرابی کا حال سنکر شاہزادہ محمد معظم شاہ اپنے پوتے کو صوبہ بنگ و بہار و اوڑیسہ کے بندوبست کے لیے جمعیت سنگین دیکر روانہ کیا شہزادہ نے آکر غنیم سے جنگ کی گروہ سرکش اپنی بغاوت سے نہ باز آیا آخرکار شہزادہ نے اوسکو قول دیکر بلایا اور بدستور زمینداری پر اوسکو بحال کہا یہ کیفیت آتش فتنہ و فساد فرو ہوگئی چانک نے شہزادہ کے آنے کو اپنی کاربراری کے لیے غنیمت سمجھا اور حاضر خدمت ہوکر بہت سے عمدہ عمدہ ولایتی تحفے نذر کیے اور شاہزادہ کو اپنی طرف سے رضامند کرکے سوتانٹی اور کلکتہ اور گوبندپور کی سرفرازی کے لیے عرض کیا شہزادہ نے فرمایا اولا تم وہان کے زمیندارون کو راضی کرلو پھر ہم انشاء اللہ تعالی عنایت فرمائینگے چانک نے حسب اجازت شہزادہ کے اوسطرف کے زمیندارون کو بہت کچھ روپیہ دیکر اپنا موافق کرلیا اور حسب الارشاد شہزادہ کے سو گانون کا حاکم ہوگیا اور پھر چانک کو ترقی ہوتی گئی۔ واضح ہو کہ اولا اقلیم ہند مین چانک نے زمینداری کی بنا اسکے سبب سے کلکتہ مین خوب رونق ہوگئی تمام اطراف و جوانب کے آدمی وہان آکر رہنے لگے اوسوقت ناظم بنگالہ نے عظیم الشان سے عرض کیا کہ کلکتہ بقدر ایک قصبہ کے خوب آباد ہوا ہے وہان مسلمان لوگ بہت رہنے لگے ہین مناسب ہے کہ ایک قاضی یہان اوسطرف مقرر ہو جب شہزادہ نے یہ بات سنکر سکوت کرلیا

اور یہ باعمل مین نہ آئی سنہ ۱۷۰۰ء مین جب انگلینڈ کو یہ خبر پہونچی چونکہ انہین دنون مین سلطنت کی آونچی کو بہی عروج ہوا تہا اسکے عروج کی بہی اطلاع ہوئی تو سرکار کمپنی کی طرف سے افسر کلکتہ کو حکم آیا کہ کلکتہ مدراس کے حکومت باہم متعلق کلکتہ ہے اور مدراس جدا رہے جو مہتمم مدراس ہے اسی سال اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے انتقال کیا اور شہزادہ کبیر محمد معظم شاہ عرف بہادر شاہ کابل سے بغرض جلوس عازم ہندوستان ہوے اور اپنے فرزند عظیم الشان کو بنگالہ سے طلب فرمایا حسب الطلب شاہزادہ عظیم الشان فرخ سیر اپنے پسر کو وہان چھوڑکر روانہ خدمت پدر ہوئے اوسکے بعد بہادر شاہ تخت پر بیٹھے اور پانچ سال بادشاہت کرکے اونہون نے بہی انتقال کیا کیونکہ اونکے چار فرزند تہے لہذا اونکے باہم جنگ ہوئی عظیم الشان تو لاہور کی جنگ سے بہاگ دریاے راوی مین غرق ہوگئے اور معزالدین نے تخت سلطنت پر جلوس کیا فرخ سیر نے معزالدین پر خروج کیا اور اوسکو فتح کیا اور سلطنت فرخ سیر کے قبضہ مین آگئی۔ مرشد قلی جعفر خان حاکم بنگالہ نے فرصت پاکر انگریزون سے پہر فساد شروع کیا ان روزون کلکتہ کا افسر بنجر نام ایک انگریز تہا اوسنے سرکار کمپنی بہادر کو لکہا کہ سلطنت ہند کا یہ طور ہے اور جعفر خان پہر ہم سے درپے فساد ہے در نیولا ہند کا سلطان فرخ سیر ابن عظیم الشان ہے اگر اجازت ہو ہم اپنا وکیل اوسکی خدمت مین روانہ کرین وہان سے اجازت آگئی بنجر صاحب نے دو انگریزی وکیل سرمان صاحب اور سٹفنسن صاحب کو مع تحائف ایک لاکہہ روپیہ بلورین سامان اور زربفت و شال وغیرہ کے دہلی کو روانہ کیا دہلی پہونچکر خواجہ عظیم المخاطب خان دوران کے شرف اندوز ملازمت ہوا اور نفائس غیرہ جو ہمراہ لے گئے تہے وہ پیش کئے بادشاہ بہت خوش ہوا اور اہل دربار نے بہی اونکی تائید کی وہ دونون شہر مین اوترے چونکہ فرخ سیر عیاش تہا اس ضمن مین اوسکو آتشک کی بیماری ہوئی حکماے ہند نے ہرچند علاج کیا کچہ فائدہ نہوا وکلاے انگریز کے ہمراہ ایک ڈاکٹر ہیملٹن صاحب نام تہا اسکی دوا سے بادشاہ کا مزاج درست ہوگیا بادشاہ نے بہت خوش ہوکر فرمایا کہ تم مطالب اپنے قلم بند

کے لیے پیش کر دو مطرح کا نا فذ ہونگی دونون نے حسب الفرمان مطالب انکا پیش کئے چونکہ نواب عبداللہ خان اور

نواب مین خان بدونون بار دشاہ ان نشان تھے تاقل ستہ بد روز تب ایام بعد ہا بعد وار کپتن دوست

نے کچہ بیت ملین تہا ار بار شاہ مشد ہو پڑ اگ کے وہ نوشتہ وکالی خدا کو رکھکے جدا کیا۔

نقل اجب العرض بیان سے مارتا لب متقدم تید والا گوہر صاحب شہر کلکتہ پنجطی فرخ سیر

کہ پونو ودو بیپہ مشتمل ہے

نوا یہ ہے کہ جو بہا فتوفاق مذکرشتہ بہوتا دو جن ہند پاوسے وہ نکا تمام کو ہلکو اہ ویوار لوٹے مال اسباب کی

نقادکت کرے اور بہ انگلینڈ سے جو ہاں لوتی مصوابے اور کا اسباب کالیں ادہر اہر کے ساتہ بند تنہا کرین

بلکہ جو سالانہ سالو مین ہند ہو تپرین اپا تو ونکے لوان ایک مرتبہ محصول آیسال بہر بہین لیاکرین شو بہی اور بدارت

مین ہمارا سکہ جاری ہو اوراہل معاملہ دو پیکو پرین جنا مہ سالانہ رکا دیتے نہ دیتے تب جو مین گانون دیئے گئے

اب وہ اوس نے واپس لئے ہین اوسکا نام بیکر کہ وہ ہمارا ہیں پر اپنے نہ سب ہو ل و نکا سالانہ پہونچا یا نہیں گئے پس ہم

پہلی ہین کے قریب دیو نام ایک جزیرہ ہے سات ہزار مون اوس کپہی لے جاتے ہین انکا زمیندار کپہی

کا طرفدار ہو کر تاجرون کی تدبیر رہا ہے شششم ناظم بنگالہ ہر وقت ظلم کیا کرتا ہے اوس نے ہما ا بہت کچہ مال

تباہ کر دیا ہو اوسکو حکم ہو کہ شنفتم ہمارا زر نقد وا جب الادا ہو اوسکو ہمارے پاس کلکتہ بہیجے

تامل نکرے ہفتم مرشد آباد مین سکہ خانہ بادشاہی ہے وہانکے سکہ دار کو حکم دیا جاوے کہ ہفتہ مین تین و

سکہ کے لئے ہمکو دیو ہم کمپنی کے زر و سیم پر شاہ ہند کا سکہ کریگا اور جو اوسکا رو پیہ ہو وہ ہم لیوے ہشتم

جو مال کہ تاجر لوگ کلکتہ سے کہین فروخت کے لئے لیجاوین وہان کا محصولدار اوسکی

مُہر نہ توڑے اور اوسکو نہ کہولے از روے عہدنامہ کے جو انگریزی نوشتہ مال کے

شروع ۱

حال ملکون کے بیان مین

ہمراہ رہا کرتا تھا وہ دیکہا ہے شعر جیساکہ سابق مین چانک نے تین گانون کی زمینداری بادشاہ کی اجازت سے خریدی تہی اوسی کے وافق ہمسا وہی اجازت ملجائے کہ ہم بہی کلکتہ کے قریب جو ۳۸ گانون کاشتکاری کے ہین وہانکے زمینداروںسے اونکی زمینداری خریدلین اور زمینداران سابق کی طرح اونکا خراج سرکار شاہی مین داخل کیا کرین فقط - اب نامہ نگار رعنان تیز گام کمیت خامہ کو مدراس یعنی چیناپٹن کی طرف متوجہ کرتا ہی پہر انشاء اللہ تعالی کلکتہ کا بیان کیا جائیگا -

ذکر واقعات مدراس

واضح ہوکہ جانب مدراس یعنی چیناپٹن موضع سنتو ہومین ابتداءً سر ولیم نام انگریز نے ۱۶۴۵ء مین کوٹہی بناکر رہنا اختیار کیا تہا جب نواب وزارت مآب آصف جاہ بہادر کی طرف سے انورالدین خان بوجہ حسن خدمت تعفیہ راجہ جیسنگہ سوائی کے مشمول عنایت ہوکر ارکاٹ او رچیناپٹن کے صوبہ دار مقرر ہوے اونکے عہد مین تجارت کے تعلق سے بہت سے انگریز بندر چیناپٹن مین وارد ہوگئے اور خان موصوف سے خوب موافقت بہم پہونچائی - اور فرانسیس بہی اوسی تجارت کے حیلہ سے بندر پولچری مین سکونت رکہتے تہے جب ولایت مین فیمابین فرانسیسیون اور انگریزون کے نزاع قایم ہوا یہان بہی فرانسیسیون نے ولیم صاحب مذکور پر چڑہائی کی ناظم ارکاٹ او رچیناپٹن نے انگریزی کی کمک کی انگریزون اور فرانسیسیون مین متعدد لڑائیان ہوئین انمین انورالدین خان ہمیشہ انگریزون کا طرفدار رہا جب ولایت مین فریقین مین صلح ہوگئی یہان بہی نزاع موقوف ہوگیا اور مدراس بدستور انگریزون کے قبضہ مین رہا اور فرانسیس اپنے بنادر پر متصرف رہے جب نواب آصف جاہ بہادر رئیس الرؤسا دکن کا ۱۷۴۸ء عیسوی مین نواب ناصر جنگ بہادر جانشین پدر ہوے ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ جو نواب مغفور کے نواسے تہے

اپنے ماموں کے اقتدار پر اونہوں نے رشک کیا اور ہوا دینوسی چاہا کہ خود رئیس ہوجاے حسین دوست خان عرف چندا صاحب نبیرہ سعادت اللہ خان نوبت اور داماد علی دوست خان فوجدار دیوان ارکاٹ کو جسوقت اسکی اطلاع ہوئی سپاہ فرانسیس کو اپنے موافق کرکے ہدایت محی الدینخان کو ۱۷۵۱ء مین بلوالیا اور ارکاٹ پر اپنا قبضہ کرلیا اور نواب انور الدینخان ناظم ارکاٹ جو نواب کا طرفدار تھا بہت سی زد و کوب کے بعد ہدایت محی الدینخان کے ہاتھ سے جنگ گاہ مین مارا گیا پس محمد علیخان پسر انور الدینخان نے جو مرد ہوشیار تہا اپنے ... نواب ... کو سمجہا اور واسطے استرضا مظفر جنگ کی ملازمت مین بہیجا کہ نواب کو خفیہ عرضی لکہی نواب ... ہدایت محی الدینخان کی تنبیہ کے لئے جمعیت انگریزی ہمراہ لیکر خود متوجہ ہوے فریقین کے مقابلہ مین جنگ عظیم کے بعد ہدایت محی الدینخان کو شکست ہوئی وہ گرفتار ہوا اور چندا صاحب مع سپاہ فرانسیس بہاگ گیا اور محمد علیخان نواب کی اطاعت اختیار کرکے انواع مراحم سے سرفراز ہوا نواب نے تو واسطے غارت کرنے مکانات فرانسیس کے روانہ ارکاٹ ہوکر مچھلی بندر کو لے لیا اور فرانسیسیون نے پہولچیری پر مقابلہ کرکے اوسکو لے لیا آخرکار نواب شہید ہوے۔ چنانچہ دفتر دوم مین بیان کیا گیا اور ہدایت محی الدین خان رئیس محمد علیخان جو تشنہ خون حسین دوست خان کا تہا اوس نے اطاعت معز الیہ کی قبول نکرکے سرداران انگریزی کی طرف رجوع کیا اس لئے خان موصوف کی اعانت کے لئے کپتان کنگن اور کپ قلعہ سنت داود سے نکلے اور دل کنڈہ کو لیلیا یہانتک قلعہ دار نے چندا صاحب کو لکہا وہ کمک کے لئے آیا کنگن انگریز سے لڑائی ہوئی وہ شکست کہاکر قلعہ انانور کو نکل گیا چندا صاحب تعاقب کرتا ہوا وہان آپہنچا کپتان کنگن مع کپتان ڈاکیم چناپلی کو نکل گئے مدراس کے حاکم نے اونکی اعانت کی اور کپتان کلیف نے ارکاٹ کا قلعہ لے لیا چندا صاحب نے سنکر اپنے پسر راجہ صاحب کو مع علی مرتضیٰ خان اور فرانسیسیون کے

حالات مختلفہ کے بیان میں

روانہ کیا اور مرہٹون نے انگریزون کو مدد دیکر تیموری کا قلعہ لے لیا راجہ صاحب نے آکر مقابلہ کیا فوراً اوسکی شکست ہوگئی اور وہ بہاگ کر ارکاٹ اور مدراس کیطرف چلا گیا کپتان کلیپ صاحب نے تعاقب کر کے ایک اور شکست دی اور قلعہ سنت داود کی طرف مراجعت کی علی ہذا کئی بار سپاہ انگریزی اور جمعیت فرانسیس سے جنگ ہوئی آخرکار چندا صاحب بہت خراب ہوکر راجہ تنجور نے سپہدار کنکجی نام کو لکھا کہ مین بہت تنگ ہو رہا ہون اور تیرے پاس آنا چاہتا ہون بشرطیکہ تو میری دستگیری کرے اور پناہ دیدے اوسنے کمال چرب زبانی سے جواب دیا کہ بہتر اور مناسب ہے تو بےخطر میرے پاس چلا آ مین تجھکو پناہ دونگا چندا صاحب اوسکی شیرین کلامی پر فریفتہ ہوگیا اور بےخوف و خطر کنکجی کے پاس چلا آیا کنکجی نے اوسکو پکڑ کر اپنے لشکر مین بہت بےعزتی کے ساتھ قید کردیا جو لوگ محمد علیخان کی مدد کے لئے فراہم ہوئے تھے یہ بات سنکر بہت خوش ہوئے عبدالوہاب برادر محمد علیخان اور سالار فوج تیموری اور مراررائو سردار مرہٹہ اور کنکجی یہ چارون آدمی ایک جگہ جمع ہوئے اور ہر ایک نے اوس مقید کو اپنے پاس رکھنے کی خواہش کی مسٹر لارنس نے کہا کہ انگریزونکی سپرد کرو گفتگو زیادہ ہونے لگی اور فساد کی صورت پیدا ہونے لگی اس اثنا مین کنکجی نے اوٹھکر اوسکا گلا خنجر سے کاٹ ڈالا اور کہا کہ اب جسکا جی چاہے لیجاوے پہر اسکی لاش کو اونٹ کی گردن مین باندھکر شہر کے کوچون مین پہرایا اور سر کو بسیاخفیہ دفن کردیا کہ کسیکو پتہ نہ لگا اور مسٹر لا فرانسیس کو مسٹر لارنس نے گرفتار کرلیا - بعدہ ڈوپلکس آف افرانسیس نے راجہ صاحب پسر چندا صاحب کو باپ کی جگہہ قایم کیا پہر فرانسیسون اور محمد علیخان مین مع سپاہ انگریزی کے لڑائی ہوتی رہی چند بار فرانسیس غالب آئے اور چند بار مغلوب ہوئے ان لڑائیون مین میسور کا راجہ اور مراررائو مرہٹہ بہی فرانسیسون کا شریک تہا ۱۷۵۴ء تک یہ ہنگامہ گرم رہا انگریز بارشش کی وجہ سے مقام داریوری کے بتخانہ پر مقیم تہے کہ خبر آئی ولایت مین

فرانسیس اور انگریزون مین صلح ہوگئی ہے اس پر باہم خط وکتابت ہوئی اور یہان بہی لڑائی موقوف ہوگئی اور ملک آسودہ ہوکر اپنے ملک کو اور شروع ماہ اول ۱۷۵۵ء مین مسٹر لارنس صاحب سردار مدراس کا انگلینڈ کو کوچ ہوا بجائے مسٹر لارنس صاحب کے کرنیل کلیف صاحب انگلینڈ سے بندر بمبئی آئے اور پہر نزاع شروع ہوا ۱۷۵۶ء مین انگریز کا قلعہ مرہٹون کا جو اسے ستارہ کے قبضہ مین سمی کے قریب تہا افسران انگریزون نے اوسکو جنگ کرکے لے لیا اور ۱۷۵۷ء مین کپتان کلیباڈ صاحب نے شہر مدارکے سخر کرنے کے واسطے فوج کشی کی فرانسیس جینا پٹن کے لینے کو پیرہ آئے اثنار راہ مین کپتان کلیباڈ صاحب نے سنا اور سنتے ہی اوس طرف کو روانہ ہوگئے فرانسیس نے جب یہ سنا کہ کپتان صاحب آتے ہین لہذا واپس ہوئے کپتان مذکور پہر دوبارہ مدورا پر آئے اور لڑکر شکست پائی اس عرصہ مین جنرل لالی فرانسیس سادیزال پٹن پر غالب آیا اور مرہٹون کا لشکر ارکاٹ مین آگیا اس سبب سے انگریز انکو تردد و تفکر پیش ہوا لیکن کلیباڈ صاحب نے تیسری مرتبہ مدورا پر پہونچکر حکمت عملی سے وہان کا قلعہ خالی کرالیا اور فرانسیس بہی پہلچری سے نکلکر قلعہ چنا پہٹ کا لے لیا نظام وہان کا قلعدار مارا گیا اور بہت مجروح ہوئے او قلعہ سنت داوید پر بہت سی مرتبہ لڑائی ہوئی آخرکار فرانسیس نے قلعہ کدلور او قلعہ سنت داوید کو ۱۷۵۸ء مین فتح کرلیا اسکے بعد فرانسیس بجور پر آیا اور ہنگامہ آرا ہو واپس ہوگیا اسکے علاوہ بہت سی جگہہ فرانسیسیون اور انگریزون مین اکثر مرتبہ جنگ وجدال ہوتا رہا کرنیل لارنس صاحب نے مخالفون کے لشکر کو زیادہ دیکہکر میدان سے روگردان ہوا کرنیل فورڈ صاحب نے لارنس صاحب کی مدد کرکے میدان مین خوب لڑا او مسٹر مذکور پر غالب آیا اور اوسکو منہزم کردیا اسکے بعد انگریزی جہاز لڑائی کے آئے تو فرانسیس گریز کیا اور کرنیل لارنس صاحب نے تعاقب کیا او پہونچکر یطرف ڈرکی اور

اور لڑائی مین کامیابی حاصل کرکے کنچورا میرکجای جو اونکے قبضہ مین تہی اپنے تصرف مین کرلی اور کرنیل فورڈ صاحب ۱۷۵۹ء مین مچھلی پٹن کیطرف روانہ ہوئے کہ وہ بہی فرانسیس کے اختیار مین تہے اور جاتے ہی اوسکا بہی محاصرہ کرکے اپنی تسخیر مین لے لیا وہانکا افسر کفیابان فرانسیسی مع اپنی فوج کے گرفتار ہوا اور انہین ایام مین مخلف قریب نواب صلابت جنگ بہادر رئیس دکن کے فتح کرلئے نواب موصوف نے فرانسیسیون کی استعانت کے لئے حیدرآباد سے خروج کیا۔ اثنای راہ مین سُنا کہ میر نظام علیخان بہادر نے حیدرآباد کے لینے کا قصد کیا ہے پس صلاح کرکے انگریزون کے سردارون سے مصالحت کرلی اور مچھلی بندر بہی انکو دیدیا اور فرانسیسیون کا ملک سے نکالدینا اپنے ذمہ قبول کیا اسکے بعد واپس آگئے اسکے بعد انگریز اور فرانسیسیون کا مقابلہ دریاے ست دادا مین جہازون پر ہوا اس لڑائی مین فرانسیسیون کی شکست ہوئی پہر انداداش کے قلعہ پر لڑائی ہوئی پس انگریزونے قلعہ انداداش مع کارنکلی فتح کرلیا اسکے بعد فرانسیس لالی آیا اور کرنل کوٹ صاحب مقابلہ کرکے پسپا ہوا پہر کرنل کوٹ صاحبنے ۱۷۶۰ء مین قلعہ چینا پٹن اور آرکاٹ پر مع فوج کے حملہ کیا اور فرانسیسیونسے لڑکر قابض ہوا اسکے بعد اگرچہ لڑائیان بہت سی ہوئین مگر انجام یہ ہوا کہ شروع سال ۱۷۶۱ء مین انگریز لوگ محاصر پونچری تہے کہ فرانسیس نہایت مغلوب ہوئے اور اونکے چار سردار نامی قلعہ سے خارج ہوکر کرنیل کوٹ صاحب کے پاس آئے اور پناہ طلب کی اور عہد وپیمان کا اقرار کیا اور کہنے لگے کہ ہم یہ جگہ تمکو تین شرط پر دیتے ہین اولاً یہ کہ تمہاری کمپنی ہماری کمپنی کے مال واسباب پر نگاہ نکرے جو یہان موجود ہے اور اسمین سے ایک خرمہرہ نلیوے دوسرے یہ کہ کسی پر ظلم نکرنا چاہیے اور بیگناہ نہ مار ڈالنا چاہیے سوم یہ کہ ہم اپنے دین و مذہب کے مختار ہین اس معاملہ مین تمکو کچھ دخل دینا نہ چاہیے۔ کرنل کوٹ صاحبنے اس سے بہت خوش ہوکر سب شرطین قبول کین

اور ایک کاغذ شرائط مذکور پر مشتمل ثبت ہوا سردار مذکور جب یہ عہد و پیمان کر کے قلعہ کے اندر گئے

تو ہلی لالی رو دیا اور بہت افسوس کیا سپاہ ہی لگئے ہوئی اسکے بعد کنجیان شہر و قلعہ کی بہجوا دین پس تمام فرانسیسی ہمراہ کے

جو دو ہزار لوگ تھا مین تھے فوج سپاہ گری چھوڑ کر تجارت اختیار کی اور جن لوگون کو کہ امن دی گئی اور انہون نے ہتھیار

کہولڈالے تو انکی سرکار انگریزی کے طرف سے ماہوار مقرر ہو گئی تمام توپین اور اسباب قلعہ کا افسران انگریزون کے

ہاتھ آیا اور فرانسیسیون سے صلح ہو گئی اب راقم بنگالہ و کلکتہ کے حالات بیان کرتا ہے ۔

ذکر واقعات کلکتہ و بنگالہ

واضح ہو کہ علی وردیخان ایک شخص المخاطب بہ مہابت جنگ سلطان ہند کیطرف سے بنگ و بہار و اوڑیسہ وغیرہ کا صوبہ دار

تہا چونکہ اوسکو صاحبان انگریز سے موافقت تہی اوسکی تقدمیات مین انگریز لوگ کلکتہ کے قلعہ مین اسباب تجارت کا اپنی

ولایتون سے لا لا کر رکہتے اور باشندگان اطراف و جوانب سے انتفاع حاصل کرتے تہے اور اوسکا محصول جو نواب علی وردیخان

لو دیا کرتے تہے قضا کار بیکار وہ ۱۷۵۶ء مین اپریل کی نوین تاریخ مر گیا چونکہ ناظم مذکور لا ولد تہا سراج الدولہ اوسکا

نواسہ اپنے نانا کا جانشین ہوا اور ایک شخص کشن ملی وردیخان کا دیوان تہا اوسکو سراج الدولہ کیطرف سے

خوف پیدا ہوا وہ بہاگ کر کلکتہ مین آیا اور سرداران انگریزون سے پناہ لی سراج الدولہ نے ڈرینگ

نامی کوٹھی دار کلکتہ کو لکہا کہ تم راجہ کشن مل کو ہمارے پاس بہجوا دو اسکا نامہ بر امین چند نامی سوداگر سے تعارف

رکہتا تہا اور اوسکو مسٹر مذکور سے راہ تہی لہذا اوس صدر نے نامہ سوداگر مذکور کی معرفت روانہ کیا لکہا ہے کہ مسٹر

ڈرینگ نے نامہ کو دیکہ کر یہ گمان کیا کہ یہ خط جعلی ہے امین چند تاجر بنا لایا ہوگا اور نامہ بر کو بلا جواب خط کے

نکلوا دیا اور یہ خبر مسٹر ورلش صاحب کوٹھی دار قاسم بازار کو لکہا مسٹر ہذا نے بغرض اطلاع کے

ایک خط سراج الدولہ کو روانہ کیا کہ کوئی شخص نامہ راجہ کشن مل کی نمک حرامی کے باب مین بنا لے آیا تہا

ہمنے اوسکو نکالدیا ہے تمکو معلوم رہے۔ سراج الدولہ خاموش ہو رہا اور اس راز کا کسی سے افشا نہ کیا۔ اس عرصہ میں فرانسیس و انگریزون کے باہم ولایت مین خصومت پیدا ہوئی وہان سے نامہ آیا کہ یہ بات یون ہی لہذا تم لوگ اپنی حفاظت کے لئے جابجا حصار وغیرہ درست کرو کہوسٹر ڈرنگ نے یہ بات سنکر قلعہ کلکتہ کی ترمیم شروع کی سراج الدولہ نے جو سنا کہ قلعہ کلانہ کی اصلاح ہو رہی ہے معلوم کیا کہ مسٹر ورنگ قلعہ کلکتہ کا درست کرکے سامان جنگ فراہم کرنے والا ہے لہذا لکھہ بھیجا کہ اوسکی مرمت نہ کرنی چاہئے مسٹر ورنگ نے جواب دیا کہ تم سے ہمکو کسی قسم کی پرخاش منظور نہین ہے تم جمع خاطر رہو مین نے نہ دیوار بڑہائی ہے نہ خندق کہدوائی ہے صرف مرہٹون کے اندیشہ سے اور علاوہ اسکے ولایت سے خبر آئی ہے کہ ہمارے اور قوم فرانسیس کے باہم نزاع ہے اس لئے قلعہ کی مرمت کیجاتی ہے سراج الدولہ نے اپنی مجلس مین کہا کہ اگر ایسا ہوگا تو اونکے اور فراسیسیون کے مقابلہ مین ہمارا ملک ناحق تباہ و برباد ہوگا بہتر یہ ہے کہ انگریزونکو یہان سے نکال دینا چاہئے تاکہ فرانسیس نہ آنے پاوین اور سپاہ راج محل کو حکم دیا کہ سب مقام مقصود آباد کو آجائے اور یہان سے تین ہزار کی جمعیت قاسم بازار کی طرف جاکر انگریزون کو نکالدے واضح ہو کہ صاحبان انگریز وہان ایک گڈہی بناکے قریب بیالیس کے وہان رہا کرتے تھے اور بیالیس جوان سپاہی پس سندران مین لشکر جمع ہوا اور سراج الدولہ شروع ماہ جون کو خود مع جمعیت کے قاسم بازار آپڑا اور مسٹر واٹس کو بلواکر غصے سے یہ کہا کہ کلکتہ کو لکھو کہ بروج حصار وغیرہ وہان کے سب منہدم کرادین مسٹر واٹس نے یہی لکھدیا۔ پہر سراج الدولہ نے یہ کہا کہ تم اپنا حصار بھی ہمارے ہی سپرد کرو واٹس صاحب نے وہ بھی اونکے حوالہ کردیا مال واسباب وہان کا سب لٹ گیا اور وہان سے سراج الدولہ کلکتہ کی طرف روانہ ہوا مسٹر ڈرنگ نے جسقدر جمعیت وہان تھی وہ سب فراہم کرکے مقابلہ کی

لیکن کچھ مفید نہوا آخرکار مسٹر ہدکور قلعہ کے اندر مع اپنی سپاہ کے بند ہوگیا اور اوسیدن شب کو اپنی تمام عورتین کشتیون پر سوار کردین اگلی صبح کو سراج الدولہ کی فوج نے قلعہ پر آن غلبہ کیا مسٹر ڈرنگ اور چند دیوان نے قلعہ سے نکلکر بہر سے اور کشتیون مین سوار ہوکر ایک بڑے جہاز سے جا ملے قلعہ کلکتہ مین مسٹر ہولس اور چند سپاہی رہ گئے تیسرے روز سراج الدولہ نے پھر چڑھائی کی اور کلکتہ کا قلعہ سر کیا کہا جاتا ہے کہ پچاس ہزار روپیہ نقد جو بالائی رکھے ہوئے تھے اسکے ہاتھ آئے اور ۱۴۶ آدمی مع مسٹر ہولی گرفتار ہوے بس سراج الدولہ نے معا مین داخل ہوکر مسٹر ہدکور کو اپنے روبرو بلوایا اور واسطے دریافت خزانوں کے خشم آلودہ نگاہ سے پیش آیا چونکہ اوسکے پاس خزانہ نہ تھا لہذا مسٹر ہدکور خاموش ہو رہا۔ سراج الدولہ نے واسطے تنظیم کے مسٹر ہدکور کو مع ایک سو چھیالیس آدمیون کے جو گرفتار ہوکر آئے تھے سر شام ایک ایسے تیرہ و تار تنگ کوٹھری مین بند کردیا کہ وہان نفس کو بھی حرکت کرنے کا یارہ نہ تھا اور آپ بفراغت تمام بستر پر آرام کرتا رہا قضائے کردگار وہ موسم گرمی کا تھا اون بیچارے بیگناہون پر وہ شب شب قیامت کی گذری انجام یہ ہوا کہ صبح کو جو کوٹھری کا دروازہ کھولا گیا تو قفس تن چھیانوے آدمیون کے مرغ روح سے خالی پائے اور ما باقی پچاس جو زندہ تھے اونکو سسکتے دیکھا۔ جرأت نواب کو بعوض دفائن اور خزاین کے ندامت حاصل ہوئی۔ چند روز کے بعد انگریز لوگون نے اسجگہہ پر ایک مکان موسوم بلیک ہول یعنی مصیبت خانہ واسطے یادگار سانحہ مذکورہ کے تیار کرا دیا ہے چنانچہ اب تک وہ موجود ہے باوجود اسکے سراج الدولہ نے پھر اوس روز بہت سختی اور گرمی سے دفینون وغیرہ کو مسٹر ہولی سے دریافت کیا کہ وہ اس آفت سے بچ رہا تھا اس نے کچھ جواب نہ دیا آخرکار سراج الدولہ نے مسٹر ہولی اور کرٹ صاحب اور والکٹ صاحب کو کہ یہ دونون بھی سردار تھے قید کر کے

مقصود آباد کو بھجوا دیا۔ اور مانک چند نامی کو تین ہزار کی جمعیت سے واسطے حراست کے مامور
کیا اور خود آپ مراجعت کر کے ہگلی پر آیا وہان فرانسیسیون کی کوٹھیان تھین ان سے کہلایا کہ اگر تم
ہمکو سب درخواست روپیہ کے زر نقد نہ پہونچاؤگے تو تمکو بھی مثل انگریزون کے خراب کردونگا
اور اسیطرح کا ولندیزون سے پیغام کیا وہ دونون کوٹھی وار ڈر گئے اور ولندیزون نے چار لاکھ پانچ ہزار
روپیہ اور فرانسیسیون نے تین لاکھ پانچ ہزار روپیہ داخل کئے پانچ سو روز کے بعد سراج الدولہ کی مان نے اون
تین افسرون کی سفارش کر کے انکو چھوڑوا دیا وہ وہان سے بعد ان ولندیزون کے پاس جا اترے اور
وہان سے ہجلی کی طرف روانہ ہوئے۔ پس لندن سے کرنل لوڈر صاحب ایک افسر مع دوہزار
جمعیت کے جسمین ایکہزار گورے اور ایکہزار ہندوستانی تھے واسطے تنبیہ کے روانہ ہوا۔ اور
بقول بعض سنہ ۱۷۵۶ انگریزی کے آخر مین مدراس کو آیا اور وہان کرنل کلیف صاحب سے ملاقات کر کے
اپنی تمام سرگذشت بیان کی۔ واضح ہو کہ بعد کانسلیشن اس امر کے کہ بنگالہ مین کوٹھی کی بنیاد ڈالی جاے
کرنیل کلیف صاحب اور ایڈمرل واٹسن صاحب مع جمعیت کے مدراس سے جہاز مین سوار ہو کر
دریا کی راہ سے قلعہ کے اندر جو کلکتہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے آکر اُترے اور وہان سے ایک
خط سراج الدولہ کے نام نانکچند کے پاس بھجوادیا اور ایک لاکھ روپے دینے قبول کئے اس نے جواب دیا
کہ تمہارا خط سراج الدولہ کی خدمت مین وہ شخص گذرانے گا جو اپنی جان سے ہاتھ دہو بیٹھے کرنل کلیف صاحب
یہ سنکر قلعہ قاسم بازار پر آئے اور نانک چند سے جنگ کر کے اوسکو فتح کر لیا اور وہان سے
کلکتہ پر فوج کشی کی اول شروع ۱۷۵۷ عیسوی مین علیگڈھ اور تانہ مٹین پر آکر اوترے اور
وہان سے کلکتہ کو روانہ ہوئے اور گولے مار کر اوسکو بھی فتح کر لیا اور قلعہ مین جا اترے

پس موکل پر یورش کر کے اوسکو بھی لے لیا۔ مانک چند نے سراج الدولہ سے تمام سرگذشت بیان کی اور یہ خبر بھی متواتر پہونچی وہ جہت لیکر کرنل صاحب سے جنگ کرنے کے لئے سنہ مذکور مین آیا کرنل کلیف صاحب نے بہت سے خطنامے لکھے اوس نے اول تو اسکو نہ مانا جنگ کی انجام کو جنگ مین اوسکو جب ہزیمت ہوئی تو خود مصالحت کا پیام کیا کرنیل کلیف صاحب نے چند شرطون پر صلح کی اور عہدنامہ لکھا گیا اور اس عہدنامہ مین سراج الدولہ اور میر محمد جعفر خان بخشی کا دستخط اور دلیپ رام سراج الدولہ کا دیوان شریک ہوا۔

ترجمہ عہدنامہ سراج الدولہ ناظم بنگالہ ساتھہ کرنیل کلیف صاحب کے مورخہ ۹ ماہ دوم ۱۷۵۷ء مشتمل اوپر چھہ شرطون کے۔

اول۔ جو مال جنس سرکار کمپنی بہادر کا لٹگیا ہے وہ واپس کیا جاوے۔ دوم۔ جو برج اور دیوار قلعہ کی ٹوٹی ہے وہ بنوا دیجاوے۔ سوم۔ جس طلا اور نقرے پر انگریزی سکہ ہو وہ جاری رہے۔ چہارم۔ جو مال کہ بنگالہ مین جاوے اور اوسپر انگریزی نشان ہو اوسکا محصول نہ لیا جاوے۔ پنجم۔ ۳۷ گانون فرخ سیر سے انگریزون نے طلب کئے تھے اور اوسوقت صوبہ دار بنگالہ نے نہ دئے تھے اب وہ دیدیجاوین۔ ششم جو قول کہ سابق کے سلاطین نے کیا ہے اوسمین کمی بیشی نہونے پاوے فقط۔ یہانکی تواریخ مین لکھا ہے کہ ایک کرور روپئے بابت تاراجی مال و اسباب سرکاری کے دینے پڑے اور چھہ پرگنے کلکتہ کے قریب نالوا سے ترضہ سرداران انگریزون کے قبضہ مین رہنے قرار پائے غرض جب صلحنامہ بشرائط مذکورہ قلمبند ہوکر کرنیل کلیف صاحب کو ملا چونکہ انگریزون کو فرانسیسیون کے ساتھہ قومی نزاع تھا لہذا سرداران انگریزون نے چندانگر کو فرانسیس سے طلب کیا اور فوراً لے لیا ہر چند کہ سراج الدولہ کی مرضی نتھی پھر

قاسم بازار کی کوٹھی لینے کی اجازت چاہی - سراج الدولہ نے اجازت نہ دی اور وہ فرانسیس
جو نواح دکن میں انگریزون سے مغلوب ہوکر آئے تھے نوکر رکھ لئے گئے - پھر باہم سرداران
انگریز اور سراج الدولہ کے اس سبب سے خصومت پیدا ہوئی لیکن میر محمد خان سے موافقت
تھی میر صاحب کی طرف سے ایک ارمنی صاحبان انگریزون کے پاس آمد و شد رکھتا تھا سراج الدولہ
نے جواہرات کا شناتوا اپنے والد پر خفا ہوا اور اوسکا دشمن جانی بن گیا اور ستہ واٹس سے کہلا بھیجا
کہ چونکہ مجکو تم لوگون سے محبت ہے اس لئے مجھے عداوت باقی رکھنے کا سبب اگر تم مجکو اجازت
دو تو مین تمہاری پناہ مین آ رہون جو تم سے عہد و پیمان کے طلب گار ہوئے تو مین اوس سے باہر
نہونگا سرداران انگریزون نے اوسکو قبول کیا اور ایک عہدنامہ میر محمد جعفر خان سے قرار واقعی لکھوا لیا
اور بعض بعض امرا بھی جو سراج الدولہ سے ناراض تھے افسران انگریزون سے آملے اور اپنی تکلیف
جو اونکی طرف سے پہونچی تھی بیان کی ازان بعد کرنیل کلیف صاحب نے چند افسران انگریزون کو
لشکر دیکر پیشتر آباد کر بھیجا اور یہ ٹھہرایا کہ سراج الدولہ سے لڑین اور اوسکو اس مضمون کا خط لکھا کہ تمنے
جو بابت تاوان کلکتہ کے قبول کیا تھا تو وہ آج تک جسکو چار مہینے کا عرصہ ہوا نہ بھیجا اور دوسرا یہ
کہ فرانسیس جو ہمارے دشمن ہین انکو اپنی قلمرو سے ہنوز نہ نکالا بلکہ اپنی پناہ دامن مین رکھا اگر تمکو ہم سے
دوستی رکھنی منظور ہے تو سوال و جواب کے لئے میر محمد جعفر خان اور دلیپ رام دیوان اور میر مدن
بخشی فوج اور موہن لال سردار لشکر کو ہمارے پاس بھیجو سراج الدولہ نے خط دیکھکر
اپنی فوج کو حکم کیا کہ پلاسی کی طرف جاکر دشمن کی گذرگاہ کو بند کردو اس عرصہ مین
بیاپے میر محمد جعفر خان کے خطوط نہضت کے باب مین کرنیل کلیف صاحب کے پاس آئے

اور کرنل صاحب موصوف حسب ترغیب مشار الیہ کے اپنی جگہ سے کوچ کرکے موضع پلاسی پر آئے اور کٹوہ کا نون کو لیلیا اور وہان سے پلاسی کی طرف رخ کیا اور مقام مذکور پر پہونچتے ہی سراج الدولہ سے مقابلہ ہوا جنگ عظیم و قوع مین آئی میر مدن بخشی فوج گولہ کہاکر اوڑگیا انجام کار نواب ہمافت مآب میدان مین پسپا ہوا اور صاحبان انگریز میر محمد جعفر خان کے دیمانے آ اُترے۔ پس نواب تو مع مستورات اور خزانہ وغیرہ مرشد آباد کیطرف گریزان ہوا۔ اور میر محمد جعفر خان افسران انگریزون سے آکر ملگیا اور کرنیل کلیف صاحب مع خان مذکور مرشد آباد پر آئے نواب نے سنتے ہی عورتون اور خزانہ کو چھوڑ دیا اور خود نے گھوڑے پر سوار ہوکر پٹنہ کی راہ لی۔ کرنیل کلیف صاحب نے بمقام میدان پلاسی مرشد آباد مین گھسکر میر محمد جعفر خان کو تخت حکومت پر بٹھادیا۔ واضح ہو کہ تمام مستورات اور خزانہ نواب کا میر مذکور کے ہاتھ آیا صوبہ بہار اور بنگالہ اور اڑیسہ کا رئیس محمد جعفر خان ہوا۔ چونکہ خان مذکور کو افسران انگریزون کا ایفاے وعدہ ضرور ہوا اسقدر روپے سراج الدولہ کے خزانہ مین نہ پاے لہذا کرنیل کلیف صاحب اور دلیپ رام کو ساتھ لیکر مہتاب راے جگت سیٹھ مہاجن ساہوکار تہا اوسکے مکان پر گیا اور اوس سے ایک سال کا وعدہ کرکے کچھ روپے لیے اور سرداران انگریزون کی سبیل کی اور امین چند سے جو چوبیس لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا تہا تو اوسکو محروم رکہا وہ بیچارہ دیوانہ ہوکر مرگیا اوسکے بعد میر محمد جعفر خان نے اپنے قیام کے بعد سوارون کو واسطے تلاش سراج الدولہ کے تعین کیا۔ واضح ہو۔ کہ وہ آوارہ دشت ادبار کا ہوکر آخر کار راج محل مین گرفتار کیا گیا۔ بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ ایک فقیر کے تکیہ مین اوترا ہوا تہا سواروں نے

اوسکو پابہ زنجیر کرکے نہایت خرابی کے ساتھہ ماہ جون کی دوسری تاریخ ۱۷۵۷ء مین پکڑا آیا میر جعفر خان کو ہرچند کہ اوسکے قتل مین تامل تہا لیکن ایک شخص میرن نامی پسر میر جعفر خان نے سراج الدولہ کو پاسبانان جیلخانہ کے ہاتھہ سے زخم کٹار سے مرواڈالا۔ بعض کا یہ قولہ ہے کہ محمد بیگ ایک شخص نے جو سراج الدولہ کا نمک پروردہ تہا میرن کے ایما سے موی الیہ کو قتل کیا اور دوسرے روز قتل کرکے اوسکی لاش کو ہاتہی پر ڈالواکر خوب تشہیر کیا اسکے بعد دفن کروادی گئی اسکے بعد کرنیل کلیف صاحب نے میجر کوٹ انگریز کو واسطے تلاش مسٹر لا ئی فرانسیس کے جو سراج الدولہ کی اعانت کے لئے آرہا تہا مامور کیا مسٹر لائی صاحب نے اثنا راہ مین سراج الدولہ کا حال سنا تو واپس ہوگیا اور میجر کوٹ اوسکی تلاش مین تنبیہ کی غرض سے آیا وہان پہونچکر خبر پائی کہ یہانتک آیا تہا مگر یہان سے واپس گیا میجر کوٹ نے رام نراین ایک شخص جو سراج الدولہ کیطرف سے ملک بہار کا حاکم تہا اوس سے سوال کیا کہ تم نے مسٹر لائی کو کس لئے اپنے ملک مین آنے دیا اور پہر وہ چلا گیا اور اوسکو منع نہین کیا اوس نے جواب دیا کہ مجکو کیا معلوم ہے اگر میر محمد خان مجکو لکہتے تو البتہ مین اوسکو روکتا۔ میجر کوٹ میر محمد قاسم خان میر محمد جعفر خان کے داماد اور محمد امین خان سردار رام نراین سے ملا اور یہ کیفیت بیان کی وہ بولے کہ رام نراین باطن مین سراج الدولہ سے موافق تہا اسی لئے مسٹر لائی کو اپنے ملک مین سے راستہ دیا پس رام نراین نے شجاع الدولہ نواب وزیر حاکم صوبہ اودہ کو لکہا کہ سراج الدولہ کو میر محمد جعفر خان قتل کرکے خود آپ اوسکا جانشین ہوا ہے تم نے جمیعت فرانسیس کی میری اعانت کے لئے

روانہ کی ہے لہذا مین اوسکے عوض مین یہ تینون صوبے بہار وغیرہ تمہارے قبضہ
مین دیتا ہون - میجر مذکور نے جب یہ سُنا اور اس بات کے معلوم کرنے کے
لئے ملک اودہ کو روانہ ہوا اور جب موضع چھپرے پر جو پٹنہ سے چوبیس میل پر ہے
پہنچا وہان معلوم ہوا کہ بہار کے ایک سردار نے جمعیت فراہم کی ہے اور مسٹر لا ئی
فرانسیس کی بھی خبر آئی ہے کہ وہ بنارس مین موجود ہے پس میجر مذکور کرنیل کلیبت
صاحب کے حکم کا منتظر تہا کہ اس عرصہ مین کرنیل مذکور کی اس مضمون کی چٹھی آئی
کہ تم پٹنہ کی طرف روانہ ہو جاؤ پس میجر مذکور فوراً پٹنہ کو واپس آیا رام نراین
میجر کے آنے سے گھبرایا اور نہایت نیازمندی سے پیش آیا اور یہ بیان کیا کہ مین تمسے
بالکل بغاوت نہین رکہتا ہون اپنے دیوتاؤن کی بہت سی قسمین کہائین بعد از ان
میجر مذکور وہان سے مراجعت کر کے مرشد آباد کو آیا اور میر محمد جعفر خان نے
راجہ رام سنگہ حاکم مدنا پور کو طلب کیا اوس نے اپنے بہائی اور برادرزادہ کو اونکی
خدمت مین روانہ کر دیا میر مذکور نے دلیپ رام کا سا فساد قیاس کر کے
اون دونون کو قید کر دیا تب رام سنگہ نے کرنیل کلیبس صاحب کو لکہا کرنیل
صاحب نے صلح کروادی اوسکے بعد راجہ لال سنگہ جو مقام پورینہ کا حاکم تہا
اوس نے بغاوت اختیار کی میر محمد جعفر خان نے اوس پر فوج کشی کی اور اوسکو
شکست فاش دیکر بستی پورنیہ پر اپنا قبضہ کر لیا اس اثنار مین علی وردی
خان کی بیوی جو سراج الدولہ کی نانی تہی اوس نے نواب وزیر شجاع الدولہ حاکم لکہنو کو

راجہ رام نراین کو لکھا کہ جعفر خان سے میرا بدلہ لینا ضرور ہے میر محمد جعفر خان
نے جو اس بات کو سُنا تو بہت متفکر ہوا اور کرنیل کلیف صاحب کو ایما کیا
اسنے لکھا کہ تم خاطر جمع رکھو ہماری سپاہ جابجا تمہارے ملک مین پڑی ہوئی ہے
اور وقت ضرورت کے تمہاری اعانت کے لئے موجود ہے تمکو کیا اندیشہ ہے
پس انہین ایام مین میران پسر میر مذکور نے سراج الدولہ کے بھائی محمد مہدی کو
جو مقام کوسہ مین موجود تہا جا کر ناحق مار ڈالا۔ واضح ہو کہ بندگان خدا کو ہرج مرج
بعض سرداران بنگالہ کے میر محمد جعفر خان اور اوسکے بیٹے میران سے بہت تکلیف پہونچی
جنکے واقعات بہت طویل ہین اور کتب سیر مین سب مرقوم ہین آخر کار رجب بہت
خرابی اور ظلم میر محمد جعفر خان اور اوسکے بیٹے کا آفاق کے اس نواح مین شائع
ہوا تو محمد قلی خان الہ آباد کے صوبہ دار نے اور راجون سے اتفاق کرکے بنگالہ کے
مسخر کرنے کا ارادہ کیا اور چونکہ محمد قلی خان کی شجاع الدولہ سے رشتہ داری تہی وہ
معزالیہ کے چچا تہے شجاع الدولہ سے اس باب مین مدد چاہی شجاع الدولہ نے محمد قلیخان
کو یہ لکھا کہ خوب ہوا جو تمنے ارادہ بنگالہ کا کیا انشاءاللہ تعالیٰ مین تمہاری مدد کے لئے
موجود ہون وہ تو ہمت دینے سے یساق کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ اون ایام مین
دہلی کے بادشاہ عالمگیر ثانی تہے اور سلطنت بہی نہایت ضعیف ہو گئی تہی تمام صوبہ بر آنام بندہ بادشاہی
کہلاتے تہے ورنہ ہر ایک صوبہ دار اپنی جگہہ خود سر ہو رہا تہا اور اپنے ہی زور سے اپنی جگہہ قائم ہر قوی
اپنے سے ناتوان کو چاہتا تہا کہ برابر کردے ازانجملہ شاہزادہ عالی گوہر ولیعہد پدر رہ چہ میدان ہو

مین رہا کرتے تہے شجاع الدولہ سے محمد قلیخان کے نامہ و پیام کے بعد واسطے قوت بنا ر دولت کے اونکی استمالت کرکے اپنے پاس ملوالیا اور عزم بالجزم محمد قلیخان کے ایما کا کیا وہان سے شاہزادہ نے بہی ایک عرضی بادشاہ کی خدمت مین لکہی کہ آپ بنگالہ و بہار اور اڑیسہ کی صوبہ داری غلام کو عنایت فرمایئے اگر ارشاد ہو تو وہان جاکر ضبط کرے بادشاہ خوش ہوئے اور خلعت مع فرمان شاہزادہ کے نام سے روانہ کیا پس شاہزادہ نے محمد قلی خان کو نامہ لکہا محمد قلی خان نے تنہا ارادہ کرنے سے شاہزادہ کی رفاقت کو اولی جانا اور متواتر قطع منازل کرکے ۱۱۷۵ھ مین پٹنہ کو آپہونچا میر محمد جعفر خان کو جو معلوم ہوا تو اوسکی سپاہ بسبب نہ پہونچنے تنخواہ کے پراگندہ اور تباہ تہی اوس نے افسران انگریزون سے اعانت چاہی اوسوقت وہ طرح دے گئے اس لیے کہ اونکے پاس بہی کلکتہ مین جمعیت کم تہی رام نراین جو اس امر سے مطلع ہوا تو یہان شاہزادہ کی طرف ہوگیا اور اونکو عرضی لکہی اوہین شاہزادہ کو طلب کیا تہا وہ تو چاہتے ہی تہے فوراً تشریف لائے محمد قلی خان تو ملازمت حاصل کرکے ہمراہ رکاب شاہزادہ ہوا لیکن جب رام نراین سے ملاقات ہوئی شہزادہ نگہ مین سوء الیہ کی سبک دکہلائی دیا تو پہر وہ اس سبب سے واپس گیا علاوہ ازین جب شاہزادہ بنگالہ مین پہونچا تو وہان کے باشندون نے استقبال کیا تب شاہزادہ نے کرنیل کلیف صاحب سے اعانت چاہی اونسنے صاف جواب دیا تو اس سے شاہزادہ کمال منفعل ہوا اور صرف ایک رفیق باتوفیق محمد قلیخان پر ارادہ محاربہ رام نراین کا کرکے پٹنہ مین آتے ہی اوسکا محاصرہ کیا بلکہ ایک برج گولے مارکر توڑ ڈالا اسی اثنا مین شجاع الدولہ نے یہ کیا کہ الہ آباد اسے تصرف مین کرلیا اور سیرن

پسر میر جعفر خان نے کرنیل کلیف صاحب کے پاس جاکر فوج انگریزی کو اپنی اعانت کے لئے
آمادہ کیا کرنیل کلیف صاحب اوسکی مدد کے لئے کلکتہ سے نکلے محاصرہ کے دوسرے دن
محمد قلی خان کو خبرداروں نے اطلاع دی کہ صوبہ الہ آباد تو قبضہ سے نکل گیا اور جمعیت انگریزی
واسطے مقابلہ کے آرہی ہے پس محمد قلی خان نے ان دونون باتون سے متردد ہوکر شاہزادہ
کی مفارقت اختیار کی اور وہان سے گریز اختیار کیا اثناء راہ مین مسٹر لائی فرانسیس جو شاہزادہ
کی مدد کے لئے چترپور سے چلا تہا محمد قلیخان کو بہت سمجہایا لیکن محمد قلی خان نے ایک نہ مانا اور سیدہا
الہ آباد کو آیا مرقوم ہے کہ شجاع الدولہ نے فریب سے اوسکو گرفتار کرکے قید کردیا اور رہ جیلخانہ
ہی مین راہی ملک عدم کا ہوا پس کرنیل کلیف صاحب میرن کے ہمراہ پٹنہ پر آئے شاہزادہ
بے سپاہ و لشکر تہا خواہ مخواہ کرنیل صاحب کے ساتہہ فروتنی سے پیش آیا کرنیل کلیف صاحب
نے میدان خالی پاکر بخوبی تمام شہر پٹنہ مین اپنا بندوبست کرلیا شاہزادہ آوارہ اس طرف کو واپس
آیا اور کرنیل کلیف صاحب واپس ہوکر شہر کلکتہ آگئے میر جعفر خان نے اس سلوک کے عوض مین
کرنیل صاحب مذکور کو ۱۷۵۹ء مین خطاب جہانگیر سے سرفراز فرمایا پس ۱۷۶۰ء مین کرنیل صاحب
مذکور لندن کو چلے گئے اور اونکا جانشین کلیاو نام ایک کرنیل ہوا اوسکے بعد خادم حسین خان
کی رہنمونی سے بنگالہ کی بلندیی شہزادہ کی اعانت کے لئے مستعد ہوا جعفر خان نے مضطرب ہوکر
کرنیل کلیاو صاحب کو لکہا وہ جمعیت سمیت کلکتہ سے چلدئے اور جعفر خان سے آکر ملاقی ہوئے
اسی عرصہ مین عماد الملک نے عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی کو قتل کرڈالا یہ خبر فوراً پہونچی سردار لوگ جو عالی گوہر
کے ہمراہ تہے اونہین پٹنہ مین لائے تخت سلطنت پر جلوس دیا میر نجف خان عالی گوہر کا رفیق ہوا اور جو جو امرا

کہ جعفر خان سے ناراض تھے وہ عالی گوہر سے مل گئے اور سات ہزار کی جمعیت اکٹھی ہوگئی کرنیل کلیاؤ صاحب نے ارادہ کیا کہ جعفر خان کی اطاعت کے لئے مجبور کریں مگر انہوں نے نہ مانا اور عالی گوہر اور رام نرائن کے باہم دو لڑائیاں ہوئیں اخیر وقت لڑائی کے اخیر جنگ میں رام نرائن کے ایک زخم کاری پہونچا اور کپتان کاکرن جو رام نرائن کا معاون تھا مارا گیا پس رام نرائن نے گریز کیا آخر کار عالی گوہر کی اطاعت قبول کی ازان بعد میرن اور کرنیل کلیاو صاحب دونون متفق ہوکر شاہ عالم سے لڑے اور آخر کو ہزیمت اوٹھائی کرنیل مذکور نے دوبارہ جمعیت فراہم کر کے شاہ عالم سے مقابلہ کیا اس مرتبہ شاہ عالم کی شکست ہوئی حسن اتفاق سے میرن اور کرنیلصاحب یہ دونون واسطے جنگ خادم حسین خان کے روانہ ہوئے تھے کہ لڑائی کی دوسری تاریخ سنہ رواں مین شب کے وقت مینہ برسا اور میرن اپنی خوابگاہ مین بجلی کے صدمہ سے جلکر خاک سیاہ ہوگیا۔ واضح ہو کہ میرن بہت سفاک اور بیباک اور ناخدا ترس آدمی تھا وہ بجلی آہ مظلومان اور ستم رسیدگان کا دہوان تھا جو اوسکی جان کا وبال ہوا چنانچہ ابتک ہندوستان مین میرن کی بجلی مشہور ہے پس کرنیلصاحب مذکور تو کلکتہ کو واپس ہوگئے اور بسبب نملنے تنخواہ کے جعفر خان پر سپاہ کا بلوہ ہوا۔ میر محمد قاسم خان داماد جعفر خان نے اسے دفع کیا آخر کار جعفر خان کا کارخانہ بسبب نہ پہونچنے تنخواہ کے سب خراب و تباہ تھا اور سپاہ انگریزی کو جو ماہ بماہ تنخواہ دینے کا اقرار تھا اوسمین بہی فرق آگیا اس عرصہ مین مسٹر ونسٹارٹ شمس الدولہ کو شہید ار کلکتہ ہوا اس نے میر جعفر خان کو معزول اور میر محمد قاسم خان کو عہد و پیمان سے اپنے استوار کر کے سنہ رواں مین صوبہ دار ٹھیرایا محمد قاسم خان نے کچھہ مشاہرہ فوج کو پہونچایا۔ پس سرداران انگریز اور محمد قاسم خان کے باہم خوب موافقت

واقع ہوئی اور ماہ جنوری ۱۷۶۱ء مین میجر کرنایک صاحب شاہ عالم سے لڑنے کے لئے پٹنہ کی طرف روانہ ہوئے پہونچنے کے بعد لڑائی شروع ہوگئی شاہ عالم نے ہزیمت قبول کرکے پٹنہ سے گریز اختیار کیا اور مسٹر لائی فرانسیس کمک دار بادشاہ کا مجبور ہوکر افسران انگریزان کی پناہ لی ازان بعد میجر کرنایک صاحب نے بندگان خدا کی ناحق خونریزی کی اور پریشان واندیشہ ناک ہوکر شتاب رائے بنگالی کے مشورہ سے شاہ عالم کی خدمت مین صلح کے پیغام دئے اولاً تو یہ بات بادشاہ کے خیال مین نہ آئی مگر کسی مصلح کار کی صوابدید سے مناسب جانا اور شہزادہ کو صلح کا مژدہ دیکر میجر صاحب پاس روانہ کیا کرنایک صاحب بہادر فوراً بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوا اور آداب بادشاہی بجالایا جب باہم طرح مصالحت کی قایم ہوئی تو اسکے بعد بادشاہ حسب معروضہ میجر صاحب پٹنہ کو تشریف لے گئے کرنایک صاحب نے بادشاہ کو اپنی کوٹھی مین ٹہیرایا اور تخت پر بٹھلایا تمام سرداران انگریز بادشاہ کے روبرو دست بستہ موافق دستور کے ٹوپیان اپنی ہاتھون مین لئے ہوئے بہت ادب اور نیازمندی سے کہڑے ہوئے قاسم خان نے بھی مجبوری سے انگریزون کے کہنے سے سلطان کی اطاعت قبول کی بہت ساز اور جواہر وغیرہ لیکر بادشاہ کے حضور مین آیا اور نذر گزرانی بادشاہ نے میجر صاحب کی سفارت سے قاسم خان کو بنگ اور بہار اور اوڑیسہ کی صوبہ داری عنایت کی چوبیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج مقرر ہوا قاسم خانکو

استقلال کلی بہم پہونچا اس عرصہ مین بعد قتل عالمگیر ثانی کے
شجاع الدولہ نے بادشاہ عالم کے بلوں کے واسطے محمد احمد شاہ ابدالی
والی قندہار کو آمادہ کیا اوسکی آمد کی خبر پہونچی شاہ عالم مع اپنے ارکین
کے دہلی کو تشریف لے گئے اور جیکر نایک صاحب بہی ہمراہ رکاب سلطانی
سرحد بہار تک رہے۔ پہر وہان سے مراجعت کی۔ قاسم خان بنگالہ
کے مختار ہوے مگر رام نارائن کو خان موصوف سے خصومت تہی اوسنے
بہت فساد پہیلایا ہرچند کہ صاحبان انگریزون نے طرفین کی اعانت کی
اور بہت چاہا کہ عذر رفع ہو مگر کچہ فائدہ نہ ہوا آخر کار خان موصوف
راجہ پر غالب آیا اور اوسکو مع متعلقین کے گرفتار کرکے قید رکہا اور
اوسکا سب خانمان خراب وتباہ کردیا اوسکے بعد میر محمد قاسم خان
کا خوب عروج ہوا اور جا بجا اوس نواح کے تمام حکام پر غالب
آیا چونکہ دولت کو غرور لازم ہے لہذا بادہ ثروت کی مستی مین ظلم کی
بنیاد ڈالی اور سرداران انگریزون کے عہد وپیمان سے تجاوز کیا
لہذا سرداران انگریز اور خان مذکور کے باہم نفاق پیدا ہوا الکماہو
کہ انواع انواع فسادات طرفین سے ظہور مین آئے پہلے تو خطوط
ادہر کے ادہر اور ادہر کے ادہر آپس مین روانہ ہوے کوئی
صورت شر کے رفع ہونے کی نظر نہ آئی آخر کار سنہ ۱۷۶۲ عیسوی مین

سر ہنری مینشارٹ شمس الدولہ اور سر ٹر ہسنکس یہ دونون افسر میر قاسم علیخان کے
پاس کلکتہ مین ملاقات کو گئے تاکہ از سر نو عہد و پیمان کو مستحکم کریں پس یہان سے روانہ ہوکر وہان
پہونچے اور عند الملاقات یہ عہد ہوا کہ نو روپیہ سیکڑا محصول تجارت کا ایک جا لینا۔ لیکن
اس بات کو مشیران کونسل نے قبول نہ کیا اور یہ عہد و پیمان کرسی نشین نہوا پس قاسم خان نے
اپنے تمام عاملین کو جا بجا محصول لینے کے لئے فرمان لکھا اور جسقدر فساد تھا وہ بدستور باقی رہا
بلکہ اور زیادہ ہوگیا افسران انگریزون نے پکڑ پکڑ کے قید کرنا شروع کیا آخر کار اسباب جنگ
مہیا ہوا قاسم علیخان بنا بر کمک اپنی ملتجی شاہ عالم اور شجاع الدولہ نواب وزیر کا۔ مابین انگریزون
اور میر قاسم کے کئی لڑائیان ہوئین سر امیس ایک شخص انگریزی سردار قاسم خان کے پاس پکڑا ہوا آیا
تب شمس الدولہ نے میر جعفر خان سے عہد مستحکم کر کے مکرر ۱۷۶۳ء مین رئیس بنگالہ کیا اور میجر اڈمس صاحب
کو مشار الیہ کے ہمراہ کر کے قاسم خان کے لڑنے کے لئے روانہ کیا بہت سی لڑائیان ہوئین کئی
مرتبہ طرفین مین سے ہر ایک غالب و مغلوب ہوا آخر کار قاسم خان پٹنہ سے بھاگا اور شجاع الدولہ کے
ملک کی طرف ارادہ کیا شجاع الدولہ نے اسکا استقبال کیا اور بادشاہ کے حضور مین لے گیا
بادشاہ نے مطمئن فرماکر اپنے پاس رکھا بعد از ان حکم بادشاہ کا واسطے تنبیہ سرکشی بندیل کھنڈ کے
شجاع الدولہ کے لئے مقرر ہوا میر قاسم خان اس بات کا بیڑا اوٹھا کر بادشاہ اور وزیر سے رخصت ہوا اور
بندیل کھنڈ مین پہونچکر خوب تنبیہ کی وہان سے بنارس مین آیا پھر وہان سے سر انجام بنگالے چلنے کا کیا اس ضمن
مین بہت سی سپاہ ہندی ملازم سرکار کمپنی بہادر شجاع الدولہ سے مل گئی غرض ۱۷۶۴ء مین شجاع الدولہ اور
امیر قاسم مع سپاہ ملحقہ کے روانہ ہوکر پٹنہ مین آ پہونچے۔ اول سپاہ شجاع الدولہ کی مقابل ہوئی اسطرف سے

[illegible] جنگ میں شجاع الدولہ کی شکست ہوئی ہر چند
شجاع الدولہ [illegible] لیکن قاسم خان خبر شنو شجاع الدولہ گریز
[illegible] سپاہ متفرق ہو گئی [illegible] قید کر لیا اور اوس کا
[illegible] آتش سے مر گیا اور [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] شجاع الدولہ سے مقابلہ کیا اس مرتبہ شجاع الدولہ کی فتح ہوئی
اس [illegible] صاحب نے [illegible] بہادر کو [illegible] شجاع الدولہ کے افسروں میں سے ایک سردار [illegible] ایکطرف
[illegible] مقابلہ پر آیا اور شکست اٹھائی آخرالامر شجاع الدولہ نے مغلوب ہوکر الہ آباد کی راہ لی
اس جنگ میں نواب وزیر کا بہت سامان انگریزوں کے ہاتھ آیا اور وقت گریز کے قاسم خان بھی نواب
وزیر کی قید سے نکلکر [illegible] کو چلا گیا [illegible] مکان میں پوشیدہ ہو گیا پس بادشاہ
نواب وزیر سے ناخوش ہوکر [illegible] انگریزوں کو لکھا انگریز اس بات سے بہت خوش
ہوئے اور بادشاہ سے آکر ملے بادشاہ نے [illegible] کی بنا محکم کی پس سرداران
انگریزوں نے مینی بہادر سے قاسم خان اور [illegible] سمرو فرانسیس کو جو وہ ایک کینہ خواہ [illegible] انگریزوں کا
تھا طلب کیا قاسم خان سنکر بھاگا اور افغانستان کی طرف روہیلوں کی پناہ میں چلا گیا پس مینی بہادر نے
شجاع الدولہ کو [illegible] شجاع الدولہ نے تمام اپنا اسباب خزانہ کے بریلی کو روانہ کرکے آپ احمد خان بنگش کی
طرف واسطے لینے مدد کے [illegible] اور عند الملاقات قاسم خان کی طلب سے آگاہ کیا اوس نے [illegible] کہ اول [illegible]
ہوکر جو کالپی میں ہی [illegible] کر لو میں بھی [illegible] جمع [illegible] نواب وزیر [illegible] ہوکر [illegible]
قبول کرکے اپنے مقام [illegible] کے واسطے [illegible] کوچ کیا اس عرصہ میں سرداران انگریزان قلعہ چنار پر [illegible] آمد کے [illegible] قلعہ [illegible] ہوا

وہان سے شکست کہاکر جرنیل کرنایک صاحب نے سپاہ نواب وزیر کی طرف روانہ کی اثنا راہ مین قلعہ الہ آباد لیلیا
احمد خان نے لگک پہونچانے مین تامل کیا نگ یہ لکرا ور شجاع الدولہ متفق ہوکر جرنیل صاحب کو رستے لڑہ ملہار راو
تاب مقابلہ کی نلاکر بہاگ ہرچند نواب وزیر نے دمدم بنگش سے مدد طلب کی کچہ اثر نہوا اس ضمن مین قلعہ چنار بہی افسران
انگریزون کے قبضہ مین آگیا آخر تنگ کر نواب وزیر نے افسران انگریز سے صلح کی پس لشکر سرداران انگریز نکا لکہنؤ مین آیا صوبہ اودہ
اور بنارس مین عمل سرکار انگریزی کا ہوگیا راجہ بلونت سنگہ جو نواب وزیر کی جانب سے بنارس کا حاکم تہا اوسنے ملکر اودہ اونکے حوالہ
کردیا پہر نواب وزیر اور بادشاہ بالاتفاق واسطے ملاقات افسران انگریزون کے آئے افسران انگریزون نے
انکا استقبال کیا اور بڑی تعظیم سے لے آئے مانند خدمتگزاران کے رسوم مہمانداروں کی بڑے تکلف سے ادا کین پس صلح
واقع ہوئی اور نفاق برطرف ہوا افسران انگریزون نے اسی ضمن مین پسران جعفر خان سے حسب الامر ارباب کونسل کے ایک کو نجم الدولہ خطاب
دیکر سرداری صوبہ بنگالہ قایم کی اور لندن سے لارڈ کرنیل کلیف صاحب بہادر ثابت جنگ مع مختاری تینون صوبے کے سرفراز ہوکر دوبارہ
ہند کو آئے اور بتوسط ہنشیارت ولایت کو روانہ ہوئے اگست کی ۱۶ تاریخ ۱۷۶۵ء مین الہ آباد مین مجلس منعقد کی اوسمین نواب وزیر جہان شاہ
بادشاہ اور کرنیل لارڈ کلیف صاحب بہادر لارڈ جیمز کرنایک صاحب نائب تہے وہ اور دونون افسر دونون واسطے استقبال کے نجم الدولہ کیطرف سے سفیر ہوکر مہیا
جواب صلح کے کئے اور عہد پیمان مابین افسران انگریزون اور شجاع الدولہ و نجم الدولہ و نجف خان کے مقرر کرکے بنارس سرداران انگریزون کے قبضہ مین آیا نجم الدولہ
چھبیس لاکہ روپئے بنگالہ کے خراج کے بارگاہ سلطانی مین داخل کیا کرین اور نجف خان کے نام درالکہ لیا بادشاہ کیطرف سے مقرر ہوا عہد نامہ
لکہا گیا اور ہر سہ تن دست مہر ہوکر ایک ہزار انگریزی کی پہرہ دولا در حیدری حدی بنگالہ اور اوڑیسہ و عظیم آباد کے نام کمپنی بہادر
کے سرفراز مقام مین لے پہر جلسہ برخاست اور شجاع الدولہ اپنی ریاست پر قایم اون بعد اقبال سے شاہ لندن کے کیا اضلاع کل اون
ملکت ہندمین ہر چار طرف سے دروازے فتح اور ظفر کے مفتوح ہوگئے بہت سے ملک جنگ سے لشکر کمپنی بہادر کے تصرف
مین آئے بیشتر بسبب اتحاد و روساء کے اسکے متعلق ہوئے چنانچہ اسکی فہرست تاریخوار جو راقم نے ایک کتاب سے نقل کی ہے بطور جدول لکہی ہے

شیخ محمد غوث کو مرمت کے اور عشرہ شریف
کے بعد تیرہ دن کو کرنل صاحب بہادر
اور ایک صاحب مسمی بٹنل صاحب وزیر
کلکتہ اور تین صاحب واسطے سیر
باغ اور باغ جہان نما کے آئے پیر شمس الامرا
بہادر کے پاس آئے اور چمنستان اور
خیابان کی خوب سیر کی اقتدار الملک بہادر
اونکے ہمراہ تھے سیر تماشہ دکھایا اور ... کو
حضور کی ایک خواص بی بی نام مریم اور ... کو
سلطان الملک کا انتقال ہوا اور
... صفر کو نفاست جنگ بہادر
انصار جنگ کو لے آیا نواب شمس الامرا
بہادر نے انکو ایک کرسی سے سرفراز کی
شادکام فرمایا چوتھی کو حویلی کہنہ
مین دربار ہوا بٹنل صاحب جو واسطے
تحقیق اور دریافت کیا تھا حقیقت
حیدرآباد کے وارد ہوئے تھے
مع نواب مختار الملک سالار جنگ
بہادر دربار باریاب ہوئے اور فرحت افزا
ایک اور خواص حضور کی اسی روز
... سے عنایت کرکے اس جہان سے

[illegible]

جدول فہرست ممالک مقبوضہ سرکار با وقار کمپنی بہادر اقلیم ہند سے

آسامی ملک	تاریخ	ماہ انگریزی	سنہ عیسوی	سنہ ہجری	اسامی حکام
۲۴ پرگنے	۲۰	دسمبر	سنہ ۱۷۵۷ء	مطابق سنہ ۱۱۷۱ھ	بنگالہ کے نواب سے لئے
مچھلی بندر	۱۴	مئی	سنہ ۱۷۵۹ء	مطابق سنہ ۱۱۷۳ھ	حیدرآباد دکن کے نواب سے لئے
بہار و پٹنہ	۱۲	اگست	سنہ ۱۷۶۵ء	سنہ ۱۱۷۹ھ	شاہ ہند سے لئے
جنگل محل وغیرہ	۲	ماہ مذکور	سنہ الیہ	ایضاً	کرناٹک کے نواب سے لئے
[illegible] وغیرہ	۲۲	نومبر	سنہ ۱۷۶۶ء	سنہ ۱۱۸۰ھ	حیدرآباد دکن کے نوب سے لئے
بنارس وغیرہ	۲۱	مئی	سنہ ۱۷۷۵ء	سنہ ۱۱۸۹ھ	لکھنؤ کے نواب سے لئے
جان [illegible]	۲۲	مئی	سنہ ۱۷۷۶ء	سنہ ۱۱۹۰ھ	پونہ کے پیشوا سے لئے
ناگور	۱۷	جون	سنہ ۱۷۷۸ء	سنہ ۱۱۹۲ھ	تنجاور کے راجہ سے لئے
سرکار گنتور	۱۸	ستمبر	سنہ ۱۷۸۸ء	ایضاً	حیدرآباد دکن کے نواب سے لئے
ملیبار و ڈنڈیگل سلیم	۱۷	مارچ	سنہ ۱۷۹۲ء	سنہ ۱۲۰۷ھ	ٹیپو سلطان سے لئے
کوئمبتور کنڑا وغیرہ	۱۹	جولائی	سنہ ۱۷۹۹ء	سنہ ۱۲۱۴ھ	ٹیپو سلطان کو مار کر لئے
تنجاور وغیرہ	۲۵	اکتوبر	سنہ حال	ایضاً	وہان کے راجہ سے لئے
کڑپہ اور بلاری	۱۲	اکتوبر	سنہ حال	ایضاً	حیدرآباد دکن کے نواب سے لئے
کرناٹک	۳۱	جولائی	•	•	وہان کے نواب سے لئے
گورکھپور والہ آباد	۱۰	نومبر	سنہ ۱۸۰۱ء	سنہ ۱۲۱۶ھ	لکھنؤ کے نواب سے لئے

[illegible]

[illegible]

جدول فہرست ممالک مقبوضہ سرکار باوقار کمپنی بہادر اقلیم ہند سے

اسامی بلاد	تاریخ	ماہ انگریزی	سال عیسوی	سنہ ہجری	اسمار کلام
بودیل کھنڈ	۳۱	دسمبر	سنہ ۱۸۰۲ء	مطابق سنہ ۱۲۱۷ھ	پونا کے راجہ سے لئے
کٹاک اور بانسواڑہ	۱۷	ستمبر	سنہ ۱۸۰۳ء	مطابق سنہ ۱۲۱۸ھ	بہار کے راجہ سے لئے
ملک دواب دلی وغیرہ	۳۰	دسمبر	سنہ حال	ایضا	دولت راؤ سندھیہ سے لئے
ستارہ و دھار واڑ	۱۷	جون	سنہ ۱۸۱۷ء	مطابق سنہ ۱۲۳۲ھ	وہاں کے راجہ سے لئے
خاندیس	۶	شہر جنوری	سنہ ۱۸۱۸ء	ایضا	ہولکر سے لئے
اجمیر شریف			سنہ حال	ایضا	دولت راؤ سندھیہ سے لئے
پونا اور کوکن			سنہ حال	ایضا	باجیراؤ سے فتح کئے
[illegible] اور پینسل وغیرہ			سنہ حال	ایضا	بہار کے راجہ سے لئے
کوکن	۱۰	دسمبر	سنہ ۱۸۲۰ء	مطابق سنہ ۱۲۳۶ھ	[illegible] کے راجہ سے لئے
	۱۲	دسمبر	سنہ ۱۸۲۲ء	مطابق سنہ ۱۲۳۸ھ	[illegible] آباد دکن نواب سے لئے
کورگ وغیرہ			سنہ ۱۸۲۴ء	مطابق سنہ ۱۲۴۰ھ	وہاں کے راجہ سے لئے
کرنول			سنہ ۱۸۳۱ء	مطابق سنہ ۱۲۵۵ھ	وہاں کے نواب سے لئے
لاہور اور پشاور			سنہ ۱۸۴۵ء	مطابق سنہ ۱۲۶۱ھ	سکھوں سے لئے
ملتان	۲۲	جنوری	سنہ ۱۸۴۹ء	مطابق سنہ ۱۲۶۵ھ	مول راج سے لڑکے لئے

[illegible] باب کے تحقیق ہونیکا بیان مبسوط ہے کہ راقم کو پہونچا ہے اور قابل تحریر ہے اور اسکے

ضمن مین جو اتفاقی [illegible] آئین مین مفصلاً [illegible] لکھا جاتا ہے

باب اول حیدر علی خان عرف بہادر صاحب اور اوسکے بیٹے ٹیپو سلطان کا بیان اور انکے مقبوضہ ملکون مذکورہ سرکار کمپنی بہادر

[illegible] فصل [illegible] ذکر

[illegible] گو بیرون خاندانات حیدر آباد کے [illegible] باپ کا نام فتح علی خان انکے باپ کا نام علی خان علی خان کے [illegible] علی خان کو بات خود نوکر رکھا تھا اوس کے [illegible] آئے اور دو سو سوار اور ہزار پیادہ کا جمعدار [illegible] کہتے ہین اسواسطے علی خان کا لقب نائک قرار پایا اور صاحب ماثر الامرا کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ فتح علی خان ابتدا ارقلعہ کولار مین چند پیادون سے تعینات تھا اوس کے بعد سرینگاپٹن کے راجہ کا نوکر ہوا اور اوسکے انتقال کے بعد حیدر علی خان باپ کا قایم مقام ہوا چونکہ اسکی تقدیر مین ترقی لکھی ہوئی تھی آہستہ آہستہ اسکا اعتماد اس درجہ بڑہ گیا کہ راجہ نے چوکی پہرے کا کام سب اسکے اختیار مین دیدیا اور حدیقه عالم کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حیدر علی خان نے ابتدا شباب مین چند پیادون سے فرانسیس دکن کی ملازمت کی اوسکے بعد صوبه داری

کمیدانی کا عہدہ ملا پھر راجون کی نوکری کرکے اوسکے پاس فی الجملہ سرمایہ ہوگیا اوسکے بعد اپنی کوشش بازو سے بڑی شہرت اور ناموری پیدا کی اس ضمن مین ملیبار کے راجہ کا ملازم ہوا اوسکے ندمارمین سے ہوگیا چونکہ حیدر علی خان ایک اولوالعزم اور صاحب جرأت آدمی تھا راجہ کے ایام فرمانبرداری مین ایک دن موقع پاکر اوسکے دیوان یعنی مدار المہام کو علانیہ مار ڈالا اور راجہ کو محض بیکار کر دیا اور بقدر ضرورت اوسکے لئے مقرر کرکے تمام مہمات کا خود مختار ہوگیا لیکن کبھی کبھی راجہ کو بطور تبرکات بزرگانہ کے نکالکر تعظیم و تکریم کیا کرتا تھا اور ملا فیروز ناظم جاچ نامہ بیان کرتا ہے کہ قریب موضعہ بنگلور کے دیوانہلی مین قدیم نام ایک شخص وہان کے طرفدارون مین سے کسی کا نوکر تھا وہ بعد چند سے بسبب لیاقت ذاتی اور عنایت ولی نعمی کے بنگلور کا سردار ہوا حیدر علی خان اوسکی صلب سے ہے راقم کہتا ہے شاید فتح علی خان کا عرف ندیم ہوگا اور ملا فیروز کے نزدیک یہہ بات محقق ہوگی اب ہم اختلافات سے قطع نظر کرکے حیدر علی خان کا حال ابتداے فطرت سے بموجب روایت ناظم مذکور تحریر کرتے ہین۔

ذکر حیدر علی خان نائک مطابق جاچنامہ

واضح ہو کہ حیدر علی خان کا تولد سنہ ۱۷۲۸ع مین ہوا ہے حیدر علی خان نے ابتداے شباب مین بموجب تعلیم پدر کے آئین رزم و پیکار مین استعداد پیدا کرکے سپاہ گری کا پیشہ اختیار کیا اور دکن کے راجاؤن کی خوب زور شور سے نوکری کی اور چالیس برس کی عمر مین پہونچی کو فرانسیسیو کی کمک کے لئے حسب الحکم پدر کے روانہ ہوا اور اونکی صحبت مین رہکر بہت کچھہ سپاہ گری کے قانون اور فوج کشی کے قواعد حاصل کئے بعد ازان نندرام نام میسور کا راجہ جو بہت نیک

[illegible] تھا اور [illegible] اپنے [illegible] میں [illegible] نام ایک شخص کو مختار کار و بار کرکے خود عبادت
[illegible] تھا [illegible] تو فرانسیس [illegible] راجہ [illegible] کو رستے ملاقات
[illegible] ہو گیا اور اپنے [illegible] مرہٹوں کا [illegible] کنار و نے یہہ بات سنکر
حیدر علی خان اور ایک [illegible] مرہٹوں کی مدافعت کے روانہ کیا تاکہ
فرانسیس [illegible] حفاظت [illegible] علی خان کا مزاج قواعد جنگ کی طرف
[illegible] تھا [illegible] اور [illegible] جنگ [illegible] کئے اس
[illegible] اونکا انتقال
ہو گیا [illegible] اس سال تک خان مذکور کی
[illegible] فرانسیس
[illegible] کے لئے آمادہ
[illegible] ہو گیا [illegible]
حیدر علی خان کے [illegible] کے لئے خفیہ طور پر مرہٹوں کو
[illegible] راجہ [illegible] کرنے کے لئے [illegible] پٹن کو بلایا۔ واضح ہو کہ
[illegible] اس ایام [illegible] لشکر مرہٹوں کی طرف لوٹ مار کرنے کے لئے آ گیا حیدر علی خان کو
اس فساد کی اطلاع نہیں تھی جب اوسکو فوج کی آمد کا حال معلوم ہوا تو فوراً اپنے مقام سے روانہ
ہو گیا اور بطریق یلغار [illegible] اور ملک کی حفاظت کے لئے اپہونچا جب وہ شہر کے نزدیک آیا
تب تو اوسکو معلوم ہو گیا کہ یہہ سب کنار و کا فساد ہے اور منگلور کی طرف کو پھر گیا اور اپنی فوج کو

سب طرف سے فراہم کرکے بذات خود کنارو سے سیناپٹن پہ مقابلہ کیا کنارو مقابلہ سے بھاگ گیا
او حیدر علی خان کو فتح ہوئی پس حیدر علی خان نے ایک سپہ سالار کی صلاح سے نند رام کے پاس آکر کنارو کا قصہ
سب بیان کیا اور اپنا مفصل حال ذکر کیا۔ راجہ نے حیدر علی خان کا کلام سنکر اوسکو کنارو کی جگہہ دیوان مقرر کرکے
خلعت عطا کیا بعد ازان حیدر علی خان نے جو ملک کنارو کے عہد مین راجہ کے قبضہ سے نکل گئے تھے چند
روز مین اون کو واپس لے لیا اوسی عرصہ مین نواب بسالت جنگ برادر آصف جاہ ثانی نے میر حیدر علیخان
سے تسخیر قلعہ کے لیئے کہلایا کہ ہم نے یہ تمکو دیدیا تم اسکو اپنے پاس رکھو اور وہان کا سب مال و
اسباب ضبط کرو حسب الایما اون کے خان مذکور نے حصار مذکور کو فوج کشی کرکے لے لیا اور اوسپر
نواب بسالت جنگ کا اختیار بالکل نہین رہا چونکہ حیدر علی خان کی ترقی اللہ جل شانہ کو منظور تھی۔
ایک فتح اور درپیش ہوئی یعنی بعد مرگ کنارو کے اوسکی زوجہ نے کنارو کے ملک پر اپنا قبضہ کرلیا تھا
اوسکا مالک حیدر علی خان کی طرف رجوع ہوا اور اپنے تسلط کے لیئے شہر بنگلور خان کو دینا قبول کیا
خان موصوف نے درمیان مین آکر صلح کرادی اور شہر مذکور لے لیا ابھی تک اس امر کو کچھ عرصہ نگذرا تھا
کہ دوبارہ زن مذکور اور راجہ ملک پسر کنارو کے نفاق پڑگیا او طرفین کے سپاہی آمادہ نبرد و پیکار
کے ہوئے آخر الامر کنارو کی زوجہ ماری گئی اور راجہ مذکور قید ہوا اور تمام پرگنات دیوان متوفی راجہ
کے حیدر علی خان کے احاطۂ تصرف مین آئے چونکہ اسوقت مین خان موصوف کی دولت روزمرہ
ترقی پرتھی بدستور او پرگنات و دیہات و قریئے وغیرہ کے معہ ملک ملیبار پر قبضہ خان مذکور کا
ہوا اب راقم ناظم مذکور کے کلام کو قطع کرتا ہے اور صاحب معاصر الامرا کے قول کو ختم کرتا ہے یعنی جب
حیدر علی خان بجائے راجہ میسور خود مختار ہو کر بیٹھا اور تمام اماکن اسطرف سے اپنے قبضہ مین لایا

اس وقت تک روپے بطریق پیشکش نواب نظام الملک آصف جاہ ثانی کی خدمت فیضدرجت مین پیشکش کرکے سند زمینداری سرنگ پٹن کی حاصل کی اور ہفت ہزاری سات ہزار سوار اور خطاب خانی سے ترقی پائی صوبہ ... کی علاقے کے بلاد ناسا ... اور سوندا اور بیدنور اس سرزمین کے حکام سے لیکر اپنی دولت مین ترتیب دئے اور غنیمت ... جو سرنگ پٹن سے حاصل ہوا تھا اوسکا ضمیمہ کیا بعد ازان قلعہ ... جو معاملات کے سابق مین فوجداری کڑپہ کے متعلق تھے بعدہ ... بادشاہ دہلی کے پیشکار ... دست گئے تھے اپنے قابو مین کرلئے اور وہان سے اجین ... کاتھا ... مادہوراو پیشوا ... اور سنہ ... مین مرہٹون کا افسر بنا اور اس نے ... قلعہ ... واپس کرلئے اور حیدرعلی خان سے زر معتدبہ بطریق پیشکش کے لیکر مراجعت کے وقت اپنے سردارون کو مع فوج کے اثنا مین چھوڑ دیا چنانچہ مادہوراو کے حالات مین اسکا بیان کیا جائیگا القصہ صاحب تاریخ مذکور لکھتا ہے کہ حیدرعلیخان نے اپنے پیر چادر سے باہر نکالے تھے کہ اس ضمن مین چونکہ انگریزی افسرون کو ہندودکن اپنا عشرت گاہ بنانا بہ ... مقصود تھا اس لئے پایان گھاٹ کرناٹک تک اپنے سوار بھیجکر حیدرعلی خان کے لشکر کو خوب زیروزبر کیا یہ حسب دلخواہ مصالحت کرکے رفع شر ہوا اسکا مفصل حال جارج نامہ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ حیدرعلی خان نے پیشتر دیہات اور قلعجات قرب وجوار کے فتح کرکے خیال خام ... کیا یعنی اپنے اقتدار پر بھروسا کرکے انگریزون سے کینہ پیدا کیا انگریزون نے بھی اوسکی مدافعت کا سامان کیا چنانچہ بیان کیا جاتا ہے۔

ذکر جنگ ہائے افسران انگریزی با حیدر علی خان نائک عرف بہادر مطابق جارج نامہ

واضح ہو کہ حیدر علی خان نائک کے اپنی قوم کو نواح کرناٹک وغیرہ سے نکالنے کا ارادہ کرنے مین جو لحظہ خاطر تہا افسران انگریزی اوس سے مطلع ہو کر بعد کونسل کے ابتدا ۱۷۶۶ء مین کرنل اسمٹ کو اوس خلجان کے دفعہ کرنے کے لئے روانہ کیا کرنل اسمٹ نے فوراً لشکر کشی کر کے ابتداءً حیدر علی خان عرف بہادر صاحب کے بل لئے اوسوقت حیدر علی خان نے نواب میر نظام علی خان بہادر آصفجاہ ثانی سے اتفاق پیدا کر کے نواب کی سپاہ کو بھی اپنے ساتھ لیکر مقابلہ کیا اور بہت سی زد و خورد کے بعد کرنل اسمٹ کو شکست دی اور شہر کیری پر حیدر علی خان کا قبضہ ہو گیا پھر نزاع بڑھا اور حیدر علی خان نائک اور سپاہ انگریزی کے مابین کئی لڑائیان معرکہ جنگ مین واقع ہوئین بعد ازان کرنل اسمٹ نے مراجعت کی اوسکے بعد ہی حیدر علی خان نائک نے اپنے بیٹے ٹیپو سلطان کو مدراس کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ لکہا ہے کہ جب سلطان مذکور وہان پہونچکر آمادہ جنگ ہوا تو کرنل اسمٹ نے مقابل ہو کر سلطان کو منہدم کیا اور ادہر حیدر علی خان نے فوج کشی کر کے قلعہ دنی ابری افسران انگریزی سے چہڑا لیا اور اسی کے قریب قریب شہر پناہ بیشور کو فتح کر کے قلعہ لینے کے لئے آمادہ جنگ تہا کہ پہر کرنل اسمٹ نے کمک کی اور حیدر علی خان نائک نے قلعہ کا محاصرہ چہوڑ کر دنی ابری کی طرف مراجعت کی اس ضمن مین نواب میر نظام علی خان بہادر حیدر علی خان سے کشیدہ خاطر ہو گئے پس محمد علی خان حاکم چینا پٹن نے مطلع ہو کر فوراً نواب کی خدمت مین عرضی بہیجی اور رکن الدولہ

کی استصواب رائے سے مصالحت کے متعلق گفتگو پیش کی اور خود درمیان مین آکر اتفاق کی صورت ڈالی اور مصالحت ہوگئی اور بندر بمبئی سے شہر بنگلور کی تسخیر کے لئے لشکر آگیا اور فوراً اوسکو فتح کرکے انگریزی جھنڈا قایم کیا حیدر علی خان نے جب سنا شہر بنگلور پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا تو غصہ مین آکر بارات کاٹ کاٹ دئے اور ٹیپو سلطان کو لشکر جرار دیکر روانہ کیا ٹیپو سلطان نے آتے ہی اون کو اتنا بہی فرصت نہ لینے دی بقدر سپاہی وہان موجود تہے سب کو پکڑ لیا اور جنہون نے آنکہہ بچاکر بلند اشتہ و پشت پر بیٹہہ کر نکل جانے کا ارادہ کیا تہا انکو گہیرکر پکڑ لیا غرض ایک جنرل چتیس سردار چہیاسی گورے اور ان کے سوا بہت سے ہندوستانی ٹیپو سلطان نے قید کرلیے حیدر علی خان اپنے بیٹے کی کارگذاری سے بہت خوش ہوا اور بذات خود وہان پہونچکر کرنل فریش من کو معہ لشکر کے قتل کیا پہر حیدر علی خان کرنل نمود کے مقابلہ کے لئے قلعہ الومیسور پر آیا اور لڑکر اوسکو بہی فتح کرلیا بعد ازان ۱۲۷۷ھ مین کپتان دوہری انگلینڈ سے چینا پٹن کو آیا اور گورنر جنرل لارڈ کو حیدر علی خان کی صلح کے بارے مین شاہ انگلینڈ کا نامہ دیا پس گورنر مذکور نے خان موصوف کو صلح کا پیغام دیا خان موصوف بہی راضی ہوگیا اور طرفین سے عہدنامہ لکہا گیا اور قلعہ اسکاٹ جو محمد علی خان حاکم چینا پٹن کے قبضہ مین حیدر علیخان کے سپرد ہوگیا اور یہ ٹہر گیا کہ حیدر علی خان چہہ لاکہہ روپیہ سال بطور خراج اپنے خزانہ سے دیا کرے اور اس قرارداد پر صلح ہوکر لڑائی موقوف ہوگئی مگر صاحب عزم آدمی چپ نہین بیٹہہ سکتا اور زمانہ بہی ایک حال پر نہین رہتا چونکہ اس ضمن مین مرہٹونکی ریاست مین نفاق کی صورت پیدا ہوئی چنانچہ اونکے حالات سے معلوم ہوگا بقول صاحب معاصر الامرا اور صاحب حدیقہ عالم حیدر علی خان نائک اولاً اپنے تہانون کے واپس کرنے مین مشغول ہوا پس بتیس لاکہہ روپیہ وعدہ کرکے اور کچہہ نقد

دیگر ملک سہ وا اور دہارور ٹھیکہ کے طور پر اپنے قبضہ مین کرلیا اور ایک کاغذ مُہری رگہنا تہ راؤ سے لکھوا لیا بعد ازان آہستہ آہستہ مرہٹون کے تمام مقامات کنارہ دریاے کشنا تک لے لئے اور درگچل کے محاصرہ مین جو زمیندار ونکا مقام تہا قدم جماکر فتح کیا اور وہان کڑپہ پر ایلغار کرکے قلعہ سدوٹ اور کوتہہ و محالات وغیرہ کی کُنجی اپنے قبضہ مین لیلی او عبد الحلیم خان وہان کے حاکم کو قید کرکے اپنے ہمراہ سرینگ پٹن کو لے آیا اور وہان سے خزانہ او جواہر بکثرت اور زر کثیر حاصل کیا اور اطراف ملک کو روپیہ بہجواکر لوگون کو بصیغہ ملازمت طلب کیا او جمعیت کثیر فراہم کرے اور توپخانہ زود رو مہیا کرکے آرکاٹ پر لشکر کشی ہوا چونکہ انگریزی افسر محمد علیخان کے طرفدار تہے گیارہ برس کے بعد پہر وہ صلح مبدل بہ جنگ ہوگئی-پس ماہ ستمبر سنہ ۱۷۸۰ع مین مندروا افسر محمد علی خان کی طرف سے لشکر لیکر حیدر علیخان کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا اور کرنل بیلی اوسکی کمک کے لئے پیچھے سے روانہ ہوے جب دونون گروہ کا مقابلہ ہوا لکہا ہے کہ وقت کارزار کرنل بیلی کو شکست ہوگئی او زخمی ہوکر حیدر علی خان کا گرفتار ہوا- بعد ازان مونا بلدم پر سنہ ۱۷۸۱ع مین جنرل کوٹ سے لڑائی ہوئی اوسوقت حیدر علی خان نے تین مرتبہ شکست کہائی اوس اثنا مین حیدر علی خان نے بموجب بیان صاحب حدیقۂ عالم نور محمد خان کو بطریق سفارت انگریزونکی اعانت کے لئے بالاجی کے پاس روانہ کیا جو ریاست پیشوا کا مختار کار تہا پہر سنہ ۱۷۸۲ع مین ٹیپو سلطان کا لشکر دال ٹول پر کوٹ صاحب سے مقابل ہوا اوسوقت انگریزی فوج کثرت سے ہلاک ہوئی اور کوٹ مذکور اور چند دوسرے اشخاص گرفتار ہوے اوسیکے متصل ماہ مارچ مین فرانسیسیون کے کئی جنگی جہاز حیدر علی خان کی اعانت کے لئے آے اور قلعہ کدنور وغیرہ انگریزون سے لیتے ہوئے چتور پر

حیدر علی خان سے ملحق ہوئے حیدر علی خان نے سپاہ فرانسیس کو لیکر مقابل پر حملہ کرنا چاہا تھا حیدر علیخان کا مزاج مرکز اعتدال سے منحرف ہو گیا اور سنہ مذکور مین اس عالم سے کوچ کیا حیدر علی خان کی لاش کو شہر کلار مین لیجا کر دفن کیا گیا اور ٹیپو سلطان بیٹے باپ کا جانشین ہوا بالاجی راؤ نے حیدر علی خان کے مرنے کا حال سنکر بادشاہ کی طرف سے ایک خط تعزیت اور تہنیت مین معہ خلعت ماتمی نور محمد خان کے استصواب سے جو حیدر علی خان کا سفیر تہا روانہ کیا ٹیپو سلطان نے گو اوسوقت اوسکو قبول کر لیا لیکن بعد کو سلسلۂ موافقت قایم نہ رہا چونکہ نامہ نگار کو انگریزی افسرونکی یورشون سے ناظرین کو مطلع کرنا ملحوظ خاطر ہے لہذا انگریزون کے حالات مین بالتبع حیدر علی خان کے خاندان کی ابتدا بیان کرنی مین آئی اب باقی حالات چھوڑکر اصل مقصود بیان کیا جاتا ہے۔

ذکر جنگ ہاے افسران انگریزی با ٹیپو سلطان پسر حیدر علی خان نائک بموجب جارج نامہ و حملہ حیدری

چونکہ ٹیپو سلطان کو حیدر علی خان سے بہی زیادہ تر انگریزون سے خصومت تہی اس لئے باپ کی جگہہ قایم ہوتے ہی جنرل مانیوس کا سنہ ۱۷۸۳ع مین بندر بمبئی سے ملیبار کی طرف شہر مدنور مین ورود ہوا اور جنگ کرکے اول اس شہر کو لے لیا اوس کے بعد شہر کندپور اور منگلور اور مذکور کو فتح کیا ٹیپو سلطان نے لشکر بذات خود فوج جرار ساتھہ لیکر بطریق ایلغار اوسپر چڑہائی کی اور موضع مذکور پر مقابلہ کرکے ایسی شکست فاش دی کہ تمام جمعیت انگریزی تباہ ہو گئی اور اوسکے بعد جنرل مانیوس کو ٹیپو سلطان نے قید کیا اس عرصہ مین خبر گذری کہ مابین فرانسیسون اور انگریزون کی ولایت مین اتفاق ہو گیا انگریزی

افسرین نے وہان فرانسیسیون سے اور یہان ٹیپو سلطان سے صلح کا پیغام کیا اسجگہہ مورخ مذکور بیان کرتا ہی کہ اوّلاً ٹیپو سلطان نے مان لیا اور انگریزون نے حسب استدعا جنرل مذکور کو چھوڑ دیا اسکے بعد نہین معلوم کیا سوچا کہ بہت انگریزونکو مع جنرل ماتیوس کے دہوکے سے زہر دیکر مار ڈالا اور افسرون کو جابجا قید کر دیا اور راجہ لعون کی لڑائی کے لیے ۱۷۸۹ء مین فوج کشی کی اور اوسکا تمام محاصرہ کر کے خراب کر دیا اہل کلکتہ نے جب سنا کہ جنرل ماتیوس کو زہر دیا گیا اور ہماری قوم کے لوگ سب گرفتار ہین تو لارڈ جنرل کارنوالس گورنر کلکتہ نے مدراس کے لارڈ کو نامہ لکھا کہ فوج فراہم کر کے ٹیپو سلطان کے ملک پر بنا بر انتقام سانحہ گذشتہ روانہ کرو بموجب اسکے جنرل میڈوس فوج کثیر لیکر چینا پٹن پر آیا ٹیپو سلطان نے اون کے غلبہ سے مطلع ہوکر مصالحت کے لئے نامہ روانہ کیا جنرل میڈوس نے اوسکے جواب مین لکھا کہ ہمکو تمہارے عہد و پیمان کا اعتماد نہین ہے تمنے ماتیوس سے قول و قرار کر کے پہر اونہین زہر دیا اور مفت مین اونکی جان لی اور انگریزون نے قلعجات اور مقامات لینے شروع کیے چنانچہ اول کارنوالس نے قلعہ الوم کو جنگ کر کے فتح کیا نیز بدستور دوسرے انگریزی افسرون نے بہی ٹیپو سلطان کے قلعہ جابجا لینے شروع کئے پس تہرگو یم تور پر کپتان چلدہ اور میجر ڈری سے ٹیپو سلطان کا مقابلہ ہوا دو مرتبہ انگریزی فوج نے سلطان کو منہزم کیا اوسوقت ٹیپو کے ارکان اربعہ یعنی میر صادق اور آصف خان اور علی رضا خان اور آپاجی رام نے یہہ حال دیکہکر بالاتفاق جنرل میڈوس کو صلح نامہ لکھا جنرل نے اوسکے جواب مین تحریر کیا تمہین اگر صلح کرنی منظور ہے تو ایک معتبر شخص کو سوال جواب کے لئے روانہ کرو اور اپنے قلعون مین سے ایک نامی قلعہ ہماری سپرد کرو تاکہ اتحاد کی صورت قایم ہو پہر ہم جلد قلعہ مذکور واپس کر دینگے ٹیپو سلطان نے یہہ جواب دیکہہ کر دوسرے طور سے صلحنامہ لکھا جنرل نے اوسکے جواب مین بہی وہی شرائط مندرج کئے جو پیشتر لکھے تھے اور اس امر سے بہی

اطلاع دی کہ لارڈ جنرل کارنواس نے کلکتہ سے مدراس کیطرف قصد کیا ہے بعد ملاقی ہونے لارڈ گورنر بہادر کے ہم پر جنگ کے لئے مستعد ہونگے آئندہ تمکو اختیار ہے ٹیپو سلطان نے لارڈ گورنر کے آنے کی خبر سنکر پہولچری کی طرف قصد کیا اور سرداران فرانسیس سے کمک چاہی لکھا ہے کہ انہوں نے سلطان کو جگہ دی اور بہت تعظیم سے پیش آئے اور دلجمعی کی اوسی عرصہ مین سنہ ۱۷۹۰ء کے اندر لارڈ جنرل کارنواس مدراس مین آیا اور اسی کے متصل جنرل میڈوس نے شہر ویلور یا ویلوت کیطرف سنہ ۱۷۹۱ء مین قصد کیا اوسکے بعد لارڈ جنرل کارنواس نے بہی اوس جانب روانہ ہوا اور مسافت کو جلد جلد قطع کرتا ہوا ٹیپو سلطان سے آملا اور فوراً بلور اور میسور ہوتے ہوئے شہر بنگلور کی تسخیر کے لئے عازم ہوا اور کرسکتا کا قلعہ بہی لے لیا اسی اثنا مین ایک افسر انجنیران کا بنگلور کا راستہ دیکھنے کے لئے جاتا تھا کہ درمیان راستہ مین ٹیپو کی فوج سے مقابلہ ہوپڑا اور شکست کھاکر بھاگ گیا پس لارڈ گورنر جنرل کارنواس صاحب نے شہر بنگلور کے اخذ کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی جنرل میڈوس صاحب نے جاکر حصار شہر کو پناہ لے لیا مخبرون نے اس بات کا ذکر جب ٹیپو سلطان سے کیا سلطان موصوف نے ہرچند جنرل صاحب کے دفعہ کرنے کے لئے کوشش کی لیکن مقابلہ کے وقت منہدم ہوگیا اور افسران انگریزی نے قلعہ بنگلور کا لے لیا اور بہادر خان نام جو قلعہ دار وہانکا تھا مارا گیا اسکے بعد کاویل اور دارور کے قلعدارون نے دونون قلعے جنگ وجدل کے واسطے افسران انگریزی کے حوالے کئے بعد ازان سنہ حال مین نواب میر نظام علی خان بہادر معہ لشکر ظفر پیکر اور سپاہ پیشوا اور فوج دریا موج سرکار کمپنی بہادر کی اتفاق کرکے ٹیپو سلطان کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئی اور کارنواس صاحب بہادر افسران دکن کی مدد سے ونیکاٹ گڈھی کی طرف روانہ ہوئے اور وہان سے پہر بنگلور کو آئے اور بنگلور سے سرنگ پٹن کیطرف کوچ کیا اوسوقت مین

ٹیپو سلطان نے زمانہ کا رنگ بدلہ دیکھکر مصالحت کے جویان ہوے اور ایک صلحنامہ لکھا تب کارنواس صاحب بہادر نے اوس کے جواب مین لکھا کہ فقط مین تنہا نہین ہون جو صلح کرلون بلکہ اسمین اور بہی دو سردار شریک حال ایک دوسرے کی جنگ اور صلح کے ہین اگر تم ہر ایک کو جدا جدا رضامند کرلوگے تو البتہ یہہ امر ظہور مین آئے گا اس کے بعد بنگلور مین پہونچ کر قلعہ انتورا اور رنندلا رک لے لیا اور ایسے ہی کئی قلعے اپنی جانب کرلئے پس سرداران جمعیت انگریزی اور بندگان عالی معہ سپاہ مرہٹہ سرینگ پٹن پر آئے ٹیپو سلطان چلکر شہر کے جنوب کی طرف جا اوترے اور دوبارہ صلح کا پیغام دیا واضح ہو کہ اسدم اس پیغام صلح سے کچہہ فائدہ نہین ہوا اور ایک جانب سلطان کا لشکر اور دوسری طرف سپاہ نواب نظام الملک اعلی رئیس دکن معہ افسران جمعیت انگریز اور جماعت مرہٹہ طرفین مین خوب جنگ جدل واقع ہوئی بہت سے آدمی طرفین سے مارے گئے ہر چند کہ ٹیپو سلطان مرد شجاع اور دلاور تہا اور اوسکے لشکر سے جتنا ہوسکا جوانمردی کی چنانچہ دفتر دوم مین بیان ہوچکا ہے لیکن مثل مشہور ہے کہ جب دو دل ایک ہوتے ہین پہاڑ کو توڑ ڈالتے ہین انجام کار سلطان نے شکست عظیم کہائی اور جب مجبور ہوگیا پہر تینون افسرون سے پیام صلح کا لکھوایا لکہا ہی کہ کوئی راضی نہین ہوا اور اوسوقت ٹیپو سلطان نے سرینگ پٹن کے قلعہ مین اپنے تئین محصور کرلیا مگر کارنواس بہادر نے تب بہی جنگ سے فرصت نہ دی اوسوقت ٹیپو سلطان نے اپنے دونون بیٹون کو مصالحت ظاہر کرنے کے لئے روانہ کیا اور کارنواس نے جو جو شرائط مقرر کئے بہت کچہہ سوال وجواب کے بعد ٹیپو سلطان نے مجبور ہوکر قبول کیا اور عہدنامہ لکھا گیا۔

خلاصہ مضمون اقرارنامہ مورخہ سنہ ۱۷۹۱ع مشتمل بر چہار شروط مورخہ سنہ ۱۷۹۱ع

شرط اول یہہ ہے کہ جسقدر ملک ٹیپو سلطان کے قبضہ مین ہے اوسمین سے نصف چہوڑ دیا جاوے تاکہ

مقابلہ ٹیپو کے بیان مین

غرۂ رمضان المبارک مین بلدہ کے اندر یہہ خبر مشہور ہوئی کہ بابو راجہ بہائی نانا راو کا جو ہمراہ فیروز شاہ شہزادے باغی کے غدر مین شریک تہا حیدرآباد مین مبا واد اسکے برپا کرنے فساد کے دونون سرکار یعنے حضرت نظام الملک آصف جاہ بہادر اور افسران انگریزی کے وارد ہوا ہے یعنی جو مردی جو اوس نے افسران انگریزی کے ساتھہ کی ہے وہی سرکار حضرت نظام سے بہی

نواب نظام الملک کے تینون افسر اور انگریز اور راول مرہٹہ اوسکو آپس مین تقسیم کرلین۔

شرط دویم۔ ایک کرو تیس لاکہ روپیہ بابت خرچ سپاہ از انجملہ نصف بالفعل نقد ارسال کرین اور نصف ایک سال کی تین قسطون مین ادا کرین۔

شرط سوم۔ جو لوگ حیدر علی خان کے وقت سے نواب نظام الملک اور سرکار کمپنی اور پیشوا کے پاس قید ہے وہ قیدی رہا کئے جائین۔

عہد چہارم تینون سرکار کی طرف سے یہہ ہے کہ سب شرائط کے پورا ہونے تک افسران انگریزی ٹیپو سلطان کے دونون بیٹون کو بطریق یرغال اعزاز و حرمت کے ساتہہ رکہین اس اقرارنامہ پر صلح ہوگئی اور تینون سپاہ کے لوگ اپنے اپنے مقام پر واپس آگئے اسکے بعد چند روز تک امن رہا مگر خدائے تعالے کو پہر یہہ منظور ہوا کہ ۱۷۹۸ء مین نزاع پہر پیدا ہوا ناظم جارج نامہ نے اس نزاع کا سبب یہہ بیان کیا ہے کہ ایام مصالحت مین ٹیپو سلطان کا دل نزاع کیطرف مائل رہا اور اس ضمن مین اپنے دو وکیل ایک مریس بندر کو اور ایک پالیس کو جو فرانسیس کے ملک مین ہے نامہ دیکر خفیہ طور پر روانہ کیا اور وہان سے کمک چاہی وکلا مذکور وہان گئے اور دو بڑے بڑے سردار ایک کا نام ڈویک اور دوسرے کا نام ڈوی وٹ سنہ حال مین اپنے ہمراہ لے آئے اور حملہ حیدری مین جو انہین باپ بیٹے کے حالات مین ہے یہہ لکہا ہے کہ موسیو موشو رقوم فرانسیس کا سپہ سالار دفعتاً اس سال مین مورس بندر سے ٹیپو سلطان کے پاس آیا ٹیپو سلطان نے اوسکو اپنے پاس اوتارا افسران انگریزی کو بوجہہ خصومت باہمی کے فرانسیسیون کے اوترنے سے شک پیدا ہوا چونکہ ان روزون نواب نظام الملک اور سرکار کمپنی عہد مواثق سے رابطۂ اتحاد مستحکم ہوچکا تہا اس لئے مشیر الملک اور میر عالم بہادر کارپردازان سرکار کی صلاح سے لارڈ گورنر جنرل

کلکتہ کو ایسا گیا چونکہ اسی سال انہین دنون مین لارڈ ونزلی قلعہ مذکور کا گورنر مقرر ہوا تھا اسلئے ہندوستان مین وارد ہوکر اوس نے ٹیپو سلطان کو نامہ لکھا۔

خلاصہ خط لارڈ گورنر باسم ٹیپو سلطان

دریافت ہوا سنا گیا ہے کہ تمنے سلسلۂ مصالحت کو قطع کرکے کینہ جوئی کا ارادہ کیا ہے اور فرانسیسیون سے دوستی پیدا کی ہے حتی کہ فرانس اور پارس کو وکیل روانہ کرکے جمعیت بلوائی ہے لازم ہے کہ ان باتون سے باز آؤ اور سابق کے قول وقرار سے نہ پھرو اگر تمکو ہماری دوستی منظور ہے تو یہہ بات قبول کرو کہ ایک وکیل سرکار انگریزی کا تمہارے پاس رہا کرے تاکہ اوسکے استصواب سے طرفین کے سوال وجواب عمل مین آیا کرین لکھا ہے کہ جب یہہ خط ٹیپو سلطان کے پاس آیا تو اوسنے کچھہ جواب تحریر نہین کیا جب اس بات کو عرصہ گذر گیا تو لارڈ گورنر نے دوسرا خط باین مضمون لکھا کہ نامہ سابق کا جواب تمنے ابھی تک نہین دیا اسقدر تاخیر ہونے سے ہماری بات کی تصدیق ہوتی ہے اور تمہارا ارادہ کچھہ اور معلوم ہوتا ہے مگر خیر کچھہ مضایقہ نہین ہے اب مین کلکتہ سے چینا پٹن کو آتا ہون تم مطلع رہو ہمارے اور تمہارے مابین ضرور جنگ ہوگی اوسکے بعد لارڈ گورنر چار پلٹین لیکر ماہ شعبان مین بمقام مدراس آگیا اوسوقت ٹیپو سلطان نے لارڈ گورنر کے آنے سے مطلع ہوکر باین مضمون خط لکھا کہ مینے نہ کسی سے سوال وجواب کئے نہ خط لکھا نہ وکیل روانہ کئے نہ جمعیت بلوائی نہ کسی کو اپنے پاس ٹھہرایا یہہ تمہاری سب باتین مجنونون کی طرح ہین خیر اگر تمہارا دل اس بات کو چاہتا ہے تو کیا علاج ہے پھر لارڈ گورنر نے ایک اور خط جنوری کی نوین تاریخ سنہ ۱۷۹۹ع مین لکھا۔

خلاصہ مضمون لارڈ گورنر

تمھین مناسب ہے کہ باہم عہد استوار کرلو اور اپنے غرور اور تکبر سے باز آجاؤ ابھی کچھہ نہین گیا ہے جسوقت ہم فوج کشی کرینگے تو کچھہ فائدہ نہ نکلیگا جلد اسکا جواب روانہ کرو اب انتظار کی مہلت نہین ہے اسکے جواب مین بہی دیر ہوئی تو لارڈ گورنر کی نے مدراس سے ہر چہار طرف کی فوج جمع کرکے سرنگ پٹن کی تسخیر کے لئے جنرل ہارس کو انبوہ کثیر کے ساتھہ روانہ کیا او حیدر آباد سے بہی کرنل رایٹ اور کرنل ڈالس معہ چار انگریزی پلٹنون کے روانہ ہوے اور اوسکے بعد جمعیت خاص سے والی حیدر آباد کیطرف سے میر ابو القاسم اور میر عالم بہادر معہ چند نامی سردارونکے آٹھہ ہزار سوار لیکر اور روشن راے چھہ انگریزی پلٹنین لیکر کرنل ہارس کی اعانت کے لئے روانہ ہوئے۔ واضح ہو کہ اب اس وقت مین ٹیپو سلطان نے اوس خط کا جواب باین مضمون روانہ کیا کہ مین اس عرصہ مین بارادہ شکار کہین گیا ہوا تہا اس لئے نامہ کے جواب مین دیر ہوگئی اب آپ ڈفٹین صاحب کو بہجوا دیجئے کہ اون کے استصواب راے سے گفتگو کیجائیگی اور عہد و پیمان مستحکم ہوگا لارڈ گورنر نے اس جواب کو دیکھہ کر لکھا کہ اب کام ہاتھہ سے نکل گیا اور ہاتھہ کام سے یہہ تمھاری باتین حماقت کی ہین ڈفٹین کا آنا معلوم چونکہ جنرل مارنس معہ سپاہ اسطرف کو آئے ہوے ہین جو امر تمکو منظور ہو خواہ صلح خواہ جنگ اونہین سے سوال جواب کرلو پس جمعیت انگریزی جو ہر طرف سے فراہم ہوئی تہی بسر کردگی جنرل مذکور سلطان کی سرحد مین آگئی اور لشکر ظفر پیکر بہی معہ میر ابو القاسم اور میر عالم بہادر کے ملحق ہوا اور جنرل مارنس نے اوسکو جابجا سرداران انگریزی پر تقسیم کر دیا اوس عرصہ مین حملہ حیدری کے بیان کے موافق لارڈ گورنر کا ایک خط مشتمل بر سہ شرائط صادر رہوا۔

قطعہ

[illegible]

ایضاً

[illegible]

ایضاً

[illegible]

اور نواب مختار الملک بہادر کو [illegible] بلند پایگی

[illegible]

خلاصۂ مضمون خط لارڈ گورنر بآسم ٹیپو سلطان مشتمل بر شرائط

فرانسیسونکو جگہہ نہ دینے مین ہمارے اور تمہارے درمیان قول ہو چکا ہے چونکہ وہ ہمارا دشمن ہے اور دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے اور دشمن کا دشمن دوست پس محبت کا طریقہ یہہ ہے کہ ان نوواردآدمیونکو قید کرکے حوالے مخلص کے کروا اور دوسرا یہہ ہے کہ سرکار کمپنی بہادر کا وکیل تمہارے دربار مین رہا کریگا اسکو منظور کروا اور تیسرا کوڑیال بندر اور منگلور وغیرہ کے قلعجات جو جہازون کے فرودگاہ مین واقع ہین سرکار انگریزی مین داخل کردو اس صورت سے دونون سرکارونکے مابین خوب اتفاق رہے لکہا ہے کہ ٹیپو سلطان نے اوسوقت یہہ قصد کیا تہا کہ اس تحریر کے موافق عمل درآمد کرون مگر بعض کوتاہ بین اور ناعاقبت اندیشون کے اغوا سے متردد ہو کر سلطان موصوف کا مزاج متغیر ہو گیا اور دو ہفتے تک اوسکا جواب نہ پہونچا۔ اس اثنا مین رمضان شریف کی دوسری تاریخ آگئی اور حسب الحکم لارڈ گورنر کے فلاڈیا اور جنرل برجس وغیرہ رائے کوٹہہ کے مقام پر ٹیپو سلطان نے اوس سے مطلع ہو کر پورنیا میر میران اور سید میران ثانی کو معہ فوج سنگین کے انکی مدافعت کے لئے روانہ کیا اس جگہہ اخبار دہندہ کہتا ہے کہ مقابلہ کے وقت جمعیت قدیم جو دونون امرا کے ہمراہ تہی کنارہ کش ہو کر اسیری مین جا کہڑے ہوے صرف سلطانی سپاہ جدید جو اونکے ہمراہ روانہ ہوئی تہی وہی تیار ہو کر اطراف انکل مین جہان جنرل مذکور کا خیمہ تہا جا پہونچے اور اکثر کو تہ تیغ کیا چونکہ دونون امیر مذکور خفیہ طور پر انگریزون سے سازش کئے ہوئے تہے اسلئے سپاہیون کو علانیہ گالیان دین اور اونکو یہہ الزام دیا کہ تم نے جنگ مین

حال [illegible] کے بیان مین

پیشتر ازین مسے شرکت سے رام راؤ بالا کو
گرفتار ہو کر آیا تہا اور اوسکو
نارائن سنگہ جمعدار نے سکہ جوانان
پولیس کے ساتہ اپنے ٹہیرے لگا کے
رام راؤ کے لئے نکالا تہا اور وہ پہرے
جمعدار مذکور کے واہی طرف سے
فرصت پاکر بہاگ نکلا اور جب نارائن
گڑہ مین جاکر گرفتار ہوا اثنار راہ مین
لاتے وقت دس کوس پر حیدر آباد
مین اپنے آپ کو مار کر ہلاک ہو گیا
اوس وقت ایک بڑے مخبر نے اس
دوبارہ اپنے ایک دوست کو ولایت
مین یہہ لکہا کہ رام راؤ مع شیولال
مہاجن کے بیٹے کے پاس تہا بسکہ
شیولال نام صراحتہً نہ لکہا بلکہ اس
عبارت مین لکہا کہ ایک مہاجن کے پاس
تہا اور یہہ لکہا کہ ایک بڑے
عرب کے چار پانچ سو رام راؤ کے شریک
تہا اور اوس کے پاس دو نشانے
بہی تہے اور یہہ بہی لکہا کہ اوسنے راؤ
سرشتہ دار عزیزون کا شریک تہے

کیون سبقت کی اور تم سے کس نے کہا تھا پس خود ٹیپو سلطان نے مدافعت کے لئے نکلکر چین پٹن پر خیمہ کیا جنرل صاحب مذکور جو آ رہے تھے دو راہ چھوڑ کر بازو سے چلکر جانجہان پٹن پر آئے ہرکارون نے جو ٹیپو سلطان کو یہ خبر دی سلطان مذکور بطریق یلغار اپنی جگہہ سے چلکر سرحد گلشن آباد مین آمادہ جنگ ہوا اکثر لشکر کے آدمی جو وفادار تھے سلطان کے ساتھہ آئے اور بعضے سردار یعنی شمس پیرزادہ قمر الدین خان وغیرہ طرح دے گئے پس فتح انگریزونکی ہوئی اور مورخ تاریخ نامہ الیسی خبر دیتا ہے کہ اول ۱۲۱۳ھ مین جنرل اسٹوارٹ صاحب اور ٹیپو سلطان کا آسیہ پر مقابلہ ہوا اور جنرل صاحب بہادر مذکور نے سلطان موصوف کو شکست دی پھر جنرل ہارنس صاحب اور میر عالم بہادر بنگلور سے شہر ماولی پر آئے اور مکرمت الیہ کو منہدم کرکے نزدیک سرینگ پٹن کے پہونچے اور حملہ حیدری کی گفتگو سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ بعد جنگ سرحد گلشن آباد کے سلطان کو یہ معلوم ہوا کہ بمبئی سے جمعیت کمک لئے آرہی ہے سلطان موصوف نے اپنی سرکار سے فوج کرار و جرار مقابلہ کے لئے متعین کی اور مکرر جنگ ہوئی اور محمد رضا خان صاحب نے جب لوگونسے مقابلہ کیا اور گولہ سے مارا گیا اسدفعہ انگریز عاجز آئے اور معرکہ سے چلکر کالے کوٹ کیطرف کوچ کیا اور ٹیپو سلطان داخل دارالامانت ہوکر اقبول ناظم ایک خط لارڈ گورنر کو لکھا اور جواب نہ پایا اس عرصہ مین جنرل اسٹورل صاحب بھی سرینگ پٹن پر آپہونچا پھر ٹیپو صاحب نے ایک اور نامہ لکھا تب جنرل صاحب نے اوسکا جواب یون لکھا۔

ٹیپو صاحب کے خط کا جواب جنرل ہارنس صاحبکی طرف سے

اگر تم صلح چاہتے ہو تو ہم بھی جنگ نہین چاہتے مگر یہ چاہتے ہین کہ فرانسیسیون کو قلمرو سے نکالدو اور جسقدر کہ ملک تمہارے قبضہ مین اب ہے اس مین سے کچھہ ہمارے سپرد کردو اور تمام قیدیون کو

چھوڑ دو اور اسکے سوا سے دو کرور روپیہ نقد روانہ کرو وبعد ازان چونکہ سرکار باوقار والی حیدرآباد اور سرکار انگریز باہم متفق ہین تو وکلا سرکارین تمہارے دربار مین علی الدوام رہا کرین گے اگر یہہ سب باتین منظور خاطر ہون تو جلد چارون بیٹون کو ہمارے دربار مین رخصت کرو اور نہین تو ہم سرینگ کو لے لین گے جناب مذکور نے اسکا کچھہ جواب ندیا اور چپکے ہورہے پس بموجب اس کلام جنرل ہارس صاحب قلعہ کے پیچھے سے آئے دوسرے روز انگریزی سوارون نے یورش کرکے اون مورچون کو جو قلعہ کے سامنے بنائے گئے تھے لے لیا اور حسین علی خان ٹیپو سلطان کا طرفدار اس معرکہ جانستان مین مارا گیا پھر انگریزون نے قلعہ کے غربی طرف مورچہ لگا کر حصار کو توڑ ڈالا اس ضمن مین ایک مرتبہ اور نامہ و پیغام عمل مین آیا لیکن جب اس سے بھی کچھہ فائدہ نہ نکلا تو اس فساد عظیم کو غور کرنے سے ٹیپو سلطان نے پریشان ہوکر نکل جانے کا ارادہ کیا لیکن بسبب ننگ و ناموس و غیرت و حیا کے اس ارادہ کو فسخ کرکے محل کے گرد خندق کہدوائی اور اوس مین بارود بہروائی کہ وقت پر آگ لگا دیجاسے اور پر بنیا میر میران اور پسر قمر الدین خان اور شہزادہ فتح حیدر کو جنگ کے لئے مقرر کیا اس عرصہ مین بمبئی کی جمعیت بہادر پور کے نواح مین آپہونچی اور میر صادق نے سید غفار کو جو مہتاب باغ مین جو انگریزی فوجکا راستہ روکے ہوئے تھا بلوا لیا اور دوسرے جوان اوسجگہہ مقرر کئے اس ردوبدل مین افسران انگریزی نے حملہ کرکے اوسکو لے لیا اور قلعہ پر گولہ زن ہوئے اوسوقت ٹیپو سلطان نے موسیو موشور کو طلب کرکے کہا اب کیا علاج ہے دشمن قوی سر پر آپہونچا اوسنے عرض کی کہ مجھے یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فی الحال آپ زنانہ کو لیکر معہ جمعیت اور خزانہ میانسرا او رخیل ورک کیطرف چلے جائین یا مجھکو معہ ہمراہیان انکے حوالے کردین جو یہہ فساد رفع ہوجائے ورنہ قلعہ کی پاسبانی اس فدوی کے اور موسیو لاسی کے متعلق ہووے ٹیپو سلطان نے فرمایا خیر اگر تمہارے ندینے مین

ہماری سب کی جمعیت تباہ ہوجائے تو کچھ پروا نہین ایک روز مرنا ہے خیر رضا بہ قضا اور میر صادق کو بلوا کر
قلعہ کا حصار موسیو موشورا در دسیولاسی کے متعلق کرنا چاہا۔ میر مذکور نے ایسا کیا کہ فرانسیس اور انگریز لوگ
ہم قوم ہین۔ انہین اختیار دینا مناسب نہین ضرور اونکا دخل ہوجائیگا ٹیپو سلطان نے متردد ہوکر ایک
آہ پردرد کھینچی اور کہا فتوکلت علی اللہ بعد ازان چونکہ تمام ارکان دولت بسبب ٹیپو سلطان کی سفاکی
کے اوسکی دولت کے مٹانے اور اوسکے خاندان کے استیصال کی فکر مین تھے اون مین سے کسی نے
قلعہ کی دیوار ٹوٹنے تک خبر نہین دی اور آگاہ نہین کیا آخر کار ستائیسوین ذیقعد کو جب معلوم ہوا تو صبح
کو دوسرے روز ٹیپو سلطان نے اپنے ہاتھ سے ایک کاغذ لکھکر معین الدین کے حوالے کیا اور بتخت
تاکید کی کہ آج ہی رات مین بموجب اس نوشتہ کے ہمارا حکم عمل مین آئے مورخ مذکور لکھتا ہے کہ جب
معین الدین نے اوسکو کھولکر پڑھا تو قضائے کردگار وہان ایک فراش حرف شناس موجود تھا اوس نے
دور سے دیکھا اور مضمون سے آگاہ ہوکر میر صادق کو تنبیہ کیا اور بولا کہ آج کی رات آپ کو اندھا کرنیکا حکم ہوا ہے
خبردار رہنا اس عرصہ مین ایک پہر دن چڑھ گیا اور میر مذکور نے ٹوٹے ہوئے حصار کے پاسبانون
کو تنخواہ کے لئے بلواکر مسجد اعلیٰ مین جمع کیا اور ٹیپو سلطان حصار شکستہ کے ملاحظہ کو آیا اور تبرداروں کو
حکم دیا کہ اوسکو درست کرین اور فصیل کے اوپر اپنے لئے ایک شامیانہ تیار کرلیا چونکہ وہ تاریخ اٹھائیسوین
تھی اور غلام حسین منجم نے اس روز کی نحوست ڈہائی پہر تک کے عرصہ تک بیان کی تھی اس لئے کچھ خیرات
کی اور مراجعت کرکے دولت خانہ مین داخل ہوا اس ضمن مین سید غفار نے محاصرین پر حملہ کرکے مارا گیا
اتنے مین کسی نے قلعہ پر سفید رومال ہلایا مجرد اس کے سپاہ انگریزی معہ جنرل برو صاحب کے
شکستہ حصار کی طرف سے قلعہ مین داخل ہوگئی اور ہنگامہ مچگیا اس شور و شغب مین ٹیپو سلطان

محل سے نکلکر مورچہ کیطرف روانہ ہوا اور صادق کمک کے حیلہ سے گہوڑے پر سوار ہوکر قلعہ کا دروازہ کہلوا کر پاسبانون کو حراست کے بارہ مین تاکید شدید کر کے باہر نکلا چونکہ اللہ جل شانہ نے جس طرح لوگون کی شکلین مختلف بنائی ہین اسی طرح عقلین بہی مختلف عنایت فرمائی ہین ایک سپاہی نے میر مذکور کا سا سنا کر کے کہا افسوس ہے اتنے بڑے سردار کو بلوے مین پہسا کر اپنی جان کو بچانے گیا اور تلوار کا ایک وار کر کے خانہ زین سے زمین پر گرا دیا اور اسطرف ٹیپو سلطان جس دریچہ سے مورچہ کی طرف گئے تہے لوٹتے وقت اوسکو بند پایا لکہا ہے کہ یہ بہ صادق کا فعل تہا اور ہرچند کہ ندیم قلعہ دار وہان کہڑا ہوا تہا اوس نے سلطان کو دیکہا مگر کواڑ نہ کہولے اور پیچہے سے لوگون نے آکر سلطان کو گہیر لیا اسوقت سلطان نے تلوار نکالی اور مقابل ہوکر جہانتک ہوسکا لوگون کو مقتول اور مجروح کیا آخر الامر زخمون کی کثرت سے ناتوان ہوکر گر پڑا اور جان نکل گئی۔ فرانسیس لوگ جو محلسرا کے دروازے پر کہڑے ہوئے تہے کچہ عرصہ تک شلک کرتے رہے جسوقت وہ بہی جنگ سے عاجز ہوگئے جنرل بیرڈ نے بحسب روایت چارجنامہ میجر آلان کو پناہ کے لئے روانہ کیا جب اوس نے محلسرا پر پہونچکر ٹیپو سلطان کے دونون فرزندون سے ملاقات کی میجر مذکور کو سلطان کے قتل کی اطلاع نہین تہی اسلئے دریافت کیا کہ ٹیپو سلطان کہان ہے اونکو بہی حال نہین معلوم تہا کہنے لگے ہمکو نہین معلوم ابہی گہوڑے پر سوار ہوکر باہر گئے ہین نکل جانا تو معلوم مارے گئے ہونگے زندہ تو کیا ملین گے لاش ملجائے گی انگریزون نے اول تو اچہی طرح محل مین جستجو کی کہین پتہ نہ لگا جنرل صاحب نے قلعہ دار کو بلوا کر غصہ سے ٹیپو سلطان کو بلوایا اوس نے جب تلاش کی تو معرکہ جنگ مین سلطان کی لاش اوسی وقت کی تازہ پائی انگریز سرہانے آکر کہڑے ہوئے اور نبض پر ہاتہہ رکہہ کے دیکہا نبض کو حرکت نہین تہی فوراً عمل اور دخل مین مصروف ہوے۔ واضح ہو کہ

ذکر خاندان سلاطین

ٹیپو سلطان

اوسکے ہاتہہ سے سات فرنگی لوگ قتل ہوئے تہے وہ دیار دکن مین آرہا تہا کہ اپنی سرحد مین مجہول داخل ہوتے ہی پتا لگانے والے نے خبر دیا اور وہ بہی جس علاقہ مین تہا خبر پاکر بہاگا مگر وہان کے عامل نے سوارون کو حکم دیا اونہون نے اوسکا تعاقب کر کے گرفتار کر لیا اور محروم کی تیسری تاریخ سنہ ۱۲۰۵ھ مین حسینی میان نام اجل گرفتہ ایک شخص نے باپ کے قتل ہونے کا نقطہ مرکیا چونکہ باپ کی قضا تہی نامردہ کا وقت موعود آپہونچا تہا

اس جنگ مین ایک سو اشی آدمی انگریزی فوج سے مارے گئے ازانجملہ مسٹر ٹ نامی سردار اور چند سو ۶۰۰

بیاسی زخمی جان بلب اور ہندوستانی سپاہیون مین سے ایک سو انیس کشتہ اور چار سو چالیس زخمی

ہوئے اور ٹیپو سلطان کی طرف سے بحساب قریب تیرہ ہزار سات سو کے قتل ہوئے اور شہر کے اندر

اسی ہزار سپاہی تھے اور نو سو تیس توپین تیار تہین یہہ فتح عظیم اضلاع دکن مین اہالیان دولت

سرکار کمپنی کے ہوئے اور مال خزانہ اور جواہرات بکثرت انگریزون کے ہاتھ آئے ویسا خزانہ

سالہا سال کا جمع کیا ہوا حیدر علی خان کا تلف ہوا اور جمعیت متفرق شہزادہ میر زمان اور محمد کریم

شاہ برادر ٹیپو سلطان قید ہوئے اگر ارکان دولت برہمی کے درپے تھے تو فی المثل تیشہ ناکامی

اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن پر مارا دوسرے روز بقول صاحب حملہ حیدری کے تمام شہزادون اور

اہل خدمتگارون نے ٹیپو سلطان کا جنازہ بڑے تکلف سے اوٹھاکر لال باغ کے اندر

حیدر علی خان کے مقبرہ مین دفن کیا اوسکے بعد انگریزون نے شاہزادون اور کریم شاہ کے محل

کو معہ اون کے خدمتگارون کے ویلور کی جانب روانہ کیا اور بہت کچھہ امداد خرچ کے لئے

مقرر ہوگیا اور شاہزادہ فتح حیدر جو معہ جمعیت کری گڈہ کے نواح مین تھا یہہ خبر وحشت اثر سنکر

چیناوری کی طرف روانہ ہوا اور اوس نواح کا تمام ملک انگریزون کے قبضہ مین آگیا اور ٹیپو سلطان کی

دولت کا اس سال کے آخر مین استیصال ہوگیا میر غلام حسین منجم نے اوسکی یہہ تاریخ کہی ہے

روح قدسی بعرش گفت کہ آہ ❊ نسل حیدر شہید اکبر شد ❊ دیگر ٹیپو بوجہ دین محمد شہید شد ❊ دیگر شمشیر گم شد

بیان تسخیر دہلی وبعض حالات بہرت پور معہ فتح احمد نگر

اوس طرف کے رہنے والونکی زبانی معلوم ہوا ہے کہ پیرو نام فرانسیس سندھیہ کیطرف سے

جو تمام ملک و سپاہ کا مختار رہتا کیونکہ اوسکا اقتدار بہت زیادہ ہوگیا تھا اس لئے حاکم و محکوم کے
مابین رنجش پیدا ہوئی سندھیہ نے اپنے دربار مین کچھہ کلمات ناملایم اوسکو کہے وہ نگارزدہ ہوگیا
اور اپنے لشکر کو جو چھہ پیوستے اور اسی قدر سوار اوسکی ماتحتی مین تہے اول جابجا بہانہ سے روانہ کردیا
اور خفیہ طور پر جنرل لیک سے نامہ و پیام کرکے کلکتہ سے اوسنے دہلی کی تسخیر کے لئے ایا اور مقابلہ
کے وقت آپ تو کنارے ہوگیا مگر جسقدر سپاہ قلعہ کے اندر تہی وہ لڑی اور سوتشی جمعیت کے
افسر نے بادشاہ کو کہلا بہیجا کہ اگر پیر و مرشد کا ہاتھہ سر پر رہے تو فدوی یہ جنرل لیک کو کلکتہ پہنچا
سکتا ہے بادشاہ سلامت چونکہ شاہ گوپال نام کے ہاتھہ سے نالان تہے اس لئے اوسکو جواب دے گئے
اور ١٨٠٣ع مین جنرل لیک نے قلعہ لے لیا اور بادشاہ کی ماہواری تنخواہ مقرر کردی اور تمام
امراء اور نامور لوگون کے لئے بنا بر تالیف قلوب جاگیرین اور منصب اور خطاب و مشاہرے
مقرر کردئے اوس کے بعد موافق بیان صاحب جام جہان نما کے ١٨٠٥ع مین اشکال انگریزی بسر
کروگے جنرل لیک بہرت پور کی طرف روانہ ہوا اور فتح ہوکر بڑی بڑی لڑائیان وہان کے راجہ
سے بشرکت نواب میرخان اور ہولکر کے ظہور مین آئین ہر چند کہ انگریز لوگ اس طرف کے لوگون سے
لڑتے لڑتے عاجز آگئے مگر برابر حملے کرتے کرتے اون کو بہی تنگ کردیا آخر کار ہولکر شکست
کہاکر بہاگا اور وہان کا راجہ رفع نزاع کے لئے جنرل لیک کے پاس آیا اور ملاقات کی اور فیما بین
سرکارین ماہ اپریل سنہ حال مین عہدنامہ لکہا گیا اور جنرل لیک نے اپنا بیشتر لشکر آگرہ کو روانہ
کیا اور خود بہی منزل مقصود کا قصد کیا اسی عرصہ مین بعض افسرون نے فوجکشی کرکے بالونام
سردار سے جو ملہار راؤ کا طرفدار رہتا احمدنگر بہی فتح کرلیا۔

دوسرا باب حکام مرہٹہ کے بیان مین از ابتداے عروج فتح پونا معہ واقعات ناگپور وغیرہ تا عہدنامہ گوالیار

مہاراشٹ یعنی مرہٹہ عبارت دیوگیر یعنی قلعہ دولت آباد اور اوسکے اطراف سے ہے اسواسطے کہ یہہ ملک ابتداے آفرینش مین مرہٹہ بن دکن بن ہند کا مقام بود و باش کی جگہہ رہا ہے وہانکے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین مرہٹی زبان ایسی جگہہ کے ساتھہ مخصوص ہے زمانہ پیشین مین جب حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالی عنہ نے ایران کو فتح کیا اور نوشیروانکی اولاد پراگندہ ہوئی تو اون مین سے ایک شخص ہندوستان مین آکر رفتہ رفتہ اودے پور کا راجہ ہوگیا اور اوس نے اپنا لقب رانا رکہا پسر رام سنگہہ اور باک سنگہہ اوس کے دو بیٹے تہے رانا کے بعد پسر رام سنگہہ جانشین ہوا اور باک سنگہہ جلاوطن ہوکر ملک دکن کو چلا آیا جب نربدا کے قریب پہونچا تو راجہ اونی موہن سردار کا ملازم ہوگیا جب اونی موہن مرگیا اور اوس نے ایک صغیر بیٹا چہوڑا تو باک سنگہہ نے کمر ہمت باندہ کر اون اطراف کے تمردون اور سرکشونکی پورے طور پر گوشمالی کی اور راہ راست پر لایا اوسوقت سے وہان کے زمیندار اسکو باک بہونسلہ کہنے لگے اوسکی وجہہ یہہ ہے کہ ہندی زبان مین بہون زمین کو کہتے اور سلہ کانٹے کو کیونکہ یہہ زمیندارون کے دلون مین کانٹے کی طرح کہٹکتا تہا اسلئے اسکو اس نام سے یاد کرتے تہے بعض مورخین بیان کرتے ہین کہ صحیح لفظ گہونسلہ ہے اور اصل نام اوسکا باک سنگہہ ہے اور وہ بلاواسطہ رانا کا بیٹا نہین ہے بلکہ اوس کے اور رانا کے درمیان چند واسطے ہین اور گہونسلہ کہنے کی وجہہ یہہ ہے کہ اسکا باپ ایک تجارکی

لڑکی پر عاشق ہوگیا تھا اور بغیر نکاح کے اوس کو گھر مین ڈال لیا تھا اوسکے بطن سے میہ لڑکا پیدا ہوا
اوس کے باپ نے اپنی قوم کا لحاظ کرکے اس امر کے اظہار کو موجب بدنامی سمجھکر خفیہ طور پر تہہ خانہ
مین اوسکی پرورش کرائی اور جب وہ جوان ہوگیا تو ملک دکن مین آکر قوم مرہٹہ کے ایک بڑے
خاندان کی لڑکی سے جو اپنے تئین راجپوتون مین سے شمار کرتے تھے شادی کرلی اور عزت و امتیاز
حاصل ہوا یہان کے لوگون کو جب حقیقت حال معلوم ہوئی تو وہ اوسکو گھونسلہ کہنے لگے گویا اوسکی
پرورش گھونسلہ مین ہوئی ہے اسکی اولاد کے دو شعبہ ہوئے انڈلیہ اور گھونسلہ الغرض جب
باک سنگھ گھونسلہ نے جب اپنی موہن کا بیٹا جسکا میہ کاربردار تھا جوان ہوگیا تو تمام امورات
مالی اور ملکی پر اوسکو مطلع کرکے آپ وہان سے چلدیا اور ملک دکن مین آکر کاشتکاری کا پیشہ اختیار
کیا چند روز کے بعد جادو رائے عرف رکھوجی نے جو دیسمکھہ سرکار دولت آباد نظام شاہ کیطرف
سے تھا اور بارہ ہزار سوار اُس کے ماتحت تھے باک سنگھہ بہونسلہ کو بلاکر نوکر رکھا اور اپنی ڈیوڑہی
کا مختار کیا باک سنگھہ بہونسلہ کے دو بیٹے تھے بالوجی اور منوجی وہ دونون جادو رائے کے صوابدید
سے نظام شاہ کے بارگیرون مین ملازم ہوئے اور بالوجی کے دو لڑکے پیدا ہوئے سیتاجی
اور سرفاجی چونکہ سیتاجی بہت خوبصورت تھا جادو رائے نے اوس کے حسن وجمال کو دیکھکر اپنی
بیٹی جیجا بائی سے اوسکی شادی کردی بیان کیا جاتا ہے کہ سیتاجی نے چند روز کے عرصہ مین نظام شاہ
کے پاس امارت کا مرتبہ حاصل کرلیا اور نظام شاہ کے مرنے کے بعد اوس کے جانشین کا دیوان
مقرر ہوا اوس کے بعد مرزا جگ دیو کی رائے سے بیجاپور کی ملازمت اختیار کی اور بسبب اپنی
لیاقت اور نیز مرزا ندکور کے فرط الطاف سے نواح پونا مین جاگیر حاصل کی پھر عالمگیر شاہ دہلی کیطرف

جو رہ کرکے اعظم خان کوکا تاش کے ذریعہ سے جلوس کے تیسرے سال منصب اور علم اور نقارہ سے امتیاز حاصل کیا مہربان سے نکلا نظام الملک سے ملا اوسکے بعد عادل شاہ کا ملازم ہوا اور پونا کو اپنی جاگیر بناکر آخر کار مر گیا اوسکے تین بیٹے تہے دو بیٹے جیجا بائی دختر جادو رائے کے بطن سے تہے ایک سنبہاجی دوسرا سیواجی سنبہاجی اپنے باپکے روبرو لڑائی مین تیر تفنگ کی ضرب سے مارا گیا اور سیواجی پونا کے بندوبست مین مصروف ہوا اور ایک بیٹا انکوجی لوکا بائی کے بطن سے تہا وہ ملک کرناٹک پر قابض وتصرف تہا سیواجی نے عادلشاہ کی سلطنت درہم برہم ہوجانے کے بعد سوا جاگیرات سنبہاجی کے مثل پونا وغیرہ کے کہ اوسکو اپنا وطن مقرر کیا تہا اور نظام شاہی و ابراہیم شاہی سندین موجود تہین بہت کو ملک اضافہ کیا اور شہر ستارہ کو اپنا دار المقر بنایا پہر رفتہ رفتہ اوس کو اسقدر غلبہ ہوا کہ چالیس بادشاہی قلعے اوسکے قبضہ مین اگئے کوکن کا ملک سب لوٹ لیا بلکہ بعض بندر و نیز بہی اپنا قبضہ کرلیا اور شہر کی راہزنی کے ساتھہ دریا کی راہزنی بہی اختیار کی حتی کہ کچہہ مواضع بادشاہ مرحوم کے بہی قابو مین کرکے لوٹ لئے اوسوقت عالمگیر بادشاہ نے اول راجہ جسونت کو معہ امیر الامرا شائستہ خان صوبہ دار دکن کی گوشمالی کے لئے فرمایا اوس کے بعد جسونت کو طلب کرکے راجہ جے سنگہہ کو اوسکی جگہہ پر نامزد کیا راجہ جے سنگہہ کے آنے کے بعد سیواجی نے اطاعت کو مناسب جانکر صلح کرلی اور امان چاہی اور فرمانبرداری کا اظہار کیا بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کرکے اوسکے بیٹے سنبہاجی کو پنجہزاری منصب عنایت فرمایا اور جب سیواجی مرگیا سنبہاجی نے بہی ویسی ہی بے اعتدالیان شروع کین اس وقت پر بادشاہ خود تشریف لائے اور تنبیہہ کی لیکن اس قوم کا استیصال نہوا بلکہ جب بادشاہ کا آخر وقت ہوگیا تو اس امر پر صلح ہوئی کہ سو روپے کو مین نو روپے

محصول محالات اورنگ آباد خاندیس برار بیدر وغیرہ سے بطریق سردیس مکھی غنیم کو دیا جاوے لیکن
اسکی سند عنایت نہین ہوئی تھی آخر کار سنبھاجی عالمگیر کے غلبہ تسلط سے جلوس کے اکتیسوین سال
مارا گیا اور بقول صاحب عاج نامہ کے اپنی زوجہ کے ہاتھہ سے مسموم ہوا اور راجہ ساہو اوس کا
بیٹا خطاب اور منصب پاکر اوسکی خدمت مین حاضر رہا پھر شاہ عالم کے وقت مین اولا سو روپے
مین دس روپے مقرر ہوکر سند شاہی عنایت ہوئی اوسکے بعد داؤد خان پنی نے جو ذوالفقار خان
صوبہ دار کی طرف سے مملکت مذکور کا نائب تھا مرہٹون سے اتفاق کرکے اوسنے ٹھہرایا کہ جو کچھہ
ملک سے حاصل ہوا اوسکے تین حصے سرکار اعلی مین داخل ہون اور علاوہ دسوین حصے کے جو رعایا
سے مقرر ہوا تھا ایک حصہ غنیم کو ملا کرے لیکن اسکی سند عطا نہین ہوئی پھر فرخ سیر کے عہد مین
امیر الامرا حسن علی خان نے بادشاہ کی مخالفت سے سنہ ۱۱۲۵ھ مین راجہ ساہو کو چند شروط مقرر
کئے یعنی عدم تخت و تاراج ملک و راہزنی اور پندرہ ہزار سوار نائب کی رکاب مین رکھے صلح کی
اور دکن کے چھہ صوبون کی سند معہ وہانکے سردیس مکھی کے لکھکر اپنی مہر کردی اور کوکن وغیرہ اوسکی
عوض مین حوالہ کردیا اور بالاجی برہمن بن بشوناتھہ کو اوسکا وکیل مقرر کیا زناردارون کی ترقی کا
ابتدا اسی جگہہ سے ہے ہرچند کہ بالاجی مادام الحیات تابعدارون کی طرح اپنے عہدہ پر سرگرم
رہا لیکن چند عرصہ مین برہمنونکا اختیار ہوگیا اور مرہٹون کے سردار بالکل معطل ہوگئے۔

ذکر ریاست زناردار ان

ناظم عاج نامہ کا بیان ہے سنبھا ابن سیوا لاولد تھا اوسنے اپنی زندگی مین آٹھہ سردار مقرر کئے
تھے سنبھا کے مرنے کے بعد اوس کے اقربا مین سے ایک شخص کو جو بالکل بے خبر اور بیہوش تھا

براے نام اوسکا جانشین کرکے آٹھون ارکین دولت نے اختیار سلطنت کو اپنے ہاتھ مین
لیا اون آٹھون مین ایک برہمن بالاجی راؤ عرف ناناصاحب ساکن کوکن سب سے بڑا سردار تہا
فقط راجہ رام ساہو کی وہ اطاعت کرتا تہا اوسنے اپنا لقب پیشوا مقرر کرکے پونا مین رہنا مقرر
کیا تہا مؤلف بقول یہ حالم بہادر بالاجی راؤ کے بعد جب اوسکا بیٹا باجی راؤ باپ کی جگہہ مقرر ہوا
تو واضح ہو کہ سنہ ۱۱۴۰ ہجری مین خاندوران خان کے ذریعہ سے مالوہ کا صوبہ دار مقرر ہوا اور
اپنے عہد حکومت مین نواب مغفرت مآب اور نواب شہید طالب ثراہ خوب جنگ کی آخر کار
دریاے نربدا کے کنارے پر محرم کی بارہوین تاریخ سنہ ۱۱۵۳ھ مین بہاندر کی بیماری سے مرگیا
ملہار راؤ ہولکر جس نے سابق مین مالوہ پر چڑہائی کی تہی اور مہادیو راؤ سندہیہ جو باجی راؤ
کے رفیقون مین سے تہے چونکہ زنار دار اونکی ریاست مین سے یہ دونون بڑے نامی افسر
ہوے ہین اور انشاء اللہ تعالی اسکے بعد مفصل حال اون کے خاندان کا بیان کرنے مین آویگا
اور باجی راؤ کے بعد باجی راؤ ثانی اوسکا بیٹا بجاے پدر مقرر ہوا اور سداسیو راؤ عرف پاؤ
ولد چمناجی کا چچازاد بہائی مختار کل مقرر ہوا اس کے کارپردازی کے زمانہ مین جب راجہ
ساہو سنبہا کا جانشین سنہ ۱۱۶۳ھ مین مرگیا چونکہ زنار دار آپ ہی آپ ہو رہنے تہے لکہا ہے
کہ بعد ساہو کے اونہون نے اوسکی قوم کے ایک شخص کو براے نام مسند پر بٹہا کر قلعہ ستارہ
کے قلعہ مین قید رکہا اور ریاست کے تمام مہمات ملکی ومالی کلی وجزئی اپنے قبضے مین کر لیے
واضح ہو کہ بالاجی نے نواب امیر الملک اور نواب آصف جاہ بہادر ثانی سے کئی لڑائیان
سخت کین اور بروز شنبہ ذیقعد کی انیسوین تاریخ سنہ ۱۱۷۴ھ ہجری مین مارا گیا اور

ریاست کا کام مہا چلو راؤ عرف مادہو راؤ ابن بالاجی راؤ اور رگناتہہ راؤ عرف رگہو اوس کے برادر حقیقی کی طرف منتقل ہوا چونکہ تسلط کے وقت مادہو راؤ کی عمر تہوڑی تہی اس لئے رگناتہہ راؤ نے رعایا پر حکم احکام جاری کئے اور سب نے اوسکی اطاعت قبول کی بہر ۱۱۷۷ھ مین مادہو راؤ نے فوج عظیم بسرکردگی گوپال راؤ ہری اور بابو راؤ پہڑنویس حیدر علی خان کے مقابلہ پر روانہ کی حیدر علی خان نے مطلع ہو کر فیض اللہ خان کو مدافعت کے لئے مقرر کیا اور سخت لڑائی ہونے کے بعد مرہٹو نکی شکست ہوئی اوسکے بعد مادہو راؤ اور رگناتہہ راؤ معہ نامی سرداروں کے مثل ترمک ماما اور بابو نائک اور مار وشنکر وغیرہ کے حیدر علی خان سے جنگ کے لئے تیار ہوے اور اکثر قلعے فتح کر لئے اوس وقت حیدر علی خان نے شکست پا کر سرنگ پٹن کی طرف مراجعت کی اور برج وغیرہ کا استحکام کر کے مصالحت کی درخواست کی سوال وجواب کے بعد بسبب راضی طرفین حیدر علی خان نے تیس ۳۰ لاکہہ روپیہ نقد دیا اور ممالک مفتوحہ کے لئے مقامات سے دست بردار ہو کر نزاع کو رفع کیا۔ پہرجب مادہو راؤ ہوشیار ہوگیا تو اپنے چچا رگہناتہہ راؤ کو جو مختار کل رہتا تہا زیر کر کے خود حاکم مستقل ہوا اور پنڈت پردہان اپنا لقب مقرر کیا۔ واضح ہو کہ باجی راؤ اور مورو پہڑنویس اور ہری پنڈت اور بابو سکارام اور مادہو آپا اور ترمک ماما اور نانہ راؤ یہ سب مادہو راؤ پنڈت پردہان کے ارکین دولت ہین۔ ۱۱۸۶ھ مین مادہو راؤ نے اجل طبعی سے انتقال کیا اور اوسکا چہوٹا بہائی نارائن راؤ اٹہارہ برس کی عمر مین اوسکا جانشین ہوا اوس نے اپنی وقتمین رگناتہہ راؤ کا خوب قافیہ تنگ کیا پس رگناتہہ راؤ نے خفیہ طور پر نارائن راؤ کے ارکین سے سازش کر کے ایک سال کے اندر

سنہ ۱۱۹۰ھ مین عین حالت شباب مین قتل کروا دیا اور خود پیشوا ہوا چونکہ نارائن راؤ بلاقصور مارا گیا تھا اور سرداران مرہٹہ اسکی حکومت سے ناراض تھے اس لئے اکثر لوگ مقتول کا بدلہ لینے کے لئے آمادہ ہوئے رگناتھہ راؤ نے جب اپنے اندر مقاومت کی طاقت نہین دیکھی تو یہ ترکیب کی کہ فوراً کئی لاکھہ روپیہ حیدر علی خان نایک سے لیکر قلعہ دہارور اور ... وا وغیرہ کا بتیس لاکھہ روپیہ سال مین ٹھیکہ دیکر اوسکے حوالے کر دیا اور تحریر کرکے اپنی مہر کر دی اور خود سامان سفر کرکے والاجاہ کی طرف انگریزون کی پناہ مین چلا گیا پس انگریز اور مرہٹون مین بسبب اسکے اعانت دینے کے نزاع پیدا ہوا چنانچہ راقم نے اوسکی تفصیل دفتر دوم مین بموجب حدایقہ عالم کے بیان کیا ہے جس کے مصنف میر عالم بہادر ہین وہ ان تمام لڑائیون مین ہمراہ رکاب نصرت انتساب شریک رہے ہین معہذا صاحب جارج نامہ نے بھی جو بیان یہان کیا ہے اوسکو دوبارہ بیان کیا جاتا ہے ہرچند کہ مضمون وہی ہے لیکن سیاق عبارت کا فرق ہے اور چونکہ وہان اہل اسلام کے حالات مندرج ہین اس لئے سنوات ہجری سے بیان کیا ہے اور یہان اہل فرنگ کے حالات ہیں اسلئے سنوات عیسوی کا لحاظ رکھا چونکہ جدول فہرست مین دونون سنہ لکھے گئے ہین اسلئے ناظرین کی معرفت کے واسطے ہر جگہ تطابق کی ضرورت نہین سمجھی گئی مگر تاہم کہین کہین تطابق بیان کیا ہے۔

ذکر جنگ ہاے انگریزی لبعض سرداران قوم مرہٹہ بسبب اعانت رگناتھہ راؤ بموجب جارج نامہ تا وفات رگناتھہ راؤ

چونکہ انگریز لوگ مرہٹون سے لڑنے کے لئے مدت سے بہانہ ڈھونڈ رہے تھے رگناتھہ راؤ

کے آنے کو بہت غنیمت سمجھا اور اوسکی اعانت کا التزام رکھکر آمادہ جنگ ہوئے اور کونسل کرکے اوسنے نامہ وپیغام کے بعد کرنل ڈوربرن کو معہ سپاہ سرونج کیطرف روانہ کیا کرنل مذکور نے وہان پہونچکر شہر وحصار کا محاصرہ کرلیا لکھا ہے کہ ہنگام جنگ سرونج کے اون لوگون نے جرأت کرکے کرنل ڈوربرن کو مارلیا لیکن اور سرداران سپاہ انگریزی نے حملہ کرکے شہر کو فتح کرلیا او وہان ست شاستی کی جانب جو بمبئی کے قریب ہے رخ کیا جزیرہ مذکور کو مرہٹون کے قبضہ سے نکالکر چھوڑا تھا اس ضمن مین تین سردار جو ہندوستان کے بندوبست کے لئے انگلینڈ کی طرف سے ۱۷۷۴ء مین وارد کلکتہ ہوئے تھے اونکو رگھو کی کمک کرنے اور مرہٹون کے ساتھہ جنگ کے ساتھہ پیش آنا نامناسب معلوم ہوا اور اپنی قوم کے سردار کو اس امر سے منع کیا اور کرنل اپٹین بنا بر صلح روانہ ہوئے اور پانچ مہینہ مین خشکی کے راستہ سے پونا کو پہونچا اس عرصہ مین سیوان نارائن راو کی بیوا کے جو اوسکے قتل کے وقت حاملہ تہی لڑکا پیدا ہوا ارکین دولت مرہٹہ نے اس طفل شیرخوار کو اپنا سردار فرض کرکے پیشوا اوسکا لقب رکھا اور سکارام پنڈت اور نانا پھڑنولیس اوسکے پر وہان مقرر ہوئے تھے کرنل اپٹین نے اون سے ملاقات کی اور صلح کی گفتگو پیش کی اور اس امر پر صلح قرار پائی کہ مرہٹہ بہروچ اور شاستی انگریزون کو دیدے اور بابت جنگ کے دس لاکھہ روپیہ سرکار کمپنی مین داخل کردے اور کچھہ سالانہ بنا بر کفاف رگھو کے لئے مقرر کیا جاے پس حسب قرارداد عمل مین آیا و صلح ہوگئی لیکن رگھو نے نہ مانا اور نیز پونا کو نہین روانہ ہوا بلکہ بمبئی مین قیام کا سامان کیا پھر ایک گروہ کے لوگ اہل پونا سے خفیہ طور سے رگھو کے ساتھہ نامہ وپیام رکھتے تھے وہ لوگ پونا مین فساد کرنے لگے مرہٹون نے

سمجہاکہ یہ فتنہ انگریزون کی طرف سے ہے اسکو رفع کرنا چاہیئے اور عہد سابق کو توڑکر پہر از سر نو
عہد کیا اوس عرصہ مین بمبئی جب مرہٹون کے قبضہ مین تہا انگریزون نے مانگ لیا اور دریا
کے کنارے پر اپنی دکانین لگا دین مرہٹون نے سمجہا کہ بمبئی مین رگہو کا رہنا مناسب نہین ہے
اور خیال کیا کہ اوسکے وہان رہنے سے بمبئی مین ہمارے انگریزون کے درمیان چشمک رہے گی
چار ناچار پچاس ہزار روپے سال دینے شروع کئے چونکہ اوسکو پونا مین آنے سے انکار تہا
شہر بنارس جو ہندوؤن کی پرستش گاہ ہے اوسنے اپنی سکونت کے لئے لکہہ بہیجا انگریزون
نے اس بات کو ناپسند کیا اور صلح کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور جنگ کا سامان تیار ہوا ماہ اپریل ۱۷۷۸ع
مین کلکتہ کے سپہ سالار نے کرنل سلی کو ساٹہہ ہزار فوج دیکر الہ آباد سے رخصت کیا لکہا ہے کہ جب
کالپی سے گذر کر بندیلکہنڈ کو پہونچا ہے وہان ایک شہر مادہ کا محاصرہ کیا اور اوس مین کرنل مذکور
مارا گیا اور اوسکی بجائے کوڈرڈ بنگالے سے روانہ ہوا اور بمبئی سے کرنل اکرتن رگہو کو ساتہہ لیکر
معہ سپاہ جرار پونا کو روانہ ہوا اور وہ ۱۷۷۹ع مین کہنڈولہ سے کوچ کرکے جنگ مین مصروف
ہوا اور خوب لڑائی ہوئی آخرکار مرہٹے غالب آے اور ساتہہ ہزار آدمی پیادہ سوار انگریزی فوج کے
مارے گئے اکرتن نے پریشان ہوکر صلح کا پیام بہیجا اور یہہ بہی کہا کہ ہم بشرط صلح بہڑونچ اور شاستی
معہ رگہو کے تمکو واپس کرتے ہین مرہٹون نے بہی منظور کیا پس انگریزون نے مہاداجی سندہیہ
کے سپرد کیا اور صلح ہوگئی اسی ضمن مین کوڈرڈ جو بجائے کرنل کی لی کے روانہ ہوا تہا حسن آباد
مین آگیا اور وہان سے برار کے راجہ کو اس مہم مین شریک ہونے کے لئے لکہا اوسنے قبول
نہین کیا پس کوڈرڈ برہان پور مین داخل ہوکر پونا کو جانے والا تہا تو اوسی مقام پر اکرتن کا خط مشتمل

سیہ مضمون صلاح مذکور پہونچا کوڈرروڈ اوسکے مضمون سے آگاہ ہوکر بندر سورت کولوٹ گیا اسکے بعد رگہوبا پاسبانون کی سازش سے سندہیہ سے نکل گیا اور بندر سورت مین پہونچکر کوڈرروڈ مین سے ملا اور اپنی کاربراری کے واسطے بہت کچہ اقرار کئے اور عہد و پیمان کرکر کوڈرروڈ کو اپنا معین بنایا واضح ہوکہ اب صلاح گذشتہ درہم برہم ہوگئی چونکہ ان روزون مرہٹون نے حیدر علی خان سے صلح کرلی تہی اور نواب نظام الملک سے بہی اتفاق بہم پہونچایا تہا اور نجف خان امیر کبیر ہند سے بہی آشتی پیدا کی تہی اس لئے انگریزون سے لڑائی کے لئے سب بالاتفاق راضی ہوے اور چارون طرف سے یورش کا طومار باندہنا چاہا اور یہہ تجویز کی کہ مونداجی بہونسلہ بنگالہ کی طرف روانہ ہو اور نواب میر نظام علی خان معہ حیدر علی خان کے کرناٹک مین رہے کرنل کوڈرروڈ نے معہ سپاہ بندر سورت سے چلکر اور گجرات کی سرحد مین پہونچکر مرہٹون کے بعض مقامات مسخر کرلئے اور پہر بندر سورت کو واپس ہوگیا اور ہولکر اور سندہیہ جو فوج سنگین لیکر کوڈرروڈ کے مقابلہ کو نکلے تہے انہون نے واپسی کی خبر سنکر سورت بمبئی کا قصد کیا لکہا ہے کہ وہان پہونچنے کے بعد کرنل مذکور سے سخت لڑائی ہوئی طرفین کے آدمی بکثرت مارے گئے ہرچند کہ اس دفعہ پلہ برابر رہا لیکن پہر کپتان کمٹل نے جو رسد و غلہ کے لئے پانچ ہزار سوار سے ما سور تہا مقابلہ کرکے مرہٹون کو منہزم کیا اب اس کے متصل حسب الایما رکوڈرروڈ کی لفٹنٹ والس نے ایک ہزار سوار اور ایک ہزار پیادہ سے لشکر سندہیہ پر چہاپہ مارکر نقصان پہونچایا اسی ضمن مین میجر پہیم نے فوج کشی کرکے گوالیار کا قلعہ لے لیا اوسکے بعد سنہ ۱۷۸۱ع مین باستصواب کرنل نیب رو افسران انگریزون اور سندہیہ مین صلح ہوگئی اور یہہ عہد ٹہرا کہ

شامل تہی اور بہروچ پر انگریزون کا قبضہ رہے اور بس ہی رگہو کے علاقہ مین ہوجاے آخر کار
رگہو نے بہی چار ناچار اس بات کو قبول کیا اور ہولکر سندہیہ کے علاقہ مین جو سرزمین ہے وہان کا
قیام اختیار کرکے اونکے ہمراہ ہوا قضا کردگار اس صلح کو کچہ عرصہ نہین گذرا تہا کہ اسی سال مین
رگناتہہ راؤ عرف رگہو کا انتقال ہوگیا او قضیہ طے ہوا اوسکے بعد سرداران مرہٹہ اور انگریزون کے
مابین بہت روزون صلح رہی کوئی مناقشہ درپیش نہین ہوا بلکہ ٹیپو سلطان کی مہم مین جب میسور کی
صلح او جنگ مین ایک دوسرے کا شریک حال تہا چنانچہ بیان کیا گیا لیکن زمانہ کا حال یکسان نگار رنگ ہے
پہر کئی مرتبہ لڑائی ہوئی حتی کہ پیشوا کی ریاست تباہ ہوگئی چنانچہ ان لڑائیون کا حال پیشوا او رہبونسلہ
اور ہولکر او سندہیہ سے مفصل بیان کیا جاتا ہے لیکن ربط قایم کرنے کے لئے مرہٹونکی ریاست
کا حال بیان کرنا بہی منجملہ ضروریات کے ہے اب نامہ نگار اوسکی طرف رجوع کرتا ہے مخفی نرہے کہ
جو اسلیے آہنگ تاست ہو جو باتین حدیقہ عالم اور تزک آصفیہ مین کہ یہہ دونون کتابین راقم کا ماخذ ہین
نہین پائین مطلب فوت نہونے کی غرض سے نوشتجات سے انتخاب کرکے اس کتاب مین داخل
کردی گئین اور بعض حالات بالکل کہین نہین لکہے دیکہے وہ حالات عمر رسیدہ لوگون کے زبانی
جو دربار عالی کے حاضرین مین سے تہے اور اپنے آپ کو اون حالات مین شریک بیان کرتے تہے
سنکر لکہدیا ہے شبہہ نہ باقی رہنے کے لئے حالات درج کردئے اور دروغ برگردن راوی ہے
مین اوس سے بری الذمہ ہون مہذا جو حالات لکہنے مین آتے ہین وہ اون الفاظ سے جو اوسپر
دلالت کرتے ہین سمجہ مین آجاتے ہین اور جو حالات سننے کے متعلق ہین وہ اوس کلام سے سمجہے مین
آسکتے ہین جنہین اون حالات کی طرف ایما پایا جاوے اس سے روایت کا قوت وضعف ناظرین کو

معلوم ہوسکتا ہے۔ آمدم برسر مطلب۔

ذکر سوائی مادھو راؤ کا اور اوس کے بعد بڑی بڑی کشمکش سے مسند پیشوائی پر مسلّط ہونا سوائی باجی راؤ کا تا انتقال نانا پھڑنویس معہ دیگر وقائع مکاتیب غیر معارفہ

جب رگناتھ راؤ کے وجود سے زمانہ خالی ہوا تو بالاجی راؤ عرف نانا پھڑنویس کو دولت مرہٹہ کی کچھہ اختیارات حاصل ہوئے اور ریاست مذکور بلا دغدغہ بالاستقلال سوائے مادھو راؤ ابن نارائن راؤ طفل ہفت سالہ کیطرف منسوب ہوئی اور اوسکا لقب پنڈت قرار پایا لکھا ہے کہ جب وہ جوان ہوا اور سن شعور اور تمیز کو پہونچا تو ارکین دولت نے رسم جلوس کے لئے تاریخ مقرر کی اور گدی پر بٹھلانے کے لئے صاحبزادہ بہادر کی استدعا کی اجازت لیکر حیدر آباد سے روانہ ہوئے اور سوائے مادھو راؤ کو اپنے ہاتھہ سے بٹھلایا اور نانا پھڑنویس اوسکا کارپرداز ہوا واضح ہو کہ دیوان مذکور بہت سنجیدہ اور فہیم تھا ارباب تواریخ نے لکھا ہے کہ اسنے مادھو راؤ کی ریاست کو بہت رونق دی اور قریب تین لاکھہ پیادہ کے لشکر تیار کیا اور بندگان عالی اور افسران انگریزی سے بہت موافقت پیدا کی منجملہ اوسکی کارپردازیون کے ایک یہہ ہے کہ سنہ ۱۱۹۹ھ مین جب ٹیپو سلطان والی کرناٹک وسریرنگ پٹن نے قلمرو کے اندر اپنے نام کا خطبہ اور سکہ کر کے اس بات کی خواہش کی کہ دوسرونکے ملک مین بھی ایسا ہی کرون خصوصاً مرہٹونکے ملک مین اور ٹیپو سلطان کو ہمیشہ اہل فرنگ سے فساد رہتا تھا اور بادشاہ سلامت کی خدمت مین بھی گستاخ تھا چونکہ اسی عرصہ مین حضرت ظل سبحانی

ٹیپو سلطان کی گوشمالی کے لئے برآمد ہوئے اور انگریزی فوج بہی مشیر الملک مدار المہام اور میر عالم بہادر وکیل کی رائے سے ٹیپو سلطان کی سرحد پر آپہونچی سپاہ مرہٹے مین سے قریب ستر ہزار سوار جرار کے سوائے مادہو راؤ کے ساتہہ ہوئے اوسکے بعد حضرت ظل سبحانی اور پیشوائے بت پرست مین عرصہ بازار جنگ گرم ہوا اور طرفین کے لوگون مین سے کچہہ زخمی ہوئے اور کچہہ کام آئے۔

بندگان عالی اور سوائی مادہو راؤ کے مقام کہرلہ پر جنگ کا بیان سنہ ۱۲۰۸ھ مطابق سنہ ۱۷۹۴ع کے

مشیر الملک نے چاہا جو ملک حضرت سرکار گردون اساس کا بہاؤ کے وقت سے مرہٹون کے تصرف مین ہے واپس ہوجائے بلکہ نزوبت پنڈت کے استیصال کا ارادہ کرکے حضور عالی پر عرض کیا خود بدولت نے دیوان کے ترغیب دینے سے بلدہ سے رونق افزا ہوکر قبضہ بیجہ مین چہاؤنی ڈالدی اسی ضمن مین مہادیوجی سندہیہ بہی جو سلطان دہلی کا وزیر تہا ہندوستان سے پونا مین آیا اور آتے ہی اجل طبعی سے مرگیا اور بعض بیان کرتے ہین کہ اوسکو زہر دے دیا گیا اور وہ خفیہ طور پر مشیر الملک کے ساتہہ متفق تہا واللہ اعلم اسکے فوت ہوجانے کے بعد دولت راؤ جانشین اوسکا لشکر پیشوا کے سردارونکا شریک ہوا پس قضا کردگار مشیر الملک کی تدبیر برہم ہوگئی اوسکے بعد سوائے مادہو راؤ جو ابتدائے عمر سے سرکار دولت مدار کا مرہون منت تہا احسانات سابق کو فراموش کرکے معہ اپنے سرداران لشکر کے مثل نکوجی ہولکر اور دولت راؤ سندہیہ اور پرس رام بہاؤ اور رگہوجی بہونسلہ وغیرہ قریب تین لاکہہ سوار پیادہ کے سنہ ۱۲۰۹ھ مطابق سنہ ۱۷۹۵ع کے نکلا اور بادشاہ سلامت بہی مشیر الملک کی رائے سے ایک لاکہہ تیس ۳ ہزار سوار ہمراہ رکاب

بیدر سے نکلکر کہرلہ کے اطراف مین آئے اور ارادہ تہا کہ اسباب زائد پرینڈہ کے قلعہ مین رکہکر پونا پر
حملہ کرین اور پیشتر کی طرح اوسکو پامال کردین اس اثنا مین شعبان کی اٹھارہوین تاریخ جمعہ کے روز
عین کوچ مین مرہٹون کی فوج نمودار ہوئی مظفر الملک اسد علی خان بہادر اور اثر درالدولہ میر
ریمون فرانسیس سے جو منقلا پر تہے مقابلہ ہو گیا لکہا ہے کہ ایک پہر تک خوب جنگ ہوئی اسد علی خان
بہادر نے خوب جوانمردی دکہلائی لڑائی ہو رہی تہی کہ آفتاب غروب ہوا اس رات کی تاریکی مین
بادشاہ سلامت بغیر روشنی کے کہرلہ کی طرف آگئے اور اہل کفر اپنی جگہہ پر قایم رہے منیر الملک
بہادر نے پہلے سے جاکر قلعہ کے بروج اور دروازہ پر بڑی بڑی مہتابیان روشن کرادین
تاکہ اہل لشکر کو قلعہ کی سمت معلوم ہو لکہا ہے کہ قلعہ وہان سے چہہ کوس تہا اسقدر مسافت
تمام رات مین طے ہوئی خود بدولت صبح کے وقت تشریف لائے وہان معاندین نے آکر محاصرہ
کرلیا اور بائیس روز تک شور وغوغا مچا رہا پہر صلح کی گفتگو درپیش ہوئی مرہٹون نے کچہہ ملک اور
تین کرور روپیہ نقد اور مشیر الملک کو جو اس جنگ کے بانی تہے طلب کیا خود بدولت نے اوسکو
قبول فرمایا اور جنگ موقوف ہوئی پس حضرت موصوف کو ہاتہی پر سوار کراکے روانہ کیا اور سردار
مرہٹہ اپنی قیام و خرگاہ سے اونکے استقبال کے لئے آئے اور بعد ملاقات تعظیم کے ساتہہ ہاتہی پر
بٹہلاکر لشکر مین لے گئے اور نظر بندر رکہا اوسکے بعد خود بدولت نے پینتیس ۳۵ لاکہہ روپیہ کا
ملک صوبہ خجستہ بنیاد اور محالات پایان گہاٹ اور اندور بودن سرکار ناندیر صوبہ محمد آباد مع
سب مرہٹون کے قبضہ مین دیا اور نقدی کے بارے مین وعدہ کرکے قلعہ مذکور سے حیدرآباد
کو روانہ ہوے اور فوج مرہٹہ مشیر الملک کو ہمراہ لیکر پونا کو واپس چلی گئی اوس کے بعد سنہ ۱۲۱۲ھ

مطابق سنہ ۱۲۱۰ھ کے سوائی مادہوراؤ ایک دن پتنگ اوڑانے کے لئے کہڑا ہوا قضارا گرد کار اوپر دیکہتے دیکہتے نیچے کی طرف اوترنا چاہا دہ لب بام سے نیچے گر پڑا اور طرفہ یہہ ہے کہ بالے خانہ کے نیچے حوض تہا مادہوراؤ کے پہلو مین ایک گلدستہ ایسا لگا کہ اوسکے جگر پر صدمہ پہونچا اور وہین ٹہنڈا ہوگیا اس کے مرنے سے پونا کی ریاست مین خلل واقع ہوا اور سرداران مرہٹہ مین اختلاف پڑا کس کو جانشین کرنا چاہئے بعض معتبر لوگونکی زبانی جو وہان مشیر الملک کے ہمراہ تہے معلوم ہوا ہے کہ سوائی مادہوراؤ کی بی بی جب وہ اوپر سے گرا ہے حاملہ تہی نانا پہڑنویس نے چاہا کہ بعد تولد اس بچے کو جانشین کرے باجی راؤ اور چمنا آپا اور امرت راؤ پسران رگناتہہ راؤ جو اوسوقت پونا گڈہ کے قلعہ مین مقید تہے اون تینون مین سے امرت راؤ کو منتخب کر کے ریاست پر بٹہلا دیا دولت راؤ سندہیہ نے اسکو نامنظور کیا اور پرس رام بہاؤ کی شرکت سے باجی راؤ پسر کلان رگناتہہ راؤ کو تفویض ریاست کے لئے قلعہ سے نکال لایا اور بعض جگہہ لکہا ہے کہ نانا پہڑنویس کو ایسا تنگ کیا کہ وہ اپنے ارادہ سے باز آکر کوکن کو معہ جمعیت انگریزونکی پناہ مین چلا گیا دولت راؤ مذکور باجی راؤ کے جلوس کے لئے ساعت مختار کا منتظر تہا کہ دفعتہ پرس رام بہاؤ اور باجی راؤ کی باہم رنجش ہوگئی پرس رام نے اوسکی رفاقت سے کنارہ کش ہوکر اس بات کا قصد کیا کہ نانا پہڑنویس کو کوکن سے بلا کر امرت راؤ کو حسب تدبیر سابق قایم کرے مشیر الملک بہادر بہی مرہٹونکی صلاح مین شریک ہوئے اور پرس رام اور امرت راؤ کو بتدبیر شائستہ اسیر پنجۂ تقدیر کیا اور مدار المہامی کی شرط سے نانا پہڑنویس کو نامہ و پیام پہونچا کر باجی راؤ کی سلطنت پر رضامند کیا اور وہان سے بلا کر اپنے ساتہہ لے گیا اور نذر دلوائی جب تصفیہ تمام ہوگیا تو باجی راؤ پونا کی مسند ریاست پر

مقرر ہوا اور اراکین دولت نے اوسکی اطاعت قبول کی سندھیہ نے بہی اوسکو تسلیم کیا پس مشیر الملک پینتیس ۳۵ لاکہہ روپیہ کا ملک سردار دولت مدار کا جو مرہٹون کے قبضہ مین چلا گیا تہا اوسکی گذاشت لیکر معہ موقوفی چوتہہ صوبہ بیدر رخصت حاصل کی اور سب سے تاف کرکے حسن تدبیر کے ساتہہ جمعیت سرکاری کے ہمراہ ہو لینے کے لئے گئی تہی اور محمد سبحان خان بہادر بہی ساتہہ تہے حیدرآباد کو روانہ ہوئے اور خدا کا شکر ادا کیا چند عرصہ کے بعد نانا پہڑنویس مرگیا اور سندھیہ جو بڑلہ فوج کثیر اور باقاعدہ رکہتا تہا اور پیشوا کے ملازمون مین سے تہا پیشوا اوس کے قابو مین آگیا اور محکوم کا حکم حاکم پر جاری ہوگیا اب ہم خارج نامہ کے مضمون کی طرف رجوع کرتے ہین۔

ذکر ریاست باجی راؤ اور محی آباد پونا اور ناگ پور مین انگریزونکی کوٹھیان بنانے کا حال

واضح ہو کہ نانا پہڑنویس مختار کار ریاست مرہٹہ کے مرجانے کے بعد ہولکر کو سندھیہ کے اقتدار سے حسد پیدا ہوا اور بنا بر نزاع جمعیت فراہم کرکے پونا کی طرف روانہ ہوا تا کہ پیشوا کو قابو مین لاوے باجی راؤ کو اوٹہا کر امرت راؤ کو بٹہاوے اور سندھیہ کو کسی صورت سے تباہ کردے باجیراؤ پیشوا نے سندھیہ سے اعانت لیکر ہولکر سے مقابلہ کیا اور جنگ عظیم کے بعد شکست کہا کر بہار کے قلعہ مین پناہ لی ہولکر نے اس فتح سے شادان او فرحان پونا مین آکر باتفاق سرداران مرہٹہ امرت راؤ برادر باجیراؤ کو مسند نشین کیا باجیراؤ کرنیل کلوس کو جو سردار کمپنی کیطرف سے پونا کی وکالت پر مامور تہا اس مضمون کا رقعہ لکہا کہ تم میرے ساتہہ رہو اور میری اعانت کرو مین بعد دفع غنیم کے بیس ۲۰ لاکہہ روپئے سالانہ خرچ سپاہ کے لئے دیا کرونگا کرنیل مذکور نے قبول کیا اور عہد نامہ لکہا گیا

باجیراؤ نے اوسپر اپنی مہر کردی کرنیل نے اوسکو جنرل ولزلی لارڈ گورنر کلکتہ کے پاس بہیجا دیا لارڈ گورنر نے اوسکو دیکہہ کر کرنیل کلوسکو بنائے اتحاد قایم کرنے کی غرض سے سندہیہ کے پاس بہیجا ہولکر نے یہہ حال دیکہہ کر امرت راؤ کے اتفاق سے کرنیل کو باین مضمون نامہ لکہا کہ ہمکو آزار منظور نہین ہے ہمارے اور سندہیہ کے مابین اگر تم درمیان ہو کر فیصلہ کر دو تو تمہاری نیک نامی کا باعث ہوگا اس عرصہ مین باجیراؤ مشیر الملک کی صلاح سے قلعہ بہارے نکلکر بمبئی کو آیا کرنل کلوس بہی پونا سے چلکر بندر بمبئی مین آیا تاکہ باجیراؤ سے عہد بختہ کرکے امرت راؤ کو اوٹہا دیا جاوے اور یہہ اس مضمون کا عہد نامہ لکہا گیا۔

خلاصہ مضمون عہد نامہ باجی راؤ و افسران انگریزی

افسران انگریز باجیراؤ کے معاون و مددگار رہین اور چہہ ہزار کی جمعیت اوسکی محافظت کیلئے متعین ہو اور سرکار کمپنی کا ایک وکیل سوال وجواب کے لئے ہمیشہ پونا مین رہا کرے اور باجی راؤ چہبین لاکہہ روپیہ سالانہ خرچ سپاہ کے لئے پہونچا دیا کرے اور افسران انگریز بندر سورت کا چہارم خراج باجی راؤ کے خزانہ مین داخل کیا کرین پس لارڈ گورنر ولزلی نے جنرل اسٹورٹ کو جو ہرسیر مین تہا لکہہ بہیجا کہ فوج کو ساتہہ لیکر پونا مین جاؤ اور امرت راؤ کو اوٹہا کر باجیراؤ قدیم پیشوا کو بٹہادو اور لارڈ گورنر خود بہی ۱۸۰۳ء مین دس ہزار فوج ساتہہ لیکر اوس تجویز کے پورا کرنے کو اپنے فرودگاہ سے چلا اور نواب نظام الملک کی سپاہ بہی بسر کردگی راجہ مہیت رام کرنیل اسٹورٹ کے ہمراہ ہوئی ہولکر نے اس بات سے مطلع ہو کر اپنی تمام جمعیت کو جو پونا مین تہی بلوالیا اور سکو تیار کرکے شہر چندوڑ کی طرف ہو وہاں سے ساتہہ کوس پرے معہ امرت راؤ کے

روانہ کیا اور پونا کی بستی کو آگ لگا دی کلوس نے باجی راؤ کو یہان کے حالات لکہہ بہیجے چونکہ باجی راؤ
کے اعیال واطفال سب پونا مین تہے گہبرا گیا اور لارڈ گورنر ولزلی کو اطلاع کی لارڈ ولزلی سنکر بہت
ناخوش ہوا اور وہان سے ہرچند کہ تینس ۳۳ کوس کا فاصلہ تہا بہت جلد آگیا اور اہل خلاف کو شکست دیکر
اسی سال یعنی سنہ ۱۸۰۳ء مین پیشوائے جدید کو درمیان سے اوٹہا کر پیشوائے قدیم کو قایم کیا باجی راؤ
نے اپنے عہد کے موافق چہہ ہزار کی جمعیت انگریزی نوکر رکہی اور چہبیس ۲۶ لاکہہ روپیہ سالانہ حسب
قرار داد مقرر کیا سندہیہ نے یہہ بات سنکر نامنظور کی اور بہت رنجیدہ ہوکر اوس عہد کے
توڑ ڈالنے کا خواہان ہوا اور عہد شکنی کی تدبیر مین خفیہ طور پر ہولکر اور برار کے راجہ کو نامۂ
پیام سے اپنا شریک حال کیا اور آپ پونا کیطرف چلا گیا اور یہہ مشہور کیا کہ مجہکو ہولکر سے کینہ
ہے مین اوس سے بدلا لینے جاتا ہون سندہیہ کو یقین تہا کہ انگریزون کو یہہ حال معلوم نہوگا لیکن
چونکہ انگریز لوگ دانا اور ہوشیار ہوتے ہین کرنل کلوس کو یہہ راز معلوم ہوگیا کرنل کلوس نے
کہا تم پونا کیطرف فوج کیون لئے جاتے ہو ہولکر تو وہان سے نکل گیا اور پیشوائے قدیم اپنے
مسند پر قایم ہے کہ تمنے برار کے راجہ اور ہولکر سے جو درباطن اتفاق کرلیا ہے یہہ اچہا نہین
ہے سندہیہ نے سنکر کہا مین اِسکا کیا جواب دون جب برار کے راجہ اور ہولکر سے ملاقات ہوگی
معلوم ہوجائے گا کرنل کلوس نے اوسکا یہہ پیچ دار کلام سنکر لارڈ گورنر ولزلی کو اطلاع دی اور
سندہیہ نے اطراف وجوانب کے تمام مرہٹونکو انگریزون کے ساتہہ جنگ کرنے کے لئے نامے
روانہ کئے لارڈ گورنر ولزلی نے جنرل لیک کو چہٹی لکہی کہ متفرق فوج جا بجا سے اکٹہا کرکہین
کہ کیا اتفاق درپیش ہوا اور ایک نامہ سندہیہ کو اور ایک خط برار کے راجہ کو لکہا کہ تمہاری دلین

ہماری طرف سے بدی پیدا ہونے کا کیا سبب نہے ہمکو تو تمہارے ساتھہ پرخاش نہین ہے بہتر ہے کہ تم اپنے اپنے ملک کو پھر جاؤ اونہون نے جواب دیا کہ ہم کیونکر جاوین کہ تمہارا قصد جنگ کا نہین ہے تم نے اپنی تمام فوج بمبئی اور مدراس اور میسور سے بلائی ہے جب تمہاری سب جمعیت اپنے اپنے مقام پر لوٹ جائے گی تو ہمکو یقین ہو جائیگا کہ تمکو پرخاش نہین ہے پھر ہم برہانپور کو چلے جاوینگے لارڈ گورنرولزلی یہہ بات سنکر سندھیہ سے ناامید ہوے اور کونسل انگریزی بھی اوس سے جدا ہوگئی اس عرصہ مین نیبرو نام فرانسیس نے جو سندھیہ کا ملازم تھا پیرس کو جو ملک فرانس کا دارالسلطنت ہے کمک کے لئے لکھا چونکہ ان روزون انگریزون اور فرانسیسون مین نزاع درپیش تھا لارڈ گورنر ولزلی نے اوسکو گرفتار کرلیا اور جابجا لشکر کو آراستہ ہونے کا حکم دیا اور خود وہان سے چلکر احمد نگر کو معہ قلعہ کے فتح کرلیا اور کرنل اسٹونس کو معہ جمعیت جالنہ کیطرف بھجوا دیا لکھا ہے کہ وہان بھی خوب لڑائی ہوئی اور خود بھی اورنگ آباد سے ہوکر بدنہ پور کو پہونچا اور دولت راؤ سندھیہ بھی معہ فوج کے آسائی پر آیا اوسکے پاس تیس ہزار فرانسیسی فوج تھی باہم مقابلہ ہوکر خوب تلوار چلی اور گولہ باری ہوئی اور لوگ بکثرت مارے گئے اور زخمی ہوئے اس ضمن مین کرنل ودیل تن نے شہر بڑودہ سے نکلکر بھروچ کو فتح کیا اور کرنل ہارکوٹ نے برار کے راجہ سے کٹک کا ملک چھین لیا علی ہذا القیاس ہر ایک کرنل نے اپنی اپنی فوج لیکر جابجا جنگ شروع کردی اور فیمابین فرانسیسیون اور انگریزون کے ہتھیار چلنے لگے اور جنرل لیک نے دہلی مین شاہ عالم بادشاہ کو دولت راؤ کی نظربندی سے مطلق العنان کردیا اور وہان اپنا اختیار کرکے پھر آگرہ کا قلعہ فتح کیا دولت راؤ نے سنکر دہلی کیطرف فوج روانہ کی اور جنرل لیک سے

ڑائی ہوئی جنرل لیک کواوس لڑائی مین فتح حاصل ہوئی اور کرنیل واندیلر اس جنگ مین مارگیا
اور جنرل اسٹونس نے اسیرگڈہ کا قلعہ لے لیا آخر کار سندہیہ نے ہتنک کر وکیل کو مصالحت
کی غرض سے لارڈ گورنر جنرل ولزلی کے پاس روانہ کیا تہا کہ اس عرصہ مین ایک جنگ لشکر
سندہیہ اور راگہ برار سے واقع ہوگئی ہے کہ گنگا دہر کو موقوف کرکے ایک شخص سیتارام کو
جو پیشتر کا بک وارڈ کا دیوان تہا بدستور سابق مقرر کرے اس عرصہ مین ایک شخص گوبند رام معہ
ایک اور شخص کے سیتارام کیطرف سے وکیل ہوکر ۱۸۱۵ء مین وارد پونا ہوا رزیڈنٹ نے
یہہ فتنہ انگیز دیکہکر باجی راؤ کے سفیر کو بلاکر کہا تمکو گنگا دہر سے کینہ رکہنا اور سیتارام سے سوال
وجواب کرنا مناسب نہین ہے اوسنے جواب دیا کہ راجہ کا بک وارڈ کا باج گذار اور بندہ پیشوا
کا ہوا خواہ ہے گنگا دہر جب سے دیوان مقرر ہوا ہے تو اوس وقت سے تمام کام خراب اور
فوج تباہ اور ملک ویران ہورہا ہے ہمکو اوسکی درستی لازم ہے رزیڈنٹ نے یہہ بات سنکر
جواب دیا کہ پیشوا اور کا بک وارڈ دونون نے ہم سے اقرار واثق کیا ہے کہ جو بات ہم پسند کرین وہی
بہتر ہے اور تمنے جو ارادہ کیا ہے وہ نامناسب ہے ترنبک نے اس بات کو گوش دل سے سنا
اور دوسرے سردارون کے ساتھہ اتفاق کرکے گنگا دہر کے درپے آزار ہوا سفیر انگریزی نے
رفع فساد کے لئے پیشوا کو کہلا بہیجا کہ گنگا دہر کو یہان آئے ہوے عرصہ دراز ہوا ہے اس
قدر قلیل بڑودے کا خراج ٹہرا کر روانہ کر دو تاکہ وہ اپنی دیوانی پر پہونچکر مامور رہے اور
تم نے اوس کے حق مین جو خیال بد باندہا ہے وہ بہتر نہین ہے ترنبک ڈینکلا یہہ بات سنکر
رزیڈنٹ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو جو کچھہ پیشوا سے کہنا منظور ہو مجھہ سے کہا کیجیے بسہولت

کام ہوجایا کریگا چونکہ پیشوا نے مجھے سفیر مقرر کیا ہے میری بلا وساطت اون سے نامہ وپیام کی کیا حاجت ہے اس اثنا رمین بڑودے کے وکیل انگریزی نے سیتارام کی بداندیشی کا حال جو گنگادہر سے پوشیدہ تہی گنگادہر کو مطلع کیا اور الفنسٹین نے دوبارہ پہر کان کہولدے کہ اگر تم روانہ نہ کروگے تو تم اور گایکواڑ دونون اپنی جگہہ پر بیٹھے رہوگے ہم اوسکو بڑودہ مین بہجوادینگے اور سیتارام کی طرف سے جو دونون شخص آئے ہین اونکو ہمارے حوالہ کردو تاکہ فتنہ فرو ہوجاوے پیشوا نے اسکو بہی نامنظور کیا اور رزیڈنٹ کی بات کو ٹال دیا پس الفنسٹن نے گنگادہر کو بلا اجازت پیشوا کے بڑودہ کیطرف جانے کے لئے کہلا بہیجا اور اجازت دیدی اس ضمن مین بسنت کے روز سرکاری وکیل دربار مین آئے اور پیشوا سے ملاقات کی پیشوا نے بہمہ وجوہ گنگادہر کو رزیڈنٹ کا معاون جانا اور فریب آمیز باتین اوسکے ساتہہ کین اور اوسکی تالیف قلب کرکے اپنا موافق کرلیا اور وہ اوسکی باتون مین آگیا اور بڑودہ کی طرف روانہ ہونیسے باز رہا اور وکیل انگریزی کی بات کو نسیاً منسیا کردیا پس رزیڈنٹ نے توسکوت کرلیا اور پیشوا اور ترنبک اور گنگادہر کے باہم اسدرجہ اتفاق ہوا کہ بظاہر سابق کا بغض وکینہ بالکل زایل ہوگیا تب گنگادہر نے اپنی گزند سے مطلع ہوکر یہ تجویز کی کہ والی گجرات نے جو سات لاکہہ روپیہ کا بڑودہ کا خطہ میرے لئے علٰحدہ کردیا ہے وہ بہی اوسکے دیوانکی سپرد کردیا جاوے تاکہ اوسکے ساتہہ بہی اتفاق قایم رہے اور کینہ وحسد اوس کے دل سے بہی رفع ہوجاوے اور پیشوا کو اپنی مافی الضمیر سے مطلع کیا پیشوا نے بہت مناسب جانا اور نہایت خوش ہوا اور اوسکی عزت کرنے لگا پس گنگادہر نے فتح سنگہہ نایب کو اس باب مین خط لکہا اوس سے نے

جواب کے لکہنے مین تاخیر کی اس عرصہ مین پیشوا نے اپنے نزدیک یہہ بات ٹہرائی کہ اپنے سالے کی شادی گنگادہر کے فرزند کے ساتہہ کردی اور سداسیو راؤ کو معزول کرکے گنگادہر کو اپنا دیوان مقرر کرے اور گنگادہر اور ترمک کو اوس سے مطلع کیا بعد ترانی طرفین کے رسم شادی ادا کرینگے لئے پیشوا معہ متعلقین کے شہر نانک کی جانب روانہ ہوا گنگادہر نے چونکہ ہنوز فتح سنگہہ کا جواب نہین بہیجا تہا اسلئے وہ نادم تہا وہ بہی پیشوا کے ساتہہ ہوا اور وکیل انگریزی نے بہی کوچ کیا واضح ہو کہ جب پیشوا شہر نانک اور جنرل مذکور نے کاویل گڈہ کا قلعہ راے مذکور کے ناہوسے لے لیا چونکہ جب ہر چہار طرف سے انگریزون نے اسطرح سخت جنگ کی تو سندہیہ اور راے مذکور تنگ آگئے اور اپنے اپنے وکیل بہیجکر صلح کے خواہان ہوئے اور یہ عہد ہوا۔

خلاصہ عہد و پیمان سندہیہ و راے برار و انند رام حاکم گجرات با افسران انگریزی

برار کا راجہ شہر بلاسور اور کٹک کو انگریزون کے قبضہ مین داخل کرے اور فرانسیسیون کو نوکر نہ رکہے اور اپنے قلمرو مین انگریزونکی کوٹہیان بنانے دے اور سندہیہ سے یہہ قرار ہوا کہ گنگا اور جمنا کے مابین ملک جو بہڑانچ اور احمدنگر ہے چہوڑ دیوے اور اجنٹہ کے پہاڑون کے جنوب مین جو ملک ہے افسران انگریزی کے حوالے کرے اور فرانسیسیون کو نوکر نہ رکہے اسیطرح انند رام حاکم گجرات سے عہد و پیمان ہوکر انگریزون سے صلح ہوگئی اور باہمی نزاع موقوف ہوا ہولکر نے بہی بہارت آکر عہد و پیمان کئے اور وفا و اخلاص کے شروط عمل مین لایا اپنے ملک کو روانہ ہوا بعض مورخین بیان کرتے ہین کہ سندہیہ نے برہان پور مین رہنے کا انتظام کیا اور

رگہوجی بہونسلہ نے جسکے خاندان کا ذکر بیان کیا جاویگا بنک اوڑیسہ انگریزون کے حوالے کرکے امان چاہی اور ناگ پور مین بسنا اختیار کیا انگریزی افسرون نے وہان کوس بہر کے فاصلہ سے موضع سیتا پٹرفی پر کوٹھیان بنوائین اور امرت راؤ آوارہ دشت ادبار رہا باجی راؤ بھی جمعیت انگریزی کے رہنے کے لئے کوٹھی مقرر کرکے دشمنون کے شر سے مطمئن ہوا۔

ذکر خرابی باجی راؤ و بربادی سلطنت مرہٹہ

واضح ہو کہ انقلاب گذشتہ کے بعد باجی راؤ نے پونا مین پہنچکر اپنی ذات کو حاکم مستقل تصور کیا اور خراج گیری کا ارادہ کرکے راجہ انند راؤ گایکواڑ حاکم گجرات سے چوتھہ مملکت کی درخواست کی اور باین غرض ایک شخص گنگا دہر کو جو بہت ہوشیار اور انند راؤ کا بہواخواہ اور انگریزون کا مزاج دان تہا اور بڑودہ اوسکے زیر تصرف تہا یہہ بات سوچکر کہ راجہ انند راؤ کو بیشتر ہلاک کر دیا جائے باجی راؤ نے اس گنگا دہر کو حیلہ سے بلوایا مگر گنگا دہر اس بات کو سمجھ گیا اور آنے سے انکار کیا چونکہ باجی راؤ کو خواہش تہی آخر کار بعد سوال و جواب کثیر اور قسم وسوگند کے الفنسٹین کی فہمایش سے راضی ہوا اور ایک شخص فتح سنگہ کو اپنی نیابت پر گایکواڑ کے پاس چہوڑ کر بڑودہ سے پونا کو آگیا اور خراج کے باب مین یہہ بات قرار پاگئی کہ احمد آباد کا نصف حصہ دیا جائے اور گجرات مین کوئی شخص پیشوا کی طرف سے فرمانبردار نہ رہے باجی راؤ نے اسکو منظور نہین کیا پس وکیل انگریزی نے درمیان مین ہوکر یہہ بات مقرر کی کہ احمد آباد سالم پیشوا کے سپردگی مین رہے اوسکو اختیار ہے جسے چاہے وہان رکہے اسی پر فیصلہ ہوگیا اور باجی راؤ نے سنہ ۱۸۱۴ء مین شہر احمد آباد مین ترنبک جی ڈینگلا نام ایک شخص کو جو نہایت

بدخو بدسرشت اور پیشوا کا بڑا مصاحب تھا حوالے کیا جب وہ احمد آباد کا مختار ہوا تو سرکار انگریزی کے معاملات درہم برہم کرنے کا ارادہ کیا اور اونکے افزا کے درپے ہوا باجی راؤنے اوسکی رائے پسند کرکے اولاً اپنے اور رزیڈنٹ کے مابین ایلچی قرار دیا اور عند الملاقات وکیل انگریزی سے کہا یہ شخص بہت عاقل اور ہوشمند اور خیرخواہ سرکارین اور ہمارا مورد عنایت ہے آپ بھی عنایت رکھین چونکہ وکیل مذکور اوسکی جبلت سے واقف تھا اوسنے لارڈ گورنر کلکتہ کو لکھا کہ باجی راؤنے ترنک ڈیکلا ایک شخص ناہنجار کو دخیل کاروبار کرکے فساد او کینہ جوئی کا قصد کیا ہے نہ معلوم کیا ظہور مین آوے گا اسی کے متصل باجی راؤکے امرا دولت نے گنگا دھر پر تہمتین رکھکر کایک واڑکے سوال وجواب کو بند کر دیا اور ترنک ڈیکلا جو گنگا دھر کا بہت مخالف تھا اسبات کا خواہان ہوا مین پہونچا تو وہان اوسکی بڑی زوجہ نے گنگا دھر کو کہلا بھیجا کہ تم اب دیوان ہوئے ہو اپنی بی بی کو پیشوا کے زمانہ مین ہمارے پاس بھجوا دو تاکہ ہم اوس سے ملاقات کرین اوسکی عزت افزائی کرین گنگا دھر نے اسبات کو منظور نہین کیا اس بات سے پیشوا کا کینہ دیرینہ تازہ ہوگیا اور پھر اوس سے کچھ سوال وجواب نہ کیا گنگا دھر کو بھی اس سے تردد پیدا ہوا جب پیشوا ناسک کی پوجا سے فارغ ہوکر پنڈھرپور کیطرف روانہ ہوگیا تو ترنک نے جو گنگا دھر سے دلی عناد رکھتا تھا گنگا دھر کے پاس آکر کہا کہ اب پیشوا پنڈھرپور کی پوجا کو جاتا ہی تو بھی چل تیری بھی مراد حاصل ہوگی اور زیادہ لوگ اور اسباب وغیرہ لے جانے کی کیا ضرورت ہے سب پونا کو روانہ کردو گنگا دھر نے اوسکی بات کو مان لیا اور سب ہمراہیون کو معہ بابھراؤ کے جو اوسکا بڑا رفیق تھا چھوڑ کر پنڈھرپور کو چلا اور رسیڈنٹ ایلور کی طرف برائے سیر روانہ ہوگیا

حال قتل گنگا دھر کے بیان مین

واضح ہوکہ جب پیشوا ناسک سے پنڈدھرپور کیطرف روانہ ہوا تو ترمک اور اوسکے رفقار کے اشارہ سے یہہ بات مشہور ہوگئی کہ حیدرآباد سے چند آدمی پیشوا کے قتل کا ارادہ کرتے ہین اور ناگ پور سے یہہ خبر آئی ہے یہہ شہرت سنکر بہت سے لوگ ہتھیار بند پیشوا کے گرد وپیش رہنے لگے غرض جب باجی راؤ پنڈھرپور کو پہونچا وہان دو وکیل سیتارام کی طرف سے آکر باجی راو سے ملے گنگا دھر یہہ حال معاینہ کرکے متفکر تہا کہ اس عرصہ مین کسی برہمن نے پیشوا کی دعوت کی پیشوا اور ترمک اور گنگا دھر اوسکے گہر گئے گنگا دھر فارغ ہوکر وہانسے اپنے گہر آیا اوسکے تہوڑی دیر بعد ترمک نے لچہمن اور راؤجی نام دو آدمیون کو متواتر گنگا دھر کے بلانے کو بہجوایا اور یہہ بات جہوٹ کہلا بہیجی کہ پیشوا پرستش کے لئے بتخانہ کو جاتے ہین تم بہی فورًا چلے آؤ گنگا دھر نے ہرچند علالت مزاج کا عذر کیا مگر چونکہ وقت موعود آگیا تہا وہ دونون کہہ سنکر گنگا دھر کو لے گئے گنگا دھر بتخانہ مین گیا اور پوجا سے فارغ ہوکر جب گہر کو جانے لگا رات کا وقت تہا تین آدمیون نے عقب سے آکر اوسکو قتل کرڈالا علی الصباح گنگا دھر کے متعلقین سب جمع ہوگئے اور ترمک سے کہا گنگا دھر کے قاتل پیدا کروا اوسنے کہا ہمکو معلوم نہین اسکا قاتل کون ہے اکثر آدمیون سے مثل سیتارام اور کالوجی وغیرہ کی اسکو دشمنی تہی نہ معلوم کسنے اسکو قتل کرڈالا ہم کسطرح اسکا پتہ لگائین ہمسے اور پیشوا سے اس امر کو کچہہ علاقہ نہین ہے اب ہمارے روبرو کوئی اسکا ذکر نکرے اور پیشوا اور ترمک نے اپنے رفقار کو محافظت کے بارے مین بہت تاکید کی کہ ہر وقت ادہر اودہر نگران اور ہوشیار رہین پس آتش فساد باجی راو کے خانمان جلانے کے لئے ملتہب ہوگئے یعنی جب رزیڈنٹ نے گنگا دھر کے قتل کا حال سنا تو اوسکو یقین ہوگیا کہ یہہ ترمک کا

فساد ہے اور بآسانی اسکا انتقام نہوگا اور یہان قصد ایلوراسے پونا کی طرف روانہ ہوا اور چلتے
وقت پیشوا کو اس مضمون کا خط لکہا کہ گنگادہر کے قاتلین کو فوراً گرفتار کرکے سزا دینی چاہیے اور
لارڈ گورنر کلکتہ کو اطلاع دی کہ یہان اسطرح سے گنگادہر مارا گیا اور لشکر جالنا کے سپہ سالارونکو
معہ لشکر کے بلا بہیجا ۱۸۱۵ء مین اگست کی سترہوین تاریخ تمام فوج پونا کے قریب ... ورٹین
کے باغ مین آکر اوترے اور گنگادہر کے اقارب کو ... بڑی تحقیقات کی ... ہوا کہ گنگادہر
کے قتل کا باعث ترنک ہوا ہے ترنک اور پیشوا نے بہی سنا اور باجی راؤ بہت گہبرا گیا اور
ہرچہار سمت سے اپنا لشکر فراہم کیا اور ایک شخص کو رزیڈنٹ کے پاس دریافت حال کے لئے
روانہ کیا رزیڈنٹ نے اوسکے روبرو کہا کہ ترنک نے بنکٹ راؤ اور دہردوجی کے ہاتہ سے گنگادہر
کو قتل کروایا ہے کچہہ تمہین بہی معلوم ہے یہ وہ شخص چپ ہو رہا اور خاموش ہوکر وہان سے اوٹہکر
باجی راؤ سے کہا باجی راؤ پنڈہرپور سے تنہا پالکی مین بیٹہکر اور لشکر وسپاہ کو ہمراہ لیکر پونا کو چلا
آیا باپو مرال کو پیشوا کے آنے سے جان کا خوف وہراس پیدا ہوا رزیڈنٹ بہادر نے یہہ سنکر
اونکو اپنی عنایت سے بہت تشفی اور تسلی دیکر اون کو مطمئن کیا اور پیشوا کو دربار کے لئے نامہ لکہا
اور ایسا کہلایا کہ ہم گنگادہر کے قاتل کی تحقیقات کے لئے آتے ہین باجی راؤ نے علالت مزاج کا
بہانہ کیا بعد ازان وکیل نے پہر دوبارہ اس امر کے بارے مین لکہا تب باجی راؤ نے اپنی لڑکی کی
گذرجانے کا حیلہ کیا اور ایسا کہا کہ ہم ایام سوگ مین کسی سے ملاقات نہین کیا کرتے ہین جب رزیڈنٹ
نے یہہ بات سنی توکہا کہ سواے ترنک کے اس مقدمہ کا کوئی بانی نہین معلوم ہوتا ہے آپ قاتلونکو
جو گنگادہر کے ہمراہ تہے سبکو قید کرکے ہمارے پاس روانہ کرو مین نے لارڈ گورنر صاحب بہادر کو

لکھبھیجا ہے کہ جیسا وہان سے حکم آئے گا ویسا ہی عمل کیا جاویگا اس فساد مین باپونے مرال پر تنخواہ وارونکا بلوہ کرا کے اوسکو قید کرایا آخیر اوسکی عورت نے پچیس ہزار روپے بھجوا کر باجازت رزیڈنٹ بہادر کے اپنے شوہر کو رہا کرایا پس پیشوا کا لشکر پونا مین آکر اترا جب میہ کیفیت رزیڈنٹ بہادر کو معلوم ہوئی تو اونہون نے کہلا بھیجا کہ اسقدر غرور نے کیون گھیرا ہے عبث طور پر کیون سپاہ کو جمع کر رہے ہو ہماری جمعیت بہی سر دا پر اوتری ہوئی ہے ہمکو تمہاری جنگ سے کچھ خوف نہین ہے بہتر میہ ہے کہ ترنک کو قید کر کر بھجوا دو اور اپنے ارادہ فاسد سے باز آؤ پیشوا نے جواب دیا کہ کسی بے گناہ کو ناحق تہمت لگا کر ایذا دینے کی کسی مذہب مین اجازت نہین ترنک نے گنگا دہر کے قتل مین بالکل مبادرت نہین کی اوسکی طرف سے درگزر کرنا چاہیے وہ بے قصور محض ہے جب رزیڈنٹ بہادر نے میہ سنا تو اونہون نے جان لیا کہ پیشوا کو خود فساد منظور ہی کرنیل رسل صاحب افسر جمعیت کنٹنجنٹ کو بطلب سپاہ حیدرآباد کے لکھا پس کرنیل صاحب موصوف حسب الطلب مشار الیہ کی دو پلاٹن اپنے ہمراہ لیکر بلدہ مذکور سے چلے ہنوز وہ اثنا راہ ہی مین تھے کہ پیشوا نے فساد کی ترقی کا اندیشہ کر کر اس مضمون کا رقعہ لکھا کہ بالفعل مین ترنک کو اپنے پاس سے جدا کیے دیتا ہون اس کے بعد بہی اگر اوسپر کوئی قصور ثابت ہوگا تو پونا سے نکال دیا جائے گا چونکہ رزیڈنٹ بہادر کو لارڈ گورنر کے جواب کا انتظار تہا اس لئے پیشوا کے رقعہ کو پڑہکر خاموش ہو رہے اور کچھ جواب نہین دیا اسی اثنا مین کلکتہ سے لارڈ گورنر کی چٹھی آئی جسمین میہ لکھا ہوا تہا۔

خلاصہ مضمون لارڈ گورنر صاحب بہادر کی چٹھی جو بنام رزیڈنٹ بہادر کے دربارہ جلد گرفتار کرنے ترمک راؤ قاتل گنگادہر کے آئی

اگر تمنے خوب ثابت کرلیا ہے کہ گنگادہر کا قاتل ترمک ہی ہے تو اوسکو بہت جلد اپنے قبضہ مین کرلینا چاہیے ایسا نہو کہ پیشوا ابہی اوسکو جگہہ نہ دے اور وہ کہین نکلجائے اور پیشوا سے ہرگز مخالفت نہ کرنی چاہیے بشرطیکہ وہ ترمک کی مدد نہ کرے اور وہ ترمک کو تمہارے حوالے کردے تو تم جان لینا کہ پیشوا قابل شخص ہے اور اوسکا کہنا صحیح و درست ہے وہ نامہ بجنسہ پیشوا کے حضور مین بہجوا دیا اور آپ بہی پیشوا کو یہہ چٹھی لکہی کہ لارڈ گورنر صاحب بہادر کی چٹھی آئی ہے وہ بجنسہ مین نے تمہارے پاس روانہ کردی ہے اوسکو پڑہکر ترمک کو میرے پاس روانہ کردو مین اوسکے حقیقت حال کی تحقیقات کرونگا اگر واقع مین اوس سے قصور ثابت ہوگا تو سزا دیجائے گی ورنہ رہا کیا جائیگا صاحبان سیر لکہتے ہین تب بہی باجی راؤ نے نامبردہ کے دینے سے تامل کیا جب وکیل سرکار کمپنی بہادر کا تقاضہ ترمک کے حوالے کرنے مین سخت آیا تو ارادہ کیا کہ معہ موی الیہ کے پونا سے نکلجاوے اوسوقت اونکا ایک سردار گوکلیا تہا وہ اس امر کا مانع آیا اور پیشوا کو اس ارادہ سے باز رکہا تو اوسنے کہا کہ بہاگنا مناسب نہین آپ کہان جائینگے باجی راؤ نے اوسکی یہہ بات سنکر گوکلیا اور بہاؤ۔ باپوجی کو مشورہ کے لئے طلب کیا اور یہہ تینون شخص اوسکی دوست کے بڑے سردار کامل تہے اور اونسے کہنے کے بعد بہاؤ کو رزیڈنٹ بہادر کے پاس روانہ کیا اور اوسکی معرفت یہ پیام کہلا بہیجا کہ ہم ترمک کو قید کرتے ہین رزیڈنٹ بہادر نے کہا کہ اگر تم راہ راست پر ہو تو ترمک کو حوالے کردو اور ہردوجی اور بنکٹ راؤ کو جو دونون ترمک کے شریک ہین نندر راؤ کایکواڑ کے پاس

بڑوده کی رخصت کرو اگر یہہ بات پیشوا قبول کرین تو مناسب ہے ورنہ جنگ ہوگی اور ہم ان مجرمونکو گرفتار کرین گے پیشوا نے یہہ بات سنکر صلح کی بنیاد ڈالی اور ترمک کو قید کیا اور بہاؤ کی زبانی رزیڈنٹ بہادر سے کہلایا کہ مین نے ترمک کو قلعہ سنت مین محبوس کرلیا ہے اور ما بین ہمارے اور تمہارے صلح ہے سرکار کمپنی بہادر کے وکیل نے کہا کہ اگر مجرم وہان سے نکلجائے یا وہان بیٹھہ کر کچہہ فتنہ برپا کرے تو اوسکا کون مجیب ہوگا جیسا مین کہتا ہون اوسکو مانو اور بموجب حکم لارڈ گورنر صاحب بہادر کے ترمک کو میرے حوالے کردو وگرنہ مین کلکتہ کو اوٹھہ کر لارڈ گورنر کے پاس چٹھی لکھتا ہون وہ دیکھکر بہت ناراض ہونگے اوسوقت بہاؤ وہان سے اوٹھکر چلا آیا اور پیشوا کی جانب سے بہت گفتگو کی لیکن رزیڈنٹ بہادر کی خاطر مین کوئی بات نہ آئی پس بموجب حکم پیشوا کی اوسکا لشکر جا بجا سے آکر جمع ہونے لگا اور رزیڈنٹ بہادر نے بہی سردار کے سردارکو لکہا کہ تم معہ جمعیت پونا کو چلے آؤ اور بہاؤ سے کہلایا کہ تم اپنے آقا کو سمجہادو کہ یہہ اختتام حجت ہے اب گفتگو بشمشیر و تفنگ ہوگی پس باجی راؤ نے اپنے نوکر میجر خرد نام کو بلوایا اور چمناجی بہائی کو رزیڈنٹ صاحب کے پاس بہیجا کر اس بات کا فیصلہ چاہا رزیڈنٹ نے دوبارہ پہر وہی جواب دیا کہ ترمک کو بہجوادو اور کچہہ گفتگو نہین ہے تب پیشوا نے مجرم کا دینا قبول کیا اور خود میجر سے ملا اور اوسکو رزیڈنٹ کے پاس روانہ کیا میجر نے جاکر اوسکا فیصلہ کیا اور ترمک بتاریخ گیارہ ماہ دسمبر سنہ حال مین افسران انگریزی کے سپرد ہوا اونہون نے اسکو قلعہ نانا مین قید کیا اور اوسکے بعد تیسرے دن سیتارام کے وکیل کو معہ بنکٹ راؤ اور رہردوجی رائے کے ان سب کو پابہ زنجیر کرکے بڑوده کو روانہ کیا فتنہ فرو ہوا اور تقاضا موقوف پس قید ہوجانے کے بعد باجی راؤ کو ترمک کی جہوڑائی

حال مجلس کے بیان میں

فکر پیدا ہوئی حالانکہ اس راز کو کبھی زبان پر نہ لایا لیکن دل مین خفیہ طور پر اسکی تدبیر کا جویان رہا لکھا ہے کہ اس پوشیدہ ارادہ کی کیفیت لارڈ گورنر صاحب بہادر کو منکشف ہوئی لارڈ صاحب نے سنہ ۱۸۱۶ء مین باجی راؤ کو نامہ لکھا۔

خلاصہ مضمون نامہ لاٹ گورنر صاحب بہادر باسم باجی راؤ ترمک راؤ کے اعانت کرنے مین

ہمکو معلوم ہوا کہ تم پوشیدہ ترمک کی خلاصی کے لئے کوشش کر رہے ہو ایسا ہرگز نہوگا اس خیال محال سے باز آؤ اس ضمن مین ترمک نا کو جب تنا کے قلعہ مین گرفتار رہتا کبھی کبھی برج پر چڑھ کر اپنے بھاگنے کا راستہ تجویز کرتا تھا اس مین ایک شخص جو اوسکا واقف کار تھا فقیر کا بھیس بدلکر قلعہ مین داخل ہوگیا اور اس وقت اوس کے قید کو ایک برس کامل ہوگیا تھا کہ شب کے وقت ستمبر کی بارہوین تاریخ سنہ ۱۸۱۶ء مین برج پر چڑھا اور توپ مین ایک رسی باندہ کر نیچے لٹکا دی اور خود اور ترمک دونون اوس رسی کو پکڑ کر نیچے اتر گئے چونکہ پاسبان اوسوقت بے خبر تھے وہ دونون دور نکل گئے بہت دیر کے بعد جب پاسبان ہوشیار ہوئے تو ترمک کو قلعہ مین نہ پایا اوسوقت اونھون نے رزیڈنٹ سے بیان کیا رزیڈنٹ نے فوراً باجی راؤ کو لکھا کہ ترمک قلعہ سے نکل گیا ہے اگر تم اوسکا سراغ لگا کر پھر گرفتار کر لوگے تو باشیہ لارڈ گورنر کلکتہ کے نزدیک بہت سرخروئی ہوگی ورنہ پھر فتنہ زندہ ہوجائے گا اور آتش فساد مشتعل ہوجائیگی چونکہ باجیراؤ کو اوسکی رہائی مقصود تھی اس بات سے بہت خوش ہوا اور رزیڈنٹ کے کہنے پر عمل نکیا اور ترمک وہانسے نکلکر اپنی جان بچانے کو کسی پہاڑ کے درے مین پوشیدہ ہوگیا۔ لارڈ گورنر لکھتا ہے کہ اس بات سے

باجی راؤ کو بھی اطلاع تھی اور جانتا تھا کہ ترمک فلان جگہہ ہے مگر اوس نے کبھی اطلاع نہین دی اوسکی بعد چونکہ عہد ایتعالی کو پونا کی ریاست کا زوال منظور تھا سندہیا کی طرف سے ہنگامہ بیدونکا شروع ہوا اور اونکے جوق جوق فراہم ہو کر انگریزون کے ملک مین غارتگری کرنے لگے اور اونکا سرغنہ ایک شخص کوڈھیا مقرر ہوا اس ضمن مین۔ رزیڈنٹ کے پاس بہی خبر آئی کہ ترمک کوہ مہادیو کے غارون مین رہتا ہے اور وہان سے پندرہ میل ایک پرگنہ ہے اوس مقام پر شب کو آیا کرتا ہے اور پیشوا سیر کے بہانہ سے اوس سے جا کر ملاقات کیا کرتا ہے اور اوس نے کچھہ لشکر بہی جمع کر لیا ہے پس رزیڈنٹ پونا اور لارڈ گورنر کلکتہ نے سندہیا کو ایک نامہ لکھا اور رزیڈنٹ نے باجی راؤ سے کہا تم خفیہ طور پر ترمک سے ملے ہوئے ہو اور اپنے لشکر کو بہی تم نے جمع کیا ہے یہہ بات اچھی نہین ہے اوسنے اس امر سے انکار کیا رزیڈنٹ نے بہت ناخوش ہو کر اپنے لشکر کو باغ سرور سے ترمک ڈنیکلداور گروہ پنڈارہ کی سزادہی کو بلوایا اور لارڈ گورنر کلکتہ نے لکھا کہ ڈہائی تین برس پیشتر سے (جیسا کہ مورخین نے بیان کیا ہے یعنی سنہ ۱۲۲۹ھ مطابق سنہ ۱۸۱۴ء) قوم مذکور کے تاخت و تاراج کرنے سے قصبات ممالک محروسہ حیدرآباد کی خرابی روز بروز ترقی پر تھی اس ضمن مین مالکم وارد حیدرآباد ہوا اور راجہ چندو لال پیشکار انگریزی سے مشورہ کر کے پونا کا ارادہ کیا راجہ مذکور نے ایک ہزار سوار بہجرل کی ماتحتی مین دیکر روانہ کئے اور محمد صلابت خان بہادر ناظم ایلچپور کو انگریزون کے ساتھہ شریک ہونیکی اجازت دلوائی اور عاملین محالات خجستہ بنیاد اور صوبہ بیدر کو رسد غلہ اور گھی وغیرہ کے لئے تاکید شدید لکھی اول رائے بہجرل رخصت ہو کر اورنگ آباد پر آیا اوسکے بعد مالکم انگریز بہی کوٹھی حیدرآباد کی عمارت سے کوچ کر کے مسافت قطع کرتا ہوا اورنگ آباد مین آیا اوس کے بعد

الفنسٹین انگریز جو اسی مہم کے لئے چینا پٹن سے چلا تہا وہ بہی آکر مل گیا چونکہ انگریزونکو ہر چہار طرف
ہولکر سندہیہ بہونسلہ پیشوا وغیرہ سے مقابلہ تہا اس لئے اونہون نے چاہا کہ سرکار انگریزی کے
طرفدارون کے پاس شناخت کے لئے ایک نشان ہونا چاہیئے اور نواب نظام الملک بہادر کے
سوارونکے قواعد ترپ سوارونکے قانونپر ہونی چاہیئے دیوس انگریز جو سپاہ کنٹنجنٹ حیدرآباد کا
افسر تہا جب اسبات کو زبان پر لایا سب نے قبول کیا لیکن سردار خان نام غزنی زہی مہدوی
پٹہان تین سو سوار اور پچیس شتر نال وغیرہ سے جو سرکار دولتمدار کے معزز ملازمون مین سے
تہا اوسنے اسبات کو منظور نہین کیا اور راجہ بہجرل کی رفاقت چہوڑکر حیدرآباد واپس آنیکا ارادہ
کیا راجہ چندولعل نے لشکر اوسکو منع کیا خان مذکور راستہ مین سے لوٹ کر چندروز اپنی جاگیر مین
رہا پہر وہان سے نکلکر پونا مین آیا اور باجی راؤ کا ملازم ہوگیا واضح ہو یہ امر بہی پیشوا کے ساتہ
خصومت کا باعث ہوا اوسکے بعد دیوس انگریز نے بہجرل کو ناگپور کیطرف روانہ کیا اور ملکم
اور الفنسٹین اور دیوس باتفاق پونا کو روانہ ہوے اور وہان پہنچکر ملکم نے اتمام حجت کے لئے
باجی راؤ سے ملاقات کرکے کہا کہ آجکل غارتگرونکا بہت غلو ہے چنانچہ ظاہر ہے اور انگریزی
اور سرکار نظام الملک کے تمام پرگنے خراب ہوگئے چار ہزار فوج اگر آپ ہمارے اختیار مین کردین
تو مناسب ہے کہ وہ شہرہ پشت اپنی سزا کو پہونچین اور مخلوق کو آفت جانی اور مالی سے نجات ہو
راجہ نے کہا بہت اچہا آپ بابو کوکا سے جو ہماری ریاست کا مختار کار ہے کہلا بہیجین وہ اوس کا
سرانجام کریگا ملکم نے عند الملاقات جب مختار ریاست نے حقیقت حال بیان کی اوس نے
جواب دیا کہ ہم کو تو قبول ہے لیکن ہمارے ہمراہی لوگ آپکی رائے پر رضامند نہین صاحب بہادر

نے کہا وہ آپ کے ملازم ہین یا خود مختار نواب نظام الملک بہادر کے لوگ کیسے رضامند ہوئے اور
کیون ہمارے ساتھ ہین یہہ گفتگو ہوکر مجلس برخاست ہوئی سردارخان صاحب مذکور جو عمر رسیدہ
شخص تھے بقول بعض وہ مجلس مین حاضر تھے اونہون نے کہا کہ دیکھئے مہاراج کیا کافر کو مارتے ہین
صاحب بہادر کے کان مین یہہ صدا پہونچی تو پہر کر پوچہا کہ تمنے کیا کہا بابوجی کو کلیانے جواب دیا یہہ
کہتے ہین کہ یہہ کافرون نے جو سر اوٹھایا ہے کیا انہین مارتے ہین بہادر مذکور نے کہا تم کیا کافر
مارتے ہو دیکہو ہم کیا کافر مارتے ہین اور یہہ کہکر وہان سے روانہ ہوا بعد ازان مالکم ناگپور کو چلا گیا
اور وہان سے جمعیت پیدا کرکے جنگ پنڈارہ کے ارادہ سے روانہ ہوا اور یہان الفنسٹین انگریز نے
سردارخان کو بہی وہ سلسلہ کا شریک کیا اور دونون کا اتفاق چاہا باجیراو رضامند نہین ہوا اور دس
ہزار کی جمعیت پونا سے ایک چہاونی کے روبرو یہہ شہرت دیکر کہ ہم بہیدونکی تنبیہ کو نکلے ہین چاہا تو
اور پیشوا نے بہت سا خزانہ مخفی راستے گڈہ کے قلعہ مین روانہ کر دیا اور اپنی تمام سپاہ مہیا کرکے
رزیڈنٹ بہادر نے بہی انگریزی فوج مدراس وغیرہ سے طلب کی اوسوقت پیشوا نے کہلا بہیجا
مین ہر طرح سے تمہارا مطیع اور فرمانبردار ہون تم یہہ سامان لڑائی کے لئے تیار کر رہے ہو رزیڈنٹ
نے بہر فور کی رائے سے اوسکا یہہ جواب دیا اب تمہارے اوپر ہمکو اعتماد نہین ہے خیر اس پر لارڈ
گورنر جو کچہہ کہین گے ویسا کیا جائیگا با این ہمہ اگر صلح منظور ہے تو رائے گڈہ کے قلعے مین تمنے
جو خزانہ بہیجا دیا منگوالو اور پونا مین جو فوج جمع کی ہے اوسکو جا بجا روانہ کر دو اسی طرح اور چند
نصیحتین کین مگر اوسکا کچہہ اثر مترتب نہوا آخرکار فساد بڑہا اور کرنل ہر سنہ ۱۸۱۵ء مین پنڈاروں
کی لڑائی مین روانہ ہوا اول پہونچتے ہی اوس نے خیام نام ایک موضع ہے وہان ترمک کے

آدمی رہتے تھے اونکو پکڑ کر قید کر دیا اور پہر وہان سے آگے چلا اور پیشوا کے ایک لشکر سے مقابل ہوکر
خوب جنگ سے پیش آیا اوسکے بعد کو واجی سے جو ترمک کا کوئی عزیز تہا جنگ ہوئی یہان رزیڈنٹ
نے پیشوا سے ملکر کہا ترمک کو تم پکڑ دو اور تین قلعے سنگڑا اور پور ندگڑا اور رام گڑہ ہمارے سپرد کرو
تمہارے لئے یہہ مصلحت مناسب ہے ورنہ قریب ہے کہ آتش فتنہ مشتعل ہوکر تمہارے
خان مان کو جلائے چونکہ اسکا جواب نہین ملا تو دوسرے روز یہہ یہہ ہی مضمون رقعہ مین لکہکر
بہجوا دیا مگر تاہم صلح کی اُمید نظر نہ آئی آخر کار انگریزی وکیل نے اپنی فوج پونا کے قریب اوتار دی اور
جنگ کے لئے تیار رہا اوسوقت پیشوا نے گہبرا کر یہہ کہا کہ مین ہر طرح سے راضی ہون اور تمہاری
حسب درخواست وہ تینون قلعے سپرد کئے دیتا ہون اور فوراً وہ قلعے حوالہ کر دئے اس عرصہ مین
لارڈ گورنر کا خط بہت تہدید اور غضبناکی کے ساتہہ آیا رزیڈنٹ نے بجنسہ وہ خط باجی راؤ کے
پاس بہجوا دیا باجی راؤ نے اوس خط کو دیکہکر بہاگنے کا ارادہ کیا پہر یہہ تجویز قرار پائی کہ ترمک کو
گرفتار کرکے نائبان انگریزون کے سپرد کر دینا چاہئے اور بہا ہبا نامہ لکہے گئے اور یہہ اشتہار
دیا گیا کہ جو کوئی اوسکو گرفتار کر لائے گا جاگیر انعام پائے گا اور اسکا مسودہ رزیڈنٹ کے پاس
بہی روانہ کر دیا کہ تم بہی اس کا اعلان کرو اوسکے بعد رزیڈنٹ نے پیشوا کے دربار مین آکر لارڈ
گورنر کی طرف سے بیان کیا کہ اب صلح کا مدار اس بات پر ہے کہ چونتیس لاکہہ روپیہ سال تم سرکار کمپنی
کو دیا کرو باجی راؤ اس بات سے عاجز ہوا اور ارکان دولت بہت عاجزی سے پیش آئے اور
کہنے لگے کہ یہہ کیونکر ہوگا پیشوا بڑا نامی سردار ہے کئی راجہ اسکو خراج دیتے ہین خود یہہ باج گذار
نہین ہوسکتا اگر اس بات کو معاف کرو تو تمہاری نیک نامی کا باعث ہے رزیڈنٹ نے نہ مانا

اور آخر کار پیشوا نے سب باتین قبول کین غرض اس مضمون کا عہدنامہ لکھا گیا۔

حاصل عہدنامہ باجی راؤ ترمک ڈینگلہ

بدخواہ اور بداندیش کو اپنے پاس نہ آنے دینا اور اوسکی پاس داری نکرنا اگر یہہ بات پھر ہمکو معلوم ہوگی تو یہہ ہم اوسکے مواخذہ کو آمادہ ہونگے اور شہر بسائی کو کارکنان سرکار کمپنی کے حوالے کیا جاوے اور کسی قوم عیسائی کا نوکر نہ رکھا جائے اور گائیکواڑ کے قرضہ مین چار لاکھہ روپیے سال ادا کئے جائین اور تین ہزار یا پانچ ہزار سوار انگریزی اپنے پاس رکھے جائین اور چوبیس لاکہہ روپے کا ملک چھوڑ دیا جاوے اسکے سوا اور چند عہد لکھے گئے اور یہہ عہدنامہ کلکتہ کو روانہ ہوا مگر جب رزیڈنٹ نے وہ قلعے اور بلاد و قصبات جو عہدنامہ مین مندرج تھے طلب کئے تو باجی راؤ کو تامل ہوا اور بہت کچھہ گفتگو ہوئی آخر کار باجی راؤ نے ملک کے دینے کی جگہہ جنگ کرنا قبول کیا اور جابجا سے سپہ سالاروں کو بلوایا رزیڈنٹ نے اسکا سبب دریافت کیا تو کہلا بھیجا پنڈاروں کا فساد دفع کرنے کو یہہ فراہم ہوئے ہین آخر کار شروع ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۱۷ع مین سپاہ مرہٹہ بسرکردگی گوکلیا فراہم ہوگئی اور انگریزی فوج کا جہان جہان تھی محاصرہ کر لیا اور سوقت وکیل انگریزی نے پیشوا کو پھر بطور نصیحت کہلا بھیجا مگر اوس نے نہ مانا اور پیشوا کا لشکر خوب جمع ہوگیا اور انگریزی فوج جو بمبئی مین تھی وہ بھی آپہونچی اور جنرل اسمٹ نے بھی اپنی فوج لیکر حسب الطلب جالنا کے سردار کیطرف کوچ کیا اور گوکلیا پیشوا کی طرف سے مسٹر برم کی فوج کیلئے جو گڑہ کے شہر مین تھی مانع ہوا انگریزی وکیل نے جب اوسکی وجہہ پوچھی تو ٹھٹھوجی نام ایک شخص نے اوسکے پاس آکر بہت کچھہ تکبر اور غرور کے کلمات کہے اور پیشوا پونا سے نکلکر

اسنے لشکرگاہ مین آگیا جو شہر کے قریب تہا اور جنگ کا ارادہ کیا ارباب سیر بیان کرتے ہین کہ جب دونون فوجکی صف آرائی ہوئی تو اوسوقت جو لوگ جانبین کے خیرخواہ تہے درمیان ہو کر لڑائی سے مانع ہوگئے اور لڑائی موقوف رہی لیکن راقم کو نظام الملک بہادر کے بیاض سے یہ ثابت ہوا ہے کہ صلح بجا ونہوا بلکہ ہتہیار چلا اور دوسرے روز ذی الحجہ کی پندرہوین تاریخ ۱۲۲۳ھ مین مدا سیوراؤ مان کیسری باجی راؤ کا مختار کار مارا گیا چنانچہ تاریخ واکسب سپاہیہ مذکور نواب نظام الملک ثالث سکندرجاہ بہادر کے حالات مین گذر چکا پہر سوال وجواب ہوا اور اس بات پر صلح ٹہری کہ باجی راؤ ترمک ڈینگلہ کو پکڑکر مع سردار خان افغان افسران انگریزی کے حوالے کرے اور سرکار کمپنی سے امان پاوے سردارخان نے خیال کیا مبادا باجی راؤ نے اگر بنا برخودداری مجھے کسی بہانہ سے گرفتار کرکے انگریزون کے حوالے کردیا تو ہم سرون مین آبروریزی ہوگی لہذا تاخیر کرنی مناسب نہین ہے آخر ایک روز مرنا ہے آدمی دلیر اور عزت دار تہا ہرچند باجی راؤ نے منع کیا اور قسم دلائی مگر وہ نہ مانا او رپندرہ سولہ سوار سے چھاؤنی پر جا گرا کہتے ہین اوسوقت وہان تین سو آدمی اور دو توپین تہین چھاؤنی کے جوانون نے توپ ایک شلک کی اور توپ داغی خان مذکور کی ران پر گولہ لگا اور گوشت پوست معہ استخوان محرا ہوگیا اوسکے صدمہ سے گہوڑے سے زمین پر گر پڑا اور اسی زخم سے دوسرے روز مرگیا ناظم جاج نامہ لکھتا ہے کہ وکیل انگریزی نے چونکہ اوسوقت فوج حاضر نہین تہی طرح دیدی اور مرہٹونکی فوج کے آدمیون نے کوٹھی کے تمام اسباب کو لوٹ لیا اور باقی جلا دیا وکیل مذکور وہانسے نکلکر کہر کی طرف جہان فوج انگریزی موجود تہی چلا گیا پہر وکیل مذکور اور پیشوا کی فوج کے مابین ایک جنگ واقع ہوئی اس مین میجر نکلسون جو پرتکیزی سردار کو کلیا کا نوکر تہا مارا گیا اور اوسکی فوج بہاگی

انگریزی فوج نے اوسکا تعاقب کیا کوکلیا نے یہہ حال مشاہدہ کرکے سور و دکشت نام انگریز جرار اپنے طرفدار کو معہ فوج کمک کے لئے روانہ کیا وہ بہی مارا گیا اور شام ہوگئی آخر وقت سرداسے ایک پلٹن آکر انگریزی فوجکے ساتہہ ملحق ہوئی اور میدان کارزار خوب گرم رہا انجام کار پیشوا رات کے وقت لشکرگاہ سے معہ زنانہ وخزانہ بہاگ گیا اور انگریز ۱۸۱۷ء مین محی آباد پونا مین آگئے اور کرنل اسمٹ کا وہان بند و بست ہوا پہر کرنل اسمٹ نے سنا کہ پیشوا معہ فوج و توپخانہ کے سین گڈہ مین قرار گزین ہے سپاہ انگریزی تعاقب کے لئے اوسطرف روانہ ہوئے اثنار راہ مین کوکلیا نے انگریزی فوج پر کئی حملے کئے پس پیشوا اسیس گڈہ سے ستارہ کیطرف روانہ ہوا چونکہ انگریزی فوج اسکے قبل وہان پہونچگئی تہی وہان سے عطف عنان کرکے پنڈہرپور کو آیا پہر پنڈہرپور سے ناسک کو روانہ ہوا وہانپہر ترک ڈینکلہ سپاہ کثیر لیکر اوس سے ملا اور پیشوا نے پونا کی طرف پہر آنیکا قصد کیا اس مین انگریزی فوج سے مقابلہ کیا کپتان اسٹاٹن اس فوجکا سردار تہا چونکہ وہ لوگ کم تہے مرہٹے غالب آگئے اور انگریزونکی طرف سے اکثر نامی سردار مارے گئے اور کچہہ قید ہوئے پہر فوراً کرنل اسمٹ نے آکر اپنی قوم کے مقید انگریزون کو رہا کرایا اور سرواکا پیشوا باغ کی طرف سے نکل گیا کرنل اسمٹ نے ستارہ مین پہونچکر بعد جنگ کے اوسکو فتح کیا پہر وہان سے الورالور سے شعلہ پور آگیا اس اثنا مین بیان کیا جاتا ہے کہ مالکم صاحب بہادر نے بہی سوائے ہولکر کو شکست دیکر سالما وغانما منزل مقصود کیطرف مراجعت کی اور کرنل اسمٹ نے پیشوا کی لڑائی کے لئے شعلہ پور سے پنڈہرپور کی طرف قصد کیا پیشوا نے کرنل اسمٹ کی آمد آمد کی خبر سنکر بہاگنے کا ارادہ کیا مگر کوکلیا نے اس ارادے سے اوسکو باز رکہا پس بیان کیا جاتا ہے کہ پیشوا تلجاپور پہر ایک شکست

کہاکرباہو سے ناگ پور کیطرف روانہ ہوا انگریزی فوج نے جو گہاٹ اور ناکونپر گذرگاہین بند کرنیکو مقرر تہی اوسکو روک دیا پہر وہ عطف عنان کرکے برہانپور خاندیس کیطرف معہ پنانگیر کے گیا جو پانچ سو ہوا کا تہرا تہا اور لوگون نے مشہور کر رکہا تہا کہ وہ خفیہ طور پر انگریزون سے سازش رکہتا ہے ایک زنانہ میانہ مین گہٹا ٹوپ کے سوار ہوکر چلا اثنار راہ مین مالکم انگریز کو کسی نے وہ میانہ بتلا دیا مالکم مذکور نے اوسطرف کا قصہ کیا باجی راؤ مالکم کو دیکہکر فوراً میانہ مین سے کود پڑا اور گہوڑے پر سوار ہوکر بہاگا اور دہکن کہاٹ کے پہاڑون مین جا چہپا جب جنرل اسمتھ کی فوج اسکے تعاقب مین وہان پہونچی تو گوکلیا نے فرار سے عاجز ہوکر مقابلہ کیا چنانچہ صاحب جارج نامہ بھی اس بات پر متفق ہین اور سنہ ۱۸۱۸ء مین سخت لڑائی واقع ہوئی آخر کار گوکلیا لڑائی مین مارا گیا اور اوسکے قتل کے بعد پیشوا اپنا سب اسباب چہوڑ کر بہاگ گیا پیشوا اور گوکلیا کا خزانہ کثیر انگریزی فوج کے قبضہ مین آیا بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ چندر راؤ جو گوکلیا کا کارپرداز تہا بعد قتل اپنے آقا کے وہان سے پاپیادہ اور بیدل ہوکر نکلا اور رجعت قہقرہ کرتا ہوا پہر ماہور آیا وہان تک باجیراؤ کی فوج نے اوسکا ساتہہ دیا اور ماہور سے ہر ایک شخص اپنے چارہ کار کیطرف متوجہ ہوا اس لڑائی مین ایک لاکہہ بیس ہزار آدمیون کا روزگار بگڑ گیا اور بابو باداو چار ہزار سوار زری پٹکے کا سردار اور پوناوہر اور پنان گیر مذکور اور راستی جی اور بکٹور دہن اور تہوکیر اور کوٹر بوریا بڑے بڑے سردار جو لڑائی کے وقت طرح دیکر جان بچا گئے تہے بے نام ونشان ہوگئے تہے خیر اس گریز کے بعد باتفاق کتاب و شمار معہ نظم جارجنامہ وغیرہ ستارہ کا راجہ جو پیشوا کے ساتہہ تہا تہنا رہگیا انگریزون نے اسکو معہ اسکی مان اور دو بہائیون کے پکڑ کر نگرانی مین رکہا پہر اپنی طرف سے اوس کو ستارے کا حاکم مقرر کیا اور

جا بجا انگریزون نے معہ فوج دورجا کرکے تمام مالک متعلقہ مرہٹہ مین قلعے اور گڑہیان اور شہر اور گانون وغیرہ لڑکر مرہٹون سے چہین لئے اور ہر جگہہ پر انگریزی جہنڈا کھڑا کر دیا آخر کار باجی راؤ اپنے فعل سے پشیمان ہوکر مالکم صاحب کے پاس آیا اور پناہ مانگی انگریزون نے گرفتار کرکے اوسکو بنارس مین بہجوا دیا اور اوسکی مدد معاش کے لئے لاکہہ روپے ماہوار مقرر کر دئے اوسکے بعد پچیس ہزار کم ہوکر پچہتر ہزار ماہوار مقرر رہے ناظم جاجنامہ بیان کرتا ہے کہ پیپل کوٹ کے قریب کرنل آدم صاحب اور پیشوا کا مقابلہ ہوا پیشوا اوس کے مقابلہ سے بہاگا اور قبضہ مین آگیا میانکی تاریخ مین یہہ بہی دیکہا گیا ہے کہ اوسکے بعد تمام ہیدون کے سردارونکو گرفتار کرکے اسی سال مین جزیرہ ہو ہالند کو جہان کا پانی سیاہ رنگ اور خیرگون دکہلائی دیتا ہے روانہ کیا اور بندگان خدا جل علی کو ان ظالمون کے دست تعدی سے نجات حاصل ہوئی اور دیہات کی رعایا کو امن ہوگئی سرکار کمپنی کے سیاہہ مین لکہا ہے کہ اس جنگ مین کل دس ہزار آدمی مارے گئے واللہ اعلم پس باجی راؤ سنہ ۱۸۵۱ء مین مطابق سنہ ۱۲۶۸ھ کی ربیع الاول کی چہبیسوین تاریخ موضع بٹور مین جو کاشی کے قریب ہے نظر بندی سے تینتیس ۳۳ برس کئی مہینے کے بعد ہلاک ہوا اور بعض کہتے ہین ڈوبکر مرگیا اب نامہ نگار تین فصلون مین بہونسلہ اور ہولکر اور سندہیہ کا حال لکہکر اس باب مین شامل کرتا ہے ۔

فصل اول خاندان بہونسلہ کے بیان مین

یعنی مکاسداوان ملک برار منتخب شمس التواریخ تالیف قادر خان منشی ساکن بیدر رگہوجی نام ایک شخص راجہ ساہو کا ہم قوم اوسکے سرداران دولت مین سے تہا اولاً برار کی چوتہہ اوس کے

متعلق ہوئے پہر رفتہ رفتہ جب رگہو کا اقتدار زیادہ ہوگیا تو اوسنے ناگپور کو اپنا دارالامارت مقرر کیا اوسنے اپنے بعد تین بیٹے چہوڑے جانوجی سا باجی ایک بی بی سے اور مودہاجی دوسری بی بی سے اون تینون مین سے جانوجی باپ کا قایم مقام ہوا چونکہ جانوجی کے کوئی اولاد نہین تھی اس لئے اوسنے اپنے حین حیات مین رگہوجی پسر مودہاجی کو اپنا متبنی بنایا پہر جانوجی جب مرا مودہاجی و ساباجی کے مابین چند نزاع رہا ساباجی مودہاجی کے ہاتھہ سے معرکہ مین بندوق مارا گیا اور مودہاجی مستقل راجہ ہوا اُسنے اپنی زندگی مین پونا کے سرداروں سے ناگپور کی سند اپنی بیٹے رگہوجی کے نام کرالی اور وقت موعود پر اس جہان فانی سے انتقال کیا اُسکے بعد رگہوجی اسکی جگہہ بیٹھا اُسنے سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین مستقل ہوکر اپنی ہر قسم کی فراہم کی اور ملک برار مین بعض شہر تاراج کرکے دیہات جاگیرداران متعلقہ سرکار نواب نظام الملک بہادر آصف جاہ ثانی کے تمام اپنے تصرف مین داخل سکاسہ کرلئے اور جسکو دل چاہتا تہا دیہات مذکورہ کے محاصل سے ہاتھہ اوٹھا کر جاگیرداروں کو دیتا اور بعض قصبات خاص جو انگریزوں کے تصرف مین تھے اونپر قابض ہوکر عشر یا خمس دیا کرتا تھا اور سپاہ مرہٹہ تمام تباہ ہوگئی اور کپتان وویس نے چمناجی برادر پیشوا اور آپا دیسائی کو گرفتار کرکے احمد نگر بہیجدیا اور پہر وہان سے انگریزی سرداروں نے قلعے دہوٹا کو تسخیر کیا اور راجہ ستارہ کے اقارب کو گرفتار کیا اور اوسکے بعد شعلہ پور کا قلعہ گنپت راؤ قلعہ دار سے لڑکر لے لیا اور سب طرحسے حصار چاندہ اور قلعہ چوراگڑہ مسخر کیا جب اسطرح سے مرہٹے کے ملک مین انگریزوں کا تسلط ہوگیا اور پیشوا تباہ خراب وخستہ حال چند آدمیون سے رہ گیا تو انند راؤ نے عاجز ہوکر صلح کے لئے جسونت کو عجز ونیاز کا خط دیکر مالکم کے پاس بہیجا مالکم نے یہہ خط پیشوا کا دیکہہ کر لفٹنٹ کو اور لفٹنٹ نے کلاول انگریز کو معہ اوس کے جواب کے روانہ کیا اور کہلا بہیجا

کرتم اب سب باتون سے ہاتہہ دہولو اور اپنے رہنے کے لئے کوئی جگہہ تجویز کرلو اور ترنبک کو ہمین دیدو پس لفٹنٹ لو صاحب مذکور شہر منڈو مین آیا اور وہانسے انند راؤ جسونت کو معہ حسن علیخان نام ایک شخص کے پیشوا کے پاس روانہ کیا لفٹنٹ مذکور مہکن گہاٹ مین آکر اوترا اور انتیسوین ماہ مئی ۱۸۱۸ء مطابق ماہ رجب ۱۲۳۳ھ کے مالکم نے آکر لفٹنٹ سے ملاقات کی اب لفٹنٹ اور پیشوا اور مالکم تینون کے باہم ملاقات ہوگئی اور صلح ٹہرگئی اور اسی لاکہہ روپیے سالانہ باجی راؤ پیشوا کے لئے بطور مدد معاش کے مقرر ہوا مالکم نے پیشوا کو معہ اوس کے متعلقین کے بٹور مین جو ہندؤنکی پرستش گاہ ہے اسی سال مین بہجوا دیا اور ترنبک جو اپنے آقا باجی راؤ سے جدا ہوکر بہاگا پہرتا تہا رزیڈنٹ نے اوسکا سراغ لگاکر پکڑا اور پونا سے کلکتہ کو روانہ کردیا اور وہان سے چونا گڈہ مین لیجاکر اوسکو قتل کیا اب سلطنت مرہٹونکی تباہ ہوگئی اور پیشوا کا تمام ملک کارکنان سرکار سرکار کمپنی نے دوشنبہ کے روز ساتوین تاریخ رجب کی آپاجی کو گرفتار کرکے غدر کے بعد رکہوجی نام پسر رکہوجی ثانی کو کہ وہ چچیری بہن کا بیٹا تہا یعنی آپاجی کا بہانجہ ہوتا تہا ناگپور کی ریاست پر قایم کیا اور ماورا غارت ہوجانے ملک اور اموال بیشمار کے سرکار کمپنی بہادر کے قبضہ مین باون لاکہہ کا ملک اہالیان سرکار موصوف کا مقرر ہوا مفصل بیان گرفتاری آپاجی کا بزبانی اون اشخاص کے جو معرکہ مین موجود تہے اور بعین خود مشاہدہ کیا تہا یہہ ہے

ذکر خرابی آپاجی بہونسلہ والی ناگپور افسران انگریزی کے ہاتہہ سے

واضح ہوکہ اول کسی نے بلدہ ناگپور مین ایک شخص کو مارا اور گم ہوگیا تلاشی کے وقت وہان کے لوگون نے راجہ سے کہاکہ اسکا قاتل سرکار انگریز بہادر کا سپاہی ہے راجہ نے یہہ سنکر رزیڈنٹ

بہادر سے کہ اون روزون مین جنکس صاحب تہے کہلایا اور قاتل کو طلب کیا صاحب بہادر کی جناب
سے انکار ہوا اور راجہ کی جانب سے اصرار پس یہہ مقدمہ پہر فساد کی طرف ہوا حتی کہ بستی کے لوگ
جمع ہو کر چہاؤنی پر گئے اور دکانون وغیرہ مین آگ لگادی جنکس صاحب نے ابتدا سے یہانتک
کا حال مفصل لکہا اور انتقام کے لئے جمعیت طلب کی بعد ازان راجہ نے رزیڈنٹ بہادر سے
ترپ سواران کنٹنجنٹ کو کسی طرف کے کوچ کو کہا چونکہ ہنوز خلاف منظور نہ تہا صاحب مذکور نے
سپاہ کو رخصت دی اس مین کے صلح کار نے رزیڈنٹ سے ایسا کہا کہ راجہ کا یہہ قصد ہے
کہ کسی حیلہ سے آپ کو بے فوج کردے اور پہر گرفتار کرلے پس رزیڈنٹ نے جمعیت کو بلوالیا
جب راجہ نے سپاہ کے واپس آنے کا سبب دریافت کیا تو یہہ کہا کہ یہہ لوگ بے سامان تہے
فقط اپنے کہے پر روانہ کیا تہا اور اب ولایت سے جمعیت تازہ وارد ہوئی ہے البتہ ان مین
سے شائستہ لوگ دیکہہ کر روانہ کئے جائینگے راجہ نے پہر آسامی طلب کی اوسوقت بڑے
بڑے سرداران ریاست ناگپور یعنی صدیق علی خان اور رام چندر باک اور من بہت وغیرہ درمیان
ہوئے اور آپ ضامن ہو کر رفع تقاضا کیا اسی عرصہ مین جمعیت آپہونچی اور ریوس صاحب افسر
سپاہ کنٹنجنٹ بلدۂ حیدرآباد نے بہی رائے بہجرل کو جو اپنے ساتہہ ہزار سوار ہمراہ پونا پر اعانت
کے واسطے نواب نظام الملک بہادر کیطرف سے آئے تہے اورنگ آباد سے ویل صاحب کیساتہہ
ناگپور کو روانہ کرکے آپ سمت پونا کو روانہ ہوئے پس رائے صاحب بہی ضمیمہ لشکر انگریزی
ہوئے اور راجہ غافل اپنی کردار ناصواب سے بطور سیر کے بلدہ سے نکلکر لشکر درہ پر مقام کیا ایک جانب
کو جمعیت انگریزی بہی قریب آ اوتری راجہ صاحب نے سوال کیا کہ یہہ لوگ کیون آئے ہین

امیر کبیر عالی جاہ و توقیر نواب شمس الامرا بہادر ثانی نور اللہ مرقدہ کا بیان

اونہون نے جواب دیاکہ رزیڈنٹ بہادر نے سوارون کو اس طرف جانے کا حکم دیا تہا یہہ لوگ اسلئے یہان پر مقیم ہین کل یہان سے کوچ کرجائین گے خیر سر شام جمعیت مذکورہ نے وہان سے چلکر تمام رات قطع مسافت کی اور علی الصباح دوسری طرف جدہر قابو تہا وہان آنکر متقابل ہوئے اور دو چار گہڑی مین حوایج ضروری سے فارغ ہوکر ہتہیار وغیرہ باندہ لئے تب راجہ خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اپنے آپ کو بے سامان دیکہکر بہت حیران ہوا تب ندمار خیر اندیش نے صلاح دی کہ آپ سوار ہوکر رزیڈنٹ بہادر کے پاس چلے جائیے ابہی کوئی تدبیر ہوجائے گی اور اگر حضور نہ جائینگے تو جان بچنی مشکل معلوم ہوتی ہے راجہ نے اونکی صلاح کے موافق ارادہ جانے کا کیا مسموع ہے کہ اول لوگ فوج کے مانع ہوے آخر الامر ساتہہ چلنے کا ارادہ کیا ارباب مشاورہ نے عرض کی کہ اگر یہہ لوگ آپ کے ساتہہ چلین گے تو خواہ مخواہ مناقشہ بڑہ جائے گا غرض اونکی رائے کے موافق آپ چند رفقا رکو اپنے ساتہہ لیکر اور باقی لوگونکو لشکر مین چہوڑکر خود روانہ ہوئے تمام خلقت دیکہہ رہی تہی کہ راجہ کی سواری منڈیر سے روانہ ہوکر سرکار انگریز بہادر کے لشکر مین داخل ہوئے پس راجہ اوترا اور جنکنس صاحب کے خیمہ مین گیا بفور اوسکے گورون نے آنکر اوسکو اپنے بیچ مین لے لیا بس راجہ کی صورت اوترگئی لشکر مین خبر ہوئی کہ راجہ پکڑا گیا تمام اہل لشکر حیران و سراسیمہ ہوگئے غارتگرون نے لوٹ اور کہسوٹ کرکے اپنا ہاتہہ خوب گرم کیا پچاس زنجیر فیل کوہ پیکر خوش ہیکل اور ساتہہ اخر اتواب راجہ کے لشکر سے سرکار کمپنی کے تصرف مین آئے اس درمیان مین گیارہ سو عرب ملازم رکاب راجہ کے تتہے جہٹ بستی مین آنکر جمع ہوگئے اور چہار طرف بندوبست اپنا کرکے سرکار انگریزی کے عمل کے مانع ہوئے اور تنخواہ جو اون لوگونکی باقی تہی وہ طلب کی اور راجہ کی بہی اجازت چاہی

افسران انگریزون نے ایک ہفتہ مین لاکھہ روپیہ بابت تنخواہ کے روانہ کردئے اور راجہ نے بہی اپنے
دستخطا خلاصہ شہر کے لئے کئے کہتے ہین کہ عربون نے روپیہ تو لے لئے اور اس اندیشہ سے اگر ہم باہر
نکلین اور سرکار انگریز بہادر کے لوگ محاصرہ کرکے سبکو قتل کر ڈالین خلاف عہد کیا اور دو گولیان
سرب کین اور تہوڑی سی بارود ت ایلچی کے ہاتہہ روانہ کی سرکار انگریز بہادر کے لوگون نے توپین
طیار کرکے گولہ اوتارنا شروع کئے عرب نے بہی فصیل کی اولٹ مین کہ جو نصف قد آدم کے برابر تہی
بندوق چلانا شروع کیا کچہہ احوال مقتولین او مجروحین کا نہ کہلا بعد ایک ہفتہ کے ولٹن صاحب
مع جمعیت کے تنبیہ کے لئے اپہونچے تب عرب لوگ مان گئے اور جان و مال کی حفاظت کا سوال
کیا اب سرداران انگریزون نے دو جمعدار اُن لوگون کے اپنے پاس دیکہے تو دو ولایتی افسر ساتہہ
کر دینے پر رضامند ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ اوسوقت عرب لوگون نے خاطر خواہ سونا اور چاندی
بستی مین سے لوٹا اور بموجب قرارداد کے اکیسوین روز سفر کی اٹھائیسوین تاریخ باہر نکل گئے او
شہر خالی کر دیا پس انگریزی افسرون نے ناگپور پر اپنا قبضہ کیا او آپاجی کو سو سوار ولایتی سولجر مع
ایک افسر اور سو سوار ہندوستانی جس مین ایک جمعدار تہا میانہ مین مقفل کرکے جہان قید کرنا منظور
تہا روانہ کیا اثنا راہ مین چوتہی یا پانچوین منزل پر ہندوستانی سوارون کے جمعدار نے اپنے لوگونکی
پہرے سے میانہ کے بید شق کرکے راجہ کو نکال دیا ہر چند اوسوقت اوسکے ہمراہی سوار شریک حال
ہوے مگر من بعد انگریزون کے خوف سے جان بچانے کے لئے سب کے سب مع جمعدار کے پریشان
حال ہوگئے راجہ تن تنہا بے سر و سامان رہگیا اس غدر سے چہہ مہینہ کے بعد سرداران انگریزی
نے رگہوجی ثالث کو قول و قرار واثق کرکے ریاست ناگپور کا مسند نشین کیا چنانچہ اب تک

وہانکی سلطنت پر قایم رہا اپنی جمعیت ضروری کی بحالی اور برطرفی کا اوسکو اختیار تہا تہوڑا عرصہ ہوا کہ اسی سنہ مین اوسنے انتقال کیا اہل اخبار لکہتے ہین کہ اوسنے کچہہ اولاد نہین چہوڑی جنرل لارڈ گورنر کی جانب سے کوئی گدی نشین ہوا واضح ہو کہ آپاجی اپنے رفقار سے جدا ہو کر چندے ست پڑہ کے پہاڑون مین رہا پہر وہان سے نکلکر بہ نہایت پریشانی اوٹہا کر جے پور اور راجپور کی طرف چلا گیا اور ایسا ہی لکہا ہے کہ امرتسر مین جاکر رنجیت سنگہہ کا نوکر ہوا اور وہین مرگیا اور راقم نے تحریر اوراق ہذا کے زمانہ مین اخبار کے اندر ایسا دیکہا ہے کہ سنہ ۱۲۶۵ہجری مین آپا نے ناگپور کی ریاست قائم کرنے کے لئے ایلچ پور مین خروج کیا اور دو سو روہیلہ جنرل فریزر رزیڈنٹ حیدرآباد نے جانشین صاحب علاقہ دار برار کو لکہا دیا اور تہوڑی سی زد و کوب کے بعد اوسکو پکڑ لیا اب وہ پابجولان موضع ٹہرکل یا ناگپور مین قید ہے واضح ہو کہ یہہ بموجب اصطلاح اون لوگون کے بہنڈ کہڑا ہوا ہوگا اور اوسکے سابق بہی لوگ یہہ کہتے ہین ایسا آپا کے نام سے اشتہار پایا تہا ورنہ وہان کے باشندے بارہ برس کا عرصہ ہوا بتلاتے ہین کہ رگہوجی ثالث نے جب آپا کے انتقال کی خبر سنی اوسی وقت پگڑی سر سے اوتار دی اور رومال سر سے باندہ لیا اور آٹے کا ایک پتلہ بنا کر آپ آتش دان لئے ہوئے مع اپنی کل سلطنت کے جلانے کے لئے گئے اور اپنے ہاتہہ سے اوسکو آگ دی اور تیرا ۱۳ دن تک اوسکے سوگ مین رہا تعزیت کے تمام رسومات ادا کئے تعزیت موقوف رہی توپ نہ چلی جاننا چاہئے کہ حالات بالا لکہنے کے بعد سنہ ۱۲۶۶ہجری مین اردو اخبار سے معلوم ہوا کہ ڈلوڈس رزیڈنٹ ناگپور نے آخر ذیقعدہ مین انتقال کیا اور ڈلوڈس کی جگہہ ڈیورنڈ مقرر ہوے ۔

دوسری فصل خاندان ہولکر کے بیان مین

شمس التواریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہولکر اصل مین رونگر کو کہتے ہین ایک شخص متہون مین سے موضع ندربار مین رونگری کا پیشہ کرتا تہا اور اوسکے بیٹے ملہار راؤ نے دو گہوڑون سے باجی راؤ کی نوکری اختیار کی پہر دو سو سوار کا افسر ہوا اوسکے بعد پانچ سو سوار کا جمعدار مقرر ہوا اور پرگنہ ندربار اوسکی جاگیر ہوگیا واضح ہو کہ ۱۱۴۳ھ مین جب باجی راؤ کی طرف سے گردہر بہادر حاکم مالوہ سے اوس نے جنگ کی اور فتح پائی تو بارہ ہزار سوار کا افسر مقرر ہوا اور مالوہ اوسکو جاگیر مین ملا شہر اندور مین اوسکا قیام رہتا تہا وقت موعود پر اجل طبعی سے اوسکا انتقال ہوگیا اوسکا بیٹا کانڈیراؤ ایک عیش پسند اور عشرت دوست آدمی تہا اسی حالتمین اوسکا انتقال ہوگیا بعد ازان مالے راؤ صغر سنی کی حالت مین جانشین ہوا اور اوسی خردسالی مین مرگیا اوسکی مان اہلیا بائی چند روز تک اوسکے سوگ مین رہی بعد ازان اوس نے ایک لڑکا تکوجی نام اپنی برادری کا لیکر اوسکو بیٹا بنایا اور اوسکو سلطنت کا مالک کیا سنہ ۱۲۱۱ھ مین اوسکا بہی انتقال ہوگیا اور کاشی راؤ قوم کا سردار تہا کاشی راؤ نے اپنے بہائی ملہار راؤ کو طلب ترکہ پر فریب سے قتل کر ڈالا کاشی راؤ کی اس حرکت سے سرداران مرہٹہ ناخوش ہوگئے پس جسونت راؤ ہولکر یعنی کاشی راؤ کا علاتی بہائی جو سب سے خردسال اور قوی تہا اٹہائیس برس کی عمر مین نکلا اور ناگپور مین آکر اپنی سپاہ کی نگہداشت کی وہان رگہوجی بہونسلہ نے اوسکو گرفتار کر کے قید کر لیا۔ واضح ہو کہ بعد چندے وہ قید سے بہاگ نکلا اور ناگواڑی مین اپنے چچا کے پاس چلا گیا وہان سے دو سو روپیہ اور ایک

[illegible] ہوئین آیا اور وہان سے نکلکر سیدان دہار مین چندے اقامت کی اور وہان
[illegible] رخصت کرکے پچاس سوار نوکر رکھے اور اوسکو ہمراہ لاکر لوٹ لیا
اور وہان سے غنیمت لیکر سہارنپور مین آیا وہان رہکر پانسو سوار جمع کئے پہر سہارنپور سے
[illegible] ہوکر آیا اور اوسکے قلعہ سے بہت سامال واسباب غارت کر لیا من بعد ہر ایک راجہ بابو
سے جنگ کے سامان ڈالدیئے اور فتح وظفر حاصل ہوئی پس ملہار راؤ ہلکر کی زوجہ نے
اوسکو بلاکر خزانہ کی کنجیان اوسکے حوالے کردین لکہا ہے کہ جب یہ دولت عظیم اوسکے ہاتہہ آئی تو
جسونت راؤ نے اپنے بخت پر تکیہ کرکے دو ایک بار انگریزی افسرون سے جب اوسکا مقابلہ ہوا
تو اوسنے لڑنے مین کوتاہی نہین کی۔ پہران لوگون سے صلح کرکے اندور پر جو اوسکا قدیمی دار المقر
تہا آگیا اور کاشی راؤ سے یورش کا ارادہ کیا وہ اوسکی ہیبت سے بیس سوار ہمراہ لیکر بہاگ گیا
اور جسونت راؤ بانیل مرام داخل شہر ہوکر مسند نشین ہوا پس برہانپور کی اور سندہیہ کی
تین لڑائیان ہوئین پہر وہان سے پونا پر آیا اور ایک لڑائی مین باجی راؤ پر فتح حاصل کی اور
اورنگ آباد سے چلتے وقت بقدر بارہ لاکہہ روپیہ کے نواب نظام الملک بہادر کا لے گیا
اور ہندوستان مین پہونچکر پرتاب گڈہ فتح کیا اوسکے بعد افسران انگریزی سے دو چار لڑائیان
ہوئین اور دو تین لاکہہ فوج جمع کرکے تمام ہندوستان پر قابض ومتصرف ہوا۔ نیز بدستور ۱۲۲۱ سنہ
تک تاخت وتاراج مین مشغول رہا آخر کار اپنی بہتری اسی مین خیال کی کہ افسران سرکاری سے
مصالحت کرنی چاہیئے اور صلح کرنے کے بعد ہندوستان مین بآرام تمام اوسکا قیام تہا کہ پیام اجل
آپہونچا اور اوسکا کام تمام ہوگیا اوسکا انتقال ماہ شوال ۱۲۲۶ سنہ مین اجل طبعی سے ہوا کہتے ہین کہ

جسونت راؤ ہولکر ایک آنکھ سے کور تھا چیچک بااور کسی مرض سے اوسکی ایک آنکھ باقی رہی تھی پس اہل کارون نے ہری راؤ پسر ملہار راؤ کو پدر کا جانشین کیا اسکے عہد مین جسوقت پونا پر جنگ ہو رہی تھی اوسکے اہل کارون نے انگریزون سے بگاڑ کر لیا اگرچہ فوج کا سردار جنرل سرتھامس ولیم بہادر تھا لیکن الکسم بہادر جسکو اوس وقت لارڈ گورنر بہادر نے دورہ کے لئے روانہ کیا تھا کوہستانون مین جاکر دشمنون کی خبر رکھوا دی اور سرداران الکسم بہادر نے وہین مقام مہدپور پر اون سے مقابلہ ہوا اور شکست فاش ہوئی مگر اوسکی تھوڑی سالی پر رحم کر کر نصف ملک اوسکا بحال رکھا کیونکہ اوسکی عمر اسوقت دس برس کی تھی اور تقصیر اور نہ تھا پس وہ اب تک زندہ اور اوسکے نقد و ضرورت ملک اور سپاہ موجود انگریزون کا خیر خواہ رہتا ہے اور اوسکا ملک بہت آباد اور کارخانہ درست ہے ۔

تیسری فصل خاندان سندھیہ کے بیان مین

صاحب اخبار مالوہ لکھتا ہے کہ سندھیہ کے بزرگ کسان لوگ تھے کھیتی سے اپنی اوقات بسر کیا کرتے تھے ۔

رانوجی سندھیہ کا بیان

اول رانوجی نے سپاہ گری کی نوکری اختیار کی اور پٹن کا موروثی علاقہ اوسکو ورثہ مین ملا اور یہ بالاجی بشوناتھ کی خدمت مین حاضر رہنے لگا اور اوسکے مرنے سے باجی راؤ کو بہت ملال ہوا اور رانوجی اوسکا خدمت گزار ہوا او کفش برداری کی خدمت اوسکے متعلق ہوئی بعد چندے ایسا اتفاق ہوا کہ ایک روز باجی راؤ بہت دیر تک دربار مین بیٹھا رہا جب سو مہاراجہ کے وہان سے اوٹھا تو دیکھا کہ رانوجی چت سو رہا ہے اور دونون جوتیان اپنے ہاتھون سے پکڑ کر نہایت خبرداری سے

بچاتی پر رکھ لی ہین۔ باجی راؤ نے دل مین خیال کیا کہ یہ شخص میری ادنی چیز کی اتنی خبرداری
رکھتا ہے اس سے بہت امید ہے اور پایگاہ کی خدمت اوسکے متعلق کی پس رانوجی کی ترقی ہوئی
اور روز بروز اقتدار اوسکا زیادہ ہونے لگا ملہار راؤ جو بانی خاندان ہولکر کا ہے اس سے رانوجی کو
بہت موافقت تھی اور جب زندگی آخر ہوئی رانوجی بموجب یاوری طالع کے مال و دولت
جمع کر کے راہی ملک عدم کا ہوا شجاعلپور کے قریب ایک چھوٹے سے قصبہ مین جو رانا گنج اوسی کے
نام سے مشہور ہے اسمین چھتری اسکی ہے اسکے پانچ بیٹے تھے جیاپا اور دتوجی اور جیوبا
یہ تینون اپنی قوم کی عورت سے تھے اپنے باپ کے روبرو تینون لڑائیون مین مارے گئے
اور تکوجی اور مہادجی سندھیہ یہ دونون ایک عورت کے شکم سے تھے جو مالوہ کی راجپوتنی تھی
رانوجی کے مرنے کے بعد مہادجی سندھیہ اپنے گھر کا سردار ہوا۔ مہادجی سندھیہ
یہ اپنے باپ کی نسبت بھی ہولکر سے زیادہ موافق تھا پانی پت کی لڑائی مین جب مرہٹہ مغلوب ہوگئے
تو ہنگام گریز مین ایک افغان نے اوسکا پیچھا کیا اور قریب آکر اوسکے پاؤن پر ایک تبر لگایا اور اوسکے
صدمہ سے نیزہ سے زمین پر گر پڑا اور وہ افغان اوسکی گھوڑی لیکر چلا گیا یہ ایک خاک و خون مین
غلطان پڑا تھا ایک سقہ رانا خان نام اوطرف سے گذرا وہ مہادجی کو بیل پر بٹھا کر دکن مین لے آیا
زخم تو اچھا ہو گیا مگر تمام عمر کے لئے وہ پیر بیکار ہو گیا۔ واضح ہو کہ شاہ ابدالی کے مقابلہ کے
بعد ہرچند کہ مرہٹے بے طاقت اور زوال ہو گئے تھے لیکن جب شاہ موصوف کابل کو گیا اور ہندوستان
مین فیمابین سرداران اہل اسلام کے تفرقہ واقع ہوا تھا اس نے آہستہ آہستہ ہندوستان پر قبضہ
کرلیا اور تمام اقلیم مین پھیل گئے مہادجی سندھیہ بالاجی جانشین باجیراؤ پیشوا کی پایگاہ مین

بڑا نامی سردار ہوا اور تین برس کے عرصہ میں جب ملہار راو ہولکر سرداران مرہٹہ میں افسر قرار پایا جب
نجیب الدولہ وزیر پادشاہ ہندوستان یعنی شاہ عالم بہادر کو مرہٹوں کا زیر کرنا منظور ہوا وسیاجی کرشنا
کو بڑی فوج کا سردار کر کے روانہ کیا چونکہ مہاداجی سندھیہ بظاہر انہین مین ہوا لیکن باطن مین اپنی
ترقی کی خواہش رکھتا تھا ریاست علحدہ مقرر کرنے کی اور تمام اراضی جو اوسکے باپ کو سپاہی گیری کی تنخواہ
کے لیے دی گئی تھی پیشوا کے نام سے راجہائی ہندوستان اور مالوہ سے لیکر اپنے تصرف مین لاتا تھا
اور بالکل پیشوا کو نہین دیتا تھا بلکہ اوسکی ملک پر دست درازی اوسی کے نام سے کرتا تھا اور ریاست
مین اپنے ضلع کے متصل ضلع بڑھاتا جاتا تا آنکہ جب پیشوا نے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور پونا کی
ریاست مین خلل واقع ہوا تو مہاداجی سندھیہ نے اپنے زور سے اراضی ریاست پونا کی جو شمالی طرف
واقع تھی قبضہ مین لی اور سرداران مرہٹہ اور افسران انگریزی کے ساتھ جو مراعات رکھتا تھا او
کے بدلے تمام اپنے تئین شاہ عالم بادشاہ کا حاکم گردانتا اور خاندان ہولکر سے ظاہر مین دوستی
اور باطن مین رقابت پیدا کی اور بظاہر سپاہی اور در اصل بالاجی کی ریاست کا مالک ہوا ہر چند کہ افسران
انگریزی نے بموجب عہدنامہ مقام سالبائی کے مہاراجہ سندھیہ کو اپنا سردار کر دیا تھا با اینہمہ وہ اپنے
تئین پیشوا کے گماشتون مین شمار کرتا تھا اور بظاہر بہت تکلف عمل مین لاتا تھا اور جب راجہ سندھیہ کی تدبیر سے
شاہ عالم اور دار السلطنت کو اپنے اختیار مین کر لیا تو ایک کاغذ بادشاہ سے تحریر کرا لیا جسکی رو سے پیشوا
ریاست مغلیہ کا وکیل تصور ہو بعد ازان پیشوا اور سلطان دہلی کے مابین وہ ایلچی ہو گیا خدا کی قدرت ایسی
ہوئی کہ تمام ملک ستلج سے آگرہ تک سندھیہ کے قبضہ مین آگیا اور بتدریج تمام روسا راجپوتانہ کی طرف سے
سپہ سالار مقرر ہوا ساٹھ پلٹنین مع ایک لاکھ سوار اور پانسو ضرب توپ کی اوسکے زیر حکم تعین رہے ترقی

اس کا انصرام ہوا اور ۱۲۶۵ھ مین ... صاحبزادے خطاب عالی سے کامیاب ہوئے یعنی عمدۃ الملک ... اقتدار الملک کے ساتھ مخاطب ہوئے اور ۱۲۷۵ھ مین ایک سو بائیس جلدین ... کی دو قسم کے کاغذ پر ... فیض علی کے اہتمام سے ... اور رسالہ ... ان کی ولایتی جلدین تیار کروا کر ایک ...

کہ گویا وہی ہندوستان کا اصلی بادشاہ تہا واضح ہو کہ اس اقتدار پر جب بہاوجی سندہیہ مادہوراو ثانی سے ملنے کے لیے ہندوستان سے پونا پر آیا چونکہ یہ شخص فن دنیاداری مین بہت کمال رکہتا تہا خوب ہی کیفیت کی اسکا بیان واقع یہ ہے کہ جب شہر پناہ کے دروازہ پر پہونچا تو وہان ہاتہی پر سے اوترا اور دربار مین آیا تو سب خاندانی سرداروں مین سے صف نعال مین پہلے جاکر کہڑا ہوا اس عرصہ مین پیشوا دربار مین نکلا اسے بہی مثل اور رئیسون کے فرش پر بیٹہنے کی اجازت دیگئی تو اوس نے ہاتہ جوڑکر عرض کی کہ غلام کفش بردار ہے اسقدر طاقت نہین رکہتا کہ روبرو حضور کے بیٹہے اور بغل سے ایک بقچہ نکالا اور ایک جوڑا النعلین کا روبرو پیشوا کے رکہدیا اور کہا کہ میرا یہ کام ہے اور مین اپنے باپ کے عہدہ پر قایم ہون اور اوسکی پرانی جوتیان صاف کرکے رومال مین باندہ لین اہل دربار نے اوسکے اس فعل کو پسند کیا اور بیٹہنے کے واسطے اصرار کیا وہ بیٹہہ گیا اور بہت کچہ عجز و انکسار کی باتین کین اور سوا پٹیل کے نام کے دوسرا نام نہین پسند کیا جب ڈی بورن نام ایک شخص سے سندہیہ کی ملاقات ہوئی تو بہاوجی نے اوسکو نوکر رکہکر ایک کمپو کا سردار مقرر کیا اور جنگ ذاتی سے مراجعت کرکے اوسکی اعانت سے صف آرا ہوکر لڑائی شروع کی اور بہت گڈہیان سر کین لکہا کہ جو اقتدار بہاوجی سندہیہ کو حاصل ہوا تہا ہندوستان مین کسی سردار کو اورنگ زیب کی وفات سے اسکے دور تک نہین نصیب ہوا فقط چہوٹے چہوٹے مفسدونکو بہاوجی سندہیہ نے زیر نہین کیا بلکہ اچہے توانا اور ذی اقتدار کی استواری کو اوس نے مثل پرکاہ سبک کردیا اور جب بالاجی جناردہن نے جو بنام نانا پہڑنویس مشہور تہا محاصل ملک کا معاینہ کیا تو جمع خرچ کی کتابین دیکہا دین اور پیشوا کے خزانے مین کبہی کچہ پیشکش نہین کیا ۱۷۹۰ء مین جو دہوپور کی مجتمع فوج سے مقابلہ کرنے

اوس نے ایسی کامل فتح حاصل کی کہ اوس روز سے تمام جودہپور اور اودیپور مین اوسکا رعب و دباؤ ہوگیا ۔ ڈی بورن جودہپور کی فوج سے جنگ کرکے فتحیاب ہوا اور ۱۷۹۰ء مین کو جبکہ کاجی ہولکر نے ڈی بورن سے شکست فاش پائی مگر اسکی ہی چار پلٹنین اس لڑائی مین کٹ گئین اور قبل اس جنگ کے سندہیہ جو مالوے سے پونا کو گیا تہا اور اوسوقت سرداران مرہٹہ اور نواب نظام الملک والی حیدرآباد ۱۷۹۴ء مین بنا بگڑ رہا تہا یہ اوسی وقت مین مرگیا اور اس دولت حشمت کے سوا جو آرزوئین دلمین تہین دل ہی مین لے گیا یعنی ریاست کے استحکام اور پایداری کی کوئی صورت بہم نہ پہونچی ہرچند کہ مہاد جی سندہیہ کو ظاہر مین انگریزون سے موافقت تہی مگر در باطن اونکو دشمن سمجہتا تہا اسلیئے بسبب اونکی قاعدہ دانی کے بموجب عہد و موافق عہدنامہ مقام سالبائی کے انگریزون نے خود اوسکو سرراجہ کیا تہا اور ایک افسر رزیڈنٹ ہمیشہ سندہیہ کے پاس رہا کرتا تہا اور وہ انگریزون کی افزونی اقتدار سے نہایت متفکر و متردد رہتا تہا مہادجی سندہیہ کا کوئی پسر نہ تہا مگر اونکا بہائی جو تو کاجی تہا اوسکے تین بیٹے تہے سب سے چھوٹے کا نام انند راو تہا مہادجی اوسکو بہت چاہتا تہا اور اوسکے بیٹے کو جسکا نام دولت راؤ تہا اپنی بغل مین لیکر اوسکو ریاست کا مالک کیا وہ تیرہ برس کی عمر مین قائم مقام عم پدر کا ہوا ۔ انہون نے دولت راؤ کی جانشینی کو تسلیم نہ کیا اور کسی شخص غیر کو راجہ بنایا اور خوب لڑائیان ہارکر بہاگ گئین جب باز آئین دولت راؤ کی شادی سرجی راؤ کی بیٹی کے ساتہہ ہوئی تہی ۔

دولت راؤ سندہیہ کا بیان

لکہا ہے کہ ابتداء سلطنت مین دولت راؤ سندہیہ نے بہت سی بدعتین کی ہین خاندان ہولکر

کو بڑی سخت تکلیف پہونچائی ہے کہ ذکر اوسکا بہت دراز ہے حتی کہ ۱۸۰۱ء مین ہندوستان مین وہ زمانہ شروع ہوا کہ گردہ کے نام سے زبانزد خاص و عام ہے ہرچند کہ دولت راؤ سندہیہ نے انگریزون کی برخلافی پر بہت کوشش کی مگر کچہہ فائدہ مترتب نہوا اور جو خیالات خام نام اقتدار حاصل کرنے کے لئے اوسکے دماغ مین سمارہے تہے جب آنکہہ کہل گئی تو سب بے حاصل اور پوچ ظاہر ہوے ڈی بورن نے جو پلٹنین بہرتی کی تہین اور جو نیو بیرونی بنائے تہے سب غارت ہوگئے پانچ سو سے زیادہ توپین برقتان انگریز کی ڈہابلی ہوئی چہن گئین آخرکار گجرات اور ہندوستان اور بدیلکہنڈ کے عمدہ اور زرخیز اضلاع سے دست بردار ہوکر اپنے لئے امن کی صورت حاصل کی اور عہدنامہ ہوگیا اور دو برس کے بعد ایک اور عہدنامہ لکہا گیا جسکے باعث سے قلعہ گوالیار اوسکو ملا اور اوسکے سوا کچہہ اور ملک معاف ہوا مہاراجہ نے جب انگریزون سے صلح کرلی تو اوسکی فوج ہندوستان قلبی مین آس پاس کے راجونکو مطلع کرنے مین مصروف ہوئی اور رعایا کو بہت ایذا پہونچی واضح ہو کہ دولت راؤ سندہیہ انگریزی افسرون کی اقتدار کم ہوجانے کی وجہ سے بغض رکہتا تہا حتی کہ جب نیپال کی لڑائی درپیش ہوئی اور انگریزونکو بہت تردد واقع ہوا تو یہ بہت خوش ہوا اور خفیہ طور پر مخالفین کی تائید کرتا رہا مگر انگریزون نے اس بات کی کچہہ پروا نہین کی اور چشم پوشی سے کام لیا اور باجی راؤ پیشوا نے جب انگریزون سے جنگ کا ارادہ کیا تو اس نے پیشوا کو لکہا تہا کہ مین تمہاری مدد کرونگا لیکن انجام کار کا اندیشہ کرکے فی الفور انگریزون سے موافقت کرلی اور مشیران ناعاقبت اندیش کی پابندی سے رہا ہو کر انگریزون کے اقتدار کو تسلیم کیا دولت راؤ نے ۱۸۲۹ء مین اڑتالیس برس کی عمر مین انتقال کیا اور اپنے بعد کوئی وارث نہین چہوڑا جو قایم مقام ہوتا چار ناچار رانی

بیجا بائی نے بطور نائب کے حکمرانی کی اور دولت راؤ کا بھائی ہندو راے کاروبار پر پیش دستی مین مقرر ہوا مہارانی نے چاہا کہ اپنی مان کے گھرانے مین سے کسی کو بیٹا بنا کر گدی نشین کرے مگر مرہٹون نے اس بات کو نامنظور کیا تب رانی نے خاندان سندہیہ کے دو چار لڑکے دکن سے بلوائے اونمین سے ایک لڑکے کو جو گیارہ برس کا تھا جون کی اٹھارہوین تاریخ بہاؤ راجہ عالیجاہ جہنکوجی راؤ سیندہیہ کے لقب سے گدی پر بٹھایا

جہنکوجی کا بیان

واضح ہو کہ جب تک جہنکوجی نوعمر نابالغ رہا اختیار بہائیصاحب کا رہا اور جب جوان ہوگیا تو خود دعوی حکومت کا کیا بہائیصاحب کو اسکی حکومت ناپسند آئی اس درمیان وہ یہان سے نکلکر سنہ ۱۸۳۲ع مین رزیڈنٹی مین جا بیٹھا اور وہان کی پناہ لی رزیڈنٹ صاحب نے اوسوقت تو کہہ سنکر صلح کرا دی لیکن دلون مین تخم دشمنی باقی رہا اسی درمیان مین بورڈ ولیم گورنر جنرل صاحب بہادر ہند کا دورہ کرتے ہوئے دسوین ستمبر سنہ حال مین گوالیار مین آئے راجہ نے انسے مقدمہ بیان کیا وہ بولے کہ خانگی معاملات مین ہم نہین دخل دینے کے تم بالفعل صبر کرو چونکہ تمہارے بہائیصاحب مربی و خیرخواہ ہین وہ خود بخود تمہین اختیار دیدینگے راجہ کی تشفی نہوئی پہر وہ تجویز بدلکر جولائی کے مہینے سنہ ۱۸۳۳ع مین رزیڈنسی کو چلا آیا رزیڈنٹ بہادر کو چونکہ دخل دینا منظور نہین تھا رزیڈنسی کا دروازہ بند کرا کر مقفل کرا دیا وہ تمام دن دہوپ مین عرق آلود دہوکا بیٹھا رہا تب رزیڈنٹ نے اوسکو بلوا لیا اور کہا کہ بہرتقدیر تمکو بہائی صاحب کی اطاعت ضروری ہے ہرچند کہ وہان سے وہ مایوس ہوکر واپس ہوا مگر ایک ہی رات مین زمانہ کا رنگ دوسرا ہوگیا کہ وہ سب تختہ اولٹ گیا اور نئی قسم کا گل کھلا یعنی فوج جو بہائیصاحب سے ناراض تھی راجہ سے مل گئی اور اوسکو سیڑہی لگا کر محل سرا سے نکال لے گئے اور اپنا سردار کر دیا

اس سے رانی بائی برگشتہ ہوگئی اور حکومت سے ہاتھ اوٹھالیا پس رزیڈنٹ کی معرفت راجہ کے مختار ہونے کی بارہ مین دسوین تاریخ شادی ہوگئی اور تیرہوین تاریخ رانی ومولیہ کو چلی گئی پھر اکبر آباد موتی ہوئی بنارس پہونچی اور لارڈ گورنر جنرل بہادر نے ۱۸۳۲ء مین چار لاکھ روپیہ سالانہ اوسکے واسطے کو لیا سے ٹھہرا کر بنارس کے قریب دکن مین بنا بر بود وباش یکجائی کا بندوبست کیا۔ واضح ہو کہ جب راجہ اپنی مرض کو پہونچ گیا تو قریب موت کے آپہونچا اور اسی سال فروری کی ساتوین تاریخ ۱۸۳۳ء مین انتقال کیا اوس نے کوئی لڑکا نہین چھوڑا اور نہ اوسکو اتنی مہلت ہوئی کہ کسی کو متبنیٰ کرتا۔ اسکی رانی تارا بائی کی عمر تیرہ سال کی تھی عمدہ داران جلیل القدر کی فہمائش سے اوس نے ایک آٹھ برس کے لڑکے کو گود مین لیکر مسندنشین کیا اور راجہ جیاجی اوسکو لقب دیا۔

جیاجی کا بیان

جس روز سے جیاجی مسندنشین ہوا رزیڈنٹ نے ماما صاحب نامور کو راجہ متوفی کا مدار المہام مقرر کیا اور اوسی روز خلعت دلوایا چونکہ ماما صاحب نے اہل دربار کو مع مسندنشین راجہ متوفی کے اپنی طرف سے مخالف پایا تو اپنی قوت افزائی کے لیے رزیڈنٹ بہادر کو رقعہ لکھا کہ اگر راجہ کی شادی مختار کار کی دختر سے ہوجائے تو مناسب ہے چنانچہ دوسرے روز بوقت شام شادی کی رسم عمل مین آئی اور اہل دربار ماما صاحب کی اعانت کے لیے آمادہ ہوے اور اکیسوین تاریخ کو تارا بائی نے رزیڈنٹ کو ماما صاحب کی معزولی کے باب مین رقعہ لکھا ہرچند کہ اوس نے نشیب وفراز دکھلائے مگر اوس نے منظور نہین کیا اور ماما صاحب کو کام سے معزول کردیا اوسی روز وہ لشکر سے اوٹھکر سرونج کو چلا گیا۔ اور رزیڈنٹ بھی اپنے افسر اعلیٰ لارڈ گورنر بہادر کو اس امر سے مطلع کرکے دولپور کو

چلے آئے چونکہ سرونج مین ماما صاحب کو خوف تہا کہ مبادا گوالیار کے لوگ گرفتار کرکے آبروریزی کرین اس لئے ماہ جولائی کی تیرہوین تاریخ رزیڈنٹ صاحب بہادر کو لارڈ گورنر صاحب کیطرف سے اطلاع کی گئی کہ اگر تمکو اس امر کا کچہ بہی گمان ہو کہ ماما صاحب کو خطرہ ہے تو رانی کو اطلاع دو کہ انگریزی عملداری مین اگر ایک آدمی بہی گذر کریگا تو یہ امر انگریزی عملداری پر حملہ آور ہونے کی برابر متصور ہوگا اور اسی جرم کی قدر سزا دیجائیگی - اور اس چٹہی کی نقل رانی کے پاس بہیجی گئی - رانی نے اوسکے جواب مین کہلا بہیجا کہ ماما صاحب پر حملہ کرنا ہم نہین چاہتے ہین پہر رزیڈنٹ نے اوسکے جواب مین وہی مضمون لکہا جو پہلے لکہا تہا - پس دادا کہاسگی جو ماما صاحب کے بعد مختار کل ہوا تہا صاحب اخبار اوسکی نسبت لکہتا ہے کہ وہ نہایت بزدل آدمی تہا مکر و فریب کرکے اوسنے اس کام کو اپنے ذمہ لیا تہا اسی بزدلی کے سبب سے اوسنے تیس ہزار جوان کی جمعیت جمع کی اور گوالیار کی حفاظت کے لئے اسقدر جمعیت کی ضرورت نہین تہی اور گوالیار مین اسی لئے بہت فساد پیدا ہوا اس ضمن مین لارڈ گورنر جنرل بہادر نے ارادہ کیا کہ اگر باہمی مراسلت سے کام نہ نکلے تو بزور اس ریاست مین امن و امان قائم کیجاوے اور اگست کی دسوین تاریخ ۱۸۴۳ء مین اپنی راے کو قلمبند کیا -

مضمون بعض فقرات تحریر و تجویز لارڈ گورنر جنرل درباب ریاست گوالیار

ان دنون گوالیار مین ہمارا منظور کیا ہوا کارپرداز موقوف ہوگیا اور اوسکی جگہ دوسرا مقرر ہوگیا اور تمام اضلاع سے کل سپاہ دار الخلافت مین جمع ہوئی ہے اور تمام انگریزی افسر علاقون مین سے جبراً موقوف کئے گئے ہین اور علاقہاے ملکی اور جنگی کے لئے وہ لوگ منتخب ہوے ہین جو ہمارے دشمن ہین اکثر اونمین سے وہ لوگ ہین کہ جنکو راجہ متوفی نے ہمارے

کہنے سے موقوف کیا تہا لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچہہ فوج کمر بند رہے بخوبی دریافت نہین ہوسکتا ہی کہ آیندہ زمانہ مین کیا صورت پیش آوے اسکے علاوہ اور چند باتین ارقام فرمائین اور ان خیالات سے لارڈ گورنر نے لارڈ کیف سپہ سالار فوج کو ہدایت کی کہ اکتوبر کی پانچوین تاریخ کانپور مین خیمہ زن ہوجاوٗ اور بارہ پلٹنین پیادون کی اور ایک رسالہ جمنا کے کنارے پر تیار رکہنا اس عرصہ مین گوالیار کے اندر بے انتظامیان روز بروز زیادہ ہونے لگین - رانی صاحبہ نے رزیڈنٹ سے استدعا کی کہ تم دہولپور سے گوالیار کو آجاوٗ رزیڈنٹ نے لکہا جبتک داداخاصگی معزول نہ کردیا جائیگا اور اوس سے جرمانہ نہ لیا جائیگا اور اوسکو گورنمنٹ کے حوالہ نہ کروگی مین گوالیار مین نہ آوٗنگا پس داداخاصگی نے ایک خریطہ رزیڈنٹ کا جسمین یہ مضمون تہا اپنے پاس رکہہ لیا اور رانی کو نہین دیا اس سے گورنر کو اور بہی ناخوشی پیدا ہوئی اور اوسکی یہ حرکت اس جرم کے برابر سمجہی گئی کہ گویا اوس نے رانی کے اختیار کو آپ غصب کرلیا اور خود گورنر دارالامارت کو چہوڑکر گوالیار کے قرب وجوار مین آنے کے لئے مستعد ہوئے اور یہ مضمون قلمبند کیا کہ پنجاب مین بے انتظامی ہو رہی ہے اور وہانکی فوج برسر فساد ہے اس ہنگامہ مین مناسب نہین ہے کہ ہم گوالیار کے تنازع کو بغیر فیصلہ کئے چہوڑدین صاحب اخبار لکہتا ہے کہ جب یہ زمانے معرض تحریر مین آئی ہے اوسوقت گوالیار کی بے انتظامی درجۂ کمال کو پہونچ گئی تہی سپاہ کے تین جتہے ہوگئے تہے ایک جتہہ داداصاحب کا طرفدار اور ایک مخالف اور ایک دونون سے الگ اور فریق مخالف نے داداصاحب کو پکڑلیا تہا اور اوس سے امید ہوتی تہی کہ وہ اب گورنمنٹ کے حوالہ کردینگے اس لئے رزیڈنٹ نے ایک رقعہ درباب طلب داداخاصگی کے لکہکر منشی کو رانی کے پاس بہیجا وہ بےنیل مرام واپس آیا اور اپنے آقا کو

صاف جواب سنا دیا اس عرصہ مین رزیڈنٹ ناخوش ہوکر ناگپور کو چلدیا اور گوالیار مین تہوڑے عرصہ
کے بعد مخالف جتہون مین خوب گولہ چلا پس رانی نے سردارون کو بلاکر فیصلہ کیا اور بابو سبون دیس مکہجی نے
دادا صاحب کو گرفتار کر لیا تہا ریاست کے کاروبار کا منصرم مقرر ہوا دسمبر کی گیارہوین تاریخ سنہ ۱۸۴۳ء
مین کہ ہنوز دادا صاحبکو اربابِ گورنمنٹ کی سپرد نہین کیا تہا گورنر جنرل نے آگرہ مین آکر ارادہ کیا کہ
انگریزی فوج کو جو فراہم ہوئی ہے تحریک دیجاے اور اس مضمون کا ایک خط رانی کو لکہا اوس عرصہ
مین دادا خاصگی ہمدست ہوکر داخل آگرہ ہوا اگرا وسوقت اوسکے آنے سے حکام انگریزی کو اطمینان خاطر
نہین ہوا گورنر نے سپاہ انگریزی کو گوالیار کیطرف کوچ کرنیکا حکم دیا اور کہا کہ جبتک گوالیار مین ایسی
حکومت قایم نہین ہوگی جو اپنی سرکش رعایا کو زیر فرمان رکہے اور گوالیار کی فوج کم نہ کیجاے اور کنٹنجنٹ
کی سپاہ نہ بڑہائی جاے اوسوقت تک سکوت کرنا مناسب نہین ہے بلکہ بموجب عہدنامہ برہانپور کے
گورنمنٹ انگریزی پر واجب ہے دولت راؤ کے جانشینون کے حقوق محفوظ رہین کیونکہ راجہ اور رانی
دونون خردسال ہین اس لئے ناعاقبت اندیش لوگون نے تمام اختیار لے لیا ہے اور انکی حرکتون کے
سبب سے روابط قدیم جو فیمابین دونون سرکار کے تہے ٹوٹ گئے اب اگر گورنمنٹ انگریزی جو قریب
دہلی کے ہے مداخلت نہ کرے تو بلاشبہ گوالیار کی ریاست تباہ ہوجاویگی صاحب تاریخ لکھتا ہے
کہ دسمبر کی بیسوین تاریخ فیمابین سرداران گوالیار اور گورنر کے گفتگو ہوکر راجہ اور گورنر جنرل کی ملاقات
قرار پائی اور مباحثہ کے بعد گورنر نے یہ تقریر پیش کی کہ اکیسوین تاریخ شرائط عہدنامہ کی تفصیل تیار
ہو اور تیئیسوین کو راجہ ملاقات کرے اور سردار لوگ جو وہان موجود ہون عہدنامہ کی منظوری کے
کفیل ہوجاوین اور اگر وہ ایفای وعدہ نہ کرین تو راجہ اون سے جرمانہ لے اس عرصہ مین گوالیار

قطعہ بند دعا

کی جمعیت جنگ کے لئے تیار ہوگئی اور صلح کی صورت جو نظر آئی تہی وہ متغیر ہوگئی گورنر بہادر چنبل سے عبور کرکے ہنگونہ تک آپہونچا اور دسمبر کی پچیسوین تاریخ ۱۸۴۳ء مین رانی کے پاس اس مضمون کا ایک اشتہار ارسال کیا۔

مضمون اشتہار لارڈ گورنر الن برا صاحب بہادر

فوج انگریزی راجہ سندہیہ کی عملداری مین بطریق اعانت کے اپنے عہود و شرائط کی پابندی اور راجہ کی ریاست کو قایم رکہنے کے لئے داخل ہوئی اسکے بعد چہبیسوین تاریخ ایک اور خط لکہا کہ عہدنامہ بعد یا اٹہائیسوین دسمبر کو منظور کیا جاوے اور اگر تاریخ مذکور سے تاخیر ہوگی تو فی یوم پندرہ ہزار روپیہ جرمانہ ہوگا اور بابو ستولہ ویسکہ جسکو حکام انگریزون کا طرفدار گمان کرتے تہے اور جو فیصلہ کرانے کیلئے انگریزون کے کیمپ مین آیا تہا پچیسوین تاریخ کیمپ سے گوالیار کو چلا گیا اور وہان ایک جمعیت کا افسر بنگیا تہا اور یہ جمعیت حکام انگریزی سے جنگ کے لئے آمادہ ہوگئی چہبیسوین تاریخ کو اونکا نائب سمجہا جی بہی انگریزی علاقہ مین سے بغیر اطلاع کئے ہوئے نکل گیا۔ اٹہائیسوین تاریخ جو عہدنامہ کی منظوری کیلئے مقرر تہی کوئی شخص دربار کی طرف سے نہین آیا تمام دن انتظار مین گذر گیا۔ اونتیسوین تاریخ فوج کو یکایک مرہٹون سے سخت لڑائیون مین مقابلہ کرنا پڑا۔ مرہٹون نے جہوندہ کے مقام پر بہت عمدگی کے ساتہ توپین قایم کی تہین انگریزی فوج اپنا بندوبست کرکے اوس مقام پر آنا چاہتی تہی کہ اسی اثنا مین گوالیاری کچہ سپاہ سے مہاراج پور پر مقابلہ ہوا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی انگریزی فوج نے فتحیاب ہوکر جہوندہ کیطرف قصد کیا اور وہان بہی خوب کشت وخون ہوا انگریزی

فوج کو فتح ہوئی۔ اور اسی انگریزی سپاہ کے ایک ٹکڑے نے گوالیار کی ایک بڑی جمعیت پنیار کے مقام پر شکست فاش دی۔ لکھتے ہین کہ آٹھ سو یا نو سو آدمی ان تین دن کی عرصہ مین مقتول اور مجروح ہوئے۔ نتائج اون فتوحات کے یہ ہین کہ آخر کار رانی اور راوس کے صلاح کار خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور ہر قسم کی شرائط جو حکام انگریزی نے پیش کئے قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوئی۔ پس تیسوین تاریخ رانی اور راجہ لارڈ گورنر کے پاس آئے بعد رسمیات معمولی کے حکام انگریزی اور نیز سرداران ہندوستانی نے جو راجہ کے ساتھ تھے درستی معاملات کیلئے تدابیر شایستہ بیان کین اور سب تدابیر منظور کیگئین اس کا مفصل بیان بہت دراز ہے۔ جنوری کی دوسری تاریخ ۱۸۴۴ء مین انگریزی فوج خاص گوالیار کی نیچے خیمہ زن ہوئی اور سب اشتہار از سر نو روابط دوستی کے قائم کرنیکی غرض سے قلمبند ہوکر دونون ریاستون مین ہر سو روانہ ہوا۔ جنوری کی پانچوین تاریخ ۱۲۶۰ھ مین لارڈ گورنر معہ سپاہ گوالیار مین آگیا اور عہدنامۂ جدید کے شرائط طرفین سے قبول کئے گئے اور عہدنامہ لکھا گیا۔

مضمون عہدنامہ جدید مورخہ تیرہوین جنوری ۱۸۴۴ء مشتمل دوازدہ شرائط

اول یہ کہ عہدنامہ سابق کے مراتب معہ تغیر و تبدل زمانۂ حال کے بحال رہین گے۔ دوم فوج کینٹنجنٹ زیادہ کیجائیگی۔ اور ہمیشہ کے لئے اس سپاہ کی تنخواہ کے واسطے فلان فلان اضلاع کا محاصل علاوہ اس آمدنی کے جو اس کام کے لئے سابق سے معین ہے مقرر کیجائی سوم سپاہ کی تنخواہ دینے کے بعد اگر اٹھارہ لاکھ روپیہ سے زیادہ اضلاع مذکور سے ملے تو راجہ کو دیا جاوے اور اگر اس سے کم ہو تو اوس کمی کی سند راجہ پورا کر دے۔ چہارم تحصیل

کرنے تھے اور ان سب کا پیشوا سلیم نامی تہا جسکے استصواب ایسے سے مسمّی مولوی محمد علی نے جو نواب [illegible] ابن نواب امیرخان والی ٹونک کے مصاحب تہے رئیس المسلمین و امیر المومنین حامی دین مبین عبد العزیز مبارز الدولہ نقش نگین تجویز کرکے مبارز الدولہ کے پاس روانہ کیا مبارز الدولہ نے اوسکو پسند کیا اور یہی مہر اپنے مریدون کی تجرد پر ثبت فرماتے تہے اور ساکنان بلدہ سی جو کوئی اونکے ہاتہ پر بیعت کرتا تہا اوسکو دو تہان سیلہ کے اور ایک عدد آغابانی اور ایک مشروع اور چار روپیہ نقد عنایت کرتے تہے اور بعض کو نوکر بہی رکہتے تہے اسکے سبب سے بہت لوگ دور و دراز سے جمع ہو گئے تہے اور دو سانڈھیان تیز رفتار معہ ساز و سامان بناتی زردوز ولایتی وضع پر تیار کی تہین اور کبہی کبہی اون پر سوار ہو کر اپنے جلوخانہ مین مشایعت فرماتے تہے ان قرائن سے باہمی ساخت ثابت ہوتی تہی بلکہ بقول بعض خفیہ طور پر مراسلات کی آمد و شد ہوا کرتی تہی اور بعض کہتے ہین فقط زبانی گفتگو ہوئی تہی چونکہ اس امر کی تحقیق نوشتہ کے اوپر مبنی ہے اس لئے اوس مین دو روایتین پائی جاتی ہین معتبر قول یہ ہے کہ نواب کرنول کی ایک عرضی مبارز الدولہ کے نام جاسوسونکی معرفت پہنچی تہی اور جو لوگ شریک معرکہ تہے وہ ایسا کہتے ہین کہ یہ امر پایۂ ثبوت کو نہین پہنچا اور اوسکی غرض اصلی بعض یہ بیان کرتے ہین کہ مبارز الدولہ کے متوسلین عند التفتیش اس بات کے مقر ہوے کہ ہم سکھون پر جہاد کرنا چاہتے ہین اور عوام کی افواہ ہی کہ سرکار انگریزی پر اونہون نے خروج کرنے کا ارادہ کیا تہا حتے کہ پوشیدہ طور پر کئی پلٹنین ہندوستانیونکی جو انگریزی تہے اونکے ساتہ متفق ہو گئی تہی

اور اگر چند روز توقف ہوتا تو انقلاب عظیم ہو جاتا اس اثنا مین جنرل فریزر سفیر سلطنت انگلشیہ حیدرآباد مین وارد ہوئے اور یہ کیفیت حضور مین عرض کی جناب ریاست مآب نے اوسی وقت راجہ چندولال کو بند و بست کے لئے حکم دیا راجہ دربار کو برخاست کرکے اپنے گھر کو آیا اور معہ جمعیت بدر جنگ عبداللہ بن علی ابوالبنیع عربان اور دلاور نظام جنگ محمد خان قایم خان رسالدار کو مبارز الدولہ کی حویلی کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا مبارز الدولہ نے یہ خبر سنکر دولت سرا کا دروازہ بند کرا دیا اور پچاس ساٹھ آدمی جو اوس وقت حاضر تھے گرد و پیش ہو گئے اور کوئی قلعہ مین داخل نہو سکا پس دو چار روز قلعہ کے جانبین سوال و جواب ہوتا رہا اور مبارز الدولہ اوس کا سبب بیان کرتے رہے آخر کار سہ پہر کے وقت محمد خان سیڑہی لگا کر قلعہ کے اندر کود پڑے اور قلعہ کا دروازہ کہولدیا اور تمام عرب زور شور کیساتہ قلعہ کے اندر گھس پڑے تب مبارز الدولہ خود بھی فرنگ علم ہاتہ مین لئے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے خبردار خبردار اسطرف کو زنانہ ہے آگے بڑہے جمعدار عبداللہ بن علی درمیان مین آگئے اور اپنے لوگون کو ہٹا دیا اور اونکے ہتیار رکہوا دئیے اور مبارز الدولہ کی تعظیم بجا لاکر عرض کیا کہ آپ بھی ہمارے ولی نعمت ہین اور وہ بھی ولی نعمت اور کچہ بات نہین ہی حضور کا حکم اس قدر ہے کہ آپ قلعہ کو روانہ ہو جائین جیسے آپ یہان رہتے ہین وہان بھی رہین گے کسی طرح کی تکلیف نہوگی پھر مبارز الدولہ خود کرسی منگوا کر بیٹھے اور کہا کہ میرا قصور کیا ہے اتنے مین مغرب کا وقت ہو گیا اور جماعت سے نماز ادا کی خود امام ہوئے اور تمام عرب وغیرہ اونکے مقتدی بنے اوسکے بعد نصف شب تک

ذکر شادی امیر بالوقم خورشید جاہ خورشید الامرا خورشید الملک دولہ بیغ جنگ محمد محی الدین خان بہادر ظل اللہ العالی صاحبزادہ حضور فیض گنجور حفظ اللہ علمہ والی حیدرآباد دکن صانہا اللہ تعالے عن جمیع الآفات و الفتن

باہر رہے اور گفتگو ہوتی رہی اوسکے دوسری روز ربیع الاول کی تیئیسوین تاریخ ۱۲۵۵ھ
مین قلعہ محمد نگر عرف گولکنڈہ مین میانہ مین سوار ہوکر داخل ہوئے اوسکے بعد تمام دہانی
اول خانہ مین بھجوادئے گئے چنانچہ ہنوز بیشتر اون مین سے محبوس ہین اور مبارزالدولہ
قلعہ مین موجود ہین۔ اب اصل مطلب کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔

قلعہ کرنول کے سخر کرنیکے بیان مین

جب یہ سب قصہ ہوچکا تو بموجب حکم لارڈ گورنر جنرل کلکتہ کے پانسو سوار گورے اور
ایک پلٹن معہ توپخانہ جنگی روانہ کرنول ہوئے اور سوارون کے دو رسالی معہ دو
انگریزی پلٹنون کے سپاہ کنٹنجنٹ سے نظام الملک بہادر کے وہان آکر متعین ہوئے
بعد وصول ماہ رجب کی چھٹی تاریخ جمعہ کے روز بوقت صبح محافظ قلعہ نے معسکر انگریزی پر
توپ کا فیر کیا سرداران سپاہ مذکورنے اپنی جمعیت کو گولے کی زد سے بچا کر کھڑے ہونے کا
حکم دیا اور صدر پلٹن کے انگریزنے جو اہل قلم سے تہا غلام رسول خان کو رقعہ لکھا بعد کتابت
کے نامدار خان نامی خان مذکور کا دیوان سوال وجواب کیواسطے آیا اور صدر پلٹن کے انگریز
سے ملاقات کرکے صلح کے متعلق گفتگو کی اوسکے بعد قلعہ مین گیا اور غلام رسول خان سے
صلح کی حقیقت بیان کی اور یہ کہا کہ آپ قلعہ کے باہر تشریف لے آوین تاکہ وہ آپسے
بہی ملاقات کرے اور رسوم ضیافت اور مہمانداری کے لوازم ادا ہوجائینگے۔ بعد قلعہ کی سیر
کے معہ جمعیت رخصت ہوجائے غلام رسول خان تمہید راندی کے اس پار زہرہ بیٹھکے
مقام پر ایک چبوترہ پر زیر درخت شامیانہ کھڑا کرواکے جا بیٹھے بجز اس کے غلام رسولخان

کی سپاہ کے لوگ غلام رسول خان سے بدلگئے اور اپنا مشاہرہ طلب کیا خان مذکور نے اوسی وقت قلعہ سے روپیہ منگواکر حکم دیا کہ ان سب کی تنخواہ دیدو اور ادھر سے ایک لین کا افسر سپاہ انگریزی مین سے خان مذکور کی ملاقات کیلئے آیا اور مصالحت کی گفتگو کی پس نامدار خان دیوان نے اپنا رومال ایک خدمتگار کو دیکر قلعہ کی طرف روانہ کیا اور اوس سے کہا کہ گولے کا چلنا موقوف کرادو (اور اس وقت ہوائی گولا چل رہا تھا) اور صلح کا رومال قلعہ کے برج پر کھڑے ہوکر پھیرو تاکہ ہر خاص وعام کو معلوم ہو جائے اس اثنا مین شاہ ولی خان روہیلونکا سردار اپنی تنخواہ لیکر غلام رسول خان کے روبرو آیا اور کہنے لگا تمنے کچھ کام نہین کیا جو صلح کری مگر خیر جو ہوا سو ہوا اب ہم تو لڑینگے اور فوراً تلوار اوٹھاکر بیدریغ افسر مذکور کو مار دیا لشکر انگریزی مین جب خبر پہنچی تو پھر کیا تھا بیکل نواز نے جنگ کی ترتری بجائی فوراً سوار اور پیادے بطریق یلغار ندی مین سے جو رہے سو رہے اور جو پہنچگئے بلا تامل مارنا شروع کیا سوار وغیرہ تو نکل گئے مگر روہیلے بسبب طاقت خوب لڑے اور بہت سے مارے گئے شاہ ولیخان کا بھی کام تمام ہوا۔ غلام رسولخان پکڑے گئے اور ایک میانہ مین نواب اور ایک میانہ مین نامدار خان دیوان کو گھٹاٹوپ کرکے وہان سے لے نکلے اور وہ تھل چھوڑ کے دوسرے مقام پر جا اوترے اور قلعہ پر شام تک خالی گولہ چلتا رہا اور کے دوسرے روز انگریز قلعہ کی دیوار توڑکر اندر آگئے اور تمام مال و اسباب ضبط کر لیا اور شاہ ولی خان روہیلہ کی تصویر کھچواکر لندن بھجوادی اور غلام رسول خان کو معہ دیوان چناپٹن کو روانہ کیا اور اٹھارہ لاکھ روپیہ کے ملک پر اپنا قبضہ کرکے بقدر ضرورت خان محبوس کے متعلقین کے لئے علی قدر مراتب مادام الحیات سالیانہ مقرر کیا

اور دو سو روپیہ ماہوار نامدار خان کے لئی مقرر ہوے۔ واضح ہو کہ عباس علیخان ابن عبدالقادر خان کے لئے قلعہ اودہ گیر مین سرکار کمپنی سے بادام الحیات چالیس ہزار روپیہ سالانہ مقرر تھا وہ بہی اس ضمن مین ضبط ہوگیا اگرچہ دو سال کے بعد اونکا انتقال ہوگیا اور اس ضبطی ہونیکا سبب بعض لوگ یہ بیان کرتے ہین کہ غلام رسول خان کے پاس انہین کی استصواب رای سی یہ سب آیا تہا اور وہان کے باشندگان کا مقولہ یہ ہے کہ کوئی شخص وہابی مذہب والون مین سے مبارز الدولہ کا وکیل عباس علیخان کے پاس بہی تہا اور بعض کہتے ہین کہ عباس علیخان ہمیشہ محجوب رہا کرتے تہے اوسکی نحوست سے اودہ گیر کا قلعہ اونکی حیات مین قبضہ سے نکل گیا الغرض اوسکے بعد غلام رسول خان نے موضع ترچناپلی عرف تہرناپلی مین بود و باش اختیار کی وہان ایک چیلہ نے خان مذکور کو قتل کر ڈالا وہان کے رہنے والے اوسکی وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ غلام رسولخان ہر روز اپنے مکان سی عیسائیون کے عبادت خانہ مین آیا جایا کرتے تہے۔ اور وہان کے پادریون سے بہی دین و آئین کی باتین کیا کرتے تہے ایسے مین ایک روز حاجی صاحب نامی نے جو خان مذکور کے بہت رفیق تہے بلکہ خان مذکور کی ہمشیرہ اونکے نکاح مین تہین جب اونکو عیسائیون کے دین کیطرف مائل دیکہا تو کلیسے کے دروازہ سے نکلتے ہوئی پیش قبض سے غلام رسول خان کا پیٹ چاک کر ڈالا مگر خان مذکور نہایت قوی جوان تہا یہ زخم کاری کہا کر آنتین جو باہر نکل آئی تہین رومال سے کمر باندہکر خدمتگارون کے کاندہون پر ہاتہ دہرے ہوے کلیسے کے دوسرے دروازہ تک آیا اور وہان باواز بلند آہ کر کے گر پڑا اور جان نکلگئی انگریزون نے اوسکی نعش کو دبوا دیا اور حاجی صاحب کو پہانسی دیدی

بعدازان سنہ ١٢٦٣ھ مین الف خان نام مہین پور غلام رسول خان کا موروثی گدی نشینی کی تمنا مین کرنول سے آکر موضع حسین ساگر مین اوترا ہوا تھا چند روز مین شدت بخار سے اوسکے جسم پر آبلہ ہوگئے اور چھبیس ٢٦ برس کی عمر مین مرگیا۔

چوتھا باب جنگ کابل کے بیان مین

واضح ہو کہ جب لارڈ گورنر جنرل انگلینڈ وارد ملک ہندوستان ہوے تو راجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے کہ اس سے قبل لاٹ صاحب بہادر سابق سے موضع روپڑ جو دریای ستلج کے کنارہ پر واقع ہے ملاقات کرکے بنای اتحاد قائم کی تھی اب اوسکے استحکام کے لیے تحف و ہدایا معرفت دو سرداران سکھ اور فقیر عزیز الدین صاحب کی روانہ کئے لارڈ صاحب بہادر شملہ پر تھے یہ لوگ جب وہان پہنچے بڑی عزت کی اور بخوشی تمام رخصت کیا اور اوس کے بعد اپنی طرف سے لارڈ مگناٹن نام جو سکتر اعظم لارڈ گورنر صاحب بہادر کے تھے اونہین اور کپتان بخشی ویڈ صاحب رزیڈنٹ لدہیانہ کو مع فوج انگریزی و تحف و ہدایا وغیرہ اپنی جانب سے روانہ کردیا رنجیت سنگھ یہ بات سنکر استقبال کے لیے بڑے دبدبہ کے ساتھ لاہور سے نکلا اور دینہ نگر پر آنکر خیمہ زن ہوا جب مگناٹن صاحب دینہ نگر پر آئے اوسوقت راجہ کنور شیر سنگھ پیشوائی کے لیئے آیا راستہ ہی مین ہاتھیون پر ملاقات ہوئی اونہون نے اپنے ہاتھ سے تحفہ پیش کیا اونہون نے بلاواسطہ غیر خود اپنے ہی ہاتھ سے تحفہ لے لیا اور سلامی کی توپین بڑی دہوم دہام سے چلین آہستہ آہستہ پانچ مقام کرکر لاہور مین داخل ہوے مگناٹن صاحب شالامار باغ مین آنکر قیام پذیر ہوے چونکہ افسران انگریزی کو شاہ شجاع الملک احمد شاہ درانی کی حمایت منظور تھی اور فیما بین

راجہ رنجیت سنگہ اور امیر دوست محمد خان کے درمیان جنگ ہوا کرتی تہی لہذا یہ صلاح ٹہری
کہ انگریز لوگ شاہ موصوف کو لیجا کر کابل میں تخت موروثی پر قایم کریں اور سکہوں کی
فوج بہی مدد اور کمک کے لئے ہمراہ رہا کرے پس مکناٹن صاحب بہی کوہ شملہ کو واپس آئے اور
لارڈ صاحب سے یہ کیفیت بیان کی لارڈ صاحب بہادر نے کہا چہہ پلٹنین اور دو
رسالہ ہزار ہزار سوار کرکے بادشاہ کے نام سے بہرتی کرو اور انگریز لوگ اوسکے افسر
رہیں اور بادشاہ کے لئے جو تجملات شاہی ہوتے ہین تیار کرو چنانچہ ناٹ صاحب
کل فوج بادشاہی کے افسر اجنٹ اور جان سیمن صاحب بخشی اور اندرسین صاحب کو سوارون
کا رسالدار مقرر کیا گیا اور سکندر برنس اور اسکے ساتہ تین انگریز اور کشتیون مین سوار ہوکر
دریائے ستلج سے سڑک اور میدان فرودگاہ افواج بادشاہی و انگریزی کی درستی کیواسطے
روانہ ہوئے۔ بعد چند ماہ کے یہان بہی فوج شاہی قواعد انگریزی کے موافق ترتیب یافتہ
ہوئی اور اودہر سڑک اور میدان وغیرہ صاف اور تیار ہوگئے۔ بادشاہ بڑے کروفر سے
فیروزپور کیجانب سے نواب بہاول خان کی سرحد مین داخل ہوئے اور وہان سے نزل کوٹ
سرحد امیران سندہ سے ہوکر حسن بیلے پر آئے اور پہر وہان سے دریائے سندہ سے کشتیون سے
عبور کرکے موضع شکارپور مین خیمہ زن ہوئے پہر دو مہینے بعد فوج انگریزی کے جوق
کرکے پندرہ پندرہ دن کے فاصلہ سے سندہ مین آئے اور موضع حسن بیلے کو داہنی
جانب چہوڑکر لوہیری مین جو دریاے سندہ کے کنارہ پر ہے خیمہ زن ہوئے چونکہ وہان
سات دریا جمع ہوئے ہین۔ ستلج۔ بہبیا۔ سندہ۔ راوی۔ چناب۔ جہلم۔ لنڈا۔ آباسین پر اٹک

اور ایک طرف دریاے مذکور کے موضع روری اور ایکطرف شہر سکھر اور بیچ مین ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے اوسپر ایک قلعہ بھکر نام ہی وہان چند مقام کرکے اوس قلعہ کے نیچے کشتیون کے دو پُل تیار کئے اور پھر فوج کا اوترنا شروع ہوا تھوڑی دیر مین یہ جوق جوق اوس سے عبور کرکے موضع شکارپور پر پہنچے جو لوہیری سے سولہ (۱۶) کوس پر ہے وہان پہنچکر شاہ کی اور انگریزی فوج یکجا ہوگئی تب مگناٹن صاحب اور سکندر برنس نے منشی موہن لال کو میر رستم خان امیر خیرپور سندہ کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بیجا کہ قلعہ بھکر تھوڑے عرصہ کیلئے تم خالی کروا دو کہ ہم اپنا میگزین اور توپین اور اسباب وغیرہ معہ جمعیت کے اوسمین رکہین اگر اتفاقاً کابل مین ہم کو نقصان پہنچے تو اس قلعہ مین آکر پناہ لین گے۔ اور جب شاہ شجاع کو تخت کابل پر قائم کرکے مراجعت کرینگے تو تمہارا قلعہ تم کو واپس کر دینگے اگرچہ عام سندہی اس بات سی ناراض تھے مگر رستم خان مذکور نے قلعہ خالی کروادیا۔ اور صاحبان انگریز کا اوس مین عمل ہوگیا۔ پھر وہان فوج بمبئی کا انتظار کیا گیا کہ وہ بھی آکر ملجائی تو آگے کا قصد کرین اور اوسکی کیفیت یہ ہے کہ فوج کا راستہ حیدرآباد سندہ سے تھا۔ امیر نصیر خان اور امیر مبارک وغیرہ اپنی سرحد سے اونکو آنے نہین دیتے تھے یہ بات سنکر اوسطرف سی سپاہ احاطہ کلکتہ خشکی کی راہ سے دریائی سندہ کے کنارہ کنارہ حیدرآباد سندہ کو روانہ ہوئی۔ کہ اول اس کو فتح کرکی پھر کابل کا ارادہ کرین اس عرصہ مین امیر نصیر خان اور امیر مبارک وغیرہ نے کچھ سوچ کر اون کو راستہ دے دیا مگر یہ راستہ دینا اون کے حق مین مضر پڑا۔ آخر کار اسی سبب سے کرتے پھر پہاں سے فارغ ہونیکے بعد کئی دن کے ۱۲۵۹ھ مین مطابق ۱۸۴۳ء کی ادنی زد و خرد مین حیدرآباد سندہ

کو لے لیا اسی اثنا رمین سپاہ بمبئی بہی آپہنچی اور سپاہ احاطہ کلکتہ کے ساتہ سب شکارپور مین جمع ہوگئی اور آگے چلنے کا ارادہ کیا چونکہ شکارپور کی طرف ایک مقام بہاک ڈھاڈہر نام ۲۵ کوس کا میدان ہے اسکو دشت پت اور دشت حاتمی کہتے ہین موسم گرما مین وہان بادسموم چلتی ہی آدمی یا اور کوئی حیوان کی قسم چل نہین سکتی۔ اس دشت خطرناک سے اوترنے کے لئے بڑی بڑی صد ہا شتری پکہالین طیار کرائین اور ایک مین پانی بہر کر ایک جوق نے چار گہڑی دن رہی کوچ کرنا اور تمام شب بہر کے ساتہ چلنا اور صبح کے وقت مقام کرنا یہ طریقہ شروع کیا حتی کہ ایک مہینہ مین سب فوج جوق جوق یکی بعد دیگری گذر کرکے امیر نصیر خان اور امیر محراب خان کے سرکلاٹ کو پہنچگئے کچہ بلوچ بادشاہ کے ہمراہ تہے اونکے سبب اور بہی رجوع ہوگئی تہے غلہ وغیرہ جو کچہ اون کو مطلوب ہوا سب بہم کردیا۔ پس وہان سے سب سامان جمع کرکے درہ بولان مین داخل ہوئے۔ وہان سے سات منزل تک سوای پانی کے کوئی چیز نہین میسر آئی غرض وہان سے بہی بدستور سابق گذر کر قندہار کو چلدیئے وہان پہنچنے کے قریب کہندل خان اور پردل خان وغیرہ دوست محمد خان کی تین برادر جو والی قندہار تہے وہان سے فرار کرکے قلعہ کرسن کو چلدئے اور وہان بہی قیام نہین کیا اور ملک ایران مین پہنچے۔ شاہ ایران اون سے اچہی طرح پیش آیا اور اون کو عزت کے ساتہ رکہا ادہر انہون نے قندہار مین اپنا عمل کرلیا اور فوج بمبئی جسکے افسر ناٹ صاحب تہے شہزادہ صفدر جنگ کو یہ سمجہکر کہ قندہار بہی پای تخت ہی چہوڑ کر کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ اور غزنین مین پہنچکر قلعہ کا محاصرہ کیا چندروز لڑائی رہی آخر کار سرنگ لگا کر قلعہ کا دروازہ گرادیا۔ وہان سے تین سو آدمی نیلا لباس پہنکر نکلے

اور انگریزی فوج سے مقابل ہوئے اور خوب بہادری کے ساتہ تلوار چلائی اور سب شہید ہوئے اور اون کے وہان کے درانی پٹھان بہی خوب لڑے آخر کار غزنین فتح ہوگیا اور ہمراہ محمد حیدر خان محمد اکبر خان کے برادر حقیقی کو گرفتار کر لیا اور انگریزی افسرون نے خان مذکور کو عزت کے ساتہ نظربند رکہا اور آگے کو روانہ ہوئے لاہور کے اندر جس عرصہ مین راجہ رنجیت سنگہ اور لارڈ مکناٹن کے صلاح ہوئی تہی تو یہ بات قرار پائی تہی کہ مکناٹن صاحب معہ سپاہ انگریزی شاہ شجاع الملک کو لئے ہوئے بہاول پور اور احمد پور اور خان پور ملک نواب بہاول خان اور وہان سے سبزل کوٹ نالوہری اور سکہرا اور قلعہ بکر سے دریای سندہ کا عبور کر کے شکارپور اور بہاگ ڈہاڈہر اور دشت پت اور سر کلانٹ نصیر خان بلوچ سے قندہار کو پہنچین و بخشی کپتان وید معہ جمعیت سکہان شہزادہ تیمور شاہ کلان فرزند کو شاہ شجاع الملک کو لئے ہوئے درہ خیبر کی راہ سے کابل مین آجائین اسواسطے کہ تیمور شاہ کی والدہ افاغنان آفریدیہ کی بیٹی ہے اس طرف سے آفریدی پٹہان و مہمند و خٹک و اجوی یوسفزی کے سرداران کو فہمائش کر کے بادشاہ کا مطیع و فرمانبردار کرتے ہوے آوین حسن اتفاق سے اسی طرح شہزادہ تیمور شاہ خیبر کی راہ سے اور شاہ شجاع الملک قندہار کی راہ سے ایک ہی روز مین داخل کابل ہوئے چونکہ اوسوقت میدان خالی تہا دوست محمد خان اور محمد اکبر خان پیشتر ہی سے وہان سے چلے گئے تہے بادشاہ نے تخت پر جلوس کیا مکناٹن صاحب اور سکندر برنس اور بخشی وید اور بخشی جان سین اور میجر ناٹ وغیرہ جملہ افسران انگریزی نے نذر گذرانی بادشاہ نے اون سب کو خلعت فاخرہ سے علیٰ قدر المراتب سرفراز کیا اور نیز بدستور سردار غلام محمد خان

اور امین اللہ خان سوکزئی اور عبد اللہ خان اچکزئی اور خان شیرین خان وغیرہ سرداران قزلباش بارہ ہزار خانہ مشہور بغلام خانہ سے نذر دیکر خلعت سے سرفرازی حاصل کی مکناٹن نے نظام الدولہ کو خلعت وزارت دلوایا اور کابل کی سلطنت قائم ہوئی اور شہزادہ تیمور شاہ کو قندہار کی جانب روانہ کیا اور صفدر جنگ نے اپنے بہائی کی زیر حکومت رہنا قبول کیا۔ اب یہان امیر دوست محمد کا حال بیان کیا جاتا ہی۔

امیر دوست محمد خان کی لڑائی کا بیان

واضح ہو کہ امیر دوست محمد خان کو جب شجاع الملک کے معہ سپاہ انگریزی کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اونہون نے اپنے اندر مقاومت کی طاقت نہ دیکھی اور معہ سردار محمد اکبر خان وغیرہ کے جو کہ اونکے لواحقون مین سے تہے معہ تہوڑی سی جمعیت کے جہاڑی کا راہ رکوہ بامیان کیطرف چلے گئے اور وہان سے بخارا شریف کا ارادہ کرکے بلخ کو روانہ ہوئے جب قندوز مین پہنچے تو مراد خان وہان کے سردار نے استقبال کیا اور اونکی مہمانداری عمدہ طور سے عمل مین لائے اور دوست محمد خان چند روز کے بعد رخصت ہو کر بلخ مین آئے اور سروالی نے جو وہانکا حاکم تہا کئی منزل سے اونکا استقبال کیا اور بہت تعظیم و تکریم سے اونکو لیجاکر مہمانداری کے لوازم عمل مین لایا اور نقد اور پارچہ وغیرہ اون کے سامنے پیش کیا دوست محمد خان نے وہان کچہ عرصہ اقامت کی اور پہر قبائل کو اپنے بہائی جبار خان کے سپرد کرکے بلخ مین اونکو چہوڑ کر معہ اکبر خان کے ستر اسی رفیق ساتہ لئے ہوئے دریاے عمون سے عبور کرکے بخارا کی طرف روانہ ہوے اور منزل بمنزل قطع کرتے ہوئے جب وہان پہنچے تو بخارا کے بادشاہ نے کسی امیر کو اون

سرکب دوم نواب بہادر اور اون کے اسلاف و اخلاف کا بیان

کے استقبال کے لئے بہیجکر اعزاز واکرام سے اوتارا دوست محمد خان جب حاضر دربار ہوئے تو اونکو معہ رفیقون کے خلعت عطا کیا اور کابل چھوڑنے کا سبب دریافت کیا دوست محمد خان نے بیان کیا کہ انگریزی افسر شجاع الدولہ کی حمایت کرکے شجاع الدولہ کو کابل کے تخت پر بٹہانے کے لئے آئی ہین ہم آپ کی استعانت چاہتے ہین بادشاہ نے کہا اس مین شک نہین کہ شجاع الدولہ کے باپ دادا کا تخت ہی اور وہ اوسکا حق بحقدار رسید لیکن شجاع الدولہ نے یہ بڑا کیا کہ انگریزون کی حمایت سے آیا کیونکہ تم مسلمان ہو اور ہم بہی مسلمان ہین ہمارے اوپر ضرور ہی کہ تمہارے لئی کمک تیار کرین چندے توقف کرو کہ کچہ جمعیت فراہم کرکے تمہارے ہمراہ کردین جاوا اور انکو شکست دیکر نکالدو چونکہ محمد اکبر خان حاضر تہا اوسنے اس بات کا کمال رنج ہوا اور شاہ بخارا کی جانب سے اوسکے دل مین بغض ہوگیا پس ایک روز سر دربار اپنی زبان مین باپ سی یہ کہہ رہا تہا کہ یہ بادشاہ تو مانند ایک فقیر کے ہی میرے جی مین یہ آتا ہی کہ اسی مار کر یہان کا بادشاہ مین ہی بنجاؤن اتفاقاً اوس بارمین ایک ازبک کچہ زبان افغانی سے واقف تہا اس نے بعد برخاست کے عرض کی کہ آج محمد اکبر خان اپنے باپ سی ایسا ایسا پشتو مین کہہ رہا تہا بادشاہ نے سنکر فوراً دربار برخاست کیا اور یہ دونون باپ بیٹے معہ اپنے رفیقون کے راتکے وقت بلخ کی طرف چلدئے بادشاہ کو جو خبر ہوئی ایک نیک باشی کو جو ہزار سوار کا افسر تہا دو ہزار ازبک دیکر تعاقب کے واسطے روانہ کیا اور کہا کہ ان دونون باپ بیٹون کو پکڑ لاؤ دو تین منزل پر وہان سے ایک قلعہ پر مستحکم ہوکر بیٹھے تھے ازبکون کے سردار نے جاکر اونہین گہیرا اور یہ کہا کہ چلو تم کو بادشاہ بلاتے ہین یہ بندوق سے پیش آئے اور بندوق سے دو چار ازبک مار ڈالے تب تو اونہون نے

نے بھی تیغ زنی کی اور پچاس ساٹھ آدمیون کو مارکر ان دونون باپ بیٹون کو گرفتار کرلیا اور
اپنے بادشاہ کے پاس لے آئے۔ ان دونون کو جدا جدا قید کیا پھر کئی مہینہ بعد دوست محمد خان
نے ایک قافلہ باشی سے سازش کی اور داڑہی کو خضاب کرکے کسی ڈھب سے قید سے باہر نکلا
اور قافلہ سے آملا قافلہ باشی اوسے ایک کجاوہ مین بٹھاکر روانہ ہوا بادشاہ نے چند سوار روانہ
کئے کہ دوست محمد خان جانے نہ پاوے پھر قید کرکے لے آوین حسب الحکم وہ سوار آئے اور قافلہ مین
تلاش کرینگے قافلہ باشی نے کہا کہ دوست محمد خان اس قافلہ مین نہین ہی سب کجاوے انہین
دکھلائے جسمین کہ دوست محمد خان تہا جب اوسپر نوبت آئی تو تلاش کرنیوالون نے جو دیکہا
چونکہ وہ مخضب تہا کہا یہ شخص مشابہ دوست محمد خان کی صورت مین ہی لیکن وہ نہین ہے
اسواسطے کہ وہ مرد ضعیف ریش سفید تہا یہ مرد جوان سیاہ ریش ہی کوئی اور ہوگا چہوڑ دیا
اور سب کے سب واپس چلے آئے پس دوست محمد خان دریائے عمون سے عبور کرکے بلخ مین
پہنچا تو وہان اپنے قبائل نہ پائے خان مذکور نے میر والی وہان کے حاکم سے اونکا حال دریافت
کیا کہ وہ کہان ہین اوسنے جواب دیا کہ تمہارا بہائی نواب جبار خان اونہین لیکر چلا گیا جب اور
لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ سرداران انگریزی کی قید مین ہین جبار خان اگرچہ
بظاہر دوست محمد خان کا دوست بنا اور خان مذکور کی ہی وجہ سے بلخ کو آیا تہا لیکن پوشیدہ
سرداران انگریزی سے ملا ہوا تہا اوس کی وجہ یہ تھی کہ جبار خان کا جوان بیٹا بتحصیل علم
انگریزی کے لئے لدہیانہ مین رہتا تہا اور اوسکو تین سو روپیہ ماہوار سرکار انگریزی کیجانب
سے ملتے تہے پس دوست محمد خان جب بخارا کو گئے تو بعد روانہ ہونے کے دوست محمد خان کے

قبائل کو گرفتار کرا دیا لیکن صاحبان انگریزون نے ان کو بڑی عزت سے رکھا اور نیز ہزارون روپیہ سے ان کے خرچ اور اخراجات کے خبرگیران رہے اور جبار خان سے کچھ سلوک نہ کیا اور جب دوست محمد خان نے بخارا مین قیام کیا تو شاہ بخارا نے محمد اکبر خان کی تشہیر کی شکین بند ہو کر سر بازار نکلوایا اور منادی کیگئی کہ جو نیکی کے بدلے بدی کرے اوسکی سزا یہی ہے اور سخت قید کیگئی پھر والی حاکم بلخ نے سفر کا سب سامان گھوڑے ہتھیار وغیرہ سب تیار کرکے کئی ہزار طلائی بخارا جسپر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سکہ ہوتا ہے اور اوسکی قیمت آٹھ روپیہ ہوتی ہے خرچ کے لئے دئیے اور پچاس ساٹھ سوار دوست محمد خان کے ہمراہ کرکے کابل کو روانہ کیا۔ واضح ہو کہ جب دوست محمد خان کابل کے قریب پہنچے اور دوسرے فرزند اور بھتیجے اور متعلقین وغیرہ سے آن کر ملاقات کی اور دوست محمد خان جہاڑی کار کے قریب قادر خام مین اوترے وہان دو چار سو آدمی اونکے شریک ہوئے کابل مین جب یہ خبر پہنچی کہ امیر دوست محمد خان نے بارادہ جنگ جہاڑی کار پر آکر نزول کیا ہے لارڈ آکلینڈ نے سکندر برنس کو دو پلٹن انگریزی اور ایک ہزار سوار کا رسالہ معہ توپ وغیرہ کے اوسطرف کو روانہ کیا سپاہ انگریزی نے اس قلعہ کا تمام محاصرہ کر لیا اور لڑائی شروع ہوئی سپاہ انگریزی مین سے کیلی صاحب اور ہراجیل قدر صاحب اور انکے سوا اور دو تین انگریز مارے گئے مگر قلعہ فتح ہو گیا اور امیر مخصوصہ اپنے رفقا کے وہان سے نکلکر ایک پہاڑ کے درہ مین پوشیدہ ہو گئے دن کو وہان رہا کرتے اور رات کو انگریزی فوج پر شبخون مارا کرتے حتی کہ سپاہ انگریزی کو تنگ کر دیا جب دس پانچ روز اس طرح گذرے تو ایک روز امیر مذکور بھی پوشیدہ رہنے سے تنگ ہو کر میدان مین آگئے اور دن کو انگریزی فوج سے مقابلہ کیا جو لوگ بالائی

امیر ندکور ... اکر مل گئے تھے وہ تو بھاگ نکلے مگر ستر اسی آدمی جو دوست محمد خان کی اہل قرابت سے تھے انہون نے رسالہ کے اوپر گھوڑے دوڑا دئے اور شمشیر زنی شروع کی۔ دوست محمد خان اپنے فرزندون اور برادر زادون کو للکارتے تھے اور کہتے تھے کہ ہان بچہ ہا بزنید و برانید غرض وہ لوگ سب ہی توڑ کر لڑے اور رون کو بھی زخمی کیا اور خود بھی زخمی ہوئی آخر کار کچھ زخمی ہوئے کچھ بھاگ نکلے تب دوست محمد خان تنہا ہتھیار باندھکر اور گھوڑے پر سوار ہو کر کابل کو روانہ ہوئے اور چار روز کا راستہ ایک روز مین طے کرکے کابل مین پہنچے اور ... بالای حصار مین داخل ہوئے پس دو گہڑی رات گذرے مکناٹن کے دروازہ پر آئے اور گھوڑی کو وہان چھوڑکر اندر چلے گئے ہر چند کہ پہرے والے نے منع کیا مگر کچھ پروا نہین کی اور مکناٹن کے روبرو مینر کے پاس کہڑے ہوکر ... کہا مکناٹن صاحب نے کہا تم کون کہا امیر دوست محمد خان پس مکناٹن صاحب اوٹھے اور [illegible] ہوگئے اور اپنے ہاتہ سے کرسی لاکر بڑی عزت سے امیر صاحب کو بٹھلایا اور چونکہ فیما بین سکندر [illegible] اور امیر دوست محمد خان مین ملاقات تھی اسلئے مکناٹن نے سکندر برنس کو چٹھی لکھی کہ [illegible] دوست محمد خان ہمارے پاس آگئے ہین تم فورا یہان آکر اون سے ملاقات کرو [illegible] امیر صاحب نے اپنی تلوار کمر سے کھولکر مکناٹن کے روبرو رکہدی اور کہا کہ آج تک ہم نے اسکو باندھا اب آپ رکہئے مکناٹن نے وہ تلوار لیکر پھر امیر صاحب کی کمر سے باندہی اور کہا کہ آج تک آپ نے اپنی خوشی باندہی اب سرکار انگریزی کیطرف سے باندہئے پھر ایک خیمہ استادہ کروایا اور دوست محمد خان کے ہاتہ مین ہاتہ ڈالے ہوئے خیمہ تک پہنچادیا اور امیر صاحب کی زوجہ جو محمد اکبر خان کی والدہ تھی مع عیال و اطفال کے

اونکو شہر سے بلوا کر خیمہ مین اوتروا دیا اور گورون کی ایک پلٹن اطراف مین کہڑی کروا دی اور پہر روز ضیافت کا سامان اون کے پاس پہنچتا تہا چند روز کے بعد امیر کابل نے کہا کہ مین کابل مین نہ رہونگا لدہیانہ جانا چاہتا ہون افسران انگریزی نے مع اہل و عیال و مال و متال کے دو پلٹن اور ایک رسالہ امیر کے ساتہ کر کے ہندوستان کی طرف روانہ کیا امیر صاحب منزلین طے کرتے ہوے رسول نگر اور فیروزپور کے قلعجات پر ہوتے ہوئے لدہیانہ مین داخل ہوئے وہان جتنے مکان شجاع الملک کی بود و باش کے تہے سب امیر صاحب کے سپرد دئے پہر کلکتہ سے لارڈ انگلینڈ نے جریدہ امیر صاحب کو وقت و تقریر یا تطلب کیا امیر صاحب دہلی و اکبرآباد و کانپور و الہ آباد و بنارس و مقصود آباد کی سیر کرتے ہوے کلکتہ مین پہنچے لارڈ صاحب نے اونسے ملاقات کی اور چالیس ہزار روپیہ بطور ضیافت کے دئے اور کئی مہینے تک اپنے پاس رکہا اور انواع و اقسام کی سیر اور عجائب تماشے اور عجائب خانے دکہلا کر پہر لدہیانہ کو روانہ کیا۔ اب ہم مضمون بالا کیطرف رجوع کرتے ہین۔

ذکر سلطنت شجاع الملک در بلدۂ کابل امیر دوست محمد خان کی گرفتاری کے بعد

واضح ہو کہ افسران انگریزی کی استعانت سے جب شجاع الملک کو مستقل بادشاہت ہوئی اور نظام الدولہ وہان کے وزیر ہوے وہ دربار کرتے تہے اور یہ امورات مملکت کا انتظام کرتے تہے اگر کوئی زمیندار بغاوت کرتا تہا تو انگریزی فوج جاکر اوسکو گرفتار کرتی تہی چنانچہ ایک مرتبہ امیر خان والی قلات نے جب سرکشی کی اور جمعیت مہیا کر لی تو اوس سے لڑائی درپیش ہوئی اوس نے بہی اچہا مقابلہ کیا اور آخر کار قتل ہوا پہر دو ہزار کے دو رسالی کابلیون کے

جن کے افسر زبول صاحب وغیرہ تھے انگریزی قاعدہ پر تیار ہوئے اور ایک کا نام رسالہ جان باز ان اور دوسرے کا نام رسالہ سربازان رکھا گیا اس کے دو سال کے بعد مکناٹن کو کلکتہ سے حکم آیا کہ ہمنے تم کو بمبئی کا گورنر کیا ہے وہان جاؤ اور کرنل سکندر برنس رزیڈنٹ صاحب کو رزیڈنٹ کابل کا مقرر کیا ہی وہان کا سب داخل مخارج سکندر برنس کے سپرد کر دو اور ایک پلٹن اور ایک رسالہ ہندوستانیونکا اور توپ خانہ سرکار انگریزی کیطرف اور دو پلٹنین اور دو رسالہ ہندوستانی اور دو رسالہ کابلیون کے اور ایک توپ خانہ جملہ چھ ہزار کی جمیعت دو توپخانہ وہان بادشاہ کی ملازمت مین ہین اسقدر فوج کافی ہے باقی زیادہ جمیعت انگریزی ہندوستان کو چلی آوی مکناٹن صاحب نے جب تحقیق کیا تو کابل کی آمدنی بتیس لاکھ اور خرچ بھی آٹھ کم چونکہ خرچ فوج کا بیس لاکھ تھا بارہ لاکھ بادشاہ کے لئے مقرر کئے گئے اور اٹھارہ لاکھ سپاہ کے لئے مقرر کئے گئے یعنی دو لاکھ خوانین وغیرہ کی سپاہ کی تنخواہ مین کم کر دئے گئے اسطرح سے آمد و خرچ کو برابر کیا اوسوقت برنس صاحب نے کہا کہ دو لاکھ روپیہ بادشاہ کے لئے کفایت کرسکتا ہے سپاہ کو ناراض کرنا نہ چاہئے مکناٹن صاحب نے کہا کہ بادشاہ کو راضی کرنا چاہئے اور سپاہ اگر ناراض ہو تو زر و راضی کرسکتے ہین۔ واضح ہو کہ دشت تیخاک دریائی سرخ مین اب تک سب غلزئی پٹہان ہین چونکہ اون دنون دشت تیخاک و کابل خورد مین بچہ باز و نام غلزئین کا ایک سردار تھا اور تنی زین اور لغمان مین محمد شاہ خان اور حکیمدلک مین عبد العزیز خان رہتے تھے جب اون کے چالیس ہزار کم ہو گئے تو وہ برنس صاحب سے بولے کہ اگر ہمارا مواجب کم ہوگا تو ہم سب غلزئی راستہ اور ڈاک بند کر دینگے تب وہ نذر برنس نے

فصل سالار جنگ بہادر و درگاہ قلی خان بہادر اور اون کے ۱۳۱ ن کرام اور اخلاف ذوی الاحترام کے بیان مین

لگناٹن سے ذکر کیا لگناٹن نے کہا کہ اون کو کیا طاقت ہی ہم بزور راستہ کو صاف کردینگے اور ہندوستان کو جو فوج اجاتی ہی اونکی گوشمالی کرتی جائیگی تب سکندر برنس نے غلزیون سے کہا کہ مکناٹن صاحب نہین مانتے لیکن وہ اب جانے والے ہین اونکے بعد میرا اختیار ہوگا مین تم کو دو لاکھ روپیہ خزانہ سے دلوا دونگا مگر غلزیون نے اوسکا اعتبار نہ کیا اور فساد پر آمادہ ہوئے بچہ بازو نے کابل خورد کے درے کو جو کابل سے نو کوس کے فاصلہ پر ہی پتھرون سے بھر دیا اور سب غلزئی اپنی اپنی جگہ پر آمادۂ جنگ ہو گئے اور ڈانک بند کر دی بلدۂ کابل کو تمام خوانین بلکہ سپاہ وغیرہ کے بلکہ تمام ادنی و اعلی کی حالت بدلگئی عبد اللہ خان اچکزئی کی ایک عورت کسی انگریز کے گھر جا بیٹھی تھی اسلیئے وہ اور بھی زیادہ ناراض تھا اور اوسنے عبد السلام خان اور امین اللہ خان لوکزئی وغیرہ روسا کابل نے ملکر باہم مشورہ کیا کہ بلوہ عام کرو اور جو جو انگریزی افسر شہر مین ہین سب کو مار ڈالو جب چھاونی سے فوج آئیگی تو ہم سب بھاگ کر کوہستان کو چلے جائینگے پس مگناٹن نے ایک پلٹن ترٹین یعنی تروین ولایتی جسکا افسر جنرل سیل تھا اور ایک پلٹن ہندی نوک صاحب کی اور دو توپ خانہ اور بارہ سو سوار ہندوستان کو روانہ کیئے اور حکم دیا کہ بچہ بازو اور سردار تیزین کو تنبیہ کرتی ہوی جائے یہ جمعیت جب دشت پت خاک پر پہنچی جو آٹھ کوس پرے ہے دوسرے دن شب کو خورد کابل کو توپون سے توڑ کر بستی کے اندر فوج جا اوتری اور پٹھان وہان سے پہاڑون مین چھپ کر پتھرون کی اوٹ مین گولیان چلاتے رہے صبح کے وقت نوک صاحب کی پلٹن تو وہین رہی اور گورون کی فوج پھر لوٹکر تھا کہ

میں آگئی اور پانچ دن تک ٹھہری ہوئی رہی مکناٹن کا انتظار تھا کہ وہ اگر حکم دے تو آگے کو چلیں مگناٹن نے اہل کابل کی یہ حالت متغیر دیکھ کر تامل کیا اور پلٹن کو حکم دیا کہ تم آگے بڑھ کر ... کہ وہ ہم بھی آتے ہیں وہ وہاں پہنچکر خوب لڑے اور تیزین کی گڑھی چھین لی اور غازیوں کو بھگا دیا

ذکر قتل سکندر برنس

رمضان شریف کا ... تاریخ ۱۲۵۷ھ مطابق ماہ نومبر ۱۸۴۱ء کے بلدہ کابل میں یکایک بلوہ عام ہوا دوکانیں بند ہو گئیں رعایا وغیرہ سب ہتھیار باندھکر لوٹ مار کے لیے تیار ہوئے اور امین اللہ خان لوگری اور عبداللہ خان اچکزئی اور عبدالسلام کے گھروں پر جمع ہو گئے کیونکہ یہی لوگ بانی فساد تھے سکندر برنس صاحب نے یہ بات سنکر اپنے دو سوار تمام خوانین کے پاس بھجوائے اور کہلا بھیجا کہ یہ بات مناسب نہیں ہی ان لوگوں کو منع کر دو عبدالسلام نے پشتو میں گالی دیکر ایک تلوار ایسی ماری کہ سوار کا کام تمام ہو گیا اور دوسرا بھاگ کر محلہ ... میں چلا گیا سکندر برنس صاحب ہی نہ پہنچ سکا بادشاہ کو جب خبر ہوئی تو نظام الدولہ کو فوراً سکندر برنس کے پاس بھیجا وزیر نے سکندر برنس کے پاس آکر کہا کہ تم میرے ہمراہ بالای حصار چلو یہ بلوائے عظیم ہے اسکو آسان نہ سمجھو تم کو لوگ قتل کر ڈالیں گے سکندر برنس نے نہ مانا اور کہا کہ میری سرکار کہے گی کہ اگر تو گھر سے نہ جاتا تو یہ فساد نہ ہوتا اسمیں میری بڑی بدنامی ہے اس گفتگو کے بعد وزیر تو چلا گیا اور سکندر برنس کی گھر پر بلوہ ہوا چاروں طرف سے گولیاں چلنے

لگین ادہر بہی پہرہ کے سپاہیون نے جو اندر موجود تہے بندوقون کے فیر کئے چہوٹی بڑی
صاحب بنج جو بڑی برنس صاحب کا بہائی تہا بہت سے لوگ بندوق سے مارے سکندر
برنس نے منع بہی کیا کہ تم مت مارو ابہی صلح کی امید ہے اسکے بعد بلوائیون نے دروازہ
کو آگ لگا دی سکندر برنس کے مکان کے سامنے اور ایک مکان تہا اسمین تیس
ہزار نقد رکہے ہوئے تہے ایک پلٹن حفاظت کیلئے موجود تہی مگر اوسکا مالک جانشین اوس وقت
تحت الشفاق جہاونی پر کہانا کہانے گیا ہوا تہا اوس مکان پر بہی لوگون نے بلوہ کیا اور لوگون
کو مار کر سب خزانہ لوٹ لیا اسی اثنا مین شہزادہ فتح جنگ ایک پلٹن اور کچہ سوار اپنی ہمراہ
لیکر دفع شر کے لئے نکلا اور بندوقون سے آدہی پلٹن خالی کر دی اور باقی کے جوان بالائے
حصار مین بہاگ گئے ہر چند شہزادہ نے منع کیا لیکن کوئی نہ مانا سوارون کو بہی زخمی کر دیا
انجام کار شہزادہ بہی جان بچانے کے لئے بہاگا اور بالائے حصار اور جہان سکندر برنس کے
مکان کا دروازہ جلکر گر پڑا تو سب بلوائی اندر گہس گئی اور سکندر برنس صاحب بہی اور اسکے
علاوہ دو انگریزون کے ٹکڑے کر ڈالے اور سب مال لوٹ لیا پہر منشی موہن لال کے
مکان پر آیا اور قریب چالیس ہزار روپیہ کے جو اوسکا ذاتی مال تہا لوٹ کر غارت کر ڈالا
مرزا حسن اللہ بیگ جن کے گودام کی خدمت بہ شرکت نراین داس مہابڑا کے متعلق تہی
وہ بہی منشی کے پاس رہا کرتے تہے پندرہ سو روپیہ کا مال اونکا بہی تباہ ہوگیا ٹریول انگریز
جو ایک ہزار سوار رسالہ جانبازان کا افسر تہا وہ ایک بڑے برج مین دریائے کابل کے
کنارہ پر رہا کرتا تہا وہان بلوہ ہوا ٹریول نے اپنے رسالہ والون سے کہا کہ مین تمہارا

افسر ہون اور مجھے آج تک تم کو کوئی اذیت نہین پہنچی ہے مجھے معہ میرے عیال و اطفال کے
چھاؤنی کو پہنچا دو خان شیر نیخان سردار قزلباشان اوسکا دوست تہا ایتن سو آدمی لیکر
وہ بھی آگیا جملہ ہزار بارہ سو کی جمعیت وہان موجود ہو گئی اسلئے بلوائیون کا کچھ قابو نہ چلا
اور شام کیوقت کچھ بلوہ نہ رہا اوس وقت خان مذکور اور رسالہ جانبازان کے لوگون نے
تربول کو معہ مال و اسباب چھاونی پہنچا دیا اور منشی موہن لال اور اوسکی بی بی نے شب کی
تاریکی مین محلہ چنڈول کے اندر جا کر سلطان محمد خان کے پاس جو اونکا جانی دوست تہا
شیر بچہ نکے مکان مین پناہ لی خان مذکور نے ان کا بہت اطمینان رکہا اور اپنا بستر
منشی کے بستر کی برابر لا بچھایا تاکہ منشی کو کوئی ایذا نہ دیوے اسکے بعد منشی احسن اللہ بیگ
بہی اسی رات مین منشی موہن لال کے پاس آگیا اور اون کی جان بچ گئی زندگی کا بہروسا
ہوا یہ خبر جب مشہور ہوتی ہوئی تیزین کو پہنچی تو اوسی روز وہان کے لوگ بہی جمع ہوگئے
اور ہنگامہ شروع ہوا اور جنرل سیل کی جمعیت پر جو گڈہی کو لیکر پڑی تہی حملہ آور ہوئے
اور ہر چہار طرف سے مارنا شروع کیا غلہ اور رسد بند کر دیا جمیعت نے شاباشب وہان
سے نکلکر جلال آباد کا راستہ لیا اثنا راہ مین انپر گولیان چلتی تہین اور یہ بہی اون کا
جواب دیتے تہے الغرض بڑی دقت سے اونیس کوس مسافت طے کرکے وہان پہنچے اور
شہر مین گہسکر بقالون کے سواسب کو نکالدیا گہاس لکڑی غلہ بکری گائے بیل وغیرہ
جو پایا لوٹ لیا اور شاباشب سا پرس اند میزس کے لوگون نے جو اکثر لینون مین
فی پلٹن دو سو جوان ہوتے ہین اور ہمیشہ بندوقین باندہکر نوکری کرتے ہین ایسے موقع

پراون سے معماروں کا کام لیا جاتا ہے) چہار دیواری وہان کی درست کرکے برجون پر توپین اورجنگ کیلئے تیار ہوسے او روہان سے چار کوس پر ایک گاؤن تہا اوسکو بہی لوٹ کر غلہ لے آئے اور اسیطرح اطراف وجوانب سے جہان تک قابو چلا وہان قبضہ کرلیا غرض خوب ذخیرہ جمع کرلیا جہان تک کابل مین فساد رہا وہ بہی اسیطرح گذران کرتے رہے اور یہان دوسرے دن اٹہارہوین تاریخ پندرہ بیس ہزار کابلی اس خیال سے کہ ابہی فتح کرلینگے چہاونی پر چڑہ گئے مکناٹن نے دوراندیشی سے ایک کوس کے فاصلہ پر کابل سے قبلہ رخ باغ شاہ کے متصل ٹیلہ بہجارو کے قریب ایک دیوار مستقیم بطور قلعہ کے تین گز بلند معہ برج ودروازہ وغیرہ کے بنوا رکہی تہی اور دروازہ کے روبرو ایک مکان گودام کا چہاونی کے اطراف پر خندق پانی سے لبلب تیار تہا اوسمین سوار پلٹنین باروت گولہ وغیرہ میگزین کا تمام اسباب موجود رہا کرتا تہا اور اوسوقت بارہ پلٹنین تین رسالے چہہ توپ خانے بڑی بڑی توپین قلعہ شکن غبارہ کی پرنالین وغیرہ موجود تہین انگریزی فوج نے ایسی توپین مارین اور بم کے گولے اوتارے کہ ہزارہا مخلوق ماری گئی۔ اور سب لوگ گولے کی زد سے بہاگ کر دور جا کہڑے ہوئے اور شام کو سب اپنے گہرون کو چلے گئے صبح کے وقت اس سے بہی زیادہ بلوہ ہوا شام تک لڑائی رہی رات کو واپس آگئے اسیطرح تین روز تک لڑتے مرتے رہے چوتہے روز گودام پر جا پڑے چونکہ اوس مین اسباب کچہ نہین تہا افسرون نے دانستہ کمک نہین کی ان لوگون نے کچہ اوسکو لوٹ لیا اسی طرح ہر روز بلوہ ہوتا تہا اور چہاونی والے باہر نکلکر مقابلہ کرتے تہے کہتے ہین کہ ان لوگون مین نواب شمس الدین خان برادرزادہ دوست محمد

خان بہت بہادر آدمی تھے ہر وقت اونکی تلوار چمکتی ہوئی اور گہوڑا چلتا ہوا نظر آتا تہا وہ اور اونکے دو بہائی اور خان شیرین خان سردار قوم قزلباشان پلٹنون پر گہوڑے دوڑاتے تھے آخر کار شمس الدینخان کا ایک بہائی قتل ہوا اور خود وہ بہی زخمی ہوئے آٹھہ دس روز اسی حال مین گذر گئے کابلی سب خود سر تھے اونمین کوئی سر گروہ نہین تہا جو اون کے کہانے پینے کی خبر لیتا امین اللہ خان اور عبد السلام خان اور عبد اللہ خان اور ان کے علاوہ دوسرے عزت دار لوگ باہم صلاح کرکے نواب محمد زمان خان بارکزئی کے گہر گئے جو قدیم سردار اور سردار زادہ تہا اور عرض کی کہ یہ سب لوگ مسلمان اور بے سر و سامان ہین آپ کو اون کی خبر گیری لازم ہے ورنہ یہ سب خراب ہوتے ہین محمد زمانخان اور خان شیرین خان نے اپنے اپنے لوگون سے بالاتفاق کہلا بہیجا اور یہ کہا کہ ہم بارکزئی اور قزلباش حاضر ہین ہمکو اپنی طرف کر لیجئے آپ کے حکم سے ہم سرتابی نہ کرینگے اور جب ہم آپ کی طرف ہوگئے تو پہر اس بلوہ کا کچہ نہ چلیگا مگناٹن اس بات سے ناخوش ہوا اور اون کو ناراض کرکے رخصت کیا پس اونہون نے اہل بلوہ کی سرداری اختیار کی اور فی الفور زمان خان نے اپنے گہر سے پشمینہ نکالکر شال اور دوشالے اور رومال اور چغے علی قدر المراتب خواین کو تقسیم اور دس ہزار بلکہ بیس ہزار روپیہ سے اون تہی دستونکی اعانت کی پہر تو افغانان کوہستان استالف اور نجکی اور لوگرئی نے آنا شروع کیا اور روز بروز فساد بڑہنا شروع ہوا چالیس ہزار آدمی سے کم اس بلوہ مین نہین تھے اور با اینہمہ روز بروز ترقی ہوتی تہی اسمین مگناٹن نے منشی موہن لال

کو رقعہ لکھا کہ خوب ہوا جو تمہاری جان بچ گئی تمہاری زندگی غنیمت ہے ان لوگون نے ڈاک بند کر دی ہے نہ ہندوستان کا اخبار آتا ہے اور نہ کابل کی کچھ کیفیت معلوم ہوتی ہے روپیہ خرچ کرنے مین دریغ نہ کرنا تین لاکھہ کی اجازت ہے لوگون کو راضی کرنا اور بادشاہ کے مہرے کو بھجوانا اور خبرین لکھتے رہنا منشی موہن لال انگریزی لکھہ پڑھ لیتا تھا اوس چٹھی کو پڑھکر بسر و چشم قبول کیا دو دو سو تین تین سو روپیہ ایکلے ایک شخص کو ایک پرچہ کاغذ دیکر خفیہ انون کو خبرین پہنچایا کرتا تھا اور جواب منگاتا تھا اور چند عرصہ کے بعد علانیہ لوگون سے ملنے لگا اور ہزار ہا روپیہ خرچ کرنا شروع کیئے پندرہ ہزار روپیہ نقط نایب حمزہ خان تعلقہ دار غلزیون کو اور بیس ہزار اپنی ذات خاص سے خان شیرین خان کو دئے ظاہر مین تو وہ سب لوگ راضی ہوگئے مگر دل سے فقط خان شیرین خان انگریزو نکا طرفدار ہوا تھا انگریزون کی طرف سے جو آدمی محلہ چنڈول مین آیا جایا کرتا تھا خان شیرین خان اوسکے ساتھ سلوک کرتا تھا اور اپنے پاس رکھتا تھا اس بات کو چالیس روز گذرے ہونگے کہ محمد اکبر خان کے بخارا سے آنیکا حال معلوم ہوا۔ لوگ اونکے لینے کو گئے

جنرل مگناٹن کا محمد اکبر خان کے ہاتھ سے دہوکہ مین مارا جانا

کہتے ہین کہ محمد اکبر خان کو کوئی قافلہ باشی کسی حیلہ سے شاہ بخارا کی قید سے لے نکلا محمد اکبر خان بہزار دقت دریاے آمو سے عبور کرکے بلخ مین پہنچا وہان کے حاکم میر والی نے نہایت خاطر کی اور اپنے سو سوار اذیک محمد اکبر خان کے ساتھ کرکے روانہ کیا جب یہ کابل کے قریب پہنچے تو تین کوس سے اپنے آنے کی اطلاع دی یہان سے لوگ اونکے لینے کو گئے اور بڑی عزت سے شہر مین لائے محمد اکبر خان اپنے بہنوئی محمد سلطان خان کے گہر اوترے ہر روز خان

لوگ آیا کرتے تھے ہنوز محمد اکبر خان کو کچھ دخل نہیں تھا ہر روز محمد اکبر خان مین مگناٹن نے کہلا کر بھیجا کہ تمہارے والد امیر دوست محمد خان کے ساتھ لارڈ گورنر نے بڑا سلوک کیا چنانچہ تین لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کرکے اون کو اپنے ملک مین رکھا ہے اور وہ لدہیانہ مین تمام زن و فرزند معہ تمہاری والدہ کے خورسند اور سب تمہاری عزیز آرام سے ہین تم کو بھی ہمارے ساتھ محبت کرنی چاہئے جمعیت کا خرچ تم کو مین دونگا تم ہم کو خیریت کے ساتھ جلال آباد کو پہنچا دو اگر ایسا ہوگا تو بلا شبہ مین تمہاری تنخواہ بھی تمہارے باپ کی برابر کرا دونگا محمد اکبر خان نے کہا اچھی بات ہے مگناٹن نے فوراً محمد اکبر خان کو پچاس ہزار روپیہ بھجوا دیا محمد اکبر خان نے سوار اور پیادے بھرتی کئے اور چند روز کے بعد مگناٹن کو کہلا کر بھیجا کہ ہمارے اور تمہارے بالمشافہ بعض ضروری مقدمات کیلئے ملاقات کا ہونا ضروری ہے مگناٹن نے جواب دیا کہ اطمینان ہونا چاہئے محمد اکبر خان نے فی الفور قرآن شریف پر مہر لگا کر دو معتبر آدمیون کے ہاتھ بھجوا دیا اور کہلا بھیجا ان کو متقدم رکھو اور تم بلا خطر یہان کا ارادہ کرو مگناٹن نے اوسکو قبول کیا اور میدان مین مابین بلدہ اور چھاونی کے ملاقات قرار پائی پس محمد اکبر خان نے مگناٹن کے سوار ہونے سے قبل خفیہ آپ اور چند رفیق اول ہی جا کر بیرون بلدہ پل چوبین کے نیچے سب فوج کو دغا بازی کیلئے پوشیدہ کر دیا اور خود معتین رفیقون کے باہر آکر میدان مین مگناٹن کے منتظر ہو کر کھڑے ہوگئے مگناٹن سے اگرچہ منشی موہن لال نے شیر خان کے کہنے سے ایما کیا تھا کہ ان کے عہد و پیمان اور قسم و ریمان پر اعتماد نہ کرنا چاہئے مگر مگناٹن کو اسبات کا بھروسا تھا کہ اسکے باپ کے ساتھ سلوک کیا ہے اور اسے بھی امیدوار کیا ہے اس لئے دغا بازی نہ کریگا اس اعتماد پر سکندر برنس کے رسالے کے دو سوار بڑے معتمد ایک پلٹن چھاونی سے ساتھ لیکر نکلا اور پل چوبی کے اسطرف آکر

کہڑا ہوا اور وہان سے تین انگریز ساتہ لیکر آگے بڑہا اور محمد اکبر خان سے ملاقات کی اور باتین ہوتی رہین محمد اکبر خان نے کہا تم ہمارے گہر چلو اور ذہن مین یہ تہا کہ وہان لیجا کر گناٹن کو چار لاکہ دپیہ لیلان مکناٹن نے انکار کیا محمد اکبر خان نے گردن مین ہاتہ ڈالکر مکناٹن کو کہینچا مگناٹن نے جہٹکا مارکر چہٹا لیا محمد اکبر خان نے فوراً تپنچا کمر سے نکالکر مار دیا اوس کے بہنوئی سلطان نے ایک تلوار مار کر گرا دیا محمد اکبر خان نے مکناٹن کا سر کاٹ ڈالا اور ایک دوسرے انگریز کو مار لیا یہ لوگ تو دور تہے اور محمد اکبر خان کے لوگ اوسکے قریب تہے اونکے پہنچنے تک محمد اکبر خان نے اور اوسکے بہنوئی نے ان دونون انگریزون کو بہی پکڑ کر دو گہوڑون پر بٹہا لیا اور مگناٹن کا سر اور دہڑ لیکر اپنے ریتیون مین جا ملے پہر راستہ مین ان دونون انگریزون کو بہی مار کر پہینکدیا اور مگناٹن کی لاش سر راہ لٹکا دی جو بند وقچی ادہر سے گذرتا تہا اوس لاش پر گولی چلاتا تہا پہر لڑائی شروع ہوئی اور چہاونی مین سبکا افسر باٹن جبر قرار پایا پس اس ضمن مین رات کو ایک کرنل چہ کمپنی اور دو توپین لیکر چہاونی سے نکلا اور ٹیلہ پہاڑ پر چڑہ گیا اس گاؤن کی دیوارین توپین مار کر گرادین اور لوٹ لیا صبح کے وقت کابلی ایک دوسرے کو پکار اور للکارتا ہوئے تیس ہزار کے قریب جمع ہوکر چہاونی پر آئے کرنل مذکور نے پہاڑ پر چڑہ کر گولے مارنے شروع کئے اور ان کو ہٹا دیا تب اونہون نے پہاڑ کو گہیر لیا کیونکہ یہ پہاڑ ایکطرف سے کٹا ہوا تہا اسلئے پانچ ہزار آدمی آہستہ آہستہ آکر اوسکی آڑ مین آگئے پہر انمین سے جب کوئی سر باہر نکالتا ادہر سے گولہ چلتا اونہون نے اسی طرح سر نکالکر دونون توپین خالی کروادین اور ہلہ کرکے گولے مارتے ہوئے اوپر چڑہ آئے کرنل تو اول ہی گولی کی زد سے مارا گیا پہر اونہون نے برابر چہ سو پیادون کو قتل کر ڈالا اور توپین چہین لین چہاونی والے اگرچہ قریب تہے مگر کچہ مدد نہین کی غلہ کی گرانی کا یہ حال تہا

کہ ایک ایک کی گہر مین اوسوقت پاو پاو سیر گیہون کے دانے بہنے ہوئے تہے وہ غریب کہانے بہی
نہ پائے تہے کہ موت نے اونکا نوالہ کرلیا اس فتح سے اون لوگون کو استحکام ہوگیا تہا اور سب
کے دل چہوٹ گئے تہے اور آپس مین کہہ چکے تہے کہ یہ آخری یورش ہے اسکو کرلو پہر اپنے اپنے
گہر چلدیو اور اپنے کام مین مشغول ہو یہ بہی واضح ہو کہ اس طرف قندہار اور غزنین اور جہار بکار
والون نے جب سنا کہ سکندر برنس اور مکناٹن اس اس طرح مارے گئے تو وہان قندہار والون نے
فراہم ہوکر بلوہ کیا اور چہاونی پر چڑہ گئے فوج بہی باہر نکلی اور مقابلہ کیا شہزادہ تیمور شاہ نے
انگریزون کا ساتہ دیا صفدر جنگ اہل شہر کی طرف سے لڑتا رہا اور ہر میدان انگریزی فوج ہی
بارگہوڑا دوڑایا اور مقابلہ کرتا رہا مگر ہر وقت اہل شہر کو ہزیمت ہوئی اور تا اختتام مہم کابل
وہان قیام کیساتہ رہے اور ان کو سندہ کی فوج سے ہر چیز ملا کرتی تہی مگر غزنین اور جہار بکار
مین جو دو پلٹنین تہین اون کو وہان کے لوگون نے بالکل قتل کرڈالا اور شہر کابل مین بالا
حصار کے قریب ایک پہاڑ ہے اوسپر ایک برج ہے اکلاخہ نام وہان سے بالاے حصار تک
ایک فصیل بنی ہوئی ہے یہ سب یہان پہنچے کہ اگر اسکو لے لیا تو بالاے حصار کو لے لیا
اوپر والون نے اس اندیشہ مین پیشتر سے دو سو جوان وہان بٹہلا رکہے تہے اگر یہ وہان
چڑہتے تو وہ گولیان مارکر ہٹا دیتے علاوہ برین بالاے حصار کے برج پر ایک بڑی توپ
رکہی ہوئی تہی اوس سے امین اللہ خان اور عبداللہ خان اور عبدالسلام خان
اور محمد زمان خان اور سلطان خان کے گہرون پر اودہر اودہر کے گولے مار کے تمام
بستی کو ہلاڈالا اور جہان دس پانچ آدمی کہڑے ہوتے وہین گولہ آتا اور مجروح و مقتول کرتا

غرض یہ سارے بالا سے حصار والے اور وہان چھاونی والے اگر پانچ روپیہ سیر بھی غلہ ملتا
تہا تو خرید لیتے تہے اور فوج کو کہلاتے اسی طرح جو لڑتے رہے آخر کار جب خزانہ خرچ ہوگیا
لاچار ہوکر ارادہ کیا کہ چھاونی کو چھوڑ دین اور جلدک اور کندمک تک جسطرح سے ہو چلے
جاوین اسی اثنا مین محمد اکبر خان نے پاٹن جیپ انگریز کو کہلا بھیجا کہ جو ہوا سو ہوا اب دغا نکرونگا
نکر چھاونی سے نکلتے ہو تو جلال آباد تک پہنچائے دیتا ہون اور جب مین ساتہ ہونگا تو کوئی
کچہ نہین کرسکتا ان کی تو یہ عین خوشی تہی نصف جمیعت آگے اور نصف پیچھے اور بیچ مین انگریز
لوگونکی بی بیان کل چالیس ہزار آدمی اور سب کے پیچھے پانچ ہزار اونٹ میگزین اور سامان
وغیرہ کے چھاونی چھوڑ کر نکلے پچاس ساٹھہ ہزار کابلی انتظار مین کھڑا تہا سپاہ کو تو کابلیون نے
آگے جانے دیا پیچھے جب اونٹ نظر پڑے تو سب کو لوٹ لیا انگریزون نے اسکا کچہ خیال
نہین کیا جیسے جا رہے تہے اوسی طرح چلتے رہے اسپر بھی اثنا راہ مین تیجاک تک جو ایک
میدان ہے کبھی کبھی گولیان مار دیتے تہے اور وہ بھی اونکا جواب دیتے تہے جب خورد کابل مین
پہنچے تو قضارا موسم سرما تہا خصوصاً اس سال برف اس شدت سی پڑا تہا کہ آدمی کمر تک اور گھوڑی پیٹ
تک برف مین دہنس جاتے تہے ہندوستانی فوج تو بیچارے مرگئی اور بندوقین ہاتہ سے چھوٹ گئین کالے آدمی تو بہین ختم ہو گئے
مگر گورے آدمی بہزار دقت کابل تک پہنچی وہان افغان لوگ جو اول ہی درون اور پہاڑون مین چھپے ہوے راستہ تک رہے
تہے گولیان مارنے لگے یہ گولیان کہاتے ہوے آگے بڑہے پہر تو ہر چہار طرف سے مار مار شروع ہوگئی انکی بندوقین برف ہی
کی وجہ سے نہین چلتی تہین اور وہ تلوارون ہی ذبح کرے ڈالتے تہے جسکا مال جسکے ہاتہ آیا اوسی کا ہوگیا لا علاج جو سوار
کہ گھبرا کے بہاگے ہوئے جاتے تہے اونمین سے جو کثرت برف مین جا پڑا وہین رہگیا کسی کے ہاتہ جھڑ گئے کسیکے پیر گلکر

گرپڑے اور دو دو سو تین تین سو آدمی جہان دم لینے بیٹھے وہین سرد ہوگئے العیاذ باللہ کابل سی تیزین تک بیس کوس کا راستہ ہی اس مسافت مین مُردون کے ڈھیر نظر آتے تھے ایک انگریز زخمی گھوڑے پر سوار آدھی رات تک جلال آباد مین پہنچا گیا آٹھ دس انگریز معزز اور ادنی قدر بی بیان اور کچھ منشی اسی طرح چالیس پچاس آدمیون نے اس ہنگامہ مین محمد اکبر خان کے پاس جاکر چونکہ حسب قرارداد وہ بھی ہمراہ تھے پناہ مانگی خان مذکور نے انہین اپنے لوگون مین لیکر بچا لیا اور سوائے انکے جملہ ایک سو کئی انگریز لوگ اور سو لچر اور رکناٹن کی بی بی او سیل انگریز کی بی بی او بیٹی اور اندرسین کی بی بی اور سری دیشا کی بی بی معہ فرزند اور اونکے منشیون کو کابل مین واپس لاکر ایک بڑے مکان مین اوتارا اور ہر ایک کو علی قدر المراتب اوڑہنا اور بستر اور پوستین اور بالاپوش منگوا دیا اور بہت سی لکڑیان ڈلوا دین کہ آگ جلاکر اوس سے بدن سینکین اور نتیراجی نام ایک ہندی کو اونکی خبرگیری کیواسطے متعین کیا اور دروازون پر لوگ بٹھلا دئے تاکہ لوگ ان کو ایذا نہ پہنچائین پس شہر مین محمد اکبر خان اور امین اللہ خان کی حکومت ہوگئی اور محمد اکبر خان کے سوا بالا حصار مین بادشاہ کے دربار مین سب لوگ آمد و رفت کیا کرتے تھے اسکے بعد سولہ ہزار آدمی جمع کرکے محمد اکبر خان جلال آباد پر آئے جب یہ لوگ ہلہ کرتے وہ توپین مار کر ہٹا دیا کرتے تھے اسطرح سیکڑون آدمی مارے جاتے تھے اور اکثر اندر والے پانچ کمپنیان دو سو سوار دو توپین لیکر نکلتے اور چار چار کوس کے گاؤن لوٹکر غلہ لے آیا کرتے تھے اسی طرح چار مہینہ گذر گئے محمد اکبر خان سے کچھ نہ ہوا آخرکار انگریز دو توپین کچھ سوار اور پیادے لیکر دو گھڑی رات سے باہر نکلے اور کابلیون کو شبخون مارا سیکڑون آدمی مارا گیا اور باقی اسباب چھوڑکر جو بھاگا تو بہت سے دریائے لنڈا مین ڈوب گئے چونکہ محمد اکبر خان انہین مین تھے ملاحون نے جال مین

جوایک طرف عبور کا ہوتا ہے بھاگ کر نعمان کی طرف پہنچا و پیادہ پا پیادہ برہنہ پا تیزی مین پہونچگئے اور باقی سب بھاگے ہوئے لوگ اوسی دن آدہی رات کو کابل مین پہنچے اس مین جلال آباد کے لوگون کو بڑی تقویت اور فائدہ کثیر ہوا۔

ذکر قتل شجاع الملک

اس ہزیمت کے بعد بہت سے لوگون نے خصوصاً بارک زئی دوست محمد خان کی قوم والون نے بادشاہ کو ترغیب دی کہ انگریز بغیر سبب اور غیر قوم و غیر ملک و ملت و دین و آئین ہین اور غیرون کو اپنے ملک مین کوئی جگہ نہین دینا ہم سب لوگ آپ کی اطاعت مین حاضر و سرگرم ہین کبھی منہ نہ پہیرینگے آپ جلال آباد کو چلین اور وہان سے بہی سپاہ انگریزی کو مار کر نکالدین شاہ شجاع الملک کو اونکی بیوفائین کا حال معلوم تہا اسلئے اونکو کچہ عرصہ تک طرح دیتا رہا اوس کے بعد فتح خان وزیر کی بیٹی محمد زمان خان کی زوجہ اور چند بی بیان قرآن شریف لیکر شجاع الملک کے پاس آئین اور چادرین پہیلا پہیلا کر خدا کا واسطہ دینے لگین شجاع الملک کو اونکی باتون سے شرم آگئی اور اونکی بات کو قبول کرلیا پس پیش خیمہ و جہنڈا باہر میدان مین کہڑا ہوا اور شجاع الملک پانچ ہزار جمعیت جرار و کرار سے ہوادار مین سوار ہو کر خیمہ مین داخل ہوئے عام و خاص کو اسکی اطلاع ہوگئی اور بند و بست کے لئے جابجا دو دو پہرے سوار اور پیادون کے کہڑے ہوگئے مگر قضا رکردگار جب ایک پہر رات گذری پہر بادشاہ چند آدمیون سے بالائے حصار مین تشریف لایا اور آرام فرمایا اور اخیر رات کو اوٹھکر غسل کیا اور پوشاک و جواہرات پہنے اور سواری کا حکم دیا ہنوز کچہ رات باقی تہی اس لئے محل کی بی بیون نے منع کیا نوکرون نے بہی عرض کیا کہ علی الصباح لشکر سے جمعیت بلواکر

حال مختصر کے بیان مین

جاہ وحشم کیا تہ ارادہ فرمائے چونکہ قضا آگئی تہی شجاع الملک نے کچہ خیال نہ کیا بقول شیخ سعدیؒ قضا چہ نیست پنج انگشت دارد + چو خواہد از کسے جانش برآرد + دو بر چشمش نہد دیگر دو بر گوش + یکے بر لب نہد گوید کہ خاموش + کچہ برچہے والے چوبدار عصا بردار شاگرد پیشہ والے پچاس آدمی اور پانچ سواروں سے بادشاہ کی سواری نکلی راستہ مین شجاع الدولہ محمد زمان خان کا بڑا بیٹا ساٹہہ ستر جوان آدمی بندوقچی قرابین بردار لیکر مابین بالائے حصار اور پل ٹنکی کے سنگ سیاہ کے متصل بیٹہا تہا بادشاہ کی سواری جب برابر آئی اونہون نے ایک حملہ کیا سب شاگرد پیشہ بہاگ گئے بادشاہ زخمی ہوکر تخت رواں سے کود پڑے اور وہ پانچ سوار بہی لڑکر مرگئے شجاع الدولہ کے جوانون نے بادشاہ کو گہیر لیا ہرچند بادشاہ نے فریاد وزاری کی اور کہتے رہے بادشاہت سے درگذرا بادشاہت سے درگذرا مگر کسی نے پرواہ نہین کی قرابینون سے پہونکدیا ایک سواران مین سے بادشاہ کے حال سے واقف تہا کہ ہمیشہ ان کے پاس پانچ لاکہہ روپیہ کا جواہر رہتا ہے وہ سر کاٹنے کے بہانہ سے گہوڑے پر سے اوترا اور بادشاہ کا گلا کاٹ کر اسقدر جواہرات تہے کہ فوراً کمر مین باندہ لئے اور سوار ہوکر چلدیا اور پہر شجاع الدولہ اور باقی سب لوگ بہی بہاگ گئے خدا کی شان ہے کہ اسکو توخوب زر ملا۔ اور وہ سب خالی ہاتہ رہے علی الصباح لشکر مین خبر ہوئی سوار دوڑے ہوئے آئے۔ بادشاہ کی لاش پڑی ہوئی دیکہی اور قاتلون کا کچہہ سراغ نہ پایا لاچار ہوکر لاش کو اوٹہا کر بالائے حصار مین لائے اور وہان کفن دفن کیا غرض جو کچہ منظور خدا تہا وہ ہوا۔

ذکر سلطنت فتح جنگ

شجاع الملک کے قتل کے بعد سب نے متفق ہوکر شاہزادہ فتح جنگ کو تخت پر بٹھلایا اور ندرین گذرانین فتح جنگ نے محمد اکبر خان کو اپنا وزیر کیا اور اکثر خوانین کو خلعت دیا اور سلطنت قائم اور سکہ جاری ہوگیا چند روز کے بعد وزیر نے شجاع الملک کا زر و جواہر فتح جنگ سے طلب کیا فتح جنگ نے وزیر کی خاطر منظور کی کچہ جواہر بیش بہا اور کچہ کم قیمت عنایت کئے وزیر کا دل ناخوش ہوگیا اور سخت گفتگو درپیش کی اس عرصہ مین خبر آئی کہ جنرل پالک بہت کچہ جمعیت انگریزی جرار و کرار لئے ہوئے جلال آباد مین آگئے اس سے فتح جنگ نے قوی دل ہوکر محمد اکبر خان کو سخت سخت جواب دئے اور منشی موہن لال کی معرفت سے مرزا احسن اللہ بیگ کو اپنا وکیل مقرر کیا اور آٹھ اشرفی زاد راہ دیکر روانہ کیا یہ ایک قافلہ باشی کے ساتہ راہ راست چھوڑ کر ویرانہ و کوہستان سے جلال آباد کو پہنچے اور شاہ فتح جنگ کا پیغام جنرل پالک اور جنرل سیل اور سکتیر سکڑ برادر رکیڑ سے زبانی بیان کیا پالک صاحب بولے جبتک ہم کابل مین آئین اوس وقت تک فتح جنگ کو لازم ہے کہ بالائے حصار کو کسی طرح اپنے ہاتہ سے نہ دین اور منشی موہن لال کو غلہ کی گرداوری کیلئے لکھا منشی نے مرزا احسن اللہ بیگ خان ٹھیکہ دار شکارپور او غلام مرتضے ٹھیکہ دار سندہ اور شاہ ولیخان تاجر سے تراسی ہزار روپیہ قرض لیکر محمد علی قزلباش کو دئے اور اوس سے مہری رسید مرزا احسن اللہ بیگ خان مذکور اور کرپارام کی گواہی سے لکھوالی چنانچہ مشار الیہ نے دیہات کے اطراف پر اوس قدر غلہ فراہم کر رکھا اور شاہ فتح جنگ جنرل پالک کی امداد سے بالا حصار کے دروازہ بند کردئے اور

چار پانچ ہزار آدمی ملازم شاہی برج دیارہ پر مقرر کیے اور شہر کے لوگ محمد اکبر خان کے
طرفدار ہوئے اور گولی چلنے لگی بادشاہ نے خان و خوانین کو کہلا بھیجا کہ محمد اکبر خان ہمارا
قدیم خانہ زاد ہے پرورش یافتہ ہے تم اسکی رفاقت میں کیون نمک حرام ہوتے ہو اور ہم کو
تکلیف دیتے ہو آخرش کو مرنا ہے اور خدا تعالے کو منہ دکھلانا ہے مگر وہ کب مانتے تھے عجب
زمانہ ہے کہ باپ کا مال بیٹے سے بغیر تشخص طلب کرے اور لوگ وسکے طرفدار ہوکر اوٹھنے مرنے
کو تیار ہو جائین اسی طرح دو مہینے تک مقابلہ رہا جب یہ حملہ کرتے تھے وہ انکو ہٹا دیتے تھے
آخر کار ایک سرنگ جو بازاری برج تک کہود رکہی تھی اوس مین بارود بھر کر آگ لگا دی برج
گر پڑا اور پہلے لوگ اندر گہسے مگر شہر کے دو ہزار آدمی غارت ہو گئے پھر تو راستہ ہو گیا اور
دشمنون نے حملہ کیا اور دو ہزار آدمی ایکدفعہ مقابلہ کیا اونہون نے تلوارین مار کر حملہ کو ہٹا دیا جب
دوسری یورش ہوئی تو لوگ اندر گہس گئے اور فتح جنگ کو شکست ہوئی محمد اکبر خان نے فتح جنگ
کو گرفتار کرکے قید کیا اور شہر اور بالاحصار مین سب خان انکو تابع ہو گیا بعد از ان عہد و
پیمان کرکے منشی موہن لال کو شیرین خان سے لیکر اپنی قید مین رکھا اور یہ کہکر کہ چھوڑے دیتا
ہون بیس ہزار روپیہ لے لیا مگر تب بہی رہا نہین کیا آفرین ہے اوس شخص کو کہ بڑا باوفا
اور نمک حلال آدمی تہا ہر حال مین خبرین لکھکر بہیجا دیا کرتا تہا یہانتک کہ انگریزی لوگ
اسکی خیر خواہی کے قائل ہوگئے اور اس نے بہت سے کام قدر دانی کے قابل کئے جیسا
کہ ہمارے بیان سے ظاہر ہوا ہے جسقدر دن گذرتے جاتے تہے فتح جنگ سے زر و جواہر کا
مطالبہ زیادہ ہوتا تہا اور قید گران ہوتی جاتی تہی اسمین ایک کشتوار کا مسلمان زمیندار تہا اوس نے

کسی صورت سے اپنے آپ کو فتح جنگ تک پہنچا دیا اور ایک گھوڑے پر خود اور دوسرے گھوڑے پر فتح جنگ کو سوار کرکے لے نکلا اور ایک رات مین پچاس کوس مسافت طے کرکے جلال آباد مین جنرل پالک کے پاس پہنچا دیا جنرل پالک نے فتح جنگ کی بہت خاطر کی اور ایک بچھوبہ اپنے خیمہ کی برابر کھڑا کرا کر اوسمین فتح جنگ کو اوتارا اور دو چار آدمی اونکی خدمت کی لئے مقرر کئے اور پہرا وغیرہ متعین کر دیا۔

اختتام مہم کابل یعنی جنرل پالک و رجنرل سیل کا بدلہ لینا اور خراب کرکے ملک کا چھوڑنا اور اپنے قیدیونکو چھڑالانا اور دوست محمد خان کو چھوڑ دینا

پس جنرل پالک نے جلال آباد سے کوچ کرکے مابین کندمک اور فتح آباد کے خیمہ ڈالا وہان بسبب کمی بار برداری کے تامل تہا فی الفور حکم لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کا بتاکید شدید اس بارہ مین آیا کہ تم خرچ و اخراجات کا خیال ہرگز نہ کرو اور انتقام کرکے اپنے قیدیون کو چھڑا لے آؤ پالک صاحب نے شاباش تیار کرکے جب تیسرا روز ہوا تو اس ترکیب سے اوسنے کوچ کیا کہ اپنے ہمراہ فتح جنگ کو لیکر آگے تہوڑی سی فوج مع چند توپ مین گہوڑونکی اور نیز دو تین پلٹنین ملسوتی اور درمیان مین خزانون کے اونٹ اور بعد اونکے میگزین انکے عقب پہر بہیڑ بنگاہ اونکے بعد تہوڑی سی جمعیت اور دونون طرف دو پلٹنین پہاڑونپر چڑہی ہوئی بندوقین مارتی ہوئین اور کوہستانیون سے لڑتی ہوئین تمام دن مین چہ سات کوس چلتی تہے اور جہان فوج کا مقام ہوتا بڑی ہشیاری کرتے مگر وہ کمبخت تمام رات گولیان مارتے تہے محمد اکبر خان نے سپاہ کے متحرک ہونے کی خبر سنکر کوہ بامیان کے قیدیون کو جو مشار الیہ کے قبضہ مین آگئے تہے اور اونہین اس مقام مین نظر بند

کہا تہا وہ ایک سو کئی آدمی تہے ان سب کو صالح محمد خان کے ہمراہ روانہ کیا اور یہ کہا کہ انہین
بند و کش سے اوتار کر بلخ مین پہنچا دو مین شاہ بخارا کے ہاتہ بیچ ڈالونگا بعد تین دن کے جب
سپاہ انگریزی جگدلک علاقہ عبد العزیز خان غلزئی پر پہنچی بعض جہنڈیان دور سے نظر
آئین جو بلا شبہ تہین لیس ہوگئین وہ جگہ تنگ ہے دونون طرف پہاڑ تہے ونپر ہزار ہا غلزئی
سوار اون کے ہاتہ مین نشان تہے اون مین سے دو ہزار روہیلے ڈہول بجاتے ہوے
سامنے ایک ٹیکری کے آگے صف بستہ ہو کر دو تین بار اونچی ہوگی گولیان چلنے لگین اس جگہ اونکی گولی کارگر
ہوتی تہی اور اونپر ہماری نہی مگر سر دیتے اور قدم آگے رکہتے تہے اسمین کچہ گورے زخمی
ہوے اور کچہ مر گئے افسران توم نے مسوطی تو پین جو خچرون پر لدی ہوئی تہین پہاڑون
پر چڑہانے کیلئے تیار کی تہین جہٹ جوڑ کر بارنا شروع کیا کل تین ہی بار چلے تہے چہہ سات
آدمی اوڑ گئے تہے کہ آگے کی دو پلٹنون نے حملہ کیا اور ٹیکری پر چڑہ گئین اور جاتے ہی ایکبار
مارا اور بہت سے افغان گر پڑے اور سب بہاگ گئے جنرل صاحب نے جب گورون کی جرأت
دیکہی تو گہوڑے چلا کر خوب تہ تیغ کیا بقیۃ السیف فراری ہوکر نالے کہورون مین چہپ گئے
پس دونون طرف جہاڑونپر جو جہنڈیان اوڑاتے اور قلقاریان مارتے ہوے کہڑے تہے دو
پلٹنین ہندوستانی کو چڑہنے کا حکم دیا وہ بندوقین چہوڑنے لگے جنرل صاحب نے توپین
منگوا کر دو فیر کئے ایک فیر تو گز بہر نیچے آدمیون سے لگا اور دوسرا کچہ اونچا دو تین آدمی کام
مین آئے اسی درمیان مین دو پلٹنین اوپر جا کہڑی ہوئین اور روہیلے بہاگ کر نیچے اوتر
گئے اور راستہ کہل گیا جمعیت خزانہ بہیڑ وغیرہ سب آگے بڑہے قریب چار گہڑی دن کے

باقی رہا تہا کہ چکدلک پر انگریزی ہندوستانی پلٹنین پہاڑی پہاڑ آتی آئین اور شامل لشکر ہوئین جب رات کا وقت ہوا وہ لوگ آئے اور صبح تک گولیان مارتے رہے اسی طرح لڑتے ہوئے تیزین کو پہنچے وہ جگہ اس سے بہی زیادہ قلب ہے ہر چہار طرف پہاڑ ہے اور بیچ مین ایک خشک ندی ہے اوسمین پانچ پانچ سیر کے روڑے پڑے ہوئے وہان اوترپڑے اور بڑی ہوشیاری کے ساتہ پلٹنون کو پہاڑون پر چڑہائے رکہا صبح کو مقام ہوا وہان بہی البتہ چہ سات ہزار غلزئی ہونگے جہان جہان سے راستہ تہا اور اوس راستہ سے وہ واقف تہے جوق جوق ہوکر دو طرف سے بہیر قتل گولیان چلانے لگے اونہون نے بہی دو پلٹنون کو پہیلا کر شام تک جنگ کی افغانون کو یقین ہوا کہ اب یہ گہر گئے ان کو اب ہم نہ جانے دینگے اوسوقت محمد اکبر خان کو لکہا کہ ہم نے لشکر کے سب راستہ بند کر لئے ہین تم شتاب یہان آجاؤ محمد اکبر خان چار ہزار سوار تیز گہوڑے پر سوار ہو کر چلدئے اور صبح تک تیزین مین آگئے وہان منشی موہن لال نے صالح محمد خان کے ملک ہزارہ مین پہنچنے کی خبر سنکر سید مرتضی شاہ کشمیری کی زبانی کہلا بہیجا کہ تم ہرگز قیدیون کو کوہ ہندو کش سے اودہر نہ لیجانا اب کوئی دن مین فوج کابل مین آیا چاہتی ہے پچیس ہزار روپیہ انعام اور ہزار روپیہ ماہوار ذات کی اور اوسکے علاوہ فوج کی تنخواہ سرکار کمپنی سے مقرر کرا دونگا خان شیرین خان کا ایک خط دیا کہ قوم ہزارہ کو لکہو کر روانہ کیا کہ انگریز اور اونکے افسر آپہونچے ہین اگر تم نے اپنی سرحد سے قیدیون کو جانے دیا تو تمہاری زن وبچہ قتل ہو جائینگے تب وہ وہان رک گئے اور یہان سپاہ انگریزی نے تیزین سے کابل کیطرف جانے کا قصد کیا اور سامان تیار کیا پانچ ہزار غلزئی چارون طرف سے ندی مین گولیان مار رہے تہے افسران لشکر نے پہاڑون کے درون پر کچہہ فوج ٹہلادی

اس اندیشہ سے کہ کوئی نقل بیچ سے نکل آئے اور باقی فوج کو آگے بڑھایا اور توپ چلاتے جاتے
تھے اور ثلث کمپو پیچھے رکھا تاکہ کوئی چھاپا نہ کرے ور وہ سب آنکر ایکطرف کو جمع ہوئے جنرل پالک
اور جنرل اسیل نے ایک پلٹن پول صاحبکی اور ایک توپ ندی کے کنارہ اونکے مقابل ایک ٹیلہ پر
پہنچادی اون کی جماعت گولہ مارتی رہی ایسا سنو کہ ہم آگے کو بڑہیں اور وہ پیچھے ندی کی راہ سے
بھاگے اور آپڑیں اور علی الصبح کوچ کیا غلزئی پانچ سو کی ٹکڑی باندہکر آگے آتے تھے
اور گولیاں مارتے تھے جب پول کی پلٹن کا گولہ پڑتا تھا دو چار اوڑجاتے تھے اور باقی پسپا ہوتے
تھے پہر دوسرے آتے تھے اور آگے کو بڑھے چلے جاتے تھے چار گھڑی دن چڑہا ہوگا کہ محمد اکبر خان
چار ہزار سوار ون سے آئے اور غلزئیوں کے پیچھے کھڑے ہوئے اون مین سے پانچ سو سوار گھوڑے
دوڑاکر آئے اور انگریزی پلٹنو نے بندوقین مار کر واپس چلے گئے اور پھر پانچ سو کی ایک جماعت
آئی اور اسی طرح بندوقین خالی کرکے چلی گئی جنرل پالک نے ایک جمٹ دراگونکی اور ایک جمٹ
ہندوستانی غلام محمد خان رسالدار کی بلوا کر ان چار ہزار کابلیوں کے مقابل کہڑی کین ور وہ بیسو سوار آئے
اور گولیاں چھوڑکر واپس ہوگئے رسالدار نے آواز دی تو سب نے یکجا ہو کر تعاقب کیا اور یکبارگی اونکے
غول مین گھس پڑے اور تلوارین کھینچکر مارنا شروع کیا سیکڑون کو مار ڈالا اور اون کو فرصت بہی
نہ لینے دی اسی مین اونکا منہ پھر گیا انگریزی فوج پیچھے تھی اور وہ آگے دو کوس تک اسیطرح
چلے گئے آخر کار اکبر خان پچاس سوار لیکر ایکطرف کو چلے گئے بیس گوروں نے اونکا بہی پیچھا لیا
وہ پریشانی کی حالت مین جارہے تھے اسیطرح خورد کابل تک جو تیزین سے چھ کوس
ہے چلے گئے آخر کار محمد اکبر خان ایک درے مین ہوکر پہاڑون مین چلے گئے تب یہ

واپس ہوے اور غلزئیون نے جب یہ دیکہا تو وہ اپنے جنگل اور پہاڑون سے باہر نہ آئے
اور تمام سپاہ انگریزی خورد کابل مین اوتر پڑی خزانہ وغیرہ بہی آگیا پول کی پلٹین بہی ملحق ہوئی
گورون سے سوارون نے محمد اکبرخان کے فرار کا حال بیان کیا جنرل نے اون کو انعام
دیکر خوش کیا اس شکست کی خبر جب ملک مین منتشر ہوئی تو کابل کے لوگ اپنا اسباب
اور اہل وعیال لیکر کوہستان گئے اور شہر خالی ہوگیا پالک انگریز نے خورد کابل سے تیخاک
پر نزول کیا اور وہان سے تل بگرامی پر جو کابل سے تین میل ہے ۔ اوسیدن ایک کپوستاک
صاحب بہی جسکا ذکر ابتدا مین گذرا حسب الایما پالک کے جو قندہار کو چہوڑکر چلا تہا قلعہ قلعجی
کے نزدیک غزنین کی سمت سیدان مین آکر اوترا پس خان شیرین خان سردار قزلباشان
اور نائب شریف خان وغیرہ محلہ چنڈول کے باشندے جنہون نے منشی موہن لال اور
دوسرے ملازمان انگریزی کے ساتہ سلوک کیا تہا وہ سب منشی موہن لال کے ساتہ آکر جنرل
پالک سے ملے جنرل نے اون سب کو خلعت فاخرہ دیا اور خان شیرینخان سے قیدیون کا
حال دریافت کیا اوس نے کہا کہ ایک ہزار قزلباش مین دیتا ہون ان کو خرچ دلوائیے
اور ایک آدمی ہمراہ کیجئے وہ لے آئیگا دوسرے روز سکسیر ہزار روپیہ لیکر قزلباشون
کے محلہ مین گیا اور اون سب کو خرچ دیکر ملک ہزارہ کو روانہ ہوا جنرل سیل کی بیٹی اور
بی بی ان قیدیون مین تہی وہ بہی دو پلٹن ایک رجمنٹ چہار ضرب توپ لیکر دوسرے راستہ
سے جدہر محمد اکبرخان فرار ہوگیا تہا چلے اس اندیشہ سے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ خان مغرور
دوبارہ لوگون کو جمع کرے اور ملک ہزارہ کیطرف جاوے اور قیدیون کے چہٹانے کی

کو شش کر کے پرست بیاش گئے اور قیدیون کو وہان سے لاکر جنرل صاحب کے لشکر
مین بہیج دیا اور کے بعض بیگ سے کہا گیا کہ آپ تخت پر بیٹہکر سلطنت کیجئے اونہون
نے جواب دیا کہ یہان کی خلقت ظالم اور نمکحرام اور بے ایمان ہے مجہے منظور نہین کہ مین
سلطنت کرون بعد سپاہ کو جو کوہستان استالف مین بہیجی ہوئی تہی تنبیہ کے لئے
روانہ کیا اور منشی موہن لال سے کہا کہ تم بہی ہمراہ جاؤ منشی صاحب نے کہا کہ یہ غلہ جو دیہات
مین موجود ہے جمع کیا ہے کچہ اسمین سے سرکار کے کام مین نہ آیا ہنوز غلہ فروش میرے
ہی آشنا ہین جو حاکم ہوتا اس کو فروخت کر کے روپیہ وصول کرون جنرل صاحب نے منشی صاحب
سے کہا کہ اگر تمہارے ادہر جانے سے نقصان ہوگا تو ذمہ سرکار کے ہے منشی مذکور تو
سپاہ کے ہمراہ گیا اور یہان غلہ فروش بہاگ گئے کل جمع مین تین ہزار روپیہ وصول
ہوئے مرزا احسن اللہ بیگ مخبر اس مقام پر یہ لکہتا ہے کہ باقی کے روپیہ قرض خواہان نے
منشی سے دس برس مین وصول کئے نہین معلوم کہ وہ روپیہ سرکار کی جانب سے
منشی صاحب کو کب ملے اور نہ یہ معلوم کہ وہ روپیہ منشی مذکور کو ملے یا نہین یا خاص اوسکے
ہی ذمہ پر یہ روپیے پڑے غرض جب سپاہ کوہستان استالف مین پہنچی وہان کا راستہ خراب تہا اسوجہ سے
پوشیدہ لوگون پر پہونچنا دشوار معلوم ہوا اس اثنا مین ایک افغان نے انگریز سے کہا کہ اگر مجکو انعام معقول دیا جاوے تو مین خاص
اونکے سر پر لیجاکر کہڑا کر دونگا افسران سپاہ نے کہا بہت اچہا تم ہمارا ساتہ دو پس اوسنے ہمراہ لیا اور موافق اپنے وعدے کے
اونکے سر پر جا کہڑا کیا راستہ فرار کا تو وہ ہی تہا خود بخود گہر گئے اونکا بس کچہ نہ چلا اونہون نے گولی اور چہرے مار کر ہزارون آدمیون کو
مار ڈالا اور لاکہون روپیہ کا مال و اسباب لوٹ لیا سیکڑون عورتین جوان و نابالغ لڑکیان پکڑ لائے جنرل صاحب نے خیمہ گڑوا کر سب عورتون کو

اونہوں نے کہا چونکہ قیدی تین دن کے بھوکے تہے کچھ کہانا پانی دیا اور انکو چھوڑ دیا پہر بڑی بڑی توپیں جو جنگل میں پڑی
تہیں قریب چالیس ضرب کے وہ توپیں تہیں سبکو ٹکڑے کرا کے ڈالدیا اسکی صبح کو دو پلٹن کے آدمی کو حکم دیا کہ بازار تمین
کرکیند و تمام اور سب سائیس پہاوڑے اوسیں لیکر کابل کو جاؤ اور چارچھتین جو نواب علی مردان خان
کے چوک میں تعمیر کرائی ہوئی ہیں اونکو گرادو اور نواب جبار خان اور سلطان خان اور محمد
رضا خان بارکزئی اور امین اللہ خان لوگرئی اور عبداللہ خان اچکزئی اور عبدالاسلام خان وغیرہ کے مکانات
شمار کرادو چنانچہ وہ حسب الحکم گئے اور سبکو کہود کر خاک کی برابر کردیا گدہے گھوڑے کے ہل چلادئے
سوائی ہندوؤں کے اور خانہ قزلباش کے سب کو لوٹ لیا پہر شہزادہ شہپور کو تخت پر بٹہادیا بیس دن تک بگرامی پر
مقام کرکے ہندوستان کو کوچ کیا شاہ شجاع کے فرزند اور بہائی بند اور سب عیال و اطفال فوج انگریزی
کے ساتھ ہندوستان کو روانہ ہوئے اور سب سپاہ انگریزی کابل سے مراجعت کرکے علی مسجد پر جو نزدیک پشاور کے واقع ہے
پہونچی وہاں گائے کے ذبح کرنے کی وجہ سے ایک گورے کو جسنے ذبح کیا تہا زخمی کیا جنرل صاحب نے
حکم دیا کہ یہاں سے وہاں تک رنجیت سنگہ کا عمل ہے جو والی لاہور ہے گائی نہ کاٹنا اور بکرے حلال ہوا
کریں اور جب پشاور پر پہونچے محمد اکبر خان کابل میں پہر آئے اور اپنا تسلط کیا تب شہپور
بہاگا اور پشاور سے اسطرح منزلیں کرتے ہوئے چلے۔ پشاور۔ حکمتی۔ نوشہرہ۔ اکوڑہ۔ اٹک
اور دریائے اباسین۔ ہمٹ۔ شمس آباد۔ برہان۔ حسن ابدال۔ سنگ جانی
راول پنڈی۔ ہمکہ نپ۔ مانکیالہ۔ جو برنکی مر ابرجی بکہرادو۔ میلی قلعہ رہتاس
لب دریائے جہلم سرائے کہاری سرائے خواص پورہ رسول نگر پر دریائے چناب کے
کنارے پر آ اترے اسی درمیان میں لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کلکتہ نے

امیردوست محمد خان کو بھی ان اونکے عیال واطفال کے ہندوستانی سے رخصت کردیا اور
افسران سپاہ انگریزی نے لاہور کا راستہ چھوڑکر فیروزپور کیطرف چلدئے بعد چند منزل
کے دریای راوی سے عبور کرکے قصور پر پہونچے اور وہان سے قصد کرکے دریای ستلج کے کنارے
کے متصل کہ یہ دونون فیروزپور کے قریب بہتے ہین اوترے اس طرف لارڈگورنر جنرل بہادر مع
تمام جمیعت ہندوستان کے استقبال کے لئے آکر خیمہ زن ہوا اس مقام پر لشکر کے عبور کرنے کے لئے
دو پل تیار کرائے تھے دوسرے روز جنرل مع دیگر افسران جنرل وکرنل وکمنڈر انچیف اور تمام پلٹنون کے سوار
صف باندہکر دونون پلون کے آگے کھڑے ہوگئے جنرل سیل کو حکم ہوا کہ تم اپنی تیرہوین پلٹن گورون کی لیکر بڑی
پل سے جو مالا مال کابل سے بہت خوشنما اور پر تکلف ہی اوترا اور وہ پلٹن باجے بجاتی ہوئی آئی اور
لارڈ گورنر اور جنگی لارڈ یعنی کمنڈر انچیف وغیرہ تمام افسرون کو سلام کیا لارڈ گورنر نے
جنرل پالک اور جنرل سیل کو آفرین کہی اور اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ سلامی بجا
لائین ہر نوک کے سوارون اور پلٹنون کو جو جلال آباد پر فتحیاب رہے حکم ہوا کہ وہ
بھی اسیطرح جب تک کہ لارڈ گورنر کا عبور ہو جائے کھڑے رہین اور اس فوج کو
انعام معقول دیکر بہت خوش کیا اور گورون کو لندن جانے کی اجازت دی دوسرے
روز دوسرے پل پرسے فوج سب اوترآئی۔ چند روز کے بعد راجہ پرتاب سنگہ
پسر راجہ شیر سنگہ والی لاہور راجہ دہیان سنگہ مختار ریاست لاہور کے ہمراہ
اور سیام سنگہ اوتاری والہ وغیرہ بڑی دہوم سے آکر ملاقی ہوئے لارڈ گورنر نے میٹکاف
سکرٹر اعظم اور سمیع الدینخان منشی کو لاہور کیطرف روانہ کیا یہان سے لام ٹوٹ گیا اور فوجین جابجا چلی گئین

لارڈ گورنر کلکتہ کو واپس آیا چونکہ شاہ شجاع الملک چالیس برس قبل سے جاگیر خوار سرکار کمپنی کا تھا اس لئے شاہ مذکور چار ہزار اور زمانخان نابینا دو ہزار روپیہ پایا کرتے تھے اس مرحلہ کے بعد زمان شاہ کو بدستور بحال رکھا اور شاہ شجاع کی ماہوار اوسکی اولاد کے لئے مقرر کر دیا اور صفدر جنگ سے جو قصور ہوا تھا فتح جنگ کے کہنے سے اوسکو معاف کیا **تفصیل** تیمور شاہ کے دو ہزار فتح جنگ و صفدر جنگ کے پانچ سو شہپور مع برادر پانچ سو دیگر پسران سہ نفر دو ہزار چنانچہ ہنوز لدھیانہ مین ملے جاتے ہین اور وہان افغانستان مین اس واقعہ سے پانچ برس کے بعد محمد اکبر خان نے قبل سن وقوف تک پہونچنے کے اجل طبعی سے انتقال کیا پوشیدہ نرہے کہ کیفیت جو مینے لکھی ہے اوسکا حال یہ ہے کہ مرزا احسن اللہ بیگ ایک لائق آدمی ملازم سرکار انگریزی یعنی سکندر برنس کے منشی تھے اور کابل کے سفر مین اول سے آخر تک شریک ہے چنانچہ ہمارے بیان سے معلوم ہوا ہوگا بلکہ انگریزونکی رفاقت مین انکا سید ہاہاتھ لاہور کی لڑائی مین اوڑ گیا ہے وہ اپنے خانگی خطوط مین یہانکا مفصل حال بطور اخبار کے لکہا کرتے تھے جب وہ واپس آئے اور یہان مجھے اس کتاب کی تالیف مین مشغول پایا اونہون نے بنظر حقوق دوستی اون سب مکاتبات کو نظر ثانی کر کے بے غرضانہ میرے سامنے پیش کیا مینے اوسکو صاف کر کے پیش کیا یہان سے مورخین ان واقعات کی صحت کا حال معلوم کر سکتے ہین ۔

پانچوان باب سکہون کے بیان مین از ابتدا گرو نانک تا فتح لاہور وملتان مطابق تاریخ گلشن پنجاب

چونکہ قوم سکھہ کی ابتدا نانک شاہ ہی سے ہے اس لئے انکا احوال تو ہم کو کما حقہ معلوم نہیں اور مختصر حال انکا تاریخ گلشن پنجاب سے جو پندرہ برس ہوئے مطابق سنوات عیسوی کے اردو زبان مین موضع بریلی کے اندر چہپی ہے اوس سے انتخاب کر کے ناظرین کے ملاحظہ کو فتح لاہور و ملتان تک

کلام مختصر سکھون کے بیان مین

... مین ... نانک شاہ نام ایک شخص قوم کا کہتری ضلع ناوندی صوبہ لاہور کا باشندہ تھا ایک بقال
کے گھر سنہ ۱۴۶۹ء مین اوسکا تولد ہوا اور ... مین ایک شخص حسین نام ایک درویش کی صحبت مین رہا کرتا تھا اور شاہ صاحب کی
... پند ... کو چھوڑکر فیوضات باطنی حاصل کرنے مین مشغول ہوا اور ونکے حالات کو
پنجابی ... مین ... کرکے ایک مجموعہ بنایا گیا اس مجموعہ کا نام گرنتھ ہے لکہا ہی کہ اوسوقت ہندوستان کا بادشاہ
بابر شاہ تھا ... مین نانک کا انتقال ہوا اور دو بیٹے چھوڑے ایک کا نام سری چند دوسرے کا لکھمی چند
سری چند ... آدمی تھا ... لکھمی چند آزاد آدمی تھا الغرض باپ کی سجادہ نشینی کو کسی سنے قبول کیا
... نانک شاہ کے ... مین سے ایک شخص انگد نام اوسکا قائم مقام ہوا اب لکھمی چند کی اولاد
کو اس قوم کے لوگ صاحبزادہ ... نانک کے مرجانے کے بعد مذہب سکھ کو بہت ترقی ہوئی چنانچہ چودہ سو خاندان
ساہوکار ... اس مذہب مین آگئے اور سکھ کے معنی چیلے اور مرید کے ہین جب سنہ ۱۵۵۲ء مین انگد کا انتقال ہوا امرداس نامی
ایک شخص اوسکا قائم مقام ہوا اسکے مرجانے کے بعد سنہ ۱۵۷۴ء مین رام داس نامی گدی نشین ہوا شہر چک کو اوسنے
بہت رونق دی اور تالاب بنوایا اور اوسکا نام امرتسر رکھا وہی نام اسجگہہ کا ابتک مشہور ہی مگر یہ شہر
اصل مین پرانا شہر ہی پہر رام داس بہی مرگیا اوسکے بعد سنہ ۱۵۸۱ء مین اوسکا بیٹا ارجن مل قایم مقام ہوا اوسکے
بعد سنہ ۱۶۰۶ء مین ہری گوبند اوسکا لڑکا گرو ہوا لکہا ہی کہ یہ شخص سپاہی تھا اسنے اپنے چیلونکو گوشت کہانے
کی اجازت دی رکہی تہی سنہ ۱۶۴۴ مین جب اوسنے قضا کی تو اوسکا پوتا ہری کشن جانشین
ہوا پہر سنہ ۱۶۶۱ مین ہری کشن ثانی اوسکا قائم مقام ہوا پہر سنہ ۱۶۶۴ مین تیغ بہادر جانشین ہوا جو پٹنے
مین رہا کرتا تھا آخر کار منصوبن مارا گیا اوسکے بعد گرو گوبند اوسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اوسنے سکھون کے طریق سابق کو
بالکل بدل ڈالا اور فن سپہ گری ونکو سکھلایا اور اپنی قوم کو ڈاڑہی وغیرہ کے تراشنے سے ممانعت کی اورنگزیب

بادشاہ غازی عالمگیر کے عہد میں مسلمانوں سے جنگ کرکے نکلوا دیا گیا اور شہر نادیہ میں رہنے لگا اور وہین ۱۷۰۸ء
مین مر گیا بعد انتقال اسی بادشاہ کے پھر جب سکھون نے فی الجملہ قوت حاصل کی تو بندا نام ایک بیراگی نے اوس قوم کا
سرگروہ بنکر اہل اسلام سے عداوت پیدا کی اور بہت کچھ جمعیت فراہم کرکے اہل اسلام کے دیہات وغیرہ غارت کرنا
شروع کئے اور عورتین اور بچے وغیرہ جو مسلمانون کے اوسکے ہاتھ لگتے تھے انکو قتل کر ڈالتا تھا بہادر شاہ نے یہ حال
سنکر اوسکی گوشمالی کے لئے ہندوستان سے فوج روانہ کی خانخانان منعم خان نے آکر محاصرہ کر لیا تو وہ بیراگی
نکل بھاگا اور فرخ سیر نے اپنے عہد مین اوسکے گرفتار کرنے کے لئے اسلم خان صوبہ دار لاہور کو مامور کیا خان
موصوف کے مقابلے سے بندا منہزم ہو کر لاہور کو آیا اس کے بعد بایزید خان فوجدار سرہند تنبیہ کے لئے اسکی روانہ
ہوا اور خان موصوف ایک سکھ کے ہاتھ سے شہید ہوا آخر کار شاہ دہلی نے عبد الصمد خان صوبہ دار کشمیر کو متعین کیا
اوسنے چند لڑائیان کرکے بندا کو جو گرداس کے قلعہ مین محبوس تھا محاصرہ کرکے اوسکو گرفتار کر لیا اور حضور مین
روانہ کیا فرخ سیر نے اسکو مع اسکے ہمراہیون کے طرح طرح کی تکلیف دیکر کئی روز مین قتل کرا دیا پھر مدت مدید
تک اس قوم کے لوگ مغلوب اور بے دست و پا رہے حتی کہ نادر شاہ کے بعد احمد شاہ ابدالی والی قندہار
سلطنت دہلی مین آیا اور یہ لوگ پھر طاقتور ہو گئے تھے پانی پت کے مقام پر انکو مغلوب و منکوب کیا
اور پنجاب مین خواجہ عابد اور زین خان کو لاہور اور سرہند کا حاکم کیا اس طرف کی رعیت خواجہ عابد کو اوسکے
ہاتھ سے نالان تھی اسلئے پھر سکھ وہ کھلائی دینے لگے اور سرکشی اختیار کی اس ضمن مین ۱۷۷۳ء مین شاہ
مذکور نے انتقال کیا اس کے حملات سے تمام گروہ سکھ بیفکر ہو گئے اور سکھون نے جا بجا پنجاب مین جمع
ہو کر ایک ضلع مین علحدہ علحدہ اپنی مختاری شروع کی اور بارہ جماعتین اونکی قریب ساٹھ
یا ستر ہزار سوار کی تھوڑے عرصہ مین آئین اون مین بارہ سردار مقرر پائے از انجملہ

چڑت سنگہ نام ایک لٹیرا غارتگر دو ہزار پانسو سوار کا سردار ہوکر سوگزچک پر قابض و متصرف تہا اوس شخص نے رنجیت دیو کے مقابل مین جو جموگڈہ کا راجہ تہا برجراج نام رنجیت دیو کے پسر کی حمایت سے رنجیت دیو پر فوج کشی کی تہی وہ جب پچیس برس کے سن مین ہاتہہ مین بندوق پہٹ جانے سے مرگیا اور لاکہہ روپیہ کا ملک اوسنے چہوڑا اس کے دو بیٹے تہے مہاسنگہہ اور سہیج سنگہ اور ایک دختر راج کنور بیبی مہاسنگہ بن پورا دس برس کے سن مین قایم مقام ہوا اور رسول نگر جو اب رام نگر مشہور ہے اوسی کا تسخیر کیا ہوا ہے ماسنے اپنی شادی ۱۷۷۶ء مین جنڈاولی کے راجہ کی لڑکی سے کی تہی پس ۱۷۸۰ء مین اسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اسکا نام رنجیت سنگہ رکہا وہ صغر سنی مین چیچک کے عارضہ سے بہت سخت مریض ہوا ایسا تک کہ قریب مرگ ہوگیا تہا آخرالامر جان تو بچ گئی مگر ایک آنکہہ جاتی رہی چونکہ مہاسنگہ سے بہت سپاہ مع سردار متفق تہے جب رنجیت دیو جموگڈہ کا حاکم مرگیا اور راجہ برجراج جانشین پدر ہوا وہ عیاش مزاج تہا لوگ اوس سے تمام ناراض ہوگئے مہاسنگہ نے جب یہ صورت دیکہی تو فرصت وقت غنیمت جانکر آپ ملک پر قابض و متصرف ہوا اور باشندگان شہر کو خوب لوٹا لورمی سنگہ جو سکہون کا ایک سرگروہ تہا اوسکی پوتی دختر گورنجش [illegible] نام نوبت سدا کنور سے رنجیت سنگہ نے اپنے پسر کی شادی کی مہاسنگہ ۱۷۹۲ء مین ستائیس برس کی عمر مین بیمار ہوکر مرگیا۔

رنجیت سنگہ کا بیان

چونکہ رنجیت سنگہ وقت انتقال مہاسنگہ کے بارہ برس کا تہا اسلئے رنجیت سنگہ کی مان گمر کی مختار ہوئی پانچ برس کے بعد جب رنجیت سنگہ کی عمر سترہ برس کی ہوئی وہ دخیل کار ہوا اسی ضمن مین تیمور شاہ ولد احمد شاہ ابدالی مرگیا اور دادی کا انتقال

ہوا زمان بخت شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور سنہ ۱۷۹۷ء مین پنجاب پر حملہ آور ہوا سرداران سکہہ نے اوسکی سختی کے خوف سے اپنے سب حدود چھوڑ دئے اور رنجیت سنگہ بہی اسکا شریک ہوگیا اور لاہور کی درخواست کی کیونکہ انہین ایام مین زمان بخت شاہ کو ایرانیون کے فساد کی اطلاع ہوئی اس لئے فوراً اوسنے سنہ ۱۷۹۹ء مین اپنے ملک کی طرف مراجعت کی اور دریائے جہلم کی طغیانی کے سبب سے اپنا توپخانہ وہین چہوڑ گئے واضح ہو کہ اوسکے توپخانہ سے مراجعت کے وقت دو توپین دریائے جہلم مین اٹک رہی تہین زمان شاہ نے رنجیت سنگہ کو لکہا کہ وہ دو توپین نکلوا کر بہجوا دو ہم اوسکے عوض مین تمکو لاہور عنایت فرمائینگے رنجیت سنگہ نے بہت کوشش کرکے توپین نکالکر زمان شاہ کے پاس روانہ کین زمانشاہ نے خوش ہوکر اوسکو لاہور پر قبضہ کرنے کا اذن دیا بمجرد اسکے رنجیت سنگہ نے فوجکشی کرکے شہر لاہور اپنے قبضہ مین کرلیا اور ان دنون شہر لاہور راجہ رنجیت سنگہ اور مہر سنگہ اور صاحب سنگہ کے قبضہ مین تہا اور یہ لوگ نہایت عیاش مزاج نیرنگی زمانہ سے ناواقف تہے ہر چند کہ بہت سے سردار اوسوقت رنجیت سنگہ کے مقابلہ مین آکر بہت لڑے مگر آخرکار سب مطیع و فرمانبردار ہوگئے سنہ ۱۸۰۲ء مین رنجیت سنگہ کے راج کنور دختر خجان سنگہ کے بطن سے کہڑک سنگہ پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۰۸ء مین رنجیت سنگہ نے مشرقی اضلاع دریای اٹک پر قبضہ کرنے کا قصد کیا اور بہت سے سردارونکو زیر کرکے مظفر خان حاکم ملتان سے پیشکش اور تحائف لیکر لاہور کیطرف مراجعت کی پہر جابجا راجگان سکہہ کے ملکونپر جو دریای ستلج کے مابین واقع ہین فوجین روانہ کین اس ضمن مین سر چارلس مٹکلف مین عہد و پیمان کے لئے رنجیت سنگہ کے پاس آکر ارادہ کیا کہ رنجیت سنگہ کے ممالک محروسہ کی حد دریائے ستلج تک قرار پائے

اور جو شہر دریاے مذکور کے اس پار ہین مشار الیہ ان سے لادعوی رہے رنجیت سنگہ نے اس باتکو قبول نہین کیا لہذا سپاہ انگریزی کرنل اکٹرلونی کے زیر حکم مقام بورنا سے جمنا کا عبور کرکے جنوری کی سولہوین تاریخ ۱۸۰۹ء مین انبالہ کے قریب پہونچے اور وہانسے کوچ کرکے لودہیانہ پر آئے تا کہ رنجیت سنگہ سے اپنے شرائط کو مستحکم کرین ہرچند کہ رنجیت سنگہ کا قول تہا کہ مین لاہور کا حاکم ہون دریای ستلج حد نہین ہو سکتا جتنے سکہ ہین سبکو چاہیے کہ میرے مطیع اور فرمانبردار رہین لیکن کرنیل کے اوترنے کی وجہ سے انگریزون سے صلح کرنی مناسب سمجہی اور فساد فرو کرنے کے درپے ہوا اور ایک عہدنامہ فیمابین سرکارین لکہا گیا۔

ترجمہ عہدنامہ فیمابین افسران انگریزی و راجہ رنجیت سنگہ مورخہ ماہ اپریل ۱۸۰۹ء

اقرار از جانب راجہ رنجیت سنگہ یہ ہے کہ ہم دریای ستلج کے مشرقی دیہات مین جو ہمارے قبضہ مین ہین اپنے انتظام کے موافق جس طرح سے اقرار از جانب سرکار کمپنی یہ ہے کہ ہمکو ان دیہات سے جو دریای ستلج کے شمال کیجانب رنجیت سنگہ کے تحت مین ہین کچہ سروکار نہین ہے ان چند سرداران سکہ جو پٹیالہ اور نابہہ اور جیند اور کیتہل مین تہے انہون نے بہی عہدنامہ لکہکر سرکار انگریزی کی پناہ قبول کی اور اسی سال مین رنجیت سنگہ نے قلعہ کام گرہ پر اپنا قبضہ کیا اور ۱۸۱۰ء مین شاہ شجاع الملک والی کابل کو تخت سلطنت سے اُتار کر رنجیت سنگہ کے ملک مین آیا اور رنجیت سنگہہ سے ملاقات کی اسی سال مین رنجیت سنگہ نے اپنی فوج کو انگریزی قواعد سکہلانی شروع کی بعد شجاع الملک شاہ زمان بخت کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا اور رنجیت سنگہ نے خراج لینے کے لئے ملتان پر فوج کشی کی

دہانکے صوبہ دار مظفر خان نے سخت مقابلہ کیا آخر کار ایک لاکہہ اسی ہزار روپیہ پر فیصلہ ہوا اوسکے بعد رنجیت سنگہ نے بہت سے چہوٹے چہوٹے سرداران سکہہ کے املاک چہین لئے پہر لاہور مین ٹری ہوم سے کہڑک سنگہ کی شادی کی کرنیل اکٹر بونی مع راجہائے نابہ وکٹل وجیند کی دعوت مین شریک ہوا اور سنہ ١٨١٣ء مین شجاع الملک نے رنجیت سنگہ کو ایک بیش قیمت ہیرا کوہ نور نام جسکا مفصل ذکر اخیر باب مین آئے گا عنایت کیا رنجیت سنگہ اس بات سے بہت خوش ہوا اوسکے بعد سنہ ١٨١٨ء مین کہڑک سنگہ کو مع جمیعت صوبہ ملتان پر خراج ستانی کے لئے روانہ کیا اور وہانکا صوبہ دار مظفر خان مغلوب ہوا اور ملتان کا قلعہ رنجیت سنگہ کے قبضہ مین آگیا وہان ایک پلٹن بسر کردگی جودہ سنگہ بنا بر حفاظت رہنی تجویز پائی اور ماہ اپریل سنہ ١٨١٩ء مین راجہ میو محکم چند نام دیوان اور راجہ کہڑک سنگہ کو مع جمیعت کشمیر روانہ کیا وہان پٹہانون سے خوب جنگ ہوئی آخر کار پٹہان بہاگے اور کشمیر پر سکہون کا قبضہ ہوا اور توتی رام پسر دیوان محکم چند وہانکا حاکم مقرر ہوا اور سنہ ١٨٢٠ء مین ڈیرہ غازی خانکو فتح کیا اور ماہ اپریل سنہ مذکور مین گلاب سنگہ جودہیان سنگہ دار وغہ ڈیوڑہی رنجیت سنگہ کا بہنوئی تہا اوسنے محمد اکبر خان سردار بخاوری کو بڑی بہادری کے ساتہہ قید کر لیا رنجیت سنگہ نے اوسکے ناناکو پرگنہ جموں کو انعام مین دیا پہر اسی سال مین رنجیت سنگہ نے اپنی خوشدامن سدا کنور کو قید کر دیا اور اوسکے تمام مال واسباب پر قابض و متصرف ہوا اور نلگڈہ جو رہنے کا مقام تہا اوسکو بہی لے لیا اور سنہ ١٨٢١ء مین کہڑک سنگہ کے لڑکا پیدا ہوا تو نہال سنگہ اوسکا نام رکہا اور سنہ ١٨٢٢ء مین دو فرانسیس ایک ونٹورہ دوسرا الارڈ تلاش روزگار کے لئے پنجاب مین آئے رنجیت سنگہ نے اونکو بڑے عہدہ پر نوکر رکہا اور بہت سی جمیعت قواعد انگریزی سکہانے کے لئے متعین کی۔

ذکر سید احمد صاحب غازی

واضح ہو کہ انہین ایام مین ایک شخص سید احمد جو پیشتر والی ٹونک کے ملازم تھے والی ٹونک کا نوکری
چھوڑکر درویشی اختیار کی اور دہلی مین اونکی بہت شہرت ہوئی اور وہانکے لوگون سے طواف
قبور تعزیہ داری وغیرہ پر بہت جھگڑا کیا اور وہان سے کلکتہ مین آکر گونہ کی طرف روانہ ہوے
اور داخل ہندوستان ہوکر سکھون کو تخت کا فر سمجھکر جہاد پر کمر باندہی اور ایک سبز جھنڈا محمدی صلی
اللہ علیہ وسلم اس نواح کے پہاڑون مین کھڑا کیا بہت سے مسلمان انکے شریک حال ہوگئے رنجیت سنگہ
نے یہ خبر سنکر اون کی طرف فوج روانہ کی مگر چونکہ اونکی فوج قاعدہ دان اور بکثرت تہی اور وہ لوگ
فن جنگ سے ناواقف تھے اسلیے مقابلہ نکر سکے اوسکے بعد سید احمد صاحب نے پہر مسلمانونکی جمعیت
جمع کرکے ۱۸۲۶ء مین پشاور پر حملہ کیا یار محمد خان رنجیت سنگہ کا ملازم اونکے مقابلہ پر آیا اور خوب جنگ
کی آخرکار یار محمد خان قریب بہاگنے کے تہا کہ موسی ونٹورا نے کمک کی تب یار محمد خان شکست سے
محفوظ رہا پس سید احمد صاحب نے پشاور پر قبضہ کرلیا رنجیت سنگہ اس امر سے مطلع ہوا اور شروع
سنہ ۱۸۳۰ء مین پشاور کیطرف لشکرکشی کی سید احمد صاحب کے لوگ اوسکے آنے کی خبر سنکر وہان سے
چلے گئے اور رنجیت سنگہ نے پشاور پر قبضہ کرلیا جب رنجیت سنگہ وہان سے لاہور کیطرف واپس
آیا تو پہر سید احمد صاحب نے پشاور پر قبضہ کیا اور سلطان خانکی تنخواہ مقرر کردی اور وہان علما کے
رہنے کا حکم دیا اور اپنی طرف سے چند قاضی مقرر فرمائے بعد ازان شہر لاہور مین عجب طرح کا بلوہ ہوا اور مین
بہت آدمی مارے گئے جب رنجیت سنگہ کو یہ معلوم ہوا تو ایک فوج شیر سنگہ کی ماتحت کرکے مقابلہ کے لئے روانگی شروع
سنہ ۱۸۳۱ء مین دونون گروہ کا مقابلہ ہوا اور سخت لڑائی ہوئی آخرکار سید احمد صاحب نے عین معرکہ جنگ مین شربت شہادت

نوش کیا رنجیت سنگہ کے لشکر مین سے کسی شقی نے انکا سر کاٹکر لاہور کو روانہ کیا انتہی۔ اسی سال مین لفٹنٹ ہرنس سفر انگلستان سے مع تحائف مرسلہ شاہ انگلینڈ لاہور مین آکر رنجیت سنگہ سے ملا پہر لارڈ ولیم گورنر جنرل ہندوستانکو بہی رنجیت سنگہ سے ملنے کا شوق ہوا و کپتان ویڈ کے استصواب رائے کہ اسے رنجیت سنگہ نے لاہور ہے بلاکر لدہیانے مین رکہا تہا ملاقات کے بارہ مین گفتگو کی رنجیت سنگہ نے دیوان موتی رام اور ہری سنگہ اور خواجہ عزیز الدینکو مع تحائف بنابر درخواست ملاقات لارڈ گورنر جنرل کے روانہ کیا اور یہ قرار پایا کہ دیہات روپڑ مین جو دریائے ستلج کے قریب ہے ملاقات ہو پس ماہ اکتوبر کی انیسوین ۱۹ تاریخ سنہ مذکور مین لارڈ گورنر نے اپنی فرودگاہ سے وہانکا قصد کیا اور ۲۲ تاریخ روپڑ مین نزول کیا اور ماہ سال کی ۲۶ تاریخ رنجیت سنگہ اور لارڈ گورنر کی خیمہ مین ملاقات ہوئی اور جانبین سے تحائف اور نفائس وغیرہ دیئے گئے اور جانبین کے قواعد جمعیت کا معائنہ ہوا اور بنائے دوستی مستحکم ہوئی بعد ازان ۱۸۳۶ء مین انگریزونکو مہم کابل درپیش ہوئی کیونکہ راجہ رنجیت سنگہ انگریزون سے متفق تہا اسلئے حسب درخواست چہہزار فوج بسرکردگی جنرل ونٹورا سرداران انگریزی کے ہمراہ کردی چنانچہ وہانکی لڑائی کا ذکر ہوچکا ہے اور ہنوز کابل کی لڑائی ختم نہوئی تہی کہ اٹھائیسوین جون کو ۱۸۳۹ء مین رنجیت سنگہ نے اس جہان سے کوچ کیا + اور کہڑک سنگہ اوسکی جگہہ قائم ہوا۔

کہڑک سنگہ کا بیان

چونکہ دہیان سنگہ داروغہ ایوان سلطنت رنجیت سنگہ کی بیماری مین اپنی ہوشیاری سے رنجیت سنگہ کے دلمین جگہہ کر کے تمام مہمات سلطنت مین دخیل کار ہوگیا تہا اور اوسکو اسدرجہ اقتدار ہوگیا تہا کہ کہڑک سنگہ اور شیر سنگہ رنجیت سنگہ کے بیٹے اندر نہ آسکتے تہے رنجیت سنگہ نے نزع کیوقت کہڑک سنگہ کو اپنا جانشین اور دہیان سنگہ کو اوسکا وزیر مقرر کیا اندونون مین باہم نااتفاقی تہی اسلئے کہڑک سنگہ نے وزیر کی قدر گہٹانے کے لئے ممانعت کردی ہیں اون دونون مین

عداوت ہوئی اور ہر ایک دوسرے کے استیصال کے درپے ہوا اور رنجیت سنگہ نے جو کہڑک سنگہ کا بڑا مصاحب اور عزیز تہا بہت سی باتین کرکے کہڑک سنگہ کو بدظن کردیا پس دہیان سنگہ نے اپنی خودداری کے لیے یہ مشہور کیا کہ کہڑک سنگہ انگریزون سے سازش کرنا چاہتا ہے اگر ایسا ہوا تو یہ فوج اور سردار بالکل موقوف اور پامال ہو جاینگے اس بات سے سب اہل فوج کہڑک سنگہ کو برا بہلا کہنے لگے اور دہیان سنگہ نے نونہال سنگہ پسر کہڑک سنگہ کو پشاور سے بلایا وہ وہان سے اوسکی طمع دہی سے گلاب سنگہ کے ہمراہ آگیا بعد اوسکے دہیان سنگہ نے نونہال سنگہ کی ماں چند کنور سے مشورہ کرکے جیت سنگہ کو فوراً قتل کرڈالا اور خواب کی حالتین کہڑک سنگہ کو گرفتار کرکے قید کردیا اور نونہال سنگہ کو مہاراجہ کے خطاب سے مشہور کرکے گدی پر بٹہلا دیا۔

نونہال سنگہ کا بیان

واضح ہو کہ نونہال کے تسلط کے بعد دہیان سنگہ نے چند روز مین کہڑک سنگہ کو بیمار مشہور کرکے طبیبون کو اونکا برعلاج متعین کیا اونہون نے سفیدہ کاشغری اور رسکپور اوسکے لئے دوا مین تجویز کیا چنانچہ وہ ہمیشہ تہا آگر یہ لاعلاج ہوگیا اور اوسی کے اثر سے ماہ نومبر ۱۸۴۰ع مین مرگیا جب اوسکو مرگہٹ مین جلانے کے لیے لیچلے تو نونہال سنگہ ہی ساتہہ ہوا کہتے ہین کہ بوقت مراجعت شہر کے دروازہ کا شہتیر ٹوٹ گیا اور نونہال سنگہ کے خاص ہاتہی پر گرا اودہم سنگہ میان پور راجہ گلاب سنگہ جو اوسکے ساتہہ بیٹہے ہوئے تہے وہ تو اوسیوقت مرگئے اور نونہال سنگہ کے ضرب شدید آئی کچہ رمق جان باقی رہ گئی تہی کہ پالکی مین گہٹاٹوپ کرکے لیچلے اتارا مین وہ بہی مرگیا لیکن دہیان سنگہ نے فساد کے خوف سے اس بات کو پوشیدہ رکہا اور اوسکی ماں در کو

پوشیدہ بلاکر یہ کہا کہ نونہال سنگہ فوت ہوگیا اب گریہ وزاری کا وقت نہین ہی تم اس بات کو پوشیدہ رکہو اور تمام اختیار اپنے قبضہ مین کر دو پہر کچہہ دل مین خیال کرکے شیر سنگہ پسر دوم رنجیت سنگہ کو جو بٹالہ مین موجود تہا یہ مضمون رقعہ لکہا کہ اگر لاہور کی سلطنت چاہتے ہو تو فوراً چوبیس گہنٹہ کے اندر یہان چلے آؤ وہ اوسکے دیکہتے ہی بہت عجلت کے ساتہہ اسیقدر عرصہ مین آپہونچا اوسکے بعد نونہال سنگہ کے مرنے کی خبر مشہور ہوگئی اور پہر اوسکو لیجا کر جلا دیا اب دہیان سنگہ کو اختیار سلطنت دینے مین تردد لاحق ہوا اس مین ارکین سلطنت چند رکنور کے حامی ہوئے اور گلاب سنگہ ہی بظاہر رانی سے ملگیا دہیان سنگہ نے جب یہ حال دیکہا تو شیر سنگہ کو بٹالہ کی طرف روانہ کر دیا اور کہا کہ جب فوج کی رضامندی ہوجائیگی تو پہر بلا لونگا پس دہیان سنگہ اور جوالا سنگہ کبیل شیر سنگہ فوج کی رضا جوئی کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ بہی اضح ہو کہ چلتے وقت شیر سنگہ نے جوالا سنگہ سے کہا کہ اگر مین بدون اعانت دہیان سنگہ کے مسند نشین سلطنت ہونگا تو تجہکو اپنا وزیر کرونگا پس عرصۂ قلیل مین دہیان سنگہ نے فوجکی دلجوئی کرکے شیر سنگہ کو خط لکہا اور وہ حسب الطلب دہیان سنگہ کے آکر باغ شالہ مار کے دروازہ پر جو اصل لفظ شعلہ ماہ ہی خیمہ زن ہوا اور دہیان سنگہ کے آنے کا منتظر تہا کہ جوالا سنگہ نے کہا وہ اگر نہ آوے تو کیا مضائقہ ہی تمام فوج آپکی مطیع ہی اپنے شہر کو چلے جائیے چنانچہ دوسرے روز تمام افسر آئے اور شیر سنگہ کو مجرا کیا اور مبارکباد دیکر توپون کے فیر ہوئے جب یہ بات مشہور ہوئی تو گلاب سنگہ اور رانی چند رکنور کے مشورہ سے شیر سنگہ کی مدافعت کے لئے روانہ ہوئے ہرچند کہ دہیان سنگہ نے شیر سنگہ کو لکہا تہا کہ مین گلاب سنگہ کی صلاح سے مقابلہ کیلئے تمکو گدی نشین کرونگا مگر بخلاف اسکے شیر سنگہ شہر پر حملہ آور

ہوا اور گلاب سنگہ نے قلعہ کے اندر سے لڑنا شروع کیا پانچ روز تک کشت وخون ہوتا رہا اس اثنار مین دہیان سنگہ کے آنے کی خبر آئی ۔ جب شیر سنگہ نے یہ خبر سُنی تو ہر چند ارادہ ترک محاصرہ کا کیا لیکن جمعیت نے نہ مانا قصد اونکا یہ تہا کہ قلعہ توڑ کر خوب سا مال لوٹ لین اس سبب سے دہیان سنگہ کو تامل ہوا پس شیر سنگہ نے اپنا وکیل دہیان سنگہ کے پاس بہیجا اوسنے اول انکار کیا مگر جب وکیل نے بہت عاجزی کی تو وہانسے روانہ ہو کر شیر سنگہ سے ملاقی ہوا اور دونون مین صلح ہوگئی اور جنگ موقوف ہوگئی کہا ہے کہ اس جنگ مین تقریبًا پانچ ہزار آدمی مارے گئے اور عہدنامہ لکہا گیا کہ شیر سنگہ رانی چندر کنور کی طرف سے فساد کا خیال دل مین نلائے اور کہربالہ جاگیر نولاکہہ روپیہ سالانہ کی جو جموگڈہ کے قریب ہے اوسکے واسطے مقرر ہوگئی اور اقرار ہوگیا کہ یہ امر گلاب سنگہ کے متعلق رہے تب گلاب سنگہ علاوہ جواہر واشرفی کے سولہ ہنڈی روپیے بہروا کر لے گیا اور کوہ نور ہیرا شیر سنگہ کو دیدیا اور جمو کی طرف چلا گیا اور شیر سنگہ لاہور کا راجہ ہو گیا۔

شیر سنگہ کا بیان

واضح ہو کہ جب شیر سنگہ لاہور کا راجہ ہوا تو جوالا سنگہ اوسکا مصاحب تہا چنانچہ قبل اس کے اس نے زمانہ گذشتہ مین قلعہ پر یورش کرنے کے لئے سپاہ کو بہت ترغیب دی تہی اسواسطے دہیان سنگہ کو اوسکی طرف سے خصومت پیدا ہوئی اور بگوبشنو کرکے شیر سنگہ کو اوسکی طرف سے ناخوش کر دیا شیر سنگہ نے چندروز مین اوسکو گرفتار کرکے شاہدرہ مین پابجولان گرفتار کر لیا اور وہ بہزار تکلیف ایک مہینے کے عرصہ مین مرگیا بعد ازان رانی چندر کنور جو لاہور کے قلعہ مین رہا کرتی تہی شیر سنگہ نے اوسپر قبضہ کرنا چاہا

لیکن گلاب سنگہ کو منظور نہوا تو اوسنے رانی کو پیغام بہیجا اوسنے اس بات سے انکار کیا شیر سنگہ اوسکا دشمن جانی ہوگیا اور چار لونڈیان جو ہمیشہ رانی کی خدمت مین حاضر رہتی تہین اونکو طمع زر دیکر شیر سنگہ کے فریب مین آگئین اور رانی کو قتل کر ڈالا اسمین گلاب سنگہ کو اوسکی موت سے بہت فائدہ پہونچا یعنی کثرت سے جواہرات وغیرہ اوسکے ہاتھہ لگ گئے اور دہیان سنگہ شیر سنگہ کی اس حرکت کی وجہ سے مخالف ہوگیا اور گلاب سنگہ کو صلح کے لئے بلایا اس عرصہ مین تہا سنگہ اور جیت سنگہ جو سندہون کے خاندان مین تہے اور شیر سنگہ کے جلوس کیوقت مزاحمت سے پیش آئے تہے اور شیر سنگہ نے بعد جلوس انکو چند روز قید رکہکر اپنے بہائی رام سنگہ کی سفارش سے چہوڑ دیا تہا اب وہ دونون دہیان سنگہ کی ملاقات کے لئے آئے دہیان سنگہ نے وقت ملاقات اوسنے شیر سنگہ کی برائی بیان کی اس سے وہ سمجہہ گئے کہ وزیر اور راجہ کے مابین مخاصمت ہے لہذا کچہہ خلل ڈالنا چاہئے اور ایک عادت دہیان سنگہ کی یہ بہی تہی کہ کہین رنجیت سنگہ کے بیٹے کو جو چار یا پانچ برس کا تہا اپنے پاس بٹہلایا کرتا تہا اور محبت سے اوسکے ساتہہ پیش آتا تہا اوس سے اوسکا مقصد یہ تہا کہ لاہور کا راجہ اسکو مسند نشین کرے شیر سنگہ نے یہ سنکر ارادہ کیا کہ دہیان سنگہ کو علحدہ کردے اور جب فساد کی صورت پائی گئی تو تہا سنگہ اور جیت سنگہ سندہان والے شیر سنگہ کے پاس تنہائی مین آئے اور بیان کیا کہ دہیان سنگہ نے ہمکو تمہارے قتل کے لئے بہیجا ہے اور اوس کا ارادہ یہ ہے کہ دلیپ سنگہ کو گدی نشین کرے لیکن ہم نمک حلال ہین اس لئے اطلاع کرے دیتے ہین کیونکہ شیر سنگہ دلاور شخص تہا اتنا سنتے ہی اوس نے اپنی تلوار نکال کر اونکے حوالے کی اور کہا کہ اپنے کام مین

تا خیر کیون کرتے ہو مگر اتنا جانتے رہو کہ وہ تب وفا نہ کریگا اور سانحہ کے بعد ضرور تمہاری بہی جان لیگا دہو بولے کہ ہمسے ایسا نہین ہوسکتا بلکہ ہم اوسی کو قتل کرکے اوس کا تمہارے پاس لائینگے ورنہ یہ بہی کہا کہ تم ہمکو تو امداد کے لئے یاد فرمانا ہم اوسوقت دہیان سنگہ اور اوسکے بیٹے ہیرا سنگہ کو قتل کرینگے شیر سنگہ کو اس بات کا یقین ہوگیا اور اوسنے ایک اقرار نامہ دستخطی اونکے حوالے کیا وہ اوسیوقت اوس کاغذ کو لئے ہوئے وہانسے دہیان سنگہ کے پاس چلے آئے اور شیر سنگہ کے دستخط دکہلائے اور کہا کہ اگر آپ کہین تو ہم شیر سنگہ کو قتل کئے ڈالتے ہین دہیان سنگہ بہت خوش ہوا اور زر کثیر دیکر اونکو شیر سنگہ کے قتل پر آمادہ کیا۔ الغرض اون دونون نے جو شیر سنگہ سے ٹہرائی تہی اوسکے بالعکس اقرار دہیان سنگہ سے کیا اور موقع کے منتظر ہوئے الغرض بعد چندے ایکروز شیر سنگہ مع فرزند شاہ بلور مین بیٹہا ہوا تہا کہ اجیت سنگہ سندہان والا ایک بندوق بہرے ہوئے ساتہ لئے ہوئے شیر سنگہ کے دکہلانے کو آیا اور کہا کہ اسکو ملاحظہ فرمایئے اوسکو کچہہ خبر نہین تہی جون ہی اوسنے دیکہنے کے لئے ہاتہ بڑہایا اجیت سنگہ نے بندوق کا منہ اوسکی جانب کرکے گولی چلادی وہ گولی شیر سنگہ کے سینہ سے پار ہوگئی اور فوراً مر گیا اور لہنا سنگہ نے دوڑکر اوسکے بیٹے پرتاب سنگہ کو بہی مار لیا وہ اس طرح سے دونون باپ بیٹے کا کام تمام ہوگیا تو اجیت سنگہ نے شہر لاہور کی جانب قصد کیا اثنار راہ مین دہیان سنگہ سے اوسکی ملاقات ہوگئی اور وہ دونون ملے ہوئے قلعہ کے اندر چلے آگئے اور اجیت سنگہ کے لوگ تو اوسکے ساتہ قلعہ کے اندر چلے آئے مگر دہیان سنگہ کے سپاہی پہرے والونکے روکنے سے باہر رہ گئے وہان اجیت سنگہ نے دہیان سنگہ کو باتون مین

لگالیا اور ایک شخص نے اجیت سنگہ کے اشارے سے دہیان سنگہ کے پیچہے آکر قرابین اور
دوسرے شخص نے گولی چلادی دہیان سنگہ وہین ٹھنڈا ہوگیا اوسکے بعد لہنا سنگہ آیا اور اوسکا ارادہ
تہا کہ ہیرا سنگہ پسر دہیان سنگہ اور سوچیت سنگہ برادر دہیان سنگہ کو بہی بلا کر آن واحد مین تینونکا کام تمام کرے
لیکن جسکی موت آئی تہی وہ مر گیا اور جسکی زندگی باقی تہی بچ گیا جب ہیرا سنگہ نے شیر سنگہ اور
دہیان سنگہ وزیر کے مارے جانے کی خبر سُنی تو حیران ہوگیا اور ایک شخص کیسری سنگہ نے
اوسکی ہمت بڑہائی اور کہا کہ دشمن کی فکر جلدی کیجئے ورنہ وقت ہاتہہ سے نکلجائیگا ہیرا سنگہ سپاہ کی
گرد آوری کے درپے ہوا۔ اور لکہا ہی کہ اوسیوقت چالیس ہزار آدمی اوسکی کمک کے لئے آمادہ ہوگئے
وہ ان سبکو لیکر لاہور پر آیا سندہانوالون نے جب یہ سنا تو دہیان سنگہ کی لاش
سکہون کے پاس بہجوادی اور مشہور کیا کہ کسی مسلمان نے اوسکو قتل کیا ہی مگر ہیرا سنگہ نے
قلعہ پر گولہ اندازی کی اور جنگ عظیم کے بعد قلعہ فتح ہوا اور اجیت سنگہ مارا گیا اور اوسکا سر کاٹکر
لاہور کے دروازے مین لٹکا دیا اور لہنا سنگہ ایک تہ خانہ مین چہپ رہا مگر لوگون نے
اوسکو بہی تلاش کرکے بندوق سے اوڑا دیا جب دہیان سنگہ کی لاش کو آگ دیگئی
تو دہیان سنگہ کی بی بی بہی ستی ہوئی اور اوسکے ساتہہ ایک لڑکی کنیز بہی جو رانی
سے بہت اُنس رکہتی تہی آگ مین جل گئی لوگون نے ہرچند سمجہایا مگر اوس نے
نہ مانا اوسکے بعد فوج اپنے اپنے کمپو کو روانہ ہوئی اور دلیپ سنگہ لاہور کا راجہ
اور ہیرا سنگہ وزیر سلطنت مقرر ہوا۔

دلیپ سنگہ کا بیان

اسکا اصلی نام دیپک سنگہ ہے جب یہ لاہور کا راجہ اور ہیرا سنگہ اوس کا وزیر تمام جمعیت کی رضامندی سے مقرر ہوا تو گلاب سنگہ کی طلب ہوئی وہ بسبب خوف سپاہ خالصہ کے جو اوس سے بغض رکہتی تہی اندیشہ کرتا ہوا لاہور مین آیا اور ہیرا سنگہ کا چچا سوچیت سنگہ جو اپنے بہتیجے کا دشمن تہا اور پنڈت جوالا سہاے سے بہی جو ہیرا سنگہ کا واقف راز تہا اوس سے عداوت تہی اس لئے اوس نے رانی چندا دلیپ سنگہ کی مان سے راہ ورسم پیدا کی رانی نے اپنے برادر جواہر سنگہ کی شرکت سے سوچیت سنگہ کو وزیر کرنا چاہا ہیرا سنگہ کو جب معلوم ہوا تو دلیپ سنگہ کو اپنے اختیار مین کرلیا اور جواہر سنگہ کو قید کردیا اور راجہ سوچیت سنگہ کی جمعیت کو جو قلعہ مین تہی نکالدیا اور بہت آزردہ ہوکر گلاب سنگہ سے اس کا اظہار کیا اور وہ فہمایش کرکے سوچیت سنگہ کو دو ہزار آدمیون سے اپنے ہمراہ جموں کو لے گیا پہر گلاب سنگہ نے ایک خط سازشی کشمیر سنگہ اور پشورا سنگہ پسران رنجیت سنگہ کی طرف سے متضمن گواہی کٹور سنگہ ملازم کشمیر سنگہ پیش کیا یہ دونون سندہون والون کی شرکت مین ہین اوسکے جواب مین راجہ نے کہا کہ ان دونونکو پکڑکر قید کردو بعد اسکے سیالکوٹ جو کشمیر سنگہ کی جاگیر تہی اور گوجرانوالہ جو پشورا سنگہ کے قبضہ مین تہا چہین لیا اور اون دونون کو قید کرکے تمام مال واسباب ضبط کرلیا اور پچاس لاکہہ روپیہ طلب کئے اہل افواج خالصہ نے یہ بات سنکر بہت رنج کیا اور اوسکے سبب سے گلاب سنگہ نے یہ خیال کرکے کہ یہ معاملہ منجر طرف فساد کے ہو نہ اوس سے

حالات قوم سکھ بیان مین

بیس لاکھ روپے لیکر چھوڑدیا اور جاگیرین بھی واپس کرلین اور کنور سنگھ کو کشمیرا سنگھ نے اس جرم کی جزا مین قتل کرڈالا - واضح ہو کہ جب اوسکے قتل کی خبر لاہور مین پہونچی تو ہیرا سنگھ ضبط کرنیکا حکم ہوا اور گلاب سنگھ نے وہانکا قصد کیا چونکہ فوج خالصہ وہان جانیکو راضی نہوئی اور جمعیت کو جو مسلمان لوگ تھے حکم ہوا وہ وہان پہونچگئے اور طرفین سے مقابلہ ہوا آخر کار دونون بھائی قلعہ سے نکل گئے اور گلاب سنگھ کا قبضہ ہوگیا اس اثنا مین ہیرا سنگھ اور فوج خالصہ کی نفاق کی خبر جموگڈہ مین سوچیت سنگھ مین معلوم ہوئی بلکہ افسران سپاہ نے اونکو آنے کے لیے لکھا مگر سوچیت سنگھ کے آنے تک ہیرا سنگھ اور فوج خالصہ کے مابین مصالحت ہوگئی جب سوچیت سنگھ وہان آیا تو سبنے جواب دیدیا اور کہا کہ تم واپس چلے جاؤ ورنہ تمہارا ادہر رہیگا اوسوقت سوچیت سنگھ مایوس ہوکر ایک مسجد کہنہ مین دوسو سوار اور ایکسو پیادے اوترا اور خدا پر بھروسا کیا اول ہیرا سنگھ نے کہلا بھیجا کہ تم جس طرح جموگڈہ سے آئے ہو پھر وہانکو چلے جاؤ سوچیت سنگھ نے اس کا کچھ خیال نہین کیا اور وہان ٹھیرا رہا ہیرا سنگھ نے یہ سنکر فوج روانہ کی اور مسجد کا محاصرا کرلیا گیا اسمین سوچیت سنگھ مارا گیا - یہ بھی واضح ہو کہ اس سے قبل کشمیرا سنگھ اور پشورا سنگھ جو قلعہ سے نکل گئے تھے منجسہ مین جو ایک شخص بابا بیر سنگھ رہا کرتا تھا اور تمام سردار اوسکے معتقد بھی وہان جارہے تھے ہیرا سنگھ اوس شخص کے درپے ہوا اور تحائف وغیرہ بھیجکر اولاً ملاقات پیدا کی اوسکے بعد چار نظرف سے اوسکی گرفتاری کے لیے بندش کی آخر الامر ایک خط لکھا کہ تم عطر سنگھ کو اپنے پاس بلوالو اور رضامند کرکے اپنے ساتھ راجہ کے پاس لے آؤ ہم اوسکو بدستور سابق عسکر شدہان کے عہدے پر بحال کرنا چاہتے ہین چنانچہ بیر سنگھ نے خط لکھکر بھیجا وہ حسب الطلب اوسکے پاس آگیا یہان لاہور مین یہ مشہور کیا کہ عطر سنگھ نے مع بیر سنگھ کے فوج انگریزی ساتھ لیکر دریائے ستلج سے عبور کیا اور پنجاب مین آنا چاہتا ہے

یہ سب سردارون کی فوج ن جنرال مہتاب سنگہ وغیرہ کے گذرگاہ کے بند کرنے کو روانہ ہوگئی اور سپاہیون نے یہ سوچا کہ اگر پایا ہوتو ہیرا سنگہ سے مقابلہ نکرینگے مگر کسی صورت سے عطر سنگہ کو گرفتار کر لینگے قضا سے ہر دو گاہ دونون گروہ کا مقابلہ ہوا اور بغیر کہے سنے گولہ چلنے لگا اس ہنگامہ مین گلاب سنگہ تمام اپنے ... سردار عطر سنگہ سے ملکر باتین کر رہا تہا عطر سنگہ نے اوسکو مار لیا اوسکے بعد جنگ عظیم ہوئی بابا ہیرا سنگہ اور کشمیرا سنگہ اور اونکے علاوہ کئی سردار مارے گئے ہیرا سنگہ نے جو تدبیر کی تہی راست پڑگئی فوج معرکہ جنگ سے اوٹہکر فیروزپور کے اوپر آگئی۔ مخبرون نے کشمیرا سنگہ کے قتل کی خبر جسوقت ہیرا سنگہ کو دی ہے اوس نے سنگر پشورا سنگہ کو جو قبل اس کے عفو تقصیر کرانے کی غرض سے آیا تہا جاگیر قدیم دیکر روانہ کیا اوسکے بعد ہیرا سنگہ اور اوس کے چچا گلاب سنگہ کے مابین مخالفت ہوئی ہیرا سنگہ نے جلسہ عام کرکے بیان کیا کہ گلاب سنگہ نے مجہہ سے خصومت پیدا کی ہے اگر وہ چار شرطین قبول کرلے تو جاننا چاہئے کہ اسکا دل صاف ہے ورنہ نہین۔ ایک شرط تو یہ ہے کہ اپنے ملک کی چہارم آمدنی خراج مین دیا کرے دوسرے راجہ سوچیت سنگہ کا مال واسباب وجاگیر واپس کردیوے سوم راجہ دہیان سنگہ کا تمام مال واسباب واپس کردے چہارم ہمیشہ لاہور مین حاضر رہا کرے پس ان شرائط کے قبول کرنے کے لیے بیس پلٹنین مع چند رسالون کے جموں کو بہیجدئے گلاب سنگہ کے پاس بہی تیس ہزار فوج مقابلہ کے لئے موجود تہی اور یہ بہی مشہور تہا کہ گلاب سنگہ دوست محمد خان والی کابل اور تیج سنگہ صوبہ دار پشاور سے موافقت ہے فوج خالصہ ان دو باتون کی

دیکھنے نے تفرق ہوکر لاہور کے قریب مقیم ہوئے اور ہیرا سنگہ کا بہائی جواہر سنگہ درمیان آکر لاہور سے جموں کو گیا اور اوسنے وزیر لاہور اور گلاب سنگہ کے درمیان صلح کرادی اسکے بعد عجب طرح کا انقلاب ہوا کہ رانی کا بہائی جواہر سنگہ جو امرتسر مین تہا وہان سے لاہور مین آگیا اور سب نے ملکر اوسکو وزیر کیا اور ہیرا سنگہ نکلکر بہاگا ہنوز دروازہ تک نہین پہنچا تہا کہ سکہہ تعاقب کرکے اوسکے سر پر جا پہونچے وہ شادرہ کیجانب بہاگا اور دس یا بارہ کوس مسافت طی کی تہی کہ دوپہر کے قریب جیل سنگہ نے اوسکو گہیر لیا اور جو الا سہائی جو گہوڑے سے گر پڑا ہوا تہا اوسکا سر کاٹ لیا پس وزیر مع اور چہہ سوارون کے ایک طرف کو بہاگا ہوا چلا جاتا تہا پہر اودہر رخ کرکے اون سبکو مار لیا اور سر کاٹ لیا اور ہیرا سنگہ کا لڑکا لاہور کے دروازہ مین لٹکا دیا اور ایک غدر عظیم ہوگیا اوسکے سوا بہت سے سر ہر گلی کوچوں مین لیے پہرتے تہے اوسکے بعد رانی اور راجہ دلیپ سنگہ جنکو وزیر نے نظر بند کیا تہا ہر ایک کو رہائی ہوگئی پہر جواہر سنگہ نے مقامات مقبوضہ گلاب سنگہ خسرو اور ستنبہار اور رام نگر وغیرہ ضبط کرکے جمعیت خالصہ جموں کی طرف روانہ کیا وہان کی روئداد کا قصہ دراز ہے الحاصل گلاب سنگہ نے اوس کو فریب دیکر اپنی طرف کرلیا اور وہان سے لاہور کو آیا جواہر سنگہ اور دلیپ سنگہ نے ہر چند اوسکی مدافعت کے لئے جمعیت سے کہا مگر اونہون نے خیال نہین کیا لیکن اس سے سردارون کے مابین صلح ہوگئی گلاب سنگہ نے آکر رانی سے ملاقات کی رانی نے اوس سے وزارت کے لئے کہا اوس نے قبول نہین کیا فقط چار مہینہ لاہور مین رہ کر پہر جموں کو چلا گیا اور جواہر سنگہ وزیر مستقل ہوگیا اس اثنا مین حسب طلب جمعیت بشورا سنگہ آیا اور رانی سے ملاقات کی چونکہ وہ اپنے مرتبہ کیموافق تعظیم و

ضمیمہ
ذکر شعرائے پنجاب کے بیان مین

تکریم نہین دیکہی اس لئے آزردہ خاطر ہوکر معاودت کی اور قلعہ اٹک پر جا کے قبضہ کر لیا
جواہر سنگہ نے فتح خان کو معہ چتر سنگہ کے بشوراسنگہ کے مقابلہ پر روانہ کیا اون دونون
نے پہنچکر قلعہ اٹک کو چہڑا لیا اور بشوراسنگہ کو گرفتار کرکے پہانسی دیکر مار ڈالا واضح ہو کہ بشورا
سنگہ کے مارے جانے کی جواہر سنگہ کو بہت خوشی حاصل ہوئی اور شادیانون کے بجانے
اور شہر کے چہار طرف راستہ اور بازار مین روشنی کرنے کا حکم دیا اور سب انتقام کیلئے
موجود ہوئے اور پرتہی سنگہ پشارت سنگہ کو ہمراہ لئے ہوئے میان دوآب پر آکر خیمہ زن
ہوئے جواہر سنگہ نے ہر چند صلح کی خواہش کی مگر وہ نہ مانے بلکہ راجہ لال سنگہ اور بہگت رام
معہ دیوان دینا ناتہ کے اور اسی طرح کئی سرداراون کے ساتہ ہونگے تب رانی اور دلیپ سنگہ
اور جواہر سنگہ نکلکر فوج کیطرف آئے فوج والون نے جس ہاتہی پر دلیپ سنگہ اور جواہر سنگہ
سوار تہا اوسکو بٹہلا کر دلیپ سنگہ کو اوتار لیا اور جواہر سنگہ کو گولی مار کر گرا دیا اور راجہ کو
معہ اوسکی والدہ کے خیمہ مین لیجاکر بٹہلا دیا رانی بہت ناخوش ہوئی اور فوج والون کو سخت سست کہنے لگی
اور جواہر سنگہ کے قاتلون کو فوج والونسے طلب کیا فوج والونے پرتہی سنگہ کو پوشیدہ کرکے جمو کیطرف بہجا دیا اور رانی کو
فہمائش کی جواہر مل جو سابق مین جبت سنگہ کا دیوان تہا قید کیا اور جواہر سنگہ کی جگہ لال سنگہ جو رنجیت سنگہ
کے عہد مین توشہ خانہ کا ملازم تہا اور ہیرا سنگہ اور جواہر سنگہ کے قتل کیوقت رانی اور راجہ دلیپ سنگہ سے اوس
نے سازش کرلی تہی اور بہت موافق تہا رانی نے فوج کی استرضا سے اوسکو وزیر سلطنت اور سردار تیج سنگہ کو جمیعت
کا سردار اعلی ماہ نومبر سنہ ١٨٤٥ء مین مقرر کیا آخر الامر پنجاب کے تمام اطراف مین سطر جنگ کشت و خون عام خلایق اور
عرصہ دراز تک افسرون کی خونریزی ہی تو لاسد لم نے سکہون کی بیخ کنی کیلئے انگریزونکو متعین کیا انگریزونے ہر جہا طرسیا فراہم کرنی شروع کی

تسخیر لاہور از سرکار انگریزی و ذلت و خواری سکہان و بربادی خاندان رنجیت سنگہ

ابتدا اوسکی یہ ہے کہ مثل مشہور ہے کہ جب شامت آتی ہے تو پوچھکر نہین آتی سکہون نے اپنے شور و شغب مین یہ ہی ارادہ کیا کہ جو جو مواضع اور دیہات کمپنی کے اپنی سرحد کیساتھ ملحق ہین اونہین بہی تاخت و تاراج کرین انگریزون نے اس بات سے واقف ہوکر لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کو خبر دی گورنر جنرل بہادر نے بنظر احتیاط فوج کے افسرون کو حکم دیا کہ درین ولا چونکہ دیار لاہور مین کمال بے انتظامی ہو رہی ہے سپاہی لوگ ہوشیار رہین نہین معلوم کہ کیا اتفاق پیش آئے ایسا نہ ہو کہ اس گروہ کے شہرہ پشت ممالک محروسہ سرکار کی پامالی کرین اور بوقت مدافعت توقف پایا جاوے اس عرصہ مین سکہون کے ملک مین شہرت ہوگئی کہ لاہور کی تسخیر کے لئے افسران انگریزی نے فوج کشی کا ارادہ کیا ہی اور سرداران پنجاب کے جو دریاے ستلج کے قریب تہے پیاپے اس مضمون کے خطوط آئے رانی اور دیوان لعل سنگہ اور سردار تیج سنگہ سپہ سالار وغیرہ سبنے باالاتفاق مشورہ کرکے سامان جنگ شروع کیا اور اعلان جنگ کے احکام جاری ہوے وزیر لعل سنگہ بائیس ہزار سوار اور تین کمپو توپخانہ کا افسر مقرر ہوا اور قریب بیس ہزار پیدل اور سوارون کے دس جمعیت کے اور توپخانہ لیکر فیروزپور کو روانہ ہوا اور دوسرے سردار فوج بہی بموجب اپنی اپنی حیثیت کے جمعیت ہمراہ لیکر روانہ ہوے یہانتک کہ سکہونکی فوج دریاے ستلج کے اس طرف اسّی ہزار کے قریب جمع ہوگئی لارڈ گورنر نے جب یہ سنا تو اس مضمونکا ایک اشتہار چہپواکر ہر شہر مین روانہ کرنے کا حکم دیا نقل اوس کی یہان لکہجاتی ہے۔

اشتہار گورنر جنرل بہادر ہنگام فوج سرکشی افسران انگریزی بجانب لاہور مطبوعہ سیزدہم ماہ دسمبر ۱۸۴۵ء

واضح ہو کہ سرکار انگریزی کو ریاست لاہور کے ساتھ ہمیشہ سلوک دوستانہ رہا چنانچہ ۱۸۰۹ء مین ایک عہدنامہ مابین سرکار انگریزی اور راجہ رنجیت سنگہ بہادر کے لکھا گیا اور اتحاد و ارتباط کے شرائط فریقین سے راجہ رنجیت سنگہ کے حین حیات تک مرعی رہے بلکہ اب تک وہی پاس خلوص و یگانگت سرکار انگریزی کی طرف سے راجہ رنجیت سنگہ کے جانشینون کے ساتھ جاری تھا مگر بعد قتل راجہ شیر سنگہ بہادر کے بدرجہ بدانتظامی اور بدعملی اوس ریاست مین ہوگئی کہ نواب گورنر جنرل بہادر کو اجلاس کونسل مین حدود ملک انگریزی کی حفاظت کے کے لئے تدابیر شایستہ کرنی پڑین اور وجہ اوسکی صاف صاف گوش گذار دربار لاہور کر دیگئی اور ہر چند کہ دو سال گذشتہ مین ریاست لاہور کے اندر کمال بے انتظامی رہی اور چند حرکتین خلاف آئین دوستی و محبت اوس طرف سے سرزد ہوئین مگر تاہم نواب گورنر جنرل بہادر کی خواہش رہی کہ اگر ارتباط باہمی جو مدت دراز سے جانبین کے لئے باعث امن و آسائش ہے بدستور چلا جائے تو بہتر ہے چنانچہ دلیپ سنگہ کی نابالغی خیال کر کے سرکار انگریزی نے شیر سنگہ کے بعد اوسکو گدی نشین کیا اور اسی وجہ سے اہل پنجاب کی حرکات پر جو اکثر وقوع مین آتی رہین کچھ خیال نکیا اور ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ پنجاب کے اندر سرکار لاہور کا انتظام بدستور ہو جاوے کہ اہل دربار فوج کشی اور دغا بازی سے باز آئین اور رعایا مین

امن و امان رہے اور اتبک یہی توقع تھی کہ سردار لوگ اور ریاست مذکور کی عام رعایا
اس امر کو بمقتضائے حب الوطنی جو پورا کرینگے مگر اب چند روز ہوئے کہ سکھون کی ایک فوج
یورش کے ارادہ سے ملک انگریزی کیطرف روانہ ہوئی اور سنا گیا ہے کہ فوج مذکور کی روانگی
دربار لاہور کی منظوری سے ہے اسپر صاحب ریذیڈنٹ نے بموجب حکم گورنر جنرل کے فوجکے
روانہ ہونے کا باعث دریافت کیا اور کچھ عرصہ تک اوسکا جواب نہ پایا اسلئے پھر دوبارہ
دریافت کیا اور چونکہ سرکار انگریزی کی طرف سے دربار لاہور کو کوئی رنج نہ پہنچا تھا اس لئے
لارڈ گورنر کو یقین نہ آیا کہ ریاست لاہور سے کوئی امر دوستی کے خلاف ظہور مین آوے
اوس کے موافق کوئی تدبیر شایستہ جو موجب تنگدلی یا تنازع باہمی کا باعث ہو
عمل مین آئے لیکن جب دوسری چٹھی کا جواب بھی نہ آیا اور سامان جنگ اوسطرف سے
زیادہ ہونے لگا ناچار لارڈ گورنر جنرل بہادر نے موافق تقاضائے وقت کے حکم دیئے
ویا کہ کچھہ فوج واسطے کمک و معاونت اوس فوج کے جو حدود پر مقیم ہے آگے کو روانہ
کیجاوے الغرض اب کہ سکھون کی فوج بدون پہنچنے کسی رنج کے سرکار انگریزی کے علاقہ پر حملہ آور
ہوئی ہے اور لارڈ گورنر بہادر کو بناچاری ملک و رعایا کی حفاظت و عہد شکنون
اور خلل اندازون کی سزا دہی اور تمام رعایا کی آسایش کے لئے تدبیر شائستہ عمل مین لانی پڑی
اس لئے حکم دیا جاتا ہے کہ تمام علاقہ ریاست لاہور جو اوس طرف ستلج کے ضبط
ہو کر سرکار انگریزی مین داخل کیا جائے جو جاگیردار اور زمیندار وغیرہ اس وقت
جانفشانی اور خیرخواہی سرکار انگریزی کی کرینگے اپنے اپنے حقوق اور مرافق پر قائم رہینگے

اور گورنر جنرل کیطرف سے اشتہار ہے کہ تمام روسا اور سردار ممالک محفوظہ کے غنیم
اور اوسکے ساتھ سالاران کے مقابلہ کیلئے آمادہ ہین اور اس مملکت کی حفاظت اور انتظام
کیلئے ساعی جمیلہ اور جانفشانی بہم پہنچایئن جو لوگ خیرخواہی سرکار انگریزی کے ساتھ
کرین گے مورد الطاف ہونگے اور جو لوگ اس کے خلاف عمل کرین گے غنیم کیطرح
وہ بھی اپنی سزای اعمال کو پہنچینگے اور دریائے ستلج کے اس طرف رہنے والون کو
چاہئے کہ امن اور آسایش کیساتھ اپنی جگہہ پر گذر کرین کہ ہر طرح سے اونکی حفاظت سرکار
کیطرف سے ہوگی مگر نہ درصورت صلاح بندی اور فسادہی کے اگر غدر یا غول نمایان
ہوگا تو اون کو بھی وہی سزا دیجائیگی جو سلسل اندازون کو دی جائیگی اور معلوم
ہو کہ جو اشخاص رعایا سرکار انگریزی ہین سے یا اونہین سے اور دریاے ستلج
کے دونون طرف علاقہ جات رکھتے ہون وہ لوگ سرکار انگریزی کی خیرخواہی مین
اگر کچھ نقصان اوٹھاینگے تو سرکار انگریزی اونکی تلافی کردیگی اور سرکار انگریزی کی جو
رعایا بالفعل سرکار لاہور مین ملازم ہے اگر بمجرد پہنچنے اس اشتہار کے تھوڑے دن سے سرکار کی
خدمت گذاری کے لئے نہ چلینگے تو اونکی تمام جائداد جو دریاے ستلج کے اسطرف واقع
ہے ضبط کیجائیگی اور وہ غنیم کیطرح سزا کو پہنچینگے انتہی پس سپاہ انگریزی ابتداے رجب
ماہ حال ۱۲۶۲ھ مین قریب قصبہ وگڈہی ندی کے آکر خیمہ زن ہوگئی سکھون کو جب
یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے مقابلہ کے لئے تیاری کی اور دونون گروہ کا مقابلہ
ہوا اور دونون طرف سے توپ چلنے لگی شام تک لڑائی ہوتی رہی بہت سے

تیسرا دفتر — کلام مختلف کے بیان مین

انگریزی افسر اور سرداران سکھ مارے گئے آخرکار سکھون کو شکست ہوئی اور میدان جنگ
سے بھاگ گئے اور سول سنگہ بھی اپنے خیمہ مین گھس گیا پھر دوسرے روز اونیسوین
تاریخ سول سنگہ بارہ پلٹین اور باون توپ لیکر آیا اور فیروزپور سے تیار ہوکر جنگ کیلئے
آگے بڑھا فوج انگریزی نے مقابل ہوکر گولہ اندازی شروع کی سکھون نے بھی
خوب بندوق چلائی اور بہت سی انگریزی فوج مار ڈالی اسیطرح تمام رات گذری
صبح کو بائیسوین تاریخ راجہ تیج سنگہ پچیس ہزار فوج سے مقابل ہوا اور انگریزی فوج
بھی غنیم کے ہٹانے کو آمادہ پیکار ہوئی بعد جدال و قتال کے پھر سکھونکو
شکست ہوئی سردار سول سنگہ زخمی ہوا اور تیج سنگہ معہ چند سردارون کے پشاور کو
چلا گیا اور سول سنگہ جو دریائے ستلج کیطرف بھاگا تھا بہت کچھ لوگ اوسکے ساتھ
ڈوب کر مر گئے اور قریب دس ہزار جوان کے جو مقابلہ کے لئے کنارے پر اوترے
ہوئے تھے سب شہر کو بھاگ گئے رانی نے شکست کی خبر لاہور مین سنکر
شہر کے دروازے بند کروا دیے اور کہدیا کہ جو سکھ وہانسے بھاگکر
آئے گا اوسے قید کر دونگے اور اوس کا مال و اسباب ضبط کر لونگی اسلیے
سکھون کے دل مین خوف بھی پیدا ہوا اور کچھ دلیری بھی پیدا ہوئی راجہ
لعل سنگہ امرتسر مین جا کر مقیم ہوا مگر جو سپاہ تیج سنگہ کے زیر حکم
تھی وہ ہری پلٹن کے قریب اور انگریزی فوج کے مقابل اوتر کر خیمہ زن ہی
اس ضمن مین انگریزی فوج جابجا سے جمع ہونے لگی لکھاہے کہ انہین لدہیانہ اور

فیروزپور پر رسد کی قلت ہوئی تھی پس ماہ جنوری کی سترہوین تاریخ ۱۸۴۶ء مین انگریزون نے
نے دہرم کوٹ کا قلعہ لے لیا اور اسی مہینہ کی بیسوین تاریخ سکہون کی فوج بدال
پر فراہم ہوئی اور انگریزی فوج بہی اوس موضع پر اوتری اور دونونکا مقابلہ
ہوا اسدفعہ سکہون کی طرف سے ایسی گولہ اندازی ہوئی کہ کئی آدمی انگریزی سپاہ
کے مارے گئے آخرکار انگریزی فوج جنگ کنان لے پسپا ہوکر لدہیانہ مین داخل ہوئی
لوگ خیال کرتے ہین کہ اگر اوس وقت سکہونکی جماعت فوج انگریز کا تعاقب کرتی تو فوج انگریزی کا
بہت نقصان ہوتا مگر تاہم انگریزونکا اسباب کثیر سکہون کے ہاتہ آیا اور اکثر لوگ
قید ہوئے اور ازانجملہ مسٹر مارل صاحب اسٹنٹ ڈاکٹر کو معہ چند گورون کے
لاہور کو روانہ کیا پس اس لڑائی سے سکہونکا دل قوی ہوگیا اور راجہ گلاب سنگہ
کو بلایا گلاب سنگہ بہی باطمینان خاطر اسی مہینے کی ستائیسوین تاریخ اسی سال
مین تین ہزار فوج اور رسد بیشمار لے کر لاہور مین آگیا اور اپنی تمام جمعیت جنگ
پر روانہ کر دی اور اوسطرف ماہ مذکور کی بائیسوین تاریخ رنجور سنگہ اور سردار
سنگہ بدال سے کوچ کر کے لدہیانے سے پندرہ میل پر آکے اوترے اسکے
بعد اونکی کمک کے لئے سکہونکی چار پلٹن آکر ملحق ہوگئین انگریزی فوج نے بدال کو خالی
دیکہکر اپنا قبضہ کرلیا اور اٹھائیسوین کو پہر جنگ کے لئے روانہ ہوئے او بمقام
نیدری اور موضع الوال کے میدان مین دونون فوجون کا مقابلہ ہوا طرفین کے گولے
چلنے لگا دیر تک لڑائی ہوتی رہی آخرکار سکہہ پچاس ضرب توپ چہوڑ کر بہاگے

اور اشنا ے فرد مین بہت سے دریاے ستلج مین ڈوب گئے واضح ہو کہ جب اس شکست
فاش کی خبر بمقام لاہور راجہ گلاب سنگہ کو پہنچی اوس نے سکہون پر ناحق انگریزون سے جنگ
کرنے کا الزام رکہا اور لارڈ گورنر جنرل کو نامہ لکہا سرکار انگریزی نے بہی بسبب چند امور
کے مصالحت مناسب سمجہی اور گلاب سنگہ کو خط لکہا کہ لاہور کی سلطنت سکہون کی زیر حکومت
رہیگی بشرطیکہ سپاہ خالصہ بطرف کیجاوے گلاب سنگہ نے جواب مین لکہا کہ یہ امر
میرے اور تمام ہوا خواہان دولت رنجیت سنگہ کے اختیار سے باہر ہے انگریزون نے
یہ جواب پاکر پہر گلاب سنگہ کو لکہا کہ جس وقت ہم سکہو پر حملہ کرین تم اونکی مدد نہ کرنا اس
عرصہ مین ماہ جنوری کی اکتیسوین تاریخ سال مین پنچون نے راجہ گلاب سنگہ کو
اپنی طرف سے وزیر سلطنت مشہور کر دیا اور صوبہ دارون اور جاگیر دارون کے
نام سے جابجا پروانہ جات روانہ کئے اور اونمین لکہا کہ آج سے راجہ گلاب سنگہ
وزیر سلطنت ہوا سب اوسکے زیر فرمان رہین اور رانی او راوسکے صلاح کار
پر الزام رکہا اس عرصہ مین سکہون کی جمعیت نے دریاے ستلج کے پایان قریب سبراون
کے اوترے ہوئی تہی ایک مضبوط دیوار تعمیر کی اور خندق کہدوائی اور ۶۷ توپین
مورچہ پر نصب کین اور پینتیس ہزار آدمی مگر قول معتبر یہ ہے کہ بیس ہزار
جانبازی کے لئے تیار ہوئے اور فروری کی نوین تاریخ انگریزی فوج رات کے
وقت کوچ کرکے سکہون کے قریب پہنچے اونہون نے مستعد ہو کر سامنا کیا
وقت سحر دونون طرف سے گولہ اندازی شروع ہوئی اس دفعہ سکہہ خوب جوانمردی سے

انتشار بغاوت کا بیان

لڑے اور انگریز بہت ضائع ہوئے آخرکار سپاہ انگریزی مورچال پر آپڑی تیج سنگہ جو خفیہ طور پر سکہون کی تباہی چاہتا تہا مورچال دیکھکر میدان سے بہاگا لیکن بقول اوسی مقام سنگہ اٹاری نے خوب بہادری کی بہت لڑائی کی اور مارا گیا اور بہت سے سکہہ تلوارون سے میدان جم کر لڑتے رہے لکہا ہی کہ نصف ساعت تک اس درجہ کشت و خون ہوا کہ خون کے نالے بہہ گئے اور لاشون سے خندق بھر گئی اس کے علاوہ جب آخرکار دریاے عمیق کی طرف پسپا ہوئے تو بہت سے پانی مین ڈوب کر مر گئے جب فوج کی یہ حالت ہوئی تو رانی نے اہالیان دولت کو جمع کرکے کہا کہ اگر تمہاری رضامندی ہو تو مین راجہ گلاب سنگہ کو اپنی اور راجہ دلیپ سنگہ کی اطاعت ظاہر کرنے کے لئے لارڈ گورنر جنرل کے پاس بہیجون کہ اسمین ملک کی حفاظت متصور ہے چونکہ سب عاجز ہو رہے تہے اونہون نے رانی کے کلام کو پسند کیا اور باہم سوال و جواب ہوکر صلاح ٹھہر گئی اور فروری کی پندرہوین تاریخ گلاب سنگہ نے مقام قصور مین آکر لارڈ گورنر جنرل سے ملاقات کی اور یہ عہد و پیمان ٹھہر گیا کہ بیاس اور ستلج کے درمیان کا ملک قبضہ مین سرکار انگریزی کے رہے اور زر بابت اخراجات ایک کروڑ پچاس لاکہہ روپیہ داخل خزانہ کرین اور بیسوین تاریخ ماہ مذکور کی سپاہ انگریزی داخل لاہور بیت السلطنت پنجاب ہوئی اور یہہ عہدنامہ مع چند شرائط دیگر روبرو معتمدان کو زیر سرہنری لارڈ صاحب بہادر اور کارپردازان مہاراجہ لاہور کے مرتب ہو کر نوین تاریخ مارچ کی ۱۸۴۶ء مین مطابق دسوین تاریخ ربیع الاول کی ۱۲۶۲ھ مین مہر و دستخط سے طرفین کے زیب و زینت پائی۔

شرائط عہدنامہ صلح جو فیمابین سرکار نامدار انگریزی اور والی لاہور کے قرار پائین ہین درمیان لارڈ گورنر جنرل سرہنری ہارڈنگ صاحب بہادر اور مہاراجہ دلیپ سنگہ کیطرف سے ۱۶ سولہ شرطین مقرر کی گئین

شرط اول ۔ رابطہ و موافقت سرکار انگریزی اور مہاراجہ دلیپ سنگہ والی لاہور اور اوس کے وارثون اور جانشینون کے بطور دوام مربوط رہیگا ۔ شرط دوم ۔ مہاراجہ لاہور پنجاب اپنی اور اپنے وارثون اور جانشینونکیطرف سے اقبال کرتے ہین کہ تمام ملک جو ستلج کے اوسطرف واقع ہے ہمنے بالکل چھوڑ دیا اب کچھہ سروکار ہم اوس علاقہ سے اور وہان کے باشندون سے نہ رکہینگے ۔ سیوم تمام علاقہ کوہستانی وغیرہ جو مابین دوآب یعنی بیاس اور ستلج کے واقع ہے معہ تمام قلعون اور تمام حقوقون کے مہاراجہ موصوف نے سرکار کمپنی کے نام منتقل کیا ۔ چہارم سرکار انگریزی نے علاوہ ملک بالا کے ڈیڑہ کروڑ روپیہ بابت مصارف جنگ کے سرکار لاہور سے طلب کیے اور چونکہ روپیہ بقدر اون سے بہم ہوسکتا تہا اور نہ تمامتعہد دیسکتے تہے لہذا مہاراجہ موصوف نے عوض ایک کروڑ روپیے کے اضلاع کشمیر اور ہزارا معہ تمام علاقہ کوہستانی واقع مابین بیاس و اندس اور تمام قلعہ جات و کل حقوق مرافق اپنے اس علاقہ کے متعلق بطور دوام کمپنی بہادر کے تفویض کیے پنجم پچاس لاکہہ روپیہ حضور مہاراج بہادر سے وقت صلحنامہ یا اوس سے قبل لیجاویگی ششم مہاراجہ بہادر یہہ بہی اقرار کرتے ہین کہ تمام فوج سرکش بعد لے لینے ہتہیار و سلاح کے برطرف کردی جاویگی اور اپنی باقی فوج کا انتظام کرکے دستور عہد مہاراجہ رنجیت سنگہ کا درباب تنخواہ وغیرہ کے جاری کیا جاویگا اور تنخواہ سپاہ معزول کی تمام و کمال ادا کر دیجاویگی ہفتم پچیس پلٹن ایسی کہ ہر ایک مین زیادہ آٹھہ سو سنگین بردارون سے نہو معہ بارہ ہزار سوار کے کل سپاہ سکہان ہوگی اور اس سے زیادہ کرنا جائز نہوگا مگر حسب رضائے گورنمنٹ سرکار انگریزی جسوقت ضرورت زیادہ کرنے سپاہ کی ہوگی سرکار انگریزی مین اطلاع دیجاویگی بعد منظوری وہان کے بہرتی سپاہ زائد کی ہوگی اور جب کام نکلجائیگا پہر سپاہ بقدر تعداد مندرجہ شرائط ہذا کے رکہی جاویگی ہشتم مہاراجہ موصوف باقی تمام اضراب توپ سکہان جو مقابلہ پر فوج انگریزی کے لائین گئین تہین سپرد سرکار انگریزی کردینگی اور وہ ظاہر چھتیس توپین ہین کہ وہ بسبب ہٹنے آبرا وی اور آب ستلج کے جنگ سبراؤن مین ہاتہ نہ آئین تہین بہم پہنچائے نہم بیاس و ستلج شعبہائے ستلج کے موسوم بہ گروانج مندہین نامشمول ہے اندریس بمقام ہرن کوٹ اور دریا اندس بمقام مٹہن کوٹ

تا حد و د بلوچستان در باب محصول پل و کشتی سپرد سرکار انگریزی ہوگی مگر کشتیہای سرکار لاہور
کہ سواری مسافران یا بہ تجارت آمد و رفت کرینگی کچھ ممانعت اسکی نہین ہے اور محصول پل کہ تمام کہاٹون سے وصول سرکار انگریزی
ہوگا بعد ادائے خرچ بندوبست کے اوسمین سے نصف سرکار لاہور کو دیا جاویگا اور جو دریائی ستلج کے مابین علاقہ لاہور
اور بہاولپور کے واقع ہے سرکار انگریزی کو اوس سے کچھ سروکار نہین ہے۔ دہم اگر سرکار انگریزی کو بپاس حفاظت اپنے
علاقہ یا کسی دوستدار اپنے کے گذرانا اپنی سپاہ کا ملک سکہہ مین سے ہو تو بشرط اطلاع دہی یا موقع
کے گنجایش چون و چرا کی نہوگی اور ملازمان ملک مذکور کو واجب ہوگا کہ سامان رسد و کشتی وغیرہ کا
جو کچھ مطلوب ہو سر انجام کرین روپیہ اوسکا سرکار انگریزی ادا کریگی بلکہ جو نقصان رعایا کا بسبب عبور
فوج انگریزی کے واقع ہوگا اوسکا تدارک ذمہ سرکار انگریزی کے ہے اور پاس ہر سب رعایا کا اونہین ملکون کے
درمیان جہان سے عبور فوج کا ہوگا بہرصورت ملحوظ و مد نظر رہیگا۔ یازدہم۔ مہاراجہ موصوف کوئی انگلستانی
یا باشندہ امریکا کو بدون منظوری گورنمنٹ انگریزی کے ملازم نہ رکہینگے دوازدہم بپاس اس کے کہ
راجہ گلاب سنگہ موجب دفع فساد ہمہ یگر اور باعث مصالحت و رفع شور و شر ہوئے ہین مہاراجہ دلیپ سنگہ
بہادر نے راجگی علیحدہ بنام ان کے نامزد فرمائے اور علاقہ اونکا مشتمل اوپر انہین ضلاع کوہستانی کے ہوگا جو عہد
مہاراجہ کہڑک سنگہ کے اختیار مین تہا اور تفصیل اس علاقہ کی درمیان ایک عہد نامہ جداگانہ فیمابین مہاراجہ گلاب سنگہ
معز الیہ و سرکار انگریزی کے قرار پائیگی اور سرکار انگریزی نے عوض حسن خدمت مہاراجہ مذکور کے اونکی
راجگی کے علیحدہ منظور کیا اور استحقاق اوسکا در باب ترتیب ایک عہد نامہ علیحدہ
کے مسلم کیا۔ سیزدہم۔ اگر کوئی تنازعہ درمیان مہاراجہ لاہور
اور مہاراجہ گلاب سنگہ کے واقع ہوگا۔ تو حسب تجویز گورنمنٹ

گورنمنٹ انگریزی کے فیصلہ پائیگا اور تجویز یہاں کی مہاراجہ وقت کو قبول اور منظور کرنی ہوگی - چہاردہم حاود علاقہ سرکار لاہور کی بدون منظوری سرکار انگریزی کے تغیر و تبدل ہوسکینگی - پانزدہم سرکار انگریزی کچہہ مداخلت انتظام ملک لاہور میں نہ کریگی لیکن اگر کسی امر میں صلاح پوچہی جائیگی تو نواب گورنر جنرل بہادر درباب دینے صلاح نیک کے دریغ نہ کرینگے - شانزدہم رعایا سرکارین کی بعد مداخلت کرنے علاقہ سرکارین کو ساتھ سلوک شائستہ و مناسب کے سلوک ہوگی - فقط بعد اس عہدنامہ کے اور ایک عہدنامہ دسویں مارچ ۱۸۴۶ء میں متضمن آٹھ شرائط پر بیچ باب رکہنے فوج انگریزی واسطے حفاظت ذات مہاراج اور رعایا لاہور کے اور بحالی جاگیر متعلقان راجہ رنجیت سنگہ اور کہرک سنگہ اور شیر سنگہ کے اور خودمختاری لاہور کے بیچ اسباب و خزائن و قلعہ جات وغیرہ کے احاطہ اقدام میں آیا اور گلاب سنگہ روانہ امرتسر ہوا وہان پندرہویں تاریخ ماہ مئی کی مغزالیہ کو خطاب مہاراجہ گلاب سنگہ ملا اور سولہویں کو فیمابین راجہ مذکور اور سرکار انگریزی کے بہی بلدہ مذکور میں ایک عہدنامہ مشتمل اوپر دس شرائط کے اس مضمون کے ساتھ ثبت ہوا -

خلاصہ مضمون عہدنامہ گلاب سنگہ و سرکار نامدار انگریزی -

سرکار انگریزی کی طرف سے مہاراجہ گلاب سنگہ اور اُنکی اولاد بیٹے پوتوں تک قسم ذکور کو قبضہ تمام ملک کوہستانی کا دیا گیا اور اس سلوک کی عوض راجہ گلاب سنگہ اور اُنکے ورثا پچہتر لاکھ روپیہ بدفعات ادا کریں اور بدون رضاے سرکار انگریزی کے دوسری ولایت یورپ کے لوگو نکو نوکر نہ رکہیں اور ہر سال راجہ مذکور ایک گہوڑا اور بارہ میش جنکی بالونکی شالین بنتی ہین اور سہ پارچہ شال کشمیری سرکارین میں گزرانا کرینگے اسکے بعد قلعہ کوٹ کانگڑہ کو محاصرہ کرکے سرداران انگریزوں نے ہنسراج سے لے لیا اور صوبہ کشمیر جو عوض

کروڑ روپیہ کے افسران انگریزوں نے مہاراجہ گلاب سنگھ کو تفویض کیا تھا والی جوگڈہ اُسپر قبضہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے لکھا ہے کہ جب نامبردہ وہاں پہونچا تو شیخ امام الدین صوبہ دار نے وہاں کی سرتابی کی اور مقابلہ کے لئے پیش آیا اور فوج مہاراجہ گلاب سنگھ شکست کھا کر واپس آئی افسران انگریزی نے جو سنا اپنی جمعیت واسطے اعانت راجہ مذکور کے روانہ کی تب اُنکی امداد سے کشمیر پر قبضہ مہاراجہ گلاب سنگھ کا ہوا اور جب امام الدین کشمیر سے مراجعت کرکے داخل دربار لاہور ہوا اُس سے صوبہ کشمیر کے تعرض کرنے کا سبب دریافت کیا تب اُسنے کہا کہ مجھے راجہ لال سنگھ وزیر سلطنت نے چند خطوط واسطے تامل کے لکھے تھے اسیواسطے تعرض کیا گیا جب یہ امر دریافت کیا گیا اور قصور لال سنگھ کا ثابت ہوا کری صاحب بہادر نے جو ریسیڈنٹ لاہور مقرر ہوے تھے مومی الیہ کو خدمت مذکورہ سے موقوف کرکے آگرہ کو بھجوا دیا اور سردار تیج سنگھ اور سردار شیر سنگھ اور دیوان دینا ناتھ اور خلیفہ نورالدین کو اجرار کار سلطنت پر معمور کیا رانی صاحبہ سبب اس بات سے ناراض ہوئیں اس ضمن میں فوج انگریزی کی برخاستگی کا حکم بلدہ لاہور سے ہوا اور وہ حسب الحکم جانیکو طیار ہوے لکھا ہے اُسدم تمام سرداران ریاست لاہور کے متفق ہو کر جنرل صاحب بہادر سے درخواست کی شرائط واسطے اس امر کے طلب کی رانی صاحبہ جب تو بہت رنجیدہ ہوئیں آخر الامر بسبب درخواست سرداران سکھ کے اُسکی استرضا سے رزیڈنٹ بہادر رزارت پر لاہور کی قرار پاے اور سرداران سکھ مثل شیر سنگھ اور تیج سنگھ اُنکی نائب شمار کئے گئے اور ایک اقرار نامہ طرفین سے بیچ باب رکھنے سپاہ انگریزی کے لاہور میں اور مختاری رزیڈنٹ بہادر کی معہ دوسری چند شرائط کے نویں تاریخ مارچ کی ۱۸۴۶ء کو لکھا گیا لیکن رانی صاحبہ بالکل ناخوش اسلئے کہ اب انکا اختیار کچھہ نہ رہا تھا وہ درپے فساد کے ہوئیں اور لوگوں سے سازش کرنی چاہی خصوصًا قتل

راجہ تیج سنگھ کا منظور خاطر رانی صاحبہ کا ہوا اور اسلیئے بر آمد کار اپنے بہت سے سرداروں کو جاگیریں عنایت کیں لکھا ہے کہ مہاراجہ کو حسب اپنی والدہ کے قتل میں کارپردازان مذکور کے تامل تہا کہ اس عرصہ میں در سرداروں نے رانی صاحبہ کا یہ حال گوش گذار رزیڈنٹ بہادر کے کیا و اُنہوں نے لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کو نامہ لکہا آخر الامر رانی صاحبہ کو مہاراجہ صاحب علحدہ کر کے قلعہ شیخوپورہ میں جو لاہور سے چھپیس میل ہے واسطے نظر بند رکھنے کے روانہ کیا چنانچہ بیسویں ماہ اگست سنہ رواں میں داخل قلعہ مذکور ہوئیں۔

ذکر تسخیر ملتان

صاحب کتاب ایسا لکہتا ہے کہ جن روزوں رنجیت سنگھ نے ملتان قبضہ اختیار سے اسلامیوں کے یعنی مظفر خاں سے لے لیا تہا صوبہ داری وہاں کی دیوان ساون مل کو دی تہی اور ماہ ستمبر ۱۸۴۴ء میں جب ایک سپاہی نے اُسکو قتل کر ڈالا تو اُسکا بیٹا مولراج صوبہ دار ملتان ہوا راجہ لال سنگھ نے اپنے عہد وزارت میں اُسکی موقوفی کا ارادہ کیا تہا اگرچہ عزل مومی الیہ کا عمل میں نہ آیا لیکن بسبب اسکے فیما بین دربار لاہور اور صوبہ ملتان کے آزردگی بہم پہونچی تہی پس جب درمیان افسران انگریزی بعد جنگ ہاے مذکور کے صلح ہوگئی اور کام وزارت کا اختیار سے لال سنگھ کے نکل گیا اس صورت سے گورنر جنرل صاحب بہادر کے تصفیہ مولراج کا ظہور میں آیا اور وقت دینے اختیار رزیڈنٹ بہادر کے مولراج نے آکر درباب استعفار ملتان کے گفتگو کی تہی اور کئی وجوہ اپنے نقصان کے معرض بیان میں لایا پہر ملتان کو چلا گیا لہذا بعد علیحدہ کرنے رانی صاحبہ اور مہاراجہ دلیپ سنگھ کے جیسا کہ بیان ہوا استعفار مولراج کا حسب اظہار اُسکے منظور سرکار انگریزی میں ہوا اور جان سنگھ قایم مقام مولراج کا تجویز ہوا۔پس ماہ اپریل

سنہ ۱۲۶۴ھ میں مسٹر ونٹس اگنیو اور لفٹنٹ انڈرسن عہدہ داران انگریزی معہ سردار جان سنگھ مذکور کے ملتان کو روانہ ہوئے اور ۱۷ تاریخ قریب ملتان پہونچکر خیمہ زن ہوئے مولراج آکر عہدہ داران مذکور کو معہ جان سنگھ ۱۹ کو قلعہ میں لیگیا واضح ہو کہ صاحبان مذکور جب ملاحظہ قلعہ کا کرکے پھرے اثنای راہ میں ایک شخص نے مسٹر اگنیو کو برچھی مار کر گھوڑے پر سے گرا دیا اور آپ صاف نکل گیا اور ایک لفٹنٹ انڈرسن کو مجروح کرکے نکل گیا دونوں زخمی اپنی خیمہ گاہ میں آئے بعجز دا مولراج کے منشی ملی رام کو ایک رقعہ خدمت کا دیکر مجروحین مذکورین کے پاس بھجوا دیا مسٹر اگنیو نے نوشتہ انکا دیکھکر چند ایلچی اپنی طرف سے مولراج کے پاس روانہ کیے اسپر سکھوں نے بندوقیں سر کیں اور وہ بھی گھائل ہو کر لوٹ آئے من بعد مولراج نے مجلس واسطے مشاورت کے آراستہ کی۔ لکھا ہے کہ اس مجلس میں پٹھانوں نے قرآن شریف سر پر رکھا اور سکھوں نے گرنتھ اپنی کتاب ہاتھوں پر اٹھائی اور ایسی قسم کھا کر اقرار کیا کہ ہم تا دم زیست انگریزوں سے لڑینگے مولراج نے پشت گری سے اونکی قوی دل ہو کر سرکشی اختیار کی بس ۲۰ تاریخ قلعہ سے عیدگاہ پر کہ ... کچھ سپاہ انگریزی بھی اتری ہوئی تھی گولہ اندازی شروع کی اور مسٹر اگنیو اور لفٹنٹ انڈرسن دونوں صاحب مارے گئے جسوقت یہ خبر لاہور میں پہونچی تو جمعیت انگریزی نے ہر چہار سو سے ملتان پر دھاوا کیا اور وہاں ہر روز جنگ تازہ ہونے لگی اور یہاں لاہور میں ایسا فتور برپا ہوا کہ گنگا رام منشی مہارانی صاحبہ کا اور کہان سنگھ توپخانہ والا اور گلاب سنگھ نانک سوار نے رانی مذکور کی اطلاع سے افسران عیسوی المذہب کے قتل مشاورہ کرکے انکی چند سپاہیوں اور سواروں کو بلا انکے حفیہ شریک حال اپنا کر لیا لیکن اس راز کا افشا ہو گیا اور سب کے سب پکڑے گئے انہیں کو معہ گنگا رام اور گلاب سنگھ کے حکم پھانسی کا ہوا گلاب سنگھ پھانسی دینے کے وقت تمام کیفیت سازش کی بیان کرکے آپ بچ رہا

اور رانی چندہ کو شیخوپور کے قلعہ سے نکالکر بنارس کو روانہ کردیا پس ۲۲ جنوری ۱۸۴۹ء تک ملتان پر جنگ
ہوتی رہی بہت ہی آدمی طرفین کے درجہ ہلاکت کو پہونچے آخر فوج انگریزی غالب آئی اور مولراج نے وکیل
اپنا بھیجکر طاعت افسران انگریزی کی قبول کی اور قلعہ ملتان کا قبضہ میں کارکنان کمپنی بہادر کے آیا اور مولراج
چونکہ سینہ پہ کینہ نہیں رکھتا تھا انگریزی کیمپ میں داخل ہوکر روانہ وزیر آباد کا ہوا اور وہاں سے لاہور کو بھجوایا گیا
۱۹ فروری کو قلعہ میں قید ہوا بعد اسکے راجہ شیر سنگھ اور چتر سنگھ نے جو ممد و معاون مولراج کے تھے چند
روز تک جنگ و فساد کرکے اپنے تئیں انگریزوں کے حوالہ کردیا افسران انگریزی نے اول کچھ معاش واسطے
انکے مقرر کرکے بے قید و بند چھوڑ دیا چونکہ ادبار درپے انکے تھا پھر وہ بانی مبانی فساد کے پائے گئے تو مقید
و محبوس ہوئے سوائے انکے بہت سے سکھ فساد پیشہ گرفتار کیے گئے تمام ملک اور مال اور جواہر گراں بہا معہ
قطعۂ الماس کوہ نور کے ضبط سرکار عظمت مدار انگریزی ہوا فقط چار لاکھ روپیہ سالانہ واسطے دلیپ سنگھ
کے مقرر ہوا اور مہاراجہ مذکور معہ نونہال سنگھ خلف مہاراجہ شیر سنگھ اور انکی رانی کے ۱۶ فروری کو سنہ
رواں میں فرخ آباد فتح گڈھ میں داخل ہوئے اور جو جو سرداران سکھ شریک فتنہ فساد کے تھے قید کئے گئے
اور جو کہ بے شر اور صلح طلب موافق سرکار انگریزی کے تھے انہوں نے خطاب و جاگیر سے بہرہ وافی حاصل
کیا اور رانی چندہ جو بنارس کو روانہ ہوئی تھی اسنے وہاں سے گریز کرنیکا ارادہ کیا اسکے اس عزم فاسد
سے ارباب کونسل واقف ہوکر اسکی بود و باش کے لئے قلعہ چنار گڈھ کا تجویز کیا جب وہ وہاں پہونچیں تو بیراگن
کا بھیس لیکر معہ جواہر گراں بہا کے نکل گئی اور ۲۱ اپریل کو نیپال کے ملک میں جا پہونچیں چنانچہ تا ہنوز وہاں
مقیم ہے اور والی نیپال اسکو ہزار روپیہ ماہوار دیا کرتا ہے اور مولراج دیوان ۱۱ تاریخ اگست کی ۱۸۵۱ء مطابق
۱۲ شوال ۱۲۶۷ ہجری موضع پوریٹ پور جو اکیسر سے سے چالیس کوس پر واقع ہے فوت ہوا اور وہیں

لاش اُسکی پھونکدی گئی۔

کیفیت جواہر الماس مسمی قطعہ کوہ نور

بموجب سلطان الاخبار جو بطریق تحفہ کے ۱۸۵۰ء میں مطابق ۱۲۶۶ ہجری کے بیچ حضرت ملکہ انگلستان کے جواہر خانہ خاندان راجہ رنجیت سے روانہ ہوا ہے موافق ترتیب رُوسلے پنجاب حسب الایما لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے یہ ہی راویان کہن اور معتمدان سن کتب سیر و تواریخ میں ایسا لاے ہیں کہ جواہر بے بہا مسمی کوہ نور زمانہ پاستان میں ابتداے عہد سے ریاست راجہ ہاے ہند کے راجہ جدہشٹر سے تا آخر حکومت راجگان عظیم الشان کے بیت الخیرات میں تہا اور جب عروس نگارین سلطنت ہند کی بادشاہان اسلام ذوی الاحترام کے کنار میں آئی پہلے جواہر مذکور قبضہ اختیار میں علاء الدین خلجی کی آیا تا عہد حکومت والدہ سلطان ابراہیم کے خزانہ میں سلاطین اس خاندان کے رہا من بعد جوالی بلدہ پانی پت میں لولو گران بہا مذکور از سلطان موصوف کے خزانہ سے نکلکر زیب گوش و گردن عروس جواہر خانہ ظہیر الدین محمد بابر شاہ کا ہوا اور وہ اُسکو بہت عزیز رکہتا تہا ہنگام بیماری شاہزادہ ہمایون کے جب تصدق کرنا اُس گوہر کا بحسب تجویز منجمان فایق اور حکماء حاذق کے قرار پایا تو ظہیر الدین محمد بابر شاہ عوض اُسکے آپ تصدق خوابگاہ شاہزادہ کا ہوا جیسا کہ دفتر اول میں گذرا پس روشن اختر محمد شاہ کے عہد تک دار السلطنت دہلی میں محفوظ و مصئون رہا اور محمد شاہ سے نادر شاہ والی ایران تاج بدلکر اُس گوہر کوہ نور کو ولایت پارس کو لیگیا اور ایسا ہی لکہا ہے کہ محمد شاہ نے شکریہ میں تاج بخشی کے پیشکش میں نادر شاہ کو دیا پہر تقدیر ہندوستان سے ایران کو گیا اور نادر شاہ نے بسبب صفائی اور اُسکے لمعان کے کوہ نور نام رکہا پس جب نادر شاہ کا قتل ہوا کوہ نور کریم خاں کو نصیب ہوا جب کریم خاں سات برس بعد مرگیا جعفر خاں پاس آیا اور بعد جعفر خاں کے علی مردان خاں اُسکی

برادر کے ہاتھ لگا پہر لطف علیخاں پسر جعفر علیخاں نے اُسکو اپنے ملک میں کیا غرض کہ چہہ برس تک اسی طرح دست بدست پہرتا رہا اور جب سلطان آقا محمد خاں قاچار نے لطف علیخاں سے شہر کرمان کو لیلیا تو لطف علیخاں بہاگا اور جوہر مذکور بازو پر اُسکے بندہا ہوا تہا جب خان مذکور قلعہ بم میں پہونچا جو تعمیر کیا ہوا بہمن کا تہا وہاں پہونچا وہاں چالیس پچاس سوار متلاشی روزگار سیستانی سے مقابل دوچار ہوا وے اس جوہر کو قریب لطف علیخان سے قندہار میں لے آئے احمد شاہ ابدالی جو سنا اُن سب اُنکو طلب کیا اور اُن سے اس جوہر بے بہا کو چاہا وے بمضمون آیہ کریمہ شروہ بثمن بخس دراہم معدودہ حوالے شاہ موصوف کے کر کے چلے گئے پس خاندان میں دُرانیوں کے رہا آخر کار جب زمان شاہ ہزیمت کہا کے غزنین سے بیچ دربار خیبر کے قلعہ اس میں آیا بخوف زیان کے اس کوہ نور کو معہ چند اور انگشتریوں کے دیوار میں قلعہ کی پوشیدہ کر دیا اور جب شجاع الملک ہوا تو اُسنے دیوار قلعہ سے اُسکو نکال لیا من بعد جب محمود شاہ شجاع الملک پر غالب آیا اور شجاع الملک نے سراسیگی میں بیچ سرحد ملک راجہ رنجیت سنگہ کے مقام راولپنڈی میں آکر اقامت قبول کی تو مسمی وفادار بیگم بنت وفادار خاں وزیر اُسکے پاس تہا اس اثنا میں عطا محمد خاں حاکم کشمیر نے شجاع الملک کو واسطے فرمانروائے خطہ کشمیر کے طلب کیا پس شجاع الملک استصواب سے راجہ رنجیت سنگہ کے اپنی خاتون کو راولپنڈی میں چہوڑ کر کشمیر کو روانہ ہوا بعد اُسکے خاتون مذکور نے راولپنڈی سے لاہور میں آکر اقامت کی اور شجاع جو ہیں کشمیر کو پہونچا عطا محمد خاں نے اُسکو دغا سے پکڑ کر قید کر دیا یہ خبر وحشت اثر جو سامعہ خراش وفادار بیگم حرم شجاع الملک کے ہوئی اُسنے رنجیت سنگہ سے کہا کہ اگر تمہاری اعانت سے شجاع الملک کی رہائی ہوئی تو میں مقابلہ میں اس احسان کے کوہ نور تمکو دونگی راجہ نے فوراً لشکر روانہ کیا اور کشمیر فتح کر کے شجاع الملک کو چہوڑا لیا پس شجاع الملک لاہور کو آیا اور رنجیت سنگہ نے تین لاکہ روپیہ کا ملک

اور پچاس ہزار روپیہ نقد مقرر کرکے آپ واسطے لینے اُس گوہر نایاب کے روبرو شجاع الملک کے گیا شجاع الملک نے بقدر ایک زانو واسطے راجہ کی حرکت کے اور گوہر موصوف عطا فرمایا راجہ نے ایک نوشتہ آیندہ کیواسطے لکھوالیا اور بہت خوش ہوا وزن کوہ نور کا اُسوقت مبصران کامل فن نے بیالیس ماشہ قرار دیا تھا اور قیمت اُسکی زبانی وفادار بیگم کی یہ ہے کہ ایک جوان قوی ایک پتھر طرف بلندی آسمان کے پھینکے اور ایک جہات اربعہ میں اس مابین کہ اراضی بلندی مذکور تک زر و جواہر بھر جاویں تو یہ اُسکی قیمت ہے اور جن لوگوں کے نزدیک کہ وہ منحوس ہے تو نام اسکا گھر چھوڑ رکھا ہے اسی لئے وجہ نحوست کی یہ تجویز ٹھیری ہے کہ ایک قیمت مناسب اسکی قرار دیکر اسقدر روپیہ خزانہ عامرہ ملک شاہ انگلینڈ سے خیرات کیے جاویں فقط۔

فصل اسمای ملکہ انگلینڈ و وزیر اعظم لارڈ گورنر صاحب بہادر گورنر ہند معہ خطابات اسکی جو فی زماننا زندہ موجود ہیں۔

یہ بھی جاننا چاہیے کہ وینولا ثریا جاہ خورشید کلاہ ملکہ انگلینڈ جو مسند آرا ہے حکومت میں نام اُنکا کوئن وکٹوریہ ہے اور اسم شوہر ملکہ موصوف کا پرنس البرٹ صاحب بہادر ہے اور عقد مزاوجت ہر دو گوہر دریاے فرمانروای سلطانی کا دسویں تاریخ فروری سنہ ۱۸۴۰ء میں ثابت ہوا چنانچہ ہر شخص کو پا بجولاں سخت مشقت اور محنت کے ساتھ چھ برس سے دس برس تک کی تاریخ فروری گذشتہ ۱۸۴۸ء میں جلوہ ظہور کا پایا ہے اور اب وہ کثیر اولاد ہیں اور وزیر دولت انگلشیہ ماہ جون سنہ ۱۸۴۶ء سے لارڈ جان رسل صاحب بہادر ہے اور چونکہ بیشتر اقلیم ہند میں اب عمل انگریزی ہے اسلئے گورٹ اوف ڈی کٹرس کی طرف سے بنا بر انتظام میں لارڈ سرگرم مہام عدل و داد ہیں اول لارڈ صاحب گورنر کلکتہ دوئم لارڈ صاحب بمبئی پاتنجر صاحب بہادر سیوم لارڈ صاحب مدراس چنانچہ نقش نگین لارڈ صاحب کلکتہ کا جو بالفعل لاہور میں ہو بہو منقول المسمی اعظم الاخبار چینا پٹن یہ ہے زبدہ نوئیان عظیم الشان مشیر خاص حضور فیض معمور حضرت ملکہ معظمہ رفیع الدرجا انگلستان اشرف الامرا

پرمٹ آنریبل جنس اندرواول آف ڈلہوسی گورنر جنرل بہادر ناظم اعظم ممالک محروسہ سرکار کمپنی انگریز بہادر متعلقہ کشور ہند ۱۸۵۲ء انتہی اور ہر ریاست میں ایک رزیڈنٹ ہے اور وہ تین قسم پر ہے۔

فہرست ایلچیاں بموجب کتاب اندازہ اول ایلچی حیدرآباد دکن ایلچی لکھنؤ ایلچی

کل ملک راجپوتانہ ایلچی رسیوا اکبر ایلچی بھوپال شاید یہ قسم دویم سے ہو دویم دسویم ایلچی دہلی القاب انکا الیض منقول اخبار مذکور سے یہ ہے اشرف الامرا معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خاں مسٹر طامس تیافلن مٹکاف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ فرزند ارجمند وفادار یجان پیوند سلطانی انتہی اور انہیں ولایت سے آئے ہوئے کئی روز ہوئے کہتے ہیں کہ اب اشٹان میں اور ایلچی گوالیار اور ایلچی ناگ پور ایلچی اندور ایلچی کابکو اڑ ایلچی نواب مرشدآباد اور چند ایلچی یہ سب پیش دست کلاں ایلچی جیوتانہ مثل مالکم صاحب بہادر کے جودہ پور دہ جی پور وغیرہ میں بھی ہیں اور ایلچی چنجاور اور ایلچی نزوان کو ایلچی نواب کرناٹک ایلچی نیپال اور کمشنران میسور یعنی منتظم اور ایلچی نوشیرہ و بصرہ کے بس یہ دونوں فقط واسطے مقامات تجارت سرکار کمپنی بہادر کے مامور ہیں سوائے ان ایلچیوں کے صوبہ کشمیر کے ایلچی کی تجویز ہو رہی ہے۔

اسمائے شانزدہ صوبہ ہند بموجب بیاض دیانت خاں

صوبہ شاہجہان آباد عرف دہلی آٹھ سرکار آگرہ عرف اکبرآباد بارہ سرکار الہ آباد آٹھ سرکار صوبہ اودھ عرف اجودھیا پنج سرکار بنگالہ سولہ سرکار گجرات نو سرکار عظیم آباد عرف پٹنہ پانچ سرکار اوڈیسہ پانچ سرکار مالوہ آٹھ اجمیر سات سرکار کشمیر قندہار ٹھٹھہ بکھر سندہ چار سرکار ملتان تین سرکار لاہور عرف

پنجاب کابل آٹھ سرکار حساب مداخل ومخارج ہندوستان بموجب تاریخ افغانستان سوائے لاہور ودکن

تعلقہ بنگالہ و اکبر آباد و بمبئی و مدراس مطابق سنہ ۱۲۶۱ ہجری ـ

(۲۱۷۱۸۲۰۰۷)

وصول	وصول
بنگالہ جملہ آٹھ کروڑ بیالیس لاکھ ننانوے ہزار نو سو اکسٹھ روپیہ (۸۴۲۹۹۹۶۱)	تعلقہ اکبر آباد پانچ کروڑ گیارہ لاکھ نو ہزار چار سو دس روپیہ (۵۱۱۰۹۴۱۰)
تعلقہ مدراس پانچ کروڑ پندرہ لاکھ تینتیس ہزار دو سو پچھتر روپیہ (۵۱۵۳۳۲۷۵)	تعلقہ بمبئی دو کروڑ باسٹھ لاکھ بیالیس ہزار تین سو اکسٹھ روپیہ (۲۶۲۴۲۳۶۱)

جملہ

وصولات سرکار کمپنی بہادر

۲۱۳۱۸۲۰۱۱

خرچ

۱۸۷۵۷۳۲۱۳

خرچ بنگالہ آٹھ کروڑ چہتر لاکھ ستائیس ہزار سات سو سینتیس روپیہ (۸۷۴۲۷۷۳۷)	خرچ اکبر آباد دو کروڑ چھبیس لاکھ پچیس ہزار نو سو سینتالیس روپیہ (۲۲۶۲۵۹۴۷)
خرچ متعلقہ مدراس دو کروڑ ستانوے لاکھ اٹھارہ ہزار ایک سو اٹھارہ روپیہ (۲۹۷۱۸۱۱۸)	خرچ تعلقہ بمبئی چار کروڑ پینسٹھ لاکھ نو ہزار چار سو اکیس روپیہ (۴۶۵۰۹۴۲۱)

باقی

۲۵۶۰۸۷۹۸

ہر سال سرکار نامدار کمپنی بہادر میں داخل ہوتے ہیں فصل مختصر احوال میں مہم برہا کی ہر چند کہ وہ ملک ہندو دکن سے خارج ہے باوصف اسکے چونکہ یہ دفتر حالات میں متعلقان سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کے ہے اور اُنکی ولایتونکے کہ اس سے کچھ علاقہ نہیں اور بعد فتح لاہور و بندوبست ملک پنجاب صاحبان عالیشان کو مہم برہا کی درپیش ہوئی ہے تا ناظرین اس کتاب کے بالکل حصہ اجنبی نرہے ایک نقل ہر اشتہار نامہ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے اکتفا کیا جاتا ہے کہ وہ مشتمل اوپر جمع مقدمات کے ہے

نقل اشتہار نامہ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر ہند مشتمل متعدمات فیصلہ مہم برہما

حرفاً حرفاً اخبار لاہور مسمی چشمہ فیض سی مورخہ ۳۰ جون ۱۸۵۳ء

جناب نواب گورنر جنرل ہند دام اقبالہ برائے اطلاع دہی خاص و عام یہ اشتہار دیتے ہیں کہ مدت دراز سے باہم سرکار گردوں وقار اور شاہ آوا کے ہنگامہ جدال و قتال گرم تہا وہ اب سب مبدل ساتھ مصالحت کے ہو گیا اور تمام ملک پیگو شامل عملداری سرکار انگلشیہ کیا گیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ شاہ سابق آوا کو بسبب اُنکی حرکات ناشائستہ بیعقلی اور بداقبالی وہانکے ارکین سلطنت نے معزول کرکے مقید کیا اور اُسکے بھائی کو تخت پر بٹھایا اُسنے بادشاہ ہوتے ہی فی الفور اپنے وزیر کو پیشگاہ معدلت میں معہ تحفوں و ہدایائے بسیار و معہ عذرات معقول کے روانہ کیا جسوقت کہ وزیر مذکور اُس بارگاہ میں حاضر ہوا آداب و لحاظات دست بستہ تسلیم بجالاکر ملتمس ہوا کہ میرا بادشاہ سرکار دولتمدار سے کسیطرح لایق مقابلہ کے نہیں اور نہایت عجز و انکسار سے سر اطاعت پیشگاہ سرکار میں جہکا کر میری زبانی پیام دیا ہے کہ جو کچھ سرکار نے حکم احکام اپنے دربار میں مصالحت کے مشتہر کئے ہیں سب مجکو بسر و چشم

منظور ہیں مگر صرف اتنی درخواست ہے کہ جو علاقہ اس طرف منڈلوئی کے ہے اُسکو سرکار زیر عملداری آوا واگذار فرماوے چنانچہ بعد سماعت اس عرض کے حضور اینجانب نے التماس وزیر آوا کو مقرون باجابت فرمایا اور اُسیوقت کدورت ہاے سابقہ کو رفع کرکے سلسلہ محبت واتحاد یکجہتی کو فیمابین گورنمنٹ ہند وسلطان آوا مستحکم کیا گیا بس ازاں وکیل مذکور معہ مسودہ صلحنامہ وخریطہ رسمی شاہ آوا پیشگاہ مابدولت سے رخصت ہوکر اپنے ملک کو گیا اور حضور میں اپنے بادشاہ کے حاضر ہوکر کاغذ مذکور پیش کیئے اور جو کچھ پیغامہاے زبانی تھے وہ بہی سب گذارش کیئے چنانچہ بادشاہ آوا نے فوراً صلحنامہ کو مزین بہ دستخط اپنے کرکے معہ جواب مرسلہ متضمن منظوری ہر احکامات سرکاری برضا ورغبت خود بجود بخدمت نواب گورنر جنرل بہادر ہندارسال کیا اور جسقدر فوج برہما پیکو ومنڈوے کی نواح میں جا بجا مقابلہ پر سرکار کے پڑی تھی ساتھ ہی اُسکے طلبی کے بہی احکام جاری کیئے گئے بلکہ برملا اجازت دی کہ اس مقام پر سرکار کو قلعہ تک بنانیکا اختیار ہے سواے ازیں جو کہ اکثر قیدی اس طرف کے وہاں تھے اُسیوقت سبکو یکقلم رہائی دیکر عزت وآبرو سے رخصت کیا اور اپنے ملک میں اشتہار دیا کہ فیمابین سرکارین عالیین کے اب کچھ صورت فتنہ وفساد کی باقی نہیں اور اسی طرح آشتی وصلح منعقد ہوگئی علی العموم دونوں عملداریوں کی خلقت خصوصاً سوداگر وغیرہ ادہر اُدہر بخوف وخطر آمد ورفت رکہیں اور بدلجمعی تمام مال واسباب تجارت کے خرید وفروخت کریں علی ہذا القیاس جبکہ مراسلہ شاہ موصوف معہ عہدنامہ صلح اس طرف آیا اُسیوقت مطابق اُسکے یہ اشتہار دیا گیا اور منادی ہوئی کہ علاقہ شمالی بروم کہ پیکو وسمت جنوبی تنکو بعملداری سلطان آوا واگذاشت کیا گیا اہالیان سرکار مقرر ہوے اور اسیقدر افواج کثیر بحری وبری جو جا بجا سے اس ملک میں واسطے لڑنے کے آئی تہی پس اب تمام سپاہ اپنے اپنے مقامات کو رخصت ہوجاگی

اور صرف اسیقدر فوج کہ جتنی وہاں کے انتظام کیلئے مکتفی ہو اس ملک میں رکھی جائیگی جناب نواب گورنر جنرل بہادر نے بحصول اس فتح خداداد کے شکریہ جناب ایزدی تعالیٰ میں ادا کیکے جمیع صاحبان ملازمان سرکار انگلشیہ کو خصوصاً ان عہدہ داروں کو جو اس لڑائی میں شامل تھے مبارکباد دیتے ہیں اور انکی جوانمردی اور بہادری سے کمال خوشنود اور خرسند ہوکر ہر ایک کی حسب لیاقت ثنا وصفت فرماکر چھ چھ ماہ کی تنخواہ تمام سپاہ متعینہ مہم مذکور کو بطور انعام مرحمت فرماتے ہیں اور نیز مراسلات متضمن اس خوشنودی اور مبارکباد کے پیشگاہ جناب ملکہ معظمہ انگلستان وکورٹ آف ڈی کٹرس مرسل ہوئے اور واضح ہو کہ جب تک سلطان آوا و اہالیان ریاست مذکور اس عہدنامہ صلح کے شرائط پر مستقیم اور قایم رہکر نوع خلاف ورزی نکرینگے تب تک کسی طرح ادہر سے بھی شکستگی عہد و پیمان ظہور میں نہ آویگی بعد فیصلہ اسی طرح کا اشتہار دیکر لارڈ صاحب بہادر نے وہاں سے مراجعت کی اور تمام جمعیتیں بحری اور بری اپنے اپنے مقاموں کو روانہ ہوئیں اور انکے آغاز سنہ ۱۲۴۲ھ اور شروع سنہ ۱۲۹۴ھ ہے اس سال میں تقریباً ٹھیکہ کی مدت تمام ہونیوالی ہے چنانچہ صدر میں تجویز عہدنامہ جدید کی ہو رہی ہے سواے اسکے بہت سی حکومتیں نئی ہوئی ہیں نامہ نگار دفتر ہذا بھی اس سال میں ختم کرلیا ہے آیندہ جو جو کہ عمل میں آویگا جسکا حصہ ہوگا لکھکر تحفہ ارباب فکر و نظر کا کریگا۔

چھٹا باب بیان میں سرکارین سرکار دولتمدار نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر اور سرکار عظمت و تمکینی بہاکمپنی کے نامجات و تعداد وکلاء والاشان و نقل ترجمہ بعضے خطوط

واضح ہو کہ بیچ عہد معدلت مآب نواب آصف جاہ بہادر کے صاحبان انگریزی کی مداخلت اقلیم ہند میں اولاً

مذکور ہوئی نواح دکن میں جو مدراس میں بنا واسطے تجارت صادر و وارد ہوتی تھی اور خدمت میں نواب ممدوح کے عرائض وفا و اخلاص پیش کیا کرتے تھے جناب نواب صاحب نے جب صوبہ داری ارکاٹ کی انوار الدینخاں کو عنایت کی تو جب سے بہت سے انگریز علاوہ تجارت سے وارد چیناپٹن ہوئی اور بنار دوستی کی خان موصوف سے خوب مستحکم کی چونکہ فرانسیس بھی اسی پیشہ کے بندر پھولچری میں سکونت رکھتے تھے اور فیمابین ہر دو قوم کے نزاع ولایت کا تھا ایک کو دوسرے کا اپنے مقابل ہونا اسلئے بھلا معلوم ہوا اور دونوں صاحب جمعیت تھے اکثر جنگ ہونے لگی بایکدیگر غالب و مغلوب چندے ہوتے رہے حتی کہ نواب مبرور نے انتقال فرمایا اور نواب ناصر جنگ انکی جاگیر پر دکن میں قایم ہوئے من بعد جب وہ بھی نامساعدت روزگار سے جیسا کہ دفتر دویم میں گذرا سیراب جام شہادت کے ہوئے زمام ریاست دکن کی قبضہ میں مظفر جنگ ہدایت محی الدین خاں نبسہ مغفرتمآب کے آئی انھوں نے فرانسیسیوں سے راہ پیدا کر کے موسی بوسی کو ملازم رکاب اپنا کیا عہد میں خان مذکور کے قتل انور الدینخاں کا ظہور میں آیا جیسا کہ گذرا اسی غدر میں مظفر جنگ بھی مارے گئے اور امر ریاست کا پھر طرف اولاد کرام نواب مغفرتمآب کے منتقل ہوا یعنی آصف الدولہ نواب صلابت جنگ وسادہ نشین ہوے اس مابین میں محمد علیخاں پسر انور الدینخاں صاحبان انگریزی کی وساطت سے پادشاہ دہلی سے الا بجاہ خطاب و سند مختاری اور خلعت خاصہ چیناپٹن کی حاصل کی اور اطاعت سے خاندان آصفیہ کے نکلکر خودسر ہو گیا چنانچہ ہنوز وہ ملک انہیں کے زیر تصرف ہے نواب صلابتجنگ نے اپنے عہد میں مچھلی بندر کا ملک جو قبضہ میں فرانسیسیوں کے آگیتھا انگریزونکو انکی حسب خواہش معاف کیا اور فرانسیسیونکے اخراج کا بھی وعدہ فرمایا پس پہلا تنامہ مورخہ ۱۴ ماہ مئی ۱۷۵۹ء مطابق ۱۱۷۲ھ کے متضمن امرین

مذکورین سرکار میں نواب صلابتجنگ کے اول عنایت کیا لکھا ہے ہنوز کوئی بات بموجب نوشتہ کے عمل میں نہ آئی تہی کہ نظام الملک آصف جاہ ثانی میر نظام علیخان بہادر نے امیرالممالک صلابتجنگ کو پیش قلعہ بیدر کے سزوی فرمایا اور آپ رئیس مستقل ہوکر قول و قرارات کو برادر کے نامنظور کیا پس سرداران انگریزی نے سنہ ۱۷۶۵ء مطابق سنہ ۱۱۷۹ھ کے بادشاہ دہلی سے سند سرکارین ممالک شمالی بنگالہ کول ذعیرہ کی جو تصرف میں نائبان آصفیہ کے تہا حاصل کرکے اُسپر قبضہ کرنے کے لئے جنرل کلوڈ صاحب کو معہ سپاہ کرناٹک کی طرف روانہ کیا اور بجبر و تہانہ فرانسیسیوں کا جو طرف سے رؤسا دکن کے وہاں تہا اُٹھا دیا بندگان عالی نے منظور فرماکر عزم مہم کرناٹک کا بالجزم فرمایا یہ خبر جو مشتہر ہوئی محمد علیخان نے اطاعت حضور کی قبول کی اور چونکہ حیدر علیخان نائک دشمن جانی انگریزوں کا تہا مخالفت حضور کی ایسے وقت میں نامناسب جانا ارباب گورنمنٹ نے گفتگو چیناپٹن کی جنرل مذکور یعنی کلوڈ صاحب کو طرف حیدرآباد کے روانہ کیا پس باستصواب سے جنرل صاحب مذکور کے گفتگو ہوکر دوسرا تہنامہ بندگان عالی کو ۱۹ تاریخ ماہ نومبر کی سنہ ۱۷۸۸ء مطابق سنہ ۱۲۰۳ھ کے اس مضمون کا لکھا۔

خلاصہ مضمون تہنامہ دوم

سرکار کمپنی بہادر پانچ لاکھ روپیہ سالانہ راج اندری اور ایلور کا اور دولاکھ روپیہ کا کول اور مرتضی نگر یعنی کشور کا سرکار آصفیہ میں داخل کیا کریگی مگر اس میں سے دولاکھ کا موضع کشور جب تک بصالتجنگ خیرخواہ دولت آصفیہ زندہ رہیں اُنکی جاگیر میں رہیگا اور بعد وفات اُنکے وہ ملک بہی سپرد سرکار کمپنی بہادر کے ہوجائیگا اور دولاکھ جمعیت انگریزی واسطے درستی امور متعلقہ حیدرآباد

حاضر خدمت ریگی اتنی چنانچہ بموجب پانچ لاکھ روپیہ اور پیشکش سرکار دولتمدار کئے گئے اور جنرل اسمٹ
صاحب نے معہ فوج انگریزی حاضر ہوکر معرفت رکن الدولہ بہادر کے ملازمت حاصل کی ابتدا
اس طرح سے بنا موافقت کی فیمابین سرکارین کے قایم ہوگئی سرداران انگریز ایکروز واسطے جنگ حیدر علیخان
نایک کے مستعد ہوے چونکہ خان مذکور نواب صاحب سے بھی موافق نہ تھا آپ بھی اسکے ارادہ
سے نفرت کے لگا ہے کہ خود بدولت معہ فوج انگریزی اور بمتیدرا سے عبور کرکے سرحد میں حیدرآباد
نایک سے پہونچے تھے کہ معزالیہ نے مخالفت سے حضور کی رجوع کیا اور بوساطت رکن الدولہ
کے امیدوار موافقت کا ہوا ہرچند کہ نواب کو منظور نہ تھا لیکن پاس خاطر دیوان کے قبول فرمایا معاملہ
روگرداں ہوا جنرل ایجنٹ صاحب نے رنگ دربار عالی کا دگرگوں پاکر بے رخصت جانب مقصود اپنے
چلے گئے بس جب نواب حیدر علیخاں متحد ومتفق ہوے جنرل ایجنٹ صاحب سے موضع کاویری
پٹن پر جنگ ہوئی اول جنرل صاحب موصوف مغلوب ہوکر ترناپلی کو چلے گئے اور وہاں سے جمعیت کثیر
ساتھ لیکر پھری اور دایم پنڈی پر مقابلہ ہوا اس دفعہ جنرل صاحب موصوف غالب آئے حیدر علیخاں
کاویری پٹن کو نکل گیا اور رنجیدہ خاطر ہوکر طرف سالاگڈہ کے کوچ فرمایا یہ حال معائنہ کرکے نواب محمد علیخان
والاجاہ درمیان ہوئے اور صلح بندگان عالی کی افسران انگریزی کے ساتھ تحریک کی رکن الدولہ حسب معروضہ
معزالیہ کے چیناپٹن کو گئے اور عہد وپیمان کرکے پھر حاضر جناب ہوے مسٹر اولی صاحب سفیر گورنر
صاحب بہادر ہمراہ انکے آئے اور ملازمت حضور کی حاصل کی اور تحفے سراج الدولہ والاجاہ اور
گورنر صاحب بہادر کے پیش کئے اسوقت بتیسر انتنامہ شرکت سے حاکم ارکاٹ والاجاہ کے
۲۶ تاریخ فروری کی ۱۷۶۸ء مطابق ۱۱۸۱ھ ثبت ہوا کہ جس میں دو اقرار تھے۔

خلاصہ مضمون تہنامہ سوم

اقرار نواب کی طرف سے یہ ہے کہ بالاگھاٹ کا ملک جو میسور کی جانب ہے معہ اضلاع کرناٹک سپرد سرداران انگریزی کے کردیا جائیگا اور ساتھ لاکھ روپیہ سالانہ اونسے حضور لیا کرینگے اور مرہٹونکو اسکی چوتھ پہونچایا کرینگے اقرار طرف سے افسران انگریزی کے یہ ہے کہ دو پلٹن متعین رکاب نواب نظام الملک رہینگے اور آپ کے خرچ سفر کی ذمہ دار سرکار دولت مدار ہے انتہی لیکن عمل اسکا ملتوی رہا بعد بسالت جنگ نے مسٹر لالی فرنسیس کو معہ جمعیت اور توپخانہ کے نوکر رکہا اور باروت بندوقیں وغیرہ انہیں مونا پلی سے منگوادیں یہ دفعات ۱۷۷۹ء مطابق ۱۱۹۳ھ سکے چہلی بندر کی سرداری گورنر صاحب مدراس کو لکھی گئی اور گورنر صاحب بہادر کلکتہ کو اطلاع دی بمجرد اسکے یہ حکم صادر ہوا کہ بہرکیف فرانسیسوں کے اخراج کا بندوبست کرنا چاہئے اور نواب نظام الملک بہادر سے ایسا کہنا چاہئے کہ اپنے برادر کی فہمایش کریں کہ وے فرانسیسونکو نکالدیں ورنہ ہم بسالت جنگ کے ملک پر قبضہ کرلینگے یا کنٹور جاگیر انکی ہمارے سپرد کردو ہم اسکا سالیانہ پہونچایا کرینگے اور بسالت جنگ پر فوج بہیجدینا بنابر استفسار اسکے ایک سفیر انگریزی حضور میں بندگان عالی کے آیا اور اظہار مدعا کیا خود نے اسیواسطے تحمل کے فرمایا اور برادر پاس اپنے ایک ندیم کو بنابر رفع اس کدورت کے روانہ کیا لکہتا ہے کہ قریب دو برس کے گذرے حضور سے بندوبست اس امر کا ہوا ہرچند کہ اس عرصہ میں سرکاران انگریزی نے کئی بار خط لکھے آخرالامر ۱۷۸۰ء مطابق ۱۱۹۰ھ کے خود بسالت جنگ پیام کیا چونکہ انہیں بہی خوف حیدر علیخاں کا تہا

موافق سرداران انگریزوں کے انکی مخالفت سے اولاجان کو ایسا سوال کیا کہ تم کنٹور کا ملک بطریق تعہد اپنے پاس رکھکر اسقدر زر نقد ہمارے نام اجراے کرو کہ ہم سپاہ فرانس کی تنخواہ دیکر انہیں رخصت کردیں پس ہم انکی بدلہ میں تمہاری جمعیت رکھینگے بشرطیکہ مادام الحیات ہماری سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر قبضہ اپنا بلدہ مذکورہ پر رکھے افسران انگریز رضامند ہوگئے اُسوقت فیمابین سرکارین کی عہدنامہ [illegible]ء مطابق [illegible] ہجری کے بسالت جنگ سے رقم پذیر ہوا خلاصہ مضمون اُسکا تقریر بالا سے ظاہر ہے پس جنرل سر صاحب معہ جمعیت متعین بسالت جنگ ہوے چونکہ یہ امر بدون اطلاع حضور کے ظہور میں آیا تھا ناپسند خاطر گرامی ہوا اور بسالت جنگ کے پاس جمعیت انگریزی کی ملازمت سے نہ گمان کیا کہ آخر الامر وہ ملک ہمارے قبضہ سے نکل جائیگا اور مسٹر لانی خود دیلنسے برطرف ہوکر حضور میں پہونچا موسی اللہ کو آپ نوکر رکھ لیا اور ہنگام فساد مرہٹوں کے افسران انگریزی سے شریک حال نہوے باوجود رگھوجی کو حضور سے خصومت تھی لیکن چونکہ پنڈت پر وہاں موافق تھا اُسکی اعانت وکمک کرتے رہے گورنر صاحب بہادر کلکتہ نے مسٹر ہالند کو جو اہل قلم سے سرکار کمپنی بہادر کے تھے روانہ حیدرآباد کیا صاحب موصوف نے ۱۷- اپریل [illegible]ء مطابق ربیع الثانی [illegible] ہجری وارد و ماموره ہوکر ملازمت نواب کی حاصل کی اور تحفے ولایتی گذرانے اور تمام کیفیت بسالت جنگ کی عرض کی بندگان عالی نے مفصل احوال برادر کا زبانی مسٹر مذکور کے سنکر رنجیدہ ہوے اور خفگی سے ایسا ارشاد کیا چونکہ تمنے ہمارے مقدمات خانگی میں دخل دیا اب احتیاج تنبیہات سابق کی نہ ہے ہالینڈ صاحب نے گذارش کی کہ اگر ہم ایسا بندوبست نہ کرتے تو حیدر علیخاں کا قبضہ اس ملک پر فرانسیسیوں کی اعانت سے ضرور ہوجاتا اور واسطے برطرفی مسٹر لانی کے درخواست کی کہ اسکا رکھنا آپکو مناسب نہین

الہ آباد کی سرکشی کا بیان

اُسکے جواب میں خود فرمایا کہ اگر میں ہمکو جواب دونگا تو نامبردہ مرہٹونکا یا حیدر علیخان نائک کا نوکر ہوجائیگا کہتے ہیں تب مسٹر گور گستاخ ہوکر بولا کہ سرکار میں پانچ لاکھ روپیہ سالیانہ جو بابت راج بندری وغیرہ کا داخل ہوتا ہے جب تک سپاہ فرانسیس کی نہ ہوگی زر نہ کور نہ پہونچے گا پس نواب نے غصہ سے فرمایا کہ معلوم ہوا تمکو کہ سبب اتحاد منظور نہیں ہے خیر کیا مضائقہ ہے اب ہمیں واسطے تمہارے جنگ کا اسباب فراہم کرنا ضرور ہوا واضح ہو کہ یہ تقریر گوش گذار گورنر صاحب بہادر کلکتہ ہوی اُنہوں نے غور و تامل کرکے ارشاد کیا کہ خطا گورنر مدراس کی ہے اور قصور مسٹر ہالنڈ کا کہ اُس سے بے اطلاع نواب نظام الملک میر نظام علیخان بہادر کے گنٹور کا ملک کیوں اپنے قبضہ میں کیا اور کیوں یہ عیب درخواست برطرفی سپاہ فرانس کا زبان پر لایا اسواسطے کہ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر ہوا خواہ کمپنی بہادر ہیں ہمیں یہ ظن غالب ہے کہ بالفعل اُنھوں نے مسر لانی فرانسیس کو نوکر رکھا ہے کیا اندیشہ ہے آیندہ کسی جزائر کی طرف روانہ کرینگے ایسی خصومت کرنی نامناسب تر ہے - اور غرہ نومبر ۱۷۸۰ء مطابق ۱۱۹۳ھ کے ایک نامۂ خلت وصفا حضور کو ارسال کیا جس میں الزام ہر دو صاحبان مذکور کی طرف تھا چنانچہ خلاصہ مضمون اسکا یہ ہے جو مذکور ہوا اور مسٹر ہالنڈ کو تاکید لکھی کہ بار دیگر ایسی گفتگو نظام الملک بہادر سے کبھی نکرنا بلکہ وہ کلام زبان پر لانا کہ جس سے محبت زیادہ ہو لکھا ہے کہ حضور نے جوں اس رقعہ کو مطالعہ فرمایا کدورت دل تقدس منزل سے زائل ہوا اور موافقت کمپنی بہادر کی بدستور باقی رہی اور ایسا ارشاد کیا کہ مابدولت کو گورنر صاحب مدراس سے کیا کام ہے جو مقدمہ کہ درپیش ہوگا ہم گورنر صاحب بہادر کلکتہ کو لکھا کرینگے واضح ہو کہ سر رمبول صاحب نے جو یہ سنا ایسا کہا کہ ایک احاطہ کے امور کا دوسرے احاطہ میں طے ہونا خلاف آئین اور درپے

عیب چینی گورنر صاحب بہادر کلکتہ کے ہوا اور بعضی بعضی حرکات آپکی جو ساتھ بسالت جنگ وغیرہ کے تھی لکھنے لگا یہ بات ولایت کے کوٹ ڈرکٹر وںکو بدگذری وہی دسویں تاریخ جنوری کی ۱۷۸۱ء مطابق ۱۱۹۵ھ کے تمام نوشتہ جات حضور بسالت جنگ موضع کنیٹور وغیرہ کے دار السلطنت لندن میں منگوا کر دریافت کئے اور بعد کونسل ومشورت کے سر جنول صاحب کو مدراس کی گورنری سے موقوف کیا اور جان اہل صاحب کو انکی جا پر قائم اور اسمٹ صاحب اور جانسین صاحب جو صلاح کار مدراس کے تھے معطل ہوے اور منرو صاحب جو سپاہ مدراس پر معین تھے بہت ملامت لکھی چنانچہ سب دفتر دیوانی انگریزی میں بیچ ۱۱۹۵ھ کے ثبت ہوا اور تمام عہد وپیمان بسالت جنگ کے جو ساتھ سرداران انگریزی کے تھے توڑ ڈالے گئے اور جمعیت اپنی جو نزدیک مغر الہ کے تھی موقوف کردی اس ضمن میں ۵- تاریخ رجب ۱۱۹۵ھ میں ہالنڈ صاحب بھی حیدر آباد سے رخصت ہوے پس بسالت جنگ نے مسٹر ہوبی کو اپنی طرف کر کے جادہ پیمان اتفاق معاملات سرکار انگریزی کے تھے کہ وقت موعود انکا آپہونچا اور ۱۷۸۲ء میں مطابق ۱۱۹۶ھ مسافر ملک عدم کے ہو گئے ادونیور بدستور قبضہ میں آصف جاہ ثانی کے رہا پس مسٹر جانسین ۱۷۸۳ء مطابق ۱۱۹۸ھ کے ۱۴ شعبان کو وارد حیدر آباد ہوے اور حسب الارشاد صاحب مرحوم ہوم ہوگئے کے باغ میں شمشیر جنگ کے اترے اور وقت ملازمت تحائف ولایتی اور جواہر گراں بہا اور کئی راس اسپ بیش قیمت اور ایک منزل پالکی نذر گذرانی اور بیچ ماہ مہ کو خود بدولت آپکی فرودگاہ پر جلوہ ریز ہوے تب بھی انہوں نے بہت سا اسباب مکرر پیشکش کیا اور صاحب موصوف ۹- جمادی الاول ۱۱۹۹ھ ۱۷۸۴ مسیحی کے مرخص ہوے اور بعد اسکے میسر مین سن ۱۱۸۵ برابر بارہ سے ہجری میں میر عالم بہادر کے اس صورت سے

شرف اندوز ملازمت ہوئے اور بانع مذکور بدستور فرد گاہ اپنی کیا رخصت انکی جانب کلکتہ سنہ ۱۲۱۱
مطابق سنہ ۱۲۱۱ ہجری کے پانچویں شوال کو ہوئی ہے اس ضمن میں ٹیپو سلطان پسر حیدر علیخانی قایمقام
چپرنٹ ملک کیشور کونپت قبضہ میں کرلیا ہے عزم سے معزز الیہ کے مطلع ہوکر کار نوالہس صاحب بہادر
نے درباب طلب کیشور جواب میں نامے کے جو مصحوب میر عالم بہادر پیشگاہ والا سے روانہ ہوا تھا حضور
کو لکھا اور اسی جہت سے درخواست ملک مذکور پیچ وجہ تنخواہ اپنی جمعیت کے معنو سے کپتان کنیوی
صاحب واسطے سوانجواب اسکے حاضر ہوئے بندگا نعالی نے انہیں انورالدینخاں کے مکان میں
اترنے کو فرمایا۔

خلاصہ مضمون خط کار نوالس صاحب بہادر مرقومہ جمادی الثانی سنہ ۱۷۹۵ء مطابق سنہ ۱۲۱۲ ہجری جو بجواب ہر تہنا مہ کے ہے

مطلب خط انورالدینخاں کا شامل اور یگانگت واتحاد کے معرفت میر ابوالقاسم کے پہونچا
اور تمام مراتب ودادی سے مضمون سے معزالیہ کے معلوم ہوئے مطلب جسوقت کہ ہم مقبوضہ کمپنی
بہادر میں پہونچے افسوس گذرا کہ وہ امر بدرجہ عہدنامہ سنہ ۱۷۹۲ء کے ہنوز طرفین سے مہر و دستخط ہو کر پہنچی
بھی تو تفیں نہ ملا سرکار جنور کا کمپنی بہادر کو اور ادا کرنا زرپیشکش کا طرف سے کمپنی بہادر کے عمل میں نہ آیا
اگرچہ اس امر میں مخلص کوتاہل ہوا لیکن اسواسطے لکہا گیا کہ انوالا قدر مقدمات عظیم کی طرف متوجہ
تھے چونکہ اب فرصت دیکھی شرط عہدنامہ کی تکلیف دی - ہرچند کہ ان والا مناقب کو درباب ادا
زرپیشکش سرکار سبکاکول کے اعتماد کلی ہے معہذا کپتان کنوی صاحب کو واسطے درخواست ملک
کشور اور طمانیت دینے ادائے زرپیشکش کے روانہ کیا گیا ہے مطلب دو پلاٹن سپاہ انگریزی شش

اضراب توپ معہ گولندازان عند الطلب عنایت سے پہونچائی جاینگی اس شرط سے کہ اوپر مخالفت رئیس ہمعصر کے مثل پنڈت پردہان پیشوا اور رگہوجی بہونسلہ اور مہادجی سندہیہ اور دیگر سرداران مرہٹہ اور نواب ارکاٹ اور نواب وزیر اور راجایان چیناپٹن و وزیران کورگ کے نہ مامور ہوں اور خرچ اسکا جسقدر ہوگا جتنا کہ سرکار کمپنی بہادر سے وقت جنگ دیا جاتا ہے جس روز سے بیچ سرحدان والا مناقب پہونچینگے مراجعت تک اسکا خرچ طرف نواب مناقب کو محسوب ہوگا معہ ایک ماہوار زائد کے تخمینا بموجب حساب کہ وقت جنگ واسطے طیاری فوج کے ضرور ہے مطلب کپتان حشمت جنگ کا اظہار ایسا ہے کہ میر نظام علیخان بہادر والی دکن آصف جاہ ثانی واسطے افزایش اتحاد یگانگت خواہش زیادہ زیادہ کرنے سپاہ انگریزی کے رکھتے ہیں اور گورنر جنرل بہادر نے ایسا دریافت کیا ہے کہ بنابر خصومت ٹیپو سلطان اور شکست عزم مغز الیہ کے اور بنابر حفاظت ملک ریاستہاے یکدیگر فیمابین قرار ہوکر ایک تہنامہ حفاظتی متضمن شرکت عہد طرفین و مخالفت ٹیپو صاحب مذکور کے شرائط مذکورہ پر لکھا جاے سب جمعیت تعلبندیکی طرف سے سرکار کمپنی کے واسطے بجالانے خدمات حضور کے حاضر کاب والا مناقب کے رہیگی اور کپتان حشمت جنگ کی روانگی واسطے اظہار اس امر کے حضور میں قرار پائی ہے ۔ مطلب جو جمعیت زیادہ کی گئے جس روز سے کہ داخل سرحد ملک حضور ہوگے ماہوار اسکی جاری ہوگی اور بند و بست خاطر خواہ واسطے پہونچانے ماہواری کے جو چہہ ہزار سپاہ اور توپخانہ معہ گولاندازوں وغیرہ کے دو لاکہ ایکہزار بہ زر قسط میں مساوی تمام سال کے ادا ہواکریگا یعنی ہر تین مہینہ انگریزی کی رقم چہہ لاکہ چالیس ہزار دوسو پچہتر رائج الوقت بلا تامل خزانہ سے حضور کے پہونچائی جائیگی اور راحیانا اگر بیچ بقایاے زر کے کچہہ توقف ہوگا تو رقم پیشکش بابت سرکارین شمالی کے مجرائی جائیگی اور درصورت

دیر اور ورنگ ہوئے تحصیل تعلقات کے تنخواہ سرکار سے دیجائیگی ۔ مطلب محصول غلہ اور اجناس کا جو واسطے خرچ فوج کے درکار ہوگا معاف ہونا چاہیئے ۔ مطلب موافق قوانین کمپنی کے بدلی جمعیت نعلبندی کی ہوگی خواہ ایک حصہ خواہ سالم یا موافق حاجت سرکار کمپنی بہادر اس شرط سے کہ تبدیل میں کمی تعداد سپاہ متعین واقع نہو مطلب اور ایک مقام واسطے چھاونی کے معین ہوگا کہ ہمیشہ اُس جاے قایم رہے ۔ مطلب اور جسوقت یہ فوج واسطے ریاست کے بھیجی جاے ہمراہ اسکے ایک شخص معتبر مامور ہونا چاہیئے اور سرکار کی طرف سے دہائی فوج اور سرداران انگریزی کی جولایق دونوں ریاست کے ہر کیجائے ۔ مطلب جمعیت ہمیشہ خدمات پر حضور اور وارثان قایم مقام نسلاً بعد نسلاً واسطے تنبیہ باغیوں کے حاضر و سرگرم ہیگی مگر کارہاے جزی پر مانند سبندیکے کام نہ آئیگی مثلاً طغیانی ملک اور تحصیل مال وغیرہ ۔ مطلب بمجرد پہونچنے اس جمعیت کے حیدرآباد کو فرانسیس برطرف ہوجاویں اور حضور انکے قایم مقام اقرار کرتے ہیں کہ کبھی فرانسیس نوکر نرکھینگے اور اگر کسی کو اہل فرنگ سے بیچ نوکری ریاست کے رکھنا منظور ہوگا تو بدون اجازت اور معلومات کمپنی بہادر کے اقامت نہ کرینگے ۔ مطلب تمام بھاگی ہوئی سپاہ فرانسیس کی معہ جمعیت سرکار کمپنی بہادر کے وہ خواہ نوکری میں فرانسیس کی ہو یا دوسری سپاہ کے جوف میں گرفتار کرکے انگریزی ایلچی کے حوالے کیجاویگی اور کوئی شخص ملک حضور میں پناہ نہ دیگا اور جسوقت کہ وہ سپرد ایلچی ہوگئے سرکار کمپنی بھی جاے نہ دیگی ۔ مطلب جو بھاگے ہوے سرکار حضور کے گرفتار ہونگے وے سپرد سرکار موصوف ہونگے اور چونکہ حضور واسطے احتیاط اور پیش بینی کی نگہداشت فوج انگریزی کے بدلے میں برطرفی سپاہ فرانسیس کے معہ شرائط مندرجہ کارنوالس صاحب جو مقرر کئے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ کمپنی بہادر کو واسطے فائدے ایک دوسرے کے حضور و پیشوا کے عہدنامہ

بیجاپور کی مہم کی تیاریاں

مجوزہ فیما بین تینوں سرکار سا ہمعصر کے یہ شرط مندرج کرنا بھی اہم تھی کہ ہر ایک باب آسودگی دوسرے کے ساعی و مساعی رہے اور اقرار طرف سے سرکار کمپنی بہادر کے ہے کہ اگر درخواست اصلاح فائدہ کی دونوں سرکار قبول نہ کریں یا درمیان دونوں ریاست نواب میر نظام علیخاں بہادر اور پنڈت پردہاں کے نزاع برپا ہو خود دخیل ہو کر بطریق مناسب فیصلہ کرے اس صورت میں نواب ممدوح استقرار فرماتے ہیں کہ ہم اپنی جانب سے مخالفت راو پنڈت پردہاں کو نہ کرینگے اور درصورت برپا ہونے تکرار سرکار انگریزی جو فیصلہ کریگی بلا تامل قبول کرینگے تمام بنا مجات سابق کے جو درمیان سرکار دولتمدار نظام الملک بہادر اور عظمت وقار کمپنی بہادر اور سرکار پیشوا مدت پردہاں کے ہوئے ہیں بحال و برقرار رہینگے اور اگر اہل دربار پونہ نقل عہدنامہ تعلبندی سرکار کمپنی بہادر کے یا مانند اسکے چاہیں نواب میر نظام علیخاں بہادر بخوشی تمام اجازت دینگے۔

تمام ہوا ترجمہ خط کارنواس صاحب کا واضح ہو کہ جن روزوں صاحب بہادر مذکور نے یہ خط حضور کو لکھا ہے سرکار کمپنی بہادر کی طرف سے گورنر کلکتہ لارڈ جنرل ہاسٹنگس صاحب بہادر واسطے عمل مقدمات ہند امور و متکفل تھے۔ اور کپتان حشمت جنگ کارپرداز گورنر صاحب بہادر موصوف اور کارنواس صاحب ولایت سے تازہ وارد ہوئے تھے اور جو تجویز کہ قرار پائی تھی بجنسہ حضور کو نمیقہ ہذا میں لکھی ہے گویا مکتوب ہذا توضیح عہدنامہ سنہ ۱۷۶۸ء کے ہے جس میں شرائط حال کے اضافے ہو گئے ہیں پس یہ تمام مقدمات مرقومہ بالا رفتہ رفتہ صورت پذیر ہوئے چنانچہ ہر ایک محل پر اپنی رقم پذیر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ الحاصل بعد ملاحظہ فرمانے و مطالعہ کرنے سنہ ۱۲۰۳ نمیقہ ہذا کے حضور اٹھارہوین تاریخ ستمبر کی سنہ ۱۷۸۹ء یعنی سنہ ۱۷۸۹ء مطابق سنہ ۱۱۹۸ف گدا کنور کی مسمی نجم الدولہ نجم الملک سیف جنگ جو کلاں تعلقہ دار

سرکار عالی جاہ کے تھے سردربار کپتان کنوی صاحب کو عنایت کئے اور باقی اعمال اُسکے معطل رہے
بلکہ صاحب کتاب لکھتا ہے کہ تا حالت تحریر طلب پلٹن مذکور کے نہ ہوئے نہیں معلوم کہ وہ وقت کب آئیگا
مگر اور دو پلاٹن نوکر ہوئیں پہر چار اور قائم ہوئیں من بعد دو اور ملحق ہوئیں جملہ آٹھ پلاٹن ہو گئیں
پہر اسمیں رد و بدل ہو کر ترپ سوار اور رسو لجر مقرر ہوے جیسا کہ انشاءاللہ تعالی مشرحاً مذکور ہوگا ملک
کشور کا جاتا رہا من بعد ٹیپو سلطان جو حیدر نایک سے بھی زیادہ تر دلیر اور اُلو العزم صاحب جمعیت اور صاحب
ملک و مال تہا لیکن عقل ہوش نہ رکہتا تھا اپنے عہد میں ارادہ اخراج انگریزوں کا کیا اور کمر ہمت کی میان
جان پر چست باندہکر انواع اقسام کے مفسدی بپا کئے افسران انگریزی بہی واسطے استقبال معزالیہ کے
آمادہ ہوے پس ۱۷۹۰ء مطابق ۱۲۰۴ھ کے گورنر صاحب مدراس و گورنر صاحب بہادر کلکتہ کو لکہا کہ بنابر
رفع فساد ٹیپو سلطان کے اول بنا ر اتحاد نواب نظام علیخاں بہادر سے جو دکن کے عالی رئیس ہیں محکم
کرنی اولی ہے اور مرہٹوں کو بہی اپنا شریک رکہنا اہم ہے اسمیں فائدہ کثیر متصور ہوگا پس ایک رزیڈنٹ
اسم نامعلوم نے جو ملقب بہ حشمت جنگ ہوں چنانچہ آگے چلکر سیاق عبارت سے ظاہر ہوگا وہانسے
حضور میں آکر حقیقت حال سے اطلاع دی ہرچند کہ سلطان مذکور نواب ممدوح سے بہی زیادہ گستاخ
تہا اور ترقی معزالیہ کی بہر عنوان خود بدولت کو نامنظور لیکن مبادا مرہٹی طرفدار ہوجائیں لہذا افسران
انگریزوں کے اتفاق سے اندیشہ فرمایا تب رزیڈنٹ صاحب موصوف نے گذارش کی ٹیپو سلطان
مرہٹوں کی اقتدار کو بہی خاطر میں نہیں لاتا ہے جیسا کہ روشن ہے وے بہی شریک حال ہمارے ہیں
اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے سلطان مذکور مغلوب و منکوب ہو اور خاطر حضور کی اُس وسوسہ سے پاک
کہا پس مخالفت پر غنیم کے رُوسا ثلثہ کے موافقت بہم پہونچے اور ریا آیندہ تعرض واقع ہووے

ایک تہنامہ پانچوین تاریخ جون کی ۱۷۹۲ء مین مطابق ۱۲۰۶ھ ہجری کے مرتسم ہوا حضور نے دستخط فرمائے اور پیشوا نے بہی نشانی کر دی اور سبن انگریزونکا بہی ہوا۔

خلاصہ مضمون تہنامہ پنجم

ہر ایک روسا ثلثہ بقوت تمام جنگ کرنے اور بدون رضا یکدوسرے کے صلح نہوگی اور جو مال ٹیپو سلطان کا جنگ مین ہاتھ آویگا برابر تقسیم کر لینگے اور چار پلٹن سے چھ پلٹن تک حاضر خدمت نواب نظام الملک بہادر رہینگی مگر تنخواہ اردکا نون صاحب بہادر جمعیت مذکور کو چاہین بشرطیکہ بیکار رہ کر روانہ کرنے مین تامل نہوگا جسوقت کہ خود جمعیت کو رخصت نکردین درباب برخاست نہ رحیلہ نکیا جاویگا اور ایک ایلچی ہر ایک سرکار کا دوسرے کے دربار مین ہمیشہ حاضر رہیگا تا استصواب سے انکے رسل و رسائل ہوا کرین ان بعد حضور اور سرداران انگریز اور مرہٹون نے ملک ٹیپو سلطان پر یورش کی خوب جنگ ہوئی بہت سے لوگ طرفین کے مارے گئے آخر الامر سلطان مذکور اتفاق سے روسا ثلثہ کے ناچار ہو کر سلسلہ جنبان مصالحت کا ہوا بنصف ملک سپرد کر کے نجات پائی جیسا کہ احوال مین بندگان عالی کے مفصل رقم پذیر ہوا اور حسب قرار داد ثلث حصہ قبضہ مین کارپردازان ہر ایک سرکار کے آیا از انجملہ تیرہ لاکہہ سولہ ہزار چہہ سو چہاسٹہ ہون کا ملک جو حضور کا تصرف مین ٹیپو سلطان کے جاتا رہا تہا ۱۷۹۲ء مطابق ۱۲۰۶ھ کے ستہ و ہوا چنانچہ تفصیل اُن مواضعات کی یہ ہے۔

فہرست دیہات سرکار باوقار نواب نظام الملک بہادر کی جو تصرف مین ٹیپو سلطان کے جاتے رہے تہے اور سن بعد ۱۷۹۲ء مین مطابق ۱۲۰۶ھ ہجری داخل ہوئے ہین

سدہوت - جوز - تکدپور - لور - مدہول - جمال مارو کہم - کنک گیز معہ تعلق - جتپہ کنٹہ - کٹ سور - کوپل گدہ - اوملاہور - نرسیاپور - سل ونیٹی مانا - دسری مار وواہم - مدلور - پرمیل مالٹول۔

بیان فیض آباد کی سرسری تعریف کا

منکا یل ہار - نستم - سیکن پلی - جملہ تعلقہ کتے - ملاری دگر پور - ملاڑم ٹین - کپبل - کنجد گنڈہ - کھر گڑہی
سیلکا پیٹن - ابل واری - کہمن نونٹہ - سیوا پور - موکا و تعلقہ لنگور

رقم
مسلک عمال سلاطین

اب یہان نامہ نگار روداد ہر ایک ایلچی شاہ انگلینڈ کی معرض رقام مین لاتاہی اور جو تقدمات جسکے متصواب سے عملو مین آئے ہین اوسی کے عہد مین مندرج ہونگے انشاءاللہ تعالی اسکے ضمن مین سنوات آمد و شد گورنران کلکتہ کی بہی مذکور و مرقوم ہونگی اور طرف بعضی خبرہی واقعات ہند کی طرف بہی رہا کیا جاویگا ذکر سوانحات -

ایام ایلچی گری کرنل ولیم کرک پاترک صاحب سفیر اول

کرنل ولیم کرک پاترک صاحب بعد کنوی صاحب کے خدمت ایلچی گری پر مامور ہوکر ۱۷۹۲ء مطابق ۱۲۰۶ھ کے وارد معمورہ دکن ہوئے اور آخر ماہ ربیع الثانی سنہ الیہ مین مقام مستہانہ پر ملازمت نواب کی حاصل کی واضح ہو کہ اول عہد مین کرنل صاحب موصوف کے بعد جنگ میسور دو پلاٹن انگریزی حضور مین قایم ہوئین اگرچہ و سدہم مرہٹون نے بہی خصوص ہری پنڈت نے فوج انگریزی کا رہنا نزدیک پیشوا کے چاہا تہا لیکن لارڈ کارنواس صاحب بہادر نے قبول نکیا اسواسطے کہ ریاست مرہٹہ کی ایک وضع پر نہین ہی - یہان مترجم زبان انگریزی ایسا لکہتا ہی کہ ۱۷۹۵ء مین مطابق سنہ ۱۲۱۰ھ کے مرہٹون نے نواب نظام الملک بہادر آصفجاہ ثانی پر واسطے بقایای چوتہہ و محصول ملک کے لشکر کشی کی حضور ساطع النور بہی واسطے دفع کرنے کے مع جمعیت برآمد ہوئے لارڈ مین طلوف صاحب بہادر نے معاونت کروانی چاہی لیکن اہل پونا نے نمانی آخر فیمابین بندگانعالی اور مرہٹون کے جنگ ہوئی ہنگام نبرد بسبب پہونچنے کمک کے زنار دار غالب آئے حضور فیلخاصہ پر سوار ملاحظہ ارباب حرب کا کرتے تہے کہ اس اثنا مین تنبیہ وارد ہوئی

خود بدولت نے صلاح بد سے رفقای بے صلاح اندیش کے بغ فیلخانہ کا طرف کہرلہ کے منعطف فرمایا اور اپنی ظلمت لیل بہت اخل مقام مذکور ہوئے پس حرف صلح کا درمیان آیا حضور نے تین کرور روپیہ نقد دینا اور چوبیس لاکھ کا ملک سپرد کرنا اور آیندہ سال بسال چوتہا ادا کرنا اور کرنیل ذرلاپنہ کا پروانون کا قبول فرمایا اور مشیرالملک کو مرہٹون کے حوالے کیا اسوقت دو پلاٹن انگریزی واسطے محافظت ملک کے اس عہد پر ملازم رکاب ہوئین کہ کسی وقت جنگ مرہٹونکی شریک نہووینگی اسواسطے کہ لارڈ گورنر صاحب بہادر کو ناخوشی ان لوگون کی بہی منظور نہتی واضح ہو کہ جب حضور کہرلہ ست مراجعت کرکے داخل حیدرآباد ہوئے صلاح سے راجہ شامراج کے کہ وہ غیبت مین مشیرالملک کی ذیل کار ہوے تہے پلاٹن مذکور برطرف فرمائی اور زیادتی فوج فرانسیس کا حکم دیا اتفاق روزگار ہنوز پلاٹن مذکورہ کوچ کرکے قلمرو سے سرکار عالی کی باہر نہ گئی تہی کہ حادثہ صاحبزادہ عالیجاہ کا وقوع مین آیا یعنی صاحبزادے نے بندگان عالی پر خروج کیا پہر فوج انگریزی حسب مرضیہ عالم بہادر طلب ہوئی دو گہاٹ سے واپس مراجعت کرکے حاضر جناب ہوئے پہر نہین معلوم کہ کہان گئی اور صاحبزادہ عالی جاہ بہی گرفتار ہوکر اثنا راہ مین قضا کی اس ضمن مین مونسیو ریمون بہی سپاہ فرانسیس کا سرگروہ جو واسطے لانے صاحبزادہ کے معمور ہوا تہا مرگیا اور مونسیو پیرو اوسکی جائی پر قایم ہوا پس ۱۷۹۸ء مطابق ۱۲۱۳ھ کے لارڈ مارننگٹن ولزلی صاحب بہادر گورنر اقلیم ہند ہوکر ولایت سے آئے کرنیل ولیم صاحب نے کو قبل وروداُن کے یہان سے روانہ ہوکر کیپ مین بیمار تہے جب لارڈ صاحب وہان ملے چونکہ وہ دانا تہے ہمراہ انہین لے آئے. کہتے ہین کہ صاحب بہادر موصوف بہت عالی منش اور بلند حوصلہ تہے اور افسران انگریزی مین خلیق تر لیکن ہندیون سے ایسا غرہ کرتے تہے کہ اپنے منشیون سے عرائض خدمت مین اپنی شل داب بادشاہون کے لکہوایا کرتے تہے بہت نیک اور نہایت دانشمند تہے جبتک

وارد حیدرآباد رہے باغ مین شمشیر جنگ کے اقامت کی ایام ایلچی گری انکی چہہ برس ہین۔

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری حشمت جنگ سرجیمس صاحب بہادر سفر دوم

سرجیمس کلیس کرک پاترک المخاطب موتمن الملک افتخار الدولہ حشمت جنگ بہادر ولیم کرک پاترک صاحب لکھاہے کہ ابتدا ان کی کنوی صاحب کے وقت سے ہے آخر کار کرنل ہوکر بعد اپنے بھائی کے خدمت حمایت پر ۱۷۹۸ء مطابق ۱۲۱۳ھ وارد حیدرآباد ہوئے اور حسب الامر حضور باغ مین شمشیر جنگ کے اوترے واضح ہو کہ سفیر ہذا کے عہد میں افسران انگریزی سے نواب سے برطرفی سپاہ فرانسیس کو کہ وہ چودہ ہزار تھی اور بعوض اون کے جمعیت انگریزی کے نگہداشت کا حسب اطلاع بموجب خط کارنوالیس کے سوال لکھتے ہیں اول حضور نے تامل فرمایا من بعد غرہ ماہ ستمبر ۱۷۹۸ء مطابق ۱۹ ربیع الاول ۱۲۱۳ھ کے ایک تہنا مہ رقم پذیر ہوا جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے۔

خلاصۂ مضمون تہنا نامہ ششم مطالب

جس وقت فوج کمپنی بہادر کی داخل حیدرآباد ہوگی کپتان حشمت جنگ کو جیسا منظور ہوگا اوس موافق سرداران سپاہیان فرانسیس کو گرفتار کریں گے اور وہ کپتان موصوف کے حوالہ ہوں گے مطلب۔ اور درمیان سرکار پنڈت پردہان کے یا اونہوں کے متعلقین کے یا انگریزوں کی جانب سے بدون اطلاع اور اجازت فیما بین کے ارسال خطوط عمل مین نہ آئیگا اور طرفین سے اوسکی اطلاع ضرور ہوگی مطلب۔ کپتان جیمس کلیس کرک پاترک حشمت جنگ گورنر جنرل صاحب کیطرف سے دربار حضور میں ایلچی قرار پائے مطلب پر بنا مصلح

واتحاد کی کہ مدت سے درمیان سرکارین کے قائم ہوئی ہے ہمیشہ اپنے حال پر رہیگی مطلب دوست دشمن ایک کا بدستور دوسرے کا شمار کیا جاویگا مطلب تمام عہدنامہ و اقرار نامہ سابق کے درمیان سرکارین کے برسبیل استمرار جاری رہیں گے۔ انتہی پس حضور نے چار پلٹن سپاہ تعلبندی کی تیاری وہ قبول فرمائی اس میں نگاہداشت جمعیت حال اور پلٹن سابق کا خرچ طرف کارکنان بندگان عالی کی طرف سے ستر ہزار سات سو سترہ روپیہ ماہیانہ سے دولاکھ اکیس ہزار چار سو پچیس روپیہ تک زیادہ ہوا۔ اور سپاہ فرانسیس کی بطرز عمل میں آئی کہتے ہیں کہ اون کے اخراج کیوقت بڑا بلوہ ہوا اور تمام کا تردی واسطے تنخواہ کے دنگہ کئے سپاہ مذکور سے مناقشہ عظیم ظہور میں آیا چنانچہ انگریزوں نے درمیان ہوکر فیصلہ کیا پس چار پلٹن کلاہ پوشان فرنگ کے ساتھ سرگروہ کرنل رابٹ صاحب کے معہ چند ضراب اتواپ وارد حیدرآباد ہوکر دسویں تاریخ اکتوبر کی ۱۷۹۸ء مطابق ۱۲۱۳ھ کے دو پلٹن سے ملحق ہوئیں اور فرانسیس بعد قبضہ کے سب مفسد ہوکر کلکتہ کو روانہ کئے گئے اور وہاں سے لندن کو اور لندن سے ملک فرانسیس کو جو اون کا وطن مالوف ہے رہا ہوکر چلے گئے من بعد سنہ الیہا یعنی ۱۷۹۹ء مطابق ۱۲۱۳ھ کے پھر مہم ٹیپو سلطان کی درپیش ہوئی اسواسطے کہ مزاج مشار الیہ کا صلح سابق پر اکتفا نہ کرکے بموجب جبلت آشوب آفرین سے باز نہ آتا تھا۔ افسران شجاعت تمثال انگریزی واسطے استیصال کے خروج کئے تمام سپاہ انگریزی معہ جمعیت رکاب واسطے کمک کے حیدرآباد سے روانہ ہوئے بعد جدال و قتال کرکے ٹیپو سلطان اپنی ذات سے جنگ کرکے مارا گیا اور بموجب شرکن کے حسب قرارداد تہنامہ سابق ریاست موصی الیہ

سے حصہ داخل سرکار آصفیہ کا ہوا اور یہ تہنامہ تقویلی ۱۳ جولائی ۱۷۹۹ء مطابق ۱۲۱۴ھ
پنج باب تقسیم ملک میسور کے روبروے وکلائے انگریزی جنرل ہارنس صاحب و رانریبل
صاحب آنریبل ارسروازلی صاحب و کرنل ولیم پاٹرک صاحب اور کرنل باری کلوز صاحب
و میر عالم بہادر وکیل نظام الملک بہادر کے دستخط و مواہیر سے وکلا طرفین کے مرتب ہوا
اور مہر نواب ممدوح اور کمپنی بہادر کی اوس پر نقش پذیر ہوئی۔

خلاصہ مضمون تہنامہ ہفتم

واسطے پرورش خاندان اور متعلقان ٹیپو سلطان ساٹھہ لاکھہ بیس ہزار روپیہ کی جاگیر
دی جائیگی اور باقی ممالک مفتوحہ سے علی الصوبہ تینوں سرکارین دیہات کو منقسم
کرلیں اور دولت الدنخاں سپہ سالار سلطان متوفی کو سب کے حصہ میں سے چار لاکھہ کی جاگیر
دی جائیگی اور تیس حاکم قدیم راجوں کی اولاد سے کشنا راو اور دیا بہادر مقرر ہوگا
اور اوسکو کچھہ ملک سب کے اتفاق سے حوالے کیا جائیگا اور فی الجملہ ملک کی فوج
انگریزی متعین راجۂ مذکور کی رہیگی پس عند التقسیم سات لاکھہ تیرانوے ہزار تین سو
ہون پونے دو دام کا ملک تصرف میں اولیان دولت نظام کے آیا۔

فہرست دیہات کی جو فتح ملک میسور میں نواب میر نظام علیخاں بہادر کے حصہ میں آئے ہیں ماسبقے کسی اور رفیض بہار

مع اوسکے علاقے

کیسی کنکا مامری ورکنور مامنی جو ہمیراجا ہتنور بنیالی میں مسک اجن ہول سپلے پٹی بیرانتورکروہی بارکی نبی دینده سیک سرا است پور مانی کورکور کتی ہرکندر کرم کن ده رتن کر رائے درک ینکس کرنول جنگ پلا میرا ان سور سری امراکندی کرین کلاں دیندا دیناپور مع دیہات متفرقہ تعلقہ کتی۔

کل رقم اس کی

معہ لک

جملہ رقم سابق وحال کی | ہون

لعہ لک | دام

لعہ ۵۲۶ دام دوپائی

میرعالم بہادر واسطے عمل دخل ممالک مقبوضۂ سرکار دولتمدار کے مامور ہوئے اور حکم ہوا کہ مداخل مواضع مندرجہ ومفصلہ بالاکا خارج میں سپاہ انگریزی کے جو چوبیس لاکھ ستر ہزار ایک سو اٹھ روپیہ سالانہ ہوتے ہیں اون کو صرف کرین

لیکن بموجب حساب کے (۲۰۰۸۹۶۶) اور از روے سالیانہ کے (۲۶۵۷۱۰۰) روپئے ہوتے ہین چونکہ میر صاحب معز الیہم لارڈ گورنر صاحب بہادر کلکتہ کی طرف سے وکیل اور رزیڈنٹ صاحب کی طرف سے سفیر تھے اُنھون نے مستقیم الدولہ برادر نسبی کو کہ جنکے ساتھ اپنی ہمشیرہ کا نکاح کردیا تھا رزیڈنٹ بہادر کے پاس نیابت پر مقرر کرکے آپ کنی بلاری کو روانہ ہوے اور راجہ چندو لعل کو کہ وہ پہلے ہی سے اس نواح مین تھے اور میر صاحب کی خدمت مین اُن کو کمال رسوخ تہا تمام دیہات اُنکی سپردگی مین دے اسی اثنا مین سرکار کمپنی بہادر نے سرکار نواب نظام الملک بہادر سے حفاظت و نگرانی کی غرض سے پیادون کی دو پلٹنون اور ایک رجمنٹ سوارون کے لئے درخواست کی اور اسی اثنا مین لارڈ ولزلی صاحب نے حضور سے یہ کہلوایا کہ جس قدر ملک ۱۷۹۲ء عیسوی و ۱۷۹۹ء عیسوی مین سابق و حال لڑائیون سے سری رنگ پٹن و میسور وغیرہ کا خالصہ سرکار دولتمدار مین داخل ہوا ہے وہ سب سپاہ نعلبندی کی تنخواہ مین دیدیا جائے اور جو علاقہ ساحل پر اور کشنا اور رود اوتم بہدرا کے کنارے پر واقع ہین اونکے بجاے اور علاقے دیدئے جائین اوسکو حضور نے قبول فرمایا اور ایک تہنامہ ماہواری اکتوبر ۱۸۰۰ء عیسوی مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۲۱۵ہ ہجری مین بمشورہ کرنیل حشمت جنگ کے تحریر ہوا اور یہی معلوم کرنا چاہئے کہ بعد قائم کرنے اُن چارون پلاٹن مذکور الصدر کے یک پلٹن ایک رجمنٹ سوارون کی ملازم ہوئی لیکن اوسکی تاریخ نگاہداشت دیکھنے مین نہین آئی نہ جو لکھی جاتی صرف تہنامہ کی عبارت سے متبادر ہوتا ہے چنانچہ اوسکے مطالعہ سے ظاہر ہوگا اور یہان رجمنٹ سے پانچ سو سوار مراد ہین—

خلاصہ مضمون عہدنامہ ہشتم بتاریخ ۱۲ اکتوبر ۱۸۰۰ء مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۲۱۵ھ

مطلب

حضور اقبال کہتے ہیں کہ دو پلٹن بہادروں کی اور ایک رجمنٹ ترپ سواروں کی معہ لوازمہ توپخانہ اور گولہ اندازوں سرکار فوج سابق کی کہ وہ چہ پلٹنیں فی پلٹن ایکہزار بندوق اور ایک رجمنٹ ترک سواروں کی فی رجمنٹ پانسو گھوڑے معہ لوازمہ توپخانہ و گولہ اندازوں وغیرہ کے جو حضور کے ملازم ہیں مقرر کئے جائینگے کل آٹھ پلٹنیں معہ آٹھ ہزار بندوق اور دو رجمنٹ ترپ سوار یعنی ایکہزار گھوڑے معہ لوازمہ توپخانہ و گولہ اندازوں و خلاصی و تبردار وغیرہ باسامان جنگ ہمیشہ حضور کے ملک میں متعین رہینگے اور جسوقت یہ فوج انگریزی سرحد ملک حضور میں داخل ہوگی تنخواہ مقرر کیجاویگی اور آٹھ ہزار پیدل اور ایکہزار سوار کی تنخواہ پہنچانے کے لئے معہ لوازمہ معمولی توپخانہ کے سرینگ پٹن اور میسور کا ملک جو ۱۷۹۲ء و ۱۷۹۹ء کے اندر ٹیپو سلطان سے بہت سی لڑائیوں کے بعد سرکار کو ملا تھا وہ سرکار کمپنی بہادر کی سپردگی میں آگیا اور بعض تعلقات ملک مذکور مثل کپل اور کجندر وغیرہ کے بموجب فہرست علحدہ کئے جو اس تحریر کی تحت میں لکھے گئے ہیں اپنے قبضہ میں رکھکر اس کے بدلہ میں ندی تنبھدرا اور ندی کشنا کے جنوبی سمت میں جہانتک دونوں آکر ملی ہیں اور اس مقام کا نام سنگم ہے خواہ وہ حضور کا ملک ہو خواہ علاقہ واروں کا سپرد کردیا اقرار از جانب کمپنی بہادر یہ ہوگیا کہ اکثر ملک کی تحصیل جو کمپنی بہادر کے حوالہ کی گئی ہے وہ رقم کم معلوم ہوتی ہے اسلئے کمپنی بہادر اقرار کرتی ہے کہ یہ تعلقات جو تمام ماہوار سپاہ نعلبندی اور اسکے تمام مصارف کے عوض میں قبول کئے گئے ہیں اسکا محصول در ماہہ فوج کی برابر ہو یا نہو کبھی سرکار کمپنی بہادر اس غرض کے واسطے ریاست آصفیہ سے درخواست نہ کریگی حضور کی طرف

سے یہ اقرار لکھا گیا کہ جسوقت کہیں جنگ درپیش ہو جمعیت نعلبندی سے چھ انگریزی پلٹنیں اور سوار فرنگی دو رجمٹیں معہ توپخانہ کے اور چھ ہزار پیدل اور نو ہزار سوار رکاب کے کل بارہ ہزار پیادے اور دس ہزار سوار معہ توپخانہ کے دشمن کے مقابلہ پر روانہ کئے جاینگے اور سپاہ انگریزی سے صرف دو پلٹنیں حضور کی ذات کے پاس متعین رہینگی اور جسقدر جلد ہو سکیگا فوج ملک سے نکلکر میدان میں آپڑیگی کمپنی بہادر کی طرف سے اس امر کا اقرار لکھا گیا کہ سوائے نعلبندی کے جسقدر فوج جنگ کی وقت بمقابلہ دشمن کے مطلوب ہو فوراً بھجوا دیجائیگی۔ حضور کی طرف سے اقرار ہوا کہ جنگ کے وقت حتی الامکان بنجارے لوگ غلہ بہم پہونچانے کے لئے سرحد کے قلعجات تک معہ گھوڑوں وغیرہ کے دانہ کی غرض سے سپاہ نعلبندی کے لئے جن اشیا کی ضرورت ہوگی اُنکا محصول نہ لیا جائیگا۔ مطلب آیندہ کسی دوسرے رئیس سے سوال وجواب نکرینگے اور سرکار کمپنی بہادر کے بدون اطلاع کسی سے سوال وجواب کا سلسلہ جاری نہ رکھینگے اور نہ جنگ کرینگے اقرار کمپنی بہادر ہمکو حضور کے فرزندوں اور رشتہ داروں اور رعایا اور ملازمین سے کچھ سرکار نہیں وہ خود مختار ہیں اقرار حضور ہم اپنی طرف سے کسی کے ساتھ دشمنی اور زیادتی نہ کرینگے اور جس صورت میں نزاع واقع ہو جاے تو کمپنی بہادر اُسکی حقیقت حال کو راستی کے ساتھ دریافت کرکے جس طرح چاہے فیصلہ کردے ہمکو وہ فیصلہ منظور ہوگا مطلب۔ اقرار از طرف کمپنی بہادر اگر آیندہ کو زمینداران کدوال یا شوراپور یا رعایا میں سے کوئی علاقہ سرکار دولتمدار آصفیہ کی مالگذاری کے ادا کرنے میں بغاوت کرے تو تحقیق کر بعد نعلبندی کی جمعیت اُسکی بیخ کنی کے لئے معہ سپاہ رکاب حضور روانہ ہوگی اور اگر سرکار کمپنی بہادر کے ملک مقبوضہ میں کوئی ہنگامہ پیدا ہو تو حضور سپاہ نعلبندی میں سے حسب ضرورت ارسال فرمائینگے اور اگر حضور کے

ملک میں سرکار کمپنی بہادر کی سرحد پر کوئی ہنگامہ واقع ہوا اور سپاہ نعلبندی کے پہونچنے میں دقت واقع ہو تو حضور کی حسب درخواست جمعیت سرکار کمپنی جو اس سرحد کے قریب ہو روانہ کیجائیگی اور اگر راؤ پنڈت پردہان پیشوا وغیرہ اس عہدنامہ کی شرکت سے فائدمند ہونا چاہیں تو ہم دونوں مقر برضای تمام سانتہ شروط موجب و مناسب کے جائز رکھینگے اور عہدنامہ ہذا میں یہ چند فقرے بہی شامل ہیں کہ راؤ پنڈت پردہان پیشوا کو اس عہدنامہ کے فائدہ کے اندر ان شروط پر رکھا جائیگا - مطلب سرکار پیشوا اگر اپنے دعوے کے لئے جو باب چوتھ کے اندر ریاست آصفیہ پر ہے سرکار کمپنی بہادر حکم کو قبول کرلے تو سرکار نواب نظام الملک بہادر کو جو پوری رستم چوتھ سے فراغ ہو تو سرکار کمپنی بہادر فیصلہ کریگی اور نیز راؤ پنڈت پردہان سرکار کمپنی بہادر کو جو انکے باہم نزاع ہیں خاطر جمع کردے اور اگر راؤ پنڈت پردہان ان شرائط کو قبول کریں تو سرکار کمپنی بہادر اور نواب نظام علیخاں بہادر انکی حکومت کے لئے مدد دیویں اور نیز اس کام کے لئے اگر راؤ پنڈت پردہان جمعیت نعلبندی کی سرکار کمپنی سے اگر اپنا اقتدار بدستور قایم رکھنا چاہے تو بدستور سابق برقرار رہیگا اور اگر پیشوا پنڈت پردہان اور رگہوجی بہونسلہ دونوں متفق ہوکر یا ایک ان دونوں میں سے فوائد اخلاص میں شریک ہونا چاہے تو بموجب مزاج دونوں سرکار کے منظور ہوگا اور اگر دولت راؤ سیندہیا اپنی محبت و آشتی سے مطمئن کرے اور دونوں سرکاروں کو اپنی اخلاص مندی سے دلجمعی کرنے میں دریغ نہ کرے تو اس تقدیر پر ارکان سرکار نواب ممدوح اور اہالیان سرکار کمپنی بہادر جس طرح چاہیں مشار الیہ کو بہی اس عہدنامہ میں شریک کریں اور جو کوئی روسا ہند و دکن سے دوست یا دشمن احد الطرفین سے شمار کیا جاے تو وہ دونوں طرف سے دوست دشمن ملحوظ کیا جاویگا اور رنج و مصالحت میں ایک دوسریکا شریک و سہیم رہیگا اور جو شخص متوسلین یا شرکار

سے کسی قسم کی زیادتی یا پیشدستی کرے تو اُسکا اظہار و استفہام ساتھ عنوان شائستہ و مناسب کے عمل میں آوے اور اُس مقدمہ کے سمجھنے اور سمجھانے میں دوستانہ مشغول ہوں اور شرائط تصفیہ کے بموجب مقتضاے عدل و انصاف کے طرفین سے ظہور میں آویں مضمون عہدنامہ ہشتم کا ختم ہوا اور یہ عہدنامہ فارسی و انگریزی عبارت میں تیار ہوکر حضور فیض گنجور کے ملاحظہ کے لیئے پیش ہوا تو جناب شار الیہ نے مہر و دستخط سے مزین فرما کے کپتان صاحب کے حوالہ کیا اور اُسی تاریخ سے دو پلاٹن اور ایک رجمٹ سوارونکی زیادہ کی کہ کُل تعداد پیادوں کی آٹھ ہزار اور سوارونکی ایک ہزار ہوئی بعد ازاں معاوضہ میں دو پلٹنوں کے ایک رجمٹ سولجروں کی قرار پائی نہیں معلوم کہ یہاں مراد رجمٹ سے کیا ہے اسلیئے کہ رجمٹ ساتھ سو سوار کی ہوتی ہے اور آٹھ سو اور نو سو کی بھی ہوا کرتی ہے بلکہ یورپ میں بارہ سو کی بھی ہوتی ہے اور پانسو کی بھی بولتے ہیں خدا یتعالی کی عنایت سے طریق اتحاد کا خوب مستحکم ہوا جسکا ثمرہ ہوا کہ سرکار انگلشیہ اور سرکار نظام ایک ہی سرکار قرار پائی۔ اور موضع حسین ساگر جمعیت کی بود و باش کے لیئے مقرر ہوا اور سرکار نواب نظام الملک بہادر کے عاملین دیہات سابقہ و لاحقہ مستردہ و مفتوحہ سے برخاست کر دیئے گئے از انجملہ بندگان عالی بھی (۲۹۹۸۲۰) ہونگے مواضعات مثل کمپلی اور تعلقہ کنجگرا اور جو دیہات دریاے تنبھدرا کے شمالی جانب کے اور دیہات تعلقہ الگوسٹ اور کنک گیری اپنے قبضہ میں رکھکر بسبب اتحاد و یگانگت کے اُنکے معاوضہ میں (۸۱۸ ۲۴ ۰ ۲) روپیہ کے قصبات مثل تعلقات اُنہوں نے اور جملہ دیہات جو دریاے تنبھدرا کی جانب جنوب واقع ہیں اور متصل سنگم یعنی جہاں دونوں دریاؤنکا اتصال ہوتا ہے سرکار انگریزی بہادر کے تابعین کے سپرد کیئے گئے۔

رقم دیہات گذاشتہ	رقم دیہات وضع کردہ شدہ	رقم دیہات مقبوضہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]

اور وکلار کی بود و باش کے لیئے ساحل رود موسی پر بنا عمارات کی پڑہی اور واسطے اُنکے خرچ کے خزانہ سے ارشاد ہوا پس بیس بائیس سال کے عرصہ میں صاحب عالیشان رزیڈنٹ بہادر کے رہنے کا مکان ایسا عالیشان تیار ہوا کہ جسکی رفعت وبلندی اور حسن وضعی وآرایش وغیرہ میں آج اس بلدہ میں اُسکا نظیر نہیں نظر آیا ولیم پالمر صاحب کی زبانی یہ معلوم ہوا وہ راقم کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عزیز صاحب سے جنکا ذکر آیندہ آتا ہے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مجھسے وہ اساہی بنانے بوچودہری معمار ونکا تہا یہ بیان کیا ہے کہ اس مکان کی تعمیر میں (۲۶۰۰۰۰۰) روپے خرچ ہوے ہیں اور میر عالم بہادر کے ذریعے سے یہ بیان کرتے تھے کہ وقت بنا رکے دو لاکھ رکھنے کی برآورد تیار ہوت تھے۔ واضح ہو کہ وقت است صال ٹیپو سلطان کے سرکار عالی کے حصہ میں جو ملک آیا تو وہ سب ملک بلکہ اُس سے کچھ زیادہ سپاہ انگریزی کی نگہداشت کی تقریب میں نکل گیا چنانچہ مذکور ہو اور نقد یا جواہر وغیرہ سے اُسوقت کچھ خزانہ عامرہ میں داخل نہوا چونکہ لڑائی کے وقت جمعیت کے سردار میر عالم بہادر ہوکر گئے تہے اس اثنار میں اُنکی اور کرنیل حشمت جنگ کی باہم چند وجوہ سے شکر رنجی واقع ہوگئی تہی لہذا امیر صاحب لارڈ گورنر صاحب بہادر کی خدمت وکالت سے معزول ہوکر سرینگاپٹن کے مطالبہ میں گرفتار ہوے اور حضور بدولت نے اُنکو قلعہ رددرور میں نظر بند کیا انہیں ایام میں اُنکے بیٹے میر زمان نے وفات پائی اتفاق زمانہ سے دونوں میں سے کسی کو دوسرے کا دیدار میسر نہوا چند روز کے بعد میر صاحب کو قلعہ مذکور میں مرض جذام شروع ہوا تو اپنی جاگیر ناکن پلی میں اجازت لیکر قیام گزین ہوے جب بیماری نے زیادہ ترقی کی تو بوسیلہ نامہ وپیام کے رزیڈنٹ کرنل حشمت جنگ کے دل سے ملال رفع کرکے مشیر الملک اور کرنل رزیڈنٹ صاحب کی اجازت سے بلدہ مالوف میں

داخل ہوئے اور وہاں پہنچکر اپنے مکان میں آ اترے اور مادام الحیات نواب ممدوح کے دروازہ پر سرکاری پہرہ رہا اور اعزہ اور آشنا وغیرہ سے کسی کو آمد و رفت کی اجازت نہ تھی پس اپریل کی ۱۲ تاریخ ۱۲۱۵ ہجری کو ایک عہدنامہ حضرت تجارت کے باب میں رقم پذیر ہوا۔

خلاصہ مضمون عہدنامہ نہم

مال و اسباب تجارت کا جسقدر کہ سرکار کمپنی بہادر سے صادر ہو وہ از روے فرد واجبی قیمت جو مہر و دستخط سے کا گذاران متعینہ طرفین کے مقرر ہوگا فیصدی پانچ روپیہ اسکا محصول دیا جائیگا علی ہذا کئی مقدمات ایسی ہی خواہش کے مطابق ہوئے انتہی۔ پس ۱۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ مطابق ۱۸۰۳ع ہجری میں بندگان عالی آصف جاہ ثانی نے مرض جسمانی سے وفات پائی اور نواب سکندر جاہ بہادر زیب مسند دکن کے ہوتے جلوہ فرماتے ہی میر عالم کے دروازہ سے پہرہ سرکاری اٹھا دیا ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۰۳ء میں رزیڈنٹ صاحب نے ایک دستاویز دستخطی لارڈ گورنر بہادر کی اس مضمون کی بھیجی۔

خلاصہ مضمون دستاویز لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر

ابھی نواب سکندر جاہ بو برابر عہدنامہ کے ہے جتنے عہدنامے کہ نواب نظام الملک میر نظام علیخان بہادر کے ساتھ ہوئے ہیں وہ بدستور جاری و نافذ رہینگے اسکے قریب ہی ارسطوجاہ نے بھی اسباب ہستی کا اٹھایا اور حسب تجویز لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے امر دیوانیکا میر عالم بہادر کے سپرد کیا گیا اگرچہ رزیڈنٹ کرنیل شمت جنگ اسکے مخالف تھے وہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ

سوائے میر صاحب کے اس کام کے لئے کوئی اور شخص منتخب کیا جائے میر صاحب موصوف نے مرزا عبداللطیف کو لارڈ گورنر بہادر کے پاس کلکتہ میں قاصد بنا کر روانہ کیا اور مرزا مذکور کے روانہ ہونے کے بعد یہاں یہ امر واقع ہوا کہ یاور الدولہ بن شرف الدولہ اس کام پر مامور ہوئے چونکہ یاور الدولہ وقت معین و مقرر پر گورنر صاحب بہادر کے دربار میں حاضر نہیں ہوا کرتے تھے صاحب بہادر موصوف کو یہ بات ناپسند آئی اسلیئے یاور الدولہ کی طبیعت برخاستہ ہوگئی تو گورنر صاحب بہادر نے ناخوش ہوکر ان کو حیدرآباد جانیکی اجازت دیدی - واضح ہو کہ بعد یاور الدولہ کے اسوقت تک کوئی شخص سرکار دولتمدار کی طرف سے پھر ایلچی مقرر نہوا اور اسکے بعد سرکار نے بھی ہرچند کہ ممانعت نہ تھی کسی کو مامور نہ فرمایا اور ۲۷ اپریل ۱۸۰۴ء مطابق ۱۲۱۹ ہجری کو ایک عہدنامہ تقسیم ملک کی بابت نواب سکندرجاہ بہادر اور انگریزی سرداروں کے باہم تحریر ہوا خلاصہ مضمون اسکا جس کتاب کا یہ منتخب ہے اسمیں موجود نہ تھا مگر راقم نے اور جگہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ہولکر سندھیہ نے آخر ۱۸۰۳ء میں جو ناگپور کے مسخر کرنے کے لئے لڑائی ہوئی تھی تو جمعیت سرکار نظام الملک بہادر کے بھی ہمراہ تھی واسطے ادائے حقوق کے ممالک مقبوضہ سے ورد ہان دی اور پہاڑوں کی مدد سے اس طرف کا ملک ۶۲۶۳۷۵ روپیہ کا سرکار ممدوح کے ممالک محروسہ میں ملحق ہوا ظن غالب ہے کہ یہی خلاصہ مضمون عہدنامہ مذکور مورخہ ۲۷ اپریل ۱۸۰۴ء کا ہو - اور زبانی ولیم پالمر صاحب بہادر کے بھی کہ اسوقت صدر میں تقسیم ملک کے باب میں ایسی تقریر درپیش ہوئی تھی کہ جو جمعیت سرکار نظام الملک بہادر کی ہمارے ہمراہ تھی وہ ایسی سرکش و نافرمان تھی کہ بر وقت بگڑ جانے لڑائی کے مخالف کی طرف ہو جاتی انکو حصہ دینے کی کیا ضرورت ہے اس اثنا میں گننے والوں نے کہا کہ یہ قصور صرف سپاہ کا ہے ورنہ

رئیس و دیوان تو ہمارے ہی شریک حال تھے تب حصہ ملا اور عہدنامہ مقرر ہوا پس ۱۸۰۵ء مطابق سنہ ۱۲۲۰ھ کو گورنر اقلیم ہند لارڈ ولزلی صاحب بہادر نے ولایت جانیکا ارادہ کیا اور بجاے اُنکے لارڈ کارنواس صاحب بہادر نے اس امر جلیل القدر کو اپنی تفویض میں لیا اور حشمت جنگ کو حیدرآباد واسطے تحقیق اور تفتیش کسی امر کے کلکتہ میں طلب کیا۔ کہتے ہیں کہ رزیڈنٹ صاحب موصوف سنہ حال میں جہاز میں سوار ہوکر منزل مقصود کو روانہ ہونے والے تھے کہ اثناے راہ میں کلکتہ کے قریب سنہ رواں میں فوت سفر آخرت کے ہوے اور ہندوستان میں چند روز کے پس و پیش میں لارڈ کارنواس صاحب بہادر بھی اپنی اجل طبعی سے گذرے اور بجاے اُنکے لارڈ منٹو صاحب بہادر سنہ الیہ میں گورنر جنرل ہوکر کلکتہ کو آئے۔ واضح ہو کہ رزیڈنٹ صاحب بہادر موصوف کو اس ملک کے باشندوں سے کمال محبت و رغبت تھی۔ اور ارسطوجاہ مدار المہام سرکار دولتمدار سے نہایت موافقت و اتحاد تھا حتی کہ عہدنامہ کے وقت سپاہ نعلبندی کی جواب جمعیت سکندرآباد مشہور ہے خود اُنہوں نے ایک انگشتری الماس کی قیمتی دس ہزار روپیہ کی عنایت کی تھی اور لفظ فرزند کا بنظر محبت کے اپنی زبان سے ارشاد کیا تھا کہ وہ فقرہ اُنکے خطاب میں شامل کیا گیا بیان کرتے ہیں کہ اگرچہ اُنکی ظاہر صورت سے اکثر آثار غرور و تکبر کے نمایاں ہوتے تھے لیکن واقع میں ایسے میل جول کے آدمی تھے کہ ایک لمحہ نہایت دو لمحہ کی صحبت میں اپنے وتیرہ غرور کو فراموش کرکے ایسے اخلاق سے پیش آتے تھے کہ حاضرین مجلس کا دل اُنکی صحبت سے باغ باغ ہوجاتا تھا اول ہی ملاقات میں ایسے مخلی بالطبع ہوکر کلام و خطاب کیا کرتے تھے کہ جیسا کوئی اپنے قدیم احباب سے کرتا ہے اور اس دیار کی مستوراتوں کی کثرت صحبت سے وضع اور ترکیب ارباب دکن کی بہت اختیار کرلی تھی اور خود فی نفسہ بھی خندہ پیشانی شخص تھے۔ خصوصاً بسبب خیرالنساء بیگم

صبیہ شرف النسا بیگم زوجہ مہدی یار خاں بنت عاقل الدولہ کی جو اس ملک کی اعزہ میں سے تہیں اور نہایت صاحب امتیاز و سلیقہ کی کہ اُنکی مفصل کیفیت راقم نے دوسرے مورخ کے حوالہ کی ہے زیدیٹ بہادر کا سلیقہ یہاں کے امتیازوں کے سلیقہ کے بہت مشابہ تہا کرنل حشمت جنگ بہادر کی سفارت کی مدت ۸ سال ہے - اور یہہ بہی جاننا چاہئے کہ کرنل حشمت جنگ کے زمانہ سفارت میں اول پیشدست سدنم صاحب تھے اور جب پیشدست صاحب ارسطو جاہ کی وفات سے قبل بیمار ہوکر ولایت کو چلے گئے تو اُن کے بعد ثابت جنگ رسل صاحب پیشدستی پر قایم ہوے -

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری کپتان سدنم صاحب بہادر سفیر سوم اور بعض خصائل اُنکی مذکور ہوتے ہین

کپتان طامس سدنم صاحب بہادر چونکہ سابق مین کرنل حشمت جنگ کے پیشدست تہے لہذا لارڈ گورنر منٹو صاحب بہادر نے اپنے ابتداء زمانہ گورنری مین اُنکو واقف کار سمجھکر بقول بعض کے ۱۸۰۵ء اور بعض کے نزدیک ۱۸۰۶ء مین نواب سکندر جاہ بہادر کے اوائل عہد مین بجاے کرنل حشمت جنگ کے حیدرآباد کی سفارت پر مامور فرمایا واضح ہو کہ سفیر ہذا یعنی صاحب بہادر کو اپنے زمانہ پیشدستی کرنل حشمت جنگ کے ساتھ مخالفت تہی اس لئے اونہون نے بلدۂ مذکور کے تواح مین داخل ہوکر کرنل حشمت جنگ کے سب کارندونکو بالکل موقوف کردیا اور منشی میر عزیز اللہ کو برطرف کرکے منشی ابن علی کو بسلسلۂ اصول جواب کے اپنی طرف سے مقرر کیا جو اوسوقت سفیر لارڈ گورنر صاحب بہادر اور دیوان سرکار نواب نظام الملک بہادر کے منشیون کی معرفت ہوتا تہا اور میر عالم کے کہنے سننے سے نور الامرا اور راجہ راؤ رنبہا کو شہر سے جلاوطن کردیا چند روز کے بعد جب سورجونت نامی جسکو میر صاحب موصوف دیوان دکن نے اپنا پیشکار مقرر کیا تہا بقضاے الٰہی فوت ہوگیا حسن اتفاق سے راجہ چندولال ۱۸۰۶ء

یا ۱۸۰۸ء مطابق ۱۲۲۳ ہجری کو پیشکار ہوے راجہ صاحب نے اپنے اور منشی ابن علی کے باہم شرف الدینخاں کو
وکیل کیا تھوڑے ہی عرصہ میں خان موصوف سڈنم صاحب بہادر کے خوب معزز ہوگئے اور خبریں
سوال و جواب کی بلا وساطت منشی کے اگرچہ انہیں کے ہمراہ جاتے تھے ادا کرتے تھے پس ۱۸۰۸ء
میں میرعالم بہادر نے وفات پائی اور واسطے تجویز معاملات دیوانی کے سرکار نظامیہ کے تمام اراکین
میں سے صرف دو امیر عالی منزلت یعنی شمس الامراء بہادر مدظلہ اور منیر الملک بہادر منتخب کئے گئے پس
سڈنم صاحب بہادر نے سرکار میں اپنی اطلاع کی اور نواب ممدوح نے بھی لارڈ گورنر منٹو صاحب
بہادر کو واسطے استفسار صلاح کے لکھا گورنر صاحب بہادر نے شمس الامراء بہادر کو ممتاز کرکے
محتشم الیہم کے نام سے خریطہ روانہ کیا اور یہاں منیر الملک بہادر نے خفیہ چندو لال کے مکان آکر
عبداللہ خاں کے سر پر ہاتھ رکھکر قسم کھائی اور قرآن اُٹھایا کہ اگر میں دیوان ہوا تو کسی امر میں
دخل نہ دونگا صرف مجکو تحریر دیوانی کی کافی ہے تم مختار رہو چنانچہ جو کہ نواب صاحب نے بخلاف
لارڈ گورنر صاحب بہادر کے خدمت مذکورہ منیر الملک بہادر کو عنایت کی اور شمس الامراء بہادر کو
معاف فرمایا پس معز الیہم بہادر سے دیوانی میں تمام کاروبار ریاست کے اجراء تمام راجہ چندو لال
بہادر سے متعلق ہوا راجہ موصوف نے شرف الدینخاں کو بتوسط منشی ابن علی کے اپنا وکیل سڈنم
صاحب بہادر کے پاس مقرر کیا سڈنم صاحب بہادر نے یہاں کے معاملات کی بدنظمی دیکھکر صدر کو
لکھا کہ نواب نظام الملک بہادر کی ریاست کی اصلاح کی توقع اب منقطع ہوئی مگر اسوقت کہ ضبط زیر دست
سرکار کمپنی بہادر کا ہے پس لارڈ منٹو صاحب بہادر گورنر کلکتہ کے تھے اور سڈنم صاحب بہادر سفیر
حیدرآباد کے کہ ہنگامہ سرگردگان فوج انگریزی کا واقع ہوا لارڈ گورنر صاحب بہادر نے سڈنم صاحب

بہادر کو طرفدار سرکردگان مذکور کا جانا اور اُنکے حق میں کلمات نامناسب مشتہر کئے سدنم صاحب
بہادر بعد وقوع اس امر کے آزردہ خاطر ہو کر خدمت مذکور سے مستعفی ہوئے اور ۱۸۱۱ء کو حیدرآباد
سے رخصت ہوئے۔ واضح ہو کہ صاحب موصوف نہایت خوش وضع اور فن ایلچی گری میں نہایت
مشاق لطیف طبع ظریف مزاج عالی مشرب بے پروا شخص تھے اور اس ملک کی ایلچی گری کو اپنے حوصلہ
کے قابل نجانتے تھے اور صاحب خطاب فیمابین حضور پرنور نواب سکندرجاہ بہادر اور اُنکے کمال موافقت
تھی جب دربار ہوتا اور یہ آتے تو حضور بہت بات چیت اُنسے کرتے ایکرتبہ خواصی میں ٹہلا کر باتیں کرتے
ہوئے چلے گئے اور ایکرتبہ موضع ڈپل پر واسطے سیاحت کے رونق افروز تھے اور صاحب بہادر
بھی ہمراہ رکاب سعادت تھے دفعتاً جو سوار ہوئے تو صاحب بہادر کے ڈیرہ میں چلے آئے یہ متردد
ہوئے کہ اسوقت کیا کیا جاوے ولیم پالمر صاحب نے کہا کہ نذر پیش کرو وہ بولے کہ ہم نذر نہیں دیتے
یہ بولے کہ ہدیہ دو اُنہوں نے اس بات کو پسند کیا اور فوراً ایک طشت روپیوں اور چند کٹورے
چینی کے تھے میں میز پر رکھکر پیش کئے اور عرض کیا کہ یہ خیمہ ہے بالفعل یہی حاضر ہے حضور نے
اُسکو قبول کیا باقی سربراہی ولیم پالمر صاحب نے کی حضور مسکراتے رہے پھر وقت برخاست ہونیکے
صاحب بہادر نے کہا کیا دیجیے گا ولیم پالمر صاحب بولے کہ میر عالم بہادر اور راجہ چندو لال نے جب
اُنکے مکان پر گئے تھے تو پچاس ہزار روپے دیے تھے تم بھی وہی دو وہ بولے کہ سرکار ہمارے کیا
کہینگے اُنکی بھی رعایت وکفایت چاہیے ولیم پالمر صاحب بولے کہ (۲۵۰۰۰) ہی ہزار دیدو اسمیں
بھی اُنھوں نے تامل کیا بعد قیل وقال کے ایک چھٹی پچیس ہزار روپیہ کی گذرانی اور یہ التماس کیا کہ آپ
تو آپ صرف اپنی عنایت سے تشریف لائے شہر میں چلکر ہماری فرودگاہ پر رونق افروز ہونا ہم آپ کی

ضیافت کرینگے حضور نے فرمایا بہت اچھا خیر جب اُنکے مکان پر تشریف لے گئے تو صاحب بہادر نے نہایت تکلف اور آرایش کے ساتھ دعوت کی چنانچہ اُسکا تذکرہ ہوچکا ہے اور لاکھ روپیہ پیشگاہ کے گذرانے اور یہ بیان کیا کہ ساتھ لاکھ روپیہ سرکار کے حصہ کے بابت غنیمت سیرنگ پٹن جو سرکار کمپنی بہادر کی طرف بطریق تحائف و ہدایا کے یورپ وغیرہ کی اس دعوت کے اخراجات میں وضع ہونے کے بعد ادا کئے جائینگے چنانچہ اسکے بعد بتدریج کچھہ کم چھہ لاکھ روپیہ کی اشیار و اجناس ولایتی گذرانی اور وہ سب محسوب و مجرا ہوئیں - اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ ایام سفارت میں سدنم صاحب کے اول پیشدست ثابت جنگ تھے اور آخر انکے زمانہ سفارت میں چارلس رسل صاحب ثابت جنگ کے چھوٹے بھائی پیشدست ہوے سدنم صاحب نے چھہ سال یا چار سال سفارت کی ہے اور اسمیں دو سال تعطیل کے ہوتے ہیں۔

سوانحات ایام ایلچی گری ثابت جنگ رسل صاحب بہادر سفیر چہارم

مسٹر ہنری رسل صاحب ثابت جنگ پیشدست سابق سدنم صاحب بہادر کی طرف سے لارڈ منٹو صاحب گورنر بہادر گورنر کلکتہ کے ۱۸۱۰ء کو سفارت پر مامور ہوکر پونا سے کہ سابق وہ وہاں کے سفیر تھے وارد عمارات محدثہ کوٹھی حیدرآباد ہوے اور قبل پہونچنے اُنکے بلدہ مذکور میں بوجہ بے انصافی سدنم صاحب بہادر کے درباب اخراج راجہ راؤ انبھا اور نور الامرا کے ثابت کرکے باجازت سرکار معز الیہم کے اپنے ہمراہ لے آئے اور کوٹھی پر آکر سدنم صاحب کے منشی کو موقوف کیا اور منشی التفات حسین خلف میر عزیز اللہ کو منشی گری پر قایم کیا اور شرف الدینخاں کو شہر بدر کر

امجد علیخاں کو سوال و جواب کے لئے مامور کیا بعد چند روز کے اگرچہ اکثر لوگوں کی سفارش سے شرف الدولہ کو شہر کے اندر آنے کی اجازت تو دیدی لیکن پھر وکالت اُنکی منظور نہ کی۔ واضح ہو کہ رسل صاحب کے زمانہ میں سپاہ کنٹنجنٹ کی بھرتی ہوئی ہے چنانچہ واضح طور پر اسکا بیان کیا جاتا ہے۔

بیان قیام سپاہ کنٹنجنٹ کا

چونکہ بموجب قرارداد عہدنامہ ہشتم کے کہ وقت مہم کے چھ ہزار پیادے اور نو ہزار سوار حضور سے شامل فوج انگریزی کے ہونگے وقت جنگ دولت راؤ سندھیا اور رگھوجی بھونسلہ کے سپاہ ملکی سرکار نواب نظام الملک بہادر کی بہت خرابی کے ساتھ پہونچی اور کچھ کام نہ دیا تو اسوقت لارڈ صاحب بہادر گورنر کلکتہ نے یہ سمجھا کہ اس امر میں پیشکار کا قصور ہے چنانچہ اسی وجہ سے راجہ اندرا گوتم راؤ کو حضور کی کارپردازی سے موقوف کیا چنانچہ نواب سکندر جاہ بہادر کے حالات میں اس کتاب کے دفتر دوم کے اندر گذرا ہے اگرچہ مترجم انگریزی نے ایسا ہی بیان کیا ہے لیکن یہاں یہی مشہور ہے کہ راجہ مہبت رام حسب فحوائے عوام جمعیت پچاس ہزار سردار اور محمد سبحان خاں جمعدار اور محمد صلابت خاں بہادر اور ناظم ایلچپور جنگ مذکور میں بنا بر اعانت فوج انگریزی کے لارڈ ولزلی صاحب بہادر کے شریک حال ہوے خصوصا کاویل کے قلعہ میں اور بقول ولیم پالمر صاحب موضع ارگانوں پر محمد صلابت خاں بہادر نے خوب جانبازی اور جانفشانی کی اور بہت سے انکے ساتھی کام آئے اور نیز نامہ نگار کے والد بھی ہمراہ رکاب بہادر مذکور کے تیس چالیس پٹھانوں سمیت معرکہ میں شریک تھے حتے کہ گورنر صاحب بہادر خان موصوف سے خوش ہو کر انکا کچھ خزانہ جو راستہ برار کے علاقہ میں

حالت موافقت میں تہا اور اُسکے بعد اُسنے نہ دینا چاہا تہا معاف فرمایا اور دست برار کے ارکان دولت میں سے محمد صلابت خاں بہادر ہے کہ جب قلعہ ہاتھ سے نکلگیا اور دقیقیں جاتی رہیں مگر ثابت قدم رہا چنانچہ سرکار کمپنی سے خان موصوف کی رسائی کا آغاز وہی زمانہ ہے اور انہیں ایام میں محتشم الیہ نے اپنے فرزند نامدار خاں کو گورنر صاحب بہادر کی آغوش میں دیا چنانچہ اب بہی قراین سے اندازہ کیا جاتا ہے کہ افسران سرکار کو اب بہی اُنکے متعلقین کا پاس خاطر ہے اور خود سرکار عالی کو بہی کثیر توجہات میں سے فائدہ پہنچا بلکہ اس امر کی طرف بموجب تحریر حشمت جنگ کے بعض احوال میں راقم نے اشارہ کردیا ہے - واضح ہو کہ رسل صاحب اور راجہ چندولال کے کمال ربط وضبط تہا اسلئے واسطے قوت اور تقویت محتشم الیہ کے صاحب بہادر نے سپاہ کنٹنجنٹ کی تجویز کی راجہ چندولال نے اپنی خوشی سے دو ہزار جوان دیے اور اُنکی تربیت کے واسطے ولیم پالمر صاحب کے بکٹ صاحب نام کہ وہ اول مرتبہ کے نوکر تہے منسوب ہوئے اسی اثنا میں میجر گارڈن کے مرجانے کے بعد جو دو پلٹنیں کہ حاکم تہا ایک میں دو سو جوان اور دوسرے میں ڈیڑہ سو جوان تہے مونسیوریموں کے باغ پر دنگہ وفساد ہوا بکٹ صاحب کی تو تیار فوج لکڑیاں لئے ہوئے اور چار سو جوان جرار رزیڈنٹی کے پہرہ پر مقرر ہوئے اور راجہ چندولال کے حکم سے ولیم پالمر صاحب اُنکے فیصلہ کے لئے حاکم عدالت مقرر ہوئے بعد بسیار گفت وشنود کے رزیڈنٹ رسل صاحب بہادر نے اُنکی تنخواہ اپنے استصواب سے لوادی اور اُن میں سے جو فوجی لوگ شورے پشت ومفسد تہے بہت سے تو نکل گئے اور چار شخصوں کو گرفتار کرکے ایک صوبہ دار اور ایک بہشتی اور دو جوان ان میں سے ایک ہندو اور ایک جوان اور دوسرا صوبہ دار اور بہشتی یہ تین مسلمان چاروں کو توپ کے منہ سے باندہکر اُڑا دیا اسکے بعد بکٹ صاحب

کے لوگونکی جماعت توپ کے سانچہ پر مقرر کی اور انکا نام اپنے نام پر رسل برگٹ رکھا اور انکے واسطے اسباب اور نواب ... بندوقیں حسین ساگر کی کوٹھی سے خرید کروادیں پس جبکہ ۱۸۱۳ء میں لارڈ گورنر منٹو صاحب بہادر ولایت کو گئے اور لارڈ مین صاحب بہادر اسی سال گورنر کلکتہ مقرر ہوئے تو ثابت جنگ رسل صاحب نے اسی سال میں سرکار نامدار نواب نظام الملک بہادر سے اُن کی تنخواہ ماہ بماہ طلب کی اور ارادہ کیا کہ رسل صاحب کو بڑھایا جاوے تب ملک برار میں جو چھ ہزار کی جمعیت واسطے تنبیہ مفسدوں کے تھی ان سب کو بلدہ اورنگ آباد میں جمع کرکے اسمیں سے چار ہزار جوان اپنے اختیار میں لیکر انگریزی قانون کے موافق تیار کئے اور ۱۸۱۴ء میں لفٹنٹ ہیر صاحب بنی کے سردار رسل برگٹ کے سرگروہ ہوئے اور ولایتی سردار توپخانہ وغیرہ پر مامور کئے اور راجہ چندولال کی مرضی و مشورہ سے ہر پلٹن میں اسقدر عہدہ دار مقرر ہوئے۔

تفصیل سپاہ کنٹنجنٹ کے عہدہ داروں کی ۔

کمیدان	اجیٹن	ساجن میجر	کوارٹر ماسٹر	صوبہ دار	جمعدار	حوالدار
یک	ع	یک	یک	ع	ع	ـــہ

طنبور و بانسری نواز	بگلنواز	سقے	نایک	آہنگر	نجار	ہتھ کش
عـــ	ے	ع	ـــہ	یک	یک	یک

کاریگران بندوق	موزے دوز	ڈاکٹر	دہوبی	مشعلچی	جوانان
دو	یک	یک	ع		ماز

اور یہ مرقوم ہے کہ ضعیف ملازمونکو جدا کرکے انکی ایک رجمنٹ علیحدہ مقرر کی اور اسکو فرمین صاحب کے سپرد کیا اسلئے کہ یہی ضعیف تھے اور پہلے سے بہی ان لوگوں کے افسر تھے - ازاں بعد رسل صاحب بہادر نے کلکتہ سے حکم منگواکر پانچ ہزار سوار کی تجویز کی اسوقت ملک برار میں ساتھ جاگیرداری مثل جلال الدولہ اور مرتضی یار جنگ اور عالم علیخاں وغیرہ کے لئے سات ہزار پانسو سوار واسطے تنبیہ مفسدوں کے لئے راجہ گوبندبخش بہادر کے پاس تھے انہیں موقوف کرکے یہاں بہرتی کر دئے فی سوار چالیس روپیہ ماہانہ پر مقرر و متعین ہوئے جو سب ملکر پانچ رسالے اور چہ پلٹنیں ہوئیں اُن میں سے گولہ اندازونکی چار کمپنیاں اور ایک کمپنی بیلوں کی نگرانی کرو اسطے جو جنگل کے رہنے والے تھے اور ایک کمپنی تبرداروں کی تجویز ہوئی اور ۱۸۱۰ء مطابق ۱۲۲۳ ہجری میں کپتان جیوس سب سوارونکا سرگروہ ہوا اور مورخین نے یہ بہی لکھا ہے کہ بڑے انگریز نے ہزار سوار کی تخفیف کرکے چار رسالے بنائے اور اُن میں چار سردار مقرر کئے اور کپتان جیوس کو سب کا افسر مقرر کیا - حاصل کلام تمام فوج قواعد انگریزی پر تیار ہوکر واسطے تنبیہ شورہ پشتوں اور بدخواہان دولت کے برار کی اضلاع میں متعین ہوئے اور سوائے اسکے محمد صلابت خاں بہادر ناظم ایلچ پور سات ہزار فوج کے ساتھ اعانت و کمک کے لئے مقرر ہوا چنانچہ کئی سال کے بعد انہیں میں سے دو پلٹنیں اور ایک رسالہ ٹرپ سوارونکا اس فوج میں شامل ہوگیا دلیم پالمر کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ اُنھوں نے دو کمپنیاں بسرکردگی ڈرونام دو برادر کے رکہی تہیں اور جب بڑا ڈرو مرگیا تو میجر لین صاحب اُسکے افسر ہوئے صلابت خاں نے اُسکا اقبال کیا تو چہوٹے ڈرو نے میجر مذکور سے سرکشی کی اُنہوں نے اُسکو بہی موقوف کر دیا پہر جیسے یہاں ڈیوس افسر مقرر ہوا اسی طرح وہاں کپتان رنداوت مقرر ہوا - واضح ہو کہ

جب یہ جمعیت بہمہ وجوہ مطیع و فرماں بردار سرکار دولت مدار آصفیہ کی ہوئی یعنی جس کام پر جسوقت جہاں چاہو بھیجو ادو تو ڈکٹروں کو خبر پہونچی کہ الوال کی فوج بعوض چھ ہزار سپاہ اور نو ہزار سوار کے جو سنہ ۱۲ کے عہدنامہ میں مقرر ہوئی تھی اس میں وقت مہم کے نواب نظام الملک بہادر کی رکاب سے ہمراہ جمعیت تعلقبندی کے اگر شرکت قرار پائی تھی واسطے پہونچنے کے بہتی ہوئی ہے اور خرچ کثیر اسکا سرکار نواب نظام الملک بہادر کے ذمہ ہے انہوں نے اپنی تجویز سے لارڈ گورنر بہادر کو لکھا کہ جسوقت بارخرچ کا ریاست پر پڑتا ہے تو وقت تحصیل کے یہ ظلم رعایا پر واقع ہوتا ہے اور ملک ویران ہوتا چلا جاتا ہے اور بعوض افزایش کے دن بدن کمی ہوتی جاتی ہے اس صورت میں فساد کا اندیشہ ہے۔ اور اس سے تجاوز کرکے ناسازگری کی نوبت پہونچتی معلوم ہوتی ہے لہذا ایسے وقت میں موقوف کردینا چاہئے گورنر جنرل نے فرمایش لکھی ڈکٹروں نے اسکے اندر تامل کیا اور جمعیت بدستور رہی اسکے بعد سنہ حال میں ڈکٹروں نے لارڈ گورنر صاحب کو لکھا کہ خبردار ہرگز فراموش نکرنا اور رزیڈنٹ بہادر کو یہ کہلا بھیجا کہ جب تک کما حقہ سرکار کے کام کی کیفیت ازروے انصاف دریافت نکرلی جاے اسوقت تک یہ فوج ملک کے لئے بھیجی جاے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ باوجود سپاہ تعلقبندی کے سپاہ اسوال جسکا محرک رسل انگریز ہے اسلئے مقرر ہوئی ہے کہ سکندرآباد کی جمعیت سرکار آصفیہ محض اپنے حکم سے کہیں کو روانہ نہیں کرسکتے تھے بس جمعیت دوسری شائستہ اور مطیع کلی موصوف اس کام کے واسطے ہر وقت موجود رہے چنانچہ ایک عرصہ دراز تک ایسا ہی عمل میں آیا لیکن اب تہوڑے عرصہ سے سرکار دولتمدار آصفیہ کے حکم سے یہ بات موقوف رہی بلکہ جن ایام میں سرچارلس شکاف حاکم کلکتہ کا قایمقام ہورہا تو راجہ چندولال نے تخفیف کے لئے لکھا تھا اُسے یہ جواب دیا کہ

پشیتر تم اپنی خیرخواہی سے اپنی رکاب کی جمعیت جو ناکارہ ہے موقوف کردو تو بلا شبہہ اُسکے بعد اسوال کی فوج بھی ہم کم کردینگے اور اب تو یہ بھی مثل جمعیت سکندرآباد کی سرکار انگریزی کے متعلق ہوگئی ہی چنانچہ عہدنامہ جدید کے مطالعہ سے آخر کتاب میں ظاہر ہوگا اور سپاہ مذکور درست ہو جانے کے بعد بموجب ترتیب مرقومہ سنہ مذکورہ بالا میں مہم پونا پر معہ محمد صلابت خاں بہادر اور محمد فتح جنگ خاں کارپرداز جناب موصوف کے مامور ہوئے اور بعد فتح و نصرت کے ۱۸۰۹ء میں پوساجی نائک کے ہنگامہ پر گئے تھے اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جب تک غفرانمآب نواب آصف جاہ ثانی زندہ رہا اُسوقت تک سلطنت نظامیہ کی رونق روز افزوں تھی بعد اُسکے انتقال کے نواب سکندرجاہ بہادر کے عہد میں چونکہ جملہ ارکان دولت وہی تھے لہذا کچھ دنوں سب کام درست رہے اُسکے قریب مشیر الملک دیوان کا بھی انتقال ہوگیا اور میر عالم بہادر اور امنران انگریزی کی سفارش سے مدارالمہام مقرر ہوئے اُنکے وقت میں چونکہ یہ غفران مآب کے زمانہ سے دخیل کار تھے کوئی کام بگڑتا ہوا نہ معلوم ہوا انہوں نے راجہ چندولال کو اپنا پیشکار کیا وہ مادام الحیات میر صاحب مرحوم کے اُنکے پیش دست رہے اس کے بعد جب منیر الملک بہادر دیوان ہوئے تو مرجع کار راجہ چندولال قرار پائے اور تمام معقدمات مالی و ملکی اور سرداران انگریزی کا سوال و جواب انہیں کی ذات کے ساتھ متعلق ہوا اور یہ امر قرار پایا کہ سرکار انگریزی پیشکار کی معاون رہے اسکی یہ وجہ ہے کہ وہاں نمک حرام لوگوں نے یہ ثابت کردیا تھا کہ حضور متلون المزاج ہیں اور دیوان کا عمل نجوم و رمل پر ہے اور نواب سلطنت مآب نے سکوت اختیار کیا ہے اور جناب وزارت دستگاہ نے صرف تحریر دیوانی پر اکتفا کیا ہے اسلئے راجہ چندولال ریاست نواب نظام الملک بہادر کے مختار مقرر ہوئے لکھا ہے کہ سرکار عظمت مدار

کواس بات کا سخت افسوس رہا بلکہ ارباب کونسل نے راجہ چندولال کو اختیارات کے دینے میں بہت تامل کیا آخر کار اس بات پر رضامندی ہوئی کہ بعد انتقال نواب سکندرجاہ بہادر کے تمام اختیارات امور ریاست کے جانشین کو دئے جائیں چونکہ راجہ مذکور بدقول اور رشوت ستان اور مصرف تہا جیسا کہ اُسکے حالات میں مذکور ہوا اور افسران انگریزی کی تحریرات سے بہی یہی ظاہر ہوتاہے چنانچہ لکہا جاتاہے کہ چندولال کے عہد سے بدنظمی شروع ہوئی حتی کہ اب زمانہ نواب ناصرالدولہ بہادر خلد اللہ ملکہ کا ہے اور انحطاط ریاست کا باعث نافہمی کارپردازان ریاست کے جسقدر کہ ہے ناظرین کتاب پر ظاہر ہوگا اسواسطے کہ راجہ مذکور کے بعد جو ہوا اسی طرز پر ہوا بلکہ ہر کہ آمد براں مزید کرد مگر ایک شمس الامرا بہادر سو اُنکو اہلکاروں نے پانچ ماہ کے عرصہ میں ایسا ناخوش کردیا کہ وہ مدارالمہامی سے کنارہ کش ہوگئے خدا تعالی سے درستی کی اُمید ہے وہ چاہیگا تو رحم فرمائیگا اور خلقت اپنی اپنے مدارج کے موافق آسودہ حال اور فارغ البال رہے گی۔ رسل مذکور رزیڈنٹ حیدرآباد کو باوجودیکہ چندولال سے بہت موافقت تہی جو مشارالیہ کے حالات میں اُسنے لکہا ہے۔

رسل بہادر کی تحریر راجہ چندولال کے حق میں

اگرچہ راجہ چندولال کے وقت میں ہر کارخانہ ریاست سرکار دولتمدار آصفی کا زوال پر تہا لیکن مشارالیہ کے تردد و فکر سے کچہ کچہ چلا جاتا تہا اُسکی بدعملی کی قطع نظر نہایت حیرت ہے کہ مہمات سرکاری کا کیونکر بخوبی انجام دیتا تہا اور جنگ مرہٹہ میں کیونکر جمعیت معقول تیار کی تہی اور بغیر طلب

حالِ خلقت کے بیان میں

خزانہ حضور سے اور بلا تائید غیر کے سرانجام دیا تہا راجہ مذکور طرز وطریقہ خانگی کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتا تہا - بردبار معاملہ فہم محنت کش تجویزات میں معاملات میں نہایت رسا والا کوئی اس سے خوب نظر نہیں آتا تہا اپنی ذات سے اجراے امور ریاست میں سرگرم ذی ثروت نہایت سخی و خیرات کرنے والا شخص ہرچند کہ مہمات ریاست کی بوجہ احسن مومی الیہ سے غیر ممکن تہا معہذا کوئی شخص اسکے سوا ہرچند قابل سرانجام دہی ریاست بندگان عالی کے میسر نہوا لیکن ریاست میں عیب رجحان ریاست کی بدعملی سے عائد ہوا ہے اور اُسکی اصلاح سواے دخل وحکومت سرکار عظمت مدار کے نہوئی اگر کوئی شخص حضور کے ملازموں میں سے قابلیت اجراے امور ریاست کی رکہتا ہو تو بلا شبہہ اُسکو دیوان کرنا بہتر ہے لیکن کوئی میسر نہیں ہوتا ہے انتہی - لارڈ جنرل ہسٹنگس صاحب بہادر گورنر نے ۲۲- جنوری ۱۸۲۰ء کو موافق لکہنے رزیڈنٹ بہادر کے یہ حکم دیا کہ واسطے صلاح اور نصیحت اور ضبط اور صحت امور خانگی ریاست آصفیہ کے تم سعی بلیغ کرو اور تمہیں خرچ واخراجات کی تخفیف اور اجراے انصاف وافزایش ومحاصل وادا ے تنخواہ سپاہ وغیرہ کے ساعی ومعاون رہو مگر بشرط اطمینان راجہ چندو لال طرف سرکار عظمت مدار کے کہ یہ امداد تمہاری واسطے شرط وفاداری اور کمک اور سرگرمی کے ہے والا فلا - پس رزیڈنٹ بہادر نے جو پیشکار جی سے ایما کیا وہ سے فوراً ان ایام میں تمام تعلقداروں کو بلوا کر عدم تعدی وظلم ورعایا میں تاکید شدید کی اور اہل فریاد اور ارباب استغاثہ کو حکم دیا کہ دار القضا میں رجوع کریں اور ایک مکان وسیع واسطے عدالت کے مقرر کیا اور صاحب بہادر نے یہ سب کیفیت بطریق سفارش راجہ کو لکہکر غرہ ستمبر السنہ کو روانہ کیا کہتے ہیں کہ اسی تاریخ کوئی تبدیلی ہوئی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ دسمبر کے

مہینہ میں ہوئی ہے اور اُنھوں نے سنہ رواں میں ڈکٹروں کے پیشگاہ سے حکم موقوفی کا شکر
نوکری سے استعفا دیدیا اسلئے کہ اُنہوں نے چوروں کو مارا تھا جو اُنکے اس عہدہ سے نہایت
بعید تھا۔ جب رسل صاحب کے بعد ٹشکلف صاحب آئے ہیں تو بوجہ دوستی چند دلیل کے
رسل صاحب نے خلاف دستور کے اپنے آنے تک ٹشکلف صاحب کا انتظار کیا اور عند الملاقات
نیکخواہی وخیر سگالی راجہ کے بیان کرکے روانہ جانب مقصود کا ہوا واضح ہو کہ صاحب موصوف
منشی آدمی تھے۔ سب ایلچیوں سے زیادہ سرکار دولتمدار کے خیرخواہ باوجود اسکے کسی امر میں سرکار
عظمت مدار کا بہی نقصان نہیں کیا چنانچہ ایکوقت محض بلحاظ خیر سگالی سرکار دولتمدار نواب نظام الملک
بہادر کے بلحاظ کسی امر دیگر کے ایک مسودہ اس مضمون کا کہ واسطے رفع ابتری ملک حضور کے عمال
انگریزی اپنے سرکار دولتمدار سے مقرر ہوں۔ اس قصد سے گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں ولیم
پالمر صاحب کے نزدیک جو سرکار نظام کے ملازم تھے روانہ کیا اور یہ کہا کہ اسمیں اگر نقصان سرکار
نظام الملک بہادر کا ہو تو مجھے اطلاع دو ولیم پالمر صاحب نے دوسرا مسودہ لکھا اور صاحب موصوف
کی اجازت سے روانہ کیا اور لارڈ صاحب بہادر نے اسکو منظور کیا چونکہ رسل صاحب حشمت جنگ
تعلیم یافتہ تھے اُنکا طرز حشمت جنگ کے قریب قریب تھا۔ اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ ثابت جنگ
کے پیشدست اُنکے چھوٹے بھائی تھے اور آخر عہد میں سدنی صاحب پیشدست ہوے۔ ثابت جنگ
کی مدت سفارت نو سال ہے۔

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری ٹشکلف صاحب بہادر سفیر پنجم اور اُنکے بعض خصائل

سرچارلس منتظم الدولہ ٹشکلف صاحب بہادر کو ثابت جنگ کے بعد لارڈ منٹو صاحب بہادر نے

مامور کیا بعد ورود بہادر موصوف نے خدمت منشی گری اور ہندوستانیوں سے وکالت کو حکم موقوف کر کے سرکار عظمت مدار کے سوال و جواب کا سلسلہ خود اپنی ذات سے اور نیز اپنے مصاحب صاحبان انگریزی کے واسطے سے جاری و قائم کیا اور ۲ - فروری سنہ ۱۸۲۱ء میں لارڈ گورنر صاحب بہادر کو ایک نامہ لکھا جسکی نقل یہ ہے -

نامہ مٹکلف صاحب بہادر بنامی لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر

رسل صاحب کا یہ عمل تہا کہ فریادیوں کی عرض سنی اور انکی داد رسی دیوان تک کروادی اور انکا سلسلہ اب تک جاری ہے اور تمام امور کی درستی ہنوز یہاں کی باقی ہے اور امداد کی توقع دیوان سے نہیں ممکن البتہ واسطے اصلاح ملکت کے یہ ممکن ہے کہ کارپردازان انگریزی مقرر کئے جاویں لیکن مجھکو اس امر کا خیال ہے کہ ہمکو اس امر کی ممانعت ہے کہ یہ بات برابر سے نے حکومت مرجبیت کے ہاتہ سے زیر ویوان کے ہے بلحاظ اس امر کے یہ ارادہ نہیں ہے کہ ہم سرکار عظمت مدار میں ایسا سوال پیش نکریں انتہا -

واضح ہو کہ جواب اس نوشتہ کا مٹکلف صاحب بہادر کو یہ آیا کہ تم نے جو لکھا تہا تو نواب لارڈ گورنر صاحب بہادر کے پیشگاہ میں بہت پسند آیا کہتے ہیں کہ سوا اسکے کہ مٹکلف صاحب نے اپنے زمانہ سفارت میں راجہ چندو لال کی شکایت اور مقدمات حیدرآباد کی ابتری اور اپنی تجویزات دربارہ اصلاح ریاست سرکار دولتمدار آصفیہ کو بہت لکہی از انجملہ جو کہ راقم کے دیکھنے میں آئی ہیں راقم اسکو اسجگہ بیان کرتا ہے اور راجہ چندو لال سے جو وقت سفارت کے فیما بین رزیڈنٹ

صاحب سرکار عظمت مدار پیشکار سرکار دولتمدار کے ناموافقت رہی۔

تحریر مشکلف صاحب بہادر راجہ چندولال کے حق میں

کوئی دیوان واسطے جاری کرنے ہمارے کاموں اور امورات ریاست کے سوای راجہ چندولال کے دوسرا قابل تر نہو گا اگرچہ یہ شخص واسطے امور ریاست کے لائق ہے مگر بڑا اخرچیلا اور غارتگر شخص ہے اور منجملہ اسکے بدترین اعمال کے ناراستی قول کے کہ اول رعیت کو واسطے زراعت کے قول دیدیتا ہے اور بعد تیاری زراعت کے اپنے اقرار کو فراموش کرکے جو کچھ منظور ہوتا ہے جبراً اور قہراً اسکو وصول کرلیتا ہے اسنے اپنا یہی طریقہ اور وتیرہ مقرر کر رکھا ہے اگرچہ یہ شخص قابل استقلال کے نہیں ہے تاہم اس سے بہتر اس ریاست میں متصور نہیں معلوم ہوتا کہ جسکی توقع کریں یہ کارکن معاملہ فہم اور محنت کش شخص ہے باوجود تمام عیبوں کے بہ نسبت دوسروں کے سب سے اولیٰ اور انسب ہے اگرچہ راجہ چندولال نے ریاست و دولت جمع نہ کی مگر یہ نقصان سابق سے ہی مرہٹیان شین کا ڈالا ہوا ہے ہرچند کہ اس سے درستی ہوگی خیر بہرحال بالفعل واسطے انصرام امور ریاست کے یہی کافی ہے اور حضور پرنور امور ریاست سے کنارہ کش کو کہ انہیں خفیہ منظور ہو کہ راجہ چندولال کو معزول کردینا چاہئے لیکن کبھی ہم سے ظاہر نہ کیا گو بسبب زیادہ طلبی اور رشوت ستانی اور ورخرچی مال سرکار کے کارپرداز کا موقوف کرنا بہتر ہے لیکن پھر نہایت دشواریاں پیش آئینگی اور اسکے بعد غیر ممکن ہے کہ اتنا ہی معاملہ فہم اس ریاست میں بہم پہنچ سکے انتہا۔

اور نیز صاحب بہادر نے یہ بھی لکھا کہ سن رواں یعنی سنہ ۱۸۲۰ء میں کہ کلکٹر اپنے ممالک محروسہ میں سرکار دولتمدار نواب نظام الملک کے لئے واسطے نہ ہونے بدعملی کے مقرر کرسکتے ہیں کہ اسوقت محصول زراعت کا سوائے اور فروعات کے ایک کروڑ تنانوے لاکھ تیئیس ہزار پانچسو پچاس روپیہ خرچ اور قرض تنخواہ کا مع دیگر اخراجات کے ایک کروڑ پچھتر لاکھ گیارہ ہزار چار سو روپیہ تھا بقیہ چودہ لاکھ بائیس ہزار ایکسو پچاس روپیہ خزانہ میں داخل ہوا کرتے ہیں اور اب تو آمدنی سے خرچ بہت زیادہ ہے باوجودیکہ راجہ چندولال کو گذرے ہوئے ایک عرصہ ہوا بدانتظامی اُس سے زیادہ ہے خیر جب راجہ چندولال مٹکاف صاحب سفیر سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کی جانب سے نالاں تھے تو ولیم پالمر صاحب کے ذریعہ سے ایک خط لارڈ ہٹنگس صاحب بہادر کو درباره فریاد و دخل ایلچی کے ریاست سرکار دولتمدار کے مقدمات میں غرہ اگست سنہ ۱۸۲۲ء میں مخفی طور پر روانہ کیا۔ اُس خط کے مضمون کا خلاصہ کہ جو راجہ چندولال نے بنام لارڈ جنرل صاحب بہادر گورنر کلکتہ کے روانہ کیا ہرچند کہ آنوالا مناقب کو سفیران سابق کی نوشت اور ارشادات کے ذریعہ سے مجھہ نیازمند کی بداعمالیوں سے آگاہ ہیں فی الحال جو امر درپیش ہے وہ گذارش کیا جاتا ہے جیسے کہ مٹکاف صاحب بہادر حیدرآباد کے رزیڈنٹ مقرر ہوکر آئے ہیں حتی المقدور نیازمند اُنکی رضامندی کا جویاں رہتا ہے اور ہمیشہ اُنکی تجویز کو برقرار رکھنے والا اور آمدنی و خرچ اور ترقی ملک حضور کا ساعی ہے چنانچہ جسوقت کہ صاحب بہادر نے کہا کہ سرکار کی عاملین رعایا پر ظلم و تعدی بہت کرتے ہیں اور تم دونوں تجاہل عارفانہ کرتے ہیں اب میں اس امر کا بندوبست کرنے والا ہوں ہرچند کہ یہ تجویز نیازمند کو گوارا نہ تہی لیکن صاحب بہادر کی خوشی سے نیازمند نے اس امر کو قبول و منظور کرلیا اُنکے اجراے کار میں (۲۲۰۰۰۰) لاکھ روپیہ

سالیانہ تشخیص درین سے کم ہوگئے اور بارہ لاکھ روپیہ تقاوی کے جو فی الواقع وصول ہونے کے قابل
تھے معاف کر دیئے نیازمند نے اس تخفیف عظیم کو تاجلاس نالش کر زیڈنٹ بہادر کو میری طرف سے
جائز رکھا اور واسطے کمی کے تاکہ خرچ آمدنی سے زیادہ نہو سپاہ اور دوسرے کارخانے اکتالیس
روپے کے موقوف کر دیے اور سولہ لاکھ روپیہ سال بسال ساہوکارونکو واسطے اداے قرضہ سرکار
اور تنخواہ فوج ضروری کے مقرر کئے اور تعلقداروں نے اس امر کے مچلکے لکھوائے گئے کہ ایک حبہ
بھی زیادہ تقاوی سے وصول نہ کریں تاہم رزیڈنٹ صاحب نیازمند پر اعتقاد نہیں رکھتے ہیں
اسوجہ سے نیازمند کے ساتھ دشمن امرا اور سپاہ کے خصوصاً اُن لوگونکی آمیزش سے جو فی الحال
تخفیف کے سبب سے نیازمند سے ناراض ہیں اپنی بحالی کے اشتہار سے درپے اختلال امور ریاست
کے ہیں اور علاوہ ازیں منکلف صاحب نے حضور میں نیازمندکے اوپر نالش کی ہے اور تنہا ملاقات
کا ارادہ رکھتے ہیں نہیں معلوم کہ اس سے زیادہ کیا کہا چاہتے ہیں ترقی اور پرداخت نیازمندکی صرف
تائید پر سرکار عظمت مدار کے ہے ورنہ انسان واحد سے مثل کہترین کے عہدہ برائی سرانجام مہمات
کے نہایت دشوار ہے۔ اب نیازمند کی دلی خواہش یہ ہے کہ مادام الحیات کہ دونوں سرکارونکی
خدمت گذاری کا شیوہ فراموش نہ کرے اور جناب والا مناقب کو خوب معلوم ہے کہ روز ہنگامۂ جنگ
پونا کے نیازمند نے کسقدر سعی بلیغ کی ہے کہ جسکا ثمرہ اس ملک کی ترقی ہوا افسوس اور نہایت حیرت
کی بات ہے کہ باوجود توقع اور امداد سابق کے اب تمام عالم میں مشہور ہے کہ سرکار کمپنی بہادر کا تغیر
نیازمند سے مخالف ہے اس سبب سے تمام معاندین آمادہ واسطے خونریزی کے ہورہے ہیں لهذا
نیازمند جمیع اطراف و جوانب سے پریشان اور عجائبات زمانہ میں گرفتار ہے اور جابجا اعدا کی بحالی کا

چرچا ہورہا ہے اور دشمن لوگ فتنہ وفساد کے درپے ہیں اسوجہسے اندیشہ ہے کہ مبادا مقدمات ریاست
میں کچھ خلل واقع ہو پس واسطے دفع تردد ہذا اور واسطے رفع کدورت اور خفگی رزیڈنٹ صاحب کے
پارنٹ صاحب کے نہایت کوشش کی کہ اس مقصد کو پہنچوں کہ سفیر صاحب کی مہربانی اور توجہ سے
سب کو معلوم ہو جاے اور دشمن ومخالفین اپنے فتنہ وفساد سے باز رہیں اور کسی قسم کا خلل امور ریاست
اور نیز نیازمند کے معاملات میں واقع نہو بلکہ خود نیازمند مشکلف صاحب بہادر کے پاس گیا اور مراسم
ممکن الآداب اور اطاعت کے بجالایا تاہم کوئی تدبیر کارگر نہوئی اور کچھہ بھی عنایت نہ کی اور سوای
آثار بے اعتباری کے کچھہ بھی ظہور میں نہ آیا اور ملاقات کے قبل دو مرتبہ چٹھی بھی صاحب موصوف
کی خدمت میں لکھی انکا جواب بھی نہ دیا چنانچہ نقل ملفوف بمنسلقہ ہذا ہے ملاحظہ فرمائے لہذا نیازمند نے
اپنی آبرو وعزت کی حفاظت کے لئے اسقدر جرأت کی ہے اب جو کچھہ میرے حق میں جناب والا مناقب
ارشاد فرمائیں اسکی تعمیل کو اپنی بہبودی دارین جانکر عملدرآمد کروں زیادہ حد ادب -

اسکا جواب لارڈ گورنر صاحب بہادر نے ۲۴ جنوری سنہ رواں میں یہ تحریر فرماکر روانہ کیا -

خط تمہارا آیا اور کاغذات ملفوفہ پہونچے ولیم پالمر صاحب کی معرفت بھیجنا نامناسب تھا اسلئے کہ وہ
تاجر ہیں آیندہ اس سے احتیاط رکھنا ایلچی کو حکم ہوا ہے کہ وہ مقدمات ریاست میں دخیل ہوں ایسا نہوگا
کہ جو کیفیت تم چاہو بخوشی روانہ کرو لیکن بمشورہ ومعرفت ایلچی کے ہو یا معرفت سکرٹری منشی فارسی
نویس کے تو بلاشبہہ ہم فوراً مضمون خط کی طرف متوجہ ہونگے اور تم نے جو اپنے ذہن میں ایلچی کی
مخالفت سمجھی یہ تمہاری غلط فہمی ہے ہمکو تمہارے ساتھ پورا اطمینان خاطر ہے اور اپنی سرکار کی امداد
تمسے ضرور متصور ہے کر سفیر کو لکھا جائیگا چنانچہ اکتوبر کی بارھویں تاریخ سنہ رواں میں مشکلف

صاحب کو اس امر کی تاکید لکھی گئی کہ جسکا خلاصہ یہ ہے تم نے جو لکھا تہا کہ راجہ چندو لال نے میری درپردہ بمشورہ ولیم پالمر صاحب کے آپکو لکھا ہے تو معلوم ہوا ہمنے باب انصاف کو بند نہیں کیا ہے جس طرف سے جسکا دل چاہے آوے ہندی آدمی جسکا فریادی اسکی معرفت سے داد چاہنے کو ڈرتا ہے اسلئے کہ وہ یہ سمجہتا ہے کہ جب وہ اس امر سے واقف ہوگا تو خواہ مخواہ وہ دوچند اسکی برائی کا خواہاں ہوگا۔

واضح ہو کہ مٹکلف صاحب بہادر کی ایلچی گری میں سوال و جواب کے مقدمات میں بہت حجت و تکرار رہی آخرکار کونسل میں کوٹ ڈوکروں کے معز الیہ کا دخل سرکار دولتمدار آصفیہ کی مہمات میں نا پسند آیا اور صاحب بہادر نے بمقابلہ راجہ چندو لال کے سرخروئی و کامیابی نہیں حاصل کی خیر دسمبر کی ۱۲ تاریخ سنہ رواں میں ملک پیشور کی تقسیم کے باب میں معرفت مٹکلف صاحب بہادر کے ایک عہدنامہ لکہا گیا جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے۔

خلاصہ مضمون عہدنامہ یازدہم مورخہ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۲۲ع

تمام دعوے اور مطالب و رخواست چوتھ وغیرہ کے جو ریاست آصفیہ سے راؤ پنڈت پردہان کو تہے محو و محکوک ہوئے اور سرکار دولتمدار آصفیہ کو چوتہہ کی رقم پہنچانے سے فراغ ہوا اور نیز جو تعلقات اس سے پیشتر علاقہ پیشوا میں تہے کہ جسکی کل تشخیص (۵۷۹۲۷۵) روپئے اور موازی آٹھ آنہ ہوتے ہیں سرکار دولتمدار آصفیہ کو حکومت دائمی کے ساتھ تفویض کئے گئے اور نیز تعلقات سابق کہ جو قبضہ میں راجہ ناگپور کے تہے اور اُسکی رقم تین لاکھ تیرہ ہزار سات سو تینالیس روپیہ آٹھ آنہ آتے تہے مع قلعجات کاویل گڈہ اور نرنالہ او زنجیر بندی جبال کے کہ وہ قلعہ آسیر کے متعلق ہیں سرکار آصفیہ کے

سپرد کیے گئے تعلقات انبڑ اور ایلورہ جو پیشتر راجہ بلہار راؤ کے قبضہ میں تہی اور محصول سالانہ اُسکا ایک لاکھ نواسی ہزار تین سو تین روپیہ آٹھ آنہ ہے حکومت میں حضور کے ہمیشہ کے لئے دیے گئے اور یہی جو ملک نواب مسبوق الالقاب بنٹ اپنی طرف سے مغرب کی طرف یا کنارے دریاے سینا کی جانب واقع ہے حقوق احمدنگر اور اُسکے متعلقات سے چار لاکھ اکتیس ہزار سات سو پانچ روپیہ آٹھ آنہ سالانہ کے سرکار کمپنی بہادر کے حوالے کئے گئے۔ واضح ہو کہ از روے حساب کے جو روپیہ چوتھ کا سرکار کی طرف باقی تہا اسقدر ملک وضع کر لیا گیا۔ اور نیز تمام حقوق اور ملک جو مشارکت میں جانب شرق کنارے پر دریاے رود کے سمت راست پر واقع ہے وہ معہ پچہتر ہزار روپے سالانہ کے نواب ممدوح سرکار کمپنی بہادر کے سپرد کریں یا راجہ ناگپور کی حکومت میں دیویں اور ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ بابا و سیائی بٹور دہن کا جو چوتھ میں مقرر تہا حضور اقرار کرتے ہیں کہ اسکو سال بسال پہنچایا کرینگے ایضاً نواب نظام الملک بہادر اقرار کرتے ہیں کہ تمام انعامات اور خیرات جو پیشوا کی طرف سے چوتھ پر مقرر تھے اور وہ تعلقات پیشتر مومی الیہ کے قبضہ میں تھے اب چونکہ سرکار دولتمدار نواب نظام الملک بہادر کی سپرد ہو گئے ہیں مابدولت اُنکو بحال اور جاری رکھینگے چنانچہ عہدنامہ ہذا اکیسویں ماہ حال سنہ الیہ مطابق ۱۰- ربیع الاول سنہ ۱۲۳۸ ہجری میں طرفین کی مہر و دستخط مرتسم اور منتقش ہوا- پس ۱۸۲۳ء میں لارڈ گورنر جنرل ہسٹنگس بہادر ولایت کو روانہ ہوے اور اُسی سال لارڈ امہرسٹ بہادر اُنکی جگہ پر گورنر جنرل ہو کر آئے اور چونکہ ۱۸۲۲ء مطابق ۱۲۳۸ ہجری کے فیما بین منتظم الدولہ رزیڈنٹ حیدرآباد اور صاحبان کوٹھی ولیم آمر صاحب وغیرہ کے مناقشہ واقع ہوا اسلیئے وہ سرکار دولتمدار نواب نظام الملک بہادر کی ایلچی گری سے موقوف ہو کر دہلی میں کسی بڑے کام پر مقرر کئے گئے اسواسطے کہ وہ فریادی تھے اور جب

ایلچی مخالف ہوگا تو ہم تک فریاد کس طرح پہونچیگی۔

واضح ہو کہ مٹکلف صاحب بہادر اہل قلم نہایت ذی رتبہ تھے اور بھرت پور کی جنگ میں اُنہوں نے بہت ناموری حاصل کی تھی اور جب وارد حیدرآباد ہوئے تھے تو نیابت لارڈ گورنر بہادر کی بیشتر اُمور ان سے متعلق رہتے تھے اور سرکار دولتمدار نواب نظام الملک بہادر کی ایلچی گری سے پیشتر دہلی کی ایلچی گری کر چکے تھے۔ کہتے ہیں کہ صاحب موصوف ہرچند کہ بظاہر ہندوستانیوں سے اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے مگر در باطن بہت کنارہ کش تھے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ بہادر مذکور کے پیشدست اولاً سدنی صاحب بہادر تھے اُنکے بعد بارنٹ صاحب بہادر ہوئے۔ مٹکلف صاحب بہادر کی ایلچی گری کا زمانہ چار برس ہیں۔

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری مسٹر مارٹین جنرل بہادر سفیر ہشتم اور بعض اُنکے خصائل

مٹکلف صاحب کے بعد مسٹر مارٹین سنہ ۱۸۲۵ء مطابق سنہ ۱۲۴۱ ہجری ماہ صفر کی ۱۴ تاریخ بروز چہارشنبہ حیدرآباد کی کوٹھی میں داخل ہوئے اُنہوں نے عبدالحسن منشی قدیم اور اپنے ہمراز کو بنگالہ سے طلب کیا اور شرف الدین خاں کو وکالت پر مامور کر دیا اور ریاست سرکار دولتمدار نظامیہ کے متعلق راجہ چندو لال پیشکار کی شان میں یوں لکھا

تحریر مارٹین بہادر

جو سپاہ نعلبندی کہ مفسدوں کی تنبیہ اور ممالک محروسہ حضور کے ہنگاموں کے فرو کرنے کے لئے

مامور ہے ہمکو تہنامہ کی رو سے کوئی شرط اجازت کی نہیں پائی جاتی جس سے سرکار موصوف کی غلطی کو اصلاح کر لینے کے لئے دخل دیں اور سپاہ مذکور سے کام لیں معہذا جو کچھہ کہ دخل دیا گیا ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ مرجان کار و بار ظلم و تعدی نہ کر سکیں اور سوا اسکے باقی تمام اقوال سدنم بہادر اور رسل صاحب بہادر کے جو کہ ابہی دونوں صاحبوں کے احوال میں راقم نے شرح وار بیان کیا ہے انہوں نے دوبارہ اپنی طرف سے وہی اقوال اور تمام کیفیت زمانہ گذشتہ و حال کی روانہ کی۔

کہتے ہیں کہ عرصہ قلیل میں منشی مذکور اور صاحبان کوٹھی ولیم پالمر صاحب کے مابین آزردگی ہوگئی اور رزیڈنٹ بہادر نے منشی مذکور کی طرفداری کی صاحبان کوٹھی نے صدر کو لکھا وہاں عند التحقیق صاحبان رزیڈنٹ کی بے انصافی ثابت ہوئی اور انہوں نے وہانسے نالش لکھی پس منشی مذکور برطرف اور شرف الدینخاں وکالت سے معزول ہوئے اور ۱۸۲۳ مطابق ۱۲۳۸ ہجری میں کپتان ٹریوس صاحب کو اس سبب سے کہ انہوں نے جوانان سپاہ کنٹجنٹ کے مسلمانوں کی ڈاڑہیاں منڈوائی تہیں ایک سپاہی خدایار خاں نے جوش غیرت اور غلبہ حرارت مذہبی سے موضع انبا پر کالیکہٹ میں مار ڈالا اور صدر نشین انکی جگہ پر مقرر ہوے اور ۱۸۲۸ء مطابق ۱۲۴۳ ہجری کے لارڈ امہرسٹ بہادر ولایت کو روانہ ہوگئے اور مٹکاف صاحب جو اس عرصہ میں حیدرآباد سے وہاں جا پہونچے تھے گورنری کا انجام دینا انکے ذمہ کیا گیا پھر چند روز کے بعد لارڈ ولیم بنٹنک صاحب بہادر کو سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر سے عہدہ گورنری کلکتہ کا عنایت ہوا اور ۱۸۲۹ء مطابق ۱۲۴۴ ہجری کے نواب سکندر جاہ بہادر نے انتقال کیا اور نواب ناصر الدولہ بہادر میر فرخندہ علیخان آصف جاہ چہارم مدظلہ العالی خلف الصدق مغفرت منزل رونق افزا مسند ریاست ہوے مارٹین صاحب بہادر نے صدر کو لکہا کہ یہ رئیس بہت

خوش مزاج اور لیق ہے اس مژدہ سے تمام ارباب کونسل خوش ہوئے چنانچہ عنقریب اسکا ذکر ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ پس لارڈ ولیم بنٹک صاحب بہادر گورنر جنرل نے مارٹینگ صاحب کو اسوجہ سے کہ انہوں نے منشی اور وکیل مذکور الصدر کی طرفداری کی تھے اور کوٹھی ولیم پالمر صاحب کے مخالفت سنہ ۱۸۲۳ء مطابق سنہ ۱۲۳۸ ہجری کے طلب کرکے دہلی میں ایک عمدہ کام پر منسوب کیا کہتے ہیں کہ وقت تفویض اس کام کے لارڈ صاحب بہادر موصوف نے رزیڈنٹ صاحب بہادر کو صاف لکھا تھا کہ ہم نے تمکو یہ عہدہ ترقی کی وجہ سے نہیں دیا ہے بلکہ اسوجہ سے کہ جو طریقہ تمنے حیدرآباد میں اختیار کیا تھا وہ سرکار کو سودمند نہ تھا اسواسطے اسجگہ سے تمہاری برخاستگی عمل میں آئی اور یہ ہی صاحب کتاب کا مقولہ ہے کہ اکثر لارڈ گورنر جنرل ولیم بنٹک صاحب بہادر نے اپنے تجویزنامجات میں بہت سے الزامات ولیم صاحب کو دیے ہیں واضح ہو کہ صاحب مذکور اہل قلم سے تھے اور ایلچی گری حیدرآباد سے پیشتر منصفی عدالت صدر کلکتہ کے عہدہ دار تھے جاننا چاہیے کہ اصل نوشتہ میں نام صاحب مذکور کے پیشدستوں کے نہ تھے شاید اول دفعہ بارنٹ صاحب بہادر بعدہ مالکم صاحب بہادر تھے جیساکہ قرینہ دلالت کرتا ہے مگر ایک جگہ راقم نے ایسا لکھا ہوا دیکھا ہے کہ بعد رخصت مارٹیم صاحب کے دوسرے سفیر آنے تک بارنٹ صاحب مذکور مشغول اجراء کار تھے اور پالمر صاحب بہادر ایسا کہتے تھے کہ اسوقت بارنٹ صاحب مرچکے تھے مارٹیم صاحب کے پیشدست کالون صاحب اور اوشا صاحب تھے کالون صاحب کی غیبت میں اوشا صاحب اجراء کار کرتے رہے مارٹیم صاحب کی اجراء سفارت پانچ برس ہیں۔

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری کرنل اسٹیوٹ صاحب بہادر سفیر نہم اور بعض اُن کے خصائل

کرنل اسٹیوٹ صاحب بہادر سنہ ۱۸۳۰ء مطابق سنہ ۱۲۴۶ ہجری ۱۹۔ جمادی الاول کو دن روز دو

حضور پر نور مسند آرائے ریاست تھے آئے اور خلوت مبارک میں شرف اندوز ملازمت ہوئے واضح ہو کہ سرکار عظمت مدار کو سرکار دولتمدار کی پرداخت نہایت ملحوظ خاطر ہے چنانچہ بعد رحلت نواب سکندرجاہ بہادر مغفرت منزل کے جب آصف جاہ چہارم ریاست مآب ناصر الدولہ بہادر مختار ریاست نظامیہ کے ہوئے اہالیان دولت سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر بہت خوش ہوئے اسواسطے کہ انکو یقین ہوا تھا کہ اب ریاست مذکور کی بدانتظامی جو کار پردازوں کی وجہ سے ہے دور ہو جائیگی چنانچہ کوٹ ڈائرکٹروں نے چند سطر جو سرکار بنگالہ کے نام سے اس باب میں ساتویں جنوری سنہ ۱۸۳۰ء مطابق سنہ ۱۲۴۶ھ کو لکھی ہیں بیان کی جاتی ہیں۔

ترجمہ مژدہ ہاے جلوس نواب ریاست مآب ناصر الدولہ بہادر

مژدہ اول ہم خوش ہوئے کہ بعد انتقال نواب سکندرجاہ بہادر کے انکے فرزند نواب ناصر الدولہ بہادر جنکو ہمنے سابق سے ولیعہد مقرر کیا تھا بدون کسی کے اختلاف کے بے وقت مسند نشین ہوئے۔

مژدہ دوم ہم دیکھتے ہیں کہ رزیڈنٹ مارٹیم صاحب بہادر اپنے نزدیک ان رئیس کو خوش مزاج اور قابل سمجھتے ہیں ہم امید رکھتے ہیں کہ یہ بات تجربہ اور امتحان سے صداقت کو پہونچیگی۔

مژدہ سوم اول عمل رئیس ہذا کا یہ ہے کہ انہوں نے انکو اپنی خواہش سے خبردار کر دیا کہ ملک کی نگہبانی انکو سپرد کیجاوے اور تمام ملک محروسہ میں دخل اور تصرف ہمارے امنہ ونگار ہے اور ہماری خواہش مستحکم سے بہی تمکو ہمیشہ سے خبر ہے کہ مرجعیت مقدمات ریاست دکن کے افسران انگریزی کی طرف سے بے ضرورت طول نہ پکڑے اور بجز خواہش حضور کے تتبع اقبال کیا توقع ہے

کہ یہ فراست سے خالی نہ تھا لیکن یہ متصور تھا کہ اس امر عظیم کے اختیار کرنے سے پیشتر استفسار کرنا چاہیئے تھا تاکہ حوصلہ حضور کا امتحان ہوتا۔

مژدہ چہارم واسطے پرداخت اقوال محاصل کہ جو شرطیں کہ طرفین سے کی گئیں تمام و کمال ہماری مطبوع خاطر ہوئیں اور ان شرطوں کا باصرار بجا لانا جو تم نے اپنے ہاتھ میں رکھا وہ بھی پسند آیا۔

مژدہ پنجم تمنے جو حضور کو اطلاع دی کہ ہمکو خواہش دیوان ضابطہ کے مقرر کرنے کی نہیں ہے آپ خود دیوان حال کو بحال رکھیں خواہ دوسرا مقرر کرلیں کچھہ دخل نہ دیا جاویگا دونوں صورتوں میں کوئی حادثہ برپا نہوگا تمہیں افسوس اس اقرار کا ہوگا خیر مضائقہ نہیں ہے اسٹورٹ صاحب کے زمانہ ایلچی گری میں شرف الملک خاں نے پیروکالت کی درخواست کی تھی اگرچہ کرنیل صاحب بہادر کو اس امر میں کچھہ تامل نہ تھا مگر انکی بے اعتدالیوں کی وجہ سے راجہ چندو لال نے عذر کیا اور راجہ شیو راؤ کو وکیل مقرر کیا اور بعد راجہ مذکور کے لالجی منشی کو یہ خدمت سپرد کی اور بعد انتقال منشی صاحب کے شیو پرشاد کو مامور فرمایا اس صاحب عالیشان کے وقت میں کوٹھی ولیم پامرل صاحب وغیرہ کا قرضہ سرکار دولتمدار آصفیہ پر تھا حضور پرنور نے بحساب سود آٹھہ آنہ سیکڑہ کہ اتنا ہی سب کا کول کا پیشکش ہوتا تھا گذاشت دیکھکر فیصلہ کرلیا۔

ترجمہ نقل دستاویز حضور فیض گنجور درباب گذاشت پیشکش سیکاکول

جو قرضہ کہ جنگ کے سبب سے لیا گیا تھا چونکہ اسوقت اسکا ادا کرنا مناسب دیکھا گیا اسواسطے حضور اس دستاویز کے ذریعہ سے نزدیک سرکار کمپنی بہادر کے ۱۲۳۰ فصلی کے بعوض ایک کروڑ

سولہ لاکھ چھیاسٹھ ہزار چہ سو چھیاسٹھ روپیہ کی گذشت سالانہ سپکاکول کی جو ساٹھ روپیہ ہے دیتے ہیں مورخہ ۲۹ صفر سنہ ۱۲۴۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۳ء جب لارڈ جنرل ولیم بینٹنک بہادر گورنر دہلی ولایت کو چلے گئے اور انکی جگہ لارڈ آکلینڈ بہادر گورنر ہوکر آئے انھوں نے سنہ ۱۸۳۸ء مطابق سنہ ۱۲۵۴ ہجری میں کرنل اسٹورٹ صاحب کو طلب کیا چونکہ صاحب بہادر ان روزوں بیمار ہوگئے تھے ہواخوری کے لئے حیدرآباد سے کیپ گڈ ہوپ کو روانہ ہوئے چونکہ بہت ضعیف تھے وہیں انکا انتقال ہوگیا صاحب موصوف ایک نیک اور بے شر آدمی تھے ایک ہاتھ انکا جب خلیج عرب میں چوروں سے لڑائی ہوئی تھی اور وہانکے جہاز پر آپڑے تھے اڑگیا اور چند عرصہ تک مالکم بہادر انکے پیشدست رہے انکے بعد کامرن بہادر ہوئے مدت وکالت انکی آٹھ برس ہے۔

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری جنرل فریزر صاحب بہادر سفیر ہشتم

جنرل فریزر صاحب بہادر کمال ہوشیار اور خیرخواہ ہر دو سرکار کو اسٹورٹ صاحب کے بعد لارڈ آکلینڈ بہادر نے سنہ ۱۸۳۸ء مطابق سنہ ۱۲۵۴ ہجری کے حیدرآباد کی سفارت پر تجویز کیا اور اپنے سنہ ۱۸۳۹ء مطابق سنہ ۱۲۵۵ ہجری ماہ نومبر مطابق شہر معظم کے افغانستان کی لڑائی کے لئے آمادگی کی اور سنہ ۱۲۵۶ ہجری میں کہ ان روزوں گورنر کلکتہ لارڈ جنرل النبرو صاحب بہادر تھے راجہ چندولال پیشکاری سے موقوف اور راجہ رام بخش انکی جگہ مقرر ہوئے اور سراج الملک ضرورتاً حضور کی طرف سے رزیڈنٹ بہادر کے پاس وکیل مقرر ہوئے اور سنہ ۱۲۶۰ ہجری میں سراج الملک خود دیوان ہوئے اور راجہ رام بخش معطل ہوگیا اور مدار المہامی میں معز الیہم کے سرکار دولتمدار پر چھتیس لاکھ روپیہ بابت تنخواہ سپاہ کنٹنجنٹ قرض ہوگئے اور سنہ ۱۲۶۲ ہجری میں رزیڈنٹ جنرل فریزر کوٹھی سے

تبدیل آب وہوا کے لئے بلدہ سے روانہ ہوے اور کرنل جان کو ولایت سے آئے اور نواب نظام الملک آصف جاہ رابع کی ملازمت حاصل کی اور اُنکے آنیکا سبب یہ ہوا کہ مالکم بہادر اور اُنکے باہم ناموافقت تھی اُنکے نوشتہ جات سے لارڈ گورنر جنرل کو معلوم ہوا کہ حضور اور اُنکے مابین مبنی نہیں ہے کہ وہ دیوان کی تائید کرتے ہیں اور خود بدولت اُنسے ناراض ہیں سو کرنل موبہادر کو صرف اس امر کی دریافت کے لئے روانہ کیا تھا پس فریزر مذکور کو لکھا کہ برائے چندے ایک طرف کو جاؤ اور مالکم کو بھی ایک طرف بھجوا دیا تھا چند روز میں وہ توجیع مقدمات سے خبردار ہو کر چنانچہ دفتر دوم میں بیان کیا گیا ہے خوش وخرم لارڈ گورنر کے پاس چلے گئے اور رزیڈنٹ بہادر داخل مکانات کوٹھی ہوے اور آخر سنہ خال میں حضور فیض گنجور نے سراج الملک بہادر کو خدمت دیوانی اور نیز خدمت وکالت سی موقوف کر دیا پھر وہ چند عرصہ تک رشید الملک کے اور چند عرصہ تک سیف جنگ خلف امجد الملک بہادر وکیل منشی رہے من بعد ۱۲۶۵ھ ہجری میں شمس الامرا بہادر امیر کبیر دیوان ہوے اسوقت تک سات لاکھ روپیہ سرکار عظمت مدار کمپنی کا قرضہ بابت تنخواہ کنٹنجنٹ کے ہو گیا تھا گو جناب وزارت مآب نے اُسکے ادا کرنے کے لئے تدبیر معقول نکالی تھی مگر ظہور میں نہ آئی کیونکہ بہت جلد کام اُنکے قبضہ اختیار سے باہر نکل گیا چنانچہ دفتر دوم میں بیان کیا گیا ہے بقول بعضے سالینہ میں پانچ رجمنٹ سواروں کی اور آٹھ رجمنٹ پیدلونکی اور چار کمپنیاں گولہ اندازونکی یعنی چار ہزار سوار اور پانچ ہزار پیدل مابقی اور لوگ جملہ نو ہزار تین سو ستاون نفر سپاہ کنٹنجنٹ سے ملازم سرکار دولتمدار کو شملہ میں آئے اور دس چھاونیاں ایلچ پور اورنگ آباد۔ مومن آباد گلبرگہ۔ ہنگولی۔ وارنگل۔ کمتھل۔ لنگسور۔ بلانہ۔ بلارم۔ یعنی انواح پر مقرر ہوئیں اور اسکا سالانہ خرچ تقریباً چالیس لاکھ روپیہ محسوب ہوا اور بقول دیگر ایضاً جمع نو ہزار تین سو ستاون نفر اور بموجب

کتاب اندازہ سوار ان و رسالے ملٹری چار کمپنی پیدل کی اور آٹھ رجمنٹ لیکن بموجب اظہار متصدیان سرکار نامدار امیر کبیر بہادر جنکے استصواب سے تا ایام خدمت دیوانی ماہ بماہ تنخواہ بیباقی ہوتی راقم نے جو دریافت کیا ہے سو بموجب سنہ ۱۲۸۲ء کے اصح یہ ہے کہ چار افسر گیارہ ہزار پانسو چھپن نفر دو ہزار سات سو اٹھانوے راس اسپ ایک زنجیر فیل نو نفر ستر نعل ماہوار دو لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو ستر روپیہ چھ آنہ پونے چھ پائی نویش یعنی اخراجات متفرقہ تینتیس ہزار بہتر روپیہ تیرہ آنہ ساڑھے دس پائی جمع تین لاکھ پانچ ہزار نو سو تینتالیس روپیہ چار آنہ سوا چار پائی ہوئے پس عرصہ قلیل یعنی پانچ مہینے کئی روز میں جناب امیر کبیر بہادر نے بھی خدمت وزارت سے استعفا چاہا حضور پرنور نے انکا معروضہ پذیرا کیا اور راجہ رام بخش دوبارہ پیشکار ہوا اور تیرہ مہینہ تک پیشکار رہا اس عرصہ میں جو علوکہ مخالفان دولت کا رہا ہے اسکی شرح میں نامہ نگار کی زبان خامہ عاجز اور قاصر ہے معہذا جسقدر کہ ہوسکا دفتر ثانی میں بیان کیا گیا من بعد سنہ ۱۲۸۶ ہجری میں بتاریخ چہارم ذالحجہ بروز سہ شنبہ دربار ہوا جنرل فریزر نے حاضر ہوکر ریاست کی بہت سی حسن و تقبیح گوشگذار حضور فیض گنجور کی اور اسی روز راجہ صاحب پھر معزول کردیے گئے اور کئی روز تک مدار المہامی کا کام معطل رہا اس عرصہ میں یکم محرم سنہ ۱۲۸۷ ہجری میں سر جارج برکلی کی سی بی صاحب بہادر کمانڈر انچیف یعنی سپہ سالار فوج مدراس عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر کی فرمائش سے کوٹھی میں داخل ہوئے اور ۱۰ تاریخ ماہ حال کی حضور فیض گنجور رونق افزاے آصف نگر تھے کہ بڑے صاحب آئے چونکہ اسوقت خود بدولت کرسی پر تشریف رکھتے تھے رزیڈنٹ بہادر کو بھی کرسی عنایت کی اور دیر تک ریاست کے مقدمات میں گفتگو رہی اور کمپنی بہادر کے قرضے کے متعلق کہ بہتر لاکھ روپیہ ہوگیا تھا اطمینان فرمایا اور کمانڈر انچیف صاحب بہادر بدون ملاقات بندگان عالی کے

۲۰ تاریخ بروز چہارشنبہ مچھلی بندر کو روانہ ہوے اور اُسکی وجہ یہ ہوئی کہ جنرل فریزر صاحب نے گذارش کی کہ وہ ضعیف ہیں نیچے نہیں بیٹھ سکتے اُنکو کُرسی عنایت کیجیے خود نے فرمایا میں کُرسی نہ دونگا اِس ضمن میں پیرا داے قرضہ کے لئے ارشاد کیا کہ ہم باون روز کے بعد تمہارا معاوضہ پہونچا دینگے اور امیر کبیر کو طلب کر کے مشورہ کیا مصلحت ہٰذا میں بموجب معروضہ امیر ممدوح کے چالیس لاکھ روپیہ سے زیادہ ارکان دولت نے حسب استعداد ہر ایک ملازم دولتمدار کے رقم تجویز کی اور جناب امیر کبیر بہادر نے خود بھی ایک لاکھ روپیہ پر اپنی نشانی کردی اور سات لاکھ روپیہ کا غذ میں جمع بھی ہوگیا پھر جنگ آور خان کی خلل اندازی سے معاملہ برہم ہوگیا اور باون روز گذر گئے اور عوض نہ پہونچ سکا تب بندگان عالی نے جنرل فریزر سے کہا کہ ہم قرضہ کے عوض میں لاکھ روپیہ ماہوار دیا کرینگے رزیڈنٹ بہادر نے قبول نہ کیا اور عرض کیا کہ مجھے لارڈ گورنر جنرل بہادر کا حکم کمیشت لینے کا ہے اور آپ ایسا فرماتے ہیں تو اچھا بہتر ہے وہانکو لکھیئے وہ کیا جواب دیتے ہیں خود نے فرمایا کہ ہماری طرف سے تم ہی وکیل ہوکر لکھ بھیجو پھر رزیڈنٹ بہادر نے گذارش کیا مجھے ارباب گورنمنٹ نے ملزم ٹھیرایا ہے وہ کہتے ہیں کہ وصول زر قرضہ میں رزیڈنٹ تامل کرتا ہے اسلئے میں نہیں لکھ سکتا آپ مختار ہیں من بعد چونکہ تقاضا رزیڈنٹ بہادر کا دیوان قائم کرنے اور قرضہ ادا کرنے اور قوم عرب کے خارج کرنے میں روز بروز بڑھتا جاتا تھا خود نے فرمایا کہ ارکان دولت ہماری مرضی کے موافق نہیں ہیں اب ہم چاہتے ہیں کہ کسی غریب منصبدار کو یہ خدمت دیں اور خود متوجہ ہوکر اُس سے کام لیں اور بڑے صاحب نے باریاب خدمت ہوکر اُسکی قباحتیں گذارش کیں اور عرض کیا کہ ایسے عظیم الشان امر کے لئے کوئی خاندانی شخص چاہئے۔ تب امجد الملک ثانی سیف جنگ بہادر ابن امجد الملک بہادر مغفور اور شہباز الملک ثانی رونق علیخاں بہادر خلف شہباز الملک بہادر

مرحوم اور ظفر الدولہ ہمایون جنگ اور مرزا محمد حسین خاں بہادر منتخب ہوئے اس میں حضور فیض گنجور نے
ایک شخص مجہول الجسم مسمی گنیش راؤ راجہ پرتاب ونت کی اولاد سے جو گوشہ گزین تہا گہر سے یاد فرماکر پیچ مدار
دیوانی اسکو سمجہا دئے اور اشتہار دیا کہ ما بدولت انہیں سرفراز کرتے ہیں اور کچہہ جمعیت اسکے متعلق
کردی اور امیر الملک بہادر منیر الملک بہادر کی حویلی اسکی بود و باش کے لئے عنایت کی اور ایک ہاتہی پیش
مرحمت فرمایا اور ربیع الثانی کی ۱۲ تاریخ بارہ ساعت نجومی کے بعد رشید الملک کے ہمراہ رزیڈنٹ
صاحب بہادر کے پاس روانہ کیا تمام جمعیت دیوانی کی ہمراہ رکاب گنیش راؤ کے تہی اور وہ عماری میں
سوار سرپیچ بندہی ہوئی کوٹھی کو گیا تمام ارکان دولت حاضر دربار اور تمام اہالی شہر قادر بیچون کی قدرت
کے مقر اور سر جنباں تھے کہتے ہیں جب وہ کوٹھی پر گیا اور رزیڈنٹ بہادر سے ملاقات کی تو انہوں نے
بندوبست ریاست اور اداے قرضہ کے متعلق گفتگو کی اسنے کہا میں تارک الدنیا مرد آزاد ہوں اور
یہ امور ریاست کے ہیں میں ان سے کیا واقف ہوں خود بدولت نے اپنی عنایت سے آپ کے
پاس بھجوایا ہے مجھے اسکی خواہش نہیں ہے رزیڈنٹ صاحب بہادر نے سنکر بہت تعریف کی اور آفرین
کہا اور حضور میں لکھا اس سے کیا بندوبست ہوگا وہ خود کہتا ہے کہ میں ناواقف ہوں چونکہ شام
کے وقت دیر ہوگئی تہی اسلئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ رزیڈنٹ بہادر نے بٹھلاکر اسکی تصویر کھچوائی مدت
سے خریطہ لارڈ گورنر جنرل بہادر کا موقوف تہا جنرل رزیڈنٹ کے نام صرف چٹھی آیا کرتی تہی جس میں
ریاست کے مقدمات مندرج ہوا کرتے تھے اور چونکہ جنرل رزیڈنٹ بہادر سے خود نے پہلے یہ فرمایا
تہا کہ ہمنے یہ بات تجویز کی ہے کہ ممالک محروسہ میں سے بقدر اخراجات سپاہ کنٹنجنٹ اپنے تعلقات
سرکار عظمت مدار کے سپرد کردینگے تاکہ بار بار نہ کہنا پڑے اور ہمارے اہلکار اسکے تردد سے آسودہ رہیں

اور رزیڈنٹ بہادر نے اس امر سے لارڈ گورنر بہادر کو اطلاع کی تھی اسپر ۹ تاریخ سنہ رواں میں چند تختے کاغذ کے جن میں لکھے ہوے نام اور محاصل اور نقشے معہ دیہات وحدود اُن دیہات کے جو قبول خاطر کارپردازان سرکار کمپنی بہادر کے تھے اور ایک نمیقہ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کا اسمی بندگان عالی نزدیک رزیڈنٹ بہادر کے آیا اور رزیڈنٹ بہادر نے بذریعہ رقعہ کے ۲۱- تاریخ ماہ مذکور کی اسکی نقل حضور فیض گنجور کی حضور میں بھجوادی - واضح ہو کہ وہ نمیقہ گنجان خط سے لکھا ہوا ایک جزتھا اور اس میں تین امر کی فہمایش تھی اول اداے زر قرض کا تقاضا کہ تاحال اسّی لاکھ روپیہ ہوتا ہے وہ یکمشت عنایت فرماے جائیں اور مبلغان مذکور کے ادا ہونے تک ملک برار کا سپرد کیا جاوے - دویم تاکید کسی لئیق دیوان کے تقرر کی تھی - سویم سرکار دولتمدار کے ممالک محروسہ سے قوم عرب کا اخراج کرنا اسلئے کہ اُنکی گستاخیاں سرکار عظمت مدار سے غیر مطبوع اور ناپسندیدہ تھیں بنظر طوالت اُس نمیقہ کا حال لکھا جاتا ہے -

حاصل نمیقہ گورنر جنرل لارڈ ڈلہوسی صاحب بہادر اسمی حضور فیض گنجور مورخہ ششم ماہ جون ۱۸۵۱ء مطابق ۱۲۶۷ ہجری

ملک آنوالاقدر کا عمال کی تعدی سے ویران ہے اور عربوں کی خونریزی سے بندگان خدا نالاں ہے آخرکار یہ بات سرکار کمپنی کو ناگوار گذریگی اور جب وہانسے ضبط ونسق کے لئے حکم ہوگا پھر کوئی آپ کا عذر پیش نہ جاویگا - تب حضور نے سراج الملک بہادر کو بلواکر مشورہ لیا انہوں نے عرض کیا کہ اگر پیر و مرشد غلام کو سرفراز کریں تو سب طرح سے جواب دہی ہوسکتی ہے تب خود بدولت نے

غلام حیدر خان جمدۃ الدولہ سے مشورہ لیا وہ بولے کہ سراج الملک بہادر کی نسبت شمس الامرا بہادر
امیر کبیر کو یہ خدمت ارزانی رکہنی اولی ہے خود نے شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو طلب فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ تم سے
ہو سکتا ہی کہ بالفعل ملک بھی بچ جاوے اور لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر بہی راضی ہو جائین شمس الامرا
بہادر امیر کبیر نے گزارش کی کہ یہ بات امکان سے باہر ہے تب خود بدولت نے فرمایا پہر کیا کرنا چاہیے
محتشم الیہم نے عرض کیا کہ بالفعل ملک اونکو دیکر اقرارنامہ لکہوا لینا چاہیے اوسکے بعد روپیہ تجویز کرکے
بہجوا دیا جائے اور اپنا ملک واپس کر لیا جائے خود نے فرمایا سراج الملک تو ہر قسم کے بندوبست کا ذمہ کرتے ہین
وہ خاموش ہو رہے تب اہل دفاتر کی رضامندی سے ستائیسوین تاریخ غلام نقی خان کو معزول کیا اور رشید
الملک کو وکالت کی خدمت پر مامور کیا اور رزیڈنٹ بہادر کے پاس بہجوا کر کہلا بہیجا کہ ہم سراج الملک کو دیوان
کرتے ہین اونہون نے کہا بہت مناسب ہے حاصل کلام اٹہائیسوین کو بہادر معز الیہم یاد کیے گئے اور ایک
سر پیچ الماس کی اونکو عنایت کی اور دوبارہ نیابت دیوانی سے ممتاز فرمایا سب لوگون نے معز الیہم کی طرف
رجوع کیا اور تہنیت کی نذرین پیش کین چنانچہ اس سرفرازی کا قطعۂ تاریخ بطور تعمیہ کے نامہ نگار نے یون
لکہا ہے قطعہ ناصر الدولہ بہادر آفتاب مکرمت ؛؛ باز بر دستور اول گشت چون پرتو فگن ؛؛ از سر وقت گذشتہ
ہجر تاریخش نوشت ؛؛ بار دیگر شد سراج الملک دیوان دکن۔ اسکے بعد یکم رمضان المبارک بروز شنبہ
دربار ہوا بڑے صاحب آئے اور نقشہ کے وہ کاغذات پیش کیے اور جواب چاہا خود بدولت نے فرمایا
کہ ہمنے سراج الملک کو مدار المہام مقرر کیا ہے وہ جواب دینگے بعد اسکے پاندان عطردان آیا اور دربار
برخاست ہوا اور حضور نے لارڈ گورنر بہادر کو اونکے نامہ کے جواب مین اسطرح زیب رقم فرمایا۔

حاصل اتحاد نامہ حضور فیض گنجور بجواب نمیقہ گورنر جنرل لارڈ

ڈل ہوسی صاحب بہادر

اب ہمنے دوبارہ سراج الملک کو دیوان مقرر کیا ہے اور وہ تمام ممالک محروسہ سرکار بدولت اوائی قرضہ سرکار کمپنی
بہادر کے انتظام کے ذمہ دار ہو گئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ جلد ادا کر دینگے اور سرکشونکو بھی اونکی بے اعتدالیون
کے متعلق سخت تہدید کی گئی ہے وہ بار دیگر مصدر اپنی حرکات قدیم کے نہونگے ورنہ سزای معقول دیجائیگی
پس سراج الملک نے حال ہوا سپاہ کنٹنجنٹ کی تنخواہ بباق کردی اور آٹھ لاکھ پندرہ ہزار روپیہ
تعلقدارون اور جاگیرداروں سے وصول کرکے ادا کئے اور چونکہ عمدۃ الملک غلام حسین خانکی تحویل میں تعلقات
سرکاری بہت سے تھے اون سے بھی کچھ چاہا خان موصوف نے گذاشت کردی وہ بھی ساہوکارون کے
حوالے کرکے سات لاکھ پندرہ ہزار اور دئے ادہمین تین لاکھ بابت نقصان ہنڈویات اور باقی اصل
مین ایسے ہی پندرہ لاکھ تیس ہزار دیوان کی طرف سے ہوئے پھر دس ہزار ساہوکارون سے دلوائے
من بعد حضور فیض گنجور نے اپنی خاوندی سے سات لاکھ روپیہ پہلچری سکہ کے قلعہ گولکنڈہ سے منگواکر
مرحمت فرمائے اوسکو مدار المہام نے فی صدی بائیس روپیہ ترقی سے مہاجنون کے ہاتھ فروخت
کردیا جسکے آٹھ لاکھ پینتیس ہزار ہوئے اس مین مہاجنونکو نفع ہو گیا اور سرکار کا نقصان نہوا بعض نے
بمبئی کو بھیجکر تیس ملکہ پینتیس روپیہ سیکڑا نفع اوٹھایا اور بعضون نے جو سکورا اور کدوال کو روانہ کیا
چالیس سے زیادہ اور پچاس سے کم نفع اوٹھایا اور سکہ رائج چلنی سکور و کدوال کہ تخمینا دو روپیہ
سیکڑا اتنا اٹھارہ روپیہ ہو گیا اور ہنڈوی کی ضرورت کی وجہ سے اسکا نرخ جو فیصدی پچیس روپیہ
تھا تقریبا چالیس روپیہ ہو گیا اسمین چالیس کی ادائی مین سرکار و تعلقدار کو چار کا نقصان ہوا
پھر محرم الحرام کی تیسری تاریخ ۱۲۶۹ ہجری مین سراج الملک الوال کو گئے اور چار روز وہان رہکر

رزیڈنٹ بہادر کی فہمائش کردی اور رقم مذکور پابجا کردی پس ولیم پالمر نے غلام حیدر خان مذکور کو رقعہ لکہا کہ دوسرا وعدہ بہی قریب ہوا ہر صورت ادا ہو تو بہتر ہے ورنہ سرکار دولتمدار کا نقصان ہوگا اونہوں نے وہ رقعہ حضور مین گذرانا اونہون نے ملاحظہ کرکے پہر ماہ مذکور کی ۱۵ تاریخ جواہر کی قسم سے ایک بارکنتی ایک چغہ ایک سرپیچ ایک طرہ ایک جفت دستبند اور کچہہ زر و سیم سے مدار المہام کی استعانت کی اسکو بہی ڈیٹن صاحب پاس پانچ لاکہہ روپیہ پر گرو کردیا اور اٹھارہوین تاریخ سراج الملک بہادر نے حاضر دربار ہوکر دو نذرین حسن خدمت سابقہ اور عنایت لاحقہ کی پیش کین چونکہ ہنوز زر قرض ادا نہین ہوا تہا پہر ولیم پالمر نے سراج الملک بہادر کو رقعہ لکہا کہ تمنے روپیہ پہنچانے مین نمک حلالی سرکار دولتمدار کے خلاف کیا ہے فریزر صاحب اس کوفت سے بیمار ہورہے ہین آخر کار رہی آش دریکا سہ ہوگا سراج الملک بہادر نے اس رقعہ مین کمی بیشی کرکے حضور مین گذرانا تب حضور نے ماہ ربیع الاول کی ۹ تاریخ پارہ الماس ناتراشیدہ جو کوہ نور سے بہی بڑا تہا جسکا ذکر دفتر دوم مین ہوچکا ہے اونکو عطا کیا اس ہیرے کو مہاجنون کے حوالہ کردیا جن سے دس لاکہہ روپیہ پہلے لئے تہے اور دو لاکہہ اور لئے یہ بہی بارہ لاکہہ حضور کی طرف سے ہوئے ایسی ہی چالیس لاکہہ چہتر ہزار روپیہ سات مہینے کی مدت مین یعنی نصف رقم کوٹہی کو روانہ ہوئی باقی کا تقاضہ تہا کہ قضای کردگار ربیع الثانی کی ۹ تاریخ اکبر جاہ بہادر کا انتقال ہوگیا چونکہ وہ مالدار تہے اونکے خزانہ سے اٹھارہ لاکہہ روپیہ نکلا اسمین سے اول مرتبہ ماہ مذکور کی ۲۹ تاریخ دس لاکہہ اور دوسری مرتبہ دو لاکہہ جسمین کچہہ اشرفیان اور کچہہ نقد تہا حسب الارشاد والا مدار المہام نے بار کرکے کوٹہی پر بہجوایا پہر چہانوے ہزار بالمکند کے پاس سے دلوائے اور چہہ ہزار غلام حیدر خان سے پہر چہتر ہزار

کی اور اشرفیان بھی اسیطرح اڑتالیس لاکھ بائیس ہزار حضور فیض گنجور کیطرف سے پہونچ گیا کل
روپیہ چھپن لاکھ باون ہزار ہوا اس مین کی ماہوار ہائے ثانی فوج کی سات لاکھ اس عرصہ مین دو مہینے
جمادی الثانی السنہ تک اوچڑہ گئے تھے اوسکے بعد سراج الملک ماہ شعبان مین حضور کے پاس
خلوت مین آبیٹھے حضو طرح دیگئے اور چند روز کے بعد فرمایا اپنے گہر جاؤ یہان بیٹھے ہوئے کیا کرتے تھے
وہ حسب الارشاد اسی مہینے مین گہر کو چلے گئے اسکے بعد یہ ہوا کہ چند چٹھیان جو دیوانی مین سے بڑے صاحب
کے پاس بھیجوائی گئی تہین وہ جہوٹی نکلین اور اونکے کئے رقعونکا جواب بھی نہ پہونچا اسمین صاحب بہادر
نے مختار ریاست سے خفا ہوکر صدر مین اونپر نالش کی چونکہ دیوانی سابق مین وہ مختار ریاست
سے بہت موافق اور حضور فیض گنجور کے دربار مین ساعی رہتے تھے اور وہان بھی ہمیشہ تعریف لکھا کرتے
تھے اور دیوانی مین اونکے خلاف ہوا اور شکایت لکھی تو کوٹ آف ڈیرکٹران لندن کے نزدیک
اونکی بات مین تناقض ثابت ہوا اور تعجب سے وہ کہنے لگے یہ کیا بات ہے اول وہ کیا سمجھتے تھے
اور یہ کیا ہوا خفیہ نویس نے اس کیفیت سے صاحب بہادر کو آگاہ کیا اسوجہ سے وہ خدمت
سفارت سے برداشتہ خاطر ہوگئے کسی عذر کے منتظر تھے کہ اوسی اثنا مین اونکے بھائی کا
انتقال ہوگیا اور اوسکی میراث صاحب بہادر کی طرف منتقل ہوئی صاحب بہادر نے یہ خبر سنتے
ہی اوسکا ذکر کیا اور حیدرآباد کی سفارت سے استعفا چاہا اور جب وہان سے اوسکی منظوری کا
جواب آگیا تو سراج الملک بہادر کو رقعہ لکھا اور اپنے استعفا دینے سے آگاہ کیا سراج الملک نے
حضور مین اطلاع کی اور صاحب بہادر دوسرے سفیر کے تجویز ہوکر آنے تک ڈیوڈسن صاحب
بہادر اپنے پیشدست کو خدمت وکالت سپرد کرکے ربیع الاول کی پچیسوین تاریخ ۱۲۶۹ ہجری مطابق

چھٹی جنوری ۱۸۵۲ عیسوی کے صاحب بہادر نے کوٹھی سے مدارج کی طرف کوچ کیا
اور وہان سے روانہ ولایت ہوئے سرکار کمپنی بہادر سے اونکو جرنیلی کی پنشن جسکے بارہ سو
یا پندرہ سو ہوتے ہین مقرر ہوگئی اب وہ آسودہ حال ہین بعد برخاست انکے وہان کسی شخص نے
سیاک دیگر صاحب بہادر سکرتری اعظم سے پوچھا کہ آپنے انکے واسطے کچھہ نہ لکھا جب کوئی صاحب
استعفا چاہتے ہین یا مر جاتے ہین تو اونکے حسن خدمات اور اخلاق پسندیدہ کو لکھکر چھاپتے ہین
اور اشتہار دیتے ہین وہ بولے انکے واسطے اور کچھہ نہ لکھا گیا اسیکو غنیمت سمجھین فقط واضح ہو کہ
جب سراج الملک بہادر نے تو نگاہ داشت سے عربونکی جمعیت زیادہ کر دی تو فریزر نے اونسے
تو کچھہ نہین کہا مگر بمبئی مین لکھکر اشتہار دیا کہ کوئی عرب روزگار کے لئے حیدرآباد کو نہ جانے
پاوے لارڈ گورنر نے سنکر کہا یہ کیا بات ہے وہ ہمارے قصوروار نہین ہین ہر شخص تلاش معاش
کرتا ہے اور جبکہ فیما بین ہمارے اور شیخ مسقط کے تہنامہ ہے تو یہ بات نامناسب ہے
دوسرا یہ کہ تعلقداران امراوتی وابدلاباد کے قتال وجدال کی باب مین کچھہ نہین کہا جب سراج
الملک نے ایک سے نذرانہ لیا اور احکام کر دیا ہنوز اُسکا عمل نہوا تہا پھر دوسرے سے نذرانہ لیا اور احکام کر دیا تیسری یہ کہ
دوبارہ رقعونکا جواب سراج الملک نے نلکھا جب زمین اطلاع ہوئی تو یہ امر حضور کیطرف منسوب ہوا آخر کار
صاحب مذکور سراج الملک کی طرف سے بہت تنگ آگئے اور یہ حال ہو گیا کہ جب کوئی سراج الملک
کا نام لیتا تہا تو وہ کہتے تہے جب کوئی سراج الملک کا نام لیتا ہے تو میرے دل مین کانٹے
کی طرح کھٹکتا ہے - مدت سفارت جنرل فریزر کی پندرہ برس ہے یہ بہی جاننا چاہئے
کہ اول پیشدست جنرل فریزر کے مالکم تہے اوسکے بعد نیوبوک ہوئے اوسکے

بعد چندے عرصہ مین نیوبول کونسل کی بیماری ہوگئی تو اونہون نے ڈیوڈسن بہادر کو اپنا نائب کیا اور آپ روانہ ہوگئے اور وہین بیماری سے انتقال کیا اور وہ نائب منیب ہوگئے اور نیابت مین دوسرے سفیر کے آنے تک انکو کام کرنے مین دشواری ہوئی اور امورات سفارت کا اجرا اہم معلوم ہوا جیساکہ بیان کیا جاتا ہے

ذکر سوانحات ایام نیابت ڈیوڈسن

واضح ہو کہ ڈیوڈسن نے بعد روانہ ہونے جنرل فریزر کے حضور کی ملاقات کا ارادہ کیا اور اس مضمون کا رقعہ بندگان عالی کی خدمت مین لکھکر سراج الملک کے پاس بھجوادیا جسکا ترجمہ بعینہ یہ ہے نواب گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ کا خیرخواہ کو یہ حکم صادر ہوا ہے کہ حضور فیض گنجور مین گزارش کیجاوے کہ وطیرہ حال سرکار حیدرآباد کا گورنر جنرل بہادر با اجلاس کونسل کو بنسبت زمانہ سابق از روے واجبی زیادہ تر پسند آیا ہے اس سبب سے کہ اقرار حضور فیض گنجور کا پورا ہوا اور وہ جو کچھ سرکار عالی پر عمل کرنا لازم ہے اس سے بے پروائی ظاہر ہوتی ہے لیکن یہ اول مرتبہ ہے اور اسوقت سے کہ فیما بین ہر دو سرکار کے اتحاد و یگانگت مربوط ہے دیوان کے ساتھ پروانگی ہے اور رزیڈنٹ بہادر کے خط وکتابت کے بالکل لحاظ کرنے اور اس طور کی اہانت بنسبت سفیر سرکار صدر کے نواب گورنر جنرل قبول نہین کر سکتے ہین اب نواب گورنر جنرل نے کرنل لو صاحب بہادر کو حیدرآباد کی رزیڈنٹی پر مقرر کیا ہے اور صاحب موصوف کی لیاقت اور قابلیت پر سرکار صدر کو مدت سے بالکل اعتبار ہے اور اس سے پہلے بھی صاحب مذکور حضور کے دربار مین تھوڑے عرصہ تک رہے ہین نواب

گورنرجنرل بہادر نے اجلاس کونسل مین کرنل لو کے بارہ مین حکم دیا ہے کہ کلکتہ مین حاضر ہووین اوربالذات گورنرجنرل صاحب بہادر سے حکم مطلب اقصیٰ جو صاحب مذکور پر محول ہوگا حاصل کرین اور جو حکم اظہار مراتب کا حضور کی طرف سے صاحب کو ہوگا گورنرجنرل بہادر استدعا رکہتے ہین کہ حضور فیضگنجور سنجیدگی کے ساتہہ سمجہادین کہ اونکے ساتہہ خود حضور اور ریاست عالی کی بہت اغراض متعلق ہین سراج الملک بہادر نے سوچا کہ یہ صاحب ہمیشہ میریطرف کم توجہ رکہتے ہین ایسا نہو کہ انکی اورحضور کی ملاقات مین کسی جانب سے میری کارپردازی مین لغزش راہ پاوے اور خلل پیدا ہو اس امر کی تحقیق کرنی چاہیے پس اس امر کی تحقیق کے لیے سراج الملک کوٹہی کو گئے اور ڈیوڈسن سے ملاقات کی ڈیوڈسن نے ادہر اودہر کی باتین کین اور پاندان اور عطردان دیکر اونکو رخصت کردیا لیکن کوئی راز دلی اونکے روبرو نہ کہا اور چلتے وقت رقعہ کے جواب کے باب مین بہت تاکید کی دل مین اونکے چونکہ شبہ تہا اس لئے تامل کیا اور حضور سے بالکل اطلاع نکی جب مدارالمہام کی طرف سے دو ہفتہ کی تاخیر ہوئی ڈیوڈسن بہادر میرامام کی معرفت ربیع الثانی کی چوتہی تاریخ باریاب حضور ہوے اور اپنا اشتیاق ملازمت معرض بیان مین لائے حضور نے فرمایا یہان آنے سے تمکو کون مانع تہا اونہون نے عرض کیا مینے بدستور سرکار کے مدارالمہام سے کہا تہا جب اودہر سے دیر ہوئی تو لارڈ گورنرجنرل کے احکام ضروری چونکہ گزارش کرنے تہے اس لئے بتوسل اور ارکان دولت کے باریابی حاصل کی اور لارڈ گورنرجنرل بہادر کے خط کا ترجمہ پیش کیا اسمین ہرچند ریاست کے بہت کچھہ بندوبست لکھے ہوے تہے لیکن اون سب کا حاصل یہ ہے جو راقم نے پانچ قلم مین مسلم بند کیا ہے۔

حاصل ترجمہ خط لارڈ گورنر جنرل بہادر گذرانیدہ ڈیوڈسن

پہلا قلم۔ ہمنے کرنل جان لو صاحب کو جنرل فریزر صاحب کی جگہہ پر ایلچی کرکے آپکے حضور مین بھیجا ہے یہ صاحب ہمارے نہایت معتمد ہین سفارت کا کام بہت اچھی طرح بجالاوینگے اور آپ بھی پیشتر سے ان سے واقف ہین اور وہ بھی حضور کے مزاجدان اور آئین اطاعت سے ماہر ہین البتہ آپ اون سے خوش رہین گے۔

دوسرا قلم۔ بہت رقعے میجر ڈیوڈسن کے استصواب سے گزرانے گئے اور اونکا جواب باصواب نہ پہونچا اسواسطے ہم سراج الملک کے چال چلن سے بہت ناخوش ہوئے کہ اونہون نے غرور دولت کے نشہ مین ہمارے رقعہ کا جواب نہین دیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکی سرکار مین ہمارا کچھ اعتبار نہین باقی رہا اور یہ بات گورنمنٹ کے روبرو بڑے ہتک کی ہے۔ یا دوسرے قلم کا مضمون یہ ہے کہ ہمارے ایلچی نے بہت رقعے لکھے اور اونکے جواب نہین ملے آپ نے نئی ترکیب نکالی ہے یہ حرف صرف آپ کے اوپر ہے۔

تیسرا قلم۔ مین نے کرنل لو کو آپکی ریاست کے بند وبست کی تمام باتین جو کونسل لندن مین ٹھہری ہین اچھی طرح سے سمجھاکر روانہ کیا ہے اور چلتے وقت روبرو بلاکر سب کہہ چکا ہون اونہون نے جیسا میری زبان سے سُنا ہے ویسا ہی عرض کرینگے۔

چوتھا قلم۔ مدت سے سنا جاتا ہے کہ آپکے ملک مین اکثر دنگا اور فساد رہا کرتا ہے اور خونریزی بہت ہوا کرتی ہے اور رعیت آزاری سپاہ نافرمانبردار کی روز افزون ہے

اورکئی بار گوش گزار بھی کیا گیا مگر ہمارے کہنے سے آپکے دل پر کچھ اثر نہوا اور اب جو ہمنے لکھا ہی بطور یگانگت کے لکھا ہے پہر نہ لکھینگے یہ تحریر آخر ہے۔

پانچوان قلم ہمنے آپکو ادای دین سرکار کمپنی بہادر کے باب مین کئی بار گوش گزار کیا مگر ہنوز کچھ اوسکا بندوبست نہوا اور اب جو اصل بات ہے بیان کیجاتی ہے اس مین آپ خوب غور کرلین جو روپیہ کمپنی بہادر کا بابت ماہانہ فوج فاضل رہ گیا ہے سو یہ کچھ سودی دین لین کا نہین ہے اور آپکی سرکار مین دیر تک رہنے سے کچھ نفع بھی متصور نہین ہے لہذا کرنل لو وہان آتے ہی جس طرح سے جلد رقم وصول ہو ویسا ہی بندوبست کرینگے بلکہ سب کام سے زیادہ تحصیل زر کیطرف متوجہ ہونگے۔ انتہی۔

بعد ملاحظہ کے ڈیوڈسن نے زبانی بھی قرض کا تقاضہ کیا تب خود بدولت نے فرمایا ہماری ریاست مین اس دفعہ خسارہ ہے بتدریج یہ روپیہ ادا ہوگا اور کیا اندیشہ ہے ہم سود دینے کو بھی تو کہتے ہین ڈیوڈسن نے گزارش کی کہ اگر ہمکو یکمشت رقم ملجاوے تو ہم سود سے بھی فروگذاشت کرینگے اور یہ کہکر رخصت ہوئے من بعد مدارالمہام پر تقاضائے سخت شروع کیا اس عرصہ مین ایک حادثہ جدید وقوع مین آیا جس کا بیان مفصل یہ ہے کہ غلام قوبخان نام ایک تعلقدار ساکن بلدہ اول مقروض ایک عرب صالح بن اعزبی کا تہا پہر اس نے اپنی جاگیرات فتح چند مارواڑی کے پاس جو بادار کوٹھی کار ہنے والا تہا گرو رکھوائین بعد اسکے اس عرب نے ایک روز خان مذکور پر تقاضای سخت کرکے بجبر اوسکو ساہوکار کے گھر لے آیا اور اپنا قرض اوس سے مانگا ساہو مذکور نے اس معاملہ کو برا سمجھا اور فورًا اوسکی جاگیرات عمر بن اعوز کے پاس رہن رکھکر اپنا روپیہ جسقدر رہو سکا نکال لیا پھر چند روز کے بعد صالح مذکور ایک روز فتح چند کے پاس آیا اور اپنا قرض مانگا اُسنے جواب دیا

کہ میرے اور اس تعلقدار کے داد وستد موقوف ہے اب اسکی جاگیرات عمرین اعوذ کے پاس ہین
مجھ سے کچھ علاقہ نہیں عرب یہ بات سنکر خفا ہوا اور یہ کہکر کہ مین اپنا قرض تجھ سے لونگا چلا گیا پس درپئے
قابو کے تہا کہ اثناء راہ مین ایک مرتبہ فتح چند اوسکو ملگیا اوس نے چاہا کہ پکڑلون فتح چند کے
ساتھہ ہی راٹھور کے جوان تھے آپس مین خوب تلوار چلی عرب ہی کچھ زخمی ہوئے اور راٹھور مارے گئے
لیکن مہاجن مذکور نکل گیا اور اوس کا داؤ نہ چلا پہر کچھ عرصہ گذرا تہا کہ حسین ساگر مین کسی کی شادی کی
تقریب درپیش ہوئی اون لوگون نے متعلقان مارواڑی کی دعوت کی اور اتمام شادی کے بعد جب
واپس آئے تو سکندرآباد سے چلتے وقت بسبب خوف وہراس عرب کے وہان کے
کمشنر سے یہ کہکر ڈیوڈسن کا ایک چپراسی اپنے ہمراہ لے لیا تاکہ اوسکی رعایا سے اثناء راہ
مین کوئی حائل نہ آنے پائے اور جب توپ کے سانچے کے قریب پہونچے تو وہان عرب سراغ
مین چند جوان اپنے ہمراہ لئے ہوئے بیٹھا تہا دفعتاً اوسنے انکو گھیر لیا اور چپراسی کی کچھ پرواہ نہ کی
چونکہ متعلقان مہاجن مذکور کے ساتھہ راٹھور کے جوان تھے باہم ہتہیار چلا وئین سے دو راٹھور مارے
گئے اور عرب متعلقان مذکور کو پکڑکر شہر مین لے آئے اور اپنی قید مین رکھا جب باوجود ہونے
اُس چپراسی کے عربون نے اونکو گرفتار کرلیا تو کمشنر نے سنکر ڈیوڈسن کو طلب آسامیون کے لئے
کہلا بھیجا اور صاحب بہادر مذکور نے سراج الملک بہادر کو رقعہ لکھا کہ اس طرح سے ایسا ایسا
وقوع مین آیا بہتر ہے کہ آپ جلد آسامیون کو بھجوا دین ورنہ اس کا فساد بڑہیگا اور حسین ساگر
کا کمشنر مع جمعیت شہر مین آکر آسامیونکو لیجائیگا۔ اولاً سراج الملک بہادر نے آسامیونکو اپنے پاس بلاکر
بہت کچھ سمجھایا مگر اونہون نے نہ مانا آخرکار سراج الملک بہادر طوعاً وکرہاً خود قرض کے ذمہ دار

ہوگئے اوسوقت ساہو مذکور کی رہائی ہوئی اور سب آسامی خلاص ہوکر اپنے گھر آئے۔ اسی اثنا مین کرنل لو کی آمد آمد کی خبر گرم ہوئی اور امراے دولت استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔

ذکر سوانحات ایام ایلچی گری کرنل جان لو سفیر نہم اور اس مین دس دربار ہین

کرنل جان لو موسم گرما کے اوائل مین دوشنبہ کے روز جمادی الاول کی چھبیسوین تاریخ ۱۲۶۹ھ ہجری مطابق ماہ مارچ ۱۸۵۳ء عیسوی مین صبح کے ساڑہے چھہ بجے بعد داخل کوٹھی ہوئے گیارہ توپ کی سلامی ہوئی سب لوگون کو معلوم ہوگیا کہ شاہ انگلینڈ کا سفیر آیا اوسکے دوسرے روز برما کے فتح ہونے کی سرکار عظمت مدار مین خبر آئی اوسکی خوشی مین اکیس فیر ہوئے ماہ مذکور کی اونتیسوین تاریخ سراج الملک بہادر سفیر کی ملاقات کے لئے کوٹھی کو گئے ڈیوڈسن نے اونکا استقبال کیا اور مکان مین لے گئے۔ پس مدار المہام اور سفیر مذکور مین ملاقات ہوئی خیر و عافیت کے کلمات کے بعد سراج الملک بہادر نے ایک فرد سبیل زر دین کی کرنل جان لو کو دی کرنل مذکور نے فرد کو دیکھکر کہا کہ ہمکو ان باتون سے کچھہ غرض نہین ہم اپنے زر کی سبیل چاہتے ہین جلد اسکی سبیل ہونی چاہیے تمنے جو رقعات اس باب مین فریزر صاحب کو لکھے ہین وہ سب ہمنے دیکھے ہین یہ باتین تمہاری سب اونہین کے ساتھہ مناسب تہین ہمکو تحمل نہین ہے یہ کہکر فرد مذکور ڈیوڈسن صاحب بہادر کے حوالے کر دی سراج الملک بہادر نے رزیڈنٹ سے کہا کہ اس امر کے بندوبست کا قول ٹھہر چکا ہے آجکل مین آپکی باریابی حضور فیض گنجور مین بندگانعالی کے

ہوگی تو خود بدولت کے روبرو سب معلوم ہوجائیگا پھر کرنل جان لو بولے ہمکو باریابی کی جلدی نہین
سبیل زرسے کام ہے پس سراج الملک بہادر نے بدستور جیساکہ جنرل فریزر کے وقت مین
جب جاتے تھے میز کھا کرآیا کرتے تھے ایسا ہی اب بھی چاہا لیکن کرنل مذکور نے فقط پاندان
عطردان دیکر رخصت کیا اس سے سراج الملک بہادر بہت تشویش او سقیم الحواسی کی حالتمین
سوار ہوکر گھر چلے آئے اور رزیڈنٹ صاحب بہادر ہذا کو مثل سفیر گذشتہ کے اپنی طبیعت کے
موافق نہ پایا یہ کیفیت حضور کے بندگان عالی کو بھی معلوم ہوئی پس جمادی الاولی کی یکم تاریخ
کرنل جان لو کی باریابی مقرر ہوئی اور اس کے ایک روز قبل نقل احکام لارڈ گورنر جنرل
صاحب کی داخل ہوئی خود بدولت نے خورشید جنگ کو یاد فرماکر سب نقل سنی اوسکے
علی الصباح ہفتہ کے روز سراج الملک بہادر مع سالار جنگ بہادر کے کرنل مذکور کی کوٹھی
تک لانے کو گئے اس دفعہ آپ اور کئی سرداروں نے ملکر وہین کھانا کھایا۔ واضح ہو کہ اثنار
کھانے مین سراج الملک بہادر نے چند کلمات اپنی راستی اور صداقت کے بیان کئے اسپر
ڈیوڈسن نے کہا تم اتنے بڑے عہدے پر ہو اور تعجب ہے کہ تمکو اپنی زبان کا کچھ پاس نہین
اسکی احتیاط کرو پھر بعد فراغ طعام کرنل نے کہا تم آگے چلو ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے
آتے ہین پس سراج الملک بہادر وہا نسے اوٹھکر سوار ہوئے اور دیوانخانہ حال مین آبیٹھے
پھر تھوڑی دیر کے بعد کرنل جان لو اور کئی سردار امرا ایک منشی جملہ نو آدمی خلوت گرامی مین حاضر
ہوئے اور بندگان عالی کے حضور مین اطلاع کی گئی خود بدولت نے سب کو مع سراج الملک
بہادر کے طلب فرمایا۔

پہلا دربار واضح ہوکہ دربار ہذا مین اول طرفین سے رسوم خیر و عافیت ادا ہوئی پہر حضور فیضگنجور نے آب وہوا ملک کی کیفیت دریافت کی پہر خلوت کا حکم ہوا سراج الملک بہادر اور انگریز لوگ باہر آئے تنہائی مین کرنل مذکور نے لارڈ گورنر جنرل صاحب کا عریضہ پیش کیا حضور نے اوسکو لیکر داخل توشکخانہ علاقہ امیر الدولہ فرمایا پہر حضور نے کرنل مذکور سے دریافت فرمایا کہ سراج الملک نے جو ہنڈویان ساڑہے تین لاکہہ روپیہ کی تمکو دی تہین تم نے اونکو کیون واپس کر دیا کرنل نے عرض کیا وہ ہنڈویان وعدہ و وعید وحیلہ وحوالہ کی ہین ہمکو زر نقد آئے تقاضہ سپاہ کا سخت ہے اب ٹال نہین ہوسکتا اور یہ بہی گذارش کی کہ سراج الملک ۳۴ لاکہہ ۳۴ ہزار کئی سو روپیہ بابت عوض باقی سپاہ کنٹنجنٹ کے بیان کرتے ہین ہم بہی اپنا حساب دیکہہ لینگے اسکی سبیل جلد ہونی چاہئے خود بدولت نے فرمایا چار مہینے ٹال کرو اس عرصہ مین ہم سب ادا کر دینگے اور ماہوار ماہ بماہ پہونچتا رہیگا کرنل نے کہا اب ٹال نہین ہوتا پہر سراج الملک بہادر کو طلب فرمایا اور اون سے ارشاد کیا دیوانی کا دفتر لیکر ڈیوڑہی پر حاضر ہوئے اور بالفعل تیس لاکہہ روپیہ کی سبیل کر دو اور ماہوار ماہ بماہ پہونچائی جائے اسکا بند و بست کرو جو باقی رہجائیگا آئندہ اوسکی بہی کچہہ شکل نکل آویگی تب کرنل نے عرض کیا کہ ہم اسقدر مدت تک ٹال کیوا سطے نہین آئے ہین اور عربون کے مقدمہ مین گفتگو شروع کی اور اونکے فساد اور خونریزیون سے اطلاع دی خود بدولت نے اس بات مین فرمایا فی الحال اسکا ارادہ مت کرو فوراً بلوہ ہوجائیگا چندروز کے بعد ہم تم صلاح کرکے اسکو بہی صاف کر لینگے ۔ پہر کچہہ جنرل فریزر کا ذکر آیا کرنل نے عرض کیا اونکی جنرلی پنشن سرکار کمپنی سے ٹہرگئی ہے وہ فروری کی دسوین تاریخ چینا پٹن سے جہاز پر بیٹہکر روانہ ولایت کے ہوئے پس

پاندان اور عطردان آیا اور کرنل کو عنایت ہوا وہ رخصت ہوکر کوٹھی کو چلے گئے اور چند روز بعد سراج الملک بہادر سے اون عربون کے بارہ مین تقاضہ کیا جو فتح چند ماڑواڑی کے مدعی تھے اس اثنا مین ایک منصبدار کہ چند روز اوس سے قبل اوسکے ایک دختر ماری گئی تھی جس کا ذکر دفتر دوم مین ہوا ہے کرنل رزیڈنٹ بہادر کے پاس مستغیث ہوا کہ ایک رومی جو عبد اللہ بن علی کا خسر ہوتا ہے لڑکی کو اوس شخص کی نہ معلوم کس فریب سے لے گیا ہم سب گھر والے تلاش مین تھے کہ لڑکی کہان چلی گئی اوسکو کیا ہوا دو روز کے بعد مار کر اوس بے جرم و بے خطا کی لاش رات کے وقت دروازہ کے روبرو لاکر رکھدی مدت سے امیدوار قصاص کا ہون۔ رزیڈنٹ صاحب بہادر نے اس معاملہ کے دریافت کرنے کو بھی لکھا سراج الملک بہادر نے اعراب کے بعد اون کو فراہم کرکے تقاضہ کے طور پر ٹریصاحب بہادر کو اطلاع کی اور قاتلان راٹھور کے چھوانے کے لئے خوب فہمائش کردی اونہون نے اسکی مطلق پروا نہ کی اور طرح طرح کی سرکشیان کرنے لگے۔ انجام کار سراج الملک بہادر نے صالح بن اغربی کو چھ سو عرب پر جمعدار مقرر کیا۔ تب وہ اس بات پر راضی ہوئے کہ معاملہ کی تحقیقات موافق قاعدہ اہل اسلام کے ہو۔ اور صالح بن اغربی کو کوٹھی پر روانہ کردیا سرکار دولت مدار سے دو عالم قصاص خون کے دریافت کرنے کے لئے مقرر ہوکر مومی الیہ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور فتح چند ماڑواڑی کی طرف سے وکیل مقرر کیا گیا۔ پس کوٹھی پر چند صاحب لوگون کے سامنے دوسرے تیسرے روز معاملہ کے متعلق تحقیقات ہونے لگی۔ اور منصبدار کا مقدمہ یون روگردان ہوا۔ کہ ایک کم بخت شاگرد

ناخلف نے کہ وہ بہی منصبداروں مین سے تہا مدارالمہام کے حسب الامر دعوت کا حیلہ کرکے یا تنخواہ دغیرہ وغیرہ کا فریب دیکر کوٹہی سے لے آیا اوسکے داخل ہوتے ہی دیوانخانہ خاص مین تمام منصب دارون نے بٹہلار کہا اور حضور فیض گنجور کی طرف سے سب حضرات موصوف القدر فہمائش کرنے لگے مگر وہ اس بات پر راضی نہوا اس کے ساتہ ہی منصبدار مذکور کے متعلق وہان فریاد ہوئی رزیڈنٹ بہادر نے اونکو اطمینان تسلی دیکر کہا اور یہ کہا کہ ہم تمہارے واسطے لکہے گا تم اپنی داد کو پہونچے گا۔ اور سراج الملک نے اوس رومی کو بلا کر چند روز تک الماس بن غالب کے قہوہ خانے مین رکہا۔ لیکن کچہ نہوا آخر وہ بدنصیب تمام باتون سے محروم ہوکر چلا گیا۔ چند روز کے بعد وہ رومی خود بخود مرگیا اور علاوہ اسکے بہت سے لوگ عربون کے وہان فریادی تہے۔ اسکے بعد یہ معاملہ تو سرد ہوگیا مگر سپاہیونکی تنخواہ کا تقاضہ خوب گرم ہوا۔ اور کرنل جان لو صاحب بہادر ہفتہ کے روز بائیسوین تاریخ جمادی الثانی کو دربار مین آئے اور شریک جلسہ ہوئے۔

دوسرا دربار۔ حاضر ہوتے ہی رزیڈنٹ بہادر نے تنخواہ کے مقدمہ مین عرض کیا اول خود نے فرمایا کہ عرصہ چار ماہ مین تمہارے زربقایا کی سبیل کردیجائیگی اور آئندہ ماہ بماہ ملتی رہے گی ہم ایسا بندوبست کئے دیتے ہین بعد کو تخلیہ مین ایسا فرمایا کہ بلحاظ عہد وپیمان اور اتحاد کے تمہاری سرکار کمپنی کی جمعیت ہمارے لام پر کام آئیگی جان لو صاحب نے عرض کیا بالفعل سکندرآباد کی جمعیت انہین کام کے لئے ہے تب حضور پرنور نے فرمایا کیا الوال اور سپاہ حسین ساگر کی جمعیت ایک ہی ہے ہان اتنا فرق ہے کہ الوال کی فوج کی تنخواہ ہم نقد دئے جاتے ہین

اورحسین ساگر کی سپاہ کے مشاہرہ مین ملک سپرد کردیا ہے جان لوصاحب نے اسکا جواب کچہ نہ دیا پہر حضور بولے کہ چندوال کے عین حیات مین رزیڈنٹ نے ہمسے کہنگرپنول پر فوج روانہ کی تہی چنانچہ وہ ملک اب کمپنی کے علاقہ مین ہے اسکا جواب بہی جان لوصاحب نے کچہ نہ دیا من بعد بندگانعالی کمی مداخل کا ذکر فرماتے رہے سن سنا کر جان لوصاحب بولے کہ ان امورات کا بندوبست جبتک نہوگا کہ کوئی دیوان خیرخواہ معین نہ کیا جاوے اور جو مدار المہام بالفعل ہین اون سے ہرگز توقع نہین ہوسکتی یہ حضور نے فرمایا کہ تمہاری تنخواہ کے باب مین ہمنے اپنے دیوان کو بہت تاکید کی ہے جانلو صاحب نے عرض کیا اونکو یاد فرمایئے تب حضور پرنور نے سراج الملک بہادر کو جو باہر بیٹھے تہے طلب کرکے ایسا ارشاد کیا کہ انکے ماہوار کا ایسا ضبوط راستہ نکالدو جس سے ماہ بماہ ملتی رہے اور پانچ ماہ مین بقایا بہی ادا کردو اوسوقت سراج الملک بہادر نے ایک چٹہی جیب سے نکال کر دکہلائی اور کہا یہ تجویز ہوئی ہے جان لوصاحب نے کہا مجہے اعتبار نہین ہے تب سراج الملک نے حضور سے عرض کیا کہ دو تین روز مین دس لاکہہ روپیہ ادا ہوئے جاتے ہین اوسوقت کرنل جانلوصاحب نے سراج الملک کی طرف متوجہ ہوکر ایسا کہا کہ اگر تم اس وعدہ پر روپیہ ادا نہ کروگے تو تمہارا منہ کالا ہوگا حضور نے فرمایا نہین ہی ضرور ادا کردئے جاینگے اور دربار برخاست ہوا۔ چونکہ جانلوصاحب نے گذشتہ اور دربار حال مین آداب حضور کا نشست وبرخاست اور گفتگو مین مثل سفیران سابق کے لحاظ نہ کیا اکثر گستاخانہ اور بیباکانہ کلمات سے پیش آئے اس لئے خود بدولت چندروز تک بہت آزردہ خاطر رہے اور دلپر ملال کا بہت اثر رہا اس ضمن مین جائداد تنخواہ فوج کے مقدمہ مین لارڈ گورنر جنرل صاحب کا دوسرا خط پہونچا رزیڈنٹ بہادر نے فورًا اوسکی نقل حضور عالی مین

بیش کیا چنانچہ اوسکے مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔

خلاصہ مضمون خط لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر راسمی حضور پرنور درباب طلب تنخواہ سپاہ کنٹنجنٹ

سپاہ کنٹنجنٹ کی تنخواہ مین ہم چہتیس لاکھہ روپیہ کا ملک لیا چاہتے ہین علحدہ فرد کے موافق آپ اوسکو ہمارے وکیلون کے سپرد کردین ایک جدید عہدنامہ جو اسکے متعلق تجویز ہوا ہے اوسپر طرفین کی مہرین ہوجانی چاہئے واضح ہو کہ اس عہدنامہ مین نو مدات ہین اون سب کا حاصل یہ ہے۔

خلاصہ عہدنامہ جدید

تمام تہنامے سابق بدستور بحال و برقرار رہینگے۔ تمام امورات مین الوال کی جمعیت سرکار دولتمدار کی مؤید رہیگی۔ بشرط واجبی جہان سرکار دولتمدار کا حکم ہوگا وہان جائیگی۔ یہان سے تمام سپاہ کنٹنجنٹ کی موقوف ہوجائیگی اور بنظر گذشتہ کے تخفیف ہوکر صرف دو ہزار سوار اور پانچہزار پلٹنین اور چار کمپنیان آرٹلیری یعنی جنسی توپخانہ کی بحال و برقرار رہینگی اور انکی تنخواہ مین تعلقات تعدادی چہتیس لاکھہ روپیہ بموجب تجویز سابق سرکار کمپنی کے سپرد کردیجائینگی۔ آئندہ مطالبہ باید گرفت سرکار عظمت مدار کا جسکا ذمہ سرکار عالی نے کیا ہے نہوگا۔ رقم چوتھہ اور سالیانہ اپا ویسائی کا مطالبہ نہوگا جس تاریخ کہ تعلقات مذکور سرکار کمپنی بہادر کے تفویض ہون گے اوسوقت جو رقم کہ تعلقہ دارون نے پیشگی دیہات سے تحصیل کی ہوگی وہ سرکار عالی کی طرف عاید ہوگی۔ تہنامہ سابق مین کنٹنجنٹ کی جمعیت جو کہ مابدولت کے علاقہ مین مندرج تہی اب وہ علاقہ مذکور سے موقوف ہوکر جمعیت سکندرآباد کی طرح سرکار کمپنی بہادر کے متعلق رہیگی۔ اس عہدنامہ مین یہ بہی مندرج تہا کہ نواب نظام الملک اپنا مہری تہنامہ

لارڈ گورنر جنرل کے پاس روانہ کرین اور جیسا تہنامہ کہ خود کو منظور ہو بالفعل مہری رزیڈنٹ کا لیلیز تیس روز کی میعاد مین بموجب تہنامہ سرکار دولتمدار کے ایک دوسرا تہنامہ مہری سرکار عظمت مدار کا لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے حضور پرنور سے آنے کے بعد رزیڈنٹ صاحب کا تہنامہ موقوف اور منسوخ ہو جائیگا۔ حضور پرنور نے جب اسکو ملاحظہ فرمایا متردد ہوئے اور مدار المہام بھی بہت مشوش رہے اور کوئی جواب معقول اونکی درخواست کا تجویز نہوا نہایت فکرمند ہوئے تب ایکروز شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو یاد فرماکر تہنامہ دکھلایا اور اوسکے مضمون سے مطلع کیا اور تدبیر مشاورہ فرماتے رہے ہن بعد رجب کی اکیسوین تاریخ روز شنبہ سنہ الیہ مین کرنل جان لو صاحب بہادر حضور پرنور مین باریاب ہوئے۔

تیسرا دربار۔ اس دربار مین عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر بھی باریاب تھے اور سراج الملک بہادر بھی حاضر تھے از سر نو تہنامہ حضور پرنور کے روبرو پڑھا گیا اور کرنل جان لو صاحب ہر ہر لفظ کے معنی ہر ہر فقرہ کے مضمون اور حاصل و مراد سے اطلاع کرتے رہے اور تعلقہ چھتیس لاکھ روپیہ کی درخواست پیش کی اور عہدنامہ جدید کی توثیق چاہی حضور پرنور نے ملک کے خسارہ اور کمی مداخل کی حالت بیان کی اور فرمایا کہ چار ماہ کے عرصہ مین ہم گذشتہ کا فیصلہ کردینگے اور آئندہ ماہ بماہ تنخواہ ملتی رہیگی کرنل جان لو صاحب نے کہا تنخواہ کنٹنجنٹ کے باب مین دس برس سے ایسے ہی عذر حیلے ہوئے چلے جاتے ہین اس عرصہ بعید اور مدت مدید مین شمس الامرا بہادر امیر کبیر کی دیوانی مین صرف پانچ ماہ تک برابر ملتی رہی ہے اس مقدمہ مین بار بار حضرت سے عرض کرنا ہمکو مناسب نہین ہے ہر وقت روپیہ کا طلب کرنا طرفین کی رنجش کا باعث ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ جب ہم آیا کرین تو اخلاص

کی گفتگو فیمابین ہوا کرے تب خود بدولت نے فرمایا کہ تم فقط تنخواہ کے عوض مین صرف ملک لیا چاہتے ہو ہم چار ماہ مین اس کا فیصلہ کر دینگے اور سردست چار لاکھہ روپیہ زر نقد بھوائے دیتے ہین اسپر سراج الملک بہادر نے کہا کہ تین لاکھہ روپیہ غلام ہی داخل کرتا ہے کرنل جان لو صاحب نے سنکر عرض کیا کہ مدار المہام کے کہنے سے حضرت ہمسے اقرار کرتے ہین اگرچہ ہمکو یقین ہے کہ مدار المہام کی وعدہ خلافی ظاہر ہو جائیگی لیکن اس سے آپکے ارشاد مین فرق آئیگا خود نے فرمایا نہین جی بلاشبہ پہونچائے جائینگے ایسے ہی چار گھڑی تک برابر نشست رہی اسمین چند سوال جواب ہوئے پس خود بدولت برخاست ہوئے اور کرنل جان لو صاحب رخصت ہو کر کوٹھی کو چلے گئے۔

چوتھا دربار۔ پھر ستائیسوین تاریخ ماہ الیہ روز شنبہ کو علاقہ داران سرکار عظمت مدار سے کرنل جان لو صاحب اور ڈیوڈسن صاحب مع دو منشیون کے اور امراء سرکار دولتمدار سے عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر باریاب حضور لامع النور ہوئے اور رزیڈنٹ بہادر نے ملک طلب کرنے کے باب مین عرض معروض شروع کی اور کہا کہ ملک کے دینے مین حضرت کا کچھہ نقصان نہین ہے پچاس لاکھہ روپیہ جو سرکار عظمت مدار کا بقایا ہے گذاشت ہو جائیگا اور آئندہ کو ماہ بماہ کا تقاضہ موقوف ہوگا پھر بھی خود بدولت نے وہی چار ماہ کا وعدہ فرمایا تب کرنل جان لو صاحب نے عرض کیا کہ اس مقدمہ مین کس طرح لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کو لکھا جائے وہ وعدہ جو اس سے پیشتر چار لاکھہ اور تین لاکھہ کا چار روز مین ادا ہونے کا ہوا تھا کچھہ عمل مین نہین آیا اگر یہی رقومات وعدہ کے موافق پہونچ جاتین تو لارڈ گورنر کو لکھنے کا موقع تھا اسیطرح سے بڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی آخر کار کرنل جان لو صاحب نے گذارش کیا کہ خیر ہم نے فرض کیا کہ اگر ہمکو ملک دوام کیلیے

عنایت نہو بطور تعلقہ کے ہی سپرد ہوجائے لیکن اس تقدیر پر چالیس لاکہہ کا ملک تجویز ہوگا اسواسطے کہ اس صورت مین بقایا کے عوض سود ہی لیا جاویگا اور رمپت رام اور آپاؤ دیسائی کا سالیانہ اور چوتہہ وغیرہ بہی موقوف نہوگی اور اوسکا حساب کتاب ہم بلاشبہ داخل سرکار کیا کرینگے اور بعد آبادی ملک کے جو رقم کہ اضافہ ہوگی موافق حساب کے ہمیشہ خزانہ سرکاری مین داخل کیا کرینگے یہ معروضہ کرنل جان لو کا سنکر بندگان عالی نے فرمایا کہ ملک بطور تعلقہ کے سپرد کرنا یا دوام کے لئے دینا دونون برابر ہین اور تمہارے حساب کتاب کا کیا دیکہنا ہے کیا لینا ہے اور یہ بہی ارشاد فرمایا کہ ہمارے تمہارے تہنا مہ کو واقع ہوئے ابہی سو برس کا عرصہ نہین گذرا ہے ہم چاہتے ہین کہ اسقدر تو آرام سے رہین اسپر بڑے صاحب نے گزارش کیا کہ ہم چاہتے ہین آپ ہمیشہ آرام سے رہین کبہی آپسے کسی نوع کا تقاضہ نہ کہین بار بار روپیہ کا طلب کرنا بڑے شرم کی بات ہے جب ہم حاضر ہوا کرین تو آپ سے سیر شکار کی گفتگو رہا کرے ہر وقت تقاضہ کی صورت اچہی نہین ہے اس اثنا مین اقتدار الملک بہادر نے کہا کہ آجتک ہر ایک مدار المہام پر حضرت کی ایسی ہی تاکید رہی کہ اگر ایک مرتبہ سپاہ رکاب اور اقربایان سرکار کی تنخواہ مین تامل ہو تو مضائقہ نہین مگر سپاہ کنٹنجنٹ کی تنخواہ ماہ بماہ دیجائے یہ صورت کارپردازون کی ناعاقبت فہمی کے سبب سے ہوئی ہے ورنہ فرمان حضرت کا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ مین نے بیان کیا تب کرنل جان لو نے عرض کیا ہمکو کارپردازون سے کیا مطلب ہے صرف حضرت کی ذات سے تعلق ہے جب خود بدولت نے فرمایا کہ جسوقت ہم بذات خود اس کام کی طرف متوجہ تہے اوسوقت تمہاری ماہوار ماہ بماہ پہونچتی تہی ڈیوڈسن صاحب نے عرض کیا کہ اوسوقت کی بہی باقی رہ گئی ہے پوری نہین پہونچی ہان مگر شمس الامرا بہادر امیر کبیر کی عملداری مین برابر پہونچتی رہی ہے بلکہ فاضل

پہونچی پہر خود نے فرمایا کہ ہمارے وقت کی تمہاری رسیدات موجود ہین اور حکم دیا کہ سیف جنگ کو بلاؤ سیف جنگ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگلی باقی اوسوقت ہی رہ گئی ہے اس مین سراج الملک بہادر بولے کہ اپنے عمل مین غلام نے بہی کچھ باقی نہین رکہا ماہ بماہ پہونچاتا رہا ہے کرنل جان لو نے کہا جہوٹ کہتے ہو بہت سی باقی رہی ہے پہر اقتدار الملک بہادر نے عرض کیا کہ والد کی عملداری مین انکو ماہ بماہ عوض پہونچتا رہا پہر حضور نے فرمایا کہ شاید دو تین مہینے پہونچے ہونگے جب پہر ڈیوڈسن صاحب نے عرض کیا نہین برابر پانچ مہینے پہونچے ہین بلکہ اُس سے فاضل پہونچا ہے حساب حاضر ہے کرنل جان لو بولے اسی بات پر تو شمس الامرا بہادر امیر کبیر ہمارے صدر تک نیک نام رہے افسوس ہے کہ آپ نے ایسے امیر کبیر کو موقوف فرمایا پہر حضور پر نور نے اس تقریر کو چہوڑ کر فرمایا کہ ہم اس باب مین شاہ فرنگ کو عرضی لکہین گے کرنل جان لو کے سُننے مین شاہ فرانس آیا اس لئے وہ بولے شاہ فرانس کو لکہکر جواب منگوانے سے قبل ہم آپکا ملک ضبط کئے لیتے ہین تب خود بدولت نے فرمایا شاہ فرانس کو نہین شاہ انگلینڈ کو لکہین گے کرنل جان لو نے عرض کیا کہ اچہا آپ بلا شبہ لکہئے ۔ یہ مقدمہ بغیر اطلاع کمپنی بہادر کے نہین ہوا ہے پہر حضور نے فرمایا کہ یہ جمعیت کنٹنجنٹ کی تنہا مین ہمیشہ کے لئے نہین ہی بلکہ جسوقت کسی قوی دشمن سے مقابلہ ہو یا کوئی سرکشی اختیار کرے اوسوقت اس سپاہ کا ہونا ضرور ہے اور اب ہند و دکن مین ہمارے مقابلہ مین کوئی ایسا شخص نہین ہے جس کا اندیشہ ہو سب جگہہ تمہارا اختیار ہے تب کرنل جان لو نے عرض کیا بجا ارشاد ہوا اگر آپکو اس جمعیت کا رکہنا منظور نہین ہی تو اسہی جواب دیدیا جاوے ہم موقوف کئے دیتے ہین ہمارا بقایا ہمکو دیدیجیے اور خود نے فرمایا کہ مین اس مقدمہ مین ہان یا نہین کہہ نہین سکتا کرنل جان لو نے اوسوقت عرض کیا یہ بات میری

سمجھ مین نہین آتی خود بدولت نے فرمایا اس کا مدعا یہ ہے کہ لارڈ گورنر جنرل بہادر ملک کے لینے مین اختیار رکھتے ہین سب کا سب لے لین کوئی مانع نہین کرنل جان لو نے عرض کیا کہ لارڈ گورنر جنرل بہادر کو اگر یہ بات منظور ہوتی تو اس رقم کا تقاضہ نہ کرتے سال دو سال اور تامل کرکے جب کرور دو کرور روپیہ ہو جاتا تب سالم ملک اپنے قبضہ مین کر لیتے اونکو یہ بات منظور نہین تہی اسواسطے تہوڑی رقم کا تقاضہ کرکے اس کا فیصلہ تہوڑے سے ملک پر چاہتے ہین ملاحظہ تو فرمائیے چالیس لاکھ روپیہ منہا ہو کر آئندہ کسی نوع کا تقاضہ نہین رہا اس مین کچھ نقصان نہین ہے خود بدولت نے فرمایا اگرچہ بظاہر تمکو ہمارا نقصان نظر نہین آتا مگر فی الحقیقت اس مین بہت بڑا نقصان ہے اور ہمکو رقم کی معافی منظور نہین ہے اور جو ملک اس مقدمہ مین تم چاہتے ہو ہم دیسکتے مین لیکن اپنے امیرون سے صلاح و مشورت کرکے ہم کہینگے کرنل جان لو بولے بہتر ہے اور چار روز تامل کیا جا سکتا ہے خوب دریافت فرما کے ارشاد کیجئے غرض پانچ گہڑی تک اس قسم کی گفتگو رہی اور دربار برخاست ہوا اوسکے بعد خود بدولت نے غور فرمایا کہ یہ مقدمہ نہایت سخت ہے اور صلاح کے لئے شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو یاد فرمایا دوسرے روز بہادر موصوف مع فرزندان حاضر دربار خدمت فیضدرجت ہوئے اوسدن خود بہت سے کلمات طیبات حفاظت ملکی کے باب مین اور تدبیر رفع قرض کے بہادر موصوف سے ارشاد کرتے رہے اور جناب مختشم الیہم ہی تمام قباحتین جو جو درپیش نہین اور کارپردازون کی نافرمانی کا بیان کرتے رہے اور بخوبی تمام ریاست کے حسن و قبح سمجھائے تب خود بدولت نے شمس الامرا بہادر امیر کبیر سے فرمایا کہ اب تمہارے بغیر اس مقدمہ کا فیصلہ نہین ہوسکتا تم اسکا انتظام کرو کل ہم دفتر والون کو بلواتے ہین اون سے حساب کتاب سمجھلو

اسکے بعد مجلس برخاست ہوگئی پس اوسی روز سراج الملک بہادر اور دفتر والون کو حکم پہونچا کہ کل کے
دن حساب کتاب لیکر حاضر دربار رہین چنانچہ دوسرے روز حسب ارشاد شمس الامرا بہادر امیر کبیر مع
اہل دفتر باریاب ہوئے دفتر والون نے تمام حساب کتاب وصولباقی تنخواہ سپاہ کنٹنجنٹ
کا ملاحظہ مین پیش کیا سراج الملک بہادر بہی عرض کرتے رہے بعد بہت کچہ گفتگو کے اہل دفتر
کو حکم ہوا کہ تم امیر کبیر کے پاس جاؤ جس طرح وہ کہین ویسے عمل کرو اوسوقت شمس الامرا بہادر
امیر کبیر نے عرض کیا کہ انکا آنا میرے پاس ضروری نہین ہے باوجود فرمان بردار اور مطیع
ہونے انکے دیوان سے آجتک تجویز نہوسکی اب میرے پاس آکر کیا کرینگے یہی اولی وانسب
ہے کہ پیرو مرشد ہی دیوان سے اسکی تجویز ٹھہراکر اسکی سبیل کرین تب حضور نے فرمایا کہ تم کل
رزیڈنٹ کے پاس جاؤ اور اونکو فہمایش کرو شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے عرض کیا کہ میرے جانیکا
وہان کچہ کام نہین ہے حضرت کچہ انکی تجویز کرکے اطلاع دین سراج الملک بہادر بولے کہ انکا
وہان تشریف لیجانا ضرور ہے مینے حسب الحکم حضرت کے رقعہ لکھا ہے کہ شمس الامرا بہادر امیر کبیر
حضرت کی طرف سے تشریف لاتے ہین اور وہ آپ کی ملاقات کے منتظر ہین اس پر شمس الامرا
بہادر امیر کبیر نے فرمایا کہ اچھا اگر تم کہتے ہو تو مجبوری ہے پس خود بدولت اوٹھے او شمس الامرا
بہادر امیر کبیر اور سراج الملک بہادر اور سب اہل دفتر برخاست ہوکر اپنے اپنے گھر کو روانہ
ہوئے۔ من بعد اوسی روز شمس الامرا بہادر امیر کبیر کو حضور عالی کا حکم پہونچا کہ ہم ملک
تمہاری سپرد کرتے ہین تم کل ہمسے ملو اور رزیڈنٹ کو سمجہاو پس حسب الارشاد دوسرے روز
شمس الامرا بہادر امیر کبیر باریاب حضور ہوئے اور باہم مشاورہ ہوکر یہ امر قرار پایا کہ ملک برار کا

پھانسی کی رسم کیشی کا بیان

شمس الامرا بہادر امیرکبیر کے سپرد ہو کر اونکا مقابلہ رزیڈنٹ بہادر سے ہو جائے اسپر شمس الامرا بہادر امیرکبیر نے عرض کیا کہ حضرت کا ارشاد درست ہے لیکن جب یہ ملک میرے سپرد ہوگا تو کارکنان ریاست جو بازملین ہین اس بیجا طرح سے رنجیدہ ہونگے اور کام کو برابر نہ چلنے دینگے خودبدولت نے فرمایا نہین ہم اس کا بھی بندوبست کر دینگے تم رزیڈنٹ پاس جاؤ اور اپنا ذمہ کرلو غرہ شعبان کی تیسری تاریخ بروز پنجشنبہ شمس الامرا بہادر امیرکبیر مع فرزندان کوٹھی پر تشریف لے گئے رزیڈنٹ بہادر اونکے آنے سے بہت خوش ہوئے اور استقبال کیا اور نہایت تعظیم اور توقیر کے ساتھ ملے اور بہت کچھہ ملاقات کا اشتیاق بیان کیا بعد ان کلمات اشتیاق کے شمس الامرا بہادر امیرکبیر نے جو کچھہ بندگانعالی کا کہا ہوا پہنچایا اور بہت عمدگی سے اوس مقدمہ مین رزیڈنٹ بہادر کے فہمایش کی رزیڈنٹ بہادر نے امیرکبیر سے کہا کہ مقدمہ ہذا اللندن کی کونسل مین طے ہوا ہے اور ملک کر لینے کی تجویز وہان سے ہوآئی ہے یہ تجویز میری یا لارڈ گورنر بہادر کی نہین ہے چنانچہ نوشتہ لارڈ گورنر بہادر کے اسباب مین حافظ ہین اور چھتیس ہزار کا ملک اگر خودبدولت دیڈالین تو اوس مین طرفین کی آسایش ہے باوجود اسکے جب آپ اسمقدمہ مین آئے ہین تو بپاس خاطر آپ کے یہ قبول کیا جاتا ہے کہ ملک برار بطور تعلقہ کے میرے اور آپ کے سپرد ہو آپ اور ہم بالاتفاق بندوبست کرینگے یا نام سے آپکے ہوگا مگر ایک ہمارا افسر یعنی ضلعدار رہا کرے یہ بھی فقط بپاس خاطر آپکے قبول کیا جاتا ہے اوسکے بعد پاندان عطردان آیا اور بکمال سرور کے ساتھہ مجلس برخاست ہوئی اوسکے دوسرے روز شمس الامرا بہادر امیرکبیر نے مع فرزندان باریاب حضور ہو کر معروضہ کرنل جان لو صاحب کا گذارش کیا خودبدولت نے فرمایا یہ دو عملہ کی بات بہتر نہین ہے اس مین آئندہ بہت رخنے پیدا ہونگے شمس الامرا بہادر امیرکبیر نے

عرض کیا کہ اگر حضرت انکا معروضہ کسی طرح بہی پذیرا نکرینگے تو کیا انجام ہوگا یہ انکا تیسرا معروضہ ہے
آپ اسکو بہی قبول نہین فرماتے اب مین اونکو کیا جواب دونگا۔ پس خود بدولت نے فرمایا کہ تم انکو
یہ جواب دو کہ خود نے ایسا فرمایا ہے کہ ہم دو چار روز کے عرصہ مین تمکو باریابی مین سمجہا دینگے
ہرچند کہ یہ بات اچہی تہی اور چونکہ خود شمس الامرا بہادر امیر کبیر سے فرما چکے تہے کہ ہم ملک برار
تمہاری سپرد کرتے ہین تم جاؤ اور اونہین سمجہا کر تنخواہ کنٹنجنٹ کا ذمہ اپنا کر آؤ ضرور ایسا ہی
کرتے لیکن جملہ ارکان دولت کو شمس الامرا بہادر امیر کبیر کا بیچ مین پڑنا اور فیصلہ اس مقدمہ
کا جو سالہا سال سے اوبجہا ہوا تہا اونکے استصواب سے ہونا اور اونکا نیکنام کرانا گوارا
نہین تہا اسلئے خود بدولت کے مزاج کو پہیر دیا اور بعض بیان کرتے ہین کہ سراج الملک بہادر نے
اسطرح خود بدولت کا اطمینان کرا دیا کہ آپ ملک اونکو دیدین خانہ زاد اسکے معاوضہ مین بہت سے
دیہات جاگیرداروں کے ضبط کر کے داخل خالصہ کر دیگا اونکا محاصل اس سے زیادہ ملتا رہیگا
تعجب ہے کہ وہ سرکار کے جاگیردار نہے یا غیر خیر پانچوین تاریخ پہر امیر کبیر شمس الامرا بہادر مع فرزندان
کوٹہی پر تشریف لے گئے اور خود بدولت کا ارشاد کرنل جان لو سے ظاہر کیا وہ بولے کہ حضرت
کا ارادہ ملک دینے کا نہین ہے کاش یہی ہمکو صاف معلوم ہو جاوے کہ ملک دیتے ہین یا
نہین آپ ضرور دریافت کر کے مجہ سے کہدین شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے جواب دیا کہ ملک کے
دینے نہ دینے کی گفتگو طرفین کی رنجش کا باعث ہے مجہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود ملک
آپکو دیدینگے تب کرنل جان لو بولے کہ ہم ابہی مدار المہام کو بلواتے ہین اور اون سے کہکر
جواب منگوا لیتے ہین شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے کہا کہ مین نے صرف جو ارشاد کہ خود بدولت کا

ہوا تھا آپتک پہونچا دیا۔ برسولان طماغ باشدوبس۔ واضح ہو کہ اوسیوقت کرنل جان لونے واسطے طلب سراج الملک بہادر کے چپراسی کو روانہ کیا اور شمس الامرا بہادر امیر کبیر اپنی دولت سرا کی طرف تشریف فرما ہوئے اور تیسرے پہر کو سراج الملک بہادر حسب الطلب رزیڈنٹ صاحب کی کوٹھی کو گئے اور ملاقات کی رزیڈنٹ بہادر نے کہا کہ خود ہمکو ملک دیتے ہین یا نہین اس کا جواب صاف دو اور جب تک اس کا جواب نہ ملے گا ہمارے تمہارے درمیان نامہ و پیغام موقوف رہیگا اتنے مین ڈیوڈسن بولے پونا پر صدر کا حکم آچکا ہے کہ گوروں کی دو پلٹنین حیدرآباد جانے کو تیار رہین جب وہ آجائینگے یہ سوال و جواب نہ رہیگا پھر کچھہ اور ہی معاملہ ہوگا اس سے سراج الملک بہادر کو اندیشہ ہوا اور کہا کہ حضور برہان الدین کا کہنا بہت مانتے ہین اون سے کہلواتا ہون اور اوٹھکر اپنے گھر چلے آئے اور باریاب خدمت ہوکر رزیڈنٹ بہادر کا معروضہ پیش کیا خود بدولت نے فرمایا اچھا جس مین انکی خوشی ہووے ہمکو بھی منظور ہے ملک اونکی سپرد کردو تب سراج الملک بہادر ساتوین تاریخ یہ جواب لیکر کوٹھی کو گئے اور رزیڈنٹ صاحبکو اطلاع کی

پانچوان دربار

اس کے بعد شعبان کی بارہوین تاریخ بروز سشنبہ مطابق اکیسوین ماہ مئی ۱۸۵۳ء اشارہ سوترین عیسوی کرنل جان لو آئے اور باریاب خدمت حضور ہوے اس دربار مین عمدۃ الملک بہادر اور اقتدار الملک بہادر ہر دو فرزندان شمس الامرا بہادر امیر کبیر اور سراج الملک بہادر مدار المہام اور اعتصام الملک عوض بیگ اور ایک منشی سرکار عظمت مدار انگریزی حاضر تھے اونکے روبرو جدید تہنامہ تیار ہوکر آیا سرکار دولتمدار نواب نظام الملک بہادر کی طرف سے تہنامہ پر خود نے خاص اپنی مہر ثبت فرمائی

اور سرکار عظمت مدار کمپنی بہادر کے تہنامہ پر رزیڈنٹ صاحب نے اپنی مہراس اقرار پر کردی کہ تیس روز کی میعاد مین تہنامہ مہری بالا رڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کلکتہ کا منگواکر داخل حضور فیض گنجور کردیا جائے اوسکے بعد مہری تہنامہ اپنا مین واپس کرلونگا لیکن راجہ نانک بخش نے چونکہ مہر کے وقت انگریزی کاغذ کو تر نہین کیا تہا مہر بندگان عالی کی صاف و روشن تہ اوٹہی نیز بدستور محمد فخر الدین عرف نانامیان خزانہ دار کوٹہی نے ہر چند کہ تین بار تر کرکے سکہ چپکایا مگر رزیڈنٹ بہادر کی مہر بہی نمایان نہین ہوئی یہہ عرض بیگی کو حکم ہوا کہ اسکو کہولوا ور پڑہو۔

خلاصہ مضمون تہنامہ جدید بابت تفویض ملک بعوض تنخواہ کنٹنجنٹ مورخہ بارہوین شعبان سنہ ۱۲۶۹ ہجری مطابق اکیسوین ماہ مئی سنہ ۱۸۵۳ عیسوی

سرکار نظام کے ممالک محروسہ مین سے چالیس لاکہہ کا ملک سوائے اخراجات صادر و وارد سپاہ سہ بندی وغیرہ کے صوبہ بیجاپور و صوبہ برار و صوبہ اورنگ آباد کے تعلقات سے واسطے ادائے سود بقایا مدنا ہوار آیندہ سپاہ کنٹنجنٹ رزیڈنٹ انگریزی کے حوالہ کیا گیا اسکی جملہ خام رقم قریب پچاس لاکہہ روپیہ کے ہے شرط یہ ہے کہ ہر سال ان تعلقات کے مداخل و محاصل کا حساب دین مشاہرہ سود بقایا کے ہونے کے بعد جسقدر رکہ بچے جو رزیڈنٹ ہوا وسکو داخل خزانہ سرکار نظام کردیا کرے اور جاگیرات اس روپیہ کے اندازہ مین شریک نہین ہین انگریز اونکا دعوی نہ کرین اور جبتک خسارہ دور نہو باقی روپیہ کی طلب سرکار آصفیہ سے نہو فقط ان دیہات کے محاصل سے اوسکا سود ہی سال بسال لیاکرین اور کسی مہم اور معرکہ مین بحلاف

عہدنامہ سابق کے جب فوج کشی کا اتفاق پڑے اوسکا خرچ سرکار دولتمدار آصفیہ سے طلب نکرین اور سپاہ کنٹنجنٹ ضرورت کے وقت جانفشانی مین کسی طرح کا عذر نہ کرے اور ہر امر مین بشرط دریافت واجبی مدد ومعاون سرکار کی رہے اور تعلقات مفوضہ کی حدود پر جو تعلقات کہ علاقہ نظام کے ہین اون مین بالکل مداخلت نہوگی اور جمعیت معمولی مین تخفیف ہوکر بقدر دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیدل ہمیشہ کو بحال رہینگے فقط واضح ہو کہ جب عوض بیگی نے سر دربار یہ مضمون پڑہکر سنایا اور اوسکی عبارت تمام کی مدار المہام نے اوسکو لیکر دست خاص سے نشان اختتام کے کروائے اور جہان جہان کہ مدات تفصیل کی تہی وہ موقع تاریخ لکہے جانے کے تہے اون کو چہوڑوا دیا اور قلمبند نہین کروایا ایک مقام پر عہدنامہ کی عبارت مین سہو کاتب سے درکار کی جگہہ لفظ درگاہ کا تہا خود کی نگاہ اوسپر پڑی آپ نے قلم اصلاح سے ہائے ہوز کو رائے مہملہ بنادیا اور اوسکو لیکر رزیڈنٹ بہادر نے بہی اپنا مہری کاغذ پیش کیا اور وہ سرکار دولت مدار مین داخل ہوا اسکے بعد حضور نے سراج الملک بہادر کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اگر تمہاری دیوانی مین فوج انگریزی کی تنخواہ برابر پہونچتی رہتی تو یہ صورت ملک کے نکلجانے کی کیون پیش آتی اور ہمارے اور انگریزی ایلچی کے فیمابین گفتگو نامناسب کیون آتی تمہاری دانائی نے اس درجہ کو پہونچایا پہر کرنل جان لو کی طرف مخاطب ہوکر بولے کہ یا اگر تمہارا قرضہ ادا کردیتے تو کیا تم ملک ہم سے لے سکتے تہے کرنل جان لو بولے کہ آپ کے دیوان اور اہل کارون کی کوشش سے ادائیگی قرضہ کی ممکن نہتی اس لئے ہمنے طلوعماوکرنا تحویل ملک کی فکر کی ورنہ کیا حاجت تہی کہ ملک آپکے دست قدرت سے نکلتا پہر خود نے مکرر فرمایا کہ بالفرض اگر روپیہ پہونچ جاتا تو تم کیا کرتے

کرنل جان لو نے کہا کہ اسکے عوض مین ملک نہ لیتے اسکے بعد خود برخاست ہوئے اور رزیڈنٹ بہادر بخوشی تمام اپنی فرودگاہ پر واپس ہوئے اور ارباب شہر اور متعلقان سرکار آزردہ خاطر ہوگئے جو سنتا تھا افسوس کرتا تھا لیکن ماما جمیلہ کا اس مین فائدہ ہوگیا کہ اوسکو ننکو آرم چھ ہزار کی جاگیر دیوان کی سعی سے حضور نے عنایت فرمائی مدار المہام نے اوسکو طمع دیکر کہلوایا جس سے مزاج خود بدولت کا ملک کے دینے پر مائل ہوا اس کے پانچوین روز سراج الملک بہادر سترہوین تاریخ بروز پنجشنبہ دو گھڑی رات گئے اس جہان سرائے سے گذر گئے اور تمام دلی آرزوئین اپنے ساتھ لے گئے ۔ سبحان اللہ تدبیر اور چیز ہے اور تقدیر اور چیز ۔ اس ملک کے دینے مین مرجعیت اور تمام ملک کی آسودگی جو اونکو منظور ہوگی سو کُل پانچ روز کے لئے ہوئی کہتے ہین کہ بسبب شرب مدام کے کئی روز سے ضعف دل اور گردے کی بیماری مرحوم کو ہوگئی تھی واللہ اعلم بالصواب چنانچہ مادہ تاریخ ہر دو سانحہ کا راقم کے قطعہ ہذا سے یہ ہے ؎

ہجر تاریخ از سر افسوس ۔ کرد تحریر چون قلم بگرفت
این بگرد آخرش سراج الملک ۔ جملہ ملک برار داد و برفت

جب سپاہ کنٹنجنٹ کا یہ حال ہوا تو جمیع رکاب کا کیا حال ہوگا سوائے عربون کے بلدہ مین کوئی خوش نہین ۔ بعد انکے انتقال کے دیوان مقرر فرمانے کے باب مین رزیڈنٹ بہادر کی عرضی آئی خود بدولت نے اوسکے جواب مین لکھا کہ ریاست کے بڑے بڑے کام درپیش ہین ایک ماہ کے عرصہ مین ہم تجویز کر کے تمکو اطلاع دینگے اور اوسوقت تک جو مقدمات تمہارے ہونگے

سرکار عالی سے اجرا ہوتے رہینگے۔ پھر دوبارہ اکیسوین تاریخ رزیڈنٹ نے اطلاع کی کہ اسقدر تامل نہین ہوسکتا مقدمات تہنامہ کے بہت سے امور لارڈ گورنر جنرل بہادر کے پاس پیش ہونے والے ہین اونکے انفصال کے لئے جلد کوئی دیوان دیرینہ اور عاقل معتمد علیہ ہونا چاہئے پس حضور تجویز ہی مین تھے کہ اہل دفاتر اور کارپردازان سرکار نے نواب سراج الملک بہادر کی والدہ سے گفتگو کرکے سالار جنگ بہادر بن شجیع الملک بہادر مرحوم کو تجویز کرکے عرض کی اور خود بدولت کے مزاج کو کہہ سنکر اونکی سرفرازی پر آمادہ کردیا تب بندگان عالی نے اپنی طرف سے بھی راجہ نرندر بہادر ابن راجہ بالا پرشاد ابن راجہ چندو لال کو پیشکاری کے لئے ممتاز فرمایا اور سالار جنگ بہادر کے لئے حکم ہوا اچھا ہے سرفراز کیا لیکن سراج الملک کی طرف ہمارا دو کروڑ روپیہ آتا ہو وہ تم ادا کردو اور وقت اونکے دس لاکھ روپیہ سالانہ دیا کرنا اور راجہ نرندر بہادر سے کہلا بھیجا کہ تم نے ہم سے بعد معزولی راجہ رام بخش کیواسطے سرفرازی پیشکاری کے تیس لاکھ روپیہ دینے کا اقرار نامہ لکھدیا تہا وہ کہان ہے اونہون نے عرض کیا سیف جنگ کے پاس ہے حکم ہوا لاؤ۔ واضح ہو کہ جب وہ اقرار نامہ پیش ہوا ویساہی ایک قرارنامہ جدید مع اور ایک قرارنامہ کے کہ بالفعل اٹہائی لاکہہ روپیہ نقد دینا ہوگا لکھوا کر منگوایا اور بعد داخل ہونے دونون نوشتون کے واسطے اطلاع رزیڈنٹ بہادر کے وہ یاد کئے گئے۔

چھٹا دربار

روز شنبہ ۲۲ تاریخ ماہ حال کی کرنل جان لو حسب الارشاد آئے اور سالار جنگ بہادر اور راجہ نرندر پرشاد بہادر بھی باریاب خدمت ہوئے خود بدولت نے اون کو بٹھلایا

اور کرنل جان لو سے ارشاد کیا کہ ہم نے دیوانی کے لئے سالار جنگ کو اور پیشکاری کے لئے راجہ نرندر پرشاد کو انتخاب کیا ہے یہ سرکار مابدولت کی یقیناً کفایت کرینگے۔ کرنل مذکو نے خیال کیا کہ یہ مقدمہ انکا ہے از روے شرط عہدنامہ کے آئین رزیڈنٹ کا کہنا ضروری نہین ہے اور ارکان دولت نے پیشتر سے چھوٹے صاحب اور ڈوریا صاحب وغیرہ مصاحبان کرنل جان لو سے بھی موافقت کرلی تھی وہ باہم اول ہی کرنل جان لو سے کچھہ کہہ آئے تھے پس کرنل مذکور خاموش ہو رہے تاہم اتنا کہدیا کہ ان سے یہ کام نہ ہوسکیگا حضور نے فرمایا کہ یہ عہدہ انکے خاندان سے چلا آتا ہے البتہ یہی کرینگے اور ہاسنئے تمہاری عجلت کے سبب انہین مقرر کیا ہے پس کرنل جان لو اسکو خود بدولت کی مرضی پر رکھکر برخاست ہوئے اور پاندان عطردان دیکر رخصت ہوے بعد روانہ ہونے کے دیوان آویزہاے زمرد کی پہنچی سے اور پیشکار آویزہاے یاقوت کے سرپیچ سے سرفراز ہوئے اور اہل دفتر کو حکم ہوا کہ سالار جنگ بہادر کے پاس حاضر رہین دیوان سے فرمایا کہ جو رقعہ رزیڈنٹ کا آوے بدون ہماری اطلاع کے اوس کا جواب نہ لکھا جاوے تب دیوان نے عرض کیا کہ بعض مقدمات ضروری ایسے ہوتے ہین جنکا جواب اوسی وقت لکھنا پڑتا ہے اطلاع ہونے تک کیونکر تامل کیا جاویگا تو بہی خود بدولت نے فرمایا کہ اول ہمکو اطلاع ہونا شرط ہے پھر جواب لکھنا چاہئے دیوان اسکا اقبال کرکے رخصت ہوئے اور خود بھی برخاست ہوگئے۔ پس سالار جنگ بہادر دیوان اور راجہ نرندر پرشاد اپنے اپنے اب وجد کی میراث پر قایم ہوے۔ بعد دو ہفتے کے تہنامہ کا جواب لارڈ گورنر جنرل بہادر کے پاس سے آیا

ساتوان دربار

پہرہ سوین تاریخ رمضان المبارک سنہ مذکور بروز شنبہ کرنل جان لو اور تیس صاحب لوگ جنمین چند کلکٹری سے وہ تعلقات مفوضہ پر مقرر کئے گئے تھے اور منشی رزیڈنٹی مع خادر خزانہ حاضر خدمت ہوئے بمجرد اطلاع کے خود بدولت نے یاد فرمایا رزیڈنٹ بہادر تا اپنے ہمراہیون کے اور سالار جنگ بہادر دیوان اور راجہ نرندر پرشاد پیشکار باریاب ہمراہ ہوئے اور کرنل جان لو نے خریطہ لارڈ گورنر جنرل بہادر کا بنام حضور کے پیش کیا جس مین تعریف دانائی اور فہم اور اتحاد طرفین کا ازدیاد و استحکام مندرج تھا اور اوسکے ساتھ ہی لارڈ گورنر جنرل بہادر کا مہری تہنا مہ بہی تھا ۔

نقل خریطہ لارڈ جنرل ڈلہوسی صاحب بہادر گورنر کلکتہ بنام نامی نواب آصف جاہ نظام الملک ناصر الدولہ بہادر

درین ولا مخلص بوصول عہدنامہ با دستخط آن عالی شان مرقوم ششم ماہ جون سنہ ۱۸۵۳ ایک ہزار و ہشتصد و پنجاہ و سہ عیسوی کمال خورسند وخوشنود گردید صاحب رزیڈنٹ از طرف گورنمنٹ ہند دستخط بران عہدنامہ کردہ اند بحال و منظور داشتیم و از روے عہدنامہ مذکور رابطہ یگانگت و اتحاد یکہ از قدیم فیما بین ہر دو سرکار عالیہ مربوط و محکم است

[illegible]

زیادہ تر استحکام پذیرفت وازین فائدۂ طرفین ظہور خواہد آمد ہر آئنہ ہیچ کاربندی آن کرمفرما کے موافقت بالطبع

آن والاقدر را نسبت این سرکار پایدار نیکو دریافتم ونیز از تحریر پذیرفتن اقرارنامہ جدید با حسن ضابطہ کمال دانش وفراست

[illegible] والاقدر ولی خواہ [illegible] جاگرفت [illegible] اقرارنامہ [illegible] بہ تحال آن کرمفرما افزود

[illegible]

[illegible]

[illegible] وقت [illegible] بہ سرکار [illegible] خواہد [illegible] اتفاق قرارات گورنمنٹ [illegible] مراد

[illegible] خواہد [illegible] نزاع وخلاف ازمیان [illegible]

قوی چنانست کہ روابط موافقت وارتباط [illegible] ایام [illegible] سرکار [illegible] ہموارہ بلا ہیچگونہ خلل

بہمان طریق درآئندہ جاری خواہد بود تا رسد کہ ہمیشہ مخلص را خواہان شروم خیر وعافیت مزاج والای خود

[illegible] ورود دبارۂ قام اطلاع آن ممنون وشادمان میفرمودہ باشند زیادہ ایام جمعیت وشادمانی بکام باد۔

واضح ہو کہ وہ تہنامہ جو طرف سے حضور بندگان عالی کے لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کو گیا تھا تو وہ صرف

سادہ کاغذ پر تھا گورنر جنرل صاحب بہادر نے اسی مضمون کا اپنا مہری تہنامہ بہت عمدہ طلا اور مجلا

کاغذ پر لکھ ڈالا اور چونکہ تہنامہ پر حضور پرنور کی خاص مہر چسپیدہ ہوئی تھی اسکی ہی نقل دوسرے ویسے ہی

کاغذ پر فرماکر ہمراہ نمیقہ ہذا کے واسطے تجدید مہر کے بہجوا دی تہی بعد سماعت فرمانے نمیقہ مذکورہ خود بدولت

نے تہنامہ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر موصوف لیکر اعتصام الملک عرض بیگی کو دیدیا اونہونے پڑہنا شروع

کیا اور آپ منقول عنہ کو واسطے مقابلہ کے ملاحظہ فرماتے رہے جب عرض بیگی سبق سے لحق تک عرض خدمت

کرچکا مدعا اسکا ہی دریافت فرماکر نانک بخش سے کہا کہ اچھا اسپر مہر کرو چنانچہ نانک بخش نے دوبارہ اوس پر

[illegible]

کلان مہر حضور فیض گنجور کی کرکے کرنل جان لو صاحب کے حوالے کی اور تہنا مہ لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کا داخل مہرخانہ ہوا اور عند التجویز مدار المہام بہادر کے تعلقات مفوضہ مین کمی پانچ لاکھ روپیہ کی تہی سو وہ بہی دیا جانا مین منظور ہوئے کرشمہ یک تہنامہ کیے گئے اور اسقدر روپیہ سپرد انکے ہوئے پس کرنل جان لو صاحب نے عرض کی کہ تہنامہ سابق حضور کا جو لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کے پاس ہے واپس آویگا خود بدولت نے فرمایا اوسکے آنے کی کچھ حاجت نہین مضمون دونون کا واحد ہے پہر کرنل جان لو صاحب نے پیچ باعنایت ہونے جواب خط کے عرض کیا آپنے فرمایا کہ عنایت ہوگا بعد اسکے کرنل جان لو صاحب نے کہا کہ سیف الملک فرزند حقیقی جہان پرور بیگم صاحبہ مغفورہ جو ہماری کوٹہی پر آئی تہین ہمنے بدون اطلاع آپ کے اونسے ملنے کا عذر کیا خود بدولت نے فرمایا کہ سابق مین تمام صاحبزادون کے ماہوار دو دو ہزار روپیہ تہے مین بعد راجہ چندو لال نے دو ہزار روپیہ اضافہ کر دیے ہین اس سبب سے بدیر وصول ہوتی ہے اسکی شکایت لائی ہونگی اور سوا اوسکے جو جواہر اونکی والدہ اور غلام حیدر خان کا جسقدر رکہ کہ جات مین اونکی مان کے سب اوسکے تقسیم کرنے کا ارادہ ہے اسلیے آئی ہونگی پہر طرف اقتدار الملک بہادر کے جو بارہا تیسے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ میر عالم علی سے جو جائداد اقربا اونکی تجویز کر دی ہے اوسکی جلد سبیل ہونی چاہیے واضح ہو کہ مراد اس سے اس رقم کی طلب تہی جو شمس الامرا بہادر امیر کبیر نے پندرہ لاکھ روپیہ لکہدیے تہے اس اقرار سے کہ اذانک ہر سال دو لاکھ داخل خزانہ ہوا کرینگے جیساکہ دفتر دوم مین بیان کیا گیا ہے پس فرنگی صاحب لوگونکو پاندان ملا اور سب رخصت ہوئے بعد راجہ نرندر پرشاد سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا کہ تم کیا کرتے ہو اونہون نے عرض کی کہ غلام سالار جنگ بہادر کے پاس حاضر رہکر داخل و مخارج دیکہا کرتا ہے خود بدولت نے فرمایا کہ تم بطور اپنے دادا کے اپنے گہر مین بیٹہکر داخل و مخارج دیکہا کرو پس راجہ نانک بخش کو ایک رقم سرچٹی دو ہزار روپیہ کی جو دیوانی سے آئی تہی بابتہ سرفرازی علاقہ کروڑگیری کے عنایت ہوئی راجہ مذکور نے نذر اس عطیہ کی گذرانی اور برخاست ہوئی جملہ قلمرو سرکار دولتمدار نواب نظام الملک

بہادر کے ان دربارون مین چوالیس لاکھہ کا ملک بعد وضع اخراجات کے سپرد نائبان کمپنی بہادر کے ہوا اور رقم خام اسکی پچاس لاکھہ روپیہ ہوتی ہے۔ واضح ہو کہ جب یہ تمام مقدمات طی ہو چکے اور سب طرح سے معاملہ سپاہ کنٹنجنٹ کا گذشتہ و حال و آئندہ فیصلہ پایا خبر روانگی کرنل جان لو صاحب کی گرم ہوئی اور انتہا پائی۔ آٹھوان دربار چنانکہ چوتھی تاریخ شوال کی روز شنبہ خود بدولت رونق افزای سرِ منزل تھے کہ صاحب بہادر وہان آئے اور باریابی مین بعد خیر و عافیت طرفین کی عرض کی کہ لارڈ گورنر بہادر صاحب کلکتہ نے مجھے یاد فرمایا ہے اب میری روانگی در پیش ہے اس لئے وہانکی کونسل مین ایک رکن کی جائے خالی ہوئی ہے اور اُس جای پر مین مقرر ہوا ہون خود بدولت نے فرمایا کہ تمہاری روانگی کب ہوگی اونہونے فرمایا کہ تین چار مہینہ مین ہوگی تب خود فرمایا کہ تمہاری طلب بہت جلد ہوئی اونہونے عرض کیا کہ مین تابع حکم لارڈ گورنر جنرل صاحب بہادر کا ہون اور میرا جانا وہان سرکار کے حق مین بہت بہتر اور مناسب ہے اس لئے کہ جب مین داخل کونسل ہونگا ایسا مقدمات مین سرکار عالی کے ساعی و مساعی رہونگا اسیطرح کی چند باتین کرکے کرنل جان لو صاحب نے تخلیہ چاہا اور خلوت مین یون گذارش کی کہ لالہ بہادر فقرداد حال سرکار عالی مین بس مختار اور روائی سائر ہے دیوان اور پیشکار کا کوئی حکم اجرا نہین ہوتا اور ممالک محروسہ مین سرکار عالی کے ظلم اور تشدد عربون اور روہیلونکا بہت ہے بلکہ ایسا پایا جاتا ہے کہ تہوڑے عرصہ مین ملک تصرف سے سرکار عالی کے نکلجاوے اور اون نوجوان اہلکارون سے اسکا بند و بست ہونا دشوار اور ریاست مین آپ کی امرایان سرکار سے کوئی نہین رہا ہے الّا ایک شمس الامرا بہادر امیر کبیر ایسے ہین غرض چند باتین ایجلاد کرکے مرخص ہوا اور ہنوز تیاری روانگی کی تھی

کہ قبل رخصت ہونے کے اسکی تینین اطلاع سے خود کی کرنل صاحب نے جو تعلقات سرکار دولتمدار
نواب نظام الملک بہادر کے کہ قریب حدود تعلقات مقبوضہ سرکار عظمت مدار انگریزی کے
واقع ہین عدالت اور فوجداری بہی قایم کر دینگے نوانؔ دربار پہر اکیسوین تاریخ ذیقعدہ کی
روز شنبہ کرنل جان لو صاحب باریاب ہوئے اور وہ عہدنامہ سابق کا ٹھہری بندگان عالی
سے کم نمایان جو روانہ کلکتہ ہوا اور اوس کے واپس آنیکا اقرار تھا چونکہ وہ قبل اس دربار کے
مسترد ہو چکا تھا داخل حضور فیض گنجور رکئے اور احکام گورنمنٹ کا بیچ باب نظم و نسق ریاست
کے نام سے صاحب رزیڈنیٹ کے آیا تھا ترجمہ اوسکا بہی ملاحظہ فرماوین اور مقدمہ مین نجانے
تنخواہ اقربایان سرکار عالی کے عرض کی اور تشدد سے عربون اور روہیلون کے اطلاع دی
ان امورات کا بندوبست ضرور ہے خود بدولت نے فرمایا کہ عدالت مقرر ہوئی سے ہوجاینگا
پھر سالار جنگ بہادر نے عرض کیا کہ ہنگامہ روہیلونکا شہر مین بہت ہے خود بدولت
نے فرمایا کہ دو ہزار جوان کرناٹک کے نوکر نگہداشت کرکے اوسکا بندوبست کرو اور کوتوالی
مین بہی جمعیت کم ہے وہان بہی افزائش آہم ہے پس کرنل صاحب نے عرض کی کہ صالح عربی پر ہمارے آئین
بموجب قصاص خون کا ثابت ہوا ہے وہ قابل پہانسی دینے کے ہے اور یہانکے علما اپنی دریافت کے
موافق خون بہا لینا اور ہمیشہ کو قید رکہنا لکہدیا ہے چنانچہ نوشتہ انکا حاضر ہے پس عرب مذکور واسطے
حبس دوام کے حوالے ہمارے ہونا خود فرمایئے دائم الحبس کرنا کیا ضرور ہے شہر بدر کر دیتے ہین
کرنل جانلو صاحب بولے اگر اخراج منظور ہے تو بہی ہمارے حوالے ہونا چاہیے علاقہ داران کمپنی بہادر
بمبئی کو لیجاکر جہاز پر سوار کر دینگے تب خود بدولت نے فرمایا کہ تمہارے حوالے کرنا کیا ضرور علاقہ داران

کام محافظت کے بیان مین

سرکار عالی وہان تک سے جائینگے اور جہاز پر بٹھلا کر روانہ کر دینگے پہر کرنل جان لو صاحب نے عرض کی کہ انشاء اللہ تعالی بعد دو سال کے تعلقات مفوضہ سے اخراجات ماہوار تعینات اور سود بقایا وضع ہوکر بارہ لاکہہ روپیہ سالانہ داخل خزانہ سرکار عالی ہوا کرینگے تب خود کا ارشاد ہوا کہ تم نے کس طور سے رقم کی افزائش کی اس سے مابدولت کو بہی اطلاع دو ہم اس موافق کرینگے اس پر کرنل جان لو صاحب نے گذارش کی کہ آپکی سرکار عالی مین ایسا کوئی کارکن نہین کہ بخوبی تنسیق ممالک محروسہ کی کرے اگر کوئی ایسا ہوتا تو تعلقات مفوضہ ہم بہی اوسی کے حوالے کرتے جو کلکٹر علاقہ کمپنی بہادر کے اب تعلقات مین مقرر ہین سب ہوشیار و کاروان ہین کفایت شعاری اون کی آئندہ معلوم ہوگی من بعد کرنل جان لو صاحب نے عبید اللہ نام برادر محمد حسین خان داماد مستقیم الدولہ کی سفارش کی کہ یہ شخص بہت قابل اور عاقل ہے لکہنؤ مین بہت دنون میرے ساتہہ رہا ہے مین خوب واقف ہون حضرت بپاس خاطر میرے الطاف فرمائین خود نے سنکر جواب دیا کہ ابھی تم نہین جانتے یہ شخص بالکل ناکارہ اور خراب ہے پس کرنل جان لو صاحب چپ ہو رہے اور رخصت چاہی اور چلتے وقت ایسا کہا کہ اب رزیڈنٹ ہوکر ایسے صاحب آنے والے ہین آپ ضرور ہونگا بندوبست کرین اور پہر ہفتہ کو حاضر جناب ہونگا۔

دسوان دربار

پس حسب وعدہ اٹھائیسوین تاریخ ماہ مذکور کی روز شنبہ کرنل جان لو صاحب آئے اور حضور پرنور سے ملکر مرخص ہوئے من بعد دوسری ذی الحجہ کو سنہ الیہ مین کوٹھی رزیڈنسی سے روانہ کلکتہ ہوئی

اہل اخبار لکھتے ہین کہ کونسل مین کلکتہ کی جملہ آٹھ اسم مقرر ہوئے ان مین سے کلکرٹ نام ایک صاحب بیمار ہوکر واسطے حصول صحت مزاج کے ولایت کو چلے گئے اونکی جائی پہ کرنل جان لوصاحب کی تجویز ہوئی مدت سفارت کرنل جان لوصاحب کی چند مہینے چند دن۔ اب نامہ نگار ایک فصل مین سہ قطعہ نامجات واسطے معلوم ہونے سنوات اونکے موبوفصل کرکے اس دفتر کوبھی تمام کرتا ہے تاسیاق وسباق نظم ونثر عبارت کا اسوقت کے ناظرین پر ظاہر وباہر ہو واللہ تعالی بنا کو اس اتحاد کی کہ موجب آسایش خلق کا ہے استحکام بخشے

فصل نامہ نواب غفران مآب نظام الملک میر نظام علی خان بہادر

بہ مسٹر ہسٹکس صاحب بہادر

خط مرسلہ بوصول گردید آنچہ مساعی جمیلہ خود درباب مراسم یکجہتی ووفاق واستقرار لوازم یکرنگی واتفاق سمت ارقام پذیرفتہ بود بوضوح پیوست الحق ما بدولت را نیز یقین کلی حاصل ست کہ آن شہامت مرتبت از صمیم قلب وذہن امر ساعی اند واز انجا کہ خلوص نیت وصفاے عقیدت در انصرام مہام تاثیر تمام دارد مطمح نظر آنست کہ انشاء اللہ تعالی بمحاسن سعی واہتمام آن پردہ کشاے غوامض صداقت وہواخواہی بنیاد این مصادقت اختیار ارنی قرار گیرد کہ آثار ثبات وقیام واطوار دوام واستحکام آن ہموارہ سمت ازدیاد ارتفاع پذیرد و انچہ از روانگی خود بسبب ناسازی مزاج وموقوف بودن اکثر مہمات بر مشاورہ بالمشافہہ با بادشاہ وزیر والا دستگاہ ولایت خود ترقیم یافتہ بود نظر براینکہ آن شہامت مرتبت دراد راک

دقایق فهم و فراست بالغ نگاه و بمقتضاے دوربینی و کاردانی از اکثر ضوابط و روابط این
سرزمین چنانچه باید مطلع و آگاه اند بر خاطر ما بدولت بسیار گران آمد لیکن چون صحت مزاج
مقدم و انتظام امور ریاست اولی و اهم است مضایقه نیست تعالی شانه در کنف حفظ و
حمایت خود بمنزل مقصود رساند و مراجعت بکام یابی خاطر خواه بزودی صورت ظهور گیرد
قلمی شده بود که اراده آن شهامت مرتبت اینست که وقت رسیدن جلالت قدر و
عظمت منزلت این خاندان عالیشان و مراتب اتحاد و دوستی با بدولت را چنان خاطر نشان
پادشاه و ارکان دولت کمپنی نمایند که موجب رونق امور فیمابین و استحکام بنیان اتحاد
طرفین و مثمر رفاهیت عباد و امنیت بلاد است شود با بدولت را نیز انضباط قوانین پادشاهی
و استقامت آئین سلطنت سلاطین آن سرزمین که در متانت و صیانت امور قرارداد
بے نظیر اند همین از مدتها مرکوز خاطر بود چنانچه قبل ازین در دفعات در قولنامه که درستی آن
روبکار است ایماے باین امر شده بود امسال که روانگی آن شهامت مرتبت از حسن
اتفاق رو داده است و بثبوت پیوسته که آن شهامت مرتبت نیز از دل و جان در
انصرام این کار ساعی اند انتحاد نامه که از فحواے روایح محبت و یگانگی بمشام ادراک رسد
بنام شاه والا جاه بقلم آمده - با یک حلقه انگشتری الماس بوزن و سه یهر موافق رسم این دیار
بطریقه هدیه ارسال یافت یقین ست که آن شهامت مرتبت بر طبق نوشته خود سعی بلیغ در تاسیس
مبانی اخلاص و تشیید ارکان اختصاص بظهور آورده قولنامه جدید را که روبکار است بدستخط
آن بادشاه خورشید کلاه استحکام خواهند داد تا مدام ابواب اتحاد طرفین مفتوح و همواره

پاس رسوم یگانگی و یکجهتی از جانبین ملحوظ و منظور باشد آنچه بطریق اجمال رقمزدهٔ کلک
صداقت رسلک شده بود که کاروبار خدمات متعلقهٔ ولایت حسب ایمای مابدولت
بعمل خواهند آورد و تفصیل این پیامهای زبانی شهامت و جلالت دستگاه خود میبر
جانشین که در فنون سفارت بجامعیت تمام دیده شده مشروحاً مفهوم گردید پیداست که واسطه
شده اگر بخوبترین وجهی سرانجام این امر خطیر نماید کلید افتتاح ابواب وفاق و اتفاق همین است
چنانچه از فحوای فقره مکتوب انگریزی که بخط خود بنام مشار الیه ارقام نموده بودند دلگرمی و
اهتمام در انصرام کارهای مابدولت بوضوح انجامید چو آن شهامت مرتبت درین دیار مدتها
سکونت ورزیده از تشخصیت و جبلت طبیعت هر کس خفیفت شخص بی کم و کاست اطلاع بهم رسانیده
اند چنانچه از حقیقت ملک کرناتک حیدرآباد وغیره که حق ذاتی موروثی مابدولت است و بوجهی
چند در تصرف دیگران رفته نیز کماحقه مطلع اند لهذا درین باب بعضی مراتب مستر جانشین
فرموده سابق نیز بیان دیده شده بود و الحال نیز منفصل از نوشتهٔ مشار الیه سمت وضوح خواهد
یافت سعی بلیغ و ورکرسی نشین ساختن مقدمات مرقومه مستر مومی الیه لازم دانند تا حق بمرکز قرار
گیرد و همیشه ریاض صداقت و وفاق سرسبزی و شادابی روزافزون پذیرد دیگر مرقوم بود
که مستر کم فرس که بدانائی ستودگی انصاف و با آن شهامت مرتبت کمال اتحاد دارند جانشین
نموده اند و از مشار الیه خاطرجمعی ست که همیشه در ازدیاد استحکام روابط فیمابین سرکار مابدولت
و کمپنی ساعی خواهند بود یقین است که آن شهامت مرتبت شخصی را که جانشین خود مقرر کرده اند
البته بخوبیها متصف و بانتظام کارها پسندیده و شایسته خواهند بود.

خاص مکتوب [illegible]
[illegible]

نامه از طرف نواب غفران مآب نظام الملک میر نظام علیخان بپادشاه انگریز

کوکب دولت و اقبال واختر شوکت و اجلال بادشاه خورشید کلاه معدلت دستگاه والا شان فرخنده دودمان طراز نده اریکهٔ رفعت و عظمت فرازندهٔ الویهٔ ابهت وحشمت مالک ممالک نام آوری سالک مسالک عدل گستری ممهد قوانین جهانداری مشید قواعد کامگاری ناهج مناهج ارجمندی عارج معارج سہ‌بلندی کامگار کشور نامداری شهریار اقلیم عالی تباری شعشعه افروز افسر واورنگ رونق آموز دانش وفرهنگ جارج سوم بادشاه کریٹ برٹن وغیره ولایت فرنگ از افق حصول امانی وآمال طالع ولامع باد. امابعد نوشته کلک فصاحت سلک میگردد که مشاهدهٔ محاسن اوضاع واطوار که مقناطیس قلوب بالغ نظران کامل عیار است از بدو مخالطت رعایاے ولایت فرانسیس وجزائر انگریز با اهل این دیار وحصول آگهی رصانت قوانین ومتانت آداب وآئین سلاطین آنسرزمین علی الخصوص انضباط واستحکام لوازم مصادقت ووفاق وثبات وقیام برسم موالفت واتفاق که در نظر دقیقه شناسان مراتب کمالات بنی نوع انسان سرآمد فضائل وبهترین خصائل است وبالتخصیص تذکار مکارم صفات ومآثر ملکات آن شهریار کامگار نامدار که در تهذیب ضوابط ایالت وسرداری وترکیب روابط جهانبانی ومعدلت گستری ومزیت نصفت از امثال واقران برالسنه وافواه جمهور رندگو رود واطراف واکناف این نه طاق لاجوردی رواق بسمت اشتهار ورجحان از سائر جهانداران معروف ومشهور است

همیشه خاطر نود و نظاهر را مائل بتحریک سلسلهٔ محبت و وداد و راغب تاسیس نسبت و اتحاد داشت
اما از انجاکه هر امرے موقوف بر وقت خویش میباشد درینولا امارت و ایالت مرتبت شهامت
و بسالت منزلت منیع الشان سمو المکان مسٹر اشٹین عماد الدوله بهادر که بحسن معاشرت و نیکذاتی اهالی
اینجا را بمرتبه از خود راضی داشته که اکثر روسا و حکام بلاد هندوستان از روانگی مشار الیه افسرده
خاطر و دلگران اند عزیمت خدمت آن بادشاه والاجاه نمود نشئه یار کان موالات تاسیس بنیان
مراسلات بوساطت آن رمز شناس دقائق فطانت و آگهی پرده کشاے غوامض صداقت و هوا
خواهی مناسب نمود و واقعی امور قرار داد که بمزید نشئه این رساس سپر ماس مخصوص بود بعهد وضه
مسٹر مشار الیه حواله نموده شد تا بنیان این بناء عظمت انتبا بر قواعد قرار گیرد که دست سوانح مدتان
از دامان تخلل بنیانش کوتاهی پذیرد و بحکم تهادوا تحابوا یک حلقه و انگشتری الماس موافق رسم
این دیار برسبیل هدیه ابلاغ یافت ترصد که قبول خاطر تلطف مآثر بوده همواره ابواب مراسلات
طرفین طریقهٔ اتحاد و یکرنگی از جانبین مرعی و مسلوک باشد زیاده ایام دولت بکام باد۔

نامه از طرف مغفرت منزل سکندر جاه بهادر بنام لارڈ مارننگٹن بهادر

مکتوب مرغوب موالات اسلوب متضمن کیفیت آگهی مراتب ارقام شهامت و جلالت دستگاه فرزند
محبت پیوند فخر الدوله موتمن الملک مسٹر جیمس کلیس کرک پاترک حشمت جنگ بهادر از مقوله معانی
امر مجوزه یعنی وجه قرارے سالیانهٔ سیکاکول وغیره و ملاحظه نمودن نقل عنایتنامهٔ موسوم بهادر
موصوف مشعر بر ابراے دعوی مذکور بعد نظر اطلاع کافی وادراک وافی با بدولت علت غائی
و مقاصد معنوی سررشته موافقت و معاودت فیما بین دولتین و منافع و قواعدے که از اجراے سررشته

حکام مخالف کے بیان میں

ندبور رعایدحال این سرکار شود منصور گردید و یقین حاصل شد که این امور از روی ایصال حقوق موروثی بلا خلش و هنگامه درین سرکار ر و صیانت ممالک محروسه از آسیب سوء عزمی و زیاده طلبی معاندان بیرونی و از خطرات مخاصمت و بغاوت مخالفان درونی سرحدات ممالک و توسیع و تجمیع مملکت و ازدیاد و جا یدا دار تقاسے اقتدار و عظمت و شوکت و قدر و منزلت این ریاست درمیان یکدیگر ریاستهای هندوستان و دکن و فوائد و نتائج لابدی شرطیه موافقت کلی واقع فیما بین دولتین بوقوع آمدند. و اینکه اهالی سرکار ذیل کمپنی انگریز بهادر که لوازم تردد و مساعی درانچه اینهمه فواید عظمی عائد حال این سرکار شود بعمل آورند صرف بمقتضاے مستلزمات وفاپرستی نبود بلکه از تیقن این معنی هم بوده که خیر و خوبی سرکار انگریز بهادر بلا تفاوت و مغائرت مساءل خیر و خوبی و صیانت و حفاظت جمیع سرکاران متعهد سرکار منصوب است و فوائدیکه از روے موافقت سرکار ذوالاقتدار انگریز بهادر عائد حال این سرکار شده اند آن منیع الشان آنرا و نیز ادراک ما بدولت هر قدر که باشد بجاے بدله کافی و عوض وافی ترددات و تدبیراتیکه بذریعه آن اینهمه فوائد بحصول انجامیده متصور دارند درینصورت آن سموالمکان را بدرجه ممنون و مشکور و علو همتی تصور ساخته درباب عدم اقبال امر مجوزه اعنی مساف و مرفوع القلم شدن وجهت فراری ندبور معذور داریم معهذا درازاے چنین دلیل جلیل خیرطلبهای ما بدولت نسبت سرکار انگریز بهادر و محبت والتفات باطنی نسبت بذات آن منیع الشان و مراتب تشکر و احسان و امتنان که بدل بظهور آمده دریافته تیقین تصور نمائیم که استغدار آن سمو المکان درباب عدم اقبال امر مجوزه مزبوره که از دلائل بلند حوصلگی ما بدولت و برای سرکار کمپنی انگریز بهادر رفاه و تمام وارد نظر بر رعایت و پاسداری همان قوانین معدلت تضمین و آئین نصفت قرین

که همواره دستور العمل سرکار ذوالاقتدار کمپنی انگریز بهادر نسبت بسرکار دولتمدار مالبت دبوده است
نسبت دیگر حشمت جنگ بهادر رامر شفقت اثر راکه از اداله عدیم البدل قدردانی حسن تدبیرات سرکار کمپنی
انگریز بهادر و محبت دلی ما بدولت و نسبت بسرکار موصوف تصور نموده از طرف سرکار موصوف قبول داشته
خیلی بجا و موقع بوده رفتار روبیه بهادر موصوف درین مقدمه که فی التحقیق کار هر دو سرکار در آن شامل
است بموجب افزائش اعتبار بر ان منیع الشان و مستوجب تحسین و آفرین از طرف این سرکار نشفه مسرت
بوصول گردید و مضامین مندرجه تماماً و کلها موضوح و مکشوف و مفهوم گشته مسرور و مبتهج ساخت
بر ارباب فهم و فراست و اصحاب عقل و کیاست که حقیقت سنج محاسن مصالح ریاست و دقیقه یاب ارج
انتظام مهمات دولت اند مخفی و محتجب نخواهد بود که عمده فوائد دنیا و اصل الاصول انتفاعات هر دو دولت
عظمی آوازه عظمت و نام آوری و صیت علو همت و بلند حوصلگی اشتهار عدل و انصاف و انتشار آثار
حسن نیت و بذل و اسعاف است که هیچ فائده و انتفاعی بآن نمی رسد و نیز انیمعنی کمال وضوح
دارد که رونق سرسبزی هر دو دولت و ارتفاع معارج عظمت و شوکت منحصر بر ازدیاد و اتحاد
رؤسا عظیم الشان و استحکام بنیان وفاق از اهل اقتدار است الحمد لله و المنه که درین آوان
میمنت اقتران این مراتب از هر دو سرکار دولتمدار از حسن اتفاقات قسمی بظهور پیوست که هیچیک
از عوام و خواص بل احد الناس را شائبه ریب نمانده یعنی قسمی که معانی و مرفوع القلمی وجه مقرری
سالیانه سیکاکول وغیره ازین طرف دلیل خوض معانی بلند بستیاری همت رؤسا مطمح نظر بودن
مطالب ارجمندی پایداری حسن نیت حقیقت انتما و برهان راسخ البنیان باسم مراسم یگانگی و اتحاد
و سعی در افزائش سواد یکجهتی و وداد است بهمان قسم از مستعد ربودن منیع الشان باقبال این معنی

پاسداری مراتب یگانگی و یکرنگی و حفظ لوازم واحدیت و یکتادلی و بامراعات قوانین معدلت تضمین و
رعایت ضوابط نصفت قرین دستور العمل سرکار ابزنل کمپنی انگریز بهادر دلنشین عام و خاص بکمال حسن و
خوشنمائی گردید ازانجا که ما بدولت و عظمت نامآوری و فوائد و انتفاعات و خوبی و بهتری هردو سرکار
را بمقتضای واحدیت بدرجه مساوات میدانیم که اگر امر اول اولا موجب خوشی خاطر گردید امر ثانی
نیز ثانیاً باعث خورمی و خورسندی گشت و اینهمه حسن و خوشنمائی بمحض میامن عقل متین و خرد دوربین
دکار آگاهی و دقیقه سنجی و حق شناسی و حق گزینی و حق پرستی و اصابت رای حسن تدبیر آن منیع الشان
بمنصهٔ شهود جلوه گر گردید الحق اصابت رای و حسن تدبیر و صیانت مطالب ارجمند و غوص معانیها
بلند و حفظ ناموسین ریاست و پاس نامآوری دولت و سلوک شیوه مرضیه دانش و بینش و التزام
سجیهٔ رضیه خیراندیشی جانبین ازان سموالمکان مشهود و معاین گردید و میگیرد و هرچه درینباب گفته شود
و بزبان قلم صدق رقم در آید از هزار یکی و از بسیار اندکی خواهد بود اما آنچه درباب استحسان و شهامت
و جلادت دستگاه فرزند محبت پیوند موتمن الملک فخر الدوله حشمت جنگ بهادر سر جیمس کلیس کرک پاترک
رقمزدهٔ خامهٔ حقیقت طراز گردید این معنی ظاهر و باهر و از روی تجارت سیر و تواتر خیر و اثر مشهور و مقرر
است که وجود مردم صلاح اندیش که در ازدیاد ایتلاف و اتحاد و افزایش مدارج صدق و صداد و
مساعی جمیله بتقدیم رسانند دلیل پایداری دولت و برهان سلمی ترقی معارج انتظام امور ریاست
است الحمدلله که مصداق این معنی در فرد واحد یعنی بهادر موصوف بوجه احسن یافته شد آری
مراتب دولتخواهی بهادر موصوف مرضی و مستحسن و باعث رونق دولت و قوت بازوی اقتدار میدانیم
و همواره از مجالست و موانست بهادر موصوف مسرور و محظوظ ایم پیوسته خواهان خیریت بهادر دانسته

بایصال نمایق موالات سرور دارند زیاده چه نوشته شود تمت الکتاب بعون الملک الوهاب وهو عالم بالصواب

اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ یہ بھی ایک قطعہ مادۂ تاریخ اس کتاب کا ہے میر گلزار علیخان نام ہوش تخلص ابن میر داؤد خان معصوم سید علوی تلمیذ مؤلف سے قطعہ

چو این نسخہ از ہجر ترتیب یافت — شدہ نامور از دکن تا بسند
پے سال تاریخ کردم چو فکر — خرد گفت ای ہوش تاریخ ہند

قطعۂ تاریخ طبع از نتائج افکار جناب سید محسن حسین سخی امروہی خوشنویس مطبع ہٰذا

یہ مطبع وہ ہے جس مین چھپتی رہی — بہت خوشخط و صاف ہر اک کتاب
مگر جب نظر میری اسپر پڑی — تو ہر حرف مین پائی موتی کی آب
یہ چھپوائی جس نے سدا خوش رہے — جو حاسد ہو وہ جلکے ہووے کباب

سخی لکھدو تم صاف یہ سال طبع
چھپی ہے یہ تاریخ بھی لاجواب